حب ناولز
آب
بقلم فاطمہ نور

مکمل ناول

آب از قلم فاطمہ نور

ستاروں بھرے آسمان تلے چھت پر بیٹھے وہ چار نفوس اندھیرے میں صاف نظر نہیں آتے تھے۔ نا ان کی چہرے واضح تھے نا چہرے پر موجود تاثرات۔ صرف اتنا پتا چلتا تھا کہ ان میں سے ایک لڑکا اوپر چارپائی پر بیٹھا تھا اور باقی تین نیچے۔ ان تین میں سے ایک ننھا لڑکا تھا جو آنکھیں کھلی رکھنے کی کوشش میں مسلسل اونگھ رہا تھا۔ باقی دو چھوٹی لڑکیاں تھیں جو چارپائی پر بیٹھے لڑکے کو سن رہی تھیں

" پھر بہت منتوں مرادوں، دعاؤں، وظیفوں کے بعد بادشاہ کے گھر ایک بیٹی پیدا ہوئی، سلطان کی لاڈلی اور خوبصورتی میں بے مثال۔ اس کی پیدائش پر بادشاہ نے پورے ملک کی اپنے محل میں دعوت کی۔ ہر امیر غریب اس دعوت میں شریک ہوا۔ ان مہمانوں میں ایک فقیر بھی تھا جس نے شہزادی کو چند سکے دیئے اور دعا دی کہ وہ یہ سکے جسے بھی دان کرے گی وہ سلطنت کا مالک بنے گا اور شہزادی کا جیون ساتھی بھی

وقت گزرتا گیا اور شہزادی بڑی ہو گئی۔ وہ بہت خوبصورت اور بہادر لیکن نرم دل تھی۔ سلطان کو اب اس کی شادی کی فکر ہونے لگی تو اس نے کسی شہزادے کی تلاش شروع کر دی۔ انہی دنوں ایک دوسری سلطنت کا شہزادہ جو عنقریب سلطان بننے والا تھا، شہزادی کے ملک آیا ہوا تھا جسے سلطان نے اپنے محل میں ٹھہرایا تھا۔ اس نے شہزادی کو دیکھا اور پسند کر لیا۔ ان دنوں رواج ہوتا تھا کہ کسی شہزادی سے شادی کرنے کے لئے آپ کو شہزادی کی ایک شرط پوری کرنی پڑے گی، چاہے شہزادی پوری دنیا فتح کرنے کی شرط ہی کیوں نا رکھ دے۔ پھر ایسا ہوا کہ شہزادے نے شہزادی سے اپنی محبت کا اظہار کیا تو شہزادی نے شرط رکھی کہ اسے سمندر کی آخری تہہ میں موجود سونے کا تخت چاہیئے جس پر ایک ظالم جادوگر نے قبضہ کر رکھا ہے، شہزادی چاہتی تھی کہ شہزادہ اس جادوگر کو مار کر وہ تخت لے آئے، اس کے بعد وہ شہزادے سے شادی کرلے گی۔ اس تخت کو بہت کوشش کے باوجود آج تک کوئی حاصل نہیں کر سکا تھا لیکن کیونکہ شہزادہ اپنی محبت میں سچا تھا تو وہ تخت کی تلاش میں نکل پڑا۔ شہزادے کے جانے کے بعد ایک روز شہزادی باہر گشت پر نکلی "....

لڑکے نے رک کر ہاتھ منہ پر رکھ کر جمائی لی۔ وہ نیند میں لگ رہا تھا، یوں جیسے اسے زبردستی اٹھا کر کہانی سنانے کو کہا گیا تھا۔ اس کے رکنے پر لڑکیوں نے دم سادھ لیا

"پھر کیا ہوا بھائی؟"

نیچے بیٹھی لمبے بالوں والی نے بے چینی سے پوچھا۔ جس نے سیاہ بالوں کی چوٹی بنا رکھی تھی

"پھر"......

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کی آواز آسمان پر گزرتے جہاز کے سبب معدوم ہونے لگی۔۔۔ آہستہ۔۔۔ مدھم۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سڑک پر چلتے رکشے کی آواز کچھ زیادہ ہی بلند تھی، رکشے کی پچھلی طرف بیٹھی سواریاں کچھ اکتاہٹ اور بے زاری سے کبھی دونوں طرف نظر آتے کھیتوں کو دیکھتیں، کبھی سڑک کو، سیاہ تارکول والی سڑک جو اس قدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی کہ جھٹکوں کے باعث کبھی ماتھا اوپر رکشے کی چھت سے لگتا اور کبھی رکشے کی دونوں اطراف میں بیٹھی سواریوں کے کاندھے درد میں مبتلا ہو جاتے، شہر سے گاؤں تک کا سفر یوں تو آدھے گھنٹے میں طے ہو جاتا تھا لیکن سڑک کی خراب حالی کی وجہ سے یہ سفر ایک گھنٹے پر محیط ہو چکا تھا

بلاآخر رکشہ گاؤں کی طرف جاتے کچے راستے کے سامنے رکا تو آگے کی جانب بیٹھی چچی سکینہ اور پیچھے سے خولہ اور نین تارہ اتریں، ان کے ہاتھوں میں نیلے شاپر تھے، رکشے والے کو کرایہ دیتے وہ چوک سے نکلتے کچے راستے کی طرف بڑھیں، راستہ سیدھا آبادی کی طرف جاتا تھا، کچی مٹی والا راستہ جو مسلسل عوام کی آمدورفت کی وجہ سے پکا ہو گیا تھا، اطراف میں گندم تھی جو اب سبز رنگ سے پیلے رنگ میں بدل رہی تھی ۔سونے جیسا رنگ

"تمہیں سوٹ پسند آگیا تھا نا؟ "

چچی سے چند قدم پیچھے چلتی خولہ نے اپنی ساتھ موجود گم صُم سی نین تارہ سے پوچھا تو اس نے سر ہلا دیا

"رنگ صحیح ہے؟ "

اس نے اب بھی صرف سر ہلایا

" مجھے تو بہت پیارا لگا، ٹیلر کہہ رہا تھا کہ جلدی نہیں ہے تو آرام سے سلائی کر دے گا، چچی اور چچا دونوں جلد باز ہیں، مہینہ پڑا ہے شادی میں ابھی سے آدھا سامان لے لیا ہے "

سفید چادر سر پر ٹکائے، گردن میں نظر آتا دوپٹہ جو ہلکے بھورے رنگ کا تھا، نیچے بھوری ہی قمیص جس پر گلابی کڑھائی کی گئ تھی اور سادہ شلوار، پیروں میں چپل پہنے وہ خولہ بلال تھی، سرخ و سفید خوبصورت چہرہ، سیاہ گہری رنگ آنکھیں، مڑی ہوئ لمبی گھنی پلکیں، پیچھے چوٹی کی صورت باندھے گئے بال، ناک میں لونگ پہنی تھی جو دھوپ کی وجہ سے چمک رہی تھی۔وہ عام سے گھر میں پیدا ہونے والی لڑکی تھی جسے ملکوتی حسن سے نواز دیا گیا تھا

" آدھا نہیں لیا خولہ، صرف کپڑے لئے ہیں " نین تارہ پہلی بار بولی تھی، وہ سیاہ نگوں والی قمیص پر سیاہ شلوار پہنے ہوئے تھی، رنگت گندمی تھی لیکن چہرہ پر کشش تھا

" چچا کو ساری امیدیں گندم سے ہیں، سنو نین، اگر گندم صحیح نا ہوئ تو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ کچھ قریب کھسکی، راستہ اب پگڈنڈیوں میں تبدیل ہو گیا تھا، ایک طرف چھوٹا سا نالہ تھا جس میں سے گدلا پانی گزر رہا تھا، نالے کے دوسرے پار گندم کی فصل تھی، دوسری طرف ٹیوب ویل سے زور زور کی آواز آ رہی تھی

"اچھا اچھا سوچو "

"سوچتی اچھا اچھا ہوں، بول برابر ارہی ہوں "

وہ ہلکا سا ہنسی

"بولو بھی اچھا اچھا، ابا کی ساری امیدیں فصل سے ہیں خولہ، فصل بری ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوں گے "

"چاچا کچھ ڈرپوک طبیعت کا ہے نین، ایک میرے ابا بھی تو تھے "......

اس کی چلتی زبان رکی، نین تارہ نے رخ موڑ کر اسے دیکھا، اس کے چہرے پر پل میں تکلیف ابھری تھی

"صبر کر خولہ "

"آٹھ سال سے کر رہی ہوں "

"نی لڑکیو، زبان بند کرو اور قدم تیز رکھو، شام ہوئی ٹھہری ہے، سالن پکانا ہے، آٹا گوندھنا ہے، اوپر سے مغرب سے بادل آ رہے ہیں "

WWW.NOVELSHUB.PK

آگے چلتی چچی اب کے رک کر ان دونوں کو جھاڑنے لگیں تو ان کے قدموں کی رفتار تیز ہوئی، آبادی شروع ہو گئی تھی، کچے پکے سے مکان، بیچ بیچ میں گلیاں اور درخت، خولہ نے سر اٹھا کر مغرب کی سمت دیکھا، وہاں سے سیاہ بادل آ رہے تھے پھر اس نے سر جھکا کر اپنے قدموں کو دیکھا، اسے اب گھر جانے تک سر جھکائے ہی رکھنا تھا، اگلی گلی کا تیسرا گھر دور نہیں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عشاء کی نماز پڑھ کر وہ جائے نماز سمیٹ کر اٹھی تو نظر شیر دل پر گئی، وہ شاپر میں سے آخری بچ جانے والا امرود اٹھا رہا تھا

"میں ہاتھ توڑ دوں گی شیر، میرے امرود پر سے نظر ہٹاؤ اپنی "

جائے نماز وہیں رکھتی وہ لمحوں میں اس کے سر پر پہنچی اور شاپر جھپٹا، شیر دل گڑبڑایا

"خولے، ایک ہی بچا ہے، تم نے موٹا نہیں ہونا اس سے "

"میرا نام درست کرو اور میں نے نہیں تم نے ضرور موٹا ہو جانا ہے۔ گینڈا بن گئے ہو، اب ہاتھی بننا ہے؟ "

شاپر اپنے تکیے کے نیچے رکھتے وہ چارپائی پر بیٹھ گئی، گویا پہرے داری کر رہی تھی۔ شیر دل سامنے بیٹھا تھا

"تو کس نے کہا تھا سارے پیسے یہ کپڑوں پر لگا کر آؤ؟ کچھ کھانے کو نہیں لا سکتی تھیں؟ "

وہ خفا ہوا

"ایک شاپر میں دو کلو سیب تھے، اس میں ایک کلو امرود، اور کیا کھانے کو لاتی؟ اپنے بستر پر جاؤ"

اس کے کاندھے پر چپت رسید کرتے اس نے تکیہ اٹھایا تو وہ فوراً اٹھا

"اللہ کرے نین باجی کے ساتھ تمہاری بھی شادی ہو جائے، جان تو چھوٹے گی"

"بد دعائیں دینی ہیں تو مجھے دو۔ کیوں کسی ماں کے لاڈلے کی زندگی برباد کرنا چاہتے ہو؟" تکیہ گود میں رکھتے اس نے شیر دل کو دیکھا، لبوں پر شرارتی مسکراہٹ ابھری

"کسی ماں کا لاڈلا ملے گا تو نا؟ ماسی نورے کہتی ہے خولہ کی حرکتیں دیکھ کر کسی نے اس سے شادی نہیں کرنی" وہ امرود چھینے جانے پر خفا تھا، خولہ اس کی بات سن کر ہنسی

"ماسی نورے کی ہو گئی تو میری بھی ہو جائے گی۔ اور دیکھ لینا کوئی آئے گا سفید گھوڑے والا کسی سلطنت کا سلطان خولہ بلال کا ہاتھ مانگنے" اس نے گردن اونچی کی اور شان سے اونچی کی

"خیال رکھنا کہیں سلطان کی جیل میں قید کوئی مجرم نا آجائے"

وہ تڑخ کر کہتا غائب ہوا

WWW.NOVELSHUB.PK

" منحوس ناہو تو گیدڑ دل۔ میں دیکھتی ہوں اب کیسے تم سردیوں میں میری بیری سے بیر توڑتے ہو، کھیت والے شہتوت کو تو اپنی کالی نظروں سے دور رکھنا اور جامن کے کالے رنگ کو میں تمہارے کالے چہرے پر لگاؤں گی اگر اس کے آس پاس بھٹکے تو" وہ سیخ پا ہوتے چلائی

" زرا آئینے میں جا کر اپنی شکل دیکھو، تم سے تو زیادہ گورا ہوں، بلکہ آئینے پر رحم کرو کل بھی تم نے اٹھا رکھا تھا اور وہ تمہاری شکل برداشت نا کر سکنے کی وجہ سے ٹوٹ گیا "

نلکے پر ہاتھ دھوتے الیاس چچا نے افسوس سے سر ہلایا۔ جنگ عظیم سوئم شروع ہو چکی تھی

" میں تو جیسے جانتی نہیں ہوں نا کہ باہر سے کھڑے ہو کر کنچے تم نے مارے تھے۔ منحوس آدمی تم ملو مجھے اب گلی میں کھیلتے ہوئے "....

" آواز آہستہ رکھو لڑکی۔ پورے گاؤں کو اپنی آواز سناؤ گی؟ "

دادی نے بڑھتی جنگ میں ثالثی کم اور چودھری کا کردار ادا کرتے پھٹکارا تو اس کی زبان رک گئ۔ البتہ ایک بھسم کرتی نگاہ شیر دل پر ضرور ڈالی تھی جو اب دستر خوان پر بیٹھا تپانے والے انداز میں مسکرا رہا تھا۔ تکیہ نیچے رکھتے اس نے رخ موڑ کر دادی کو دیکھا، وہ چچی کی آواز پر اٹھ کر دستر خوان پر جا رہی تھیں، چچا نلکے سے ہاتھ دھوتے نین تارہ کے ہاتھ سے تولیہ لے رہے تھے، وہ فضا میں سرد سی سانس سپرد کرتی اٹھی پھر قدم دستر خوان کی طرف بڑھائے۔ عموماً رات کا کھانا جلدی کھا لیا جاتا تھا لیکن آج انہیں بازار سے واپسی پر دیر ہو گئ تھی تو عشاء ہو گئ تھی کھانا بناتے بناتے

"سامان لے آئے سارا؟ "

نوالہ توڑ کر منہ میں رکھتے چچا نے چچی سے پوچھا تو وہ سر ہلا گئیں

"کپڑے تو کچھ لے آئے ہیں، فرنیچر اور یہ بجلی والا سامان رہتا ہے "

"وہ میرے ذمہ ہے تم خواتین والا کام دیکھو، قرضے کے لئے بات کی ہے منشی سے، وہ کہہ رہا ہے بات کرے گا بدر صاحب سے "

اس نے کٹوری پکڑاتی نین کو دیکھا پھر چچا کو

"سود پر لیں گے چچا؟ "

"ہاں بیٹا، دیتے ہی سود پر ہیں وہ لوگ قرض "

"کیسے چکائیں گے چچا؟ ابھی تو کھاد کے لئے لیا تھا "

اس کی بھوک یکدم ہی ختم ہوئی، نین تارہ البتہ چپ چاپ نوالے لیتے رہی، اس کا سر جھکا ہوا تھا اور خولہ جانتی تھی اس کی آنکھیں نم ہوں گی

"اتار دوں گا خولہ، فصل ہونے دو، اس بار خوشے بڑے بڑے لگے ہیں تو دیکھنا گندم بڑی اچھی ہو گی "

اور یہ تو جیسے ہر مسئلے کا حل تھا، نین تارہ کی شادی ہو یا قرضہ چکانا ہو گندم ہے نا، شیر دل نے میٹرک کر لی تھی اسے شہر بھیجنا تھا، گندم کی فصل ہے نا، دادی کا آپریشن کرانا ہے، فصل ہے نا۔ کسانوں کی ضروریات اور خواہشات رقم سے نہیں فصل سے جڑی ہوتی ہیں، اس نے کچھ کہنے کی بجائے روٹی چنگیر میں رکھی

"فصل تو اس بار بلال کی زمین پر بڑی اچھی ہوئی ہے "

دادی پہلی بار بولی تھیں

"سچ میں اماں، بلال بھائی کی زمین اس بار بڑا سہارا دے گئی حالانکہ ساتھ والی زمین اس بار بھی پانی کی کمی کی وجہ سے سوکھی رہ گئی لیکن بلال بھرا کا حصہ بڑا اچھا ہوا ہے "

"یہ ساتھ والے عباس بھائی کا بیٹا تو نورے بتا رہی تھی واپس آ رہا ہے "

چچی کی آواز پر پل بھر کو وہاں سناٹا چھا گیا، نین کا ہاتھ اور خولہ کا منہ ایک ساتھ رکا تھا، نین تارہ کا سر جھکا رہا اور خولہ نے سر اٹھا کر چچا کو دیکھا، وہ پانی کا گلاس اٹھا رہے تھے، پانی پیتے انہوں نے نظریں چرائیں پھر سر کو خم دیا، خولہ کے ہاتھ میں موجود دوسرا نوالہ نیچے گرا

"کل بتا رہا تھا منشی، عدالت نے ثبوت نا ملنے پر تو سال پہلے ہی چھوڑ دیا تھا، اب واپس آ رہا ہے "

کب؟ کیوں؟ کیسے؟ یہ سب سوال نا کسی نے پوچھے تھے نا چچا نے جواب دیا تھا، نین تارہ نے دوسرا نوالہ نہیں لیا، خولہ کا دوسرا نوالہ نیچے گرا رہا، دستر خوان پر بیٹھی ان دو لڑکیوں کی بھوک مر گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اسی رات کا قصہ ہے جب ساتھ ساتھ رکھی چارپائیوں پر لیٹی خولہ اور نین تارہ آسمان کو دیکھ رہی تھیں، کالے بادل آتو گئے تھے لیکن برسنے کا نام نہیں لے رہے تھے، کسانوں اور بادلوں کا بھی عجیب رشتہ تھا، فصل پکنے سے پہلے اس کے آنے کی دعائیں کرتے، فصل پکنے کے بعد نا آنے کی، پانی رحمت بھی لگتا زحمت بھی

"نین "...

"ہوں "

"وہ چھوٹ کیوں گیا؟ "

نین تارہ نے رخ موڑ کر خولہ کو دیکھا

"عدالت کو ثبوت نہیں ملا خولہ "

"لیکن سب کہتے ہیں قتل اسی نے کیا تھا "

"تم سب کے کہے پر یقین رکھتی ہو؟ "

"میں دل کے کہے پر یقین رکھتی ہوں اور دل کہتا ہے جو سب کہتے ہیں وہ سچ ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"پتا نہیں کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔ مجھ سے اس بارے میں بات مت کیا کرو۔ مجھے وہ سب یاد نہیں کرنا "

"دادی کہتی ہیں کہ وہ ایسا لگتا تو نہیں تھا" اس نے جیسے نین تارہ کو نہیں سنا تھا" چچا نے کیس عدالت پر چھوڑ دیا، مجھے چچا سے بہت شکوہ ہے نین "

"وہ عدالتوں کے چکر سے ڈرتے تھے خولہ۔ عدالتیں عزتیں اچھالتی ہیں "

"میرے بھائی کی زندگی چچا کی عزت سے زیادہ اہم تھی۔ میں نے چچا سے کہا تھا کہ میں کیس کی پیروی کروں گی لیکن دادی نے منع کر دیا، وہ کہتی ہیں عورتیں انتقام نہیں لیتیں، وہ صرف بد دعا دے کر چپ ہو جاتی ہیں "وہ اب بھی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ نین کے گلے میں بہت سے آنسو اٹکے

"تم بھی بد دعا دے کر چپ ہو جاؤ "

اس نے رخ موڑ لیا۔ آنسو پھسل کر بہہ نکلے، ہچکی روکنے کو ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ خولہ کی آنکھیں آسمان پر جمی رہیں۔ اس کے چہرے پر نا تکلیف ابھری نا آنکھوں میں آنسو، وہ آسمان کو دیکھتی رہی، ساتھ سوئی لڑکی رو رہی تھی وہ جانتی تھی

"میں اسے بد دعا نہیں دوں گی "

آنسو صاف کرتی نین تارہ نے رک کر اسے دیکھا، اس کا چہرہ بے تاثر تھا

"پھر کیا کرو گی؟ "

"میں اپنے بھائی کے قاتل کو موت کی بد دعا نہیں دوں گی نین، میں اپنے بھائی کے قاتل کی موت بنوں گی "

اس نے رخ نین تارہ کی طرف سے موڑ لیا، نین تارہ وہیں ساکت رہ گئی، خولہ کے لہجے میں بغاوت تھی، آگ تھی، وہ آگ جو سب راکھ کر دیتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورج کی کرنیں درختوں پر پڑیں تو گندم کے خوشے الگ ہی روپ دکھانے لگے، کچی پگڈنڈی پر سکول کے لئے جاتے بچے اور ہاتھ میں درانتی تھامے مردان راستوں پر چلتے نظر آرہے تھے، گھروں میں ناشتے کا سامان سمیٹتی خواتین اب دیگر کام انجام دے رہی تھیں

ان سب سے دور، نہر کی سیدھ میں جاتے راستے سے آم کے درختوں کے بیچ راستہ بنا تھا، اینٹوں کی سڑک جو سرخ رنگ کی تھی، جہاں وہ سڑک ختم ہوتی وہاں سامنے لگا بڑا سا سفید گیٹ کھلا ہوا تھا اور اس سے سیاہ گاڑی اندر داخل ہو رہی تھی، مؤدب گارڈ نے گاڑی رکنے کا انتظار کیا پھر جھٹ آگے بڑھتے دروازہ کھولا تو اندر سے تیس سالہ بدر عبد اللہ باہر نکلا، سیاہ شلوار قمیص پہنے، بازوں کہنیوں تک موڑ رکھے تھے، ہلکی سی شیو اور سرمئی آنکھیں جو کچھ بے زار دکھائی دیتی تھیں، گاڑی سے اترتے اس نے ہاتھ میں تھامی واسکٹ ملازم کو پکڑائی پھر فرید کو دیکھا

"ڈیرے پر ابھی بھی مہمان موجود ہیں۔ تحائف بھجوا دینا سب کے ساتھ۔ اور واصف جمشید کو کاغذات بھی دے دینا زمین کے۔ دو دو کوڑی کے لوگوں سے بھی ملنا پڑتا ہے ووٹ کے لئے" اختتام پر ناگواری سے کہتے وہ تیز قدموں سے اندر کی طرف بڑھا

مرکزی ہال سے دائیں طرف ڈائننگ ہال تھا جہاں اس وقت ہر شخص موجود تھا، موبائل جیب سے نکالتا ایک نظر سب پر ڈال کر سربراہی کرسی کی طرف بڑھا

"بدر، کہاں تھے تم؟ "

سب سے پہلے حسینہ خاتون اٹھی تھیں، وہ ان کے سوال کا جواب دینے کی بجائے کرسی کھینچتا اس پر بیٹھا پھر فرید کو اشارہ کیا

"تمہاری چچی نے کچھ پوچھا ہے بدر "

"اور اگر میں انہیں جواب نہیں دے رہا تو میں آپ کو بھی جواب نہیں دوں گا چچا "

نظر اٹھا کر انہیں دیکھتے اس نے موبائل میز پر رکھا، ایک ہاتھ سے بازوں کلائی تک موڑے پھر فرید کو دیکھا جو مگ میں پانی بھرے اس کا منتظر تھا

"کیا اب ہم یہ پوچھنے کا حق بھی نہیں رکھتے بدر؟ "

وہ کچھ آزردہ سی کرسی پر بیٹھیں، بدر جواب دینے کی بجائے ہاتھ دھوتا رہا پھر تولیہ سے ہاتھ پونچھتے انہیں دیکھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ جانتی ہیں میں ان سوالوں کے جواب نہیں دیا کرتا جن کے جواب میں نہیں دینا چاہتا، ھریرہ کہاں ہے؟ "

وہاں سب موجود تھے سوائے ھریرہ کے، اس کی بات پر تلخی سے اسے دیکھتے چچا، خاموشی سے چمچ اٹھاتیں چچی، بے زار بیٹھی مسکان، موبائل تھامے دھڑا دھڑ میسج کرتا یوسف جسے صبح ہی صبح ڈھیروں کام آن پڑتے تھے، وہ کھا کم کام زیادہ کر رہا تھا

"ناراض ہو کر کمرے میں پڑا ہے "

چچا کے تلخ لہجے پر بدر نے نظر سیڑھیوں پر ڈالی

"میں دیکھتا ہوں اسے "وہ اٹھ کھڑا ہوا

"ناشتہ تو کر لو "

"آپ لوگ کریں "

وہ نیپکن ٹیبل پر رکھتا، موبائل اٹھاتے سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا، بدر عبداللہ ٹیبل سے اٹھ گیا تو اب ناممکن تھا کہ وہ دوبارہ بیٹھتا تو سب ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے

سیڑھیوں پر چڑھتا بدر اب سیڑھیوں سے ہوتا دائیں گیلری میں مڑا پھر پہلے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا

WWW.NOVELSHUB.PK

"بھوک نہیں ہے مجھے، کہانا "

اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھے دروازہ کھولا تو اندر کا منظر واضح ہوا، وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا تھا، کمبل نیچے گرا پڑا تھا، اے سی فل سپیڈ میں چل رہا تھا، بدر نیچے گرے کشن کو پاؤں سے سائیڈ پر کرتا اندر آیا پھر بیڈ کے دائیں طرف رکھے صوفے پر بیٹھا، بازوں پیچھے پھیلا لئے، ٹانگ پر ٹانگ جمار کھی تھی

"بھوک کیوں نہیں ہے؟ "

ھریرہ جھٹکے سے سیدھے ہوا پھر اسی تیزی سے اٹھ کر بیٹھا

"آپ کیا کر رہے ہیں یہاں؟ "

"میں نے پوچھا بھوک کیوں نہیں ہے؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا

"موڈ نہیں کھانے کا "

ھریرہ سیدھا ہوتا بیڈ پر بیٹھ گیا، وہ بائیس سالہ خوبرو لڑکا تھا، بال گھنگریالے تھے جو ماتھے پر بکھرے تھے

"تم طے کر لو موڈ نہیں ہے یا بھوک، یا وجہ کچھ اور ہے؟ "

"آپ جانتے ہیں" اس نے خفا نظر سے بدر کو دیکھا تو وہ شانے اچکا گیا

"بھوک ہڑتال سے میں متاثر نہیں ہوتا ھریرہ، مجھے راضی کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ ڈھونڈو "

"آپ بہت اچھے ہیں بھائی، مان جائیں نا "

"میں خوش آمد سے بھی متاثر نہیں ہوتا "

"پلیز ".....

"درخواستیں میں منظور نہیں کرتا "

"میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا "

"دھمکیاں مجھ پر اثر نہیں کرتیں "

"میں ناراض ہو جاؤں گا "

"خفا ہونے والوں کو میں منایا نہیں کرتا "

"کسی کی سفارش لا دوں؟ "

"سفارشات مجھے سخت ناپسند ہیں "

"کوئی عرض کی چٹھی؟ "

"رد کر دی جائے گی "

"پھر کیسے مانیں گے؟ "

"میں نہیں مانوں گا، اور تم جانتے ہوں کہ اگر میں منع کر رہا ہوں تو تمہارا باپ بھی مجھے نہیں منا سکتا" وہ سنجیدہ تھا

"بابا کو کوئی اعتراض نہیں ہے بھائی" وہ ہنوز خفا تھا

"مجھے ہے، اور کیونکہ مجھے ہے تو ان کا راضی ہونا بے معنی ہے "

"مجھے یہاں نہیں رہنا "

"یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے "

"زیادتی ہے، دیہات دیہات ہی ہوتا ہے، یہاں کلبز نہیں ہیں، پارٹیز نہیں ہیں "...

اس کی زبان رکی، پھر دانتوں تلے دبائی، بدر نے صرف ایک ابرو اچکایا

"تم درحقیقت اپنے دوستوں کو نہیں، امریکہ کہ رنگینیوں کو مس کر رہے ہو، بہت شکریہ، اب میں مزید اپنے فیصلے پر مضبوطی سے قائم ہوں" وہ قمیص کا دامن جھٹکتا اٹھا "تم چاہو تو لاہور جاؤ یا کراچی چاہے اسلام آباد، لیکن اب پڑھائی مکمل ہونے کے بعد امریکہ جانے کی وجہ باقی نہیں رہتی، کل تیار رہنا میرے ساتھ، زمینوں پر چلنا ہے تمہیں، فی الحال نیچے جاؤ اور ناشتہ کرو۔ مجھے دوبارہ تم یوں ناراض نظر آئے تو میں تمہارے کمرے میں آنے کی زحمت نہیں کروں گا "

"بھائی "....

وہ اس کا احتجاج نظر انداز کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ اگر بدر عبداللہ نے ایک بار منع کر دیا تھا تو ھریرہ جانتا تھا اسے اب کوئی قائل نہیں کر سکے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" نین آپی کی شادی کو پورا ایک ماہ رہتا ہے خولہ، اتنی کیا جلدی ہے تم لوگوں کو؟ "

شام کا ڈوبتا سورج جب زرد رنگ میں باقی رہ گیا تھا تو کھیتوں کے بیچ دو لڑکیوں کو آسمان پر اڑتے پرندوں نے رک کر دیکھا، سیاہ لمبی قمیص اور سفید شلوار والی خولہ اور گھٹنوں تک آتی قمیص اور بیلٹ والی شلوار پہنے ماہ جبین، وہ گھاس کے ساتھ والی پگڈنڈی پر چل رہی تھیں، خولہ آگے تھی

" چچا جیسے جیسے تھوڑی بہت رقم آ رہی ہے سامان اکٹھا کر رہے ہیں، ابھی تو زیور رہتے ہیں، الیکٹرانک سامان رہتا ہے، فرنیچر رہتا ہے "

"بڑا خرچہ ہو جائے گا تمہارے چچا کا "

"ہو ہی جاتا ہے، غریب کے لئے نا زندہ رہنا آسان ہے نا مرنا، مرنے پر بھی بہت خرچہ آتا ہے، زندہ رہنے پر بھی، نا موت سستی نا زندگی "

پگڈنڈی سے اترتے وہ رکی، چھوٹی سی نہر آگے جا کر کھیت کو پانی دیتی تھی، نیچے کچا رستہ تھا جو آبادی تک جاتا تھا، وہ دوسرے گاؤں تک گئی تھیں تاکہ کپڑے جو سلائی کرنے کے لئے دیئے تھے وہ لے آئیں، ماہ جبین کی بہن کی شادی تھی اور ان کے سوٹ ابھی تک سل کر نہیں آئے تھے

"رک کیوں گئی؟ "

آگے چلتی خولہ کو یکدم ماہ جبین کے رکنے کا احساس ہوا تو وہ رک کر پوچھنے لگی

"کوئی آرہا ہے "

وہ سڑک سے آتے راستے کو دیکھ رہی تھی، ماہ جبین آگے کو ہو کر تجسس سے دیکھنے لگی، خولہ کی نظریں سکڑیں پھر ساکت ہوئیں

کعب عباس، وہ وہی تھا، تین سال بعد بالآخر وہ اس کی شکل دیکھ رہی تھی، اسے آج آنا تھا؟

وہ اپنے دوستوں کے بیچ چل رہا تھا، سر جھکا ہوا تھا، سفید شلوار قمیص پہن رکھی تھی، گلے میں سرخ پھولوں والا ہار تھا، کچھ ہاتھوں میں بھی اٹھا رکھے تھے، ارد گرد چند ساتھی جو نعرے لگا رہے تھے، وہ وہیں جم کر اسے دیکھتی رہی، اس کا چہرہ جھکا تھا، وہ نظر اٹھاتا تو وہ ایک لمحے میں اس کے چہرے کو دیکھ کر بتا دیتی کہ کعب عباس بدلا تھا یا نہیں

اور اس نے نظر اٹھائی، پہلے اپنے ساتھ چلتے لڑکے کو دیکھا پھر گندم کے کھیت کو پھر نظر گھاس پر گئی، پھر پگڈنڈی پر کھڑی لڑکی پر، جس کی آنکھیں ساکت تھیں اسے دیکھ کر کعب عباس کے قدم ساکت ہوئے، ارد گرد کا شور غائب ہو گیا، وہ وہیں جما رہ گیا، وہ وہیں تھم گیا، نظر سیاہ دوپٹے والی خولہ پر گئی، سیاہ آنکھوں والی لڑکی اسی کو دیکھ رہی تھی، اس نے جان لیا تھا کہ کعب عباس نہیں بدلا تھا، وہ گاؤں کے برگد کے پیڑ تلے دھاگے باندھ کر گیا تھا، گانٹھ بڑی پکی تھی، دھاگہ مضبوط تھا، نا ٹوٹتا نا اسے دیمک چاٹتی

خولہ نے گردن سیدھی کی، اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا، نا آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا، کعب کو جما دیکھ اس کے دوست بھی رک گئے تھے، خولہ کو چلتے دیکھ اس کی دوست بھی قدم بڑھا گئی تھی، وہ نظریں پھیر چکی تھی، وہ نظریں نہیں پھیر پا رہا تھا، اس کے سامنے سے چلتے اسے راستہ پار کرنا تھا، وہ چار راستوں کی جگہ تھی، دو لوگ وہیں ٹھہرے تھے، خولہ بلال کے قدم مضبوط تھے، اس نے نا نظریں جھکائی تھیں نا نظریں پھیری تھیں، کچے راستے سے آبادی کی طرف بڑھتے وہ سامنے دیکھتی جا رہی تھی پھر عین اس شخص کے سامنے سے گزرتے اس نے نظر پھیری، کعب عباس کے ہاتھ میں تھامے پھول خشک ہو گئے، گلے میں موجود ہار پر لٹکتے پھولوں نے خوشبو کھو دی، دوستوں کے نعرے شور میں تبدیل ہوئے، رقص زہر لگا، ڈوبتا سورج لوٹ آتا اور وہ جا کر برگد کے پیڑ پر بندھے دھاگوں میں منت کا ایک دھاگہ اور باندھتا۔ گاؤں کی کچی سڑکوں پر پراندے ڈال کر چلتی لڑکی کے نا بدلنے کا دھاگہ

اس نے ان دو نظروں میں جان لیا تھا کہ خولہ بلال بدل گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اگلے دن سہ پہر کی بات ہے جب کمرے میں وہ لکڑی کی صندوق کا ڈھکن کھولے کھڑی تھی جب نین تارہ اندر داخل ہوئ،اس کے قدم سست ہوئے پھر وہ انہی سست قدموں سے خولہ تک گئ،وہ ایک تصویر اٹھائے ہوئ تھی،نین تارہ کی نظر اس تصویر پر گئ

نیلی جینز پر وہ ہلکے گلابی رنگ کی شرٹ پہنے مسکرا رہا تھا،آنکھیں خولہ کی آنکھوں جیسی تھیں،،باغی،چمکدار،ذہین،نقوش اور رنگت بھی اسی سے ملتے تھے،وہ کیمرے کی طرف دیکھ رہا تھا اور اعتماد سے دیکھ رہا تھا،مسکرا رہا تھا اور دنیا کو اپنی مسکراہٹ میں قید کر رہا تھا،چہرہ روشن،پیشانی بلند،چہرے پر بہت چھوٹی سی داڑھی تھی جو اس پر جچتی تھی

"کل میں نے کعب کو دیکھا"

تصویر پر نظر جما کر ٹھہری نین تارہ نے نظر اٹھا کر خولہ کو دیکھا،اس کے چہرے پر پچھلے تین سالوں میں اس نے پہلی بار وہ اذیت دیکھی تھی جو دل چیرنے والی تھی

"کہاں؟"

"نادر چچا کے کھیت کے پاس،وہ واپس آگیا ہے"

"اندھا قانون" نین تارہ نے سر جھٹکا

" قانون اندھا ہے نین، رجب بلال کی بہن نہیں، اس کی آنکھیں ہیں، ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں "

"کیا کرو گی؟ "

خولہ نے آنکھیں بند کیں پھر آنکھیں کھولیں تو ان میں پانی نہیں تھا، آگ تھی

"میں اندھے قانون سے اپنا انصاف خود لوں گی "

"باغی مت بنو خولہ" نین تارہ کو خوف ہوا

"منصف بن رہی ہوں "

"یہ تمہارا کام نہیں ہے "

"جن کا تھا وہ نہیں کر سکے "

وہ تصویر صندوق میں ڈال رہی تھی، نین تارہ نے دیکھا وہ صندوق میں ہاتھ ڈالتی کچھ اور نکالنے لگی تھی، وہ دو قدم پیچھے ہوئی

"خولہ "...

آواز صدمے سے پھٹ گئی، اس کے ہاتھ میں سیاہ پستول تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"میرے پاس آنکھیں ہیں نین، مجھے رستے آتے ہیں، میرے پاس ہاتھ ہیں، وہ ہتھیار اٹھانا جانتے ہیں، میرے پاس قدم ہیں، میں انصاف کے لئے خود چل سکتی ہوں "

"رکھو.... اسے رکھو خولہ "

نین کا سانس تھم گیا۔ وہ پسٹل یوں تھامے ٹھہری تھی جیسے کھلونا ہو

"ڈرو مت، آج جا کر نہیں مار رہی اسے، آج صرف چلانے جا رہی ہوں، رجب بھائی نے چھ گولیاں ڈالی تھیں، میں تین سیکھنے کے لئے اور تین انصاف کے لئے بچا کر رکھ رہی ہوں "

وہ اپنے سیاہ دوپٹے میں وہ گن چھپا رہی تھی، نین تارہ کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا

"یہ مت کرو خولہ "

"تمہیں اللہ کی قسم نین جو کسی کو بتایا، راز دان بنا رہی ہوں، خیانت مت کرنا "

"کیوں بتا رہی ہو، دل پھٹ جائے گا میرا "

"وصیت کرنے کے لئے بتا رہی ہوں، میری قبر میرے بھائی کے ساتھ بنانا "

بے تاثر لہجے میں کہتے وہ دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی جب نین تارہ یکدم سامنے آئی، وہ رونے والی شکل بنائے ہوئی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"مت کر خولہ "

"مارنے نہیں جارہی اسے نین، آج نہیں مارنے جارہی، آج صرف دیکھنے جارہی ہوں یہ چلتی بھی ہے یا نہیں "

اب کہ لہجے میں نرمی آئی، وہ نین تارہ کی دائیں طرف سے ہوتی باہر بڑھی، نین تارہ وہیں جمی رہی، اس نے باہر خولہ کہ آواز سنی تھی وہ دادی کو ماہ جبین کی طرف جانے کا کہہ رہی تھی۔ پھر اس نے دروازے کی چوکھٹ پر دیکھا وہاں ہکا بکا سا شیر دل کھڑا تھا

"باجی، یہ... یہ بندوق لے کر گئ ہے؟ "

نین تارہ دھم سے چارپائی پر بیٹھی۔ سر ہاتھوں میں گرالیا

"اسے روکو باجی "

شیر دل پریشانی سے کہتا آگے کو ہوا

"وہ نہیں رکے گی شیر۔ خولہ اپنے علاوہ کسی کی نہیں سنتی "

"اسے کچھ ہو جائے گا باجی "وہ پریشان تھا اور غصے میں تھا۔ نین تارہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا

"وہ خولہ بلال ہے شیر دل۔ وہ مرنے والوں میں سے نہیں مارنے والوں میں سے ہے۔ خولہ کے لئے مت ڈرو، خولہ سے ڈرو۔ اسے بندوق چلانی آتی ہے اور جس عورت کو بندوق چلانی آتی ہو اس سے ہر مرد کو ڈرنا چاہیئے"

سولہ سالہ شیر دل کچھ دیر نین تارہ کو دیکھتا رہا پھر الٹے قدموں پیچھے کو ہوا

"اور وہ ایک عورت ہے باجی۔ عورت بندوق اٹھا سکتی ہے چلا نہیں سکتی"

وہ نین تارہ کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کے لئے نہیں رکا تھا۔ اسے خولہ کے پیچھے جانا تھا۔ وہ گھر کا مرد تھا۔ اسے اپنی عورتوں کی حفاظت کرنی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چنار مہاراں (فرضی نام، کسی حقیقی نام سے مماثلت اتفاق ہو گی) میں دن ڈھلنے لگا تو تین گاڑیاں بیک وقت کچے راستے پر رکیں تو دھول سی ارد گرد اڑی پھر پہلی گاڑی کا دروازہ کھلا اور بدر باہر نکلا، اس نے کریم رنگ کی شلوار قمیص پہن رکھی تھی، آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا جسے اتارتے جیب میں رکھا، اس کے پیچھے والی گاڑی سے ھریرہ اور یوسف باہر نکلے، سیاہ جینز پر سفید شرٹ پہنے یوسف اور نیلی جینز پر ڈھیلی سی لال ٹی شرٹ پہنے ھریرہ

"تم یہاں آتے ہو پہلے؟" بدر کو آگے بڑھتے دیکھ ھریرہ یوسف کے تھوڑا نزدیک ہوا

"بدر بھائی کے ساتھ آتا رہتا ہوں "

"یہ ساری زمینیں ہماری ہیں ؟ "

"ہاں "

"اتنی ساری ؟ "

"ہماری ہی ہیں ھریرہ "

"گڈ ".....

وہ متاثر ہوا، یوسف نے کچھ نہیں کہا، وہ بتانا سکا آدھی سے زیادہ زمینیں تو کسانوں سے ہتھیائی گئ تھیں، بدر ساتھ موجود منشی سے فصلوں کا پوچھ رہا تھا، گندم کی فصل تیار ہونے والی تھی، اس بار زیادہ منافع کی امید تھی

"بس چند دن مزید دیر ہے صاحب، گندم اچھی بکے گی اس بار ان شاءاللہ "

"حساب کتاب آپ یوسف کو دے دیجیئے گا۔ میں الیکشنز میں مصروف ہوں "

"جی صاحب۔ وہی دیکھ رہے ہیں ابھی بھی سب۔ میں زرا کھاد کی بوریاں گن لوں۔ کل آئ تھیں تو کم نا ہوں "

منشی رجسٹر اٹھاتے گندم کی فصل کے اختتام پر بنے ایک کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ تپتی دوپہر میں سفیدے کے درختوں تلے ٹھہرتے اس نے آنکھیں سکیڑ کر نظر فصل پر ڈالی۔ ھریرہ اور یوسف تب تک وہیں آ چکے تھے

"مجھے آج پتا چلا بھائی کہ آپ کے پاس اتنی زمینیں ہیں "

ھریرہ متاثر لگ رہا تھا۔ بدر نے رخ موڑا پھر لب ہلکے سے مسکرائے

"اگر تمہارا باپ تمہیں دس سال کی عمر میں امریکہ نا بھیجتا تو تم بہت پہلے ہی جان لیتے ھریرہ۔ لیکن مجھے خاقان چچا سے اسی بزدلی کی امید تھی۔ وہ دشمن سے ڈرنے والے انسان ہیں، سامنا کرنے والے نہیں "

ھریرہ نے بدر کے تبصرے پر کچھ نہیں کہا۔ وہ جانتا تھا اس کا باپ اور بدر ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔ اور وہ اپنے باپ اور بدر سے ایک جتنی محبت کرتا تھا

"تم دونوں چلو گے آگے یا یہیں رکنا ہے؟ "

آگے بڑھتے اس نے ان دونوں سے پوچھا تو ھریرہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا

"میں اتنی گرمی میں کہیں نہیں جا رہا۔ آپ لوگ جائیں "

وہ اب کی بار ھریرہ پر صرف ایک تاسف بھری نظر ڈال کر آگے بڑھ گیا۔ یوسف اس سے کچھ کہہ رہا تھا، اسے بدر کے ساتھ جانا تھا۔ وہ ھریرہ کی طرح بر گر بچہ نہیں تھا۔ آدھا بچپن اس نے ان جگہوں پر گزارا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

ان سے کچھ فاصلے پر موجود بدر موبائل نکالتے آگے بڑھ رہا تھا جب اسے یکدم زور کی آواز سنائی دی، گولی چلنے کی زور دار آواز، وہ نیچے بیٹھا، گارڈ پھرتی سے اس تک آئے کچھ ھریرہ اور یوسف کی طرف بڑھے، زمین پر بیٹھے بدر کو ھریرہ کی چیخ سنائی دی، اس کا چہرہ سفید پڑا، وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا، پھر تیزی سے پیچھے کی طرف بڑھا، گندم کے ارد گرد سفیدے کے لمبے درخت تھے، ساتھ چھوٹی سی نہر گزرتی تھی جو آگے جاتی تھی، وہ سفیدے کے درختوں کو چیرتا کھلے میدان کی طرف آیا تو نظر ھریرہ پر گئی، وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے رکوع کی صورت جھکا ہوا تھا، چہرہ زرد ہو رہا تھا، اس کے ساتھ ٹھہرا یوسف اس کی پیٹھ تھپتپا رہا تھا، وہ تیزی سے ان کی طرف آیا

"تم ٹھیک ہو ھریرہ؟ یوسف "

ھریرہ کو سیدھا کھڑا کرتے اس نے اس کا گال تھپتپایا تو وہ آنکھیں بند کرتا سر ہلا گیا، یوسف کی آنکھوں میں کچھ اذیت ابھری۔ اسے اپنا نام بعد میں لیا جانا برا لگا تھا

"ٹھیک ہوں بھائی، ٹھیک ہوں "

گارڈ پانی بڑھا رہا تھا، اس کے ہاتھ سے پانی لے کر ھریرہ کو دیتے اس نے یوسف کو دیکھا

"تم ٹھیک ہو؟ "

اس نے سر ہلا دیا، بدر نے رخ موڑ کر گارڈز کو دیکھا

"کس نے گولی چلائی ہے ؟ "

چہرہ غضبناک ہو گیا، آنکھیں سخت، ہاتھ میں تھامی پسٹل کو لوڈ کرتے وہ آگے بڑھنے لگا جب پیچھے سے آواز آئی

"اس نے چلائی تھی سر "

بدر عبد اللہ دھیرے سے پلٹا، دو گارڈز کے بیچ کوئی لڑکی آرہی تھی، ایک گارڈ نے اس کا بازو دبوچ رکھا تھا، وہ اس سیاہ دوپٹے والی لڑکی کو دیکھنے لگا جو غصے سے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک چھوٹا لڑکا اور کانپتی لڑکی بھی تھے۔ ان سے کچھ فاصلے پر لڑکی نے ہاتھ جھٹکے سے گارڈ کے ہاتھوں سے کھینچے

"اب ہاتھ لگایا تو چیڑ پھاڑ کھاؤں گی تمہیں "

وہ سرخ پڑتی آنکھوں سے غرائی۔ گارڈز نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ بدر کا دماغ جیسے گھوم گیا، تیزی سے اس کی طرف بڑھتے اس نے گن لوڈ کی

"تم ہو کون ؟ کس کے کہنے "....

باقی کے الفاظ زبان میں رہ گئے، اس سے ایک قدم کے فاصلے پر وہ رک گیا، قدم ساکت آنکھیں بے یقین ہوئیں، لڑکی نے ہاتھ میں تھامی پسٹل عین اس کے دل کے مقام پر رکھی تھی، بدر عبد اللہ کا پورا وجود تھم گیا،

WWW.NOVELSHUB.PK

جس دل پر پسٹل رکھی گئی تھی وہ دل بھی، جو آنکھیں غصے سے دہک رہی تھیں وہ بھی، اس نے نظر اپنے سینے پر ڈالی پھر اس لڑکی پر

"اپنی آواز اور قدم قابو میں رکھیں بدر عبداللہ صاحب، آپ کے سامنے آپ کے محل کی لونڈی نہیں خولہ بلال کھڑی ہے "

عین اس کے دل پر گن رکھے وہ سختی سے کہہ رہی تھی، پیچھے موجود گارڈ آگے بڑھنے لگے تو بدر نے گن والا ہاتھ اٹھایا، وہ وہیں رک گئے، بدر کی طرف آتے یوسف کو ھریرہ نے بازو سے تھاما۔ پل بھر کو وہ ٹھٹکا تھا پھر گہری نظر سے اس لڑکی کو دیکھا

"کون ہو تم؟ "

گہری نظر کسی اور کی بھی تھی، سینے پر رکھی گن کو اس نے قابلِ التفا بھی نا سمجھا تھا، وہ اس سیاہ آنکھوں والی کو دیکھ رہا تھا جو نا ڈری تھی نا ڈرنے والی لگ رہی تھی

"آپ نے غالباً غور سے نام نہیں سنا میرا، خولہ بلال "

"مجھے جانتی ہو؟" اس نے ابرو اچکایا۔ چہرے کی برہمی غائب تھی

"جی، بدر عبداللہ نام ہے آپ کا "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ گن نیچے کر رہی تھی جب اپنے ہاتھ میں تھامی گن سے بدر نے اس کے ہاتھ کو اونچا کرتے اپنی گن اس کی گن پر رکھی، خولہ کے ہاتھ میں کوئی کرنٹ سا دوڑا، پہلی بار چہرے پر کچھ سرخی پھیلی، جانے غصہ، جانے حیا، جانے ادا، یا غضب، جو بھی تھا بخدا باکمال تھا

"بدر عبد اللہ کون؟ "

اس کا ہاتھ اب بھی گن کو تھامے ہوئے تھا، نظر اب بھی خولہ کے چہرے پر جمی تھی

"ہمیں جانے دیں "

وہ غصے سے بولی

"میں نے پوچھا کون بدر عبد اللہ؟ "

اس کے گن والے ہاتھ کی سختی بڑھی

"آپ حویلی میں رہتے ہیں "

اس کا ہاتھ ڈھیلا ہوا، خولہ نے جھٹ گن پیچھے کی

"یہ تعارف مجھے پسند نہیں آیا" اس کے چہرے پر مایوسی پھیلی

"میں آپ کے پسند کے تعارف کی غلام نہیں ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ جواب مجھے پسند آیا، تم ہمیں مارنے آئی ہو؟ "

وہ ارد گرد سے بے نیاز اس سے پوچھ رہا تھا، وہاں جہاں اس نے گن رکھی تھی۔ وہ حصہ جل رہا تھا

"مارنے آتی تو پکڑی نا جاتی، میں صرف نشانہ پکا کرنے کے لئے مشق کر رہی تھی "

اس نے پر تپش نظریں پیچھے ٹھہرے لڑکوں پر ڈالیں، غصے سے اسے گھورتے دو لڑکے اور گارڈ جو اپنے مالک کے حکم کے پابند تھے۔ بدر نے اس کے ہاتھ میں تھامی پسٹل کو دیکھا

"چلانی آتی ہے تمہیں گن؟ "

"آزمانا چاہتے ہیں؟" اٹھی گردن، باغی آنکھیں، مضبوط آواز، جانے کیوں لیکن وہ مسکرایا

"گاؤں کی عورتیں بندوق نہیں اٹھایا کرتیں محترمہ "

"اٹھالیں تو؟" وہ باغی تھی

"ان سے زیادہ خطرناک کوئی نہیں ہوتا" اسے باغی پسند تھے

"میں ہوں خطرناک، اس لئے جانے دیں ہمیں، میرا ارادہ آپ کے جتھے کو نقصان پہنچانے کا نہیں تھا۔ میں صرف اسے چلانا سیکھ رہی تھی "

بدر نے چند لمحے اسے دیکھا، وہ عورت نظریں جھکائے بنا، سر اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی، چہرے پر ناڈر تھا نا خوف پھر اس نے پیچھے دیکھا۔ ننھا لڑکا یوں تھا گویا بے ہوش ہو جائے گا۔ دوسری لڑکی کانپ رہی تھی

"صاحب، یہ میری بیٹی ہے "

پیچھے کوئ دوڑ کر آیا تھا۔ بدر نے رخ موڑا۔ منشی عبد القدوس بوکھلائے چہرے سے انھی کی طرف آرہا تھا۔ خولہ کے چہرے پر کچھ سکون دوڑا

"یہ....؟" اس نے گن سے خولہ کی طرف اشارہ کیا

"یہ بیٹی جیسی ہے۔ میں جانتا ہوں اسے" ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھی۔ سخت نظروں سے دونوں لڑکیوں کو گھورا

"اپنی عورتوں کو حد میں رہنا سکھاؤ منشی۔ میری گولی چل جاتی تو تمہاری وضاحت بیکار تھی "

اس نے خولہ پر ایک نظر ڈالی جس کے ماتھے پر بل پڑے تھے

"آپ اپنی عورتوں کو دیکھیں۔ میں کسی کے حکم پر نہیں چلا کرتی "

اس سے پیچھے کھڑے شیر دل اور ماہ جبین دونوں نے بیک وقت اس کی زبان کے کٹ جانے کی دعا کی۔ اس بار بدر نے اس کی گستاخی ضبط کرلی

WWW.NOVELSHUB.PK

"زبان زرا قابو میں رکھا کریں تو بہتر ہو گا۔ جا سکتی ہیں" اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ بھڑک کر اس سے کچھ کہتی بدر مڑ گیا

"بھائی۔۔ایسے کیسے جانے دے رہے ہیں "

ھریرہ فورا آگے کو ہوا، وہ جو سکون کا سانس لینے لگی تھی پھر سے سانس اٹکا

"جانے دو ھریرہ، غلطی سے محترمہ نے گولی چلادی تھی "

"بھائی لیکن "

"جائیں محترمہ، آئندہ میری زمینوں پر نظر مت آیئے گا "

"حکم دے رہے ہیں تو میں رد کرتی ہوں "

وہ پیچھے مڑی، تھر تھر کانپتی ماہ جبین کا ہاتھ تھاما، شیر دل کو نظروں سے گھورا بنا دوسری ان پر ڈالے وہ سفیدے کے درختوں کے پیچھے غائب ہو گئ، ان کے پیچھے ٹھہرے بدر کے ماتھے پر شکنیں ابھریں

"آپ نے اسے جانے کیوں دیا بھائی؟ "

ھریرہ برے برے منہ بناتا ان کی طرف آیا تو بدر نے رخ موڑا

"عورت تھی ھریرہ، مرد ہوتا تو زندہ نا جاتا، بدر عبداللہ عورتوں سے دشمنی نبھانے والا مرد نہیں ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ گن گارڈ کی طرف پھینکتا گاڑی کی طرف جا رہا تھا، منشی اس کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ ھریرہ نے پلٹ کر درختوں کی طرف دیکھا پھر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اور یوسف.... وہ چند لمحے وہیں رکا رہا۔ نظریں اسی راستے پر تھیں پھر پیچھے سے ہارن کی آواز پر وہ چونکا۔ آخری نظر اس راستے پر ڈالی اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا ،وہ الجھا ہوا الگ رہا تھا، کچھ سوچتا ہوا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درختوں کے پار تیزی سے چلتے شیر دل، ماہ جبین اور خولہ نظر آ رہی تھیں۔ ان کی جوتوں پر مٹی لگی تھی۔ شلوار کے پائنچے گیلے تھے اور رفتار حد سے زیادہ تیز

"آہستہ چلو تم دونوں "ماہ جبین جھٹکے سے رکی، اس کے پیچھے شیر دل بھی، خولہ نے بمشکل خود کو اس سے ٹکرانے سے بچایا

"میرا نام دماغ خراب ہو گیا تھا جو یہاں تمہارے ساتھ آ گئی "

"اور میرا بھی "

شیر دل نے لقمہ دیا۔ کہاں کا مرد؟، کہاں کی حفاظت؟، پستول دیکھ کر اس کی ساری بہادری ہوا ہوئی تھی

"بہت شکریہ "اس نے مشکور ہو کر ملامت موصول کی

"ذرا اندازہ ہے خولہ جس کے سینے پر بندوق رکھ کر آ رہی ہو وہ کون ہے؟ "ماہ جبین غصہ ہوئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر عبداللہ"

"علاقے کا سربراہ بولو خولے" شیر دل اس سے زیادہ غصہ ہوا

"خدا نہیں ہے وہ"

"بہت بکواس بولتی ہو"

"دوبارہ سے شکریہ"

"حرکتیں اس سے زیادہ بکواس ہیں"

"ایک بار پھر سے شکریہ"

"زبان حد سے زیادہ لمبی"

وہ رک رک کر ماہ جبین کو لقمے دے رہا تھا

"تمہارا بھی شکریہ"

ماہ جبین کچھ تھک کر پگڈنڈی پر بیٹھی پھر سر اٹھا کر خولہ کو دیکھا۔ وہ رخ موڑے اس زمین کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ دونوں ابھی آئی تھیں

WWW.NOVELSHUB.PK

"ضد چھوڑ دو خولہ "

"کون سی ضد؟ "

"اپنے بھائی کے قاتل کو مارنے کی" شیر دل نے بے ساختہ خولہ کو دیکھا جس کا چہرہ لمحے میں بے تاثر ہوا تھا

"کعب عباس نام ہے اس کا "

"وہ کہتا ہے اس نے قتل نہیں کیا "

"اس سے کہنا میں اس کے کہے پر یقین نہیں رکھتی "

"ایک بار اسے سن لو "

"جس دن اپنے بھائی کے جنازے کا اعلان سنا تھا اس دن سے میں نے کعب عباس کی طرف سے آنے والی آواز سننا بند کر دی ہے "

"اگر وہ قاتل نا ہوا تو؟ تمہارا بھائی واقعی بے ہوش کر پانی میں گرا تو؟ اس کی موت واقعی حادثہ ہوئی تو؟ "

"وہ حادثہ نہیں تھا "

"وہ حادثہ ہوا تو خولہ؟ کعب قاتل نا ہوا تو؟ "

"وہ ہے ماہ جبین "اس کی آواز کانپی

"اگر وہ نا ہوتو؟..... "ماہ جبین اٹھ کر اس کے سامنے آئی "تو جانتی ہو اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ دو سال بے گناہ جیل میں رہا۔ ایک سال کی جلاوطنی کاٹی۔ اس کی زندگی بے غلط تباہ کی گئی۔ اسے گاؤں میں غلط ذلیل کیا گیا۔ اس کا دل غلط توڑا گیا "

خولہ کے حلق میں کچھ اٹکا۔ اس نے ہاتھ میں تھامی پسٹل کو دیکھا پھر شیر دل کو پھر ماہ جبین کو

"میرے بھائی کا کیا ماہ جبین؟ اس کی زندگی کا کیا؟ اس کے خوابوں کا کیا؟ اس کی موت کا کیا؟ خولہ کا کیا؟ وہ اس دنیا میں میرا واحد رشتہ تھا۔ میری ماں، میرا باپ، میرا بھائی، میرا دوست۔ وہ ایک شخص میرا سب کچھ تھا۔ جب اس کی لاش گھر آئی میں نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے ماتھے سے مٹی صاف کی تھی۔ اس کے گیلے بالوں سے پانی صاف کیا تھا۔ اس کے پیٹ میں پانی تھا۔ اس کا سفید سوٹ گیلا تھا۔ ہر طرف پانی تھا ماہ جبین۔ ہر طرف پانی تھا بخدا اسی پانی میں ماروں گی اس کے قاتل کو" نم آنکھوں اور سخت آواز سے کہتے اس کی آواز ہلکی سی بلند ہوئی۔ ماہ جبین کی زبان سے الفاظ چھن گئے۔ تین سال سے خولہ کسی کے سامنے نہیں روئی تھی

"رو لو خولہ "

"جس دن اس پستول سے گولیاں اس کے سینے میں ماریں اس دن جی بھر کر روؤں گی "اس نے آنسو حلق سے نیچے اتار لئے۔ قدم آگے بڑھا لئے۔ شیر دل چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لیا، اسے خولہ کا محافظ بننا تھا۔ ماہ

WWW.NOVELSHUB.PK

جبین کی نظر پگڈنڈی کے ساتھ بنی کھال پر گئ(چھوٹی نہر جس سے پانی گزرتا ہے)وہاں گدلا پانی تھا۔ کسانوں کے لئے نعمت۔کسی کے لئے زحمت..... آب!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صفیہ خاتون نے لسی کا گلاس چنگیر میں رکھتے سالن کی کٹوری اٹھائ اور تھکے قدموں سے صحن کے دائیں طرف بنے دروازے کی طرف بڑھیں۔کچی مٹی والا صحن جو کمروں کے آگے جا کر پکا ہو رہا تھا۔وہ پہلے کمرے کی طرف بڑھیں پھر دروازہ کھولا۔اندر سرخ مسہری پر کعب اوندھے منہ لیتا تھا۔وہ چنگیر مسہری کے سامنے پڑی میز پر رکھتی اس تک آئیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا

"کعب...."اس نے فوراً آنکھیں کھولیں پھر ماں کو دیکھ کر بند کرتے تھکی سی سانس لی

"اٹھ جا۔روٹی کھا لے"مندی مندی سی آنکھیں کھولتے وہ سیدھا ہوا۔چند لمحے چھت کو گھورتا پھر اٹھ بیٹھا

"بھوک نہیں تھی اماں"

"زبردستی کھالو۔چلو شاباش۔جب یہاں سے گئے تھے تو اچھے خاصے تھے۔اب حال دیکھو۔سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہو"وہ دھیمے سے ہنس دیا

"جیل میں تھا اماں۔وہاں مرغ مسلم نہیں دال ملتی ہے"

"اب یہاں کھا لینا مرغ۔چلو شاباش"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ کچھ سستی سے اٹھا پھر بالوں میں ہاتھ پھیرتے باہر گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو ہاتھ منہ دھلے ہوئے تھے۔ نیلی جینز پر ڈھیلی سی گول گلے والی سفید ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ صفیہ تب تک کھانا مسہری پر رکھ چکی تھیں

"کیا ضرورت تھی یہ پکانے کی؟۔ کھا لیتا کچھ بھی "

وہ گوشت کا سالن دیکھتا بولا

" تین سال بعد گھر آئے ہو۔ دال کھلاتی تمہیں ؟ "

"خرچہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی اماں" وہ مسہری پر بیٹھتے کہہ رہا تھا۔ چہرہ گندمی رنگت کا تھا۔ بال بالکل سیاہ اور چمکدار۔ جو سامنے سے گیلے ہو کر ماتھے پر بکھرے تھے۔ آنکھیں کتھئی رنگ کی تھیں

" دوبارہ واپس تو نہیں جاؤ گے ناشہر اب ؟ "

"نہیں جاؤں گا اماں" لقمہ بناتے منہ میں ڈالا۔ مکھن اندر گیا تو جیسے عرصے بعد زبان کسی آشنا ذائقے سے روشناس ہوئی

"اور رجب کے قاتل کا کیا؟" ذائقہ تلخ ہو گیا۔ اگلا نوالہ بناتا اس کا ہاتھ لمحہ بھر کو تھما

"پولیس دیکھ لے گی" اس نے نظریں چرائیں

WWW.NOVELSHUB.PK

"ہاں وہی دیکھیں اب۔ تو چھوٹ گیا میرے لئے کافی ہے "

کعب نے رخ صفیہ کی طرف موڑا

"آپ کا بھانجا تھا وہ اماں "

"بھانجے کے قتل کے جرم میں جسے گرفتار کیا گیا وہ بیٹا ہے۔ غم مجھے بھی ہے۔ پر اس غم میں اپنی اولاد قربان نہیں کر سکتی میں "

اس نے رخ دوبارہ روٹی کی طرف کر لیا۔ وہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہیں۔ کعب خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا پھر اس کا ہاتھ رکا۔ نوالہ بناتی اُنگلیاں رکیں

"خولہ کیسی ہے اماں؟ "

وہ نگاہیں کٹوری پر جمائے بہت دھیمے سے بولا تھا۔ صفیہ چند لمحے اسے دیکھتی رہیں

"خولہ خولہ ہے کعب۔ وہ اب رجب کی بہن لگتی ہے "

وہ کٹوری کو دیکھتا رہا۔ اگلا سوال پوچھنے میں جھجک آڑے آ رہی تھی

"اس کا رشتہ نہیں ہوا کہیں "

WWW.NOVELSHUB.PK

ماں جیسے اس کے دل کا حال خود ہی جان گئ تھی۔ کعب کے گلے میں گلٹی ابھری۔ نگاہیں اب بھی نیچے کر رکھی تھیں

"پر اس کا تجھ سے بھی رشتہ باقی نہیں رہا "

پہلی بار اس نے جھکی نگاہیں اٹھائیں۔ صفیہ نے پہلی بار ان آنکھوں میں کوئ کرب دیکھا۔ اُنہوں نے نظریں چرا لیں

"وہ میری خالہ زاد ہے "

"صرف یہی رشتہ باقی رہ گیا ہے کعب۔ صرف یہی "

وہ آہستہ سے اٹھیں "میں پانی لاتی ہوں "

کعب اُنہیں دیکھتا رہا۔ وہ جانتا تھا اب وہ واپس نہیں آئیں گی۔ وہ کچھ سوال لئے پھر رہا تھا جن کے جواب نا ان کے پاس تھے نا وہ ڈھونڈنا چاہتی تھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیر دل کے ہاتھ سے بوتل پکڑتے اس نے زرا کی ذرا نظر باہر بھی ڈال لی۔ جامن کے درخت تلے بچھی تین چارپائیوں میں سے دو پر جمال کا خاندان بیٹھا تھا۔ اس کی تین بہنیں۔ ایک چچا اور چچی۔ ماں اور باپ۔ بہنوں کے بچے پورے گھر میں ادھم مچائے ہوئے تھے۔ وہ کچن کی طرف بڑھ گئ۔ کمروں کے سامنے دروازہ تھا جو

WWW.NOVELSHUB.PK

کچا صحن گزر کر آتا تھا۔بائیں طرف ڈھیروں درخت لگا رکھے تھے۔دائیں طرف دیوار مڑ جاتی تھی جہاں کچن تھا۔وہ اندر آئی تو نین تارہ چولہے سے چاول اتارتی نیچے رکھ رہی تھی

"کس لئے آئے ہیں یہ ؟ "

بوتل سلف پر رکھتے اس نے نین تارہ کو دیکھا جو اب لکڑیاں بجھا رہی تھی

"ملنے "

"ملنے کے لئے پورا ٹبر لے کر آنے کی کیا ضرورت تھی ؟ "

"خولہ..." چچی نے اندر آتے تنبیہا اسے دیکھا تو وہ شانے اچکا گئ

"مان لیں چچی۔اتوار کو یہ لوگ یہاں صرف کھانا کھانے آتے ہیں۔اب یہ چاول، گوشت اور بوتل اپنے گھر تو نہیں مل سکتے "

چچی اسے نظر انداز کرتیں نین تارہ تک آئیں "جاکر کپڑے تبدیل کرو اور باہر آجاؤ۔تمہاری ساس پوچھ رہی تھیں "

"ایک بار پوچھا ہے صرف "

"تم جاتی ہو یہاں سے یا ڈنڈا ماروں ؟" اب کے چچی کو غصہ آیا تو وہ ڈھٹائی سے ہنس دی

"ماریں زرا۔ مجھ سے پہلے آپ کو درد ہو گا۔ جا رہی ہوں نین کے ساتھ "

وہ ایک گلاس میں بوتل ڈالتی فوراً غائب ہوئی۔ نین تارہ ان دونوں کے مشترکہ کمرے میں جا چکی تھی۔ وہ اندر آئی تو وہ آئینے کے سامنے کھڑی بال کھول رہی تھی

"جمال بھائی نہیں آئے "

"میں نہیں جانتی "

"میں بتا رہی ہوں "

"اچھا لگے گا آتا ہوا؟ "

"زہر لگیں گے "

"اس لئے نہیں آیا "

"بس کرو نین۔ کام ہو گا ان کو کوئی۔ ورنہ مفت کا کھانا کیوں چھوڑتے وہ؟ "

بالوں کو کنگھی کرتی نین تارہ نے رک کر خولہ کو دیکھا۔ وہ چارپائی پر بیٹھی آرام سے بوتل پی رہی تھی

"تم ملیں ان سب سے؟ "

"نہیں۔ نا ملوں گی۔ میں پھر کچھ بول دوں گی اور یہاں پھڈا ہو جائے گا۔ تمہارے سسرال والے بہت برے لگتے ہیں مجھے۔ تم کہتی ہو مل آتی ہوں۔ "

"رشتہ تڑوانا چاہتی ہو میرا؟" وہ خفگی سے کہتی کپڑے اٹھاتی غسل خانے کی طرف جا رہی تھی

"ہاں "...

نین تارہ کے قدم رکے۔ پلٹ کر خولہ کو دیکھا

"کیوں؟ "

"تم میرے بھائی کی منگیتر ہو نین "نین تارہ کا دل سکڑا

" تھی "....

" اور میرا بھائی کہتا تھا خولہ کے بعد نین تارہ وہ دوسری لڑکی ہے جس کو رلانے والے کو میں اپنے ہاتھوں سے زمین میں گاڑھوں گا" وہ گلاس چارپائی پر رکھتی نین تارہ تک آئی جو خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی" اور میں جانتی ہوں کہ جمال بھائی تمہیں رلائیں گے۔ اپنے بھائی کی ساری ذمہ داریاں مجھ پر ہیں نین، اور میں تمہیں بیوہ نہیں کرنا چاہتی" وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی

"منحوس نا ہو تو "

WWW.NOVELSHUB.PK

نین تارہ نے زور سے اس کے کاندھے پر ہاتھ مارا وہ ہلکا سا کراہی

"میں سچ میں جمال بھائی کو قتل کر ڈالوں گی اگر اُنہوں نے کبھی تمہیں رلایا تو "

"گولیاں گن کر رکھی ہیں اور ضائع کرنے کی بات کرتی ہو "

"میں کل بدر عبد اللہ سے ملی تھی "

وہ جو سر جھٹکتے پلٹ رہی تھی قدم تھمے۔بے یقینی سے خولہ کے پر سکون چہرے کو دیکھا

"بدر عبد اللہ ؟وہ حویلی والا؟ "

"ہاں۔وہی ماضی کے ایم پی اے کا بیٹا اور مستقبل کا ایم این اے،بدر عبد اللہ "

وہ دوبارہ چارپائی پر بیٹھی اور گلاس اٹھالیا۔نین کی زبان گنگ ہو گئی تھی پھر وہ ہڑبڑا کر اس تک آئی

"کس لئے ؟کچھ کہا اس نے تمہیں؟ "

"کچھ کہہ کر تو دکھائے "چمک کر کہتے وہ رکی پھر مسکراہٹ دبا کر نین تارہ کو دیکھا "میں نے اس کے سینے پر پستول رکھا تھا نین "

وہ جیسے سوچ کر محظوظ ہوئی، نین تارہ کا چہرہ سفید پڑا

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیا؟ "

"اور اس نے مجھے جانے دیا۔ خواہ مخواہ بچارے کو گاؤں میں بدنام کر رکھا ہے "

اس نے گھونٹ بھرا پھر بدمزہ ہو کر گلاس پیچھے رکھا۔ گرمی کی وجہ سے بوتل بھی گرم ہو گئ تھی۔ نین تارہ اب تک صدمے سے اسے دیکھ رہی تھی

"تم نے....بدر عبداللہ کے...سینے..سینے پر پستول رکھا؟ "

"ہاں۔ میں نے ایسا ہی کہا ہے ابھی۔ اب میں سوچ رہی ہوں کہ جا کر اس سے بات کروں "

"کیسی بات؟ "

"یہی کہ مجھے کعب عباس کو جیل میں ڈالنا ہے تو وہ کیس کے سلسلے میں میری مدد کرے۔ سنا ہے بہت اونچی پہنچ ہے اس کی۔ پھانسی تو ہو ہی جائے گی کعب کو "

"پاگل ہو گئ ہو؟" نین تارہ کو بیک وقت غصہ اور رونا آیا" جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو؟ "

"دوبارہ دہراؤں؟ "

"چپ رہو بس۔ کسی کو بتانا مت۔ کسی سے کچھ کہنا مت۔ یااللہ میرے۔ کیا کیا کرتی ہو خولہ؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیا کیا کرتی ہوں مطلب ؟ میں تو صرف زمینوں پر گولیاں چلا رہی تھی ۔ وہ اور اس کے آدمی وہاں آ گئے ۔ میرا کیا قصور ؟ "

"میں نے بتا دیا نا گھر میں ۔ تمہیں بہت ڈانٹ پڑے گی "

خولہ ڈھٹائی سے ہنسی پھر اٹھ کر پیچھے پڑا نین تارہ کا دوپٹہ اٹھایا اور اس کے کاندھے پر رکھا

"میں بہت ڈھیٹ بن گئی ہوں نین ۔ اگر میں کہہ رہی ہوں کہ میں اس سے ملوں گی تو ملوں گی ۔ تم نا مجھے روک سکتی ہو نا میں تمہارے روکنے سے رکوں گی ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مجھے بدر عبد اللہ سے ملنا ہی نہیں ہے ۔ میں کعب عباس کو خود اپنے ہاتھوں سے ماروں گی ۔ اب تم جاؤ اور نہاؤ ۔ میں جا کر شرافت سے تمہاری ساس سے ملتی ہوں "

سکون سے کہتے وہ دروازہ کھولتی باہر بڑھ گئی ۔ پیچھے ٹھہری نین ضبط سے گہرا سانس لے کر رہ گئی ۔ وہ ضدی تھی ۔ ہٹ دھرم تھی ۔ ڈھیٹ تھی پھر بھی اسے پیاری تھی

اس کی نظر کونے میں رکھی بڑی صندوق پر گئی ۔ دل میں کوئی کرب سا ابھرا ۔ اس نے رخ پھیر لیا

صندوق میں کچھ رکھا تھا ۔ چاندی جیسا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی قدیم تاثر دیتی محل نما عمارت سر شام سورج کی روشنی پڑنے سے چمک رہی تھی۔ بارش کے بعد ارد گرد کا علاقہ سبز رنگ میں افسانوی منظر پیش کر رہا تھا۔ گاؤں کے درختوں، فصلوں اور پگڈنڈیوں سے دور حویلی کے صحن کی طرف آؤ تو وہاں رکھے صوفوں میں سے ایک پر سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہنے بدر بیٹھا نظر آرہا تھا۔ اس کے سامنے سفید کلف لگے شلوار قمیص میں ملبوس ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا تھا

"فنڈز ذرا کم ہیں اس بار بدر صاحب۔ آپ کو مشکل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے "

"نا مجھے پارٹی فنڈز کی ضرورت ہے نا مجھے یہاں کی فکر ہے" وہ ایک ہاتھ سے لائٹر جلاتا سگار سلگا رہا تھا

"آپ پہلی مرتبہ الیکشن لڑ رہے ہیں۔ ووٹ لینا مشکل ہو گا "

"یہ ضلع ہمارا ہے واصف صاحب۔ یہاں بدر عبد اللہ کو ناں نہیں کی جاتی۔ آپ جہانزیب چوہدری کا بتائیں ۔کل اس نے میرے بارے میں کوئی بیان دیا تھا اخبار میں ؟" وہ عام سے انداز میں پوچھ رہا تھا جیسے کسی چیز کی پرواہ نا ہو

"وہ خفا ہے۔ آپ کو اس سے معاملات بہتر کر لینے چاہئیں۔ اس کے علاقے میں اس کی مانی جاتی ہے۔ وہاں آپ کو کافی ووٹ مل سکتے ہیں "

"اب میں اس شخص کی بھی منت کروں ؟" اس کی آواز میں ناگواری سمٹ آئی

"منت کرنے کا نہیں کہہ رہا بدر صاحب "وہ ٹیک لگائے پیچھے کو ہوا" پارٹی نے اس کی جگہ آپ کو ٹکٹ دیا ہے، وہ پارٹی سے وفادار ہے اس لئے خاموش ہے لیکن درپردہ وہ آپ کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے تعلقات بہتر کر لیں ورنہ آپ کو مشکل ہو گی"

"چھوڑیں واصف صاحب "....اس نے بےزاری سے ہاتھ جھلایا۔ وہ اکتایا ہوا الگ رہا تھا" آپ پارٹی لیڈر شپ سے بات کروائیں میری۔ جہانزیب پہلے ہی میرے بارے میں کافی باتیں کر چکا ہے۔ چیئر مین سے بات کریں۔ مجھے ان کی پارٹی کی نہیں، ان کی پارٹی کو میری ضرورت ہے۔ الیکشن جیتنا میرے لئے مشکل نہیں ہے۔ مشکل آپ لوگوں کو ہو گی۔ جہانزیب چوہدری کا معاملہ حل کریں ورنہ جس طرح میں حل کروں گا وہ آپ لوگوں کو پسند نہیں آئے گا "

"آپ کچھ مت کریں۔ میں ذاتی طور پر یہ معاملہ دیکھتا ہوں "

ان کی آواز مدھم ہوتی ہوتی حویلی کے اس حصے تک آئی جہاں ھریرہ اور یوسف ٹھہرے تھے۔ ھریرہ کے ہاتھ میں بندوق تھی جس سے وہ آسمان کا نشانہ لئے ہوئے تھا۔ نیچے ٹھہرا ملازم پرندہ ہوا میں چھوڑتا اور ھریرہ ہر بار چوک جاتا تھا۔ نظریں پرندے پر جمائے اس نے ایک بار پھر گولی چلائی۔ نشانہ خطا ہوا۔ اس نے جھنجھلا کر بندوق نیچے کی

"مجھ سے نہیں ہو پا رہا "

"ساری زندگی گاڑیاں چلائی ہیں۔ بندوق کیسے چلاؤ گے ؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

رائفل اٹھا کر چیک کرتے یوسف نے افسوس سے سر ہلا کر اسے دیکھا

"ساری زندگی گاڑیاں چلانا ان بندوقوں کو چلانے سے بہتر ہے جن سے لوگوں کو مارا جائے" وہ خفگی سے بولا

"بندوق سے لوگوں کو نہیں اپنے مخالف لوگوں کو مارا جاتا ہے "

"ایسی تاویلات غلط کام کو صحیح ثابت نہیں کر سکتیں "

"تم نے جو سمجھنا ہے سمجھ سکتے ہو" وہ اس کی غلط فہمی دور کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ ھریرہ نے بندوق میز پر رکھتے صحن میں رکھی کرسیوں کو دیکھا

"یہ کون ہے ؟ "

یوسف کا سر اٹھا۔ نظر کرسیوں پر گئی

"واصف جمشید، بدر بھائی ان کی پارٹی سے الیکشن لڑ رہے ہیں "

"پہلے تو کوئی اور نہیں الیکشن لڑتا تھا مہاراں سے ؟"

"جہانزیب چوھدری تھا۔ اُس کی جگہ اِس مرتبہ بدر بھائی کھڑے ہو رہے ہیں "

"جہانزیب چوھدری جیتنے دے گا بدر بھائی کو؟" وہ آنکھیں سکیڑے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا جو بدر سے سلام کرتے اب اٹھ کر جا رہا تھا

"ان کی پارٹی نے خود آفر کی تھی۔ سنبھال لیں گے جہانزیب چوھدری کو یہ لوگ خود ہی "وہ کاندھے اچکاتے فوراً کھڑا ہوا۔ بدر ان کی طرف آرہا تھا

"اسے بندوق چلانی نہیں آئی؟ "بدر نے ھریرہ کی طرف اشارہ کیا

"مجھے نہیں سیکھنی "وہ خفگی سے بولا

"وجہ؟ "ایک ابرو اچکاتے اس نے یوسف کے ہاتھ سے رائفل لی

"یہ لوگوں کو مارتی ہے "

"لوگ اس سے لوگوں کو مارتے ہیں۔ اور اس سے پہلے کہ کوئی تمہیں مارے تم لوگوں کو مارنا سیکھ لو "

رائفل سیٹ کرتے اس نے ملازم کو ابرو سے اشارہ کیا تو اس نے ہاتھ میں تھاما پرندہ بلند کیا۔ ھریرہ تھوڑا سا یوسف کے نزدیک ہوا۔ وہ بدر کو دیکھ رہا تھا

"بدر بھائی کو خود آفر دی ہے؟ "اس نے سرگوشی کی

"ان کو بدر بھائی کی ضرورت تھی ھریرہ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ بدر بھائی کو ناں نہیں کی جاتی "

"کیوں؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر عبد اللہ حاکم مزاج شخص ہے۔لوگ اس کے لئے محکوم،اس کے ایک اشارے کے منتظر،ایک حکم کے پابند۔لوگ بدر عبد اللہ کو ناں نہیں کیا کرتے"وہ بدر کو دیکھ رہا تھا۔رائفل سیٹ کرتے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی، آنکھیں فوکس تھیں، دور کھڑے ملازم نے اس کا اشارہ ملتے پرندے کو ہوا میں چھوڑا۔بدر نے ٹریگر دبایا۔گولی سیدھا ہوا میں اڑتے پرندے کو لگی، وہ پرندہ نیچے گرا۔یوسف مسکرایا"اس لئے نہیں کہ وہ اس کی عزت کرتے ہیں بلکہ اس لئے کہ لوگ بدر عبد اللہ سے ڈرتے ہیں "

رائفل نیچے پھینکتے بدر نے مڑ کر ھریرہ کو دیکھا جو کچھ متاثر ہو کر اسے دیکھ رہا تھا

"مارنا سیکھ لو ھریرہ، اس سے پہلے کہ تمہیں مار دیا جائے "

بے تاثر انداز میں کہتے وہ اب اندر جا رہا تھا۔یوسف کی نظر اس کی پشت پر تھی

" پھینکو اسے یار۔ایک نشانہ تو میرا بھی ایسا بنتا ہے "

پیچھے ٹھہرا ھریرہ اب کچھ جوش سے ملازم سے کہہ رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چچا کے سامنے پانی رکھتے اس نے زرا کی ذرا نظر دادی پر ڈالی جو ساتھ والی چارپائی پر بیٹھی عینک لگائے سوئی میں دھاگہ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھیں، پھر دوسری نظر چچا پر ڈالی، وہ نوالہ بنا رہے تھے، خولہ نے پورے دن کی ہمت جمع کی

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں خالہ کی طرف چلی جاؤں چچا؟ "

چچا کا اور دادی کا دونوں کا ہاتھ بیک وقت تھا۔ نظر بھی بیک وقت اٹھی۔ وہ ڈھٹائی سے وہیں کھڑی رہی

"ہرگز نہیں "اعتراض سب سے پہلے دادی نے کیا

"دادی... "وہ احتجاجاً بس اتنا ہی کہہ سکی

"کس لئے جانا ہے ؟ "

"ماہ جبین کی کسی رشتے دار کو کپڑے سلائی کرنے کے لئے دیئے تھے۔ اُنہوں نے خالہ کے گھر پہنچا دیئے۔ وہی اٹھانے ہیں۔ کل ماہ جبین کی بہن کی شادی پر وہی پہنوں گی "

"شیر دل کو بھیج دو، وہ لے آئے گا "

"وہ لے ہی نا آئے دادی۔ ہزار منتیں کروائے گا "

"کسی اور کو بھیج دو... "وہ قطعاً راضی نہیں تھیں

"میرے باپ کے ملازم گھوم رہے ہیں نا یہاں "خولہ خفا ہوئی

"کس کے ساتھ جاؤ گی؟ "ان کی بحث کو طویل ہوتے دیکھ چچا کو ٹوکنا پڑا

WWW.NOVELSHUB.PK

"کسی کے ساتھ نہیں چچا۔ یہ دوسری گلی میں تو گھر ہے "

"اب تو ہرگز نہیں۔ ان کا بیٹا "....

"چلی جاؤ "

اس سے پہلے کہ لڑائی شروع ہوتی اور دادی اور پوتی ایک دوسرے سے ناراض ہو کر کونوں میں جا بیٹھتیں چچا نے اجازت دے کر گویا معاملہ حل کر دیا

"ایسے کیسے ۔۔ اے خولہ رک "

وہ دادی کی ڈانٹ سنے بغیر شکریہ کہتی فوراً دروازے سے نکلی تھی۔ گھر کے سامنے کھیت تھا۔ دائیں طرف کچا راستہ جو دو گھر چھوڑ کر گلی میں مڑ جاتا۔ وہ دوپٹہ سر پر اچھے سے پھیلاتے گلی میں مڑتی چلی گئی۔ چہرہ بے تاثر ہو گیا۔ بیری والے گھر کے سامنے رکتے اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ چند لمحے گزرے اور پھر دوسری طرف سے قدموں کی آواز آنے لگی پھر کنڈی گرائے جانے کی آواز ابھری

اور تین سال بعد خولہ بلال نے اپنے سامنے اس شخص کو دیکھا تھا۔ چند فٹ کے فاصلے پر، چند قدموں کی دوری پر، جو پتھر ہوا تو مٹی کا ڈھیر بھی بنا۔ ساکت ہوا تو کمال ہوا۔ نگاہیں منجمد ہوئیں تو خوب ہوئیں۔ وقت رکا تو ہواؤں نے بھی دم سادھ لیا

"خالہ گھر پر ہیں؟ "

وہ نا پتھر ہوئی نا ساکت۔ نا ہواؤں نے اس کے لئے دم سادھا نا آسمان نے ہوا روکی۔ کعب کو یکدم ہوش آیا پھر وہ دائیں طرف ہوا۔ خولہ نے قدم اندر رکھے

"خولہ۔۔۔ "

"اپنے الفاظ سنبھال کر رکھو کعب۔ میں نے سماعت کھو دی ہے "

رک کر سپاٹ انداز میں کہتے وہ آگے بڑھ گئ۔ کعب کے گلے میں گلٹی ابھری پھر وہ سر جھٹکتے آگے بڑھا۔ کمروں کے سامنے صحن سے گزر کر ڈھیروں درختوں کے بیچ سبزے پر چارپائی ڈالے آم کے درخت تلے صفیہ بیٹھی تھیں، پکتے آموں کی بھینی بھینی خوشبو سارے صحن میں پھیلی تھی۔ خولہ ان سے ملتی وہیں بیٹھی۔ وہ کچھ فاصلے پر رکھی چارپائی پر بیٹھ گیا

"اکیلی آئی ہو؟ "

"ہمیشہ کی طرح "

وہ غالباً پہلے بھی آتی رہی تھی۔ کعب چپ چاپ اسے دیکھتا رہا۔ اماں ٹھیک کہتی تھی سامنے خولہ نہیں خولہ بلال بیٹھی تھی

"چاول بنائے تھے دوپہر میں، بیٹھو لے کر آتی ہوں "

وہ اسے وہیں بٹھاتی کچن کی طرف بڑھنے لگیں

WWW.NOVELSHUB.PK

"پلیٹ میں ڈال کر دے دیں۔ جلدی جانا ہے، سوٹ بھی لیتی آیئے گا۔ وہی لینے آئ تھی "

صفیہ سر ہلاتے اندر کی طرف بڑھیں تو اس نے چھری اٹھاتے پالک کاٹنا شروع کر دی۔ وہ اس گھر سے مانوس لگتی تھی۔ کعب اسے دیکھتا رہا پھر گہری سانس لی

"تو تم اب مجھے سنو گی بھی نہیں؟ "

وہ اسی طرح بیٹھی رہی

"کیا ایک وضاحت بھی نہیں خولہ؟ "

وہ واقعی سماعت کھو چکی تھی

"میں نے رجب کو نہیں مارا "

خولہ کا ہاتھ رکا۔ نظر اٹھی۔ غضب ہوا۔ کعب عباس کو نظروں کی زبان مار دیتی تھی۔ وہ زبان سے کچھ نا کہے تو بچا تھا۔ وہ آنکھوں سے اس کو چپ کرا دیا کرتی تھی

"میں قاتل نہیں ہوں مسات "

اس کی زبان پھسلی۔ خولہ اس لفظ پر کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہ گئ۔ کئ گزرے منظر بیک وقت ذہن کے پردے پر ابھرے۔ گاؤں کے کھیتوں میں چلتے تین نفوس، چڑ کر کچھ کہتی لڑکی، مزے سے کچھ سناتا لڑکا،

WWW.NOVELSHUB.PK

ہنس کر ان ان دونوں کو ڈانتا کوئی ساتھی۔ کئی حروف کی بازگشت، کئی لفظوں کا قصہ۔ پھر اس کی آنکھوں میں سپاٹ تاثرات آئے

"میں تین سال میں یہاں تین سو مرتبہ آئی ہوں کعب۔ ایک بار بھی چچا کو نہیں بتایا نا پوچھا۔ آج پوچھ کر آئی ہوں۔ جانتے ہو کیوں؟" وہ اٹھی۔ چھری ہاتھ میں تھی۔ کعب وہیں بیٹھا رہا "کیونکہ اس گھر میں اب تک میری خالہ رہتی تھیں لیکن اب اس گھر میں میرے بھائی کا قاتل بھی رہتا ہے۔ میرے گھر والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر خولہ واپس نا آئے تو اس کا قاتل ڈھونڈنے کے لیے پولیس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے "

تپش بھرے لہجے میں کہتے اس نے چھری زور سے چارپائی پر ماری۔ وہ وہیں اٹک گئی۔ کعب نے کچھ نہیں کہا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ بہت زور سے ٹوٹا تھا

"تمہیں لگتا ہے میں تمہیں مار سکتا ہوں؟ "

"مجھے لگتا ہے تم اب کسی کو بھی مار سکتے ہو "

"میں نے اسے نہیں مارا تھا "

"لیکن میں تمہیں ضرور ماروں گی "

وہ چھری وہیں چھوڑتی پلٹی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ کعب کی نظر چھری پر گئی۔ وہ ہلکی سی ہل رہی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

اندر کچن سے اب باتوں کی آواز آ رہی تھی۔ پھر وہ پلیٹ اور شاپر ہاتھ میں اٹھائے باہر نکلی۔ اس پر بنا نظر ڈالے دروازے کی طرف بڑھ گئ۔ کعب کی نظر وہیں اٹکی رہی

"اس کی باتوں کا برا مت منانا کعب۔ بھائی کھویا ہے اس نے "

صفیہ کی آواز قریب سے ہی ابھری تھی۔ کعب نے رخ موڑ کر اُنہیں دیکھا۔ وہ چھری اٹھا رہی تھیں

"برا نہیں لگتا، اذیت ہوتی ہے "

وہ وہیں چارپائی پر لیٹ گیا۔ نظر درخت کی شاخوں میں الجھنے لگی

"وہ تجھ پر اعتبار نہیں کرتی۔ میں نے کبھی وضاحت نہیں دی۔ جو سمجھنا ہے سمجھتی رہی۔ وہ سنبھلی نہیں ہے، سنبھلنے کا ڈرامہ کرتی ہے " صفیہ دکھ سے کہتے چارپائی پر بیٹھیں

"اس سے کہہ دو اماں۔ اس سے کہہ دو کہ مجھے قاتل سمجھنا چھوڑ دے۔ رجب دنیا کا آخری انسان ہوتا تب بھی اس کے بارے میں میں ایسا نا سوچتا" اس کے چہرے پر کچھ ٹوٹنے جیسی شے تھی۔ دوسری طرف خاموشی چھائی رہی

"تم دونوں کس بات پر لڑے تھے کعب؟ "

کعب کی آنکھیں اوپر جمی رہیں

"خولہ یہاں آتی تھی؟ "

اس نے سوال کا جواب نہیں دیا تھا

" تین سال سے آ رہی ہے۔ تجھ سے شکوے ہیں مجھ سے نہیں۔ میں اکیلی ہوتی تھی تو وہ آجاتی تھی۔ ہم مل کر باتیں کر لیتے۔ پھر وہ چلی جاتی تو گھر پھر سے اکیلا ہو جاتا۔ نورے رات کو سونے آجاتی تھی میرے ساتھ۔ جیل سے چھوٹ گیا لیکن تو نے ایک سال تک آنے کی زحمت نہیں کی۔۔۔ "

وہ اب گزرے تین سالوں کے حال بتانے لگیں۔ وہ پچھلے کئ دن سے یہی سن رہا تھا، فلاں کی شادی ہو گئ، فلاں کا بیٹا شہر چلا گیا، فلاں یہ فلاں وہ، وہ چپ چاپ سنتا رہا۔ اندر کے شور سے بچنے کے لئے باہر کا شور منظور تھا۔ خولہ بلال نے خود کو کعب عباس کے لئے بدل لیا تھا، باقی دنیا کے لئے نہیں۔ یہ زیادہ اذیت دیتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چار کمروں کے گھر میں مصنوعی پھولوں والی سیج سے گھر کی دیواروں پر سجاوٹ کی گئ تھی، سامنے قطار میں بنے کمروں میں سے پہلے کمرے سے نکلتی خولہ نظر آ رہی تھی۔ اس نے سیاہ رنگ کی لمبی قمیص پہن رکھی تھی ،پوری قمیص صاف تھی سوائے بازوں اور دامن کے جس پر سفید موتیوں سے ڈیزائننگ کی گئ تھی۔ سر پر شیفون کا سیاہ دوپٹہ تھا۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ اور لپ گلوز لگا رکھا تھا۔ آنکھوں میں بھر بھر کے کاجل ڈالا تھا۔ کمرے سے نکلتے وہ دروازے تک آئ پھر باہر دیکھا۔ مردوں کے لئے سامنے پنڈال لگایا گیا تھا۔ بارات آنے والی تھی اور ابھی تک شیر دل پھول لے کر نہیں آیا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"شیر دل نہیں آیا ابھی تک؟ "

اس نے پلٹ کر نین تارہ کو دیکھا پھر دروازے کو

"تمہارے بھائی کو کوئی کام کہو اور وہ وقت پر کر دے؟ ہو سکتا ہے ایسا؟ "

دوپٹہ سر سے پھسلنے لگا تو اس نے جھنجھلا کر وہ درست کیا

"تم لوگوں کو بھی پہلے یاد نہیں رہتا سامان" نین تارہ دروازے کی دوسری طرف آ گئی۔ دروازہ ہلکا سا کھول کر وہ دونوں باہر جھانک رہی تھیں

"میرا کیا قصور؟ "

"بڑی بن کر کون گھوم رہی ہے؟ "

"بڑی بنا ہوں رہا ہے؟ سارے تم لوگ سست ہو" اختتام پر اس کی آواز آہستہ ہو گئی۔ تھوڑے سے کھلے دروازے سے اسے منشی چچا کے ساتھ کوئی آتا دکھائی دیا تھا۔ وہ فوراً دروازے سے دور ہٹی لیکن نین تارہ کو یہ موقع نہیں مل سکا، دروازہ کسی نے زور سے کھولا اور پٹ سیدھا نین تارہ کے ماتھے پر جا لگا، وہ کراہ کر دور ہوئی۔ مقابل یکدم بوکھلایا پھر تھما، نظر اٹکی اور اٹک کر رہ گئی۔ گلابی رنگ کے لباس والی لڑکی کو دیکھ کر وہ چند پل کو ہر منظر بھول گیا پھر پیچھے سے کوئی آواز کانوں میں پڑی تو وہ چونکا

"آئی ایم سوری "

WWW.NOVELSHUB.PK

سفید شلوار قمیص پہنے وہ یوسف عبداللہ تھا۔ اس کے پیچھے آتا بدر یکدم رکا۔ نظر دروازے کے ساتھ ماتھا تھام کر کھڑی لڑکی پر گئی پھر اس کا ہاتھ پکڑتی دوسری لڑکی پر جو فکر مندی سے اس سے کچھ پوچھ رہی تھی

"تم ٹھیک ہو؟" نین تارہ نے سر ہلایا پھر ہاتھ کو دیکھا۔ ننھی سی خون کی دو چار بوندیں ہاتھ پر لگی تھیں۔ خولہ جیسے یکدم ساکت ہوئی۔ اس کا ہاتھ تھاما پھر سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا

"اندھے ہیں؟ دیکھ کر نہیں دروازہ کھول سکتے؟" وہ سیخ پا ہوئی

"سوری۔ نظر نہیں پڑی ان پر" یوسف مزید بوکھلایا جب پیچھے ٹھہرا بدر آگے کو ہوا

"محترمہ! غلطی آپ کی دوست کی بھی ہے۔ دروازے میں کون کھڑا ہوتا ہے؟ "

وہ کچھ سختی سے پوچھ رہا تھا۔ خولہ کا خون کھولا

"اچھی بات ہوتی اگر آپ اپنے یہ جو بھی ہیں ان کی غلطی مانتے اور معافی مانگتے۔ لیکن نہیں معافی مانگنے سے تو آپ لوگوں کی شان میں کمی آتی ہے "

"خولہ بس کرو۔ میں ٹھیک ہوں "

اس سے پہلے کہ وہ اپنی زبان کے مزید جوہر دکھاتی نین تارہ نے اس کا ہاتھ تھاما۔ پیچھے سے آتے منشی چچا کچھ نا سمجھی سے آگے کو ہوئے

"سب ٹھیک ہے؟ "

"چوٹ لگ گئ نین کو ان کی وجہ سے "

وہ نین تارہ کا ہاتھ تھامتی اسے ساتھ رکھی چارپائی پر بٹھا رہی تھی۔ چند خواتین ارد گرد جمع ہو گئ تھیں

" غلطی سے ہوا ہو گا۔ صاحب آپ اندر چلیں۔ یہ دائیں طرف بیٹھک ہے "

منشی چچا اس کی پٹر پٹر چلتی زبان سے گھبرا کر جلدی سے ان دونوں کو آگے چلنے کا اشارہ کرنے لگے۔ بدر نے سر جھکتے قدم آگے بڑھائے لیکن یوسف وہیں رک گیا

" معذرت چاہتا ہوں خاتون۔ میں واقعی آپ کی موجودگی سے ناواقف تھا "

نین تارہ نے ذرا سی نظر اٹھائ۔ کلین شیو چہرے والا نوجوان جو شرمندگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے نظر پھیر لی۔ یوسف نے رک کر ان نظروں کو دیکھا پھر الٹے قدموں پیچھے مڑا۔ رک کر ایک نظر خولہ پر ڈالی پھر نین تارہ پر پھر خولہ اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ چہرے پر کچھ تھا جو سمجھ نہیں آتا تھا

" کل تک لگ رہا تھا اچھا انسان ہے۔ آج لگ رہا ہے اچھائ ان صاحب کو جانتی بھی نہیں ہو گی "

وہ اپنے سیاہ دوپٹہ سے نین تارہ کا خون صاف کرتے ہوئے بڑبڑائ

" غلطی بدر کی نہیں دوسرے لڑکے کی تھی اور وہ معافی مانگ کر گیا ہے "

"احسان کیا ہے نا؟۔ تم چلو۔ اس پر کوئی دوائی لگاؤ۔ چچی صحیح کہہ رہی تھیں پیاری لگ رہی ہو تو کوئی نظر لگائے گا۔ نظر لگا کر گیا ہے کوئی یقیناً" نین تارہ کی کہنی کو تھامتے وہ خود بھی کھڑی ہوئی پھر قہر بار نظر سے بیٹھک کو دیکھا۔ منشی چچا تو پیچھے ہی جا رہے تھے ان صاحب کے آگے۔ رخ پھیرتے اس نے ماہ جبین کو بلایا تا کہ وہ نین تارہ کو کوئی دوائی لگا دے اور خود کھلے دروازے کی طرف بڑھی۔ ارادہ بند کرنے کا تھا جب اسی لمحے کوئی اندر آیا۔ خولہ بال بال ٹکرانے سے بچی

"سارے مرد اندھے بن کر گھوم رہے ہیں آج؟" تڑخ کر کہتے وہ رکی پھر آنکھوں میں ناگواری ابھری۔ کعب عباس ہاتھ میں پھول تھامے وہیں جم گیا تھا

جانے وہ کس مرد کا کہہ رہی تھی لیکن وہ واقعتاً بینائی کھو دیتا تو جائز تھا۔ وہاں کھڑے کھڑے وہ گاؤں کے پرانے کنویں سے پانی بھر کر کچے راستے پر ڈالتا تو بجا تھا کہ راستہ پکا ہو اور کوئی قدم لڑکھڑائیں نا۔ وہ ہاتھوں میں تھامے گلاب یہاں ڈھیر کرتا اور ساری دنیا کے باغوں سے پھول چن کر لاتا تو جائز تھا

"پھول لائے ہو؟" وہ سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی

"ہاں۔ ساری دنیا کے" لہجہ دھیما ہو گیا۔ خولہ نے جھپٹ کر شاپر پکڑا

"سنو"

"مجھے مت پکارا کرو کعب عباس۔ بخدا تمہاری نفرت زہر سے موت بن کر دوڑنے لگتی ہے"

کعب کا چہرہ تاریک پڑا۔ وہ پھول اٹھائے ساتھ والی دیوار کی طرف جا رہی تھی۔ وہاں بیٹھک اور دو کمرے تھے۔ ایک میں ماہ جبین کی بہن شبنم دلہن بن کر بیٹھی تھی۔ اس کا ارادہ پھول رکھ کر دوسری طرف جانے کا تھا کہ بھوک سے برا حال تھا جب تیزی میں چلتے وہ یکدم بائیں طرف کو ہوئی۔ فون کان سے لگائے بدر قریب سے ہی گزرا تھا

"حویلی والے مرد آنکھیں وہیں رکھ آئے ہیں" اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ضرور تھی کہ قریب سے گزرتا بدر رکا۔ ابرو اٹھے پھر وہ موبائل نیچے کرتا اس تک آیا جو آگے بڑھنے لگی تھی لیکن بدر کے سامنے آنے پر رکی

"تم برائی کر رہی ہو۔ میں جانتا ہوں میری کر رہی ہو۔ اونچا بول سکتی ہو "

"آپ کو لگتا ہے میں آپ کے ڈر سے آہستہ کہہ رہی تھی؟ "

اس نے ہاتھ سینے پر باندھے

"تم مجھ سے خوفزدہ نہیں ہو؟ "

"مجھے خوف زدہ ہونا نہیں آتا۔ آپ سے تو ہرگز نہیں آتا "

"مجھے بد تمیز لوگ سخت ناپسند ہیں "

اس کے چہرے پر ضبط جھلکا

"بہت شکریہ بتانے کا۔ آئندہ میں مزید بدتمیزی سے پیش آؤں گی "

"تم بیوقوف ہو۔ بخدا ہو "

"بیوقوف ہونا ظالم ہونے سے بہتر ہے "

"تم میرے سامنے، مجھے ظالم کہہ رہی ہو؟" وہ حیران ہوا۔ نا صرف حیران بے یقینی کی حد تک حیران

"زمین پر زمین والے ظالم ہیں۔ فہرست بنائیں۔ میں آپ کو پہلے نمبر پر رکھوں گی "

"تمہاری زبان کچھ زیادہ نہیں چلتی محترمہ؟ "

"بہرے ہو جائیں "

"حد ادب۔ جانتی ہو کس سے مخاطب ہو؟ "

"میرے ادب کی حد یہیں تک تھی " ۔کچھ دن پہلے گھر آ کر نین تارہ کو کہہ رہی تھی خواہ مخواہ بدنام کر رکھا ہے آپ کو۔ اب کہتی ہوں صحیح بدنام کر رکھا ہے "

بدر نے بمشکل ضبط کیا۔ وہ زبان دراز تھی اور بخدا تھی

"تمہارے بارے میں میری رائے بھی کچھ اچھی نہیں ہے "

"فرق پڑتا ہے ؟"وہ بے زاری سے کہتے جانے لگی پھر رکی" آپ پوچھ رہے تھے نا کہ میں آپ کو کیسے جانتی ہوں ؟۔ بدر عبداللہ صاحب، میرے علاقے میں ہر دوسرا شخص آپ کو برا کہتا ہے اور سمجھتا ہے۔ میں آپ کو ایسے جانتی ہوں "

وہ اپنا سیاہ دوپٹہ اکٹھا کرتی اندر کی طرف بڑھ گئ۔ بدر وہیں ٹھہرا رہا۔ ہونٹ بھینچے پھر سر جھٹکا۔ آئندہ اس لڑکی سے سامنا ہوا تو وہ دیکھ لے گا اسے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ایک ہاتھ جیب میں ڈالے وہ کچھ گنگنا رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر کوئی ٹیکسٹ پڑھتے وہ مڑ کر دائیں کمرے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھولتے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب رکا۔ کمرے میں خاقان اور حسینہ موجود تھے

"کوئی اہم گفتگو چل رہی ہے کیا؟ "

وہ مسکان کے بے زار چہرے کو دیکھتا اندر آیا پھر بیڈ کے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھا، پاؤں لمبے کر لئے

"باپ کے سامنے بیٹھنے کی تمیز نہیں ہے تمہیں ؟"خاقان نے اسے گھورا

"میں تمیز سے بیٹھتا تب بھی آپ کی عزت زیادہ نا ہوتی جیسے میں بدتمیزی سے بیٹھا ہوں تو آپ کی عزت کم نہیں ہوئی"اس نے کاندھے اچکائے

"ھریرہ۔۔"حسینہ نے اسے گھورا

"باادب والدہ "

وہ پھر بھی ویسے ہی بیٹھا رہا۔خاقان اب کی بار اسے نظر انداز کرتے مسکان کی طرف متوجہ ہوئے

"اپنا فیصلہ اپنی ماں کو بتا دینا۔مجھے جواب ہاں میں چاہیئے"وہ چہرے کو سخت کرتے وہاں سے چلے گئے تو موبائل پر مصروف ھریرہ نے اب کی بار اپنی ماں کو دیکھا

"کیسا فیصلہ ؟ "

"میری شادی کرنا چاہتے ہیں "

جواب مسکان کی طرف سے آیا تھا

"اچھی بات ہے۔ہاں کر دو۔لیکن کس سے ؟ "

"بدر سے "

"بہت بری بات ہے۔منع کر دو"وہ اچھل کر سیدھا ہوا

"مجھے کون سا شوق ہے؟بابا ہی پیچھے پڑے ہیں"وہ بے زار تھی۔تکیہ اٹھا کر ہاتھ میں تھاما ڈائجسٹ پھر سے سامنے رکھا۔بالوں کو کیچر میں باندھے وہ چشمہ لگائے سادہ چہرے والی لڑکی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ نادر خیال ان کے ذہن میں کیسے آیا؟" اب کی بار اس کا رخ براہ راست اپنی ماں کی طرف ہوا

"بچپن سے طے ہے یہ۔ عبداللہ بھائی نے ہی ہاتھ مانگا تھا مسکان کا "

"چچا کو مرے دوسرا سال ہے امی "

"بدر تو زندہ ہے نا "

"وہ زندہ ہیں لیکن آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ مسکان ان کے لئے بہن جیسی ہے "

"نا مجھے اس کی بہن بننے کا شوق ہے نا بیوی۔ اپنے پاس رکھو اپنے بھائی کو" مسکان تڑخ کر گویا ہوئی

"اتنے اچھے تو ہیں وہ" وہ خفا ہوا

"پتا نہیں کون سی اچھائی ہے۔ سوائے شکل اچھی ہونے کے، زرا جو کسی سے ڈھنگ سے بات کر لے۔ مزاج یوں ہیں جیسے پوری دنیا اس کے قبضے میں ہو" وہ ناگواری سے کہہ رہی تھی۔ حسینہ افسوس سے سر ہلاتے اٹھیں

"تم سوچ لو مسکان۔ پھر جواب ہاں میں دے دینا" وہ کروفر سے چلتی باہر بڑھیں تو ھریرہ اٹھتا بیڈ پر دھڑام سے نیم دراز ہوا اور مسکان کو غور سے دیکھا

"تم واقعی میں بدر بھائی سے شادی نہیں کرنا چاہتیں؟ میرا مطلب ہے بدر بھائی سے؟ "

"میرے سامنے اس کی تعریف کرنی ہے تو دفع ہو جاؤ یہاں سے "

وہ ڈائجسٹ کو دیکھ رہی تھی۔ ھریرہ نے آنکھیں سکیڑیں

"کسی اور کو پسند کرتی ہو؟" مسکان کا دل پل بھر کر تھما پھر نظر اٹھا کر اسے گھورا

"بکواس نا کرو "

"بتا سکتی ہو" وہ نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا

"مار بھی سکتی ہوں۔ شکل گم کرو" ھریرہ بدمزہ سا اٹھا

"یو نو واٹ ؟۔ تم بدر بھائی کے لائق ہی نہیں ہو" وہ اس کی گود میں رکھا تکیہ کھینچ کر نیچے پھینکتا باہر بڑھا۔ تکیے پر رکھا ڈائجسٹ نیچے گرا

"ھریرہ " .....

مسکان پیچھے چلائی لیکن وہ اسے ان سنا کرتا اب گیلری کی طرف جا رہا تھا۔ کمرے میں آتے اس نے دروازہ بند کیا تو صوفے پر بیٹھ کر فائل دیکھتے خاقان چونکے پھر اسے دیکھتے ابرو اچکائے

"بدر بھائی مسکان سے شادی نہیں کریں گے بابا۔ بہتر ہو گا اس بات کو رہنے دیں "

وہ ان کے سامنے رکھے سنگل صوفے پر بیٹھتا سنجیدگی سے کہنے لگا

"تم یہ بات بدر کے لئے کہہ رہے ہو یا مسکان کے لیے ؟ "

" دونوں کے لئے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ خوش نہیں رہیں گے۔ سب سے بڑھ کر بدر بھائی نہیں مانیں گے "

" میں اسے راضی کرلوں گا۔" انہوں نے صوفے پر پیچھے کو ہوتے غور سے ھریرہ کو دیکھا

" آپ کی بات تو وہ کبھی نہیں مانیں گے " اس نے بے زاری سے سر جھٹکا

" تمہاری تو مانے گا نا؟" ھریرہ لمحہ بھر کو انہیں دیکھ کر رہ گیا

" آپ چاہتے ہیں میں بدر بھائی سے کہوں۔ کہ وہ میری بہن سے شادی کرلیں ؟" اس کا چہرہ ہلکا سا سرخ ہوا

" کیا ہو گا اگر تم اپنی بہن کی خوشی کے لئے جھک جاؤ؟ "

" آپ کو شاید علم نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مسکان اتنی گئی گزری بھی نہیں ہے کہ میں بدر بھائی کے سامنے اس کا رشتہ پیش کروں "

خاقان آگے کو ہوئے پھر سگار سلگایا۔ بدر اور ان میں واحد مشترک عادت یہی تھی

" تم غلط ہو کہ مسکان بدر کے ساتھ خوش نہیں رہے گی۔ وہ جیسا بھی انسان ہو لیکن اپنی بیوی کے ساتھ بے وفائی نہیں کرے گا "

"میں اُنہیں آپ سے زیادہ جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوش نہیں رہیں گے "وہ ناگواری سے کہہ رہا تھا لیکن لہجے میں اب بھی احترام تھا۔ وہ اپنے باپ سے بدتمیزی نہیں کیا کرتا تھا ۔اس کا باپ اس کا رول ماڈل تھا

" تُمہیں لگتا ہے کہ تم بدر کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو؟ "

"بالکل۔ ہر انسان سے زیادہ "اس نے گردن اونچی کی. خاقان محظوظ سا مسکرائے

"اوہ ھریرہ۔ تم بدر کو نہیں جانتے۔ تم اسے ایک فیصد بھی نہیں جانتے "

سگار ایش ٹرے میں رکھتے وہ اٹھے اور کھڑکی کی طرف بڑھے۔۔ ھریرہ اُنہیں کچھ خفگی سے دیکھتا رہا

"میں بتاتا ہوں تمہیں کہ بدر کون ہے۔ تمہیں لگتا ہو گا کہ وہ ایک بہت اچھا زمیندار ہے جسے لوگوں کا بہت احساس ہے۔ لیکن در حقیقت وہ ایک ظالم شخص ہے جسے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ لوگوں کو لگتا ہے وہ بہت امیر ہے لیکن اس کا باپ اور وہ دونوں انہی لوگوں کی زمینیں چھین کر امیر بنے ہیں۔ وہ طاقتور ہے لیکن وہ اس طاقت پر مغرور ہے۔ وہ دولت مند ہے لیکن وہ اس دولت پر متکبر ہے۔ تم اسے اچھا سمجھتے ہو تو اسے اچھا سمجھنا چھوڑ دو بیٹے۔ بدر عبداللہ اچھا انسان نہیں ہے "

"ایسا مت کہیں "اسے برا لگا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ سچ ہے بیٹے بدر عبداللہ کسی دیومالائی داستان کا سفید گھوڑے والا شہزادہ نہیں ہے۔اس کا رنگ سیاہ ہے۔ وہ مفاد پرست آدمی ہے۔ جہاں بات اس کے فائدے کی ہوئی وہ اپنے بھائی" وہ لمحہ بھر کو رکے "سوتیلے بھائی کو بیچنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ ہم سے تو پھر اس کا تعلق سگے رشتے کا بھی نہیں ہے۔ عبداللہ بھائی میرے کزن تھے۔تو تم سوچو بدر اپنے فائدے کے لیے ہمیں بھی بیچ سکتا ہے "

"میں جانتا ہوں کہ آپ اُنہیں پسند نہیں کرتے "اس نے خفگی سے کہا

"اور تمہیں لگ رہا ہے کہ میں یہ اسی وجہ سے کہہ رہا ہوں؟" وہ ہنسے " ۔میں سچ بولتا ہوں، تم ایک دن جان لوگے کہ وہ کیسا انسان ہے۔ وہ ایک دن ہمیں اپنی سلطنت سے یوں باہر نکالے گا جیسے ہم اس پر بوجھ ہوں۔ اور وہ ٹھیک کرے گا۔ کیونکہ ہم واقعی اس پر بوجھ ہیں "

"مجھے یقین نہیں، وہ ایسے بالکل نہیں ہیں " وہ بضد تھا۔اسے بدر کے بارے میں کہی گئی باتیں ناگوار گزری تھیں

چلو میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ تم کبھی قبرستان جانا۔ وہاں سامنے ایک شخص کی قبر ہوگی۔ نام میں یاد نہیں رکھتا لیکن اس کی قبر پر اس کے بیٹے نے ایک پھول کا پودا لگایا تھا۔ مجھے وہ پودا یاد رہ گیا۔ اب تم سوچ رہے ہوں گے کہ میں تمہیں یہ کیوں بتا رہا ہوں؟ تو اس لئے ھریرہ کہ اس شخص کو ہارٹ اٹیک آیا تھا جانتے ہو کیوں؟" انہوں نے مڑ کر ھریرہ کو دیکھا جو خاموشی سے اُنہیں دیکھ رہا تھا" اس کے کئی ایکڑ زمین تھی جس پر بدر نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بچوں کا واحد سہارا۔ اس کے آباؤاجداد کی زمین کو اب تمہارے فرشتہ

صفت بدر بھائی کے پاس ہے۔ اس نے کیس کیا اور بدر نے بدلے میں اس کے بڑے بیٹے کا ایکسیڈنٹ کروا دیا ۔وہ اب مفلوج ہوسپٹل میں پڑا ہے۔ اس کا باپ یہ صدمہ برداشت نہیں کرسکا اور مر گیا۔ لیکن رکو۔ کیوں کہ تمہارا بھائی بہت اچھا انسان ہے تو وہ ازراہِ ہمدردی اس کے جنازے میں گیا۔ وہاں فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کی دعا کی اور اپنے گاڑی میں آکر اس نے میرے سامنے حقارت سے اپنے ہاتھ صاف کئے کیونکہ وہ ان کسانوں سے ہاتھ ملا کر آیا تھا جن پر وہ رحم کی نگاہ چھوڑو نگاہ بھی نہیں ڈالتا۔ اس بوڑھے کا خاندان آج بھی کسم پرسی کی حالت میں رہ رہا ہے اور بدر نے ان کی زمین آج تک واپس نہیں کیں۔" وہ واپس ھریرہ کے سامنے آئے "بدر سفید نہیں ہے۔ وہ سیاہ ہے اور اسے اپنے سیاہی پر فخر ہے۔ وہ تمہارا داگریٹ اینجل نہیں شیطان صفت آدمی ہے "

"اور آپ اسی شیطان کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے ہیں؟" اس کے تلخ لہجے میں پوچھے گئے سوال پر خاقان لمحہ بھر کو چپ ہوئے پھر کاندھے اچکائے

"کیونکہ میں نے کہا نا کہ وہ دنیا کے لئے جیسا بھی ہو لیکن اپنی عورت کے ساتھ وفا نبھائے گا "

"نہیں بابا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے" وہ ضبط سے کھڑا ہوا "اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو بدر بھائی کی کروڑوں کی جائیداد میں اپنی بیٹی کے مستقبل سے زیادہ دلچسپی ہے۔ بدر بھائی کی جائیداد مطلب آپ کی جائیداد۔ آپ کو اپنی بیٹی کی نہیں بدر بھائی کی جائیداد کی فکر ہے "

"ایسا ہی ہے "انہوں نے تردید نہیں کی "میں اور بدر یہاں ایک جیسے ہیں ھریرہ۔مجھے اس کی جائیداد میں دلچسپی ہے اور اسے حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں یا تو وہ میری بیٹی سے شادی کرے گا یا پھر "....

وہ رک گئے۔ھریرہ ضبط سے اُنہیں دیکھتا رہا

"یا پھر کیا کریں گے ؟ "

"میں کسی اور طرح دیکھ لوں گا۔لیکن بہتر ہو گا کہ تم اپنی بہن کے مستقبل کا سوچو اور بدر کو مناؤ "

وہ سگار ہاتھوں میں تھامے دوبارہ کھڑکی کی طرف بڑھ گئے

"اور میں کسی کے سامنے نہیں جھکوں گا بابا۔آپ بھی یاد رکھیں۔کم از کم اب نہیں جب کہ آپ یہ شادی صرف دولت کے لئے کروانا چاہ رہے ہیں "

وہ سختی سے کہتا باہر بڑھ گیا۔خاقان نے کچھ نہیں کہا۔سگار کا دھواں فضا میں چھوڑتے اُنہوں نے کھڑکی سے باہر دیکھا

"یہ پہلا راستہ ہے ھریرہ۔میں دوسرا راستہ بھی چن سکتا ہوں "

وہ دھیرے سے بڑبڑائے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

یہ اگلے سہ پہر کی بات تھی جب شیر دل کے آگے چلتی خولہ کی رفتار کچھ زیادہ ہی تیز تھی۔وہ سرخ رنگ کا لمبا پیروں تک آتا فراک پہنے ہوئے تھی۔شیفون کا دوپٹہ بار بار سر سے پھسل جاتا۔دوپٹے سے جھلکتے سیاہ لمبے ریشمی بال ہلکے نم تھے۔چادر سینے پر اوڑھ رکھی تھی۔چہرے پر کوئی میک اپ نہیں تھا سوائے آنکھوں میں ڈالے گئے کاجل کے

"خولے آہستہ چلو "

شیر دل کی ہمت جواب دے گئ تو وہ وہیں رک گیا۔تیز چلتی خولہ رک کر پیچھے مڑی

"شیر جلدی چل۔ولیمہ شروع ہو جائے گا "

"تو کس نے کہا تھا کہ سستی سے پڑی رہو۔جلدی تیاری کر لیتیں" وہ گھٹنے پر ہاتھ رکھے گہرے سانس لے رہا تھا

"اب آ گئ نیند تو کیا کروں؟میں نے تیاری بھی نہیں کی "

اس نے سفید چادر کاندھے پر پھیلائی۔اردگرد گھاس تھی جن پر پیلے پھول کھلے تھے۔وہ دونوں بیچ راستے میں ٹھہرے تھے

"میرے کپڑے دیکھے ہیں؟بغیر استری کے پہن کر آیا ہوں۔جانا ضروری ہے ولیمے میں؟ "

شیر دل اب آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ خولہ نے اس کے ساتھ ہی قدم بڑھا لئے

"تو؟ سلامی کے پیسے چچا مفت میں بھریں؟ چچا مصروف ہیں۔ تمہاری بہن تو ہے ہی آدم بے زار مخلوق۔ چچی اور دادی کو تو ہر وقت کوئی نا کوئی بیماری لگی رہتی ہے۔ اب ایسے میں میں اور تم ہی تھے جنہیں اپنی رقم کا حساب چکانا تھا۔ مانا ماہ جبین میری دوست ہے لیکن دو ہزار کی سلامی "....

اس کی چلتی زبان رکی۔ سامنے سیاہ گاڑی آ رہی تھی۔ راستہ مختصر تھا۔ گاڑی کو گزرنے کے لئے ان دونوں کو گھاس میں اُترنا پڑتا۔ خولہ نے اپنے سرخ فراک کو دیکھا۔ پہلے ہی بچا بچا کر پہنا تھا۔ دادی نے سو صلواتیں سنائی تھیں سرخ رنگ کا سوٹ لینے اور پہننے پر۔ اب خراب ہو گیا تو اس کی خیر نہیں تھی

"خولے ہٹ یہاں سے" شیر دل گاڑی دیکھتے بوکھلایا

"ایویں ہی ہٹ؟ گاڑی رکے گی۔ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گی" وہ ڈھٹائی سے کھڑی رہی۔ بیگ پر گرفت مضبوط ہوئی۔ اندر چھری رکھی تھی۔ اس نے زپ کھولتے وہ نکالی۔ سیاہ گاڑی پوری رفتار سے ان کی طرف آ رہی تھی۔ خولہ کا دل بند ہونے لگا اس سے پہلے کہ وہ اپنے سفید فراک پر لعنت بھیجتی اور شیر دل کا ہاتھ تھام کر وہاں سے ہٹتی گاڑی یکدم رک گئی۔ شیر دل کی آنکھیں بند ہوئیں۔ خولہ نے رک کر سانس لیا (کمبخت ڈرا دیا تھا)

گاڑی کا دروازہ کھلا اور اندر سے بپھرے تیور لئے بدر باہر نکلا۔ خولہ کو سامنے دیکھتے طیش مزید بڑھا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہ اس کے سر پر پہنچا ہی تھا جب اس نے چھری نکالتے آگے کی۔ بدر بروقت رکا ورنہ چھری سیدھا اس کے سینے پر جا لگتی۔ لگی تو اب بھی تھی۔ ہلکی سی نوک اس کے عین دل کے مقام پر

"قدم قابو میں رکھیں بدر عبداللہ "

وہ سرخ لباس والی سیاہ نین کٹوروں میں دنیا جہاں کا سحر لئے سختی سے بولی تو بدر عبداللہ کے قدم وہیں رکے۔ نظر دل پر گئی۔ پھر اُس پر۔ سرخ لباس، سفید چادر، بنا میک اپ کے حسین چہرہ، ایک ہاتھ سے دوپٹہ درست کرتی، دوسرا ہاتھ چھری تھامے ہوئے تھا۔ لمبی پلکیں مڑی ہوئی تھیں۔۔ وہ رکا رہا۔ مقابل نے قدم روکنے کو کہا تھا۔ سامنے والے نے سانسیں تک روک لیں۔ پھر نظر جھکی۔ دل تھما

"تمہارا ہر ہتھیار میرے دل کا نشانہ کیوں لیتا ہے محترمہ؟ "

وہ نظر اٹھ کر خولہ بلال پر گئی۔ اس نے جھٹ چھرا نیچے کیا

"آپ کی رفتار روکنے کو رکھا تھا "

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ وہ تمہاری چھری تھی جس نے مجھے روکا تو تمہیں غلط لگتا ہے "

"بزدل مرد اپنی بزدلی کا اعتراف کبھی نہیں کرتے" شیر دل کا چہرہ سرخ پڑا۔ دادی صحیح کہتی تھیں اس عورت کی زبان کے آگے خندق تھی۔ جس خندق میں اُس نے جسے گرایا تھا وہ مسکرایا

"تم مجھے بزدل کہہ رہی ہو؟"وہ مسکرانے کے بعد پچھتایا۔اسے یہاں غصہ کرنا چاہئے تھا

"ضرب المثل تھی۔راستہ دیں"خولہ نے کچھ سختی دکھانی چاہی

"نادوں تو؟"بدر نے ہاتھ پشت پر باندھ لئے۔ نظر اس پر جمائی۔خولہ کا چہرہ سرخ ہوا۔وہ نظر اس پر جمانے کے بعد اور زیادہ پچھتایا۔اُسے نظر پھیر لینی چاہئے تھی

"چھری دل پر رکھ سکتی ہوں تو دل زخمی کرنا بھی آتا ہے۔راستہ دیں " اس آدمی کی نظر ہٹ کیوں نہیں رہی تھی؟۔بدر ویسے ہی ٹھہرا رہا،وہ آدمی نظر ہٹا کیوں نہیں پا رہا تھا؟

"میں راستہ نہیں دوں گا خولہ۔سائیڈ پر ہو جاؤ۔مجھے دیر ہو رہی ہے "

اسے خود پر حیرت ہوئی کہ وہ اس کا نام کیوں یاد رکھے ہوئے تھا؟

"درخواست کر رہے ہیں؟ "

اس نے چھری بیگ میں ڈالی،پھر بھر بھر کر کاجل والی نظریں اٹھائیں۔جو نظریں پھیرنا چاہ رہا تھا اس نے ارادہ ترک کر دیا

"تم بدر عبداللہ کے سامنے کھڑی ہو۔میں حکم دینے کا عادی ہوں "

"آپ خولہ بلال کے سامنے کھڑے ہیں۔میں حکم نہیں مانا کرتی "

WWW.NOVELSHUB.PK

سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑے مرد کے سامنے کھڑی خولہ، جسے وہ دیکھ رہا تھا اس نے ہاتھ سینے پر باندھے۔ گردن اونچی کی۔ وہ مغرور شخص کے سامنے ناز سے کھڑی تھی

"انداز تبدیل کرلو لڑکی۔ میں یہ لہجے برداشت نہیں کیا کرتا" وہ اپنا لہجہ حکمیہ کر گیا

"لہجہ تبدیل کریں بدر صاحب۔ میں ایسے ہی انداز کی عادی ہوں "

اس نے رخ موڑ کر شیر دل کو گھورا۔ وہ خولہ کی گھوری سے ڈرتا دو قدم آگے کو ہوا پھر بدر کو دیکھ کر مسکرایا، مسکینت، یتیمیت، غربت، ہر تاثر چہرے پر سجالیا

"ہمیں راستہ دے دیں سر۔ ہم راستے میں آنے اور راستہ روکنے کے لئے معذرت خواہ ہیں "

خولہ نے کھا جانے والی نظر اس پر ڈالی۔ بدر نے نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کیا۔ وہ خولہ کو دیکھ رہا تھا۔ دیکھے جا رہا تھا۔ اس چہرے سے نظر ہٹانا فلوقت ممکن نہیں رہا تھا

"یہ معذرت میری طرف سے تو ہرگز نہیں تھی" اس نے گردن اونچی کرتے اپنے سے اونچے قد والے مرد کو دیکھا

"میرے راستوں میں آنا چھوڑ دو خولہ "

"راستے تبدیل کرلیں۔ میں انہی راستوں سے گزرتی ہوں" ڈھٹائی کا اختتام تھا تو اس پر تھا

"کسی دن مشکل میں پڑ جاؤ گی "

" دھمکی دے رہے ہیں؟ "

"تنبیہہ کر رہا ہوں "

" نظر انداز کرتی ہوں "

سیاہ لباس والے مرد نے پشت پر بندھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں۔ اس نے سوچا ایسے موقعے پر وہ سامنے والے کے ساتھ کیا کیا کر سکتا تھا؟ دماغ نے کہا وہ سزا دیا کرتا تھا، دل مکر گیا، سامنے والی کو وہ کچھ نہیں کہہ سکتا تھا

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں، اپنا لباس سنبھالو اور میرے راستے سے ہٹ جاؤ" اسے یہاں لہجہ سخت کرنا چاہئے تھا۔ وہ حکم نرمی سے کیوں دے رہا تھا؟

"اپنی سیاہ گاڑی سنبھالیں اور ہمیں راستے سے گزرنے دیں "

اسے حکم مان لینا چاہئے تھا، بدر عبداللہ کا حکم مانا جاتا تھا

" درخواست کر رہی ہو؟" اس کا چہرہ سنجیدہ ہوا۔ خولہ نے دل میں جمع ہوتے خوف کو خوفزدہ کیا

"اگر کہوں کہ حکم دے رہی ہوں؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر ہلکا سا مسکرایا۔ سر کو خم دیا

"حکم سر آنکھوں پر خانم "

اس کی زبان سے جو الفاظ پھسلے تھے اس کے دماغ نے زبان کو قلم کرنے کا حکم جاری کیا۔ دل نے ملامت کی ۔کہنے کے بعد کہنے والے نے جانا وہ کیا کہہ گیا تھا۔ سننے والی کی آنکھوں میں کوئی تاثر ابھرا۔ اسے الفاظ نہیں ان الفاظ کا سامنے والے کی زبان سے ادا ہونا تعجب میں ڈال گیا تھا۔ سامنے والا راستے سے ہٹ گیا۔ وہ مزید یہاں رکتا تو زبان قلم کر دی جاتی۔ نگاہیں نکال دی جاتیں۔ دل کو دھڑکنے کے عہدے سے برخاست کر دیا جاتا۔ وہ اپنی بے اختیاری پر کوفت زدہ نہیں ہوا تھا، اس اپنی بے اختیاری پر تعجب ہوا تھا

"شکریہ "....

کہنے والی نے شکریہ ادا کیا اور یوں کیا کہ گویا احسان کر رہی ہو۔ سننے والا رخ موڑتے پلٹا۔ وہ یکدم رکی۔ اب کی بار اس کے دل پر اس کا سر جا کر لگتا۔ چہرہ غصے سے دہک اٹھا

"تم مجھے شکریہ کہہ رہی ہو؟" اب کی بار دماغ نے درباں کو زبان کاٹنے کا فرمان جاری کیا۔ وہ بات کو طول دینے کی کوشش کرنے میں گستاخی کر رہا تھا

"آپ کو اپنے علاوہ کوئی نظر آرہا ہے؟ "

سرخ لباس میں سرخ رنگت والی لڑکی نے زبان کھولی تو اس کی زبان نے اس سے پناہ چاہی

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے تمہارے علاوہ کوئی نظر نہیں آرہا" حد ادب، اس کی زبان کو کٹ جانا چاہیے۔ اب کی بار اس نے ہونٹ بھینچ کر اپنی زبان کو مزید گستاخی سے روکا

"اندھے ہو جائیں "

غصے سے سرخ پڑتی لڑکی نے پیچھے کھڑے لڑکے کی کلائی کھینچی۔ پھر وہ سیاہ لباس والے کے پاس سے گزرنے لگی

"آئندہ سرخ رنگ پہن کر میرے سامنے مت آنا"

بہت خوب۔ الفاظ سخت تھے۔ دماغ نے حکم واپس لیا۔ وہ پلٹی۔ پلٹ کر ناگواری سے اسے دیکھا

"کیوں؟ "

"میں سرخ رنگ سے نفرت ترک کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا "

دماغ خاموش ہو گیا، زبان کو مزید کچھ نہیں کہنا تھا، وہ سنجیدہ چہرے سے پلٹ رہا تھا۔ خولہ بلال کے ماتھے پر بل پڑے۔ اس کا کیا مطلب تھا؟ اسے مزید غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔ سیاہ گاڑی کا مالک ہارن بجا رہا تھا۔ اس نے اپنی سواری روک رکھی تھی۔ گزرنے والی اپنا لباس تھامے اور گزر جائے۔ وہ حکم مان رہا تھا

خولہ نے چادر درست کی۔ سرخ فراک کونوں سے تھاما۔ راستہ تبدیل نہیں کیا۔ وہ حکم رد کر رہی تھی

بدر کی گاڑی کے پاس سے گزرتے اس نے نظر اس پر ڈالی۔وہ موبائل دیکھ رہا تھا پھر اس نے نظر پھیر لی۔ بدر نے سائیڈ مرر سے نظر آتے اس کے عکس کو دیکھا۔دماغ نے کچھ نہیں کہا۔اس کی زبان نہیں دل اور نظریں بھی باغی ہو گئ تھیں۔وہ کس کس کو قلم کرنے کا حکم دیتا؟سر جھٹکتے اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی

اس سے کچھ فاصلے پر سرخ لباس والی خولہ تیز تیز چلتی کھیت کے درمیان بنے راستے سے اتری تو گنگ ہو چکا شیر دل رفتار تیز کرتے اس کے ساتھ رکا

"کس سے زبان لڑا کر آ رہی ہو؟ "

"اس کا نام بدر عبداللہ ہے "

وہ اب پر سکون تھی

"اسی بدر عبداللہ کی جیب میں پستول بھی تھی۔ چھری اٹھاتے، گھماتے،مارتے وقت لگتا ہے لیکن پستول کی گولی سیدھا لگتی ہے " وہ تپا

"مار کر تو دکھاتا وہ مجھے "وہ اس سے زیادہ تپی

"کیا کر لیتیں تم؟ "

"میں کیا کرتی مطلب؟ تم مرنے دیتے مجھے؟ "گھاس ختم ہوتی اب جگہ اونچی ہو رہی تھی۔ سامنے نہر تھی جس پر لکڑیاں رکھ کر پل بنایا گیا تھا۔ ارد گرد سفیدے کے درخت، پھر کچا راستہ جو سفیدوں کے درختوں سے گھرا تھا، راستے کے اختتام پر گھر شروع ہو رہے تھے۔ وہ احتیاط سے چلتی پل پر چڑھی

"میں پہلی فرصت میں بھاگ جاتا "

خولہ پل کے بیچ رکی

"کس قدر بزدل ہو "اسے یاد آیا وہ بدر کو بزدلی کا طعنہ مار کر آئ تھی۔ زبان دانتوں تلے گئ "شیر دل! وہ اگلی مرتبہ مجھے واقعی گولی مارے گا۔ اللہ جی میری زبان قابو میں کیوں نہیں رہتی" جھنجھلا کر احتیاط سے چلتے وہ دوسری طرف گئ۔ شیر دل جواب دینے کی بجائے پل سے گزر رہا تھا۔ پھر پل سے گزرتے اس تک آیا اور سنجیدگی سے اسے دیکھا

"میں جنازے کا اعلان خود کرواؤں گا۔ بے فکر رہو "

"کالی زبان ہے تمہاری۔ چپ رہو "

"کالا عمل ہے تمہارا۔ قابو میں رہو "

وہ ہاتھ جھلاتی گلی کی طرف بڑھی۔ ذہن میں البتہ خدشہ سا ابھرا۔ وہ اب بدر عبداللہ سے مر کر بھی نہیں ملے گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چائے کی مہک میں ٹی وی سے آتی خبروں کی آواز کے درمیان جو آواز سب سے زیادہ بلند تھی وہ بزرگوں کی گندم کے ریٹ پر تبصروں کی تھی۔ فصل تیار تھی اور یہ وہ وقت ہوتا تھا جب گاؤں میں ہر طرف فضا کسی تہوار کی مانند ہو جاتی۔ غریبوں کی شادیاں تاریخ دیکھ کر نہیں فصل دیکھ کر طے کی جاتی ہیں۔ تو اب بھی فلاں کی شادی گندم کٹنے پر ہونی ہے۔ فلاں کے بیٹے کی فیس بھرنی ہے، جیسے تبصروں کے ساتھ بزرگ اور کسان چوک پر محفل جمائے بیٹھے تھے۔ ہر تھوڑی دیر بعد کوئی نا کوئی نظر اٹھا کر ٹی وی کو دیکھ لیتا اور پھر دوبارہ گفتگو میں شریک ہو جاتا۔ حکومت نے گندم کا ریٹ فکس نہیں کیا تھا تو سب اسی انتظار میں تھے کہ کوئی حتمی ریٹ پتا چلے

ان سب میں کعب فون پر کچھ ٹائپنگ کرتے ہوئے چھجے کے سامنے بنی دکان پر رکا اور ایک سگریٹ مانگی

"ختم ہو گئی ہے کعب بھائی "

کعب نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر اس کے پیچھے پڑے ڈبے کو

"کیا وہ خالی ہے؟ "

"یہ ابھی ھریرہ صاحب کہہ کر گئے ہیں "

"کون ھریرہ؟ "

"بدر صاحب کے بھائی "

اس کی نظر پیچھے گئی۔ کعب بے ساختہ مڑا۔ وہ قریب بائیس تیئیس سالہ جوان تھا جو سیاہ جینز پر سفید بٹنوں والی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ گاڑی سے نکل کر اسی طرف آرہا تھا۔ دکان کے سامنے رکتے والٹ نکالا پھر زرا کی ذرا نظر اٹھا کر کعب کو دیکھا اور رقم دکاندار کے آگے کی

"صاحب رقم رہنے دیں "

"بھیک میں لیتا نہیں اور قرضہ لینے کی مجھے ضرورت نہیں۔ رقم لے لیں "

دکاندار نے گڑبڑا کر رقم تھامی۔ ھریرہ سگریٹ پکڑ تا پلٹا ہی تھا جب پیچھے سے کعب کی آواز ابھری

"اپنے بھائی کو بھی یہ بات سکھادو "

ھریرہ پلٹا۔ پھر ابرو اچکائے

"کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟ "

"ہم دونوں بدر عبد اللہ کو جانتے ہیں ھریرہ "کعب جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے سامنے آٹھہرا۔ نیلی جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے وہ عام سے حلیے میں تھا، بال ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے تھے

"اور ہم دونوں کا اس نام کے حوالے سے ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"میرا ہے "

"اور وہ کیا ہے ؟ "

"تمہارے بھائی کے بارے میں اس گاؤں کا ہر دوسرا انسان غلط سوچتا ہے "

"میں تمہیں ایک بات بتاؤں لڑکے ؟ بدر بھائی کو فرق بھی نہیں پڑتا" وہ مصنوعی افسوس سے کعب کو دیکھنے لگا جس کا چہرہ سخت ہوا تھا

"سب کسانوں کو پڑتا ہے۔ تمہارا بھائی یہاں فرعون بن کر بیٹھا ہوا ہے "

"تم بدر بھائی سے متنفر ہو۔ وجہ ؟ "

اس نے سگریٹ نکالتے جیب تھپتپائی۔ لائٹر غائب تھا

"تم شاید یہاں نئے ہو۔ یقیناً نئے ہو ورنہ اچھی طرح جانتے کہ میں کیوں اُس انسان سے متنفر ہوں "

وہ اپنی جیب سے کچھ نکال رہا تھا۔ ھریرہ کی نظر اس کے ہاتھ پر گئی۔ سفید لائٹر نکالتے اسے جلاتے اس نے ھریرہ کے آگے کیا تو اس نے بنا کسی تردد کے سگریٹ سلگائی

"مجھے شوق نہیں ہے۔ میں جان بھی لوں تب بھی بدر بھائی سے متنفر نہیں ہوں گا۔ جیسے نا جانوں تو متنفر نہیں ہوں گا "

سگریٹ سلگاتے ہونٹوں سے لگا کر اس نے کش لیا۔ کعب نے آنکھیں سکیڑیں

"تم نے اس کا بت بنا رکھا ہے "

"آئیڈیل۔ اور آئیڈیل انسان میں خامیاں تلاش نہیں کی جاتیں۔ ہوں تو نظر انداز کر دی جاتی ہیں۔ تم کون ہو؟" اب کے اس نے کچھ دلچسپی سے پوچھا تھا

"کعب عباس نام ہے میرا "

"میں نے نام نہیں پوچھا۔ کون ہو یہ پوچھا ہے۔ بدر عبداللہ کے بھائی کے سامنے کھڑے ہو کر اسی کی برائیاں کر رہے ہو۔ باغی ہو یا بیوقوف؟ "

کعب مسکرایا

"نا باغی نا بیوقوف۔ صرف انصاف پسند "

"صاف گو ہو" ڈبے سے سگریٹ نکالتے اس نے کعب کی طرف بڑھائی تو اس نے بنا کچھ کہے وہ تھام لی۔ لائٹر ہاتھ میں تھا اس سے سگریٹ جلاتے اس نے وہ جھٹکی پھر ھریرہ کو دیکھا

"تم جو میرے بارے میں سوچ رہے ہو میں وہ نہیں ہوں۔ اور جو میں ہوں وہ تم نہیں سوچ سکتے۔ مجھے ظالم کا خوف نہیں ہے"

ھریرہ ہنس دیا

"اچھے لگے مجھے۔امید ہے پھر ملاقات ہو گی "

وہ جیب سے چابی نکالتا گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔کعب نے سگریٹ ہونٹوں تک لے جاتے اس کی پشت کو غور سے دیکھا

"امید ہے "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کسی کی شادی ہے شیر دل "

"کسی کی بارات آئے گی خولہ "

"کوئی دلہن بنے گی "

"کسی کے ہاتھوں پر مہندی لگے گی "

"زرا نام بتاؤ اس خوش بخت کا؟ "

"پریاں کہہ رہی ہیں۔۔ نین تارہ "

چارپائی پر پڑے ڈھیروں سوٹ میں سے چن چن کر ساتھ پڑی صندوق میں رکھتی خولہ اور چارپائی پر بیٹھ کر صندوق میں ان کی ترتیب بناتا شیر دل۔ وہ دونوں پچھلے پندرہ منٹ سے اپنی بے سری آواز میں گانے کی کوشش کر رہے تھے اور نین تارہ پچھلے پندرہ منٹ سے اُنہیں نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی

"بنو کی سہیلی ".....

"چپ بھی کرو جاؤ خولہ "

اب کے اس کا ضبط جواب دے گیا تو اس نے دونوں کو ٹوک دیا۔ شیر دل چپ ہو گیا لیکن خولہ پر زرا اثر نا ہوا

"وہ کون سا تھا شیر دل؟۔ آج میری سہیلی کی شادی ہے "اس نے ایک بار پھر گا کر گانے کی توہین کرنی چاہی

"یار کی شادی ہے خولہ "

"یار کا مئونث سہیلی ہے "

"تم دونوں چپ کرتے ہو یا جوتی اتاروں؟ "

نین تارہ تپ کر گویا ہوئ۔ خولہ اب کی بار چپ ہو گئ۔ نین تارہ کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔ شیر دل کو نظروں سے بھاگنے کا اشارہ کرتے وہ سوٹ وہیں رکھتی اس تک آئ۔ اس کے ساتھ بیٹھتے دوپٹہ اس کے چہرے سے کھینچا تو اس کا رویا رویا سا چہرہ سامنے آیا۔ خولہ کے دل کا دھکا سا لگا

"نین؟ کیا ہوا ہے؟ رو کیوں رہی ہو؟ "

"کچھ نہیں ہوا۔ جاؤ یہاں سے "اس نے دوپٹہ دوبارہ سے چہرے پر رکھ لیا۔ خولہ نے جھپٹ کر دوپٹہ کھینچا

"میں نہیں جاؤں گی۔ اٹھ کر بیٹھو شرافت سے اور بتاؤ کیا ہوا ہے؟ "

نین تارہ یونہی لیٹی رہی پھر اس کی ہچکی نکلی۔ پھر وہ زاروقطار رونے لگی۔ خولہ گھبرا گئ

"نین ".....

"بیٹی ہونا بڑی بد نصیبی ہے خولہ۔ بخدا بڑی بد نصیبی ہے "وہ مسلسل رو رہی تھی۔ خولہ نے کاندھوں سے پکڑ کر اسے بٹھایا پھر گلے سے لگایا۔ نین تارہ کی آواز مزید بلند ہوئ

"کیا ہوا ہے؟ بتاؤ تو صحیح "

اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے وہ اسے پر سکون کرنے لگی۔ نین تارہ روتی رہی، کئ لمحے بعد اس کے آنسو تھمے تو وہ خولہ سے الگ ہوئ پھر چہرے سے آنسو صاف کئے

"جمال کی امی آئ تھیں کل۔ ابا سے کہا کہ سلامی میں جمال کو موٹر سائیکل دیں۔ ابا کہاں سے لائیں گے پیسے خولہ؟ وہ دادی کے علاج کے لئے قرضہ لے بیٹھے ہیں۔ میری شادی کے لیے قرضہ لینے کا سوچ رہے ہیں۔ گندم جانے کتنی ہو۔ میں کیا کروں خولہ؟ میں بوجھ بن گئ ہوں اپنے باپ پر "

اس کے آنسو پھر سے بہہ نکلے۔خولہ کو دکھ اور غصہ بیک وقت آیا

"یہ جمال بھائی کس قدر لالچی ہیں؟زبان پر کنٹرول کرر کھا ہے ورنہ وہ گالیاں دیتیں کہ یاد رکھتے "

"گالیاں دینے سے کیا ہو گا؟بیٹیاں ساری عمر سوچتی رہتی ہیں کہ ایسا کیا کریں کہ ماں باپ پر سے بوجھ کم ہو سکے اور جب ان کی شادی کا وقت آتا ہے تو ہر سوچ مر جاتی ہے۔ساری عمر باپ کے سر سے بوجھ ہٹانے کا سوچنے والی بیٹیاں شادی کے وقت بوجھ بن جاتی ہیں "

"ایسا کیوں سوچ رہی ہو نین؟چچا دیکھ لیں گے سب "

اسے نین تارہ کو دیکھ کر دکھ ہوا اور شدید ہوا

"ہاں دیکھ لیں گے۔کسی سے قرضہ لیں گے۔شاید بینک سے۔شاید منشی چچا سے کہہ کر حویلی سے۔لیکن جہاں سے بھی لیں گے سود پر لیں گے۔پچھلا ادا نہیں ہوا اور میری وجہ سے اگلا قرضہ لے رہے ہیں"اس کے جھکے چہرے پر اذیت تھی

"تم۔تم ایسا کرو شادی سے ہی منع کر دو۔کوئی ضرورت نہیں ہے کرنے کی "

"ماں باپ کی عزت مٹی میں ملاؤں؟"خفا نظروں سے اسے دیکھا

"دل مٹی میں رول دو گی؟ "

"یہی تو ہوتا آیا ہے۔ماں باپ کی عزت بچاتے بچاتے بیٹیاں اپنا دل کھو بیٹھتی ہیں "

" تمہیں ضرورت نہیں تھی نین۔ تم بزدل لڑکی ہو۔اسی وقت رشتے سے منع کر دیتیں تو یہ سب نا ہوتا "

کا سر ایک بار پھر جھکا۔خولہ کو احساس ہوا وہ کچھ زیادہ ہی بول گئ تھی۔اس نے کچھ کہنا چاہا جب نین کی آواز سنائ دی

" جس دن رجب قتل ہوا اس سے اگلے ماہ ہماری شادی تھی۔تمہارا بھائ مرا تو میرے اندر سے سب کچھ مار گیا۔اس کی جگہ کوئ بھی لیتا کیا فرق پڑتا تھا؟میری ڈولی جس گھر سے اٹھنی تھی اسی سے تمہارے بھائ کا جنازہ اٹھا تھا خولہ۔تم یہ نہیں سمجھ سکتیں، جس لڑکی کو سرخ لباس پہننا تھا اسے سفید پہنا دیا جائے۔میرے ماں باپ کی عزت کا بوجھ میرے کاندھوں پر آپڑا تھا۔اُنہوں نے جس کا نام لیا میں نے ہاں کر دی۔کس کے لیے منع کرتی خولہ؟جو وعدے کر کے خود کہیں چلا گیا؟ "

جو درد اس کے لہجے میں تھا وہ درد اس نے خولہ کے دل میں بھرا۔جو کانچ اس کی آواز میں تھے وہ خولہ بلال کے دل میں پیوست ہوئے

" میرا بھائ تمہارا بھلا چاہتا تھا۔اور وہ چاہ یہ کہتی ہے کہ جمال بھائ سے شادی مت کرو "

" پھر کیا کروں؟"اس نے اپنی سات سمندر کا پانی بھر کر بیٹھی آنکھیں اٹھا کر خولہ کو دیکھا

"بس یہ شادی مت کرو۔ تمہارے لئے میں کوئ شہزادہ ڈھونڈ لاؤں گی" اس نے ایک عزم سے کہا۔ دل ٹوٹا ۔ہزار ٹکڑوں میں بٹا

"جھگیوں میں رہنے والوں کے لئے محل والے نہیں آیا کرتے۔ کچے مکانوں میں پکی اینٹوں کے شہزادے نہیں آیا کرتے" اس نے چہرے سے آنسو صاف کئے پھر خولہ کو دیکھا" ایک کام کر دو بس خولہ۔ جمال سے کہو میں ساری زندگی اس کے گھر کا کام کر لوں گی۔ اس کی بیوی نہیں نوکرانی بن کر رہوں گی لیکن میرے باپ پر بوجھ مت بڑھائے۔ وہ موٹر سائیکل کا تقاضا نا کرے۔ اس تک یہ پیغام پہنچا دو میرا "

خولہ نے دھیرے سے سر ہلا دیا۔ نین تارہ اٹھتی غسل خانے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی اب وہ وہاں جا کر روئے گی۔ پھر صابن سے کئ بار اپنا چہرہ دھوئے گی تا کہ اس کی ماں یہ نا جان سکے کہ وہ اندھیر کمرے میں بیٹھ کر روئ تھی۔ بیٹیاں ساری عمر ماؤں سے آنسو چھپاتی رہ جاتی ہیں۔ اسکی نظر سامنے رکھے سامان پر گئ ۔نین تارہ کمزور لڑکی تھی۔ اسے اپنے لئے بولنا نہیں آتا تھا۔ وہ کسی کو اپنے لئے بولتے نہیں دیکھنا چاہتی تھی ۔وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جن کو لگتا ہے کہ ماں باپ کی عزت بچانے کی ساری ذمہ داری ان کی ہے پھر چاہے اس ذمہ داری کو ادا کرتے کرتے وہ اپنا آپ بھلا بیٹھیں۔ اور خولہ بلال کو نین تارہ عزیز تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آخری چیک سائن کرتے اس نے پین بھی فائل پر پٹخ دیا۔ ملازم فائل لے کر فوراً غائب ہوا

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

ماتھے کو مسلتے بدر نے ہاتھ ہٹا کر گہری سانس لی

"اب تک تو ٹھیک ہی تھی "

خاقان اس کا طنز نظر انداز کرتے اس کے سامنے والے صوفے پر آ بیٹھے۔ بدر اب میز پر پڑا سگار اٹھا کر لبوں سے لگا رہا تھا۔ خاقان نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ سرمئی رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس تھا۔ واسکٹ ساتھ ہی پڑی تھی۔ بال سلیقے سے پیچھے جمے تھے۔ چہرے پر ہلکی سی بیئرڈ تھی۔ اس کی آنکھیں سرمئی تھیں۔ گہری ،سامنے والے کو منجمد کر دینے والی۔ وہ ایسا شخص تھا جسے رک کر دیکھا جاتا۔ اس کی ذات میں رعب تھا، وقار ،جس کی بات مانی جائے، جسے سنا جائے، جسے سراہا جائے۔ جو حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی پیروی کی جاتی ہے اور جو دنیا تسخیر کرنا جانتے ہیں۔ اور خاقان جنید قسم اٹھا کر کہہ سکتا تھا ان کے خاندان میں بدر عبداللہ سے زیادہ حسین شخص کوئی نہیں تھا

"الیکشن کا کیا بنا؟ "

"جیت جاؤں گا "

"جانتا ہوں۔ اگلے کو کیسے ہراؤ گے یہ پوچھ رہا ہوں "

"اس کی فکر مت کریں۔ ہو جائے گا سب" وہ بے زار لگ رہا تھا۔ خاقان آگے ہوئے

"زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں کیا سوچوں گا، یہ آپ مت سوچیں "

"شادی کرلو بدر "

بدر یکدم ہنس دیا

"آپ کو یہ مشورہ دیتے ہوئے پہلے اپنی، بابا کی اور پورے خاندان کی شادیوں کو دیکھنا چاہئے چچا" وہ جیسے محظوظ ہوا تھا

"ہم سب خوش ہیں "

"خوش ہونے کا دکھاوا کرتے ہیں۔ میرا باپ میری ماں سے وفادار نہیں تھا۔ آپ چچی سے نہیں ہیں۔ ندیم انکل نے حال ہی میں تابندہ آنٹی کو طلاق دی ہے۔ یہ مضحکہ خیز ہے کہ اس سب کے باوجود آپ مجھے شادی کا مشورہ دے رہے ہیں "

"تو تمہیں بھی لگتا ہے کہ تم ایسے ہی مرد ہو جو بیوی سے بیوفائی کروگے ؟ "

وہ چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر زخمی سا مسکرایا دونوں بازوں صوفے پر پھیلائے سر پیچھے کی طرف ٹکایا۔ نظر چھت کے ڈیزائن پر گئی۔ ذہن میں آوازیں گونجنے لگیں

"تم دغاباز ہو عبداللہ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"نکاح کیا ہے زنا نہیں "

"محبت میں یہ شرک ہے "

کوئی عورت چلا رہی تھی

"کون سی محبت ؟ "

کوئی مرد اس سے زیادہ اونچا چلایا۔ بدر نے آنکھیں بند کیں

"میں آپ جیسا مرد نہیں ہوں چچا۔ نا میں اپنے باپ جیسا مرد ہوں۔ میں اپنی عورت کے لیے وفادار مرد بنوں گا۔ میں ایک عورت کو چنوں گا اور اس سے باوفا رہوں گا۔ میں ایک عورت چنوں گا اور اس کی محبت میں شرک نہیں کروں گا۔ میں ایک عورت کو زندگی میں لاؤں گا اور اس ایک عورت کی کو زندگی بھر ساتھ رکھوں گا۔ میں آپ سب جیسا مرد نہیں ہوں۔ جس دن بدر عبداللہ نے محبت کی اس دن ساری دنیا جان لے گی کہ محبت کی کیسے جاتی ہے۔ جس دن بدر عبداللہ کو محبت ہوئی اس دن ساری دنیا جان لے گی کہ محبت میں وفا کیسے کی جاتی ہے "

وہ آنکھیں بند کئے دھیمے سے بولا تھا۔ اس کے سامنے بیٹھے خاقان نے نے سگار لبوں سے لگایا

"یعنی میری بیٹی تو بہت خوش قسمت ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر نے چونک کر آنکھیں کھولیں پھر ماتھے پر بل پڑے۔ سیدھا ہوتے اس نے سگار کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑی

"وہ میری بہن جیسی ہے "

"تمہارے باپ نے رشتہ طے کیا تھا "

"میرا باپ دو سال پہلے مر گیا ہے اور جس طرح میں نے اس کا ہر حکم ہوا میں اڑایا ہے۔ یہ حکم بھی میرے قدموں کی دھول برابر "

"تم میری بیٹی کے ساتھ غلط کرو گے بدر "ان کے چہرے پر سرخی دوڑی تھی

"اور بدر عبداللہ کو فرق نہیں پڑتا کہ وہ اپنے علاوہ کسی کے ساتھ اچھا کرے یا برا "

اس کی نظر دروازے سے اندر داخل ہوتے یوسف پر گئ۔ وہ فائل اٹھائے انہی کی طرف آرہا تھا

"بھائی یہ کراچی والی فیکٹری کے مالی معاملات دیکھنے کا کہا تھا آپ نے۔ اکاؤنٹنٹ نے سارا ڈیٹا بھیجا ہے پچھلے ہفتے کا "

"تم دیکھ لو یوسف۔ کوئی مسئلہ ہو تو جا کر دیکھ لینا۔ میں الیکشنز میں مصروف ہوں "

یوسف نے سر ہلا دیا پھر ایک نظر خاقان کو دیکھا جو خشمگیں نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے وہ کچھ خائف ہوا

"آپ دیکھ لیتے ایک بار "..

"جاؤ یوسف۔۔ بھروسہ ہے تم پر مجھے "یوسف لمحہ بھر کو تھما سا گیا۔گلے میں گلٹی ابھری۔ سر کو خم دیتے وہ پیچھے پلٹا تو چہرے پر اذیت تھی

"یہ اتنے بھروسے کے قابل نہیں ہے جتنا تم اس پر کرتے ہو "

اسے دروازے سے باہر مڑتے دیکھ خاقان ناگواری سے بولے

"آپ کو تذلیل کا احساس ہو گا چچا لیکن میں اس پر آپ سے زیادہ بھروسہ کرتا ہوں "

وہ سگار وہیں پھینکتا اٹھا۔خاقان کے چہرے پر مارے تذلیل کے سرخی پھیلی

"کسی دن تمہارا بھروسہ توڑے گا تمہارا یہ سوتیلا بھائی "

وہ گہری سانس لیتے پلٹا

"بار بار یاد کرانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ میرا سوتیلا بھائی ہے۔اور میں بھی بار بار نہیں بتاؤں گا کہ میں اپنے اس سوتیلے بھائی پر آپ سے زیادہ بھروسہ کرتا ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ قمیص جھاڑتے سیڑھیوں کی طرف جارہا تھا۔ پہلی سیڑھی پر چڑھتے اس کی نظر باہر گئی۔ یوسف فون کان سے لگائے صحن میں ٹہل رہا تھا۔ اس نے سر جھٹکتے رخ واپس موڑ لیا

یوسف اسے کبھی دھوکہ نہیں دے گا۔ اسے یقین تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ بجانے کے بعد اس نے ایک بار پھر چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا۔ بیوقوفی، بہادری یا جو بھی، لیکن وہ یہاں آگئ تھی اور اب بنا جمال بھائی سے بات کئے واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا

راشن کی دکان گھر کے ساتھ بنی تھی۔ غالباً وہ بیٹھک تھی جسے دکان میں بدل دیا گیا تھا۔ چادر مزید سر پر سرکاتے خولہ نے انگلیاں مروڑیں جب دروازہ کھلا اور جمال کا چہرہ نظر آیا

"خولہ ؟" وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئے

"السلام علیکم جمال بھائی۔ آپ سے بات کرنی تھی۔ دو منٹ سن سکتے ہیں ؟ "

"اندر آجاؤ" وہ رکی۔ بیٹھک کا دروازہ اندر سے بند ہوتا تھا۔ اوہووں

"یہیں سن لیں۔ مجھے زرا جلدی ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اچھا کہو۔۔۔"وہ وہیں کاؤنٹر پر ٹھہر گئے

"آپ کی امی پرسوں ہمارے گھر آئی تھیں۔اُنہوں نے چچا سے کہا کہ چچا سلامی میں آپ کو موٹر سائیکل دیں۔میں جانتی ہوں آپ واقف نہیں ہوں گے اس لئے پلیز ان سے کہہ کر یہ موٹر سائیکل والی شرط واپس لے لیں۔چچا موٹر سائیکل نہیں دے پائیں گے "اس نے جلدی جلدی میں کہتے پھر سے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ دوپہر میں گلی سنسان پڑی تھی۔ہر شخص گھر میں تھا۔ابھی زرا سورج ڈھلتا اور یہاں چہل پہل ہو جاتی۔ گاؤں کی لڑکیاں یوں آزادی سے نہیں گھوما کرتی تھیں۔مگر وہ خولہ بلال تھی۔کوئی اسے کچھ کہہ کر دکھائے، اس کا بھائی اسے بندوق چلانا اور بندوق سے مارنا سکھا کر گیا تھا

"میں جانتا ہوں اس شرط کے بارے میں "

اس کا سر بے ساختہ جمال بھائی کی طرف مڑا۔آنکھوں میں حیرت ابھری

"آپ جانتے ہیں؟ "

"امی میری مرضی سے یہ شرط رکھ کر آئی ہیں "

"آپ جانتے ہیں کہ چچا کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ وہ موٹر سائیکل دے سکیں"اس نے ڈھیروں ڈھیر غصہ ضبط کیا۔اس لنگور میں چچا کو کیا نظر آیا تھا؟شکل سے ہی وٹامن ڈی، سی، ای سے لے کر زیڈ تک کی کمی کا شکار لگتا تھا اور ڈیمانڈ دیکھو؟

WWW.NOVELSHUB.PK

"فصل ہو تو رہی ہے تم لوگوں کی۔اسی سے دے دینا" وہ جیسے لاپرواہ تھے۔سگریٹ نکالتے سلگائی۔پھر دھواں فضامیں چھوڑا۔خولہ کے چہرے کے سامنے

"وہ فصل آپ کے لئے نہیں لگائی" وہ تیز لہجے میں بولی پھر خود کو پرسکون کیا" دیکھیں جمال بھائی، چچا پر قرضہ ہے، وہ ادا کرنا ہے، شیر دل کو شہر بھیجنا ہے۔نین کی شادی، دادی کا آپریشن، ان سب کے لیے چچا نے فصل سے آنے والی رقم کا سوچا تھا۔اب ایک آپ کو موٹر سائیکل دینے سے باقی سب کام ادھورے رہ جائیں گے۔آپ یہ شرط واپس لے لیں "

"نالوں تو؟"اُس نے گہری نظر سے خولہ کو دیکھا

"پھر بارات بھی لے کر مت آیئے گا"وہ چیخی

"بدنامی تم لوگوں کی ہی ہو گی "...

"یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ "

پیچھے سے کسی نے پکارا۔اس کا سر پیچھے کی طرف گیا۔کعب ناگواری سے جمال بھائی کو دیکھتا اُس سے مخاطب تھا

"تم سے مطلب؟ "

"کزن ہوں تمہارا "

WWW.NOVELSHUB.PK

"باپ نہیں ہو" وہ سختی سے کہتی جمال بھائی کی طرف مڑی اور اُنہیں دیکھا۔ بہت کچھ ضبط کرلیا" میں نا بدنامی سے ڈرتی ہوں نا موت سے۔ لیکن میرے چچا ڈرتے ہیں، اس لئے درخواست کر رہی ہوں جمال بھائی کہ شرط واپس لے لیں۔ نین بہت پیاری ہے، وہ ایسی لڑکی ہے کہ اگر اس کے لئے کوئی شخص زمینیں قربان کر دے تو بجا ہے۔ ایسے لڑکی کو ضائع مت ہونے دیں "

اختتام پر وہ کچھ نرمی سے کہتی دکان کے سامنے بنی دو سیڑھیاں اتری اور کعب کے پاس سے ہوتی گلی کی طرف بڑھ گئ۔ دوپٹہ کھینچ کر گلے میں درست کیا۔ چہرہ غصے سے تپ اٹھا تھا

"خولہ..."۔ وہ تیز قدموں سے چلتی رہی

"بات تو سنو"

کعب یکدم سامنے آیا تو وہ رکی

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ "

وہ پھنکاری

"کس لئے ملنے گئ تھیں تم ان سے؟ "

"تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہٹو میرے سامنے سے" اس کے اندر کعب کو دیکھ کر جیسے کوئی طیش سا بھر جاتا تھا۔ کوئی غصہ۔ کوئی قہر سا

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم میری بھی کچھ لگتی ہو خولہ۔ اور میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میری کزن یوں دکان پر کسی سے درخواست کرتی نظر آئے" وہ ضبط سے اسے دیکھ رہا تھا

"پھر کیا کرتی؟ درخواست نا کرتی تو کیا کرتی؟ "

کعب دو قدم آگے کو ہوا

"دو تھپڑ کھینچ کر مارتیں اس کے چہرے پر" اس کی آواز میں سختی ابھری۔ جمال کی نظریں یاد آئیں تو دماغ کھول سا اٹھا

"تا کہ وہ رشتہ توڑ دیتا؟" سینے پر ہاتھ باندھتے اس نے کعب کو دیکھا

"رشتہ کیا ہی کیوں تھا؟ مجھے تو حیرت ہے تمہارے چچا پر۔ رجب مرا تھا نین تارہ نہیں۔ کوئی اپنی بیٹی کو یوں جانوروں کی طرح کسی کو کیسے دے سکتا ہے؟۔۔۔" وہ حیرت اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سے کہہ رہا تھا۔ خولہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی

"ان سب کے ذمہ دار تم ہو کعب "

وہ دھیمے سے بہت دکھ سے بولی تھی۔ کعب عباس کی زبان تالو سے چپک گئی

"خولہ "....

"مر کیوں نہیں گئے تم کعب؟ میرے بھائی کو مار کر مر کیوں نہیں گئے تم؟ اسے مارا ہی کیوں؟ وہ زندہ ہوتا تو نین آج خوش ہوتی، چچا پر سکون ہوتے۔ ہمارے گھر سب ٹھیک ہوتا۔ وہ ایک تھا لیکن ہم سب کو سنبھالتا تھا ۔وہ ایک چلا گیا تو ہم سب بکھر گئے۔ وہ ایک ہوتا تو سب ٹھیک ہوتا۔ تم نے کیوں کیا ایسا کعب؟ کیوں؟ "

اسے لگا وہ مزید وہاں ٹھہری تو رو دے گی۔ وہ مزید اس کے سامنے ٹھہری رہی تو اسے یا تو مار دے گی یا رو دے گی

"میں نے اسے نہیں مارا تھا خولہ" وہ اس کی آنکھوں کو دیکھتا بولا تھا۔ ان آنکھوں کے کنارے پر ہلکا سا پانی ابھرا تھا، بہت ہلکی سی نمی

"تم جھوٹے ہو۔ بخدا ہو۔ تمہیں پتا ہے میں تم سے کتنی نفرت کرتی ہوں؟ کاش میں تمہیں اپنا دل دکھا سکتی ۔وہاں تمہارے لئے اتنا زہر ہے کعب کہ یہ زہر مجھے بھی سانس نہیں لینے دیتا "

"میں اس نفرت کا حقدار نہیں ہوں خولہ" وہ قدم منجمد کئے ہوئے تھا، سانس اندر ہی اٹک گئی تھی۔ خون، پانی، سبزے کی بیچ پڑی لاش، سفید پڑتا کوئی چہرہ، کیچڑ، کیچڑ زدہ لباس، کوئی آواز، کوئی شور، کسی کا الزام، بہت کچھ ذہن میں ابھرا

"تمہاری رجب سے لڑائی ہوئی تھی نا؟ کیوں لڑے تھے تم اس سے؟" وہ نا چیخی تھی نا چلائی تھی۔ بہت کرب سے اس نے بمشکل پوچھا تھا، گلا درد کرنے لگا تھا۔ اسے رونا نہیں تھا، اس شخص کے سامنے تو ہرگز نہیں رونا تھا

"میں۔۔۔نہیں لڑا تھا "

") قیامت تک شکل مت دکھانا اپنی۔ قیامت کے دن میرے سامنے سے گزرو تو مجھے مت پہچاننا "

کوئی چیخا تھا (

"تم لڑے تھے۔ آدھا گاؤں جانتا ہے تم دونوں لڑے تھے۔ وہ گھر آیا تھا تو میں نے اس کے گال سے خون خود صاف کیا تھا۔ جب اس کی میت گھر آئی تھی تو اس کے بالوں سے پانی میں نے خود صاف کیا تھا۔ اللہ میرا دل "

وہ آنکھیں چھلک پڑیں۔ کعب نے آنکھیں بند کیں۔ وہ عورت تھی، رو سکتی تھی۔ وہ مرد تھا۔ مرد رویا نہیں کرتے۔ اس نے آنسو ضبط کر لئے۔ آنکھیں کھول لیں

"میں نے اسے نہیں مارا تھا خولہ "

وہ گنتی کرنا چاہتا تھا کہ اس نے یہ لفظ پچھلے تین سال میں کتنی مرتبہ دہرایا تھا۔ وہ گننا شروع کرتا تو اس ایک عورت کے سامنے اس جملے کی تعداد بھی ہزاروں تک نکل آتی

"تم تو اس کے بھائی تھے نا؟ وہ کہتا تھا میرے وجود کا آدھا حصہ کعب سے جڑا ہے۔ وہ کہتا تھا کعب عباس کو رجب بلال نے دوست نہیں، بھائی مانا ہے۔ پھر تم نے سب ختم کر دیا۔ وہ اس رات خوش تھا کعب۔ میرا بھائی خوش تھا۔ پھر اگلے دن اس نے میرے سامنے کہا کہ کعب سے ہر رشتہ ختم۔ تم لڑے تھے۔ تم دونوں

لڑے تھے۔ سب جانتے ہیں تم دونوں لڑے تھے۔ تم نے اس کا گریبان پکڑا تھا۔ وہ تمہارا دوست تھا۔ کوئی دوست کا گریبان کیسے پکڑتا ہے؟ وہ تمہارا بھائی تھا، کوئی بھائی کو کیسے مارتا ہے؟" اس کی آواز کانپی۔ آنکھوں میں نفرت ابھری۔ کعب اس بار کچھ نا بول سکا۔ اس کے گلے میں گلٹی ابھری۔ خولہ کو اسے سننا بھی نہیں تھا

" جس دن تم مرو گے نا کعب۔ اس دن میں گاؤں میں مٹھائی بانٹوں گی۔ اس دن میں شکرانے کے نفل ادا کروں گی۔ اس دن میں مسجد میں خود جا کر اعلان کرواؤں گی کہ کعب عباس کا جنازہ دن ڈھلے ادا کیا جائے گا۔ شرکت کریں اور ثواب دارین حاصل کریں۔ مجھے تمہارے جنازے میں شرکت کا ثواب نہیں چاہئے ہو گا لیکن اس دن میں گھر سے باہر نکل کر دیکھوں گی کہ تمہارا جنازہ کیسے اٹھے گا۔ اس دن میں دیکھوں گی "

کعب عباس کی ہستی فنا ہوئی۔ وجود راکھ ہوا۔ ہمت خاک ہوئی۔ دل ٹکڑے ہوا۔ وہ لفظوں سے روح کھینچ رہی تھی۔ وہ کھینچی گئی روح کو روندر ہی تھی۔ ظالم اور اس قدر ظالم کوئی کیسے ہو سکتا ہے؟

" اتنی نفرت خولہ؟" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا

" اس سے زیادہ۔ کئی گنا زیادہ۔ تم نے پوچھا نہیں کہ مجھے کیسے یہ سب معلوم کہ تم کب مرو گے؟" وہ پیچھے کو ہوئی۔ آنکھوں میں وہ تاثر ابھرا کہ وہ کچھ نا بھی کہتی تو کعب اسی لمحے فنا ہوا تھا" کیونکہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گی "

وہ لفظوں میں دنیا جہاں کی نفرت سمیٹ کر کہتی مڑی اور کچے راستے کی طرف بڑھ گئی۔ کعب وہیں پتھر ہوا تھا

جو پتھر کر کے گئ تھی وہ مڑتی کچے راستے سے دائیں طرف جا رہی تھی۔ وہاں قبرستان تھا۔ اسے قبرستان نہیں جانا تھا۔ قبرستان کے دائیں طرف ٹیوب ویل تھا۔ وہ بنا ارد گرد دیکھے کچے راستوں سے ہوتی درختوں سے گزرتی کھالوں سے گزرتی ٹیوب ویل تک آئی۔ وہاں بڑا سا گڑھا کھودا گیا تھا، جسے چار دیواری کے زریعے پکا کر دیا گیا تھا، جہاں پانی اکٹھا ہوتا پھر نالوں سے گزر کر فصلوں تک جاتا تھا۔ وہ جوتا اتارتی اس گڑھے کے کنارے بیٹھی۔ نظریں درختوں پر جمی تھیں۔ پھر اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا۔ چند قطرے نیچے گرے۔ پھر اس کی سسکی نکلی اور پھر وہ رونے لگی۔ آواز سے۔ بہت زور سے۔ ہچکیوں سے۔ ہاتھ اٹھا کر ہونٹوں پر رکھا۔ سناٹے میں رونے کی آواز گونج رہی تھی۔ دھوپ کڑکتی تھی اور وہ اس دھوپ سے بے نیاز وہاں بیٹھی رو رہی تھی

نین کو رونے کے لئے بہانے چاہئے ہوتے تھے۔ اسے بہانے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے پاس رونے کے لئے ڈھیروں وجہ تھیں لیکن خولہ بلال رویا نہیں کرتی تھی۔ اسے آنسو پر قابو پانا آتا تھا۔ پچھلے تین سال میں اس نے جس دن اپنے بھائی کے قاتل کو مارنے کی قسم کھائی تھی اس دن سے وہ رونا چھوڑ چکی تھی۔ کسی دن رونا ہوتا تو وہ کوئی خالی جگہ ڈھونڈا کرتی تاکہ لوگوں کو پتا نا چلے کہ وہ رو کر آئی تھی۔ وہ بہادر تھی لیکن اب تھک گئی تھی

"جو عورتیں رویا بھی خوبصورتی سے کرتی ہوں انہیں قبرستان کے قریب بیٹھ کر رونے سے احتیاط کرنی چاہیے "

۔ آواز پیچھے سے آئی تھی۔ اُس کا ہچکیاں کھاتا وجود تھما۔ سر تیزی سے گھماتے اس نے پیچھے دیکھا۔ وہ سرمئی شلوار قمیص پہنے بدر عبد اللہ تھا۔ ہاتھ پیچھے بندھے تھے اور وہ اس سے کچھ فاصلے پر ٹھہرا تھا۔ خولہ کے مڑنے پر لمحہ بھر کو وہ وہیں تھما۔ روتی ہوئی سرخ آنکھیں۔ کپکپاتے ہونٹ اور رونے کی شدت سے سرخ ہوتے گال ۔ روتی ہوئی عورتیں خوبصورت لگ سکتی ہیں؟

خولہ نے چہرہ موڑ لیا۔ اپنے آنسو صاف کرتے وہ آنکھیں بند کر گئی پھر زکام زدہ سانس اندر کھینچی۔ بدر پیچھے سے چلتا دیوار کے قریب آیا۔ وہ پاؤں لٹکائے بیٹھی تھی۔ وہ لمحہ بھر کو رکا۔ اپنے کپڑوں کو دیکھا پھر خولہ کو۔ وہ نا اس کے لیئے اٹھی تھی نا وہ اٹھنے والوں میں سے تھی۔ وہ سر جھٹکتے اس سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھا۔ پھر رخ موڑے اسے دیکھا

"پوچھو گی نہیں کہ کیوں احتیاط کرنی چاہیئے؟ "

"نہیں "

"میں بتا دیتا ہوں۔ سنا ہے جنات عاشق ہو جاتے ہیں "

خولہ نے روئی روئی آنکھیں موڑ کر اسے دیکھا

"جو لڑکیاں شیاطین کے سینے پر بندوقیں رکھ سکتی ہیں انہیں جنات سے ڈر نہیں لگتا "

بدر عبداللہ ہنس دیا۔ کوئی پاس ہوتا تو وہ حیران ہوتا۔ ھریرہ ہوتا تو صدمے سے جم جاتا۔ بدر ہنس رہا تھا؟ ٹھیک ہے۔ لیکن وہ ایک لڑکی کی بات پر ہنس رہا تھا؟

"مجھے آج تک کسی نے شیطان نہیں کہا۔" وہ محظوظ ہوا تھا

"میں پہلی ہوں۔ خوشی ہوئی "

اس نے سر جھٹکا پھر اس لڑکی کو دیکھا۔ یہ چوتھی ملاقات تھی وہ چوتھی ملاقات میں کسی کو خود سے سلام تک نہیں کرتا تھا اور وہ یہاں یوں اس کے ساتھ بیٹھا تھا؟ پل بھر کو وہ خود پر خود ہی حیران ہوا تھا

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم رو کیوں رہی تھیں؟ "

"نہیں "....

"ٹھیک ہے۔ پھر تم بتادو کہ تم کیوں رو رہی تھیں "

"حکم دے رہے ہیں؟ "

"عادت ہے "

"میں حکم نہیں مانا کرتی "

"اور میں صرف حکم دیا کرتا ہوں "

"نا میں محکوم نا آپ حاکم۔ لہجہ تبدیل کریں "

"کیا اب تم حکم نہیں دے رہیں ؟"

" جائیں یہاں سے بدر صاحب۔ میرا دماغ مت خراب کریں "وہ زبان دراز تھی۔ وہ جانتا تھا

"یہ زمین میری ہے جس پر سے مجھے جانے کا تم کہہ رہی ہو "

خولہ نے بے اختیار سر گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا پھر ڈھٹائی سے شانے اچکائے

"پتا نہیں آپ کی بھی ہے یا نہیں۔ کسی کی قبضہ کر رکھی ہو گی "

" تمہیں لگتا ہے میں لوگوں کی زمین پر قبضہ کرتا ہوں ؟"اس نے سوالیہ ابرو اچکائے

" ہماری ایک زمین آپ کے پاس ہے بدر صاحب۔ میرے باپ کی ایک زمین پر آپ کے باپ نے قبضہ کیا تھا "

" وہ ان کا معاملہ تھا۔ میں بلاوجہ زمینیں قبضے میں نہیں لیا کرتا "

" میں بچی نہیں ہوں اس لئے میں یقین بھی نہیں کروں گی "اس نے رخ موڑ کر قبرستان کو دیکھا پھر واپس بدر کو" آپ کے پاس کتنی زمین ہے ویسے ؟ "

" میں نے شمار نہیں کیا کبھی۔ کئی ہزار ایکڑ ہو گی "

"اور جب آپ مر جائیں گے تو آپ کو دفنانے کے لئے کتنی زمین درکار ہو گی؟ "

سوال تھا یا کیا پل بھر کو جیسے وہ ہل کر رہ گیا۔ کسی نے اندر تک سناٹا بھرا۔ نظر قبرستان پر گئ۔ اس نے کچھ کہنا چاہا پھر سر رکا۔ پھر خولہ کو دیکھا

"تم مجھے وعظ نا ہی کرو تو بہتر ہے "

"وعظ نہیں کر رہی صرف بتا رہی ہوں کہ آدھے گاؤں کی جو زمینیں آپ کے پاس ہیں ان میں سے کسی میں آپ کو دفن نہیں کیا جائے گا۔ دفن یہاں کیا جائے گا" اس نے ہاتھ سے قبرستان کی طرف اشارہ کیا" دو گز کی زمین درکار ہو گی۔ دو سو مربع میل کی بھی نہیں۔ تو جو بد دعائیں آپ اکٹھی کر رہے ہیں وہ کرنا چھوڑ دیں "

"قبرستان کی زمین بھی ہماری ہی ہے۔ دادا نے وقف کی تھی" اس نے اندر پھیلتے کسی احساس کو ختم کرنا چاہا

"قبرستان کسی کا نہیں ہوتا "

"قبروں میں پڑے لوگ کسی کے ضرور ہوتے ہیں۔ کس کے لیے یہاں بیٹھی ہو؟" وہ اتنا نرم آخری بار شاید اپنی ماں کے لئے ہوا تھا؟

"آپ کس لئے آئے ہیں؟ "

"میں ان سوالوں کے جواب نہیں دیا کرتا جن کے جواب نا دینا چاہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھ سے بھی کسی جواب کی امید مت رکھیں "وہ زیر لب مسکرایا پھر رخ موڑا۔خولہ کو احساس ہوا وہ یہاں تنہا تھی۔اس نے ہاتھ نیچے رکھتے اٹھنا چاہا جب اس کی آواز سنائی دی

"میرے ماں باپ یہاں دفن ہیں"وہ اٹھتے اٹھتے وہیں بیٹھی۔بدر سامنے دیکھ رہا تھا۔وہ کئی سالوں سے اس انسان کو آتے جاتے دیکھا کرتی تھی۔وہ انسان کو سخت ناپسند کرتی تھی۔شیر دل کے ساتھ بیٹھ کر اس نے بدر عبداللہ کی شان میں وہ الفاظ بھی کہے تھے کہ اگر وہ سن لیتا تو پیچھے کھڑے گارڈز سے گن لے کر ایک بار کو اسے گولی مارنے کا تو ضرور سوچتا۔لیکن ان سالوں میں اس نے بدر کے چہرے پر یہ تاثرات نہیں دیکھے تھے

"اچھا "...

وہ چپ ہو گئی۔بدر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔وہ چاہتا تھا وہ کچھ اور پوچھے۔وہ چاہتا تھا وہ کچھ اور بتائے۔لیکن خولہ بلال آج زبان گھر رکھ آئی تھی

"تمہارا کون دفن ہے یہاں؟ "

"بھائی۔ماں۔باپ "

وہ لمحہ بھر کو چپ رہ گیا

"تمہارے گھر میں کوئی نہیں ہے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"لاوارث نہیں ہوں میں۔ چچا ہے چچی ہیں۔ بھائی جیسا کزن ہے۔ دادی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر خولہ بلال خود کے پاس ہے "

گویا وہ اسے بتانا چاہ رہی تھی کہ وہ زرا محتاط رہے۔ بدر نے سر ہلایا

" یہاں بیٹھ کر کس کے لیے رو رہی تھیں ؟ "

" بھائی کے لئے۔ وہ مر گیا تھا۔ اسے مارا گیا تھا۔ میں اس کے مرنے سے زیادہ اسے مارے جانے پر غمزدہ ہوں "

وہ بے تاثر انداز میں سامنے دیکھ رہی تھی

"کس نے مارا تھا؟ "

"اس کے دوست نے "

" اور اس دوست کا کیا بنا؟" اسے کام تھے۔ ڈھیروں تھے۔ لیکن وہ یہاں کچی زمین پر گاؤں کی کسی عام سی لڑکی سے اس کے گھر کا حال پوچھ رہا تھا

" اسی سے مل کر آ رہی ہوں ابھی" اس نے تلخی سے سر جھٹکا

"جیل میں ؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اس ملک کا انصاف آپ جیسوں کے جوتے کی نوک پر بکتا ہے۔ دو سال جیل میں رہ کر چھوٹ گیا وہ "

بدر کچھ کہنے لگا جب اس کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ سارا موڈ غارت ہوا۔ اس نے موبائل نکالتے کال کرنے والے کو دیکھا اور کال کاٹنے کا سوچا ہی تھا جب اسے احساس ہوا خولہ اٹھ رہی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"میں کال کاٹ رہا تھا "

"کیوں ؟" وہ حیران ہوئی

"ہم بات کر سکتے ہیں "

"میں کیوں آپ سے بات کروں گی ؟" وہ بد اخلاق تھی۔ وہ مان گیا تھا۔ موبائل جیب میں ڈالتے وہ اٹھا

"ابھی کیوں کر رہی تھیں ؟" وہ رکھائی سے بولا۔ اپنا نظر انداز کیا جانا زہر لگا تھا۔ خولہ کا اسے نظر انداز کرنا زہر سے زیادہ برا لگا تھا۔ کیوں ؟ وہ نہیں جانتا تھا

"وہ اس لئے کہ کچھ دن پہلے میں اپنی کزن سے کہہ رہی تھی کہ مجھے بدر عبد اللہ کی ایک مدد چاہئے۔ میں آپ کو سن رہی تھی کیونکہ کچھ عرصے بعد مجھے آپ کو بہت کچھ سنانا ہے "

"کیسی مدد ؟ "

"میں جرم کرنے جارہی ہوں اور کیونکہ میرے پاس اس سال ایک عدد ووٹ بھی ہے تو مجھے آپ سے اس ووٹ کی قیمت چاہیے ہوگی "

"کیسی قیمت ؟"اس نے آنکھیں مشکوک انداز میں سکیڑیں۔خولہ نے کاندھے اچکائے۔وہ اب پر سکون لگتی تھی جیسے کچھ دیر پہلے یہاں بیٹھ کر کوئی اور رو رہی تھی

"جرم سے پہلے نہیں بتا سکتی۔لیکن قیمت وصول کروں گی"وہ ریت پر مڑتی پیچھے کی طرف جانے لگی جب بدر نے پکارا

"تم آج کوئی ہتھیار نہیں لائیں میرے دل پر رکھنے کے لئے ؟ "

"آپ کا ڈر ختم ہو گیا ہے دل سے۔ہتھیار لانا چھوڑ رہی ہوں "

بنا مڑے وہ دھیمے قدموں سے مڑتی واپس جارہی تھی۔بدر ہلکا سا مسکرایا۔نظر اس جگہ پر گئی جہاں وہ تھوڑی دیر پہلے بیٹھی تھی

"تم آج آنسو لائی تھیں محترمہ۔بخدا یہ ہتھیار زیادہ خطرناک تھا "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ بجنے کی دیر تھی کہ نین تارہ جھٹ سے دروازے تک پہنچی اور بنا پوچھے کھول دیا

"خولہ کیا "...

الفاظ زبان پر رہ گئے۔ گڑبڑا کر دروازہ بند کیا۔ دروازے کی دوسری طرف کھڑا یوسف پل بھر کو گڑبڑایا پھر گلا کھنکارا

"پانی مل سکتا ہے تھوڑا سا؟" نظروں نے دروازے کے پار کچھ دیکھنا چاہا

"جی ".....

دوسری طرف کپکپائی سی آواز آئی پھر دروازے کے جھروکوں سے نظر آتا وجود غائب ہوا۔ وہ نظریں اِدھر اُدھر گھمانے لگا۔ گھر کچے راستے کے بالکل سامنے بنا تھا۔ راستہ اتنا تھا کہ گاڑی آرام سے گزر سکتی تھی۔ راستے کی دوسری طرف گندم کی فصل تھی جو اب سنہرے رنگ میں بدل چکی تھی۔ گاؤں میں فصل کٹ رہی تھی

"یہ لیں "

دروازے کے پار سے وہی نسوانی آواز آئی پھر گلاس میں پانی اس کی طرف بڑھایا گیا۔ یوسف نے پانی کو دیکھا پھر مسکراہٹ دبائی

"مجھے گاڑی میں ڈالنے کے لیے پانی چاہیئے تھا "

WWW.NOVELSHUB.PK

ہاتھ فوراً اندر کی طرف گیا، پھر وہ وجود دوبارہ سے غائب ہو گیا۔ اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ عجیب لڑکی تھی

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ نیلے رنگ کے شلوار قمیص پر سفید چادر اوڑھے وہ وہی تھی جس سے اس کا سامنا دوبار پہلے بھی ہو چکا تھا۔ وہ کچھ ناگواری سے یوسف کو دیکھتی دروازے تک آئی

"میری گاڑی خراب ہو گئی تھی۔ پانی کی ضرورت تھی"

یوسف کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔۔ کھڑے کھڑے پہلو بدلا۔ کچھ اضطراب سا چہرے پر پھیلا۔ خولہ کی نظر پیچھے کھڑی گاڑی پر گئی۔ اس نے سر جھٹکتے دروازہ کھولا جبھی نین کا پانی تھامے ہاتھ دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ دروازہ پورا کھلا اور وہ پوری نظر آئی۔ سفید لمبی قمیص جس کے کناروں پر لیس لگی تھی۔ نیچے کھلے پائنچوں والی شلوار پہنے دوپٹہ سر پر رکھے، یوسف عبداللہ کو نین تارہ الیاس نظر آئی۔ وہ جس کی رنگت گندمی تھی اور جس رنگت میں کسی نے سرخی گھول رکھی تھی۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی نا اس نے سنا نا اسے سننا یاد رہا۔ وہ یک ٹک نین تارہ کو دیکھ رہا تھا

"او و بھائی صاحب" خولہ نے چٹکی بجائی تو وہ چونک کر سیدھا ہوا۔ چہرے پر شرمندگی سی چھائی۔ وہ پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھی۔ یوسف نے شکریہ کہہ کر لیتے نظریں نیچی ہیں پھر تیزی سے پیچھے کی طرف گیا

"کون تھا یہ؟ "

دروازہ بند کرتے وہ واپس پلٹی تو نین پوچھنے لگی

"بدر عبد اللہ کا چھوٹا بھائی یوسف عبد اللہ "

"اچھا اچھا۔ تم یہ بتاؤ جمال سے بات کی؟" اُنگلیاں مروڑتی وہ بے چینی سے پوچھنے لگی۔ خولہ ٹاہلی کے درخت تلے آتی دھڑام سے چارپائی پر گری۔ گرمی کے باعث اُس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا

"کی تھی۔ اُنہوں نے صاف صاف منع کر دیا کہ موٹر سائیکل کے بغیر نین تارہ الیاس ان کے گھر نہیں آئے گی" نین کے چہرے پر مایوسی ابھری

"اب کیا ہو گا خولہ؟ "

"فکر مت کرو۔ کل پرسوں تک وہ لوگ آکر رشتہ توڑ جائیں گے" وہ بند آنکھوں سے بولی۔ اُس نیند آرہی تھی

"اچھا اچھا بولو۔ "

"اچھا ہی بولا ہے۔ برا تو یہ ہوتا کہ وہ رشتہ نا توڑتے "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ غنودگی میں جارہی تھی۔ زہن میں کعب کا چہرہ ابھرا۔ پھر بدر کا۔ وہ پہلی بار نرم سا لگا تھا۔ کچھ اپنا سا۔ یوں جیسے غم گسار ہو۔ زہن پر سے بوجھ ہٹنے لگا۔ روح ہلکی ہونے لگی جب آنکھیں جھٹکے سے کھلیں۔ باہر دروازہ زور زور سے بجایا جارہا تھا۔ اس نے ہاتھ منہ پر رکھ کر جمائی روکی پھر دوبارہ آنکھیں بند کرنے ہی لگی تھی جب اسے دروازہ کھولتی نین کے پیچھے اُس کی ساس نظر آئیں۔ غنودگی میں جاتا زہن فوراً بیدار ہوا۔ آنکھیں کھل گئیں۔ وہ غصے سے کچھ کہتی اندر آرہی تھیں۔ اسے دیکھ کر غصہ مزید بڑھا۔ نین بوکھلائی۔ اس کی ساس اونچا اونچا بولتی چچی کو بلارہی تھیں۔ خولہ کے اندر الارم سا بجا۔ کچھ غلط ہو گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آٹا گوندھ کر اس نے تپائی پر رکھا پھر نین تارہ کو دیکھا جو کچن کے دروازے سے لگ کر کھڑی تھی دوپٹہ ہاتھ میں تھا اور وہ اسے بے دردی سے مروڑ رہی تھی۔ چہرہ زرد ہورہا تھا

"فکر مت کرو۔ لالچی لوگ ہیں۔ رشتہ نہیں توڑیں گے"

اس نے پلٹ کر ناراضگی سے خولہ کو دیکھا

"تُمہیں ہر وقت میرا رشتہ توڑنے کا خیال کیوں آتا ہے؟"

"کیونکہ مجھے تمہاری فکر ہے"

"مت کرو"

"ٹھیک ہے۔ بھاڑ میں جاؤ "

"خولہ۔ ابا باہر بلا رہا ہے "

شیر دل سنجیدہ چہرے کے ساتھ کچن میں آیا تو اس کی چھٹی حس کچھ الارم بجانے لگی۔ بظاہر سر ہلاتے وہ کچھ ٹینشن سے باہر گئی۔ ٹاہلی کے بڑے درخت تلے بچھی چارپائیوں میں سے سامنے والی پر چچا سر جھکائے بیٹھے تھے۔ نین تارہ کی ساس دوپٹہ منہ پر رکھے اُنہیں کچھ سنا رہی تھیں۔ دادی ناگواری سے اور چچی پریشانی سے ساتھ بیٹھی تھیں

"آپ نے بلایا چچا؟ "

وہ سنجیدگی سے کہتی سامنے کھڑی ہو گئی۔ چچا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا

"تم جمال سے ملنے گئی تھیں آج؟ "اُس نے رخ موڑ کر جمال بھائی کی ماں کو دیکھا پھر چچا کو

"جی۔۔ "

"کس لئے؟ "

"یہ کہنے کہ وہ موٹر سائیکل کی شرط واپس لے لیں "وہ ہنوز سنجیدہ تھی

"ارے بس یہی کہنے ؟ گلی میں دس دس لوگوں کے سامنے میرے بیٹے کو سنا کر آئی ہے۔ لالچی، جہیز لینے والے، اور پتا نہیں کیا کیا کہہ کر آئی ہے۔ پورا محلہ وہاں تھا۔ ہر شخص نے سنا" وہ دوپٹہ دوبارہ منہ پر رکھ کر خوب شوں شوں کرنے لگیں۔ خولہ نے بمشکل ضبط کر کے اُنہیں دیکھا (ڈرامے نا ہوں تو)

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا خالہ۔ اور گلی خالی تھی۔ کون سے محلے والے ؟ "

"خولہ "....

چچا کی سخت آواز پر وہ رکی

"ہاں ہاں۔ اب الزام لگاؤ ہم پر۔ میں تو نین تارہ کی ہی سہولت کے لئے کہہ رہی تھی موٹر سائیکل کا۔ ورنہ ہمیں کس چیز کی کمی ہے ؟ دکان بھری پڑی ہے سامان سے۔ گھر میں سب کچھ ہے۔ ایک تو تمہاری بیٹی بیاہ رہے ہیں اوپر سے باتیں بھی سنیں "

وہ مزید زور و شور سے بین کرنے لگیں

"جھوٹ تو مت بولیں خالہ۔ کون سا سامان ؟ ساری دکان خالی "....

"معافی مانگو ان سے خولہ "

چچا کی آواز اس قدر بلند تھی کی دروازے کا پٹ تھام کر ٹھہری نین بھی لرز گئ۔ خولہ کا دل سکڑا

"چچا میں نے "...

"میں نے کہا معافی مانگو ان سے "وہ مزید سختی سے بولے۔ چچی یکدم پریشانی سے اٹھیں۔ دادی بھی کھڑی ہو گئیں۔ وہ اب سامنے بیٹھی عورت کو گھور رہی تھیں

"رہنے دیں نا۔ بچی سے غلطی ہو گئ "

چچی اس کے ساتھ آ ٹھہریں

"معافی مانگو خولہ "

خولہ نے گلے میں اٹکے آنسو دھکیلے۔ سخت نظروں سے اسے دیکھتے چچا کو دیکھا، پھر جمال بھائی کی ماں کو

"معذرت خواہ ہوں خالہ۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا "

وہ چچی کا ہاتھ اپنے کاندھے سے نرمی سے ہٹاتی مڑی اور کمرے کی طرف بڑھ گئ۔ صحن سے اندر گیلری کی طرف پھر آمنے سامنے قطار میں بنے کمروں میں سے پہلے کمرے میں آتے اس نے دروازہ بند کیا۔ دوپٹہ کھینچ کر چارپائی پر رکھا۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے خود کو دیکھا۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں

وہ نہیں روئے گی۔ وہ نہیں روئے گی۔ وہ نہیں روئے گی۔ خولہ بلال نہیں روئے گی۔ رجب بلال کی بہن نہیں روئے گی۔ بہت ضبط کے باوجود آنسو کا ایک قطرہ چہرے پر گرا۔ اُس نے الٹے ہاتھ سے اسے بے دردی سے صاف کیا۔ وہ نہیں روئے گی۔ خولہ نہیں روئے گی

دروازہ کوئ تیزی سے کھولتا اندر آیا۔ خولہ نہیں مڑی۔ وہ جانتی تھی وہ نین ہو گی

"خولہ "....

نین تارہ تیزی سے اس تک آئ اور اس کا رخ موڑا

اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے لیکن وہ رو نہیں رہی تھی

"تم نے ابا کو بتا دینا تھا نا کہ تمہیں میں نے جانے کا کہا تھا" نین تارہ کو جی بھر کر رونا آیا اور وہ رو دی

"اس سے کیا ہوتا؟" خولہ کو جی بھر کر رونا آیا لیکن وہ نہیں روئ

"وہ تم پر غصہ نا کرتے "

"غصہ نہیں کیا تھا۔ چچا سمجھ کر حکم دیا تھا۔ اگر اُن کی محبت حق سمجھ کر وصول کر سکتی ہوں تو ڈانٹ اُن کا حق سمجھ کر سن بھی سکتی ہوں "

اس نے نین کے ہاتھ اپنے بازوں پر سے ہٹائے

"مجھے معاف کر دو" خولہ نے رک کر گہری سانس لی

"تم بزدل ہو نین۔ میری بلا سے تمہارا دل ٹوٹے یا ٹوٹ کر کرچی ہو لیکن تم بزدل ہو۔ یہ بہادری نہیں تھی کہ تم کسی ایسے شخص کا رشتہ قبول کر لیتیں جو تم جانتی تھیں تمہارے لئے صحیح نہیں ہے۔ تم نے وہ قربانی دی

جو تم سے کسی نے نہیں مانگی تھی۔ نا تمہیں وہ قربانی دینے کی ضرورت تھی۔ تم تبھی اس رشتے کے لئے منع کر دیتیں تو آج یہ دن نا آتا۔ تم بہت بزدل ہو نین " اس نے اپنے اندر پنپتے آنسو زہر کی صورت نین تارہ کے اندر اتار دیئے۔ اسے باتیں دل میں رکھنی نہیں آتی تھیں۔ جو اُسے رلائے گا اُسے رونا پڑے گا۔ نین تارہ روتے روتے ساکت ہوئی پھر آنسو مزید تیز ہوئے۔ خولہ کو مزید چڑ ہوئی۔ "ہاں اب تم آنسو بہانے لگ جاؤ۔ یہ نہیں کہ جا کر منہ توڑ دو اس عورت کا۔ لیکن نہیں، بزدلی تو تم پر ختم ہے "

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں بزدل ہوں۔ میں نے جب دیکھا کہ میری ماں میری وجہ سے چین سے سو نہیں سکتی تو میں نے بزدل بن کر پہلا رشتہ قبول کر لیا۔ میں نے دیکھا جب میرا باپ میری شادی سے ایک ماہ پہلے میرے ہونے والے شوہر کے قتل کئے جانے پر وقت سے پہلے بوڑھا ہو رہا ہے میں نے بزدل بن کر اُسے مزید بوڑھا ہونے سے بچا لیا۔ میں نے جب دیکھا کہ معاشرہ مجھے منحوس سمجھ رہا تھا تو میں نے بزدل بن کر خود کو مزید طعنوں سے بچا لیا۔ تم ٹھیک کہتی ہو میں بزدل ہوں "

وہ روتے روتے چارپائی پر بیٹھی۔ خولہ نے گہری سانس لی

"ہاں تم بزدل ہو۔ کس نے تم سے کہہ دیا ہے کہ کوئی بھی ایرا غیرا رشتہ قبول کر کے اپنے ماں باپ پر احسان کر دو گی؟ پھر جب شادی کے بعد وہی روتا ہوا چہرہ لاؤ گی تو تب تو جیسے تمہارے ماں باپ کو بہت خوشی ہو گی نا؟ مظلومیت کا رونا بند کر دو نین۔ تمہارے ماں باپ نے تمہارے سر پر بندوق نہیں رکھی تھی۔ تم سے صرف پوچھا تھا۔ اور تمہیں پتا ہے تم اللہ پر توکل کے معاملے میں بھی اندھی بن گئی ہو۔ تب اگر تم انسانوں

سے ڈرنے کی بجائے اللہ پر بھروسہ کرتیں تو تم اندھیرے میں بیٹھی رونا رہی ہوتیں۔ پتا نہیں کس نے تم لڑکیوں کو کہہ دیا ہے کہ معاشرے کے ڈر سے جہنم میں کود جاؤ "

وہ بڑبڑاتے ہوئے چارپائی پر پڑا دوپٹہ اٹھاتی دروازہ کھولتی باہر بڑھ گئی۔ اسے چھت پر جا کر خود کو پرسکون کرنا تھا۔ پیچھے بیٹھی نین تارہ اب بھی رو رہی تھی۔ خولہ یہ کبھی نہیں سمجھ سکتی تھی کہ اُس جیسی لڑکیوں کو بہادری کی قیمت ماں باپ کی عزت کی صورت چکانی پڑتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور اگر سب کو یہ لگتا تھا کہ وہ اس سب کے بعد روئے گی تو غلط لگتا تھا۔ اگر شیر دل یہ سوچتا تھا کہ وہ کھانا پینا چھوڑ کر غم منائے گی تو اسے بھی غلط لگتا تھا۔ وہ شام تک یوں ہو گئی گویا کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ اپنے حصے کے کام کئے۔ شیر دل سے لڑائی کی۔ چچی جانوروں کو چارہ ڈالتے اسے دیکھ کر نظر چرا لیتیں۔ دادی غور سے دیکھتیں کہ نین تارہ ہوتی تو رو رو کر بخار ہو چکا ہوتا لیکن وہ نین تارہ نہیں تھی۔ وہ خولہ بلال تھی

اور یہ اگلی شام کا قصہ تھا جب چھت سے اترتے ہوئے اُس نے چچا کو اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔ وہ وہیں پہلی سیڑھی پر رک گئی۔ وہ پریشان نہیں بہت زیادہ پریشان لگ رہے تھے۔

"شیر دل، زرا فصل کی طرف چکر لگا آنا "

وہ سینہ مسلتے چارپائی پر بیٹھ گئے۔خولہ تیزی سے نیچے تک آئی۔فریج سے جا کر ٹھنڈا پانی نکالا اور گلاس میں ڈالتے چچا تک آئی

"پانی چچا۔۔ "

اُنہوں نے زرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر پانی لے لیا

"سب ٹھیک ہے چچا؟ "

اُنہوں نے بس سر ہلا دیا،خولہ کو مزید پریشانی ہوئی

"فصل کٹ گئ ساری؟ "

"نہر کے پاس والی رہتی ہے "شیر دل جمائی روکتا کمرے سے باہر نکل رہا تھا جب چچا کو دیکھ کر وہیں رکا

"آپ واپس کیوں آ گئے؟ "

"تم جا کر دیکھ لو فصل۔تھریشر والوں کے لیے چائے بنوا لینا فضل کے پاس سے۔بچیاں کہاں دھوپ میں خوار ہوں گی"وہ تکیہ سر کے نیچے رکھتے وہیں لیٹ گئے

"میں بنا دیتی ہوں چچا۔شیر تم دس منٹ انتظار کرو "

WWW.NOVELSHUB.PK

عام دن ہوتا تو وہ ڈھٹائی سے جا کر نین کو اٹھاتی کہ چائے بنائے پھر کھڑے کھڑے سو صلواتیں اُن لوگوں کو بھی سنا دیتی جنہیں گرمی میں چائے پینے کا شوق چڑھ جاتا تھا۔ لیکن آج عام دن نہیں تھا۔ اسے پریشانی ہو رہی تھی۔ کچن میں جا کر چائے کے لیئے پانی ڈالا پھر دودھ پتی ڈالتے وہیں کھڑی ہو گئی۔ دادی کمرے میں تھیں۔ نین تارہ سو رہی تھی۔ چچی نے آج کل اُسے ہر کام سے چھٹی دے رکھی تھی۔ پندرہ دن بعد اس کی مہندی تھی۔ چائے بنا کر تھرماس میں ڈالتے وہ کپ اٹھاتی باہر آئی تو چچا اب بھی لیٹے تھے۔ یہ ایک اور عجیب بات تھی۔ زندگی کے بائیس سالوں میں اُس نے اِس گھر کے مردوں کو فصل کے موقع پر صرف اور صرف کام کرتے دیکھا تھا۔ یہ پہلی بار تھا جب چچا یوں پریشانی سے گھر پر تھے۔ اُس نے چائے شیر دل کو دیتے ایک بار پھر چچا کو دیکھا۔ اُن کی پریشانی کی وجہ کیا تھی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پھر اگلے دن تک اسے یہ بھی پتا چل گیا کہ وجہ کیا تھی

"حکومت نے گندم لینے سے انکار کر دیا تھا "

تو یوں تھا کہ چھ ماہ کی فصل جسے کسانوں نے خون پسینے سے سینچا تھا وہ اب پک کر تیار تھی تو حکومت نے فصل لینے سے انکار کر دیا تھا، وجہ وہی تھی کہ حکومت کے پاس پہلے ہی وافر مقدار میں گندم موجود تھی مزید لے کر نقصان کیوں کرنا؟ سو اب کسانوں کا نقصان کیا جانا تھا۔ وہ اچھی طرح سمجھتی تھی اس کا کیا مطلب تھا

اگر فصل نا بکتی تو نین تارہ کی شادی رک جاتی۔ دادی کا علاج رک جاتا۔ قرضے میں مزید اضافہ ہو جاتا

WWW.NOVELSHUB.PK

"پرائیویٹ کمپنیوں کو بیچ دیں گندم "

"وہ لیں گے نہیں۔لیں گے تو کم قیمت پر لیں گے "

چچا نے پریشانی سے ماتھا مسلا

"تو بدر صاحب سے بات کریں۔ ہر سال وہی گندم لیتے ہیں۔ کتنی بار ہم نے کہیں اور دینی چاہی تو ہمیں دھمکیاں دی گئیں اب جب ہم پر مشکل وقت ہے تو وہ ہمارا مسئلہ حل کریں۔اس بار بھی گندم لیں ہماری"
چچی کو پریشانی چچا سے زیادہ تھی۔ نین تارہ کی شادی کا سارا خرچہ یہیں سے نکلنا تھا۔اب کیا ہو گا؟

"بدر صاحب نے صاف ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ کہہ رہے ہیں وہ بھی پہلے یہاں سے گندم لے کر حکومت کو ہی بیچتے تھے۔اب پرائیویٹ کمپنیوں کو بیچنے میں اُنہیں نفع کم نقصان زیادہ ہو گا "

"ایسے کیسے ؟ ہر سال وہی لیتے ہیں ہم سے۔ حالانکہ ہم دینے پر راضی نا بھی ہوں تو بھی ان کے آدمی آجاتے ہیں۔اس سال ان کو ہماری مدد کرنی ہو گی "

وہ دروازے سے ہٹتی کمرے میں آئی۔ نین زرد چہرے سے بیٹھی تھی

"اب کیا ہو گا خولہ ؟ "

"جو اللہ کو منظور "

"کچھ کرو تم "

" دعا کر سکتی ہوں۔ وہ چچی کر رہی ہیں۔ بد دعا کر سکتی ہوں، وہ دادی کر رہی ہیں" وہ آرام سے جا کر چارپائی پر لیٹ گئ

"تمہاری تو دلی خواہش پوری ہو رہی ہے "

" اور میں بہت خوش ہوں" اس نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔ کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر اسے نین تارہ کی آواز سنائی دی

"تم بہت خود غرض ہو خولہ "

خولہ نے آنکھیں کھولیں۔ نین اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں نمی اور زخمی تاثر تھا، خولہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر وہ اٹھ بیٹھی

"ٹھیک کہہ رہی ہو "

"تم صرف اپنا سوچتی ہو "

"ایسا ہی ہے "

اس کا چہرہ بے تاثر ہو گیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"ہاں ایسا ہی ہے۔ تمہیں دل رکھنا نہیں آتا خولہ۔ تمہیں دل توڑنا آتا ہے اور تمہیں یہ نہیں کرنا چاہئے۔ تم کہتی ہو نا کہ میں بزدل ہوں۔ ٹھیک کہتی ہو۔ کیونکہ میرا کوئی بھائی نہیں تھا جو مجھے بتاتا کہ کوئی تمہاری طرف انگلی اٹھائے تو اس کا ہاتھ توڑ دو۔ میرا کوئی بھائی نہیں تھا جو گاؤں کی گلیوں میں مجھے ساتھ لے کر چلتا اور سکھاتا کہ مرد اور عورت برابر ہیں۔ میرا باپ ہے خولہ۔ میرے باپ کی تھوڑی بہت عزت ہے۔ تم کہتی ہو میں شادی سے منع کر دوں لیکن تم نہیں جانتیں کہ میرا باپ بزدل ہے۔ میرا رشتہ ٹوٹتا تو وہ مر جاتا۔ میری ماں کمزور ہے، وہ لوگوں کے طعنے برداشت نہیں کر سکتی۔ میں خوش نہیں ہوں خولہ، میں روز مرتی ہوں، میں تین سال سے مسکرائی نہیں ہوں جیسے تم تین سال سے روئی نہیں ہو۔ رجب کو نہیں مرنا چاہئے تھا۔ وہ تمہارے آنسو اور میری مسکراہٹ لے گیا۔ وہ تمہیں مزید بہادر اور مجھے مزید بزدل بنا گیا "

وہ گھٹنوں میں چہرہ دیئے روئے گئی۔ خولہ کے چہرے پر کوئی اذیت جیسا تاثر ابھرا۔ اس نے نین کو تسلی نہیں دی۔ کتنی ہی دیر وہ اسے دیکھتی رہی پھر خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ دروازے کے پار ٹاہلی تلے چچا، چچی اور دادی بیٹھے تھے۔ مسئلے کئی تھے اور حل ایک۔ اور اسے وہ حل تلاش کرنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی میں بجتے دھیمے سر خوابناک سے تھے۔ اے سی کی ٹھنڈک باہر کام کرتے مزدروں کے لئے خواب اور اس کے لئے عام تھی لیکن اس کے باوجود بھی اُس کے چہرے پر حد درجہ بے زاری چھائی ہوئی تھی

اسے واپس امریکہ جانا تھا۔ یہاں دھول، مٹی، کچے پکے مکانات، گرم موسم دیکھ دیکھ کر وہ تھک گیا تھا۔ لیکن بدر بھائی نہیں مان رہے تھے اور اُنہیں ناراض کرنا کم از کم ھریرہ خاقان کے لئے ممکن نہیں تھا

باہر کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی نظریوں ہی کھیتوں کی طرف گئی۔ فصل پر تھریشر لگی ہوئی تھی۔ مرد گندم بوریوں میں بھر رہے تھے اور گندم کا بھوسہ ابھی تک ویسے ہی پڑا تھا۔ ھریرہ نے گاڑی روک دی۔ چند لمحے باہر دیکھتا رہا پھر سیٹ بیلٹ ہٹاتے باہر نکلا۔ تیز سورج اوپر چمک رہا تھا

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا گندم کے کھیت تک گیا۔ جمع شدہ بھوسے سے کچھ فاصلے پر رک گیا۔ وہاں نیلی جینز پر گرے کلر کی شرٹ پہنے بازوؤں کہنیوں تک موڑے لڑکا ٹھہرا تھا۔ دونوں ہاتھ کمر پر جما رکھے تھے اور وہ سامنے کام کرتے مردوں سے کچھ کہہ رہا تھا

"تُمھیں دیکھ کر لگا تو نہیں تھا کہ تم بھی کسان ہو "

کعب چونک کر پلٹا پھر ھریرہ کو دیکھتے ابرو تعجب سے اچکائے

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ "

"مجھے فصل میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تو ظاہر ہے تم سے بات کرنے کے لئے ہی یہاں موجود ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

اُس نے شانے اچکائے۔ کعب نے رخ موڑ کر ساتھ کھڑے لڑکے کو دیکھا۔ اسے سرائیکی میں کچھ سمجھایا پھر ھریرہ کی طرف گیا۔ وہ سیاہ جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ گھنگریالے بال آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے ہوئے تھا۔ اسے آتے دیکھ پلٹنے لگا۔ کعب ساتھ ہو گیا

"یہ تمہاری فصل ہے؟ "

"ہاں "

"کسان لگتے تو نہیں ہو "

ھریرہ نے کچھ اچھنبے سے اسے دیکھا

"کیوں نہیں لگتا؟ "

" شکل سے پڑھے لکھے لگتے ہو۔ ڈریسنگ بھی دیہاتیوں جیسی نہیں ہے "

وہ دونوں دھوپ سے بچنے کے لئے فصل کے اختتام پر لگے درختوں تلے آ ٹھہرے۔ ھریرہ نے چشمہ نکال کر گریبان پر ٹکایا

" اکنامکس کی ڈگری ہے میرے پاس اور ... "وہ تیزی سے کہتے رکا۔ جیسے بے ساختہ کچھ کہنے لگا تھا پھر ہونٹ بھینچتے سر جھٹکا اور ھریرہ کو دیکھا " یعنی اگر تمہیں شکل سے پڑھا لکھا لگتا ہوں تو ٹھیک ہی لگتا ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اوہ۔ یہاں پڑھنے کا رواج ہے؟" وہ حیران ہوا تھا

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ گاؤں کے لوگ جنگلوں میں رہتے ہیں جو وہ پڑھتے نہیں ہیں؟ "

"نہیں، لیکن مجھے امید نہیں تھی کہ یہاں پڑھنے کا رواج ہو گا کیونکہ اکثریت کو میں نے کھیتوں میں کام کرتے ہی پایا ہے" ھریرہ نے کاندھے اچکائے

"کسان ہیں سب لیکن جاھل نہیں ہیں۔ یہاں سے اکثر لوگ پڑھنے کے لئے شہر جا رہے ہیں "

"تو پھر سب زمینوں کا کیا ہو گا؟ "

"زمینیں بچی ہی کہاں ہیں؟" وہ تلخی سے ہنسا" جیسے جیسے آبادی بڑھ رہی ہے زمینیں تنگ پڑتی جا رہی ہیں "

"ہیں تو صحیح اتنی ساری؟ "

"کب تک رہیں گی؟۔ ایک باپ اپنی آٹھ مربع زمین چار بیٹوں کو دو دو کے حساب سے تقسیم کرے تو ان چار بیٹوں کو اپنے چار بیٹوں میں وہ زمین ایک ایک کے حساب سے دینی پڑے گی۔ زمین سمٹ رہی ہے۔ لوگ بڑھ رہے ہیں۔ گاؤں کے لوگوں کو اب سمجھ آ گئی ہے کہ زمینوں میں کچھ نہیں رکھا "

"ویل..... اچھی بات ہے۔ انسان کو وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے رہنا چاہئے۔ کب تک کسان زمینوں سے لگے رہیں گے؟" وہ دو قدم پیچھے کو ہوتا درخت سے ٹیک لگا گیا

"کسانوں کے پاس سب نے کوئی اور راستہ چھوڑا بھی نہیں ہے "

"اب یہ تو مت ہی کہو۔ اچھا خاصا کما لیتے ہیں کسان فصلوں سے "

کعب کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر خوشہ وہیں پھینکتا اس تک آیا

"مثلاً؟ کتنا اچھا خاصا؟ "

" آاا۔۔۔" وہ گڑبڑایا" اب دیکھو جیسے یہ گندم ہے، اس سے ہی اچھا خاصا کما لیتے ہوں گے۔ حالانکہ محنت اتنی نہیں لگتی" کعب نے ہاتھ سینے پر باندھے۔ وہ ایک بحث کے لئے تیار لگتا تھا

"محنت اتنی نہیں لگتی؟ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ دس ہزار کی کھاد کی ایک بوری، ہفتے میں ایک دن کے حساب سے تقسیم کیا گیا پانی، پھر جب وہ پورا نا ہو تو مہنگا پیٹرول لے کر ٹیوب ویل چلانا۔ کیڑے مار ادویات، دن رات فصل کی دیکھ بھال کرنا، آندھی آنے پر اس کے ٹلنے کی دعا، بارش نا آنے پر اس کے آنے کی دعا۔ رات کو جب سب سو رہے ہوں تو ٹھنڈے پانی سے فصلوں کو سیراب کرنا، گرمیوں کے تپتے دنوں میں پسینے سے شرابور ہو کر پانی لگانا۔ فصل تیار ہونے پر اس کی کٹائی پر آنے والا خرچ، پھر مارکیٹ تک لے جانے کی ذلت، اگر بڑے زمیندار ایسا کرنے دیں تو۔ ورنہ اونے پونے دانوں بیچ دینا۔ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو کسان ہونا بہت آسان ہے۔ اور بہت منافع والا کام ہے "

ھریرہ پل بھر کو چپ رہ گیا پھر سیدھا ہوتے گویا ہار مانی

"میں نے کبھی فصلوں میں کام نہیں کیا تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا "

"پھر تمہیں تبصروں سے بھی گریز کرنا چاہئے ھریرہ، کیونکہ کچھ لوگ میرے جیسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے ان زمینوں اور فصلوں کے لئے اپنے باپ اور بھائی کھوئے ہوتے ہیں" وہ سنجیدہ تھا

"مطلب؟ "

کعب نے رخ موڑ کر کھیت میں کام کرتے مزدوروں کو دیکھا۔ وہ کچھ دیر اُنہیں دیکھتا رہا۔ چہرے پر کچھ اذیت ابھری

"میرے بابا اور بھائی نے اِن زمینوں کو بچانے کے لئے جان کھوئی تھی۔ ہمارا جھگڑا تھا کسی سے زمینوں پر۔ کیس عدالت میں چل رہا تھا۔ میں تب پڑھائی کے سلسے میں اسلام آباد تھا۔ ہم اُن لوگوں کے خلاف کیس جیت گئے تو بدلے میں اُنہوں نے میرے باپ اور بھائی کو مار دیا۔ یہاں زمینوں اور پانی کے لئے ایسے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ کسان مرتے رہتے ہیں۔ میرے دو کسان بھی مر گئے "

وہ کرب سے بول رہا تھا۔ ھریرہ کے چہرے پر افسوس آیا

"آئی ایم سوری "

"اٹس اوکے۔ میں نے کہا نا یہاں لوگ زمین اور پانی کے لئے مرتے رہتے ہیں" اس کا چہرہ اب سپاٹ لگ رہا تھا

"پانی کے لئے کیوں؟ "

"پانیوں کے لئے بہت جھگڑے ہوتے ہیں یہاں۔ کسی ایک کی باری پر کوئی دوسرا پانی لے گیا تو جھگڑا ہو گیا۔ ایک کی فصل کو لگنے والا پانی دوسرے نے اپنی فصل کو لگا لیا تو جھگڑا ہو گیا۔ گاؤں میں یہ عام ہے "

"حالانکہ پانی سب کا برابر ہونا چاہئے "

"زمین جس کی بھی ہو۔ زمین پر موجود پانی کسی کا نہیں ہوتا "

"تم پانی سے ڈرا رہے ہو؟" ھریرہ ہنسا

"پانی کا سچ بتا رہا ہوں۔ آب ہمیشہ حیات نہیں لاتا، یہ موت بھی لاتا ہے "

"میں نے تو اسے ہمیشہ زندگی دینے والا پایا ہے "

"میں نے زندگی لینے والا پایا ہے "

"کس کی؟ "

"کوئی تھا، جو حیات جیسا تھا اور اسے آب نے نگل لیا" اس نے رخ موڑ کر ھریرہ کو دیکھا، اس کی آنکھیں گہری تھیں، راز جیسی، پر اسرا" اور لوگ کہتے ہیں وہ آب میں ہوں "

ھریرہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی

WWW.NOVELSHUB.PK

"یعنی تم قاتل ہو؟ "

کعب چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر دو قدم چل کر اس کے سامنے آیا۔ وہ ھریرہ سے دو انچ لمبا تھا

"میرے بارے میں اندازے مت لگایا کرو۔ تمہارے اندازے صحیح نکلے تو میں تمہارے نزدیک اپنا مقام کھو دوں گا اور اگر غلط نکلے تو تم میرے نزدیک اپنا مقام کھو دو گے "

"تم عجیب ہو کعب۔ لیکن دلچسپ بھی ہو" ھریرہ ایک بار پھر ہنسا۔ کعب نے قدم پیچھے لئے

"تم بتاؤ۔ کسانوں اور عام لوگوں میں کب سے دلچسپی ہو گئ تمہیں؟ حالانکہ بدر عبداللہ کے بھائی سے مجھے یہ توقع نہیں تھی"

"بدر بھائی سے متعلق تمہارے خیالات کچھ زیادہ ہی برے ہیں۔ وہ اچھے انسان ہیں "

"وہ اچھا ہوتا تو میرے خیالات برے نا ہوتے۔ تم اب کی ہی مثال لے لو۔ بدر عبداللہ نے گندم لینے سے منع کر دیا ہے، حالانکہ پچھلے کئ سال سے یہاں کے سارے کسان تمہارے بھائی کو گندم فروخت کر رہے ہیں لیکن اس سال کیونکہ اُسے نقصان کا خدشہ ہے تو وہ گندم نہیں لے گا" اس کی آواز میں تلخی گھلی

"میں اس بارے میں نہیں جانتا "

"ظاہر ہے۔ تم لوگوں کو کسانوں کے مسئلوں سے کیا۔ پھر ووٹ لینے کے لئے تمہارا بھائی انہی کسانوں کے پاس آئے گا "

"ایسی بات نہیں ہے "اسے برا لگا" بدر بھائی کسانوں کے مسئلے سنجیدگی سے لیتے ہیں "

"واقعی ؟" کعب کی آواز میں طنز تھا

"بالکل۔ بلکہ تم ایسا کرو میرے ساتھ حویلی چلو

جو مسئلہ ہو ان سے مل کر حل کروالینا "

"اور بدر عبداللہ مجھ سے مل لیں گے ؟" اس کے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ اسے ھریرہ کے اس مشورے سے دلچسپی نہیں تھی

"بالکل مل لیں گے۔ تم چلو میرے ساتھ "

"رہنے دو ھریرہ۔ وہ اونچا شخص ہے۔ مجھ جیسے لوگوں کو تو وہ دیکھنا بھی پسند نا کرے" وہ ہنوز تلخ تھا

"اور میں کہہ رہا ہوں نا کہ وہ مل لیں گے۔ تم چلو بس۔ خود ان سے یہ معاملہ ڈسکس کر لینا "

وہ کچھ دیر ھریرہ کو دیکھتا رہا جیسے کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر لڑکوں کو دیکھا۔ آواز لگاتے کچھ کہا اور ہاتھ سے ھریرہ کو اشارہ کیا

ایک ملاقات بدر عبداللہ سے صحیح

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

سرخ اینٹوں والی عمارت قدیم تھی۔ یوں جیسے اسے برطانوی راج کے دوران تعمیر کیا گیا تھا اور اس میں شہزادوں کا قیام رہا ہو۔ کئ ایکڑ پر پھیلی وہ حویلی محض باہر سے دیکھنے پر اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی۔ اور باہر سے دیکھنے والے سوچا کرتے تھے کہ یہ حولی اندر سے کیسی ہو گی؟

اس حویلی کے باہر موجود خولہ بلال یہ نہیں سوچ رہی تھی۔ وہ کچھ اور سوچ رہی تھی۔ سیاہ رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس، دوپٹہ سر پر اور چادر سینے پر پھیلائے اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی اور وہ آہستہ آہستہ چلتی اس گیٹ تک آ رکی

"جی بی بی؟ "

گیٹ پر موجود گارڈ فوراً آگے کو ہوا

"بدر عبداللہ سے ملنا ہے "

" صاحب نہیں ملیں گے۔ واپس چلی جائیں " وہ بےزاری سے کہتے اندر جانے لگا

" اپنے صاحب سے جا کر کہیں کہ خولہ بلال ان کا انتظار کر رہی ہے "

وہ نہیں جانتی تھی اس نے یہ جملہ کس مان سے کہا تھا۔ بس یونہی گماں سا ہوا کہ جو کچی دیوار پر بیٹھ کر اس کے آنسو کی وجہ پوچھ سکتا تھا وہ اب بھی مل لے گا

"بی بی کہاں جاؤ یہاں سے۔ صاحب ہر ایرے غیرے سے نہیں ملتے "

"میں ایری غیری نہیں ہوں۔ اور نا تمہارے صاحب سے ملنے کا شوق ہے۔ ایک کام ہے ان سے "

اسے اس بار غصہ آیا۔ چوکیدار کے چہرے پر ناگواری آئی

"اور بدر صاحب تو جیسے انتظار کر رہے ہیں نا کہ میں آپ کا پیغام ان تک پہنچاؤں اور وہ فوراً ملنے آجائیں گے "

"دیکھو چچا۔ تم پورا دن یہاں بیٹھ کر نیند کرتے ہو گے لیکن مجھے بہت کام ہیں۔ ایک بار جا کر ان سے کہہ دو کہ خولہ بلال ان کا انتظار کر رہی ہے۔ وہ منع کر دیں تو میں دوبارہ تمہیں اس حویلی کے باہر نظر نہیں آؤں گی "

اب کی بار اُسے تحمل کا مظاہرہ کرنا پڑا۔ چوکیدار اسے دیکھتا رہا پھر بڑبڑاتے ہوئے اندر گیا۔ خولہ دو قدم پیچھے ہوئی اور حویلی کو دیکھا

جانے محل کا سلطان باہر ٹھہری کچی بستی کی اس باسی سے ملتا بھی یا نہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاؤنج سے نظر ہٹا کر سیڑھیوں پر دیکھو تو بدر کے پیچھے چلتا یوسف نظر آ رہا تھا۔ وہ ہاتھ میں تھامے موبائل سے دیکھتے اُسے فصل کے حساب کتاب کے بارے میں بتاتا نظر آ رہا تھا

"شفیق بخت سے رابطہ کر لینا۔ مجھے پوری رقم کا حساب چاہئے یوسف۔ ایک روپیہ بھی اِدھر اُدھر ہوا تو نا تمہیں چھوڑوں گا نا ڈیلر کو "

"جی بھائی "...."

وہ سر ہلاتا موبائل جیب میں ڈال رہا تھا جب ھریرہ صحن سے اندر آتے رکا

"بھائی "

بدر رکا۔ یوسف کو بھی رکنا پڑا

"میں زرا جلدی میں ہوں ھریرہ۔ کوئی اہم بات نہیں ہے تو پھر بات ہو گی "

" دو منٹ بس۔ میرے ایک دوست کو آپ سے بات کرنی ہے" وہ ملتجی لہجے میں بولا

"کیا بات؟ "

" آپ لوگ اس بار گندم نہیں خرید رہے نا؟ اسے اسی پر بات کرنی تھی "

" اب کیا میں رک کر ہر دوسرے بندے کی بات سنوں گا؟" وہ ناگواری سے بولا۔ سفید شلوار قمیص پہنے۔ ہاتھ میں واسکٹ اٹھائے وہ کہیں جانے کو تیار لگتا تھا" میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں سب کو کہ اس بار ہم گندم نہیں لے رہے۔ جسے جہاں بیچنی ہے بیچ دیں۔ تو بات ختم۔ اور یہ کون دوست ہے تمہارا؟ "

"وہ اچھا لڑکا ہے۔ یہیں علاقے سے ہے" ھریرہ منمنایا

"ان چھوٹے موٹے لڑکوں سے دوستی مت رکھا کرو۔ تمہارے سٹینڈرڈ کے نہیں ہیں "

وہ ناگواری سے کہتا باہر کی طرف بڑھنے لگا جب ملازم اندر آیا

"صاحب باہر کوئی عورت ملنے آئی ہے "

"واٹ۔ اب یہ کون ہے؟" اسے طیش آیا

"پتا نہیں صاحب۔ کوئی خولہ بلال نام کی لڑکی ہے" گارڈ کو اس کے طیش نے کچھ حواس باختہ کیا تھا جب کہ بدر عبداللہ وہیں تھما، ماتھے کے بل غائب ہوئے، آنکھوں کا طیش پل میں ٹھنڈا پڑا، غصہ یوں غائب ہوا جیسے آیا ہی نہیں تھا

"کہاں پر ہے وہ؟" لہجے میں آتی نرمی پر ھریرہ اور یوسف دونوں ٹھٹکے

"باہر گیٹ پر "

"اندر لے کر آؤ" گارڈ سر ہلاتے باہر بڑھا تو وہ ان دونوں کی طرف مڑا۔ اسے مڑتے دیکھ یوسف کھنکارا

"آپ کو جلسے میں جانا ہے بھائی "

"اور آپ کو جلدی بھی ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

اب کہ ھریرہ نے آنکھیں سکیڑیں

"اور آپ کسی سے ملاقات نہیں کرنا چاہتے "

"کسی علاقے کے بندے سے تو بالکل نہیں "

" آپ مصروف ہیں "

"اور مصروف بھی انتہا کے "

بدر نے ضبط سے اُن دونوں کو دیکھا پھر ہاتھ میں تھامی واسکٹ ملازم کی طرف بڑھائی

" آرہا ہوں دس منٹ میں "

"لیکن بھائی "....

اُس نے مڑ کر بس ایک نظر یوسف کو دیکھا اور یوسف کی زبان تالو سے چپک گئی۔ ھریرہ پر البتہ اس کی گھوری کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ بدر کو آگے بڑھتے دیکھ یوسف کی طرف مڑا اور اس کا بازوں کھینچا

"کیا کر رہے ہو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم مشکوک نہیں ہوئے یوسف؟ بدر بھائی سے کوئی لڑکی ملنے آئی ہے۔ اور حیرت یہ کہ وہ انتہائی مصروف ہونے کے باوجود اس سے ملنے جا رہے ہیں؟" وہ تیزی سے باہر کی طرف جا رہا تھا۔ یوسف نے اس کا بازوں پکڑ کر کھینچا

"بدر بھائی ہم دونوں کو اپنی رائفل سے صرف ایک گولی ماریں گے ھریرہ۔ صرف ایک۔ کیونکہ اگلی گولی کے لئے ہم دونوں زندہ نہیں بچیں گے "

"مار ہی نا دیں۔ تم چلو بس "

وہ اس کا ہاتھ کھینچتا بدر کے پاس آیا جو ہاتھ پیچھے باندھے خولہ کو سن رہا تھا۔ ان دونوں کو آتے دیکھ ابرو اچکائے

"ہمیں لگا کوئی اہم مسئلہ ہے تو ہمیں بھی موجود ہونا چاہئے "

"ھریرہ دانت نکالتے بدر کی دائیں طرف آ ٹھہرا جبکہ یوسف کے قدم پل بھر کو تھمے تھے

"تم دونوں کی موجودگی کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے "

اس نے ھریرہ پر ایک گھوری ڈالی

"بھائی۔۔۔ "

"میرے پاس آپ کی لڑائی کا وقت نہیں ہے بدر عبداللہ صاحب۔ میرا مسئلہ سنیں اور اسے حل کریں "

وہ اُنہیں بحث کرتے دیکھ سنجیدگی سے بولی

"بھائی کیوں حل کریں گے ؟" ھریرہ کی زبان میں کھجلی ہوئی

"کیونکہ یہ وہی ہیں جنہیں میں اپنا ایک ووٹ دوں گی۔ اسی ووٹ کے عوض مجھے اپنا مسئلہ حل کروانا ہے "

"اور جو مسئلہ تم نے ایک جرم کے بعد حل کروانا تھا اس کا کیا؟" کمر پر ہاتھ باندھے اس نے خولہ کو دیکھا۔ یوسف چپ چاپ ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

"وہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال مجھے آپ کی مدد چاہیئے "

"کہہ سکتی ہو "

خولہ نے رک کر گہری سانس لی پھر اُسے دیکھا

"میرے چچا پچھلے کئی سال سے اپنی گندم آپ کو بیچ رہے ہیں۔ زبردستی یا جیسے بھی لیکن آپ کو ہی بیچ رہے ہیں۔ لیکن اس بار آپ نے گندم لینے سے منع کر دیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم اس کی وجہ کیا ہے لیکن میں آپ سے درخواست کرنے آئی تھی کہ ان کی گندم کے لیں "

"اس میں میرا کوئی فائدہ نہیں ہے محترمہ۔ حکومت گندم نہیں لے رہی اور پرائیوٹ کمپنیز سے سودہ گھاٹے میں جائے گا۔ میں گاؤں والوں کے لئے اپنا نقصان نہیں کر سکتا" وہ بے نیاز تھا

"میں گاؤں والوں کا نہیں اپنے چچا کا کہہ رہی ہوں" اس نے چادر سر پر مزید آگے کی۔ عجیب گھبراہٹ سی ہوئی تھی

"اپنے چچا سے کہیں کسی پرائیویٹ کمپنی کو بیچ دیں "

"وہ یہ کر سکتے ہیں لیکن اس میں اُنہیں نقصان ہو گا۔ ان کی بیٹی کی شادی ہے اگر گندم نا بکی تو اس کی شادی رک جائے گی "

ھریرہ کو افسوس ہوا۔ بدر یوں ہی ٹھہرا رہا اور یوسف وہیں تھم گیا۔ دل رہیں رک گیا

"آپ کی کزن؟ جنہیں شادی پر چوٹ لگی تھی؟ "

بدر اور ھریرہ نے بے ساختہ سر موڑ کر یوسف کو دیکھا۔ خولہ کی نظر بھی اس پر گئی۔ وہ گڑبڑایا" ویسے ہی پوچھ رہا تھا "

"اس کے سسرال والے انتہا کے لالچی ہیں" اس نے واپس بدر کو دیکھا" اگر جہیز نا دیا تو شادی روک دیں گے۔ میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں بدر صاحب" اس کے اندر ڈھیروں آنسو جمع ہوئے

)اپنے آپ کو جھکانا مت خولہ۔ تم رجب بلال کی بہن ہو۔ میرا فخر ہو (

WWW.NOVELSHUB.PK

"اس میں میرا کوئی فائدہ "......

"میں آپ کو دعا دوں گی" وہ تیزی سے بولی۔ بدر رکا۔ لبوں پہ مسکراہٹ ابھری

"کس چیز کی دعا؟ "

"اللہ آپ کی ہر خواہش پوری کر دیں "

"میری ہر خواہش پہلے ہی پوری ہو چکی ہے۔ لیکن ٹھیک ہے۔ میں منشی سے کہہ دیتا ہوں وہ یہ معاملہ دیکھ لے گا "

خولہ نے ڈھیروں آنسو نگلتے سر ہلایا

"بہت شکریہ۔ مقروض ہوں "

"میں قرضہ سود سمیت وصول کرتا ہوں خولہ خانم۔ دھیان رکھئے گا" وہ کچھ اس انداز میں بولا تھا کہ پل بھر کو خولہ کا سانس رکا لیکن پھر اس نے قدم پیچھے لیتے سر کو خم دیا۔ وہ مڑی تو ھریرہ نے سر بدر کی طرف گھمایا

"آپ واقعی میں اِس لڑکی کے چچا کی فصل لیں گے ؟ "

"ان کے چچا کی۔ عورت ہے وہ۔ اُس کی غیر موجودگی میں اُس کے بارے میں عزت سے بات کرو۔ کم از کم اُس کے بارے میں عزت سے بات کرو۔ "

ھریرہ کو چپ لگی۔ بدر آنکھیں اسی راستے پر جمائے ہوئے تھا جب یوسف کھنکارا

"یہی سوال میرا بھی ہے "

"تم دونوں کو لگتا ہے کہ ایک لڑکی اپنے چچا کی بے بسی کی فریاد لے کر میرے پاس آئے گی اور مجھ سے کہے گی کہ میں اس کی مدد کروں تو کیا میں منع کر دوں گا؟ "اُس نے سنجیدگی سے اُن دونوں کو دیکھا۔ ھریرہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا

"بالکل نہیں۔ آپ کو ان مدد۔۔۔۔ "

"اگر تم دونوں کو ایسا لگتا ہے تو تم دونوں کو صحیح لگتا ہے" ھریرہ کو ایک بار پھر چپ لگی جبکہ یوسف کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا

"بھائی، لیکن آپ کو اس کی، مطلب اُن کی مدد کرنی چاہیے" اس نے گڑبڑا کر درستگی کی

"میں بیوقوف نہیں ہوں ھریرہ۔ میرے پاس اپنی فصل ہے جو مجھے بیچنی ہے۔ ایسے میں مارکیٹ پرائس سے زیادہ قیمت پر میں کوئی فصل کیوں خریدوں گا؟ "

"لیکن اس کی کزن کی شادی ٹوٹ جائے گی" اسے بدر کے فیصلے پر دکھ ہوا تھا

"ٹوٹ جائے۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے" اس نے بے زاری سے سر جھٹکا "منشی سے کہو کسی پرائیویٹ ڈیلر سے رابطہ کروا دیں گے ان کا۔ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ فصل میں نہیں خرید رہا" وہ موبائل نکالتا آگے بڑھنے لگا

"لیکن چھپا کیوں رہے ہیں آپ؟ "

بدر رکا۔ نظر اٹھا کر ھریرہ کو دیکھا

"میں نے وہ سوالات کرنے کا حق کسی کو نہیں دیا ھریرہ جن کے جوابات میں نہیں دینا چاہتا۔ تمہیں بھی نہیں "

نرمی لیکن دو ٹوک انداز میں کہتے وہ گاڑی کی طرف بڑھا پھر خیال آیا خولہ گھر کیسے گئ ہو گی؟۔ کیا اسے گاڑی بھیجنی چاہئے؟ لیکن کیوں؟ اس کی بلا سے جیسے بھی جائے۔ سر جھٹکتے وہ گاڑی میں بیٹھا۔ اس کے پیچھے ٹھہرے ھریرہ نے افسوس سے بدر کو دیکھا

"بدر بھائی بے حسی دکھا رہے ہیں "

"وہ صرف اپنا فائدہ سوچ رہے ہیں "

یوسف کا دماغ وہیں کہیں اٹک گیا تھا

"انہیں دوسروں کا فائدہ سوچنے کی عادت ڈالنی چاہیے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر عبد اللہ کو صرف اپنے نقصان سے غرض ہے۔ وہ لوگوں کا مسیحا نہیں ہے "

وہ کچھ عجیب بے زاری اور قنوطیت سے کہتا پلٹ رہا تھا۔ ھریرہ وہیں ٹھہرا رہا۔ پھر اس نے گیٹ کو دیکھا۔ کعب باہر تھا۔ اب اس سے کیا کہے؟

وہ بے زاری سے اندر کی طرف مڑ گیا۔ خود ہی چلا جائے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی سے باہر نکلتے اس نے اس بار پچھلے راستے کو نہیں چنا تھا۔ گیٹ سے آگے دائیں بائیں درختوں کے بیچ سڑک تھی۔ وہ سیدھی چلتی رہی۔ دل میں اذیت سی بس گئی۔ وہ رونے والوں میں سے ہوتی تو کہیں بیٹھ کر رو لیتی لیکن وہ رلانے والوں میں سے تھی

"خولہ ".....

آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ ماتھے پر شکنیں ابھریں۔ نیلی جینز پر گرے کلر کی شرٹ پہنے وہ کعب تھا۔ بازوں فولڈ کر رکھے تھے۔ گریبان کا اوپری بٹن کھلا ہوا تھا۔ پاؤں میں سفید جوگرز۔ حویلی کے مردوں کے علاوہ گاؤں میں وہ واحد لڑکا تھا جو جینز شرٹ پہنتا تھا۔ بلکہ کوئی اور بھی تھا۔ رجب

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ "

وہ اچھنبے سے پوچھتا اس تک آیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم سے مطلب ؟" وہ بے زاری سے مڑی

" کبھی سیدھا جواب بھی دے دیا کرو "

"تم خود یہاں کیا کر رہے ہو ؟ "

"بدر عبد اللہ سے ملنے آیا تھا لیکن محترم شاید ہر ایرے غیرے سے نہیں ملا کرتے "

پل بھر کو وہ رکی۔ ایرے غیرے سے ؟ تو وہ اس سے کیوں مل لیا تھا؟

"مجھ سے تو مل لئے تھے " وہ بے ساختہ بولی. کعب چونکا

"تم بدر عبد اللہ سے ملنے آئی تھیں ؟ "

"تم ہو کون جو مجھ سے یہ سب پوچھ رہے ہو ؟ تم ہو کون جسے میں سوالوں کا جواب دوں ؟" اس کا انداز پھر سے طیش میں بدلا

" بہت سے رشتے نکلتے ہیں خولہ بلال۔ گنوانے لگا تو وقت لگے گا۔ فی الحال میرے سوال کا جواب دو۔ بدر عبد اللہ سے کیوں ملنے آئی تھیں ؟" وہ ضبط سے اسے دیکھنے لگا

"کیونکہ وہ لاکھ برا صحیح مگر قاتل نہیں ہے "

وہ چبا چبا کر کہتے آگے بڑھنے لگی جب کعب تیزی سے اس کے سامنے آیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ ویسا بھی نہیں ہے جیسا تم اسے سمجھ رہی ہو۔ اس انسان سے دور رہو "

"ہو کون تم مجھے حکم دینے والے ؟" وہ سلگی "ہو کون جس کا حکم میں مانوں ؟ میرے بھائی کے قاتل ؟ "

"میں نے رجب کو قتل نہیں کیا تھا خولہ "وہ ضبط کی انتہا پر تھا

"عدالت کی طرف سے بے گناہ ہو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرے نزدیک بھی ہو۔ یاد رکھنا کعب میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گی "

"بس ... "وہ یکدم دھاڑا تو خولہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔ الفاظ زبان میں رہ گئے "بہت سن لیا میں نے یہ لفظ۔ بہت برداشت کر لیا یہ لفظ۔ میری برداشت اب جواب دے گئی ہے اور میرے کان اب یہ لفظ مزید نہیں سہیں گے۔ آئندہ میرے سامنے زرا زبان احتیاط سے کھولنا بی بی "

جیسے برداشت کی حد ٹوٹ گئی تھی۔ خولہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔ اس کا چہرہ طیش سے سرخ تھا۔ آنکھوں میں سرخی تھی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔ اس لمحے اس پر انکشاف ہوا کہ کعب عباس بدل گیا تھا۔ کچھ تھا جو اس میں نیا تھا، کچھ تھا جو پرانا تھا۔ کچھ تھا جو اس میں بدل گیا تھا

"تم مجھ پر چلائے ؟" وہ بے یقین تھی

"زبان بند نہیں رکھو گی تو مجھے آواز اونچی کرنی ہی پڑے گی "وہ کچھ تحمل سے کہتے دو قدم آگے بڑھا۔ ماتھے کی رگیں اُبھری ہوئی تھیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ خولہ کا چادر میں چھپا ہاتھ باہر آیا۔ وہ فوراً پیچھے کو ہوا اور نہ

اس کے ہاتھ میں تھامی چھری عین اس کے دل پر لگتی۔ نشانہ خطا ہوا تو وہ چھری پھسل کر نیچے گری۔ ناکعب نے اسے اٹھایا نا خولہ جھکی

" تمہارے باپ کی جاگیر نہیں ہوں۔ تمیز سے بات کرو مجھ سے "

وہ غرائی۔ کعب کو مزید طیش آیا

" آواز آہستہ رکھو خولہ "

" مجھ پر حکم مت چلاؤ کعب عباس " اس نے کعب کے سینے پر ہاتھ مارا۔ آنکھوں میں غصے کے باعث پانی ابھرا۔ کعب ہونٹ بھینچے وہیں ٹھہرا رہا " مجھ پر آواز بلند مت کرو۔ مجھ سے تمیز سے پیش آؤ کیونکہ میں.... تمہارے.... باپ.... کی.... جاگیر.... نہیں ہوں "

وہ چبا چبا کر کہہ رہی تھی۔ کعب نے خود کو صبر کی تلقین کی

" مجھے مجبور مت کرو کہ میں تم پر سختی کروں "

" میں گھر سے نکلتی ہوں تو چھری ساتھ لے کر نکلتی ہوں۔ تم مجھے ہاتھ لگا کر دکھاؤ میں تمہارا ہاتھ کاٹ دوں گی۔ مجھ پر سخت نظر ڈالو میں تمہاری آنکھیں نکال لوں گی۔ مجھ پر آواز بلند کرو اور میں تمہاری زبان حلق سے کھینچ لوں گی۔ نازک مت سمجھنا مجھے کعب عباس۔ جن عورتوں کے گھروں میں لاشیں آتی ہوں وہ اپنی حفاظت کرنا سیکھ جاتی ہیں۔ میں نے تو اپنے گھر سے دو دو لاشیں اٹھتی دیکھی ہیں "

وہ غصے سے کہہ رہی تھی۔ کعب کے ماتھے کے بل ڈھیلے پڑے۔ اشتعال ہلکا ہوا

"میں صرف تمہاری حفاظت کرنا چاہ رہا ہوں "

"کیوں ؟"وہ سلگی۔ کعب چند لمحے اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا

"کیونکہ تم حرفِ آخر ہو۔ زندگی کی کتاب کا آخری خوشگوار لفظ۔ تمہارا مٹنا میں افورڈ نہیں کر سکتا "

وہ وہیں تھم گئی۔ سناٹا اترا اور اندر تک اترا، غصہ غائب ہوا اور راکھ میں بدل گیا، نگاہیں کعب کے چہرے پر جمی رہ گئیں۔ وہ کیا کہہ رہا تھا جانتا بھی تھا؟ پھر اس کے چہرے پر غصے سے سرخی پھیلی، چادر کھینچ کر سر پر آگے کو کی اور اپنی سیاہ کالی آنکھیں اس کی آنکھوں پر گاڑھی

"میں تمہاری زندگی کا آخری لفظ ضرور ہوں لیکن خوشگوار نہیں "

"میں قاتل نہیں ہوں خولہ "اب کی بار اس کے لہجے میں دکھ ابھرا

"دنیا کی نظر میں۔ میری نظر میں تم ہو "

"اپنی نظر بدل لو "

"دل نہیں بدل سکتی۔ وہ دن جلد آئے گا کعب، بہت جلد جب میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے سینے میں گولیاں اتاروں گی "

WWW.NOVELSHUB.PK

کعب کچھ دیر چپ چاپ اسے دیکھتا رہا، اس کی آنکھوں میں نفرت تھی، زہر تھا، پھر اس نے گہری سانس لی، نیچے جھکا اور اس کی چھری اٹھائے ہتھیلی پر رکھتے اس کے سامنے کی

" سینے میں موجود دل کو تم عزیز ہو خولہ۔ اس سینے میں چھری اتار دیا گولی۔ تمہیں سب معاف ہے۔ ہزار بار معاف ہے "

خولہ نے جھپٹ کر چھری اس کی ہاتھ سے اٹھائی۔ قہر بھری نظر سے اسے دیکھا اور پیچھے کی طرف بڑھی، وہ چند لمحے وہیں رکا رہا پھر قدم اسی راستے کی طرف بڑھائے۔ خولہ جب تک گھر نا پہنچ جاتی اسے پریشانی رہتی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے کی بالکنی میں رکھے جھولے پر بیٹھی مسکان نے پاؤں اوپر کرتے سر گھٹنوں پر رکھا پھر ہاتھ گھٹنوں کے ارگرد باندھے۔ نیچے لان کا منظر نظر آرہا تھا جہاں یوسف رائفل اٹھائے ان کے ساتھ چھیڑ خانی کر رہا تھا

" دھوپ لگ نہیں رہی یا تم برداشت کر رہی ہو؟ "

اس نے رخ موڑ کر دروازے کی سمت دیکھا۔ ھریرہ بلیو جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے اس کی طرف آرہا تھا

" دونوں نہیں۔ دھوپ ہے ہی نہیں۔ برداشت کیا کرنی؟ "

اس نے نظر واپس موڑ لی۔ ھریرہ اس کی دائیں طرف آٹھہرا۔ اس کے چہرے پر بےزاری تھی

"موسم کون سا ٹھنڈا ہے یہاں کا؟ابھی سورج غروب ہونے کو ہے تبھی کچھ گرمی کم ہوئی۔لندن کا موسم دیکھنا تم کبھی "

"دو بار جا چکی ہوں۔خشک سردیاں۔تھوڑی سی گرمیاں۔کیا رکھا ہے وہاں؟"وہ ناک بھوں چڑھا کر بولی۔ بال گول مول جوڑے میں لپیٹے، آنکھوں پر سفید چشمہ لگائے وہ سرخ رنگ کی لمبی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ دوپٹہ ندارد تھا

"تم جیسے لوگ ہی ہیں جو ساری زندگی ان کچی سڑکوں پر رہ رہ کر یہیں کو پیارے ہو جاتے ہو۔کبھی امریکہ یورپ میں رہو تو جانو وہاں کتنی رنگینیاں ہیں"اس نے افسوس سے سر ہلایا پھر صحن کی طرف دیکھا تو منہ بگڑا "یوسف کو جب دیکھو گنز اٹھائے رکھتا ہے۔کوئی اور کام میں ہے کیا اسے؟ "

"وہ بدر کے سارے کام کرتا ہے"اس نے هریرہ کو گھورا

"چاپلوسی کرتا ہے بدر بھائی کی۔میری جگہ لینا چاہتا ہے "

"وہ تمہاری جگہ نہیں لینا چاہتا هریرہ۔اس کی اپنی ایک جگہ ہے "

"کون سی جگہ؟"وہ استہزایہ ہنسا"سب جانتے ہیں کہ وہ بدر بھائی کا سوتیلا بھائی ہے۔سب جانتے ہیں کہ بدر بھائی یوسف کو میرے جتنا عزیز نہیں رکھتے۔سب جانتے ہیں کہ وہ ان کا غلام ہے "

"غلام نہیں ہے ان کا"اس نے خفا نگاہوں سے هریرہ کو دیکھا"بھائی ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"سوتیلا۔ تایا کی دوسری بیوی سے۔ جس سے انہوں نے چھپ کر نکاح کیا تھا کیونکہ دادا، یعنی ہمارے دادا کے بھائی نے اُنہیں جائیداد نہیں دینی تھی۔ سو انہوں نے چھپ کر نکاح کر لیا اور اپنے باپ کے مرنے پر اپنی دوسری بیوی اور بیٹے کو یہاں لے آئے۔ بہت فلمی سٹوری ہے ویسے "

"اس کے باوجود بھی کہ ہمیشہ اس کی حق تلفی کی گئی ہے وہ بدر سے محبت کرتا ہے "

"وہ محبت نہیں کرتا بدر بھائی سے۔ اسے جائیداد کا لالچ ہے "

مسکان نے اب کے خفگی سے رخ موڑ کر یوسف کو دیکھا۔ وہ میز کے کنارے بیٹھا رائفل گھٹنے پر رکھے ہوئے تھا۔ سیاہ جینز پر سیاہ شرٹ جو جینز کے اندر تھی۔ اس کے سیاہ سلکی بال ماتھے پر آرہے تھے اور اس نے انہیں پیچھے کرنے کا تکلف نہیں کیا تھا۔ وہ بدر جیسا نہیں تھا۔ بدر اپنے باپ پر گیا تھا۔ یوسف اپنی ماں پر گیا تھا، وہ بدر کی طرح رعب نہیں رکھتا تھا، کم گو اور اپنے کام سے کام رکھنے والا شخص تھا

"اسے لالچ نہیں ہے ھریرہ" وہ جو موبائل نکالتے کچھ دیکھ رہا تھا مسکان کی بات پر سر اٹھایا، وہ نظریں نیچے رکھے ہوئے تھی "وہ یوسف عبداللہ ہے۔ وہ لالچی نہیں وفادار ہے۔ وہ بدر کے ساتھ رہتا ہے کیونکہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اس کے باپ نے مرتے ہوئے اسے صرف ایک چیز سکھائی تھی۔ بدر عبداللہ سے وفا، وہ مر جائے گا لیکن بدر کو نہیں مرنے دے گا۔ وہ مار دے گا لیکن بدر کو تکلیف نہیں پہنچنے دے گا۔ وہ اس کے باپ نے اسے ساری زندگی صرف ایک چیز سکھائی ہے اور وہ ہے بدر عبداللہ سے وفا "

وہ سامنے دیکھ رہی تھی، ھریرہ نے موبائل جیب میں ڈالا پھر یوسف کو دیکھا

"وہ ویسا ہرگز نہیں ہے جیسا تمہیں لگتا ہے مسکان۔ وہ راز جیسا ہے۔ وہ کم بولتا ہے کیوں وہ زیادہ سوچتا ہے۔ وہ بدر بھائی سے محبت نہیں کرتا وہ بس ان کا بھروسہ جیتنا چاہتا ہے۔ تم میری بات لکھ لو۔ ایک دن یہی یوسف بدر بھائی کو بہت بڑی اذیت دے گا "

مسکان نے ایک بار پھر ھریرہ کو دیکھا پھر آنکھیں سکیڑیں

"تم دونوں ایک دوسرے سے جلتے ہو دراصل۔ کیوں کہ تم دونوں ہی بدر کو عزیز رکھتے ہو۔ اور تم دونوں ہی اس کے موسٹ فیورٹ بننا چاہتے ہو "

"مجھے ان کا موسٹ فیورٹ بننے کے لئے کسی سے جلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں کہ وہ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔" اسے برا لگا

"پھر یواف کو کیوں ناپسند کرتے ہو تم؟ "

"میں کیوں ناپسند کرتا ہوں یہ چھوڑو۔ تم اس کی اتنی سائیڈ کیوں لے رہی ہو؟" وہ مشکوک ہوا۔ مسکان گڑبڑائی

"ہم صرف اس کی ذات پر تبصرہ کر رہے تھے "

"تبصرہ غیر جانبدار ہوتا ہے اور تمہاری ساری گفتگو یوسف کے حق میں تھی "

"اور تمہاری اس کے خلاف۔ جاؤ یہاں سے" اس نے ہاتھ جھلایا۔ ھریرہ چند لمحے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتا رہا پھر سر جھٹکتے مڑ گیا۔ مسکان کی نظر نیچے گئ۔ یوسف وہاں نہیں تھا۔ اس کا موڈ خراب ہوا۔ پھر اس نے دروازے کو دیکھا

ھریرہ ٹھیک کہتا تھا، وہ بدر عبداللہ کا موسٹ فیورٹ تھا۔ ھریرہ کو محبتیں لینے کے لئے کوشش نہیں کرنی پڑتی تھی۔ اس سے یونہی محبت ہو جایا کرتی تھی۔ وہ اونچا نصیب لے کر پیدا ہوا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چچا کو یا گھر میں کسی کو بنا خبر ہوئے وہ حویلی سے ہو کر واپس آ گئ۔ گھر میں دو دن سے عجیب ٹینشن پھیلی ہوئی تھی۔ چچا نے قرضہ لے کر نین تارہ کا تھوڑا بہت جہیز تیار کیا تھا۔ اب فصل نا بکتی تو باقی سامان گھر نا آتا۔ اس کے سسرال والے مزید مسئلہ پیدا کر رہے تھے۔ وہ منتظر رہی کہ جانے کب چچا سب کو بتائیں گے کہ بدر عبداللہ نے ان کی فصل لے لی ہے لیکن گھر میں پڑی بوریاں ویسی ہی پڑی رہیں۔ شام تک سارے صحن میں چارپائیاں رکھتے اس نے کئ بار نین تارہ کو دیکھا۔ وہ چپ تھی۔ اسے ترس سا آیا

"تم فکر مت کرو نین۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"

وہ بالآخر تسلی دینے کی کوشش کرنے لگی

"کیسے ؟" اس کے ساتھ والی چارپائی پر لیٹے نین تارہ نے رخ موڑ کر خولہ کو دیکھا

"اللہ کوئی نا کوئی راستہ نکال لے گا "

"کوئی راستہ نا نکلا تو؟ "

"نکل آئے گا۔ ہو سکتا ہے بدر عبد اللہ فصل لے لے اچھی قیمت پر "

"بدر عبد اللہ نہیں لے گا خولہ۔ وہ انسان صرف اپنا سوچتا ہے۔ وہ مفاد پرست ہے۔ فصل لینے میں اس کا نقصان ہے اور وہ اپنا نقصان کبھی نہیں کرے گا" نین تارہ کی آواز میں تلخی گھلی

"ایسا تو مت کہو۔ اتنا برا ابھی نہیں ہے "اس نے جانے کیوں پہلی بار بدر کی طرف داری کی

"وہ بہت برا ہے خولہ۔ ہماری زمین اسی کے قبضے میں ہے، آدھے گاؤں کی زمینوں پر اس نے قبضہ جمار کھا ہے۔ وہ بادشاہ جیسا شخص ہے لیکن ظالم "

خولہ نے اس بار کچھ نہیں کہا۔ وہ آسمان کو دیکھ رہی تھی پھر نین تارہ نے اس کی آواز سنی

"وہ بادشاہ جیسا شخص میرے ساتھ مٹی پر بیٹھا تھا۔ اس نے اپنی سواری سے اتر کر میرے لئے راستہ چھوڑ دیا تھا۔ اس نے سر کو جھکا کر کہا تھا کہ حکم سر آنکھوں پر، اس نے کہا کہ وہ میری مدد کرے گا۔ ظالم بادشاہ ایسے تو نہیں ہوتے نین، جیسا وہ ہے "

وہ آسمان کو دیکھ رہی تھی، نین تارہ کی نظر اس کی طرف گئی۔ خولہ کے چہرے پر کچھ تھا کچھ ایسا کہ وہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی

"وہ کچے راستوں نے نہیں گزرا کرتا خولہ "

"گزر جاتا ہے "

"وہ بہت اونچا شخص ہے" نین تارہ کو کوئی خوف سالاحق ہوا

"وہ میرے سامنے جھک گیا تھا۔ میں سوچ رہی "...

"اس کو مت سوچو خولہ بلال" نین تارہ نے اس کی بات کاٹ دی "وہ اونچے محلوں میں رہنے والا ہے، وہ ہمیں دیکھتا بھی ہے تو ہم اسکے سامنے بونے نظر آتے ہیں۔ بدر عبد اللہ کو مت سوچو "

نین نے رخ موڑ لیا۔ خولہ کی نظر آسمان پر جمی رہ گئیں۔ وہ تو بس یو نہی بدر کا نام لے رہی تھی۔ بس یو نہی۔ اس نے خود سے نظریں چرا لیں۔ رخ موڑ لیا۔ سامنے دروازہ تھا۔ وہ دروازے کو دیکھے گئی

"حکم سر آنکھوں پر خانم "

لب مسکرا اٹھے۔ پھر اُس نے اِس مسکراہٹ سے نظریں چرائیں۔ چہرہ گھما کر نین تارہ کو دیکھا۔ وہ آسمان کو دیکھ رہی تھی

"نین "....

"ہووں؟ "

"بدر عبداللہ سب کو ظالم کیوں لگتا ہے ؟ "

"کیونکہ وہ ہے "

"اتنا برا نہیں ہے ویسے ۔۔ میں "

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے دروازہ زور سے بجا۔ مغرب کے بعد کا وقت تھا تو اس وقت دروازے کا بجایا جانا خیر نہیں تھی۔ نین تارہ گھبرا کر اٹھی۔ وہ کچھ پریشانی سے۔ چچا دروازے کی طرف جا رہے تھے۔ چچی اور دادی نماز پڑھ کر ابھی فارغ ہوئی تھیں

اور پھر کھلے دروازے سے اسے نین تارہ کی ساس اور سسر نظر آیا۔ اس نے رخ موڑ کر نین تارہ کو دیکھا۔ اس کا چہرہ پھیکا پڑا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باہر بیٹھے نفوس کی آواز کمرے تک نہیں آتی تھی لیکن وہ پھر بھی دروازے سے لگ کر کان لگائے سننے کی کوشش کر رہی تھی

"سنائی نہیں دے رہا "

اس نے مڑ کر بے بسی سے نین تارہ کو دیکھا

"سننے کی کوشش ہی مت کرو "

وہ چارپائی پر بیٹھی تھی۔ گھٹنے اکٹھے کئے سر گھٹنوں پر ٹکائے سامنے گھور رہی تھی

"پتا تو چلے کیا کرنے آئے ہیں؟ "

"رشتہ توڑنے "

وہ سپاٹ لگ رہی تھی۔ خولہ کو فکر ہوئی

"ایسے کیسے رشتہ توڑیں گے؟ کوئی اور بات ہو گی "

نین تارہ نے جواب نہیں دیا۔ وہ خاموش تھی، ساکت، چپ چاپ۔ خولہ نے چہرہ واپس موڑ لیا۔ چچی کا چہرہ پریشان لگتا تھا پھر وہ رونے لگیں۔ چچا کوئی وضاحتیں دینے لگے۔ شیر دل چپ چاپ ٹھہرا تھا

پھر اس نے دیکھا کہ نین تارہ کے ساس سسر اٹھے۔ چچی ان کے ساتھ اٹھی تھیں۔ وہ روتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھیں۔ چچا ویسے ہی بیٹھے رہے۔ خولہ کا دروازے پر رکھا ہاتھ نیچے گرا

"اماں سے کہو چپ کر جائیں۔ میت نہیں اٹھی نین تارہ کی ابھی "

چارپائی پر بیٹھی لڑکی پہلی بار اسے سفاک لگی تھی۔پہلے بار اسے بری لگی تھی۔اس نے نین تارہ کو دیکھے بنا قدم باہر بڑھائے۔چچی اب چارپائی پر بیٹھی زور زور سے رو رہی تھیں۔وہ حواس باختگی سے دادی کے پاس گئ اور ان کے قدموں کے پاس بیٹھی

"دادی...."اس کی آواز کانپ گئ۔دادی نے سر اٹھایا"کیا... کیا کہہ رہے تھے؟ "

"رشتہ توڑ گئے ہیں "

آواز اندر بھی گئ تھی۔ساکت بیٹھی نین تارہ کی پلکوں سے آنسو گرا۔باہر بیٹھی خولہ کا سر نفی میں ہلا

"ایسے کیسے توڑ گئے ہیں؟ "

"جہیز زیادہ چاہئے تھا ان کو "

"دے تو رہے ہیں چچا "

وہ کانپتے وجود سے اٹھی

"جتنا اُنہوں نے کہا اتنا چاہئے تھا خولہ "

دادی کی آواز بھرا گئ۔وہ کئی لمحے ان سب کو دیکھتی رہی۔اذیت،بے بسی،غم،ہر جذبہ اندر جمع ہوا۔پھر اس نے رخ موڑ کر نین تارہ کو دیکھا۔وہ اب بھی ساکت تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سر صوفے پر پیچھے کو گرائے، ہاتھ میں سگار تھامے وہ آنکھیں بند کئے نیم دراز بیٹھا تھا۔ انگلیوں میں دبی سگار اب بجھتی جارہی تھی

"کب واپس جاؤ گے ؟ "

سبحان کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں پھر کچھ سستی سے سیدھا ہو کر بیٹھا، وہ گلاس میں پانی ڈالے اسے دے رہا تھا

"کل "

پانی تھامتے اس نے سگار لبوں سے لگایا

"ایک دو دن رک جاتے۔ دوست مل کر پلین بنا لیتے کوئی "

سبحان کے ساتھ بیٹھی ایمن بولی

"وقت نہیں ہے۔ الیکشن سر پر ہیں "

"عجیب بکھیڑا پالا ہے تم نے بھی سیاست کا۔ اچھی بھلی زمینیں، جائیداد ہے تم لوگوں کی، سات نسلیں آرام سے گزارا کر لیں گی۔ کیا ضرورت تھی سیاست میں آنے کی؟" سبحان ناگواری سے کہہ رہا تھا

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو، میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میری سات کے بعد آٹھ نسلیں بھی عیش کریں گی لیکن سیاست میں آنے کی وجہ دولت نہیں تھی" پانی میز پر رکھتے اس نے صوفے سے ٹیک لگائے ایک ٹانگ گھٹنے پر رکھے، ہاتھ صوفے پر جمایا، وہ شہنشاہوں جیسا شخص تھا، ان دونوں کو یہ ماننے میں کوئی عار نہیں تھا، اس کا رعب تھا اور اپنے حلقہ احباب میں ہر ایک اس سے متاثر تھا

"پھر کیا وجہ ہے؟ "

"طاقت "....

"طاقت؟ "

"مجھے حکم دینے کی عادت ہے سبحان۔ سیاست سے بہترین جگہ حکم دینے کے لئے کوئی نہیں، سیاست کیچڑ بھلے ہو لیکن طاقت کا نشہ ہر کسی کو اس کیچڑ میں گرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ طاقت چیز ہی ایسی ہے" اس نے سگار کا کش لیتے دھواں ہوا میں چھوڑا

"تمہارے پاس پہلے ہی بہت طاقت ہے بدر "

ایمن کچھ زیادہ ہی اس سے مرعوب دکھائی دیتی تھی۔ وہ کسی زمانے میں اسے پسند کرتی تھی، لیکن پھر بدر کی طرف سے کسی حوصلہ افزائی کے نا ملنے کی وجہ سے اس نے سبحان کو چن لیا۔ اگلے ماہ ان دونوں کی شادی تھی

"وہ خوف ہے ایمن۔ میرے علاقے کے لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ مجھے یہ ڈر علاقے سے باہر کے لوگوں میں بھی چاہیئے "

"کیا کرو گے یہ سب حاصل کر کے ؟ "

"میرے اندر بہت حرص ہے "وہ مسکرایا" مجھے دولت، طاقت، عزت، شہرت سب چاہیئے۔ جیسے بھی چاہیئے بس چاہیئے "

"بہت طاقتور آدمی بھی ایک نا ایک مقام پر کمزور پڑ ہی جاتا ہے، حاکم بھی کسی نا کسی کے لئے محکوم بن جاتا ہے "

سبحان بدر سے کہتے ایمن کو دیکھ کر مسکرایا۔ وہ بھی مسکرائی

"میں کسی کا محکوم نہیں بنوں گا۔ بدر عبد اللہ کو کوئی نہیں جھکا سکتا "

"ایک شے ہے بدر۔ جہاں ہر بادشاہ تخت ہار دیتا ہے۔ ہر حاکم محکوم بن جاتا ہے۔ ہر طاقت کمزوری میں بدل جاتی ہے۔ ہر مغرور شخص جھک جاتا ہے "

"اور وہ کیا ہے ؟ "

"عورت۔۔۔ عورت طاقت سے بڑا نشہ ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر ہنس دیا۔ سر پیچھے کو گرائے۔ محظوظ سا

"تو تمہیں لگتا ہے بدر عبداللہ کسی عورت کے آگے جھک سکتا ہے؟" وہ ہنسی روک کر پوچھ رہا تھا۔ سبحان نے کاندھے اچکائے۔ ایمن خاموشی سے ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی

"تمہارے جیسے لوگ شدت پسند ہوتے ہیں۔ تم بھی ہو۔ اگر تمہیں محبت ہوئی تو تم اپنی عورت کے آگے جھک جاؤ گے "

"میں واقعی ہوں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن میں غلام نہیں ہوں۔ میں باوفا مرد ہوں لیکن غلام نہیں ہوں "

"ہم دیکھ لیں گے۔ جس دن تمہیں محبت ہوئی ہم دیکھ لیں گے "

بدر نے سر جھٹکتے پھر سے صوفے سے ٹیک لگائی۔ سگار لبوں تک گیا۔ ذہن پر کسی کا عکس ابھرا۔ وہ عکس دل تک گیا۔ وہ چھت کو دیکھتا رہا۔ چپ چاپ

"قدم قابو میں رکھیں بدر عبداللہ "

)وہ دل قابو میں نا رکھ سکا (

"آواز قابو میں رکھیں"

)وہ آنکھوں پر قابو نا پا سکا (

انکشاف کا لمحہ، اعتراف کا لمحہ، وہ چھت کو دیکھتے مسکرایا

"کیا معلوم مجھے محبت ہو گئ ہو؟ "

سبحان نے بے ساختہ سر اٹھایا۔ ایمن چونک کر سیدھی ہوئ۔ بدر نظریں چھت پر جمائے ہوئے تھا

"سوال کر رہے ہو یا بتا رہے ہو؟ "

"اظہار۔ کیا معلوم مجھے محبت ہو چکی ہو سبحان قدیر۔ کیا معلوم بدر عبداللہ نے دل ہار دیا ہو۔ کیا معلوم جو مجھے محسوس ہو رہا ہو وہ محبت ہو؟ "

وہ مسکرا رہا تھا۔ ایمن نے موبائل میز پر رکھتے اسے دیکھا

"کون ہے وہ؟ "

" "او در برابرم آمد و من بودنِ خود را فراموش کردم".

)وہ میرے سامنے آئی اور میں اپنا ہونا بھول گیا۔ " (

"اب اگر تمہیں فارسی آتی ہے تو کیا ہم تمہاری باتوں کے مطلب نکالتے رہیں ساری زندگی؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

سبحان خفا ہوا

"جو محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور اسے فارسی نہیں آتی وہ جھوٹا ہے۔ کسی شاعر نے کہا تھا

"زبانِ پارسی، زبانِ عشق است".

)فارسی، عشق کی زبان ہے(

وہ مسکرایا۔ نظر میز پر گئی۔ سگار ہونٹوں سے لگایا۔ چند لمحے خاموشی سے میز کو دیکھتا رہا۔ وہ دونوں خاموشی سے اس کے کچھ کہنے کے منتظر تھے

"ایک لڑکی ملی تھی۔ اس نے میرے سینے پر بندوق رکھی، پھر چھری۔ دل کے مقام پر، اور میں ہار گیا۔ بدر عبداللہ خود کو ہار گیا"

اس نے اقرار کرلیا تھا۔ بنا ڈرے، جھجھکے۔ بنا کسی خوف کے

"کیسی ہے وہ؟" ایمن نے کچھ تجسس سے پوچھا۔ البتہ کچھ تھا جو اسے برا لگا تھا

"وہ بلا کی زبان دراز تھی۔ میں نے سوچا اگلی مرتبہ اُس سے ملاقات ہوئی تو دیکھ لوں گا اُسے" اس نے سگار کا دھواں فضا میں چھوڑا۔ سرمئی رنگ آنکھوں میں سرخ لباس والی لڑکی کا عکس ابھرا

"پھر اگلی ملاقات میں کیا ہوا؟"

"پھر اگلی مرتبہ اُس سے ملاقات ہوئی اور میں اُسے دیکھتا رہ گیا "

"تو اظہار کر دو۔ انتظار کس چیز کا کر رہے ہو؟ "

وہ پیچھے ہو گئی۔ یہ آخری جملہ تھا جو وہ اس گفتگو میں کہہ رہی تھی۔ اسے بدر عبداللہ کی زبان سے کسی عورت کا تذکرہ ناگوار لگا تھا

" اوہوووں۔ محبت کو عشق کے درجے تک پہنچنے دو۔ تم جھکنے کا کہتے ہو میں اس عورت پر دنیا وار دوں گا۔ تم حکم ماننے کا کہتے ہو، میں اس ایک عورت کے لئے سلطنت قربان کر دوں گا۔ عشق کا مقام آنے دو۔ میں اس عورت پر خود کو بھی وار سکتا ہوں "

سبحان نے اب کے آنکھیں سکیڑیں

"شدت پسند مت بنو ہو بدر "

"میں ہوں۔ جو میرا ہے، وہ مکمل میرا رہے۔ وہ دل تک آگئ ہے تو آگئ ہے" اس نے بے نیازی سے کاندھے اچکائے

"نام کیا ہے اس کا؟ "

"محبت "...

وہ دھیرے سے بڑبڑایا۔ سبحان نے تھک کر صوفے سے ٹیک لگائی

"خاندان؟ "

"فرق نہیں پڑتا "

"تم سے کم حثیت ہے یا زیادہ؟ "

"وہ بدر عبداللہ کی پسند ہے۔ اس کی حثیت یہی ہو گی "

"خوبصورت ہے؟ "

بدر نے اب کہ سیدھا ہوتے رخ موڑ کر سبحان کو دیکھا۔ ایمن نے قہربار نظر اس پر ڈالی۔ وہ گڑبڑا گیا

"ویسے ہی پوچھا تھا۔ میں کچھ لے کر آتا ہوں "

وہ تیزی سے اٹھتا اندر کچن کی طرف گیا۔ بدر کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔ وہ سبحان کا ذاتی فلیٹ تھا جہاں وہ اکثر دوستوں کے ساتھ پایا جاتا تھا۔ اس کے جانے کے بعد بدر نے سگار ایش ٹرے میں پھینک دیا

"اگر یہ سوال میں پوچھوں کہ کیا وہ خوبصورت ہے تو؟ "

اس نے سر اٹھا کر ایمن کو دیکھا

"تو میں کہوں گا وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہے "

اس کا چہرہ سرخ پڑا

"میرا مقابلہ کسی عام سے عورت سے مت کرو "

"میں اس عورت کا مقابلہ تم سے کرنا بھی نہیں چاہتا "

وہ صرف گفتگو نہیں کرتا تھا، گفتگو سے خاک کرتا تھا

"دیکھیں گے تمہاری محبوبہ کو "

بدر ہلکا سا مسکرایا۔ آگے کی طرف جھکتے اس نے ایمن کی آنکھوں میں دیکھا

"وہ تم سے ہزار گنا بہتر ہے ایمن۔ تم اسے نا ہی دیکھو تو اچھا ہے "

اس کی طرف سے یہ گفتگو میں آخری جملہ تھا۔ اب بھلے ہی ایمن کا چہرہ سرخ پڑے یا سیاہ۔ اسے کون سی پرواہ تھی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے چند دن گھر کی فضا عجیب رہی۔ دادی کو بیماری نے آن گھیرا۔ چچا چپ ہو گئے۔ چچی پورا دن پریشانی سے کچھ کہتی رہتیں یا روتی رہتیں۔ نین تارہ کو یوں چپ لگی گویا وہ بولنا جانتی ہی نہیں تھی

"سب ٹھیک ہو جائے گا نین "

اس نے ایک بار پھر تسلی دینی چاہی

"نہیں ہو گا "

نین تارہ نے ایک بار پھر اس کی تسلی پر یقین نہیں کیا

"وہ تمہارے لائق نہیں تھا "

"میں کسی کے لائق نہیں ہوں خولہ "

"تم اچھی ہو "

"میرا اچھا ہونا میرے لئے برا بن گیا ہے"

"ایسا مت کہو..."اسے برا لگا

"ٹھیک ہے۔ میں ایسا نہیں کہتی۔ تم یہاں سے چلی جاؤ "

وہ رخ موڑے لیٹ گئی۔ آج کل وہ رو نہیں رہی تھی۔ وہ صرف چپ تھی۔ خولہ جھنجھلا کر باہر نکلی۔ چچی باہر تھیں

WWW.NOVELSHUB.PK

"کوئی کام کروادوں چچی؟ "

یہ عام دن ہوتا تو چچی کئی لمحے صدمے سے اسے دیکھتیں۔ کام سے بھاگنے والی خولہ کام کا پوچھ رہی تھی؟

"کرلوں گی "

یہ عام دن نہیں تھا

چچی چپ چاپ آٹا گوندھتی رہیں۔ وہ کئی لمحے اُنہیں دیکھتی رہی۔ کئی لمحے سوچتی رہی پھر اس نے فیصلہ کن سانس لی اور مڑ کر دادی کو دیکھا

"میں خالہ کے گھر سے ہو آؤں دادی؟" اس نے چارپائی پر لیٹی دادی سے پوچھا۔ عام دن ہوتا تو وہ اسے گھورتیں پھر صاف منع کر دیتیں

"چلی جاؤ "

وہ عام دن نہیں تھا

خولہ اندر بڑھ گئی۔ چادر اٹھائی۔ اپنا لباس دیکھا۔ ہلکے سرخ رنگ کی لمبی کڑھائی والی قمیص پر سفید دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ ایک نظر نین تارہ کو دیکھا۔ وہ رخ موڑے لیٹی تھی۔ پھر باہر کی طرف بڑھ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ایک عدد نقلی گولیوں کا پیکٹ ملے گا جمال بھائی؟ "

سامان تول کر گاہک کو دیتے جمال چونکا۔ پھر خولہ کو دیکھتے تعجب سے سامان گاہک کے حوالے کرتے کاؤنٹر پر آگے کو ہوا

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ "

"میں نے پوچھا پستول میں ڈالنے کے لئے نقلی گولیاں ہیں آپ کے پاس؟ جو بچوں کے پستول میں ڈالتے ہیں؟ "

وہ پر سکون لگ رہی تھی

"ہاں..." وہ مشکوک ہوئے

"ایک پیکٹ دے دیں "

"کس لئے چاہئے؟ "

"پستول ہے میرے پاس۔ گولیاں صرف پانچ بچی ہیں۔ وہ میرے کسی اور کام آتی ہیں۔ فی الحال مجھے چار لوگوں کا قتل کرنا ہے اور وہ چار لوگ ایسے ہیں کہ ان کو مارنے کے لئے اصلی گولیاں ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نقلی گولیاں بھی اُنہیں مار دیں گی "

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ کو دیکھتے جمال کے ماتھے پر بل پڑے

"کون چار لوگ؟ "

"وہی چار لوگ جن سے معاشرہ ڈرتا ہے اور خولہ بلال نہیں ڈرتی۔ ارے چچی، آئیں ذرا" وہ پیچھے سے آتی جمال کی امی کو دیکھتی مسکرائی۔ وہ اچھنبے سے آگے کو ہوئیں

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ ہم نے کہہ تو دیا کہ نہیں کرنی تمہاری بہن سے شادی "

وہ ناگواری سے کہنے لگیں

"اور آپ کو لگتا ہے میں آپ سے ملنے اسی لئے آئی ہوں تاکہ نین تارہ کی شادی کے لئے آپ کو راضی کر سکوں؟ میری نین تارہ اتنی کم قیمت نہیں ہے خالہ "

اب کے اس کے چہرے پر سختی ابھری

"کس لئے آئی ہو پھر؟ "

"تماشہ کرنے...." وہ پیچھے کو ہوئی پھر گلی میں دیکھا۔ اکا دکا لوگ تھے جو ان کی طرف متوجہ تھے۔ اس نے رخ موڑا "اس کے بعد مجھے گاؤں میں بدنام کریں یا جو بھی لیکن آپ لوگ انتہائی لالچی، خود غرض، ڈرامے باز، دھوکے باز، چالباز، اور ہر برے لفظ پر صادق آتے ہیں۔ میں تو آپ کے اس بیٹے کو دیکھنا بھی پسند نا کروں جس کا رشتہ آپ میری ہیرے جیسی بہن کے لئے لے کر آئی تھیں "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے آگے کو ہوتے کاؤنٹر پر ہاتھ مارا۔ جمال کا چہرہ سرخ ہوا

"تمیز سے "...

" تمیز سے تو آپ رہیں" وہ اس کی بات کاٹ کر غصے سے بولی" میں خولہ بلال ہوں۔ نظریں نیچی اور آواز آہستہ رکھیں۔ اپنی غلیظ نظروں سے مجھے دیکھا تو آنکھیں نکال لوں گی "

جمال کا چہرہ اب خطرناک حد تک سرخ ہوا تھا۔ وہ بپھر کر آگے کو ہوا جب خولہ نے ہاتھ میں تھامی پسٹل آگے کی۔ وہ فوراً پیچھے کو ہوا

"قدم بھی قابو میں رکھیں محترم جمال صاحب۔ بخدا میں بد دماغ لڑکی ہوں اور باغی تو حد سے زیادہ ہوں۔ ہوتی ہوں گی گاؤں کی لڑکیاں چپ چاپ اور خاموش، لیکن میں خولہ بلال ہوں، میر ابھائی مجھے باغی بنا کر گیا ہے۔ میں نے باقی لڑکیوں کی طرح گڑیوں کے کپڑے سلائی نہیں کئے، کھیتوں میں کام کیا ہے۔ میں نے باقی لڑکیوں کی طرح گڈے گڑیا سے نہیں کھیلا، بندوقیں چلائی ہیں۔ میر انشانہ میرے بھائی سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ اس لئے قدم قابو میں رکھیں "

وہ غرائی۔ جمال اسے گھورتا رہا

"یہ تربیت دی ہے تمہاری چچی نے تمہیں؟ تمہارا یہ حال ہے تو بیٹی کا کیا حال ہو گا؟" اب کی بار جمال کی ماں بولیں تو خولہ نے سر ان کی طرف موڑا

"عزت کرتی ہوں بزرگوں کی ورنہ آپ کو تو وہ جواب دیتی کہ یاد رکھتیں آپ۔ اور کون سی تربیت؟ اپنی بیٹیوں کا حال دیکھا ہے آپ نے؟ "

"میری بیٹیوں پر مت آؤ لڑکی" انہیں غصہ آیا

"میری بہن پر بھی مت آئیں۔ اس کے لئے میں قتل تک کر دوں۔ وہ میری ماں جائی نہیں ہے لیکن بہن سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ رکھیں اپنا گڈا اپنے پاس۔ میری بہن کے لئے شہزادہ آئے گا کوئی "

اس نے چبا چبا کر کہتے پسٹل نیچے کی۔ جمال آگے نہیں بڑھا۔ پورا گاؤں جانتا تھا کہ خولہ بلال بندوق چلانا جانتی ہے

"ہاں ہاں دیکھ لیں گے وہ شہزادہ بھی۔ ابھی دفع ہو جاؤ ادھر سے "

اُنہوں نے جمال کو کھینچ کر پیچھے کیا

" دیکھ تو واقعی لیں گی آپ" اس نے رخ گلی کی طرف موڑا" اور آپ سب۔ یہ ان کی دکان سے سامان لینا بند کر دیں تو اچھا ہو گا۔ ایکسپائر سامان ہوتا ہے ان کے پاس۔ چوہے پوری دکان میں گھومتے ہیں۔ کسی دن کوئی مر مرا جائے گا ان کے سامان کو استعمال کر کے "

وہ قہر بار نظر ان پر ڈالتی پلٹ گئی۔ غصہ ختم ہو گیا، دکھ بڑھ گیا۔ پیچھے وہ اسے اب کوس رہی تھیں۔ اس نے کان بند کر لئے۔ اس کی بلا سے وہ اب اسے پورے گاؤں میں بدنام کرتی پھریں۔ گلی سے مڑتے وہ کھیتوں کی

WWW.NOVELSHUB.PK

طرف بڑھ گئی۔ گندم کی فصل کٹ گئی تھی تو سب کچھ صاف صاف نظر آتا تھا۔ جمال کے گھر سے آگے شہر کی طرف جاتا راستہ تھا۔ وہاں سے پہلے کھیت سے ان کے گھر کا راستہ نکلتا تھا۔

پیچھے سے ہارن کی آواز پر وہ چونکی۔ مڑ کر پیچھے دیکھا پھر سائیڈ پر ہو گئی۔ سیاہ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ وہ دوبارہ سے نظریں جھکائے چلنے لگی۔ زمین سنہری اب بھی تھی لیکن وہ گندم کی بھینی سی مہک غائب تھی۔ گاؤں میں عجیب سی فضا تھی۔ کل چچی بتا رہی تھیں کہ سب اونے پونے داموں اپنی فصل بیچ رہے ہیں۔ اُنھوں نے چچا کو بھی مشورہ دیا تھا لیکن مسئلہ یہی تھا کہ کم قیمت ان کے خواب پورے نہیں کر سکتی تھی۔ نین تارہ کی ٹوٹی منگنی نہیں جوڑ سکتی تھی۔ سب ٹھیک ہو جاتا اگر بدر عبداللہ ان سے فصل لے لیتا

اس نے بے ساختہ سر اٹھایا۔ وہ سیاہ گاڑی کچھ فاصلے پر رکی تھی اور دروازہ کھولتے اندر سے بدر باہر نکل رہا تھا ۔ سیاہ شلوار قمیص پہنے، ہاتھوں میں سلور واچ تھی، بازوں کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔ وہ چپ چاپ اسے اپنی طرف آتا دیکھے گئی

"راستے پر چلو تو احتیاط سے چلا کرو۔ کسی نے گاڑی مار دی تو برا ہو گا "

وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے اس کے سامنے آرکا

"بتانے کا شکریہ "

سپاٹ سا کہتے وہ اس کی سائیڈ سے مڑی تو بدر کی مسکراہٹ غائب ہوئی

"مجھے نظر انداز نہیں کیا جاتا خولہ "

وہ رکی۔ پھر مڑی۔ بدر کی پشت اس کی طرف تھی

"میرے نظر انداز کرنے سے آپ کی انا کو ٹھیس پہنچ رہی ہے ؟ "

اب کے وہ مڑا۔ ہاتھ پشت پر باندھے۔ چہرہ سنجیدہ ہو گیا

"اگر میں تمہارے لئے اپنی گاڑی روک کر اترا ہوں اور تم سے مخاطب ہوا ہوں تو بالکل میری انا کو ٹھیس پہنچی ہے۔ میں ایسی نوازشیں ہر کسی پر نہیں کیا کرتا "

"مجھ پر بھی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ سکتے ہیں "

وہ اسی بے تاثر انداز میں کہہ کر مڑنے لگی

"تم ایسے کیوں بات کر رہی ہو؟ "

خولہ گہری سانس لیتی پلٹی

"کیسے بات کر رہی ہوں ؟ "

"بدتمیزی سے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"واقعی بدر صاحب ؟"اس نے کچھ بے زاری سے اسے دیکھا" آپ میرے لہجوں پر غور کیوں کر رہے ہیں ؟ "

بدر نے آنکھیں سکیڑیں

"تم کسی بات کو لے کر ناراض ہو۔یا شاید پریشان ہو؟ "

اس پر جیسے خولہ کی بات کا اثر نہیں ہوا تھا

"آپ کا مسئلہ نہیں ہے "

"یقیناً نہیں ہے۔لیکن میں حل کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں "

"بہت شکریہ لیکن ایک بار آپ سے مدد مانگ کر دیکھ چکی ہوں اور بہت اچھی مدد کی آپ نے "

وہ غصہ ہوئی تھی۔بدر نے ابرو اچکائے

"کون سی مدد؟ "

"واہ آپ کی بے نیازی۔کیا میں نے آپ سے اپنے چچا کی گندم لینے کا نہیں کہا تھا؟بہت اچھی مدد کی آپ نے جو کسی پرائیویٹ کمپنی کے نمائندے کو بھیج کر احسان کر دیا "

WWW.NOVELSHUB.PK

تو وہ اس وجہ سے ناراض تھی؟ بدر نے دو قدم آگے بڑھائے۔ سورج کی روشنی اس کی سرمئی آنکھوں پر پڑی ۔اے سی والی کار چھوڑ کر وہ اس کے سامنے کھڑا اس کی پریشانی جاننا چاہ رہا تھا

"میں نے پرائیویٹ کمپنی کا نہیں کہا تھا۔ میں یوسف سے کہہ کر گیا تھا کہ تمہارے چچا سے فصل خرید لیں۔ کیا اس نے یہ نہیں کیا؟"

کمال سادگی اور حیرت سے اس نے سوال کیا تھا

"آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ وہ نمائندہ آپ نے نہیں بھیجا تھا؟ اور آپ یہ بھی چاہ رہے ہیں کہ میں اس پر یقین کر لوں؟" اس نے ہاتھ سینے پر باندھے

"میں شہر گیا تھا۔ میرے پیچھے سب یوسف نے ہی دیکھا تھا۔ اور میں جھوٹ کیوں بولوں گا؟ بدر عبداللہ کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے خولہ؟ "

وہ جیسے اس کی نادانی پر مسکرایا تھا۔ خولہ کا اشتعال یکدم راکھ ہوا۔ ہاں بدر عبداللہ کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس انسان کو خولہ بلال سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟

"انہوں نے فصل نہیں لی۔ کوئی کمپنی کا لڑکا آیا تھا جس نے کم قیمت پر فصل لینے کی بات کی۔ چچا نے نہیں بیچی" آواز دھیمی ہو گئی

"اوہ۔ ویسے مجھے کہنے دو یہ ایک بیوقوفانہ فیصلہ ہے۔ گاؤں میں کسی کی فصل فائدے میں نہیں گئی "

خولہ نے ہونٹ کاٹتے فصل کو دیکھا

"ہم جیسوں کے لیے فصل اولاد جیسی ہوتی ہے بدر صاحب۔ ہم گرمیوں کی تپتی دوپہر میں ان فصلوں کا خیال رکھتے ہیں۔ سردیوں کی شاموں میں انہیں پانی لگاتے ہیں۔ جانتے ہیں میرے بابا کیسے مرے تھے؟ انہی فصلوں کی حفاظت کرتے ہوئے۔ وہ آدھی رات کو پانی لگا رہے تھے اور سانپ نے۔۔"اس کا گلا رندھ گیا۔ بدر چپ چاپ اسے دیکھتا رہا" آپ جیسے اونچے محلوں اور پکے مکانوں میں رہنے والوں کو گندم مل جاتی ہے۔ لیکن کیسے ملتی ہے یہ آپ لوگ کبھی نہیں سوچتے۔ جس فصل پر کسان چھ ماہ خرچ کرتا ہے اسے اونے پونے داموں کیسے بیچ دے؟ "

"زیادہ کی مانگ بھی اچھی نہیں ہے "

"زیادہ۔۔۔"وہ کرب سے ہنسی "آپ زمیندار ہیں۔ کسان ہوتے تو میں پوچھتی کہ ٹیوب ویل پر آنے والے خرچ سے لے کر کھاد کی دس دس ہزار کی بوریوں پر آنے والے خرچ تک کتنی رقم خرچ کی جاتی ہے فصلوں پر۔ پھر اختتام پر کسان کو وہ رقم بھی نہیں بچتی منافع تو دور کی بات ہے "

"میں کھیتوں میں جا کر ہل نہیں چلایا کرتا لیکن کسان میں بھی ہوں خولہ۔ سمجھ سکتا ہوں "

"آپ نہیں سمجھ سکتے۔ کبھی نہیں سمجھ سکتے بدر صاحب "

"کہانا سمجھ سکتا ہوں۔ تم ایسا کرو اپنے چچا سے کہو مجھ سے آ کر ملیں۔ میں ذاتی طور پر ان کی فصل کا معاملہ دیکھتا ہوں "

اس نے تسلی دینی چاہی

"اس کی ضرورت نہیں ہے "خولہ کی آواز رنجیدگی میں ڈوبی۔ بدر نے بے ساختہ اس کی آنکھوں پر نگاہ ڈالی ۔وہاں ہلکی سے نمی تھی

"سب ٹھیک ہے ؟ "

"نہیں۔۔۔"خولہ نے نفی میں سر ہلایا۔ نگاہ فصل پر جمی تھی، کئ خواب جو ان جگہوں سے جڑے تھے اور بکھر کر ہر گھر میں پھیلے تھے "نین کے سسرال والوں نے شادی سے انکار کر دیا ہے۔ انہیں جہیز میں سامان زیادہ چاہئے تھا۔ چچا نہیں دے سکتے تھے۔ اس کی شادی ٹوٹ گئ "

اس کی بلا سے کون نین تارہ، کس کی شادی ٹوٹی تھی، کون سا جہیز اور کون سا سسرال، لیکن وہ آنکھیں اور ان آنکھوں کا حزن، وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔ خولہ نے ہونٹ کاٹے پھر سر جھٹکا

"پتا نہیں نین کو خوشیاں کیوں نہیں ملتیں ؟ میں نہیں چاہتی تھی کہ اس کی شادی جمال سے ہو لیکن میں ایسے بھی نہیں چاہتی تھی۔ چچا پریشان ہیں۔ چچی رو رہی ہیں۔ نین چپ چاپ گھر کے کام کر رہی ہے۔ میں سب

کیسے ٹھیک کروں گی؟ یہ اتنا اذیت ناک ہے" اس کی آنکھوں میں پانی ابھرا۔ بدر ہاتھ پشت پر باندھے اس کی نم آنکھوں کو دیکھتا رہا

" سمجھ سکتا ہوں "

" آپ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ اذیت آپ کبھی نہیں سمجھ سکتے "

اس نے سینے پر ہاتھ باندھتے سامنے نظریں جمائے رکھیں، آنسو پھسل کر چہرے پر گرے

"سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ ہنوز اس کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا

"نہیں ہو گا۔ مجھے بھی اب لگتا ہے نہیں ہو گا"

"رومت خولہ "

وہ کچھ ایسے لہجے میں بولا تھا کہ پل بھر کو خولہ کے آنسو تھم گئے۔ نظر بدر پر پڑ گئی۔ وہ سیاہ شلوار قمیص میں ملبوس ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے تھا۔ وہ اسیر کرتا تھا۔ انداز یوں ہوتا کہ سامنے والا خواہ مخواہ رعب میں آجاتا۔ وہ اس کے چہرے پر نگاہ جمائے ٹھہر گئی۔ اس کی سرمئی آنکھیں خولہ کی آنکھوں پر جمی تھیں۔ وہ آنکھیں جن میں پانی ٹھہرا تھا

"روؤمت۔ میری ماں کے بعد تم واحد عورت ہو جس کے آنسو کہیں سینے کے بائیں جانب والے حصے پر گرتے ہیں "

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ کے آنسو وہیں تھم گئے۔ دل وہیں رک گیا۔ وہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹکا

"میں چلتی ہوں "

اس نے ہتھیلی سے آنسو صاف کئے۔ قدم آگے بڑھائے ہی تھے جب وہ سامنے آیا۔ خولہ کے قدم رکے

"تم پوچھو گی نہیں کہ کیوں؟ "

وہ آنکھوں سے جو گفتگو کرتا تھا وہ زبان کی گفتگو سے زیادہ سحر زدہ تھی

"کیوں؟ "

وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ان آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ کئی لمحے دیکھتا رہا پھر دو قدم آگے کو ہوا

"کیونکہ تم میری زندگی کے آٹھ سیکنڈ ہو "

آنکھیں کلام میں ماہر تھیں۔ وہ مان گئی۔ آنکھیں قابض کرتی تھیں۔ وہ جان گیا۔ نم آنکھوں میں تعجب ابھرا ۔ہلکا سا ٹھہرا پانی اس کے پلک جھپکنے پر پلکوں پر آ ٹھہرا۔ ایک قطرہ۔ بدر کے گلے میں گلٹی ابھری پھر وہ دو قدم پیچھے ہوا

"اس کا کیا مطلب ہے؟ "

وہ پوچھ رہی تھی

"تم میرے مطلب چھوڑو۔ اپنے مطلب بتاؤ۔ تم کیا چاہتی ہو؟ "

جیسے وہ مانگے تو زمین کے آخری کونے سے مرکت کے پتھر نکال لاتا۔ وہ مانگے وہ سمندر کے اندر سے سفید سیپ نکال لاتا

"میں کچھ نہیں چاہتی۔ جب چاہتی تھی تب آپ نے مدد نہیں کی۔ میں آپ کی پاس اپنی انا روند کر آئی تھی ۔ آپ کو میری مدد کرنی چاہیئے تھی۔ آپ کو خولہ بلال کو منع نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بدر عبداللہ کو خولہ بلال کو منع نہیں کرنا چاہیئے تھا "

اس کی آواز پھر سے بھرا گئی۔ بدر کئی لمحے اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ سرمئی آنکھیں سیاہ آنکھوں پر جمی رہیں۔ سرمئی شام سیاہ رات، سرمئی آنکھیں، سیاہ آنکھیں۔ وہ حزن زدہ لڑکی سلطان جیسے شخص کے سامنے ٹھہری تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ بدر عبداللہ کو خولہ بلال کو ناں نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ اس نے مان لیا۔ ہاں بدر عبداللہ کو خولہ بلال کو ناں نہیں کرنی چاہیئے تھی

اور پھر مہاراں کی سرمئی شام میں سنہری ہوتی زمین اور سیاہ ہوتے آسمان نے دیکھا کہ سرخ لباس والی لڑکی کے سامنے کھڑے مرد نے سر جھکایا، نظریں گرائیں

"پشیمانم "

) "میں شرمندہ ہوں " (

وہ گاؤں کا خاص سا شخص گاؤں کی عام سی لڑکی کے سامنے کھڑا سر جھکائے اناوارے اس سے معذرت کر رہا تھا۔ وہ اٹھی گردن، مغرور شخص، حاکم مزاج انسان سر جھکائے اس سے معذرت کر رہا تھا۔ خولہ بلال ساکت رہ گئی

"آپ "....

"میں سر نہیں جھکایا کرتا خولہ۔ میں انا نہیں وارا کرتا۔ مجھے معافی مانگنا نہیں آتی لیکن آج تمہارے سامنے کھڑے ہو کر میں تم پر اپنی انا وارتا ہوں۔ اگر تمہارے دل کو میرے عمل نے دکھی کیا ہے تو بدر عبداللہ خولہ بلال سے معذرت چاہتا ہے "

اس نے اپنے جھکے سر کو اٹھایا۔ سرمئی آنکھوں کو اٹھاتے سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔ تعجب، تعجب میں ڈوبی سیاہ آنکھیں، سیاہ آنکھوں میں قید ہوتا وہ، سحر، سحر کرتی ساحر آنکھیں، مسحور ہوتا وہ، اور آغاز عشق ہوا

اس کے سینے پر بندوق رکھے وہ اپنا آپ وہاں قید کر گئی۔ آنکھوں میں نمی رکھے اس کی آنکھوں میں اپنی تشبیہہ رکھ گئی۔ بدر عبداللہ نے مان لیا اسے سرخ رنگ اب ناپسند نہیں رہا تھا۔ بدر عبداللہ نے جان لیا وہ دل ہار گیا تھا

"اس کی... ضرورت نہیں ہے "

اسے مملکت کے بادشاہ کے سر جھکانے کی کیا ضرورت آن پڑتی؟ وہ شخص سر قلم کر دیتا تو اس سے پوچھا نا جاتا ۔وہ سر جھکا گیا تو تعجب بجا تھا۔ حیرت شدید تھی۔ تحیر بے انتہا تھا

"کسی اور کو نہیں تھی۔ تمہیں ہے۔ کوئی اور ہوتا تو میں اس کے سامنے یوں نا کھڑا ہوتا۔ تم ہو تو یہ منظر یوں ہے "

"مجھے خاص مت کریں "

"تم اب عام بھی نہیں رہیں "

"عام ہی ہوں، مٹی کے برابر، خاک سے اوپر نہیں "

"میں مٹی جیسا وجود رکھتی ملکہ سے اس کی خواہش پوچھ رہا ہوں۔ حکم کرو "تو جو سرخ حویلی کی بارہ دریوں میں سنجیدہ چہرے سے چلتا تھا وہ بدر عبداللہ اسی محل میں رہ گیا؟

"آپ کہہ رہے ہیں میں حکم کروں اور تعمیل کی جائے گی؟ "

"آپ کا تابعدار ملکہ "اس نے سر کو خم دیا

"کچھ بھی مانگ سکتی ہوں؟ "

ملکہ مشکوک تھی۔ سلطان لگتا شخص مسکرایا

"تم چاہو تو میری مملکت مانگ لو۔ "

"آپ میری خواہش پوری نا کر سکے تو؟ "

دور دل کے کسی کونے میں کسی نے کہا تھا کہ اسے یہاں سے جانا چاہئے۔ لیکن وہ نہیں گئ

"میں نے پوچھا تم کیا چاہتی ہو خولہ؟ "

وہ پوچھ رہا تھا۔ انداز میں سوال نہیں حکم تھا۔ وہ مانگے، وہ خواہش نہیں پوچھ رہا تھا، وہ خواہش کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ خولہ اسے دیکھتی رہی

"مجھے نین تارہ کے لئے خوشیاں چاہیئیں "

اس نے خواہش کی تھی اور حکم میں لپیٹ کر کی تھی۔ حاکم شخص محکوم ہوا۔ جسے حکم دینے کی عادت تھی۔ اس نے سر کو خم دیا

"حکم سر آنکھوں پر محترمہ "وہ سر جھکائے کسی کچے مکان کی باسی کا حکم مان رہا تھا پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا "تم گھر چلی جاؤ۔ میں کچھ کرتا ہوں "

وہ مڑ گیا

وہ محبت کر بیٹھا تھا۔ بدر عبد اللہ نے مڑتے ہوئے اعتراف کیا۔ وہ اس عورت سے محبت کر بیٹھا تھا۔ وہ دنیا کو حکم دیتا تھا وہ ایک عورت کو تابعداری دکھا کر آیا تھا۔ وہ اشارے کرتا تھا، وہ ایک عورت کی اشارے پر دنیا ہلا دیتا۔ اسے جس عورت سے وفا کرنی تھی اس نے وہ عورت چن لی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے یقین سا ہوا وہ کچھ کر لے گا۔ بدر عبد اللہ کچھ نا کچھ کر لے گا۔ اس شخص پر جسے آدھا گاؤں ظالم کہتا تھا خولہ بلال نے یقین کر لیا تھا

دروازہ کھٹکھٹاتے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب دروازہ یکدم کھلا اور بوکھلائے انداز میں نین نے قدم باہر رکھے۔ اسے دیکھتے چہرے پر آنسو نکلے

"خولہ "....

اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ خولہ کا دل زور سے دھڑکا

"کیا ہوا؟ "

"ابا..." وہ چہرے پر ہاتھ رکھے رو دی۔ خولہ کے قدم منجمد رہے

"نین کیا ہوا ہے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"ابا کو ہارٹ اٹیک آیا ہے خولہ۔ وہ ہسپتال میں ہیں "

زمین قدموں سے، آسمان سر سے، روح جسم سے کھینچی گئی۔ اس کا پٹ پر رکھا ہاتھ نیچے گرا

"کس نے کہا؟ "

"شیر.. شیر دل کو کسی نے بتایا۔ کعب ان کو ہسپتال لے کر گیا ہے "

نا اسے کعب سے غرض تھی نا اس کے حال سے۔ فلوقت اسے صرف اپنے باپ جیسا چچا یاد رہ گیا

"گھر میں سب کہاں ہیں؟ چچی۔ چچی کو بلاؤ" وہ بوکھلائی۔ قدم اندر بڑھائے۔ چچی باہر بیٹھی رو رہی تھیں۔ دادی کی حالت نیم بیہوشی جیسی تھی۔ اس گھر سے دو دو مردوں کے جنازے جوانی میں اٹھے تھے۔ ایک اور مرد کا ساتھ چھوٹنا قیامت ہوتا

"چچی "....

وہ فوراً ان تک گئی۔ ان کے ساتھ بیٹھتے اُنہیں گلے لگایا

"خولہ۔ خولہ تیرا چچا۔ پتا کروا دو مجھے۔ وہ کیسا ہے؟ "

وہ رو رہی تھیں۔ خولہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔ ارد گرد دیکھا۔ وہاں گاؤں کی ایک دو خواتین بیٹھی تھیں

"شیر دل کہاں ہے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ کسی کونے سے فوراً باہر آیا۔ خولہ جھٹکے سے کھڑی ہوئی

"کون سے ہسپتال لے کر گئے ہیں؟ "

"تم ہسپتال جاؤ گی؟ "

"ارے لڑکی۔ کعب ہے وہاں "

اس نے بنا کسی کی کوئی بات سنے شیر دل کا بازو کھینچا۔ وہ رویا رویا سا ساتھ ہو لیا

"خولہ رک جاؤ۔ مجھے لیتی جاؤ "

پیچھے سے نین نے پکارا تو وہ رکی پھر چچی کو دیکھا

"تم دادی کے پاس رک جاؤ اور چچی کی چادر لاؤ۔ نین جلدی کرو" نین تارہ آنسو صاف کرتے تیزی سے اندر گئی۔ خولہ نے آگے بڑھتے چچی کو سہارا دے کر کھڑا کیا۔ نین تارہ ان کی چادر لا رہی تھی۔ اس نے چادر اُنہیں اڑھاتے نین تارہ کو دیکھا

" چچا کو کچھ نہیں ہو گا نین۔ میں اپنے باپ کو نہیں بچا سکی لیکن تمہارے باپ کو نہیں مرنے دوں گی "

کوئی یقین، کوئی امید، کوئی غم سا تھا آواز میں۔ وہ چچی کو سنبھالتی باہر بڑھی۔ انہیں ہوسپٹل پہنچنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

ہوسپٹل گاؤں سے پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ وہ رکشے میں گئے تھے تو ایک گھنٹہ آرام سے لگ گیا۔ ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر آدھے گھنٹے کا سفر یونہی طویل ہو جاتا تھا۔

ہوسپٹل میں پہنچتے وہ سیدھا کاؤنٹر پر گئی۔ روم نمبر پتا کرتے تیزی سے آئی سی یو کے باہر پہنچتے وہ یکدم رکی۔ کعب دیوار سے ٹیک لگائے سر جھکائے کھڑا تھا۔ کسی احساس کے تحت سر اٹھایا تو اسے دیکھ کر ٹھٹکا۔ پھر سیدھا ہوتے اس تک آیا

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ "

"چچا... چچا کیسے ہیں؟ "

وہ ہر شے بھول گئی۔ کون کعب عباس؟ کون سی دشمنی؟ کون سا انتقام؟

"اندر ہیں۔ "اُس کی نظر پیچھے سے آتی چچی پر گئی۔ آنکھوں میں ناگواری ابھری "آپ سب کیوں آ گئے؟ میں تھا یہاں پر "

وہ اسے جواب دینے کی بجائے دروازے کی طرف بڑھی۔ وہاں ہاتھ رکھے اندر دیکھنا چاہا۔ کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ سب دھندلا تھا۔ سب دھندلا گیا تھا۔ پانی آنکھوں میں ابھرا اور گال پہ بہا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں

")اس کا باپ مرا ہے چچا نہیں۔ میرے بچے ہیں پال سکتا ہوں "

"میں آپ کا ہی بھلا چاہ رہی تھی بھائی الیاس۔ میری بہن کے بچے ہیں، میرا ابھی حق ہے ان پر "

"شکریہ بہن۔ لیکن مجھ پر نا یہ بھاری ہیں نا بوجھ۔ میری اولاد ہے یہ ("

اس نے آنکھیں کھولیں۔ قدم تھک کر بینچ کی طرف بڑھائے۔ چچی اور شیر دل وہیں بیٹھے تھے۔ چچی روتے ہوئے شیر دل کو ساتھ لگائے ہوئے تھیں۔ وہ دونوں ہاتھ گود میں رکھے اُنہیں دیکھنے لگی جب کوئی ایک کرسی چھوڑ کر ساتھ بیٹھا۔ ہاتھ باہم ملائے گھٹنوں پر کہنیاں جمائیں اور رخ موڑ کر اسے دیکھا

"وہ ٹھیک ہو جائیں گے خولہ "

خولہ چپ چاپ اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہی۔ وہ آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی

"میرا نام چچا نے رکھا تھا" وہ بہت دھیمے سے بولی تھی۔ کعب عباس کا ہر عضو سماعت بن گیا "خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام پر۔ بہادر صحابیہ، وہ خود بہادر نہیں تھے۔ میرے بابا بہادر تھے۔ بھائی بھی بہادر تھا لیکن چچا نہیں تھے۔ دادی کہتی ہیں ابا اور ان کی اولاد دادا پر گئی ہے۔ چچا اور ان کی اولاد دادی پر۔ بابا بہادر تھے۔ چچا بہادر نہیں ہیں۔ وہ میرے بابا کی جگہ کبھی نہیں لے سکتے لیکن وہ مجھے بہت عزیز ہیں۔ ان کو کچھ ہو گیا تو؟ "

اسے یاد نہیں رہا ساتھ کون بیٹھا تھا۔ جس پر کل تک قتل کا الزام لگاتی رہی تھی وہ یا گاؤں کی کچی سڑکوں پر رجب اور اس کے ساتھ چلتا کعب

"اُنہیں کچھ نہیں ہو گا" وہ فقط تسلی دے سکا

"میں تھک گئ ہوں۔ اپنے گھر سے مردوں کے جنازے اٹھتے دیکھ دیکھ کر۔ دادا، بابا، بھائ، اب چچا نہیں۔ میں تھک گئ ہوں۔ واللہ خولہ تھک گئ ہے "

کعب کو اندر تک دکھ ہوا۔ وہ اسے تسلی دینا چاہتا تھا جب دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر نکلا۔ کعب اٹھا۔ خولہ اس سے پہلے اٹھی تھی

"چچا کیسے ہیں؟" دل تھما اور سانس اٹکی

"وہ ٹھیک ہیں۔ ہارٹ اٹیک شدید تھا لیکن بروقت ہوسپٹل لے آئے تو بچت ہو گئ۔ ابھی وہ بے ہوش ہیں "

اس نے تھک کر پرسکون سانس لیا تھا۔ ڈاکٹر اب کعب سے کچھ کہہ رہے تھے۔ وہ چچی کی طرف بڑھی اور اُنہیں تسلی دیتے اس نے زرا کی ذرا نظر اٹھا کر کعب پر ڈالی

ان سب دنوں میں اس نے پہلی بار اسے شلوار قمیص میں دیکھا تھا۔ بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے تھے ۔ چہرے پر تھکن تھی۔ وہ توجہ سے ڈاکٹر کو سن رہا تھا جب اس کی نظروں کی احساس سے رخ موڑا۔ خولہ نے نظر پھیر لی

وہ کعب عباس کی مشکور تھی لیکن اس سے نفرت کرنا نہیں چھوڑ سکتی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اُس نے سر اٹھایا پھر رکا۔ پہلی سیڑھی پر مسکان ٹھہری تھی۔ بازوں سینے پر باندھے ۔اسے چبھتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ بدر نے رخ موڑ کر منشی کو اشارہ کیا تو وہ فوراً سیڑھیاں اتر تا نیچے گیا۔ وہ موبائل جیب میں ڈالتے اوپر تک گیا پھر مسکان کے سامنے رکا

"میں مصروف ہوں فلوقت، لیکن ٹھیک ہے۔ تم میرے پانچ منٹ ضائع کر سکتی ہو "

"میں ایک منٹ بھی نہیں لوں گی آپ کا "

اس کی آنکھیں روئی روئی سی تھیں

" آدھا منٹ ہے تمہارے پاس۔ کہو "

"مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی "

"اور تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں ؟" اس نے سنجیدگی سے کہتے ابرو اچکائے تو مسکان کا چہرہ سرخ ہوا

"چچا نے ہمارا رشتہ طے کیا تھا "

"میں اپنے باپ کے فیصلوں کا پابند نہیں ہوں "

"بابا ہماری شادی کرنا چاہتے ہیں "

"میں تمہارے باپ کے فیصلوں کا پابند بھی نہیں ہوں "

"تو پھر اُنہیں منع کر دیں" اس نے اپنا چشمہ درست کیا

"تم بھی کر سکتی ہو۔ تمہارا باپ ہے "

"لڑکیوں کا انکار کوئی معنی نہیں رکھتا۔ آپ کی بات وہ مان لیں گے "

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم مجھ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں؟ "

"نہیں۔۔۔ "

"میں وجہ جاننے کا منتظر ہوں" اسے انکار سننے کی عادت نہیں تھی۔ مسکان نے خود کو کوسا۔ جانتی بھی تھی سامنے کھڑا شخص ناں کو انا پر لے جاتا تھا

"کوئی خاص وجہ نہیں ہے "

"میں عام وجہ جاننے کا منتظر ہوں "

"میں نہیں بتانا چاہتی "

"تم کسی اور کو پسند کرتی ہو ؟ "

مسکان کا دل زور سے دھڑکا۔ تو کیا اس کے دل کا حال چہرے پر نظر آنے لگا تھا؟۔ نظر پیچھے سے اوپر آتے یوسف پر گئی۔ وہ بدر کے پیچھے رک گیا تھا۔ پھر اس نے بدر کو دیکھا

"میں آپ کو پسند نہیں کرتی "

"تمہارے چشمے کا نمبر بڑھ گیا ہے غالباً۔ ڈاکٹر کو چیک کروالو" اس نے سر ہلاتے افسوس سے مسکان کو دیکھا ۔یوسف نے مسکراہٹ دبائی۔ مسکان کا چہرہ مزید سرخ ہوا

"مجھ سے بحث مت کریں بدر۔ بابا کو منع کر دیں شادی سے۔ ورنہ میں کر دوں گی اور انکار تو آپ مردانا پر لے جاتے ہیں "

وہ چبا چبا کر کہتی پیچھے مڑ گئی۔ بدر بےزاری سے سر جھٹکتا اوپر بڑھا۔ وہ خولہ کے بارے میں سنجیدہ نا ہوتا تو اس انکار پر واقعی بات انا پر لے جاتا۔ پھر دیکھتا کون سا انکار؟ کیسا انکار؟

"بھائی۔۔۔۔ "

یوسف کی آواز پر وہ ایک بار پھر رکا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتا اس تک آرہا تھا۔ پیچھے منشی بھی تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"فصل ساری لوڈ کروادی تھی۔کچھ مال آپ نے کہا تھا کہ رکھ دینا ہے تو وہ گودام میں رکھوا دیا تھا "

"گڈ۔کچھ عرصے بعد مارکیٹ میں شارٹ اٹیج کا کہہ دیناتب فروخت کر دیں گے "یوسف کو جواب دیتے اس نے منشی کو دیکھا" آپ سے جو کام کہا تھا وہ ہو گیا؟ "

"جی جی۔میں نے پتا کروالیا ہے۔زیادہ فصل نہیں ہے۔رقم بھی بھجوادوں گا خود "

"کس کی فصل؟"یوسف نے سوالیہ نظریں منشی پر ڈالیں

"الیاس کی "

"کون الیاس؟ "وہ کہنے کے بعد رکا جیسے کچھ یاد آیا تھا

"وہی جس کی بھانجی، بھتیجی کو تم نے ٹکر ماری تھی شادی پر "

جواب بدر کی طرف سے آیا تھا

"وہ ان کی بیٹی تھی "اس کی زبان پھسلی۔بدر نے ٹھٹک کر اسے دیکھا

"تمہیں کیسے معلوم؟ "

"ویسے ہی۔"یوسف گڑبڑایا

"اوہووں۔ تم ویسے ہی کسی کے بارے میں معلومات نہیں رکھا کرتے یوسف "

وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ یوسف نے اب کہ خود کو پر سکون کیا

"فصل بیچنے کے لئے رابطہ کروایا تھا ڈیلر کا تو معلومات لینی پڑیں "

بدر نے اس پر ایک گہری نظر ڈالتے منشی کو دیکھا

"رقم بھجوا دیئے گا۔ ان کی بیٹی کی شادی ٹوٹ گئی تھی رقم نا ملنے کی وجہ سے۔ لڑکے کا پتا کروائیں کون تھا، میں دیکھتا ہوں یہ معاملہ، اب میں لوگوں کی شادیاں بچاتا پھروں گا" وہ کچھ بے زاری سے بڑبڑایا تھا جب کہ یوسف کا دل پل بھر کو وہیں تھم سا گیا پھر وہ تیزی سے بدر کے پیچھے آیا

"اس کی... اس کی شادی ٹوٹ گئی؟" اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔ بدر ایک بار پھر رکا

"خولہ کہہ تو کچھ ایسا ہی رہی تھی "

"کچھ مزید بتایا؟ "

بدر نے رخ مکمل یوسف کی طرف کیا

"تم اس لڑکی میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو یوسف؟" وہ مشکوک ہوا

"نہیں تو..." وہ بوکھلا گیا۔ بدر عبداللہ سے بات چھپانا ناممکن تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"اور تمہیں لگتا ہے میں مان لوں گا؟" وہ سنجیدہ تھا

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بھائی۔ میں "

وہ مزید کچھ کہتا اس سے قبل ہی بدر کے موبائل پر کال آنے لگی۔ وہ یوسف پر ایک نظر ڈالتا کال اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ یوسف نے سکھ کا سانس لیا پھر وہ سر جھٹکتے ریلنگ تک آیا

تین سال قبل...... تو کیا قسمت کچھ اشارے دے رہی تھی؟ تو کیا قسمت کو وہی منظور تھا جو وہ چاہتا تھا؟ کیا یوسف عبداللہ کو ہر خوف، ہر انجام بھلا کر خود کو ایک موقع نہیں دینا چاہئے؟ ایک موقع؟

وہ سیدھا ہوا پھر ہونٹ کاٹے

ایک موقع تو دیا جا سکتا تھا بنا کسی خوف کے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تکیہ درست کرتی نین تارہ نے ایک ہاتھ سے آنسو صاف کئے پھر دوائی اٹھاتے پیچھے پڑی میز پر رکھی۔ الیاس صاحب نے تھک کر بند کی گئی آنکھیں کھولیں اور اسے دیکھا

"تارہ، آرام کر لو جا کر اب "

"میں ٹھیک ہوں ابا" اس کی آواز بھرا گئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"پتا لگ رہا ہے کتنی ٹھیک ہو۔ سو جاؤ جا کر "

اُنہوں نے اسے نرمی سے کہا تو وہ جیسے ضبط کھو کر رو دی

" آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟ اتنا کمزور کیوں بنا لیا ہے اپنا دل ابا؟ اپنی تارہ کا ہی سوچ لیتے " وہ ان کے کاندھے سے لگ کر رو دی۔ اندر آتی چچی رکیں

" بزدل رہا ہوں بچپن سے تارہ۔ اب بھی ڈر گیا " اُنہوں نے اس کا سر تھپکا۔ آگے بڑھتی چچی تارہ کے ساتھ آ ٹھہریں۔ پھر اس کا کاندھا سہلایا

" میرے لئے ہی بہادر بن جاتے ابا۔ نین تارہ کے لئے ہی بن جاتے۔ "

" اچھا اب رو مت۔ چپ کر جا " ان کی آنکھیں نم ہوئیں

اندر آتے شیر دل اور اس کے پیچھے مسکرا کر سیب لاتی خولہ رکی۔ شیر دل اندر چلا گیا تھا لیکن وہ وہیں ٹھہر گئ تھی

روتی ہوئی نین تارہ اور اسے چپ کرانے کے لئے ساتھ لگا کر ٹھہرے چچا، چچی اور شیر دل نین کے ساتھ کھڑے تھے۔ مکمل خاندان۔ جیسے مزید کسی کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ کتنی ہی دیر ان چاروں کو دیکھتی رہی پھر قدم الٹے ہوئے۔ صحن میں رکھی چارپائی پر پلیٹ رکھتے وہ دھیمے قدموں سے کمرے کی طرف بڑھی۔ کونے میں رکھی چارپائی کے نیچے سے لکڑی کا صندوق نکالا اور اسے کھولا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

سامنے رجب کے کپڑے پڑے تھے۔ اس کا سامان۔ کتابیں، ٹرافیاں، نیچے ہاتھ مارتے اس نے ایک تصویر باہر نکالی۔ پھر دوسری۔ اُنہیں چارپائی پر رکھا اور صندوق بند کرتے وہ اٹھی۔ تصویریں دوپٹے میں چھپائے کمرے سے نکلتے وہ چھت کی طرف بڑھی۔ سیڑھیاں چڑھتے اوپر پہنچتے اس نے مغربی دیوار تک پہنچ کر وہاں سے نیچے دیکھا۔ تاحد نگاہ سبزہ تھا۔ تصویر نکالتے وہ نیچے بیٹھی

وہ دو تصویریں تھیں، ایک اس کی پیدائش سے پہلے کی تھی جس میں اماں بابا اور چھ سالہ رجب اکٹھے کھڑے تھے۔ دوسری اس کی رجب اور بابا کی تھی۔ اس نے چند لمحے دونوں تصویروں کو دیکھا۔ نظر کبھی ایک تصویر پر جاتی کبھی دوسری پر

"میں بہت اکیلی ہوں بابا۔ خولہ بہت اکیلی ہے امی۔ خولہ تنہا ہے بھائی" اس کی آنکھ میں پانی جمع ہوا۔ تصویریں دھندلا گئیں "میرے پاس تو کوئی نہیں ہے۔ نا آپ، نا رجب، نا بابا، امی، میرے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ خولہ بہت اکیلی ہے۔ وہ اکیلی ہے امی۔۔۔ " وہ رونے لگی۔ بہت شدت سے۔ ہچکیوں سے " آپ میں سے کوئی ایک تو رہ جاتا۔ میرے پاس کوئی ایک ہی رہ جاتا۔ بابا آپ کے پاس گئے تو رجب بھائی کو بھی لے گئے۔ میں یتیم ہو گئی۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے جس سے میں کہوں کہ وہ میرا سر اپنے کاندھے پر رکھیں۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے جو رات کو اٹھ کر مجھ پر کمبل درست کرے۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے جو میرے بال کھینچ کر بھاگ جائے۔ میں تو اکیلی ہو گئی ہوں۔ مجھے سب چھوڑ گئے۔ دیکھیں میں کتنی اکیلی ہوں امی "

اس نے گھٹنے سیدھے کرتے سینے سے لگائے پھر بازوؤں ان کے ارد گرد لپیٹے۔ ہچکی سی بلند ہوئی۔ بہادر لگنے والی خولہ بزدل بن گئی تھی۔ نا رونے کی قسم کھانے والی خولہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ چچا، چچی، شیر دل، نین تارہ، وہ منظر جیسے اندر تک اتر گیا تھا۔ اس کے پاس کوئی خاندان کیوں نہیں تھا؟ وہ کیوں اکیلی تھی؟ سب اسے ہی کیوں چھوڑ گئے تھے؟۔ وہ ہچکیوں سے روتی رہی۔ بچوں کی طرح۔ ننھے بچوں کی طرح

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تو غم دل کو تھے جسم کو نہیں، مزید غم منایا بھی جاتا تو کتنا؟ چچی نے دوبارہ سے روٹین کے کام شروع کر دیئے، نین تارہ نے بنا آنسو بہائے سوگ منا کر دل کو دوبارہ جوڑ لیا۔ دادی کی بیماری اور خاموشی مزید بڑھ گئی۔ چچا کی بیماری ختم ہی نا ہوتی۔ اور خولہ بلال کو یکدم کسی آسیب نے آن گھیرا، وہ یوں بیمار ہوئی کہ گھر کا ہر شخص بوکھلا گیا

"کچھ کھایا تھا کیا؟ "

"میرا سر کھاتی ہے" شیر دل چہکا

"کوئی پریشانی ہے کیا؟ "

"پریشانی نے خولہ کے پاس آ کر پریشان ہونا ہے کیا؟ "

"جنات کا سایہ ہو گا "

WWW.NOVELSHUB.PK

دادی نے قیاس لگایا۔ خولہ نے بےزاری سے تکیہ آنکھوں پر رکھ لیا

)جو عورتیں رویا بھی خوبصورتی سے کرتی ہوں انہیں قبرستان کے قریب بیٹھ کر رونے سے احتیاط کرنی چاہیے۔ سنا ہے جنات عاشق ہو جاتے ہیں (

کان میں کوئی جملہ گونجا۔ اس نے آنکھیں میچ لیں۔ یہ انسان کیوں یاد آیا تھا؟

"کسی نے نظر لگا دی ہو گی "

چچی نے اس کے تپتے ماتھے پر گیلا کپڑا رکھا

"گھر سے کم نکلا کرو "

"نکلا ہی مت کرو تا کہ سب سکون سے رہیں "

اس کی چارپائی کی بائیں طرف موجود شیر دل مسلسل اسے زچ کرنے کی کوشش میں تھا لیکن وہ جیسے منہ میں ایلفی ڈال کر لیٹی تھی

"تم چپ رہو شیر۔ نین کھیر کی پلیٹیں تیار کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ جا کر اگلی گلی میں دے آؤ۔ تمہارے ابا کی صحت یابی کے لئے بنائے تھے "

"میں کیوں جاؤں؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"جاتے ہو یا جوتی اتاروں؟ "

چچی کو غصہ آیا۔ شیر دل فوراً فرار ہوا تو اُنہوں نے فکر مندی سے آنکھیں بند کر کے لیٹی خولہ کو دیکھا۔ اُسے کیا ہوا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیر دل کے قدم اس بار سست تھے۔ خولہ کو تیز چلنے کی عادت تھی، نین تارہ کو نہیں۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی تھی

شیر دل کے ہاتھ میں بڑی سی ٹرے تھی جس پر کھیر سے بھری چھوٹی چھوٹی پلیٹیں رکھی تھیں

"شیر دل۔۔۔ "

"ہاں باجی...؟ "

"خولہ کو کیا ہوا ہے؟" وہ نیچے دیکھتی کچھ سوچ رہی تھی

"بخار۔۔۔ "

"وہی تو پوچھ رہی ہوں کہ کیوں ہوا ہے؟ "

"بخار سے پوچھو نا باجی۔ مجھے کیا معلوم؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

شیر دل اکتایا۔ منہ کھول کر جمائی لی

"وہ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ چپ چاپ بیٹھی ہے دو دن سے "

"آپ بھی چپ کر کے چلو باجی۔ خولہ شام تک مرغی کی طرح پورے گھر میں چل رہی ہو گی۔ اسے کچھ نہیں ہوتا۔ کوؤں کا جھوٹا کھاتی ہے وہ "

"تمیز کرو۔ بڑی ہے تم سے "اس نے رک کر شیر دل کو گھورا تو وہ سٹپٹایا

"اُسے بھی تمیز نہیں ہے "

کچے راستے سے کوئی گاڑی گزری تھی۔ دھول اڑی اور شیر دل کے ہاتھ میں تھامی ٹرے میں موجود ساری کھیر پر مٹی کے ذرات آن پڑے۔ وہ دونوں بہن بھائی صدمے سے جم گئے۔ پھر شیر دل نے تلملا کر سر اٹھایا

"اندھے کا بچہ۔ دیکھ کر نہیں چلا سکتے۔ تیرا ککھ نا روے "

وہ زور سے چلایا جب آگے جاتی گاڑی رکی۔ اس بار وہ سٹپٹا گیا۔ نین نے غصے سے شیر دل کو دیکھا پھر گاڑی کو ۔سیاہ گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر سے نیلی جینز پر ہلکے سرخ رنگ کی شرٹ پہنے یوسف باہر نکلا۔ آنکھوں پر سیاہ گلاسسز لگا رکھے تھے۔ شیر دل کی سٹی گم ہوئی

"کیا آپ نے مجھ سے کچھ کہا؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ان کے سامنے ٹھہرتا نین تارہ سے پوچھ رہا تھا۔اب کے نین گڑبڑائی

"نہیں۔کچھ نہیں۔ چلو شیر دل "اس نے جھپٹ کر شیر دل کا ہاتھ تھاما لیکن وہ سامنے ٹھہرا تھا۔ نین تارہ کچھ بے بسی سے اسے دیکھنی لگی

"میں نے غالباً سنا تھا کہ آپ کے بھائی نے مجھے کوئی گالی دی ہے "

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ شیر دل کے چھکے چھڑے

"استغفرُاللہ۔میں شریف آدمی ہوں۔ آج تک کسی کتے کو بھی کتے کا بچہ نہیں کہا ہمیشہ ڈوگی کا بچہ کہتا ہوں "

وہ بوکھلاہٹ میں کچھ بھی بول گیا۔یوسف نے رک کر شیر دل کو دیکھا پھر ایک نظر گبھرائی سی نین پر ڈالی

"سنو شریف آدمی، تم میری گاڑی کے پاس جا کر ٹھہر سکتے ہو؟ "

"کیوں؟ "

"پانچ منٹ وہیں ٹھہرے رہو۔ تمہاری بہن سے کچھ بات کرنی ہے "

"جی نہیں۔۔۔ "شیر دل کی غیرت فوراً جوش میں آئی "میری بہن میرے ساتھ جائے گی۔ ہٹیں یہاں سے "

یوسف نے سر کو خم دیتے ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا۔شیر دل کی نظر اس کے ہاتھ پر گئ پھر اس نے تھوک نگلا۔سیاہ رنگ کی پسٹل نکالتے وہ بظاہر دیکھ رہا تھا۔نین تارہ کو اس بار خوف محسوس ہوا۔وہاں گھاس بہت اونچا تھا۔اتنا کہ کسی کو وہ تینوں نظر بھی نہیں آ رہے ہوں گے۔وہ چیخ مارے یا بھاگ جائے؟ پہلی بار اسے احساس ہوا وہ بہت بزدل تھی۔یہاں خولہ ہوتی تو اب تک پورا گاؤں اکٹھا کر چکی ہوتی یا کم از کم سامنے والے کی عقل ہی ٹھکانے لگا دیتی

"تم کیا کہہ رہے تھے لڑکے؟ "

پسٹل پر سے نظر اٹھا کر یوسف نے شیر دل کو دیکھا تو وہ تھوک نگلتے دو قدم پیچھے ہوا

"میں کہہ رہا تھا کہ آپ کی گاڑی بہت اچھی ہے۔میں بہت خوش،اور خوش قسمت ہوں کہ اس کے پاس کھڑا ہونے کا اعزاز مل رہا ہے۔باجی تم ان کی بات سنو۔میری نظر اِسی طرف ہے "

وہ جلدی سے آگے بڑھتا گاڑی کی طرف گیا۔نین نے کچھ صدمے سے شیر دل کو دیکھا پھر بے بسی سے یوسف کو۔وہ ایک قدم آگے بڑھی ہی تھی جب یوسف نے پسٹل والا ہاتھ آگے کیا وہ یکدم رکی۔آنکھوں میں خوف ابھرا

"ریلیکس نین۔میں صرف آپ کو روک رہا تھا۔ڈریں مت "

WWW.NOVELSHUB.PK

ایک ہاتھ اٹھاتے اس نے دوسرے ہاتھ سے پستول جیب میں ڈالا تو اس کی رکی سانس باہر نکلی پھر کڑی نظر سے یوسف کو دیکھا

"راستہ چھوڑیں میرا۔ شریف مرد لڑکیوں کا راستہ نہیں روکا کرتے "

"آپ کو کس نے کہا میں شریف مرد ہوں ؟"وہ مسکرایا۔ نین کا سانس سینے میں اٹکا

"میں شریف لڑکی ہوں اور شریف لڑکیوں کا راستہ نہیں روکا کرتے "

"شریف لڑکی سے شرافت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ صرف ایک منٹ ٹھہر کر مجھے سن لیں "

"جلدی کہیں "...

اس نے چادر آگے کو کھینچی۔ ٹانگیں تک کانپ رہی تھیں۔ اتنی بزدلی نین؟ اسے رونا آیا

"آپ کے ابا کے ہارٹ اٹیک کا سنا تھا میں نے۔ کیسے ہیں وہ؟ "

اس نے کچھ حیرانی سے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا تھا

"آپ کو کیسے علم ہوا ان کی بیماری کا؟ "

"میں نے پتا کروایا تھا "

"کیوں؟" وہ حویلی کا مکین کسی کچے گھر کی باسی کا پتا کیوں کروا رہا تھا؟ یوسف چند لمحے رکا

"کیونکہ وہ آپ کے بابا ہیں "

وہ تھمی۔ نسبت اس سے تھی۔ رشتہ اس سے منسوب تھا۔ نین تارہ نے خالی آنکھوں سے لے کر محبت بھری آنکھیں بھی دیکھی تھیں۔ وہ پہچان گئ کہ سامنے کھڑے مرد کی نگاہ عام نہیں تھی

"ان کی طبیعت بہتر ہے۔ اب میرے راستے سے ہٹیں" اس کا لہجہ سخت ہوا۔ بھاڑ میں گئ بزدلی۔ اونچی پگڑیوں والے مرد پھٹی چادر پہننے والی لڑکیوں کا راستہ بلاوجہ نہیں روکا کرتے

"میں کچھ اور پوچھنا چاہتا تھا" وہ اب کے کھنکارا

"مجھے کوئ جواب نہیں دینا۔ میرا راستہ چھوڑیں "

"نین، شادی کریں گی مجھ سے؟ "

وہ آہستہ سے بولا تھا۔ نین تارا کا سانس سینے میں اٹکا۔ جسم کی کپکپاہٹ دل میں منتقل ہوئ۔ نگاہوں کی سختی صدمے میں بدلی

"دماغ ٹھیک ہے آپ کا؟" اس کی آواز کانپ گئ

"دماغ ٹھیک ہے، دل نہیں ہے "

"علاج کرائیں۔راستہ چھوڑیں"

"میں سنجیدہ ہوں"وہ راستے سے نہیں ہٹا

"سنجیدہ..."وہ آگ بگولہ ہوئی"آپ جیسے مرد کبھی سنجیدہ نہیں ہوتے "

"میرے جیسے مرد مطلب؟"اس کے ماتھے پر شکنیں ابھریں

"میرا منہ مت کھلوائیں یوسف صاحب۔راستہ دیں ورنہ میں چلا کر سب کو اکٹھا کرلوں گی "

اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا۔بزدلی پھر سے عود کر آئی

"نہیں،بتائیں زرا،میرے جیسے مرد سے آپ کی کیا مراد ہے؟"وہ ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔نین تارہ نے دنیا بھر کی ہمت اکٹھی کی اور اس کی آنکھوں میں دیکھا

"آپ جیسے مرد یعنی ہوس کے پجاری۔آپ کو لگتا ہے کہ آپ راستے میں آکر مجھ سے سوال کریں گے اور میں ایک نادان لڑکی ہوں جو آپ کی منشا نہیں سمجھوں گی؟اونچی حویلیوں میں رہنے والے مرد وفادار نہیں ہوتے۔جا کر کسی اور کو ڈھونڈیں۔میں میسر نہیں ہوں "

اس نے کانپتے لہجے،دھڑکتے دل سے کہہ دیا۔یوسف کی آنکھوں میں ضبط جھلکا

"جانتی بھی ہیں کیا کہہ رہی ہیں؟ "

" بہت اچھے سے۔ جا کر شہر کی کوئی لڑکی ڈھونڈیں خود کے لئے۔ میں کھلونا نہیں ہوں کہ جس مرد کا دل چاہے گا آکر کھیل لے گا۔ شادی ٹوٹی ہے عزت ختم نہیں ہوئی۔ اپنی ہوس کہیں اور جا کر پوری کریں "

وہ کپکپاتے جسم سے دو قدم دور ہوئی۔ نظر اس کی جیب میں رکھے پستول پر گئی

" میں محبت کرتا ہوں آپ سے نین۔ ورنہ اپنے بارے میں ایسی بات میں برداشت نہیں کیا کرتا "

محبت ؟ محبت ؟ نین تارہ کو خوف محسوس ہوا۔ اسے اس لفظ سے خوف محسوس ہوا

" میرے سامنے سے ہٹ جائیں۔ آپ نے سمجھا کہ میسر ہو گی لڑکی تو موقع اٹھالیتا ہوں ؟ شادی ٹوٹی ہے تو رحم بھری نظر ڈال کو احسان کرلیتا ہوں۔ نا آپ کی اس رحم نا محبت کی ضرورت ہے۔ "

" نا ہی میں آپ پر ترس کھا رہا ہوں اور نا رحم کر رہا ہوں۔ میں پچھلے تین سال سے آپ سے محبت کرتا ہوں نین "

وہ غصے سے کچھ تیز لہجے میں بولا تو نین تارہ اگلا سانس نہیں لے سکی۔ یوسف بنا اس کی پرواہ کئے کہہ رہا تھا" تین سال سے آپ کی محبت میرے اندر موجود ہے۔ تین سال کا قصہ ہے محترمہ نین تارہ، نا کوئی رحم نا ترس نا ہوس، یہ برسوں کی محبت ہے "

نین تارہ صدمے سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ لب ہلکے سے کھلے، آنکھیں بے یقین ہوئیں

" جھوٹ "....

WWW.NOVELSHUB.PK

"سچ کہہ رہا ہوں۔۔"اس نے رک کر خود کو پرسکون کیا پھر صدمہ زدہ نین تارہ کو دیکھا"میں آپ کے معاملے میں سنجیدہ ہوں اور حد سے زیادہ ہوں۔اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے گھر والوں کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں "

صدمے سے جم کر کھڑی نین تارہ کو ہوش آیا۔وہ ڈر کر دو قدم پیچھے کو ہوئ

"نین تارہ "...

وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی پھر اس نے قدم واپسی کی طرف موڑے۔آگے کا راستہ طے کرنے سے پہلے وہ بے ہوش ہو جاتی۔یوسف کی آنکھوں میں سرخی سی ابھری۔شیر دل گاڑی کے پاس سے ہٹا نین تارہ کو آوازیں دے رہا تھا۔وہ وہیں کھڑا رہا پھر جھٹکے سے گاڑی کی طرف گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کپ منہ سے لگاتے ھریرہ نے چور نظر سے بدر کو دیکھا پھر کھنکارا

"ایک اجازت مل سکتی ہے بھائ ؟ "

"نہیں "...

"سن تو لیں"اس کے چہرے پر بے چارگی ابھری

"تم شہر نہیں جاؤ گے ھریرہ۔" وہ موبائل فون پر مصروف تھا۔ ہر دو منٹ بعد کوئی کال آجاتی۔ چند دن بعد الیکشن تھے وہ حد سے زیادہ مصروف تھا

"بھائی ایک ہفتے کے لئے پلیز "

"ایک دن کے لئے بھی نہیں۔ الیکشن جب تک نہیں ہو جاتے تب تک تم کہیں نہیں جاؤ گے "ھریرہ منہ بناتا پیچھے کو ہوا۔ اسی لمحے گیٹ کھلا اور سیاہ گاڑی اندر داخل ہوئی۔ بدر نے سر اٹھایا۔ وہ یوسف تھا۔ گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرتے وہ تیز قدموں سے اندر جا رہا تھا

"یوسف "....

بدر کی آواز جانے اس نے سنی نہیں تھی یا سن کر نظر انداز کی تھی جو تیزی سے اندر بڑھ گیا۔ اس نے ابرو اچکائے۔ پھر موبائل جیب میں ڈالتا اٹھا

"بھائی۔۔۔ "

" آرہا ہوں ھریرہ "...

وہ اندر جا رہا تھا۔ ھریرہ نے لب بھینچے پھر سر جھٹکا

ہال سے گزر کر اوپر بڑھتے وہ یوسف کے کمرے کے سامنے رکا۔ پھر دروازہ کھولتے اندر بڑھا۔ وہ بیڈ پر بیٹھا تھا۔ سر ہاتھوں میں گرائے۔ موبائل نیچے گرا ہوا تھا۔ چابی اور والٹ بیڈ پر پڑے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز

پر سر اٹھایا۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔بدر کچھ تعجب سے اندر آیا۔بیڈ کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ کر اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ "

"کچھ نہیں"اس نے سرخ ہوتی نظریں چرائیں

"کسی سے لڑ کر آئے ہو؟ "

"نہیں "

سر جھکا لیا۔آواز دھیمی ہو گئی

"کسی کو مار کر؟ "

"میں بلاوجہ نہیں مارا کرتا "

"کسی سے مار کھا کر؟ "

"کسی میں ہمت نہیں کہ مجھے مارے "

"کیا ہوا ہے پھر؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ آنکھیں سکیڑیں یوسف کو دیکھ رہا تھا۔ یوسف نے نظریں چرائیں۔ بدر عبداللہ دل کے راز جان لیتا تھا۔ وہ عقابی نظریں رکھتا تھا

"کچھ نہیں ہوا "

"کوئی مالی مسئلہ ؟ "

" کبھی نہیں ہوا "

"کوئی دشمنی وغیرہ؟ "

"ابھی تک تو نہیں "

"کسی لڑکی کا چکر ہے؟ "

یوسف نے بے ساختہ سر اٹھایا اور بدر کو ہر سوال کا جواب مل گیا۔ گہری سانس لیتے وہ آگے کو ہوا

"کون ہے؟ "

"کوئی نہیں "

"میں نے پوچھا کون ہے یوسف؟ "

وہ نرمی سے بولا تو یوسف نے لب کاٹے۔ کچھ دیر زمین کو گھورتا رہا پھر تھک کر کاندھے ڈھیلے چھوڑے

"میں نے اُسے تین سال پہلے دیکھا تھا۔ منشی کے گھر۔ پھر چند ایک بار مزید دیکھا۔ کچھ دن پہلے ایک بار پھر منشی کے گھر دیکھا۔ وہ میری محبت ہے بھائی" اس نے دھیمے لہجے میں اعتراف کیا تھا۔ بدر کے چہرے پر کوئی تاثر نا ابھرا

"کون ہے؟"

"آپ جانتے ہیں اسے"

"کون؟" اب کے وہ چونکا

"خولہ بلال کی بہن، نین تارہ"

اسے جو حوالہ دیا گیا تھا وہ حوالہ کافی تھا۔ جس نے دیا تھا اس شخص کا حوالہ بھی کافی تھا۔ بدر صوفے سے اٹھتا اس کے سامنے آیا

"کیا چاہتے ہو اب؟"

"اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں"

"تمہیں لگتا ہے میں ہاں کر دوں گا؟"

یوسف نے سر اٹھایا پھر وہ اٹھ کر بدر کے سامنے آیا۔وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔کچھ تھا جو گلے میں اٹک رہا تھا

"آپ خولہ کو پسند کرتے ہیں نا بھائی؟ "

"میں سوال نہیں جواب چاہ رہا ہوں یوسف "

یوسف چند لمحے خاموش رہا

"میں نے آج تک آپ سے کچھ نہیں مانگا۔دس سال کی عمر میں بابا پہلی بار مجھے یہاں لے کر آئے تھے۔دس سال کی عمر تک میں نے کئی مرتبہ بابا سے سنا کہ اپنے بڑے بھائی سے محبت کرنا،اس کے وفادار رہنا۔میں نے آپ سے محبت کی،کرتا رہوں گا۔میں نے آپ سے وفاداری کی،کرتا رہوں گا۔حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے "اس کی آواز میں کچھ ٹوٹا،بدر کے لب ہلے،وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن رک گیا
" آپ نفرت بھی نہیں کرتے۔کرلیں تو حق بجانب ہوں گے۔بابا نے آپ کی ماں سے وفا نہیں کی،وجہ میری امی تھیں،۔وفا تو وہ میری ماں سے بھی نا کر سکے لیکن "اس نے ہلکی سی نم آنکھیں اٹھا کر بدر کو دیکھا اور بدر عبداللہ نے جان لیا کہ یوسف عبداللہ اب جو بھی مانگے وہ اسے لا کر دے گا""میں اس سے وفا کرنا چاہتا ہوں بھائی۔وہ وفا جو بابا نے نا آپ کی ماں سے کہ تھی نا میری ماں سے "

بدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر سر کو خم دیا

"میں وہ عورت تمہاری زندگی میں لے آؤں گا "

WWW.NOVELSHUB.PK

یوسف کچھ دیر بے یقینی سے اسے دیکھتارہ گیا پھر یکدم آگے بڑھتے گلے لگایا۔ بدر پل بھر کو تھم سا گیا۔ اندر تک کوئی عجیب سا احساس ابھرا۔ وہ یوسف سے محبت نہیں کرتا تھا۔ وہ یوسف سے نفرت بھی نہیں کرتا تھا۔ اس کا اور یوسف کا تعلق صرف وفاداری کا تھا۔ وہ اسے اپنا بھائی مانتا تھا۔ وہ اس پر یقین کرتا تھا لیکن وہ کبھی یہ نہیں جان سکا کہ کیا وہ یوسف عبد اللہ سے محبت کرتا تھا؟

"میں آپ، آپ کا مشکور ہوں بھائی "

بدر نے رک کر سانس لی پھر یوسف کو پیچھے کیا

"بھائی ہو میرے تم یوسف۔ بھائیوں کے لئے سب کچھ کر لیا جاتا ہے "

وہ آہستہ سے کہتے مڑنے لگا

"بھائی... "بدر رکا لیکن مڑا نہیں۔ یوسف کچھ دیر متذبذب سا خاموش کھڑا رہا پھر تھکی سی سانس لی

"اگر اُنہوں نے منع کر دیا تو؟ "

"بدر عبد اللہ کو ناں نہیں کی جاتی یوسف "

وہ نرمی سے کہتے مڑ گیا۔ یوسف تھک کر بیڈ پر بیٹھا۔ پھر دروازے کو دیکھا۔ لب مسکرا رہے تھے

۔ہاں۔ بدر عبد اللہ کو ناں نہیں کی جاتی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ جانتا تھا۔ پھر یکدم اس کی مسکراہٹ ہلکی ہوئی پھر غائب ہوئی۔ چہرے پر بے چینی پھیلی۔ بدر سچ نہیں جانتا تھا اگر جان گیا تو؟ اگر وہ جان گیا تو؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ رات کے کھانے کے بعد کا منظر تھا جب سرخ حویلی کے بڑے سے لاؤنج میں بدر موبائل پر بات کرتا نظر آ رہا تھا۔ اس نے سیاہ ٹراؤزر پر سفید ڈھیلی سی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ سامنے والے صوفے پر خاقان بیٹھے تھے جو اس کے کال کاٹنے کے منتظر تھے

"پولیس کوئی مسئلہ نہیں کرے گی۔ کم از کم میرے علاقے میں آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ آپ عملے کو رشوت دیں یا زبردستی منوائیں۔ مجھے نتائج اپنی مرضی کے چاہئیں "

اس نے چند لمحے رک کر دوسری طرف کی بات سنی

"رقم پہنچ جائے گی کل تک۔ یوسف یہ کام کر دے گا "

اس نے کال کاٹ کر فون میز پر رکھا پھر ٹانگ پر ٹانگ جمائے خاقان کو دیکھا

"آپ کراچی والی فیکٹری گئے تھے؟" وہ جانچتی نظروں سے اُنہیں دیکھ رہا تھا

"وہاں کسی کا ہونا ضروری تھا۔ تم الیکشنز میں مصروف ہو، یوسف فصل کے معاملات دیکھ رہا تھا "

"تو آپ نے سوچا آپ وہاں کا چکر لگائیں اور میری اجازت کے بغیر کمپنی کے اکاؤنٹ سے دو کروڑ کی رقم نکال لیں؟ "

اس کا لہجہ ٹھنڈا تھا۔ سرد سا

"اپنے لئے نہیں نکالی تھی۔ وکلاء کو فیس دینی تھی اور میرا نہیں خیال تم مجھ سے باز پرس کا حق رکھتے ہو بدر؟" ان کا لہجہ ناگواری سے پر ہوا

"وہ فیکٹری میری ہے چچا۔ میری اجازت کے بغیر وہاں کسی کو نا جانے کی اجازت ہے نا وہاں کچھ کرنے کی۔ آپ کے دس فیصد شیئرز کی قیمت میں بیٹھے بیٹھے آپ کو دے سکتا ہوں اس لئے میری اجازت کے بنا کوئی کام کرنے سے دور رہیں تو بہتر ہو گا "

خاقان نے مٹھیاں بھینچیں۔ وہ کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن حسینہ کو وہاں آتے دیکھ ضبط کر گئے

"تم نے بلوایا تھا بدر؟" وہ خاقان کے ساتھ صوفے پر بیٹھیں تو بدر سیدھا

"جی۔ بات کرنی تھی "

"کہو "...

"بابا ہوتے تو وہ یہ معاملہ دیکھ لیتے لیکن کیونکہ وہ نہیں ہیں تو میں چاہتا ہوں یہ معاملہ آپ دیکھیں "

اس کا لہجہ نرم ہو گیا۔ خاقان کے ساتھ تعلقات جیسے بھی ہوں وہ حسینہ کی عزت کرتا تھا

"کون سا معاملہ ؟ "

"یوسف کے لئے رشتہ لے کر جانا ہے اور میں چاہتا ہوں آپ دونوں میرے ساتھ چلیں "

صوفے پر بیٹھے حسینہ اور خاقان دونوں چونکے۔ سیڑھیوں سے نیچے اترتی مسکان ٹھٹک کر رکی

"کہاں لے کر جانا ہے رشتہ ؟" سوال خاقان کی طرف سے آیا تھا

"منشی کے جاننے والے ہیں کچھ لوگ۔ ان کی بیٹی کے لئے "

"منشی کے جاننے والے یعنی کم حثیت لوگ ؟" ان کے چہرے پر ناپسندیدگی ابھری۔ بدر نے ضبط سے انہوں دیکھا

"نا یوسف کو ان کی حثیت سے فرق پڑتا ہے نا مجھے "

"یعنی رشتہ یوسف کی پسند سے لے جایا جا رہا ہے ؟" وہ طنزیہ مسکرائے۔ سیڑھیوں پر کھڑی مسکان کا ریلنگ پر جما ہاتھ نیچے گرا

"آپ کو کوئی اعتراض ؟ "

"مجھے کیا اعتراض ہو گا؟ اگر تمہارا بھائی خود ہی کیچڑ میں گرنا چاہ رہا ہے تو شوق سے گرے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"لیکن بدر خاقان ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ایسے کم حثیت لوگوں میں رشتہ کیسے کریں؟" ان دونوں کو مزید بحث سے بچانے کے لئے حسینہ نے گفتگو کا رخ موڑا

"میں نے کہا فرق نہیں پڑتا اور ویسے بھی" وہ موبائل اٹھاتا اٹھا پھر ایک نظر خاقان کو دیکھا "یہ مرد پر ہوتا ہے کہ وہ وفا کرتا ہے یا نہیں۔ اگر مرد وفادار نا ہو تو اونچے محلوں والی خواتین سے بھی بے وفائی کر جاتا ہے اور اگر مرد وفادار ہو تو کچے مکان میں رہنے والی عورتوں کی قسمت پر بھی رشک کیا جاتا ہے "

اس نے گویا خاقان کے منہ پر جوتا دے مارا تھا۔ ان کا چہرہ سرخ پڑا۔ حسینہ کا چہرہ پھیکا ہوا۔ بدر ان دونوں کے تاثرات سے بے نیاز سیڑھیاں چڑھتے اوپر جا رہا تھا۔ اس کی نظر اپنے موبائل پر تھی ورنہ وہ مسکان خاقان کا چہرہ بھی دیکھ لیتا جو سفید پڑا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ دو دن بعد کا منظر ہے جب صحن میں چارپائیاں رکھی تھیں اور خولہ بڑا پائپ اٹھائے صحن میں چھڑکاؤ کرتی نظر آ رہی تھی۔ اس نے دوپٹہ کاندھے سے گزار کر دوسری طرف باندھ رکھا تھا۔ بال کیچر میں بندھے تھے اور سرخ و سفید رنگت چمک رہی تھی۔ چچی تنور پر بیٹھی روٹیاں لگا رہی تھیں اور نین تارہ سالن میں چمچ چلانے کے ساتھ ساتھ ہر تھوڑی دیر بعد لکڑیوں کو پھونک مار کر آگ دوبارہ سے جلانے لگتی۔ لکڑیاں گیلی تھیں تو بمشکل جل رہی تھیں

"خولہ اب طبیعت ٹھیک ہے نا؟ "

پہلی چارپائی پر دراز چچا نے پوچھا تو وہ سر ہلا گئی

" تھوڑا سا بخار تھا چچا۔ ایویں ہی سب پریشان ہو گئے "

" تھوڑا سا تو نہیں تھا۔ تم نے تو بولنا ہی چھوڑ دیا تھا "

وہ تھکے تھکے سے تھے۔ فصل بک گئی تھی مگر اب کیا فائدہ؟ نین کی شادی ٹوٹی تھی۔ گاؤں میں بدنامی ہوئی تھی ۔ان سب کا کیا؟ کچھ نقصان تلافی سے دور نہیں کیئے جاسکتے

" شیر دل ہی کہتا ہے کوؤں کا جھوٹا کھاتی ہوں تو چپ میں ہی بھلائی سمجھی میں نے "اس نے دروازے کی طرف بڑھتے وہاں لگے نل سے پائپ کھینچا پھر موٹر کا بٹن بند کرتے پلٹنے ہی لگی تھی جب دروازہ بجا۔ اس نے رک کر دوپٹہ کھولتے سر پر لیا۔ دروازہ کی کنڈی کھولتے ایک ہاتھ سے جمائی روکی پھر ہاتھ ہٹایا۔ دروازہ کھلا اور سامنے کا منظر واضح ہوا۔ اس کا جمائی لے کر بند ہوتا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

سیاہ گاڑی کے سامنے بدر عبداللہ کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ سفید لباس میں ملبوس خاتون اور کوئی ادھیڑ عمر آدمی جو ناگواری سے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔ اس نے پلک جھپکی

" منہ بند کر کے حیران ہوں گی تو زیادہ بہتر ہو گا "

بدر مسکرا کر بولا تو وہ سٹپٹائی

" آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"تمہاری پریشانی دور کرنے آیا ہوں۔ اندر آسکتے ہیں؟ "

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ نگاہ ایک لمحے کو بھی اس کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی

"جی۔ آجائیں "

وہ اچھنبے سے کہتی پیچھے مڑی۔

بدر بے نیازی سے اندر آرہا تھا۔ اس کے پیچھے خاقان اور حسینہ بھی تھے جن کے چہرے کے تاثرات صاف ناگوار لگ رہے تھے۔ اُنہیں اندر آتا دیکھ چچا بوکھلا کر سیدھے ہوئے۔ سالن اتار کر کچن میں لے جاتی نین صدمے سے رکی اور تنور پر روٹیاں پکاتی چچی کا ہاتھ رک گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے میں کھڑے ہو کر اس نے کان باہر لگائے۔ آواز نہیں آتی تھی لیکن منظر نظر آرہا تھا۔ سامنے رکھی چارپائی پر چچا اور دادی بیٹھے تھے۔ ان کی دائیں طرف کرسی رکھی تھی جس پر سفید شلوار قمیص میں ملبوس بدر عبداللہ کروفر سے براجمان تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ کرسی کے ہتھے پر کہنی ٹکائے انگلی تھوڑی تلے رکھے ہوئے تھا۔ اس کی بائیں طرف دو کرسیوں پر خاقان اور حسینہ براجمان تھے۔ چچی کچن میں تھیں

خولہ نے زبان دانتوں تلے دی پھر پیچھے بیٹھی نین کو دیکھا جو پریشانی سے اِدھر اُدھر گھوم رہی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"رشتے کے لئے آئے ہیں "

"تمہارے ؟ "

"توبہ استغفار۔ میرے لئے کیوں آنے لگے ؟ تمہارے لئے آئے ہوں گے " وہ مزے سے کہتی چارپائی پر بیٹھی۔ نین تارہ کو یکدم گھبراہٹ سی ہوئی۔ راستے میں کھڑا یوسف یاد آیا

"میرے لئے کیوں آئیں گے ؟ "

"اب یہ تو اللہ ہی جانے"

"کسی کام سے آئے ہوں گے "

اس نے خود کو تسلی دینا چاہی۔ اب زرا ذہن کو یاد آیا کہ یوسف کو کیا کیا بول آئی تھی تو پریشانی مزید بڑھ گئی

"یہ مٹھائی کے ٹوکرے لے کر، اپنے چچا چچی کو ساتھ لے کر بدر عبد اللہ گندم خریدنے تو آئے گا نہیں "

اس نے نظر باہر کی طرف گھمائی۔ وہ چچا کو دیکھ رہا تھا جو کچھ کہہ رہے تھے۔ بال جیل سے پیچھے کو سیٹ کر رکھے تھے۔ ہاتھوں میں مہنگی گھڑی تھی۔ چہرے پر ہلکی سی بیئرڈ۔ خولہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔ نظر وہیں جمی رہ گئیں

"کیا پتا تمہارے لئے آئے ہوں ؟ "

"میرے لئے کیوں آئیں گے ؟"وہ اب بھی باہر دیکھ رہی تھی

"بدر عبد اللہ تمہیں اپنے لئے مانگنے آیا ہو گا"خولہ چونکی۔ نظر گڑبڑا کر واپس گھمائی پھر نین تارہ کو گھورا

"اب تم مت بکو۔وہ شخص کیوں خولہ بلال کو مانگنے آئے گا؟"اس کا دل زور سے دھڑکا

"کیا پتاوہ خولہ بلال کا اسیر ہو گیا ہو "

خولہ کا چہرہ نین نے پہلی بار سرخ پڑتے دیکھا تھا۔اس کے دل میں کوئی الہام سا ہوا۔اس کے کچھ مزید کہنے سے پہلے شیر دل اندر آیا۔اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں

"رشتہ لے کر آئے ہیں "

"کس کا؟ کس کے لیے ؟"خولہ جوش سے کھڑی ہوئی

"وہ جو یوسف عبد اللہ ہے نا اس کا۔ نین باجی کے لئے "

"دیکھا۔۔۔ میں نا کہہ رہی تھی"اسے اپنے اندازے کے صحیح نکلنے پر فخر ہوا تھا

نین تارہ تھک کر چارپائی پر بیٹھی۔ آنسو روکتی آنکھیں ضبط کھو بیٹھیں۔خولہ اسے روتا چھوڑ دروازے تک آئی۔بدر عبد اللہ چچا سے کچھ کہہ رہا تھا۔وہ دروازے میں ٹھہر کر اسے دیکھتی رہی۔چند لمحے۔شاید یہ اس کی نظروں کا احساس تھا جب بات کرتے یوں ہی بدر نے نگاہ موڑی، نظر اس پر گئی۔ چمکتی آنکھوں اور مسکراتے

ہونٹوں والی لڑکی پر، وہ اسے دیکھتا رہا پھر سر کو خم دیا۔ خولہ پلٹ گئ۔ وہ سر جھکانے والے مردوں سے متاثر نہیں ہوتی لیکن اپنے لئے جھکا سر اچھا لگا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ ہلکا سا کھلا تھا شاید اسی لئے ھریرہ کو وہ گھٹی گھٹی سسکی سنائی دے گئ۔ وہ موبائل کان سے ہٹاتا کچھ اچھنبے سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا

مسکان بیڈ سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھی رو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ گال گلابی ہو رہے تھے۔ بال بکھرے ہوئے اور دوپٹہ نیچے پھیلا تھا

"مسکان..."وہ ششدر سا کہتا اندر داخل ہوا۔ پھر تیزی سے اس تک آیا اور نیچے بیٹھا"مسکی۔ کیا ہوا تمہیں ؟کسی نے کچھ کہا ہے؟ "

اس کا سر سینے سے لگاتے وہ پریشان ہوا۔ مسکان مزید شدت سے رونے لگی

"مسکان کیا ہوا ہے؟ کچھ بتاؤ تو صحیح "

"میرا دل ٹوٹا ہے ھریرہ۔ اسے جوڑ دو پلیز "

وہ ہچکیاں لیتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ھریرہ نے اس کا سر اٹھاتے چہرے سے آنسو صاف کئے

"کس نے توڑا ہے دل ؟ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے ؟ "

"وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے ؟ میں محبت کرتی تھی اس سے ھریرہ۔ وہ میری محبت تھا" روتی آنکھیں مزید رونے لگیں۔ ھریرہ کو ڈھیروں فکر نے آن گھیرا

"کس کا کہہ رہی ہو ؟ چپ کر جاؤ مسکان۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے ؟ "

اس کے سامنے بیٹھتے ھریرہ نے نرمی سے کہا تو وہ جیسے ٹوٹ سی گئ

"تم بدر سے بات کرو۔ اس سے کہو وہ یوسف کا رشتہ وہاں نا کرے۔ وہ میری محبت ہے ھریرہ "

ھریرہ کا ہاتھ مسکان کے ہاتھ سے چھوٹا۔ وہ کئ لمحے ساکت سا رہ گیا پھر آنکھیں بند کر کے کھولیں

"تم یوسف سے محبت کرتی ہو ؟" اس نے بدقت یہ سوال کیا تھا

"بچپن سے۔ جب مجھے اس لفظ کے معانی بھی نہیں آتے تھے۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے ؟" وہ گھٹنے کھڑے کرتی سینے سے لگا گئ

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" آواز میں سختی گھلی

"کیا بتاتی ؟ مجھے لگا وہ میسر رہے گا۔ ھریرہ کچھ کرو پلیز" اس نے ہاتھ آگے کرتے منت سے کہا۔ ھریرہ نے بہت کچھ ضبط کر لیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ تمہارے قابل نہیں ہے مسکان۔ تمہاری اور بدر بھائی کی بات بچپن سے طے ہے۔ بدر بھائی یوسف سے لاکھ گنا اچھے ہیں "

"تم مجھے اس کا اچھا ہونا مت بتاؤ۔ تم مجھے یوسف کا بتاؤ "

"بند کر دو یہ قصّہ یوسف مسکان، بدر بھائی اس کا رشتہ خود لے کر گئے ہیں اور بدر عبداللہ کو ناں سننے کی عادت نہیں ہے "اس نے غصے سے مسکان کے ہاتھ جھٹکے

"تمہاری بات تو بدر مان لیتا ہے نا؟"اس نے امید سے پوچھا تھا

"اور میں اتنا بے غیرت ہرگز نہیں ہوں کہ جا کر اپنی بہن کے لئے ان کے سوتیلے بھائی کا رشتہ مانگوں۔ مر کر بھی نہیں "

وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا

"پھر میرے مرنے کے بعد افسوس کرنا ساری زندگی "

ھریرہ کا وجود ساکت ہوا۔ مسکان کی آنکھوں میں مضبوطی تھی۔ اٹل مضبوطی۔ وہ کچھ دھیما پڑا

"یہ اب ناممکن ہے مسکان۔ تمہیں پہلے بتانا چاہئے تھا "

" دیر میں نے کی ۔ مانتی ہوں ۔ دیر تم کرو گے تو جان لو گے کہ نہیں کرنی چاہئے تھی ۔ بدر کو منا لو ھریرہ ۔ میں واقعی مر جاؤں گی "

اس نے سرد انداز میں کہتے رخ موڑ لیا ۔ آنسو بہہ نکلے ۔ ھریرہ چند لمحے وہیں ٹھہرا رہا پھر غصے سے باہر نکلا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن چچا، چچی اور دادی سو جوڑ کر بیٹھ گئے

" وہ بہت اونچے لوگ ہیں " چچا کو اعتراض تھا

" تو خود ہی آئے ہیں " دادی کو کوئی اعتراض نہیں تھا

" گاؤں میں سب ان سے ڈرتے ہیں "

" اتنے بھی کوئی برے لوگ نہیں ہیں الیاس ۔ کچھ خواہ مخواہ بھی بدنام کر رکھا ہے اُنہیں "

" لیکن ہم کم حثیت ہیں "

" حثیت نہیں ان کا شوق دیکھو ۔ خود آئے ہیں مانگنے ۔ اب کیا منع کرو گے ؟ "

" ہم لڑکے کو جانتے بھی نہیں ہیں "

"ارے یہ بھی کوئی بات ہے ؟پورا گاؤں جانتا ہے یوسف کو۔ کبھی تمہیں اس کے متعلق کوئی غلط بات پتا چلی؟ "

"لیکن "....

چچا کچھ جھنجھلائے

"لیکن ویکن چھوڑ دو الیاس۔ بچی کی قسمت کو دیکھو۔ دو بار شادی ٹوٹی ہے اس کی۔ اب اگر رشتہ آیا بھی تو شادی شدہ مردوں کا آئے گا۔ کل نورے خود مجھے کہہ رہی تھی کہ اپنے کسی ماسی کے بیٹے کے لئے نین تارہ کی بات چلاؤں؟ وہ دو بچوں کا باپ ہے۔ تم جتنا بھی کہہ لو جتنی بدنامی ہو چکی ہے اس کے بعد یہ رشتہ نعمت غیر مترقبہ ہے "

دادی پہلی بار اسے سفاک لگیں۔ پہلی بار ان کی بات بری لگی۔ وہ کچن سے ہوتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ نین تارہ سامنے بیٹھی تھی۔ خولہ کو قدم اٹھاتے اس تک جانا تھا لیکن اس کے قدم دروازے پر ہی رک گئے

نین تارہ کے ہاتھ میں سفید پائل تھی۔ چاندی کی سفید پائل جو وہ دونوں ہاتھوں میں اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے گلے میں گلٹی ابھری۔ دھیمے قدموں سے نین تارہ کی طرف بڑھتے وہ اس کے سامنے آرکی

"یہ "....

اس کی آواز اٹک گئ۔ نین نے آنکھیں اٹھائیں۔وہ رو رہی تھی

"دیکھ رہی تھی"

"مت دیکھا کرو"

خولہ کو اس پائل سے وحشت ہوئ۔وحشت بھی انتہا کی۔اسے خوف ہوا۔خوف بھی انتہا کا

"جانے دوسری کہاں ہو گی"

نین تارہ بڑبڑائ

"اسے رکھ دو نین"

اس کا سانس اکھڑنے لگا۔دل کیا چیخے اور زور سے چیخے۔نین تارہ نے پائل کو دیکھتی نظریں خولہ پر جمائیں۔وہ زرد چہرے سے ٹھہری تھی۔اسے یاد آیا خولہ بلال کو کوئ منظر یاد آیا ہو گا۔نین تارہ نے پائل بیگ میں رکھ دی۔سر گھٹنوں پر جمالیا

"اسے نہیں مرنا چاہئے تھا"وہ بڑبڑائ

"ہاں۔نہیں مرنا چاہئے تھا"خولہ کا زرد چہرہ نارمل ہوا۔وہ تھک کر نین تارہ کے ساتھ بیٹھی۔نظریں سامنے جمادیں۔چند لمحے خاموشی سے وہ دونوں سامنے گھورتی رہیں پھر خولہ کو نین تارہ کی آواز سنائ دی

WWW.NOVELSHUB.PK

"اماں سے کہو مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے "

خولہ نے دھیرے سے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"دادی کی وجہ سے کہہ رہی ہو؟ "

"پتا نہیں... "وہ دھیرے سے بڑبڑائی "میں تھک گئی شاید۔ مزید ہمت نہیں بچی۔ مزید ہمت اکٹھی بھی نہیں کرنی۔ ان سے کہو مجھے یوسف عبداللہ اپنی زندگی میں منظور ہے۔ شادی کرنی ہے تو ایک دو ہفتے میں کردیں، اس سے پہلے کہ نین تارہ لوگوں کی باتوں کے بوجھ سے مر جائے "

وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ گئی۔ باہر چچا اب نیم رضامند تھے۔ اندر بیٹھی خولہ نے طے کیا کہ اسے ایک بار وقت کے سلطان سے ملنا تھا۔ کچھ سوال تھے جن کے جواب چاہئے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہمارے آدمی باہر ہی رہیں گے پولنگ اسٹیشن کے۔ جس آفیسر کو اعتراض ہے اس کا تبادلہ کردیں "

کہنی ونڈو پر جمائے اس نے بے لچک انداز میں کہا پھر رک کر دوسری طرف کی بات سنی

"نا میں ایماندار ہوں اور نا مجھے ایمانداری کا شوق ہے۔ اگر جیت ویسے نا ملی تو یوں صحیح۔ آپ کو جتنی رقم چاہئے مل جائے گی۔ مجھے ناں سننے کی عادت نہیں ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے کال کاٹ کر ایک دو میسجز کئے پھر موبائل جیب میں ڈالتے آنکھوں کو مسلا۔ چند دن بعد الیکشن تھے اور دن رات کی محنت سے وہ تھک چکا تھا۔ آنکھیں بند کرتے اس نے سر پیچھے لگایا جب محسوس ہوا کہ گاڑی رک رہی تھی۔ بدر نے کچھ بے زاری سے آنکھیں کھولیں

"کیا مسئلہ ہے؟ "

وہ ڈرائیور کو دیکھتے درشتگی سے پوچھنے لگا

"سر! کوئی خاتون کھڑی ہیں سامنے "

اب کہ نظر سامنے گئی اور جیسے ہر تھکن لمحے میں دور ہوئی۔ ابرو اچکاتے وہ دروازہ کھولتا باہر نکلا۔ موبائل وہیں رکھ دیا۔ گارڈ اس کے ساتھ باہر نکلنے لگے لیکن اس کے ایک اشارے پر واپس بیٹھ گئے

"کیا میں صحیح سوچ رہا ہوں؟ "

وہ ہلکا سا مسکرایا۔ ہاتھ حسبِ عادت پشت پر باندھ لئے

"آپ کیا سوچ رہے ہیں؟ "

وہ ان کئی دنوں میں پہلی بار بدر کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔ پہلی بار دل سے

"یہی کہ تم یہاں مجھ سے ملنے کے لئے موجود ہو "

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ سوچ رہے ہیں تو صحیح سوچ رہے ہوں گے۔ بدر عبداللہ کبھی غلط تو نہیں سوچا کرتا" سیاہ چادر سر پر اوڑھے، دوپٹہ سینے پر رکھے وہ گرے کلر کی لمبی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ بدر نے سر کو خم دیا

"ظاہر ہے، بدر عبداللہ غلط نہیں سوچا کرتا۔ درخت کے نیچے چلتے ہیں "

وہ اس سے کہتے کچے راستے سے دائیں طرف بنے درختوں کی طرف بڑھا تو خولہ نے اس کی تقلید کی۔ وہاں قطار میں جامن کے کئ درخت لگے تھے جن کے پیچھے نالے میں پانی بہہ رہا تھا۔ ٹھنڈی ہوا اور ہلکے ہلکے بادل موسم کو تازگی بخش رہے تھے

"تو؟ خولہ خانم کچے راستے میں کھڑے ہو کر میرا انتظار کیوں کر رہی تھیں؟ "

وہ درخت کی چھاؤں تلے آتا پوچھنے لگا۔ خولہ نے چادر کھینچتے اسے دیکھا

"آپ کو اعتراض کس چیز پر ہے؟ میرے آپ کے راستے میں ٹھہرنے پر یا انتظار کرنے پر؟ "

"دونوں پر۔ تم حویلی آجاتیں۔ مجھے اچھا لگتا "

"میں آپ کا انتظار اس لئے تو نہیں کر رہی تھی کہ آپ کو اچھا لگے "

اس نے کاندھے اچکائے۔ بدر مسکرایا

"پھر کس لئے کر رہی تھیں؟ "

"آپ سے کچھ سوال کرنے تھے۔ "

"پہلا سوال؟ "

"آپ اپنے بھائی کا رشتہ میرے کہنے پر لائے تھے؟" وہ کچھ سنجیدگی سے اب اسے دیکھ رہی تھی

"اپنے بھائی کے کہنے پر "

"کس لئے؟ "

"اپنی بہن سے کہنا یوسف عبداللہ اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ اس سے شادی اپنی پسند سے کر رہا ہے "

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ ہم لوگ ہاں کر دیں گے؟ "

"کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تم لوگ مجھے ناں نہیں کرو گے۔ اور ویسے مجھے کچھ دیر پہلے ہی تمہارے چچا کی کال آئی تھی۔ انہیں اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے کہا نا بدر عبداللہ کو ناں نہیں کی جاتی خولہ" وہ مسکرایا۔ یوں جیسے کوئی کسی بچے کی نادانی پر مسکراتا ہے

"شاید اس لئے کہ اب تک آپ کو کوئی ایسا ملا نہیں جو خود کو آپ کے حکم کا پابند نا سمجھتا ہو "

"مجھے ملے گا بھی نہیں۔ میرے علاقے میں میرا حکم رد نہیں کیا جاتا" اس کے لہجے میں ہلکا سا غرور ابھرا تھا۔ خولہ نے اس کی سرمئی گہری آنکھوں میں دیکھا

"پھر آپ مجھے دیکھ لیں۔خولہ بلال آپ کے حکم کو رد کرنے کی جرأت رکھتی ہے "

"خولہ بلال کو بدر عبد اللہ کا حکم رد کرنے کی اجازت ہے "

کلام قدیم تھا۔وہ آنکھوں سے گفتگو کرتا تھا۔خولہ بلال نے نگاہیں پھیر لیں۔بدر عبد اللہ ان نگاہوں کے چرانے کا منظر حفظ کر گیا

"پوچھو گی نہیں صرف تمہیں یہ اجازت کیوں ہے؟ "

"نہیں..."وہ ارد گرد دیکھ رہی تھی

"میں بتادیتا ہوں..."وہ دو قدم چلتا اس کے سامنے آیا۔خولہ کی بھٹکتی نگاہیں بھٹک کر اس کے آنکھوں پر آ ٹھہریں۔لمحہ امر ہوا اور ٹھہر گیا۔وہ ہاتھ پشت پر باندھے ہلکا سا جھکا پھر مسکرایا۔سر کو خم دیا"کیونکہ تمہارا ہر حکم سر آنکھوں پر ملکہ "

کوئی ایک ساعت،کوئی ایک کلام،کوئی ایک لمحہ اور کہنے والا دل کے کسی ایک کونے میں جگہ بنالیتا ہے،سننے والا اسے جگہ دے دیتا ہے،جو سن رہی تھی اس کی آنکھوں نے سیاہ آنکھوں میں کوئی رقص دیکھا،کئی لمحے دیکھا پھر وہ دو قدم دور ہٹی

خانم

محترمہ

ملکہ

اس شخص نے عزت، احترام، اور محبت کے درجے بہت جلدی طے کر لئے تھے

"ایک اور سوال پوچھوں؟ "

وہ سیدھا ہوا۔ مسؤول عنہ نے سر کو خم دیتے سائل کو اجازت دی۔ سائل کاسہ لے کر آئے وہ اپنی دنیا دے دیتا

"آپ لوگوں کو جہیز چاہیئے؟ "

وہ ایک بار پھر مسکرایا۔ خولہ کو احساس ہوا وہ اس کی بات کا اثر زائل کرنے کو غلط سوال پوچھ بیٹھی تھی

"میرے بھائی کو صرف اس کی من پسند عورت چاہیئے "

"اور آپ کو؟" وہ زبان دراز لڑکی زبان کے پھسلنے پر شرمندہ ہوئی۔ وہ حاکم مزاج شخص اس سوال پر نگاہوں میں کچھ بھر لایا

"مجھے اس کی من پسند عورت کی من پسند عورت چاہیئے "

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ بلال کا دل زور سے دھڑکا۔وہ کچھ مانگنے کی جسارت نہیں کر رہا تھا۔وہ حکم دے رہا تھا۔اسے افسوس ہوا کہ وہ یہاں کیوں آئی تھی۔اسے افسوس ہوا آج اس کی زبان کیوں چپ تھی۔تو قدیم جادوگر کے زمانے جیسا کوئی سحر بدر عبداللہ کے پاس بھی تھا جو سامنے والے کی زبان قابو کر لیتا تھا

"مجھے.... چلنا چاہئے "

اس نے زبان کو سحر سے آزاد کرانا چاہا۔قدموں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔دل کو سنبھلنے پر جبر کیا۔آنکھوں کے چرانے کو روکنا چاہا۔وہ ساحر الکلمات شخص اس کی ہر حرکت کو دیکھ رہا تھا

"کچھ دیر رک سکتی ہو؟ "

"حکم دے رہے ہیں؟ "

" درخواست کر رہا ہوں۔خولہ بلال حکم ماننے کی پابند نہیں ہے "

خولہ بلال کو کچی مٹی کا گھڑا لا کر دیا جائے۔وہ ـسی بنتی جا رہی تھی۔اس نے اپنی چنری ہاتھوں میں لپیٹی۔بدر عبداللہ کی نظر اس کی چنری پر گئی

"چند باتیں سن سکتی ہو میری خولہ؟ "

وہ نرمی اور فقط نرمی زبان پر لایا تھا۔خولہ نے جھکے سر سے خود کو کوسا،پھر ٹھنڈی سانس لیتے سر اٹھایا۔وہ درخواست بھی رد کرنے والوں میں سے تھی لیکن اُن آنکھوں نے بھی سحر کرنا شروع کر دیا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"کون سی باتیں؟ "

اسے تو منع کرنا تھا۔ درخواست تھی تو رد کرنی تھی۔ حکم تھا تو وہ پابند نہیں تھی

"تم نے کہا تھا کہ اگر میں تمہاری مدد کروں تو تم سے کچھ بھی مانگ سکتا ہوں "

"آپ نے کہا تھا کہ آپ سود سمیت مانگیں گے "

وہ دینے والا شخص مانگنے والوں میں سے بن گیا۔ کاسہ خولہ بلال کے ہاتھ سے بدر عبداللہ کے ہاتھ میں منتقل ہوا

"میں سود سمیت ہی مانگنے والا ہوں "

"سود حرام ہے "

اسے حکم یاد آیا اور بروقت یاد آیا۔ وہ کیا مانگے گا؟ بدر مسکرایا۔ اسے نہیں مسکرانا چاہئے تھا۔ اس کا کچی مٹی کا گھڑا مٹی کا ڈھیر بنا۔ وہ کیا مانگے گا؟ سوال تبدیل ہوا۔ وہ کیسے دے گی؟ سوال یہ ہوا

"میں کچھ حلال مانگنا چاہتا ہوں "

"کیا....؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

سیاہ چادر والی کی آنکھیں سرمئی آنکھوں والے پر جم گئیں۔ سرمئی آنکھوں والے نے دنیا جہاں کا سحر اپنی آنکھوں میں ڈالا

"میں خولہ بلال سے خولہ بلال کو مانگتا ہوں۔ دے سکتی ہو؟ "

"جی.....؟ "

کیا اس نے غلط سنا تھا؟

"تم نے مجھ پر وہ اسم پڑھ کر پھونکا ہے جسے لوگ محبت کہتے ہیں گل قلب "

اس کا دل تھما، اسے خوف ہوا اب وہ کبھی نہیں دھڑکے گا۔ پھر وہ اس قدر تیزی سے دھڑکا کہ اسے خوف ہوا وہ پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔ وہ الفاظ واپس لے تو بہتر تھا تا کہ وہ اگلی سانس لے سکے۔ وہ الفاظ واپس لے تو اچھا تھا، اس کا چہرہ سرخ قندھار ہوتا اسے خود شک میں ڈال رہا تھا۔ اس نے سینے میں اٹکی سانس کو بحال کرنا چاہا۔ سرخ قندھار ہوتے گالوں کو تھپڑ مارنا چاہا۔ حاکم مزاج شخص کاسہ لے کر کسی گلی میں آ ٹھہرا تھا؟

"آپ۔۔ آپ "

آپ؟ وہ "میں" کہتی تھی، وہ میں کہتے ہوئے چپ کرا دیا کرتی تھی، اب آپ زبان سے نکلا تھا تو زبان کو بھول گیا وہ آگے کیا کہے

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں یعنی بدر عبد اللہ تمہیں یعنی خولہ بلال کو مانگ رہا ہے۔ میں حکم دینے کا عادی ہوں، میں سوال کر رہا ہوں خولہ "

یا خدایا!!! وہ تو واقعی ساحر الکلمات شخص تھا، اسے اس سحر سے باہر نکلنا چاہئے۔ اس نے اس بار آنکھیں میچیں۔ پھر کھول کر اسے دیکھا۔ سفید لباس والا شہزادہ سفید گھوڑے پر کسی کچے مکان والی کو مانگنے آیا تھا۔ وہ تخت پر بیٹھتا تھا۔ وہ کنیز جیسی تھی

"آپ کے الیکشن کب ہیں؟ "

وہ سوال غلط وقت پر کر رہی تھی۔ غلط کر رہی تھی۔ بدر نے ضبط کیا۔ وہ نظر انداز نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کا یہ سوال بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے تھا

"چند دن بعد "....

وہ ھریرہ کو کہا کرتا تھا وہ ان سوالوں کے جواب نہیں دیا کرتا جن کے دینا نا چاہے۔ تو یہ اصول اس ایک عورت کے سوا سب کے لیے تھا؟

"اس سے پہلے نین تارہ کو اپنے گھر لے جائیں "

اس نے بالآخر دل پر قابو پا لیا تھا

"وہ میرا نہیں یوسف کا مسئلہ ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"میری بہن مسئلہ نہیں ہے "اس نے خفا ہونا چاہا

"تم بنا رہی ہو۔۔۔"وہ جھنجھلایا"میں محبت کا سوال کرتا ہوں اور تم تخت کو بیچ میں لا رہی ہو۔میں ہم دونوں کی بات کرتا ہوں اور تم کسی اور کا قصہ چھیڑ رہی ہو "

محبت ؟ہم ؟یا اللہ۔وہ چپ کر جائے، گفتگو بدل دے، وہ محبت جیسی بلا سے پناہ چاہتی تھی

"میرے سوال کا جواب دیں "

وہ حاکم ہوئی، کسی نے مان بخشا تھا

"تم کیا چاہتی ہو؟ "

وہ محکوم تھا، کسی نے بخشے گئے مان پر ناز کیا تھا

"الیکشن سے پہلے نین تارہ کی شادی "

"پھر....؟ "

"پھر خولہ بلال آپ کے سوال کا جواب دے گی "

بدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر گہری سانس لی

"میں الیکشن کی مصروفیات میں بکھیڑا نہیں چاہتا "

"آپ اپنے تخت کے لئے میری بہن کی زندگی کیوں داؤ پر لگا رہے ہیں ؟ "

"اور تم اپنی بہن کے لئے میری زندگی کیوں داؤ پر لگا رہی ہو ؟ "

خولہ کچھ خفا سی ہوئی پھر اس نے رخ موڑا، پھر بدر کو دیکھا

"میری بات مانیں پھر سوال کا جواب ملے گا "

"شرط رکھ رہی ہو ؟ "

"آپ نے وہ قصہ سنا ہے جب ایک مہربان فقیر شہزادی کو محبت کے سکے دیتا ہے اور کچھ عرصے بعد جب ایک شہزادہ شہزادی کو مانگتا ہے اور وہ اس سے سمندر میں چھپا سونے کا تخت لانے کو کہتی ہے ؟ "

"تم مجھ سے تخت چاہتی ہو ؟ "

"شہزادی کو ملکہ بنانے کے لئے شہزادوں کو پہلے سلطان بننا پڑتا ہے "

جانے وہ کیا بول گئ تھی کہ سامنے کھڑا شخص مسکرایا تھا

"اگر میں کہوں کہ تخت میرا ہے تو؟ "

خولہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ یہ وہ لمحہ تھا جس نے ایک نئی تاریخ رقم کی تھی۔ اس لمحے خولہ بلال نے ایک فیصلہ کیا تھا۔ ایک فیصلہ جو اس سمیت سب کی زندگیاں بدل دینے والا تھا

" میں شرط میں تخت نہیں رکھوں گی۔ میں کچھ اور مانگوں گی لیکن اس سے پہلے نین تارہ کی شادی ہو گی "

" تم تخت بھی مانگ سکتی ہو۔ میں تخت نہیں ہارا کرتا..... جس دن تخت میرا ہوا اس دن تم خود کو میرے نام کر دو گی۔ تم شہزادی، میں سائل صحیح۔ کاسہ محبت کے سکوں سے بھرنے کو تیار رکھنا "

سفید گھوڑے والے شہزادوں کا دور باقی تھا

" کچی گلی کی لڑکی کو شہزادی سے تشبیہہ مت دیں "

وہ سفید گھوڑے محلوں کے باہر رکا کرتے تھے

" میں کچے مکان کی باسی کے لئے تخت جیت کر اسے ملکہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تخت میرا، میں تمہارا "

" آپ تخت ہار گئے تو؟ "

" میں تخت جیتا تو تم میری، میں تخت ہارا تو میں تمہارا "

کیا انداز تھا۔ وہ تخت ہارتا یا جیتتا خولہ بلال کو ہارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا

روایت بدل دی گئی۔ محل کے شہزادے نے گھوڑے کا رخ تبدیل کر دیا تھا

"اور میرے حکم کا کیا؟ "

" آپ کا تابعدار ملکہ.. "اس نے سر کو خم دیا " میں شرط سے پہلے حکم ماننے کو تیار ہوں۔ اور پھر شرط کے بعد تمہارے پاس فیصلے کا نہیں میرے من پسند جواب کا اختیار ہو گا "

اس کا دل زور سے دھڑ کا، وہ اختیار بھی چھین رہا تھا

" میرے گھر آئیں اور نین کی شادی کی تاریخ طے کریں۔ مجھے شرط میں تخت نہیں کچھ اور چاہیئے۔ لیکن اگر اگر بخت آپ کا ہوا تو تخت بھی بدر عبد اللہ کا اور "....

اور؟ وہ چپ کر گئ

"اور خولہ بلال بھی بدر عبداللہ کی "

جواب ہر شے واضح کر گیا۔ خولہ بلال نے اس بار تیزی سے قدم موڑے تھے پھر وہ رکی۔ رخ موڑنا منظور نہیں تھا لیکن اسے ایک سوال کا جواب چاہیئے تھا

" آپ نے اس دن کہا تھا کہ تم میری زندگی کے آٹھ سیکنڈ ہو "

"کہا تھا "

"اس کا مطلب جان سکتی ہوں "

"میں سامنے آکر جواب دے سکتا ہوں؟" وہ مڑے بنا بھی جانتی تھی کہ وہ مسکرایا تھا

"میں رخ موڑ لوں گی"..

اس بار وہ ہنسا

"کسی سے سنا تھا کہ عورت کو مرد سے محبت ہونے میں اکیس دن لگتے ہیں اور .... مرد کو عورت سے آٹھ سیکنڈ میں عشق ہو جاتا ہے۔ تم میری زندگی کے آٹھ سیکنڈ ہو خولہ "

خولہ بلال کے دل کو مزید وہاں رہنا منظور نہیں تھا ورنہ وہ پسلیوں سے باہر نکل پڑتا۔ وہ بنا مڑے قدم بڑھا گئ ۔وہ گھر جا کر حساب لگائے گی کیا اسے بدر سے ملے اکیس دن ہوئے تھے؟

پیچھے ٹھہرا بدر سر اٹھاتے سرشاری سے مسکرایا

"میں تخت لے آؤں گا خولہ۔ تم محبت دان کرنے کو تیار رہنا "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں نے بدر بھائی سے بات کرنے کی کوشش کی تھی "

ھریرہ نے اس بار کچھ بے بسی سے سامنے بیٹھی مسکان کو دیکھا تھا۔ زرد چہرہ، سوجی ہوئی آنکھیں، وہ پاؤں اوپر کیئے رخ موڑے صحن میں لگے پودوں کو دیکھ رہی تھی۔ ڈوبتے سورج کی زرد روشنی پورے صحن میں پھیلی بھلی سی لگ رہی تھی

"اور اس نے تمہیں نہیں سنا ہو گا "

"وہ مصروف ہیں "

"میرے لئے ہر کسی کے پاس عذر ہے "مسکان نے زکام زدہ سانس اندر اتاری۔ ھریرہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن گیٹ سے اندر داخل ہوتے بدر کو دیکھ کر رکا۔ پھر مسکان کو دیکھا، اسے بدر سے بات کرنی چاہیے۔ اس کی بہن کے دل کا سوال تھا

"یوسف کہاں ہے؟ "

وہ ان دونوں کے سامنے آتا پوچھ رہا تھا۔ نظر موبائل پر ٹکی تھی، چہرے پر کوئی چمک سی تھی

"اندر بابا کے ساتھ ہے۔۔۔وہ رہا"

اس نے یوسف کو دیکھتے جواب دیا جو کوئی فائل اٹھائے اسی طرف آرہا تھا

"بھائی یہ رقم دیکھ لیں آپ۔ حاکم صاحب نے بھیجی ہے "

وہ فائل اس کی طرف بڑھا رہا تھا جب بدر نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

"تم دیکھ لو خود ہی۔ مجھے کچھ اور کام ہیں۔ اوپر سے تُمہاری شادی کا انتظام بھی دیکھنا ہے" صحن میں بیٹھے وہ تینوں کے تینوں چونکے تھے۔ مسکان کی رنگت زرد سے سفید ہوئ

"شادی؟ اُنہوں نے ہاں کر دی؟" ھریرہ کی نظر مسکان پھر بدر پر گئ

"بدر عبداللہ کو کوئ ناں کر سکتا ہے ھریرہ؟ تم تیاری کرواؤ یوسف، الیکشن سے پہلے پہلے تمہاری شادی ہو گی "

وہ مصروف سے انداز میں کہتا اب اندر جا رہا تھا۔ نا اس نے یوسف سے پوچھا تھا کہ وہ ایسا چاہتا ہے نا وہ پوچھنے والوں میں سے تھا۔ وہ حکم دیا کرتا تھا۔ اور اس کا حکم مانا جاتا تھا

اس کے جانے کے بعد ھریرہ کئ لمحے آنسو روکتی مسکان کو دیکھتا رہا۔ وہ زرد پڑتے چہرے سے اٹھی پھر اندر بڑھ گئ۔ پھر اس کی نظر یوسف پر گئ۔ وہ کچھ حیران تھا لیکن وہ خوش تھا۔ ھریرہ دھیرے سے اٹھا پھر انہی قدموں سے اندر کی طرف بڑھا۔ ہال سے سیڑھیاں پھر کاریڈور کے سامنے سفید دروازے پر دستک دے کر کھولا

اندر بدر وارڈروب سے کوئ سوٹ نکالتا مڑا تھا۔ ھریرہ کو دیکھ کر نرمی سے مسکرایا

"کہاں گم ہو تم آج کل؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ مصروف ہوتے ہیں اس لئے میں گم لگ رہا ہوں" وہ سنجیدہ لگ رہا تھا

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ الیکشن نے دماغ گھوما دیا ہے "

اس نے ڈرسینگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے گھڑی اتاری

"بات ہو سکتی ہے؟ "

"ضروری ہے؟ میں فی الحال کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں "

وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ ھریرہ کچھ دیر چپ رہا پھر اس نے فیصلہ کن سانس لی

"یوسف کی شادی اُس لڑکی سے مت کریں بھائی "

بدر نے نظر اٹھا کر آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھا

"اعتراض کر رہے یا مشورہ دے رہے ہو؟ "

"درخواست کر رہا ہوں" وہ جھک جانے کو تیار تھا بس مسکان کی چہرے کی مسکراہٹ بچانی تھی

"وجہ؟ "

"آپ یوسف کی شادی خاندان میں کہیں کر دیں"۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"مثلاً؟ خاندان میں کہاں ؟" اس نے رخ موڑتے جانچتی نظروں سے ھریرہ کو دیکھا

"خاندان میں بہت سی لڑکیاں ہیں۔ کسی سے بھی "

"مجھے تمہید سخت ناپسند ہے ھریرہ۔ میرا وقت مت ضائع کرو" وہ کچھ اکتایا تو ھریرہ نے گہری سانس لی

"مسکان یوسف کو پسند کرتی ہے۔ آپ ان دونوں کی شادی کر دیں "

اس نے کس قدر ہمت، کس قدر انا کو کچلتے کہہ دیا، بدر منع نہیں کرے گا، وہ ھریرہ سے بہت محبت کرتا تھا، وہ ھریرہ کو ناں نہیں کرے گا

"کیا یہ مسکان کی خواہش ہے ؟" وہ چونکا

"جی... وہ... وہ یوسف کو پسند کرتی ہے "

"ایسا کچھ تھا تو اُسے مجھے بتانا چاہئے تھا "

"وہ بچپن سے آپ کے ساتھ اپنا نام سنتی آ رہی ہے۔ کیسے کہتی ؟" وہ سنجیدہ تھا۔ از حد سنجیدہ

"اوہ کم آن ھریرہ" بدر بے زار ہوا "نا میں اس فضول سی منگنی کو مانتا ہوں نا وہ مانتی ہے۔ میرے لئے بہن جیسی ہے مسکان "

"تو اسی رشتے کا مان رکھ لیں بھائی "

WWW.NOVELSHUB.PK

اب کے بدر کچھ دیر چپ رہا پھر دو قدم آگے کو ہوتے ھریرہ کے سامنے آیا اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا

"اگر مجھے یہ بات یوسف کا رشتہ خولہ کی بہن سے طے کرنے سے پہلے پتا چلتی تو میں یہ کر سکتا تھا۔ یوسف مجھے منع نا کرتا۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے "

ھریرہ کہنا چاہتا تھا کہ اُس لڑکی کا نام نین تارہ ہے۔ بدر اس کا نام لینے کی بجائے خولہ کی بہن کیوں کہہ رہا تھا؟ تعارف کا یہ کون سا طریقہ تھا؟ اسے وہ لڑکی خولہ کے حوالے سے کیوں یاد تھی؟

"ابھی شادی نہیں ہوئی بھائی "

"رشتہ طے ہو چکا ہے اور میں زبان سے نہیں پھرا کرتا" اس نے اپنا ہاتھ ھریرہ کے کاندھے سے ہٹا لیا۔

ھریرہ کا دل ڈوبا

"ایسا مت کریں بھائی۔ مسکان کا دل ٹوٹ جائے گا "

"دل ٹوٹتے رہتے ہیں ھریرہ۔ جڑتے بھی رہتے ہیں۔ دیر تم لوگوں کی طرف سے ہوئی ہے"۔ وہ اب پیچھے پڑا سوٹ اٹھا رہا تھا

"آپ مجھے منع کر رہے ہیں؟ "

"ہاں۔۔۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اس لڑکی کی وجہ سے؟ "وہ جلدی میں نا ہوتا تو رک کر ھریرہ سے پوچھتا کون سی لڑکی؟ اس کے لہجے میں کاٹ کس لڑکی کا زکر کرتے ہوئے آئی تھی؟

"یوسف کی وجہ سے۔۔ میں یوسف کا دل نہیں توڑ سکتا "

وہ نرمی اور سنجیدگی سے کہتا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ ھریرہ کئی لمحے وہاں ٹھہرا رہا پھر تھکے قدموں سے باہر کی طرف بڑھا۔ بدر عبداللہ نے زندگی میں پہلی بار اس کی خواہش رد کی تھی اور وہ اس کی وجہ جانتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نین تارہ نے زور سے اسٹیل کا گلاس چارپائی پر پٹخا۔ اُس کا خیال تھا یہ اتنی آواز دینے کے لیے کافی ہو گا جس خولہ اٹھ سکے لیکن بانس کی چارپائی پر زرا سی آواز پیدا ہو کر معدوم ہو گئی

"خولہ۔ اٹھ بھی جا۔ ایسے کون سے پہاڑ توڑے ہیں جو نیند ہی پوری نہیں ہو رہی؟ "اس کا ضبط جواب دے گیا تو جھپٹ کر دوپٹہ خولہ کے چہرے سے ہٹایا جو اس نے مکھیوں سے حفاظت کے لئے چہرے پر رکھا تھا

"اٹھ کر کون سے پہاڑ توڑنے ہیں میں نے؟"اس نے اکتا کر دوپٹہ واپس چہرے پر رکھا

"یہ جو ایک ہفتے میں شادی کا جھنجھٹ کھڑا کیا ہے گھر والوں نے یہ پہاڑ نہیں ہے؟ "

وہ غصے میں لگ رہی تھی

"خود ہی تو کہا تھا کہ ایک دو ہفتے میں شادی کر دیں "

وہ اٹھ کر بیٹھ گئ۔ دوپٹہ سینے پر پھیلا لیا۔ کمر سے نیچے تک آتے بکھرے بالوں کو گول مول جوڑے میں باندھ لیا

"اس کا مطلب یہ تھوڑی تھا کہ سب سنجیدہ ہو جائیں "نین اس کے ساتھ بیٹھ گئ

"بس کر دے بہن "اس نے ہاتھ جوڑے "اب اپنے ان نینوں میں پانی جمع مت کر لینا۔ اچھا ہوتا جو چچا تمہارا نام کچھ اور رکھ دیتے، ہر وقت نینوں میں پانی آ جاتا ہے "

"اڑالو مزاق "اس نے خفگی سے کہتے رخ موڑا تو خولہ نے بنا اثر لئے سر پیچھے درخت سے لگاتے آنکھیں موندیں۔ چھم سے کوئی بند آنکھوں کے پار آیا۔ اس کے لب ہلکے سے مسکرائے پھر آنکھیں کھولتے نین تارہ کو دیکھا

"تمہیں کبھی محبت ہوئی ہے نین؟ "

نظریں صحن پر جمائے نین تارہ لمحہ بھر کو سن سی ہوئی

")محبت کے چار حرف کو تسبیح میں پرو لو نین تارہ۔ رجب بلال نے سالوں پہلے تمہارے نام کی گردان حفظ کی تھی۔ اب تمہاری باری ہے("

کسی بھولے بسرے منظر نے زہن پر دستک دی۔ سیڑھی پر ٹھہرا کوئی سفید لباس والا مرد یاد آیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"کی تھی..."وہ دھیرے سے بولی

"کیسی لگتی ہے محبت؟"وہ دور ہواؤں میں دیکھ رہی تھی۔لبوں پہ مسکراہٹ تھی

"محبت تو بس محبت ہوتی ہے "

"وہی تو پوچھ رہی ہوں کیسی ہوتی ہے؟کیا آنکھیں بند کرنے پر کسی کا چہرہ نظر آتا ہے؟آنکھیں کھولنے پر کسی چہرے کو دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے؟جن راستوں پر کوئی گزرتا ہوں ان راستوں پر نظریں ٹکی رہتی ہیں ؟بتاؤ نین محبت کیسی ہوتی ہے؟ "

نین تارہ کے گلے میں آنسو اٹکے۔نظریں بھٹک کر پہلے کمرے پر گئیں

"محبت معراج ہوتی ہے،چار حرفی معراج،دو محب کے،دو محبوب کے،ایک حرف بھی ہٹا دو تو یہ لفظ عام بن جاتا ہے۔ایک شخص بھی محبت نا کرے تو دوسرا عام بن جاتا ہے۔محبت دو طرف کا جوا ہے،جو محبت ہارا تو وہ سب ہار جاتا ہے "

وہ نظریں کمرے پر جمائے ہوئے تھی۔خولہ نے نظریں آسمان پر جمائے رکھیں

"سوچو نین،اگر مجھے کسی سے محبت ہو گئی تو؟ "

نین تارہ نے چونک کر گردن گھمائی تھی،وہ پر اندے ڈالنے والی آسمان پر کچھ کھوج رہی تھی،وہ جس انداز سے مسکرا رہی تھی نین تارہ نے اس مسکراہٹ کی نظر اتاری پھر اس کی نظر خولہ کے چہرے پر جمی رہ گئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"کون سے خواب دیکھ رہی ہو خولہ ؟ "

خولہ ہنس دی۔ نین تارہ کو خولہ کے ہنسنے کے انداز حفظ تھے، اس نے اپنی یاداشت کھنگالی، یہ انداز نیا تھا

"خواب تو نہیں دیکھا کرتی۔ میں تعبیروں میں جینے والی لڑکی ہوں "

وہ اپنی چنری جھٹکتی اٹھی، لب یوں مسکرائے تھے کہ نین تارہ نے سمجھا اب وہ صدا مسکراتی رہے گی

"تعبیروں کے بھیانک نکلنے سے پناہ مانگو خولہ "

وہ جانے کیسے کہہ گئی

"میں خولہ ہوں نین تارہ، میں تعبیروں کے پیچھے بھی نہیں بھاگا کرتی "

وہ جوتا پاؤں میں ڈال رہی تھی

"کہاں جا رہی ہو؟" اس نے موضوع بند کر دیا، محبت سے، محبوب سے، عشق سے پناہ

"خالہ کے پاس۔ ان کو راضی کرنے کی تمہاری رخصتی پر آئیں گی "

"کسی نے نا بلایا تو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں بلانے ہی جا رہی ہوں نین۔ وہ ایک واحد رشتہ ہیں میرا۔ کعب عباس سے تعلق ختم کیا ہے خالہ سے نہیں "

وہ نرمی سے کہتی اب اندر جا رہی تھی۔ ساتھ شیر دل کو آواز دی کہ اسے خالہ کے گھر چھوڑ آئے۔ وہ چادر پہنے گی۔ پھر آئینے میں کھڑی ہو کر کعب عباس کا چہرہ یاد کرے گی۔ پھر رجب بلال کا، پھر جب وہ کمرے سے نکلے گی تو نین تارہ جانتی تھی کہ خولہ کے چہرے سے وہ مسکراہٹ غائب ہو گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی کا دروازہ بند کرتے کعب نے رک کر ھریرہ کو دیکھا پھر اپنا موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا

"تم ٹھیک ہو؟ "

وہ پوچھے بنا نا رہ سکا۔ ھریرہ ہلکا سا مسکرایا

"ٹھیک ہوں "

"چہرے سے تو نہیں لگ رہا" وہ اس کے چہرے پر کچھ کھوج رہا تھا

"چہرے پڑھ لیتے ہو؟" گاڑی سٹارٹ کرتے ھریرہ نے آواز میں زبردستی بشاشت بھری

"کچھ لوگوں کے "

"میں ان میں سے ہوں؟ "

"اب دوستی کی ہے تو تمہارا چہرہ بھی پڑھنے لگ ہی جاؤں گا" اس نے کاندھے اچکائے

"اور میرا چہرہ کیا کہہ رہا ہے؟ "

"یہی کہ تم کسی وجہ سے پریشان ہو، اور وجہ تم سے جڑی نہیں ہے" کعب کی آنکھیں سکیٹر رکھی تھیں، لمحہ بھر کو ھریرہ کو لگا وہ واقعی اس کا اندر تک جان لے گا پھر وہ سر جھٹکتے مسکرایا۔ توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز رکھی

"ایسی کوئی بات نہیں ہے "

"مجھے بتا سکتے ہو ھریرہ" کعب کا انداز یکدم نرم ہوا۔ اتنا نرم کہ ھریرہ پل بھر کو چپ رہ گیا

"میں ٹھیک ہوں "

"میں سن رہا ہوں "

اس نے گاڑی روک دی۔ تھک کر گہری سانس لی پھر جیب سے لائٹر نکالا اور کعب کو دیکھا، اس نے اپنی جیب سے دو سگریٹ نکالتے ایک ھریرہ کی طرف بڑھائی

"یوسف شادی کر رہا ہے" اپنی سگریٹ سلگاتے اس نے کعب کی سگریٹ سلگائی پھر کش لیتے کچھ اکتائے انداز میں بتایا تو کعب چونکا

WWW.NOVELSHUB.PK

"یوسف عبداللہ؟ کس سے؟ "

"ہے کوئی نین تارہ نام کی لڑکی "

اب کی بار وہ صرف چونکا نہیں تھا بری طرح ٹھٹکا تھا

"نین تارہ کون؟ "

"میں گاؤں کے ہر بندے کو نہیں جانتا کعب۔ کوئی ہے جسے یوسف پسند کرتا ہے اور بدر بھائی اس کی شادی اس سے کر رہے ہیں "

کعب لمحہ بھر کو چپ رہ گیا پھر سر جھٹکا۔ یہ نین تارہ نہیں ہو گی۔ یہ نین تارہ کیسے ہو سکتی تھی؟ اس کی شادی یوسف سے کیسے ہو سکتی تھی؟

"تم کیوں پریشان ہو پھر؟ "

اب کے اس نے ھریرہ کو دیکھا

"کیونکہ میں یہ شادی نہیں ہونے دینا چاہتا "

"وجہ؟ "

"بدر بھائی "

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر عبداللہ کیسے وجہ ہے؟ "

ھریرہ نے سگریٹ کا کش لیا پھر رخ کعب کی طرف موڑتے دھواں فضا میں چھوڑا

"وہ خولہ بلال کی وجہ سے یوسف کی شادی اُس لڑکی سے کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں "

گاڑی کی دونوں ونڈو کھلی ہوئی تھیں۔ ھریرہ کے منہ سے نکلنے والا دھواں بھی زیادہ نہیں تھا لیکن پل بھر کو کعب عباس کو اس دھوئیں میں اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوا

"خولہ کی وجہ سے کیوں؟ "

اس نے بمشکل پوچھا تھا

"دل ہار بیٹھے ہیں خولہ بلال پر "وہ باہر کی طرف رخ موڑ تا بڑبڑایا

اب کہ جو دھواں کعب عباس کے چہرے پر نظر آیا تھا وہ سگریٹ کا نہیں تھا۔ اگلے کئی لمحے وہ ساکت سا ھریرہ کو دیکھتا رہا یہاں تک ھریرہ کو باہر سے نظر ہٹا کر کعب کو دیکھنا پڑا

"کیا ہوا؟ "

وہ زردی جو اُس کے چہرے پر تھی وہ اب کعب کے چہرے کا حصہ بنی

"تمہیں۔۔۔کیسے علم؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیا؟ یہی کہ بدر بھائی خولہ کو پسند کرتے ہیں ؟ اوہ کم آن کعب، بدر عبد اللہ کو محبت ہوئی تو ساری دنیا جان لے گی۔ میں اس دنیا کا وہ پہلا شخص ہوں جس نے جان لیا ہے "

کعب نے سگریٹ نیچے پھینک پھر ہونٹ بھینچے، آنکھوں میں لہو سا اترا

"اور خولہ ؟ "

"بدر عبد اللہ کو کون ناں کر سکتا ہے ؟ "

اس کا دل زور سے ٹوٹا۔ کوئی خواب جل کر راکھ ہوا، گھٹن کچھ زیادہ بڑھ گئی

"مجھے گھر چھوڑ دو "

وہ باہر دیکھتے بولا تھا

"شہر نہیں جانا؟ "

"نہیں۔۔۔ "

"لیکن۔۔۔۔ "

"ھریرہ۔۔۔ گھر چلو "

وہ باہر دیکھ رہا تھا۔ ھریرہ نے سر جھٹکتے سگریٹ باہر پھینکی پھر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔ سارے ہی منہ بنا کر گھوم رہے تھے۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دروازہ بند کرتا اندر داخل ہوا تو کمرے سے کسی کے ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔ اسے سوچنے کی ضرورت نہیں پڑی کہ ہنسی کس کی تھی

"اماں! کھانا ملے گا؟ "

مخاطب ماں کو کرتے اس نے نظریں خولہ پر جمائی تھیں۔ آمنہ خاتون نے چارپائی پر بکھرا اسامان دیکھا پھر کعب کو

"کچھ دیر تک دے دوں؟ یہ کام سمیٹ لوں "

"مجھے ابھی بھوک لگ رہی ہے۔ کام سمیٹنے کے لئے آپ کی لاڈلی ہے نا "

وہ اب بھی خولہ کو دیکھ رہا تھا، لہجے میں کچھ تھا کہ کپڑے سمیٹتی خولہ نے سر اٹھایا، وہ آنکھوں میں تپش لئے اسے گھور رہا تھا

"اچھا اچھا۔ خولہ یہ سمیٹ دو، بس روٹی بنا کر آتی ہوں، تم چلو اپنے کمرے میں "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ اختتام پر کعب کو مخاطب کرتیں باہر کی طرف بڑھیں، خولہ سر ہلاتے کپڑے سمیٹنے لگی جب اُسے احساس ہوا کہ کعب اس کے سامنے آ ٹھہرا تھا، اس نے سر اٹھایا

"تو تم لوگ نین تارہ کی شادی یوسف عبد اللہ سے کر رہے ہو؟ "

اس کی آواز بھی تپش زدہ ہو گئ۔ خولہ کے ماتھے پر بل پڑے

"تم سے مطلب؟ "

"کچھ لگتا ہوں تمہارا "

"میں صرف ایک رشتہ جانتی ہوں اور وہ ہے میرے بھائ کے قاتل کا "

کعب نے ضبط کیا اور کمال کیا

"تم لوگ پچھتاؤ گے خولہ۔ نین تارہ کی زندگی برباد مت کرو "

کپڑے سمیٹتی خولہ نے کپڑے پھینکے پھر اس کے سامنے آ ٹھہری

"اور تمہارے مشورے پر عمل کر کے ہم نین کی شادی روک دیں گے؟ تمہیں یہ غلط فہمی کیونکر ہو گئ؟ "

"تم یوسف کو نہیں جانتیں۔ جس دن جان گئیں اس دن پچھتاؤ گی "

وہ کوئی وارننگ دے رہا تھا

"ایسا کیا ہے یوسف میں جو میں پچھتاؤں گی؟ "

"وہ ایک ق۔۔۔" درشتگی سے کہتے وہ رکا۔ جیسے ضبط سے زبان کو روکا تھا، کوئی لفظ زبان پر آتے آتے رکا تھا ، پھر رک کر دونوں ہاتھ اٹھائے "وہ ایک اچھا انسان نہیں ہے "

"تمہارے تو بدر کے بارے میں بھی یہی خیالات تھے " وہ بے اختیار کہہ گئی۔ جانے کیوں وہ یاد آگیا۔ کعب کی آنکھوں میں کچھ ابھرا۔ کچھ نافہم سا

"اب بھی ہیں۔ یہ دونوں بھائی ظالم ہیں۔ کم از کم تم بھی یہ بات جانتی ہو۔ آدھے گاؤں کی زمین پر بدر عبداللہ کا قبضہ ہے۔ وہ ظالم بادشاہ ہے خولہ "

وہ کچھ دیر کو چپ رہ گئی پھر دوبارہ سے چارپائی تک گئی

"ہم کسی کا اچھا یا برا ہونا طے ناہی کریں تو اچھا ہے۔ لوگوں کی شکل سے ان کے اعمال کا پتا نہیں چلتا۔ بعض اوقات دوست بھی قاتل نکل آتے ہیں "

اور پل بھر کو کعب کا دل کیا جہنم میں جھونکے ضبط کو، آگ میں ڈالے اچھائی کو، اور اس لڑکی کی عقل ٹھکانے لگادے، لیکن اففف، کم از کم یہ عورت وہ نہیں تھی جس کے بارے میں وہ ایسا سوچتا

"نین کی شادی وہاں مت کرو خولہ "

وہ بے بسی سے بولا۔ کچھ تھا جو وہ کہنا چاہتا تھا۔ کچھ تھا جو وہ چاہنے کے باوجود نہیں کہہ سکتا تھا

"کیا کرو گے اگر کی تو؟ "

"میں واقعی میں کچھ کر دوں گا خولہ۔ وہ تمہارے بھائی کی امانت ہے۔ اس امانت کو غلط ہاتھوں میں مت سونپو "

خولہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، کعب عباس جانتا تھا اب وہ کچھ نا بھی کہے تب بھی اس کا دل ٹوٹے گا۔ اور بہت زور سے ٹوٹے گا

"میرا بھائی مر گیا ہے کعب، نین تارہ کی شادی سے ایک ماہ پہلے اس کا ہونے والا شوہر قتل کر دیا گیا تھا، پھر اس کے باپ نے اس کی ایک اور جگہ نسبت طے کی۔ شادی سے پندرہ دن پہلے لڑکے والوں نے شادی سے منع کر دیا۔ اس کا باپ موت کے منہ سے واپس آیا ہے۔ اور اب قسمت نے نین کو ایک ایسے شخص کے حوالے کرنا چاہا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے تو تمہیں کیا چاہئے؟ اب اور کیا چاہئے اس سے؟ میرے بھائی کو چھین کر سکون نہیں ملا "

اس کی آواز کانپ گئ، رجب یاد آیا اور شدت سے یاد آیا۔ کعب اگلے کئ لمحے اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا

"یہ مت کرو خولہ "

"تم چلے جاؤ کعب۔ کہیں چلے جاو، مر جاؤ یا کہیں بھی چلے جاؤ، مجھے دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا، میں اب تمہیں مارنا بھی نہیں چاہتی، مجھے اب جینا ہے، اللہ کا واسطہ چلے جاؤ "

۔کعب عباس کو افسوس ہوا، اُس کی آنکھوں نے مر جانے جیسے تاثرات لے کر مرنے کی درخواست کی تھی ۔وہ قادر ہوتا تو اپنی سانسیں ختم کر دیتا۔کاش وہ قادر ہوتا اور اس لڑکی کی جھولی میں دنیا بھر کے سرخ پھول ڈال دیتا

خولہ اب اسے دیکھ رہی تھی اور درشتگی سے دیکھ رہی تھی۔کعب اسے دیکھتا رہا پھر الٹے قدموں پیچھے مڑا، صفیہ خاتون نے اسے آواز دی کہ وہ کھانا کھالے لیکن اب کہاں کی بھوک؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ نین تارہ اور یوسف عبداللہ کے نکاح سے ایک رات قبل کا ذکر ہے جب کمرے میں بیٹھی نین کانوں سے مصنوعی پھولوں کے جھمکے اتار رہی تھی، اس کا لباس سبز رنگ کا تھا، بھاری کام والا شرارہ جو دیکھنے میں ہی آنکھوں کو خیرہ کرتا تھا، مہارت سے کئے گئے میک اپ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ سبز بھاری کام والا دوپٹہ پیچھے چارپائی پر پڑا تھا جسے پیلے رنگ کی لمبی قمیص پر کھلے گھیر والی شلوار پہنے خولہ تہہ لگا کر سمیٹ رہی تھی، لمبی قمیص کے بازوں کلائی تک آتے تھے، دامن پر سفید نگ لگے تھے۔لمبی قمیص میں

اس کا قد مزید لمبا لگ رہا تھا۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد نظر اٹھا کر نین کو دیکھ لیتی۔ اس نے ابھی میک اپ نہیں اتارا تھا

"تمہارا سارا سامان پیک کر دیا ہے "

بلا آخر اس کی زبان نے نا بولنے کی قسم توڑ دی

"اچھا "...

ماتھے سے ٹیکا اتارتے نین نے نظر نہیں اٹھائی۔ نظر اٹھاتی تو رو پڑتی

"سیاہ سوٹ کیس میں بری کے کپڑے ہیں، دوسرے والے میں باقی سامان "

اُس نے سر ہلا دیا، خولہ نے اس کا دوپٹہ وہیں رکھا پھر آئینے کے سامنے آتے اُسے دیکھا۔ نین تارہ نے نظر اٹھالی، آنسو بہہ نکلے

"کیا؟ "

"رو کیوں رہی ہو؟ "

"تمہاری آواز کیوں بھرا رہی ہے؟ "

"کیونکہ مجھے زکام ہونے والا ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیونکہ میں رخصت ہونے والی ہوں "

خولہ کا ضبط بھی ٹوٹ گیا۔ آنسو اس کے بھی بہہ نکلے، وہ نین تارہ کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھی اور اسے دیکھا

"بیٹیاں کیوں رخصت ہو جاتی ہیں نین؟ "

اُس نے آنسو نہیں پونچھے۔ وہ چاہتی تھی نین تارہ جان لے کہ وہ اس کے لئے رو رہی ہے تا کہ وہ یہ نا جان سکے کہ وہ "صرف "اس کے لئے نہیں رو رہی۔ اُس کے ذہن میں سفید لباس والے مرد کی شبیہہ بھی تھی، لکڑی کی صندوق میں پڑی پائل کی بھی۔ وہ جانے کس کس غم کو رو رہی تھی

"کیونکہ ماؤں میں اتنا حوصلہ نہیں ہوتا کہ بیٹوں کو رخصت کر دیں "

خولہ ہنس دی۔ وہ غم بھلانے کو ہنس سکتی تھی۔ نین تارہ کو یہ اداکاری نہیں آتی تھی

"تم مجھے یاد کرنا "

"سنا ہے حویلی میں بہت بندوقیں ہیں۔ تم دن میں دس بارہ مرتبہ یاد آؤ گی "

"سنا ہے حویلی میں بہت زیادہ پھول بھی ہیں۔ میں تمہیں دن میں سینکڑوں مرتبہ یاد آؤں گی "

اب کی بار نین تارہ نے اداکاری سیکھنے کی کوشش کی، اُس نے ہنسنا چاہا، کوشش بیکار گئی

"تم ملنے آتی رہنا "

"تم ملنے کے لئے بلاتی رہنا "

"ضرورت ہے ؟ "

"مروت میں ضرورت بنالینا "

وہ نین کے سامنے سے اُٹھ گئ، مزید اداکاری اُس سے بھی نہیں ہوتی تھی۔ اسے نین تارہ کو کمرے میں تنہا چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ نین تارہ روسکے، اسے چھت پر جانا چاہیئے تاکہ آج وہ بھی روسکے

سواس نے قدم باہر رکھ لئے، اِکا دُکا خواتین صحن میں بیٹھی تھیں، بجلی غائب تھی، کہیں کہیں موبائل کی روشنی نظر آرہی تھی۔ وہ سب سے بچتی بچاتی چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی جب کوئ آواز کانوں میں پڑی

"خولہ کو تو میں نے بچپن سے اپنے کعب کے لئے سوچ رکھا تھا۔ الیاس بھائی مان گئے تو میں تو کل ہی بارات لے آؤں "

اونچائی کی طرف جاتی سیڑھیوں پر کھڑی لڑکی کو کسی نے پاتال میں پھینک دیا۔ وہ آواز پہچانتی تھی نا بھی پہچانتی تو کعب نام کا پورے گاؤں میں ایک ہی لڑکا تھا

"خولہ مان جائے گی؟ وہ تو سرعام تمہارے بیٹے پر اپنے بھائی کے قتل کا الزام لگاتی ہے "کسی نے منہ بناتے کہا

"پرانی بات ہے نورے، بچی ہے، غم میں ہے "

ناوہ غم میں تھی، نا بچی تھی، جو آنسو بہانے تھے وہ آنکھوں میں رک گئے۔ جو ہاتھ دیوار پر جما تھا وہ گر گیا

"چچی، کعب بھیا بلا رہے ہیں باہر "

کسی بچے کی آواز سنائی دی۔ خولہ بلال نے پاتال سے پہلا قدم نکالا

"اس سے کہو آ رہی ہوں۔ خولہ سے مل لوں زرا "

صفیہ اُٹھنے لگیں۔ اُنہیں خولہ کو ڈھونڈنا تھا، خولہ بلال کو کعب عباس کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں تھی، وہ جانتی تھی وہ دروازے پر ہو گا۔

دور جدید دور قدیم میں تبدیل ہوا اپنا پیلا لباس سنبھالے سلطان کی بیٹی دروازے پر ٹھہرے غلام کی طرف بڑھی۔ وہ گھر کے ذرے ذرے سے واقف تھی۔ اندھیرے میں نا اسے ٹھوکر لگتی نا وہ گرنے والوں میں سے تھی

دروازے پر کوئی نہیں تھا، گھر میں چند خواتین تھیں، باقی سب اپنے گھر کو لوٹ گئے تھے۔ دروازے پر ٹھہرا غلام کوئی پیام لایا تھا۔ خولہ بلال نے دروازہ کھولا۔ پیامبر نے جھکا چہرہ اٹھایا، اندھیرے میں آنے والا نظر نہیں آتا تھا تو اس نے اپنے موبائل کی روشنی اس وجود پر ڈالی

سلطان کی بیٹی نے آنکھیں بند کر لیں پھر چندھیا کر کھولیں

"بند کرو اسے "

حکم جاری ہوا۔ تعمیل فوراً ہوئی۔ غلام کے حواس سلطان کی بیٹی کو دیکھ کر سلامت رہ گئے؟ تعجب !

"اماں کو بھیج دو "

غلام کی آواز بتاتی تھی وہ نظریں چرا گیا تھا۔ تعجب ختم ہوا !

" یہاں کیا کر رہے ہو تم؟" دروازے پر کھڑی شہزادی کی آواز میں کاٹ اتری

"تمہارے گھر کے اندر نہیں آیا "

"باہر بھی مت آیا کرو" اسے غصہ تھا۔ جانے کس کس بات کا تھا

"میری ماں کو بلا دو" غلام اکتایا

"اس سے پہلے مجھ سے بات کرو "

اس نے غصہ ضبط کیا، طیش باہر نکالا

" کہو....." سیاہ لباس والا غلام پیلے لباس والی شہزادی کے حکم کا تابع ہوا

"خالہ کو میرے بارے میں کیا کہا ہے تم نے؟ "

"کیا کہا ہے میں نے؟ "

"وہ......"اس کی زبان نے پناہ چاہنے سے پہلے خود پر قابو پایا۔ خولہ بلال نے ضبط سے گہری سانس لی، کیوں اس بات پر خود کو غصہ دلانا جس نے ہونا ہی نہیں تھا۔

"میری سماعت متوجہ ہے خولہ "

گھر کے بلب روشن ہوئے۔ بجلی آچکی تھی قدیم دور ختم ہوا۔ وہ روشنی دروازے تک نہیں آتی تھی۔ دروازہ جہاں وہ مرد کھڑا تھا۔ غلام کا وجود کہیں غائب ہوا، وہ آواز کعب عباس کی تھی

"نین تارہ کی شادی میں کوئی مسئلہ کھڑا کرنے کی کوشش کی تو میں تم پر رحم نہیں کروں گی "

پیلے لباس والی شہزادی کا وجود خولہ بلال میں تبدیل ہوا۔

"بے رحم تم اب بھی ہو "

"سفاک بنتے دیر نہیں لگے گی "

"تمہیں واقعی نہیں لگتی "....

"باتوں میں مت الجھاؤ۔ کچھ کرنے کی کوشش۔۔۔ "

اس کی آواز کٹ گئی، اندھیرے میں کھڑے مرد کی آواز نے ماحول پر قبضہ کیا

"میں کچھ نہیں کر رہا خولہ "اس کی آواز میں تلخی تھی، خولہ چپ رہ گئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"کرنا بھی مت..."چپ توڑ کر اس نے دھمکی دینی چاہی "

"کہانا کچھ نہیں کر رہا..... جانتی ہو کیوں ؟"سیاہ اندھیرے میں سیاہ لباس والا مرد آگے کو ہوا، اندر سے آتی روشنی میں اس کا روشن چہرہ واضح ہوا۔ وہ چہرہ بے تاثر تھا"کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم پچھتاؤ۔ اور تم پچھتاؤ گی ۔تب تمہیں یاد آئے گا کہ کعب عباس نے تمہیں کہا تھا کہ نین تارہ کی زندگی برباد مت کرنا لیکن تم نے اُس کی بات نہیں مانی۔ تم خود کو عقلِ کُل سمجھتی رہیں اور غلط کرتی رہیں۔ ایک دن آئے گا جب تم پچھتاؤ گی خولہ ۔میں اُس دن کا انتظار کروں گا "

"پچھتا کر کم از کم تمہارے پاس نہیں آؤں گی "خولہ بلال نے گردن اونچی کرنی چاہی

"میں تمہارے لئے اُس دن موجود بھی نہیں ہوں گا خولہ بلال "

"موجود ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مجھے اپنے بھائی کے قاتل سے کوئی مدد نہیں چاہئے ہو گی " اس کی آواز سے ہر تاثر ختم ہوا۔ مرد پہلے ہی سپاٹ لگ رہا تھا

"مجھے اب تمہیں کوئی صفائی نہیں دینی خولہ، رجب کا قاتل کعب عباس، تو کعب عباس صحیح۔ جو سمجھنا ہے سمجھ لو۔ "

"خولہ "....

پیچھے سے صفیہ کی آواز پر دونوں وجود نے مزید بحث کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ خولہ اس پر ایک قہر بار نظر ڈالتی صفیہ تک گئ۔ لائٹ پھر سے چلی گئ تھی، چودھویں کے چاند کی روشنی نے خولہ بلال کے وجود کو شہزادی میں تبدیل کر دیا، دروازے پر ٹھہرا شخص نظروں کی بغاوت پر غلام میں تبدیل ہوا۔ وہ بہت دور تھی، بہت اونچی تھی۔ وہ پہنچنے کا سوچتا بھی تو سوچ خود رک جاتی۔ نظر ڈالتا بھی تو نظریں خود پھیر لینی پڑتیں۔

اس نے نظریں پھیر لیں۔ صفیہ اس سے الوداع کرتیں کعب تک آئیں۔ اس نے اپنے موبائل کی لائٹ آن کر لی۔ گھر اگلی گلی تک تھا تو وہ پیدل ہی آ گیا تھا

"اچھی لگتی ہے؟"

"ہمیشہ سے" ..

نیچے دیکھتے مرد نے نہیں پوچھا وہ کس کا کہہ رہی تھیں

"لاحاصل لگتی ہے؟"

"اس لئے زیادہ اچھی لگتی ہے "

"وہ تمہارا نصیب ہوئی تو؟ "

"خود کو خوش قسمت سمجھوں گا "

مرد کا سر جھکا ہوا تھا

"مل گئ تو؟ "

"قدر کروں گا "

"نا ملی تو؟ "

"اس کے آگے کیا سوچنا؟ "

صفیہ نے جھکے سر والے لڑکے کی خوش قسمتی کی دعا کی۔ نظر پھیر کر پیچھے دیکھا۔ اٹھی گردن والی لڑکی ہمیشہ سے خوش قسمت رہی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے سے نکلتے موبائل ایک کان سے ہٹا کر دوسرے کان کی طرف منتقل کرتے بدر نے ھریرہ کو ریلنگ کے سامنے کھڑے دیکھا۔ دونوں ہاتھ ریلنگ پر رکھے وہ نیچے دیکھ رہا تھا۔ اُس نے اختتامی کلمات کہتے کال کاٹی پھر ھریرہ کے ساتھ کھڑے ہوتے نیچے دیکھا

نیچے زرق برق لباس پہنے خواتین کا ہجوم تھا۔ یوسف کی مہندی کی تقریب تھی اور بدر عبداللہ نے دل کھول کر پیسہ خرچ کیا تھا۔ پوری حویلی برقی روشنیوں سے نہائ ہوئ تھی۔ ہر طرف لائٹنگ کا انتظام کیا گیا۔ شادی کی تقریب بڑے پیمانے پر رکھی گئ تھی۔ البتہ ھریرہ نا نیچے کی گئ سجاوٹ دیکھ رہا تھا نا خواتین کو۔ اس کی نظر

WWW.NOVELSHUB.PK

نیچے بیٹھی خواتین کے جھرمٹ میں موجود مسکان پر تھی۔ پیلے رنگ کا فراک پہنے وہ سامنے دیکھ رہی تھی، چہرہ لباس سے زیادہ زرد تھا

"وہ ایک دن ٹھیک ہو جائے گی "

ھریرہ چونکا، رخ موڑ کر بدر کو دیکھا جو نیچے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دوبارہ سے رخ موڑ کر مسکان کو دیکھا

"میں نہیں جانتا، لیکن دعا کروں گا وہ ٹھیک ہو جائے "

"میں نے کہا نا ہو جائے گی ھریرہ۔ محبت اتنا بڑا آسیب بھی نہیں ہے جس سے مووآن نا کیا جا سکے "

وہ لاپرواہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈال لئے۔ سیاہ جینز پر اس نے سفید شرٹ پہن رکھی تھی۔ بازوں کہنیوں تک مڑے ہوئے تھے، وہ آج فارمل حلیے میں لگ رہا تھا۔ جیسے وہ مہندی کی تقریب کا حصہ نہیں تھا۔ اس کے بر عکس ھریرہ نے سفید شلوار قمیص پہن رکھی تھی، اوپر سبز رنگ کی واسکٹ تھی۔، پہلی نظر میں ہی معصوم اور پیارے لڑکے کا تاثر ملتا تھا

" آپ کو ہوئی ہے محبت ؟" ھریرہ نے رخ موڑ لیا۔ ریلنگ سے ٹیک لگاتے وہ چہرہ بدر کی طرف کر گیا۔ مسکان کو دیکھ کر اذیت ہوتی تھی

"تم جواب میں کیا سننا چاہتے ہو؟" بدر مسکرایا

"یہی کہ ہاں آپ کو ہوئی ہے محبت "

WWW.NOVELSHUB.PK

"ہاں۔ مجھے ہوئی ہے محبت "اس نے سر کو خم دیا

"اگر وہ آپ کو نا ملی تو؟ آپ کر لیں گے موو آن؟ "

اس کا خیال تھا کہ شاید بدر کی مسکراہٹ اس سوال پر غائب ہو گی لیکن وہ ہنس دیا

"تمہیں لگتا ہے کہ مجھے میری محبت نہیں ملے گی؟ "

"اگر؟ "

"ایسا کبھی نہیں ہوا ھریرہ کہ بدر عبد اللہ نے کچھ چاہا ہو اور اسے وہ نا ملا ہو "

وہ ٹھیک کہہ رہا تھا

"میں چاہوں گا کہ ایسا کبھی نا ہو کہ آپ کچھ چاہیں اور وہ آپ کو نا ملے "

"دعا دے رہے ہو؟ "

"دل سے دے رہا ہوں "

بدر نے کچھ نہیں کہا۔ نظر نیچے جمی رہی۔ چند مردوں کے ساتھ یوسف ٹھہرا تھا۔ کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔ بدر کے دل میں جانے کیوں سکون دوڑا

"آپ اور خولہ ساتھ اچھے لگیں گے "

"جانتا ہوں" ھریرہ کو حیرانی نہیں ہوئی کہ بدر حیران کیوں نہیں ہوا کہ وہ جانتا تھا

"آپ دونوں ساتھ خوش بھی رہیں گے "

"جانتا ہوں" وہ ہنوز نیچے دیکھ رہا تھا

"آپ کا انتخاب اچھا ہے "

"یہ بھی جانتا ہوں "

"لیکن اگر میں کہوں کہ آپ خولہ سے شادی نا کریں تو؟ "

بدر نے رخ موڑ کر ھریرہ کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

"وجہ؟ "

"میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔ "

"مجھے اپنی چاہ مت بتاؤ ھریرہ۔ مجھے وجہ بتاؤ "

ھریرہ کے گلے میں بہت کچھ اٹکا۔ کیا وہ یہ کہہ دے؟ کیا ایک بار پھر سے خود کو جھکا دے؟

WWW.NOVELSHUB.PK

"مسکان سے شادی کر لیں بھائی۔ "

"کیا تم توقع رکھتے ہو کہ میں تمہاری بات مان لوں گا؟" وہ سنجیدہ ہو گیا

"جی "...

"تم غلط توقع رکھتے ہو "

"مجھے آپ پر مان ہے بھائی "

"میں تمہارا مان توڑتا ہوں "

هریرہ کا دل بھی ٹوٹا

"آپ درخواست سمجھ لیں "

"رد کرتا ہوں "

انا مجروح ہوئی اور بری طرح ہوئی

"خواہش "....

"نامکمل رہے گی "

عزت نفس خاک ہوئی اور بری طرح ہوئی

"آپ دونوں ساتھ خوش رہیں گے "

آخری کوشش

"مجھے خولہ کے ساتھ خوش رہنا ہے "

سب ختم !

ھریرہ نے رک کر گہری سانس لی۔مان ٹوٹا تھا، غرور خاک ہوا تھا۔بدر آنکھیں اس پر جمائے اسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ دو قدم آگے کو ہوا

"میں نے یوسف سے بات کی تھی" وہ جھوٹ بول گیا۔کیوں؟وہ جانتا تھا

"کیا؟"ھریرہ تھما

"میں نے اس سے کہا کہ وہ نین تارہ سے شادی نا کرے اور مسکان سے کر لے لیکن اس نے میرا حکم رد کر دیا۔تم نے خواہش کی تھی ھریرہ۔میں نے پوری کرنی چاہی لیکن میں یوسف کو مجبور نہیں کر سکتا تھا "

وہ ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھے ہوئے تھا۔وہ جھوٹ کہہ رہا تھا۔جھوٹ کہتے ہوئے اس کی زبان نہیں لڑکھڑائی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ نے "....

ھریرہ کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے۔ بدر عبد اللہ یکدم بہت اونچا ہو گیا تھا۔ وہ اس کے لئے اپنے بھائی کے سامنے جھکا تھا؟

"ہاں میں نے اس سے بات کی۔ یوسف سے کہا کہ وہ یہ شادی نا کرے لیکن اس نے منع کر دیا۔ اسے تمہاری بہن میں دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے کہا مسکان وہ لڑکی نہیں ہے جسے پسند کیا جائے یا جس کے ساتھ زندگی گزاری جا سکے "

اسے احساس نہیں ہوا اس نے کس قدر سفاک جملوں کا انتخاب کیا تھا۔ ھریرہ خاقان کے دل سے اس لمحے یوسف عبد اللہ اتر گیا

"اس نے یہ کہا؟" وہ بدقت پوچھ سکا

"اسی طرح کچھ کہا۔ مجھے امید نہیں تھی لیکن اس نے مجھے منع کر دیا۔ تم میری طرف سے اپنا دل صاف کر سکتے ہو ھریرہ۔ تم میرے کزن نہیں بیٹے ہو اور ایک باپ اپنی اولاد کے لئے وہ سب کرتا ہے جس سے وہ خوش رہ سکیں۔ میں نے بھی وہ سب کیا اور کرنے کی کوشش کی "

WWW.NOVELSHUB.PK

ھریرہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ بدر ہلکا سا مسکرایا پھر نیچے دیکھا۔ یوسف اب بھی مسکرا رہا تھا۔ اس نے اس مسکراہٹ کے دائمی ہونے کی دعا کی۔ پھر اس نے ھریرہ کو دیکھا، اس کے چہرے پر اذیت تھی۔ اُس نے اس اذیت کے دائمی نا ہونے کی دعا کی

"یوسف کو غلط مت سمجھنا ھریرہ۔ وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہے "

وہ نرمی سے کہتے پلٹ گیا۔ اسے ھریرہ عزیز تھا۔ وہ ھریرہ سے محبت کرتا تھا۔ یوں جیسے ایک باپ اپنی اولاد سے کرتا ہے اور یوں جیسے ایک باپ نہیں چاہتا کہ اس کی اولاد اس سے بدگمان ہو تو وہ جھوٹ بول دیا کرتا ہے۔ بدر عبداللہ نے بھی بول دیا تھا

اور وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا ایک جھوٹ کس قدر غلط ثابت ہونے والا تھا۔ اس ایک جھوٹ نے ھریرہ کے دل سے یوسف کا مقام ختم کر دیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نکاح خواں کے کلمات سنتے بدر نے جو ایک ہاتھ بھی دعا کی صورت اٹھار کھا تھا بے زاری سے چہرے پر پھیر کر نیچے کر لیا۔ یوسف کے چہرے پر دنیا کی خوبصورت ترین مسکراہٹ سجی تھی

"اندر چلیں بیٹا۔ رخصتی کا وقت ہو رہا ہے "

الیاس صاحب کی آواز پر اس نے بے اختیار دروازے کی سمت دیکھا تھا۔ لبوں پر آنے والی مسکراہٹ کو بمشکل دباتے سنجیدگی سے سر ہلا دیا۔ اندر تھوڑی بہت سجاوٹ کر کے گھر کو شادی والا دکھانے کی کوشش کی گئ تھی۔ یوسف کو دو چار لڑکوں نے صوفے پر بٹھا دیا تو وہ ایک طائرانہ نگاہ سارے پر ڈالتے یوسف کی دائیں طرف بیٹھا۔ ایک ٹانگ گھٹنے پر رکھ لی۔ بازوں پیچھے کر لیا۔ نظر ارد گرد گئ۔ ڈھیروں عورتیں، بچے شور، مکمل شادی والا ماحول اور وہ کہاں تھی؟

چند لمحے گزرے اور دلہن کی آمد کا شور اٹھا، اسٹیج کے سامنے بنے کمروں سے سرخ زرتار لہنگے میں ملبوس نین تارہ کو چند لڑکیوں کے جھرمٹ میں اسٹیج کی طرف لے جایا جانے لگا۔ بدر کی نظر نین تارہ پر گئ پھر اس کے ساتھ والی لڑکی پر، جس نے ہلکے آسمانی رنگ کا لمبا فراک پہن رکھا تھا جو اس کے پاؤں تک آتا تھا، بال چوٹی میں بندھے تھے، آنکھوں میں کاجل، ہلکا سا میک اپ،، دو لٹیں گالوں پر گر رہی تھیں، وہ نین کو ساتھ لے کر اسٹیج کی طرف جا رہی تھی۔ اسے لمحے نین کا لہنگا سنبھالتے اس کی نظر بلا ارادہ اس کی طرف اٹھی تھی۔ لمحہ بھر کو اس کی پلکیں لرزیں پھر اس نے رخ موڑ لیا۔ وہ لوگ صوفے کے سامنے آئے تو یوسف کے ساتھ ساتھ بدر بھی بے ساختہ کھڑا ہوا۔ وہ یہ تکلف نہیں کیا کرتا تھا، آج کیا تھا تو خولہ بلال وجہ جانتی تھی۔
مستقبل کے سلطان نے ملکہ کے احترام میں نشست چھوڑ دی تھی

نین تارہ کو یوسف کے ساتھ بٹھاتے وہ کہیں غائب ہو گئ۔ تھوڑی دیر بعد سرخ سجاوٹ سے تیار کردہ گلاس میں دودھ بھر کر چند لڑکیوں کے ساتھ وہ دوبارہ محفل میں موجود تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"ویسے تو گلاس پانچ سو کا ہے اور دودھ ہماری اپنی گائے کا، اس میں بوتل ڈالی ہے وہ مہمانوں کے لئے لی گئی تھی۔ لیکن پھر بھی ہمیں اس کے عوض آپ سے اچھی خاصی رقم چاہئے "

صاف گوئی سے پورا حساب کتاب بتاتے اس نے دودھ کا گلاس ہاتھ میں پکڑے یوسف کو مخاطب کیا تو وہ ہلکا سا ہنس دیا

"ہماری حویلی میں اس سے تھوڑا سا زیادہ ذائقے والا دودھ بھی موجود ہے۔ تکلف مت کریں خولہ، ہم وہیں سے پی لیں گے "

"پھر آپ یہاں سے ایک خوف کے ساتھ اٹھیں گے یوسف بھائی۔ کیونکہ ہمارے بڑے بزرگ جن میں ابھی دادی زندہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ دودھ نا پینے سے میاں بیوی میں جھگڑے ہوتے ہیں "

"اچھی منطق ہے "یوسف کی دائیں طرف بیٹھا بدر سر جھکٹتے مسکرا کر بولا تو خولہ نے سنجیدہ نظر اس پر ڈالی

"روایات ہیں۔ یوسف بھائی نکالیں رقم "

"کتنے چاہئیں...؟ "

جواب بدر کی طرف سے آیا تھا۔ خولہ کا گال ہلکا سا سرخ پڑا (کاش یہ محترم نظریں پھیر لیں۔ کاش)

"یوسف بھائی سے مانگا تو پچاس ہزار تک مانگیں گے، بدر صاحب تک بات گئی تو لاکھ تو مانگ ہی لینا خولہ "

پیچھے سے کوئی چچی ہنستی ہوئی بولیں تو خولہ کی آنکھیں چمکیں

" دے دیں پھر پوچھنے والے لاکھ "

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ جیب میں ہاتھ ڈال چکا تھا۔ بنا گنے جتنی رقم ہاتھ میں آئی وہ خولہ کی طرف بڑھادی۔ وہ پل بھر کو تھمی، پھر رقم لے لی

" جلدی رسمیں ختم کرلیں محترمہ۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے "

اب کے وہ سنجیدگی سے کہتا اٹھا تو خولہ نے کاندھے اچکاتے گلاس یوسف کی طرف بڑھادیا۔ بدر ان سے دور ہٹا فون کان سے لگائے کسی کو سن رہا تھا۔ چند لمحے بات ہوتی رہی پھر وہ موبائل بند کرتے پلٹا تو خولہ اسی طرف آرہی تھی۔ اس نے موبائل جیب میں ڈالتے ہاتھ پشت پر باندھے۔ لب خود بخود مسکرا اٹھے

" یہ آپ اپنے پیسوں کا رعب جمارہے تھے ہم پر؟ پچاس ہزار نکال لئے ہیں باقی رکھ لیں "

اس نے سنجیدگی سے کہتے ہاتھ میں تھامی رقم بدر کی طرف بڑھائی۔ اس نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا

" رکھ لو خولہ۔ جتنی خوبصورت تم لگ رہی ہو اتنا تو میں تمہارا صدقہ اتار دوں آج "

خولہ بلال کے گال سرخ قندھار ہوئے

" مجھ سے ایسی گفتگو کرنے سے پرہیز کریں "

"آپ کا تابعدار ملکہ "اس نے سر جھکایا پھر نظر اٹھائی "ایسی گفتگو ہم مستقبل پر رکھ چھوڑتے ہیں "

)بدتمیز انسان (!

اس نے گڑبڑا کر رخ موڑا۔ سب لوگ اسٹیج پر متوجہ تھے جہاں کوئی رسم چل رہی تھی۔ اسے وہیں جانا چاہیے۔ ابھی قدم اٹھے ہی تھے جب اسے بدر کی آواز سنائی دی

"ہم دوسری مرتبہ تمہارے گھر کب آئیں؟ "

"دوسری مرتبہ ؟" وہ پلٹ کر نا سمجھی سے بولی

"دوسری مرتبہ ؟ "

"اب تو آپ کی رشتے داری ہے۔ جب آئیں، مرضی "

"میری نہیں یوسف کی رشتے داری ہے۔ میں رشتے داری بنانے کب آؤں؟ "

اسے اب جا کر بات سمجھ آئی۔ زبان تالو سے چپک گئی

"ابھی۔۔۔تو۔۔۔وہ "

ایک اسی موضوع پر، ایک اسی شخص کے سامنے زبان گنگی ہو جاتی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"اب تو تمہارا حکم بھی مان لیا میں نے" وہ مسکرا رہا تھا۔ خولہ نے تھوک نگلا

"پہلے الیکشن جیت جائیں "

"میں نے کہا نا تخت میرا ہے "

"مجھے آپ سے تخت نہیں چاہئے "

"کچھ اور؟ تم مانگ سکتی ہو۔ اگر یہ قدیم دور ہے تو میں بادشاہ کی بیٹی کی ہر خواہش پوری کرنے کو تیار ہوں "

کیا کسی نے اسے بتایا تھا جب وہ ہاتھ پشت پر باندھے سرمئی آنکھوں سے کسی کو دیکھ کر مسکراتا تھا تو کتنا پیارا لگتا تھا؟۔ خولہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر نظر نین تارہ پر گئیں۔ وہ ابھی روئی اور بس روئی۔ وہ کچھ نین تارہ کو دیکھتی رہی۔

"مجھے ایک جان چاہئے"

اس کا لہجہ سفاک ہوا۔ بدر کو اس شرط کی امید نہیں تھی۔ اسے سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے پھر ابرو اچکائے

"جان چاہئے مطلب؟ "

"مطلب یہ کہ...." وہ رخ واپس بدر کی طرف موڑتی بے تاثر لہجے میں کہنے لگی "میں چاہتی ہوں کہ میں ایک انسان کا قتل کروں اور جیل نا جاؤں "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ سنجیدہ تھی لیکن بدر پھر بھی ہنس دیا

"اچھا مزاق ہے "

"میں سنجیدہ ہوں "

"تم سنجیدگی میں بھی اچھا مزاق کرلیتی ہو۔ میں متاثر ہوا ہوں" اس نے بات مزاق میں اڑائی۔ اس بار وہ کچھ نہیں بولی۔ یہ گفتگو پھر کبھی صحیح۔ وہ نین تارہ کو دیکھ رہی تھی

"آپ کا بھائی میری بہن کو خوش رکھے گا نا؟ "

"میرا باپ ایک بے وفا انسان تھا۔ نا اس نے میری ماں سے وفا کی، نا یوسف کی ماں سے" وہ بھی ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ ٹاہلی کے نیچے کا حصہ اندھیرے میں تھا تو یہاں کسی کی نظر پڑ بھی جاتی تو وہ دونوں نظر نا آتے" میں ایک اچھا انسان نہیں ہوں، میں قبول کرتا ہوں لیکن میں ایک اچھا شوہر بنوں گا، ایک اچھا باپ بنوں گا، یہ میں جانتا ہوں، جس دن یوسف نے کہا کہ وہ تمہاری بہن سے وفا کرنا چاہتا ہے اس دن میں نے جانا کہ وہ بھی میرا عکس ہے۔ وہ اچھا انسان ہے خولہ۔ اس کے اندر شر نہیں ہے۔ اس کے اندر وفا ہے۔ وہ تمہاری بہن کو خوش رکھے گا "

وہ اتنا بڑا جملہ بول گیا کہ اختتام پر اس نے خود کو خود ہی داد دی۔ خولہ اب بھی نین تارہ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بدر کی گفتگو سے متاثر نہیں ہوئی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"نین نے بہت غم دیکھے ہیں۔اس کی دو مرتبہ شادی ٹوٹی ہے۔وہ شاید پہلے جیسی امیدیں نہیں رکھتی لیکن پہلے جیسا خوف اب بھی اس کے اندر ہے "

"دو مرتبہ کیسے ٹوٹی ؟"اسے اس نین تارہ نامے میں دلچسپی نہیں تھی۔اسے ان رسومات میں بھی دلچسپی نہیں تھی۔جس عورت میں تھی اس سے گفتگو کو طویل کرنے کو وہ ہر فضول گفتگو سن سکتا تھا

"وہ میرے بھائی کی منگیتر تھی "

"اوہ....وہی جسے قتل کر دیا گیا تھا؟ "

"جی..."اس کی آواز دھیمی ہوئی"وہ آج ہوتا تو یہاں ہوتا۔نین کے ساتھ وہ اچھا لگتا تھا۔۔وہ خوبصورت مرد تھا۔نین اور اس کی جوڑی اچھی لگتی تھی "

"بہر حال تم اپنے بھائی سے زیادہ پیاری ہو"اس نے تبصرہ کیا تھا۔خولہ کو پسند نہیں آیا

"وہ زیادہ پیارا تھا "

"میں اعتراض کرتا ہوں "

"کیونکہ آپ نے اُسے دیکھا نہیں ہے "

"میں اعتراف کرتا ہوں۔ لیکن دیکھنے کے بعد بھی میری رائے وہی رہے گی" وہ جیسے اپنے فیصلے پر قائم تھا۔ خولہ کو اچھا نہیں لگا

" آپ یہاں رکیں دو منٹ، میں رجب کی تصویر لے کر آتی ہوں پھر بتایئے گا "

وہ بنا بدر کا جواب سنے اندر کی طرف بھاگی۔ اب کہ اس کے چہرے پر ناگواری آئی۔ اب کیا وہ یہاں کھڑے ہو کر تصویر دیکھ کر بتائے کہ وہ ایرا غیرا خولہ سے زیادہ پیارا تھا؟ خولہ تھی پیاری تو بات ختم۔ لیکن یہ عورت اس سے وہ کام بھی کروا لیتی تھی جو کوئی دوسرا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ایک منٹ گزرا تھا جب اسے وہ اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ اس نے چہرے کے تاثرات درست کئے۔ خولہ کچھ جوش سے اس کی طرف آرہی تھی۔ ہاتھ میں تصویر تھی جو اس نے بدر کی طرف بڑھائی

"یہ دیکھیں۔ یہ بھائی ہے۔ مجھ سے زیادہ پیارا ہے نا؟ "

بدر نے تصویر کو دیکھا پھر خولہ کو

"مجھے یہاں سوائے اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آرہا "

"اوہ..." وہ ہنسی "اپنے موبائل کی لائٹ آن کر لیں" وہ چاہتی تھی وہ جلدی سے اس کے بھائی کو دیکھ کر کہے کہ رجب بلال زیادہ پیارا ہے۔ بدر نے زبردستی مسکراتے موبائل نکالا، ٹارچ آن کی پھر تصویر پر ڈالی

WWW.NOVELSHUB.PK

سبز لباس والی خولہ جس کے سر پر دوپٹہ تھا وہ ایک لڑکے کے ساتھ ٹھہری تھی، چہرے پر شرارتی مسکراہٹ تھی، لڑکے کا لباس سفید تھا، رنگت سرخ و سفید، خولہ جیسے نقوش، وہ مسکرا رہا تھا لیکن ایک ہاتھ پیچھے رکھا تھا جو خولہ کے سر پر تھا اور دو انگلیاں اٹھا رکھی تھی

"یہ ہم نے منشی چچا کے بیٹے کی شادی پر بنوائی تھی۔ تین سال پرانی ہے۔ چچا نے فریم کروا کر دی" اس نے تصویر کو دیکھتے بدر کو دیکھا جو غور سے تصویر کو دیکھ رہا تھا، وہ کچھ کہنے لگی جب کہیں سے آواز ابھری

"خولہ "...

خولہ نے جھٹ تصویر کھینچی، فریم بدر کے ہاتھوں سے پھسل گیا

"چچی بلا رہی ہیں۔ رخصتی کا وقت ہو گیا ہو گا" وہ تیزی سے اندر کی طرف جا رہی تھی۔ تصویر رکھ کر اسٹیج کی طرف بڑھتے اس نے دیکھا کہ بدر موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ ماتھا مسلتے ہوئے وہ یوسف کو دیکھ رہا تھا، نظریں عجیب تھیں۔ چہرے پر کچھ اس سے زیادہ عجیب سا تھا۔ خولہ نے رخ موڑ لیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جانے وہ کون سی خواتین تھیں جو اسے کمرے میں بٹھا کر گئی تھیں۔ لیکن ان کے جاتے ہی اسے عجیب گھبراہٹ ہونے لگی۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ کمرے میں اچھی خاصی سجاوٹ کی گئی تھی۔ پورا کمرہ

WWW.NOVELSHUB.PK

سرخ اور سفید گلابوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ بیڈ کے وسط میں بیٹھی انگلیاں مروڑتی بار بار کمرے کو دیکھتی۔ بیڈ کے سامنے وارڈروب تھی۔ دائیں طرف واش روم کا دروازہ تھا۔ بائیں طرف صوفے پڑے تھے۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ یکدم ڈر کر اچھلی پھر یوسف کو دیکھ کر سانس بحال کیا

"السلام علیکم مسز یوسف عبداللہ "

وہ مسکراتے ہوئے اندر آرہا تھا۔ نین تارہ نے کچھ گھبراتے ہوئے زیر لب سلام کا جواب دیا

" آئی ایم سوری۔ آپ کو انتظار کرنا پڑا" سفید شیروانی اتارتے، صوفے پر رکھتے وہ نیچے پہنی سفید قمیص کے بازوں موڑتا اس کے سامنے آبیٹھا" دوستوں نے روک لیا تھا دراصل "

وہ چپ چاپ بیٹھی رہی۔ نا دل میں کوئی احساس ابھرا تھا نا کوئی خوشی۔ یوسف نے گلا کھنکارتے جیب سے ایک سرخ ڈبی نکالی پھر اسے کھولا۔ اندر چھوٹی سی سفید رنگ کی انگوٹھی رکھی تھی۔ ہیرے کی بیش قیمت انگوٹھی ۔اس نے وہ نکالی پھر اپنا ہاتھ آگے کیا۔ نین تارہ کچھ دیر اس کے ہاتھ کو دیکھتی رہی پھر جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی پر رکھا۔ یوسف نے وہ انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنائی۔ کچھ دیر اس کے مہندی لگے ہاتھوں کو دیکھتا رہا

"آپ کا شکریہ کہ آپ نے یوسف عبد اللہ کو اپنی زندگی میں قبول کیا۔ میں جانتا ہوں آپ مجھ سے محبت نہیں کرتیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ یہاں ہیں یہ کافی ہے۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں یہ کافی ہے۔ میں اچھا انسان نہیں ہوں لیکن کوشش کروں گا کہ آپ کے لئے اچھا جیون ساتھی بن سکوں "

نین تارہ نے جھکی نگاہیں اٹھائیں۔ وہ اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا

"ایک بات پوچھوں؟ "

وہ کچھ جھجک کر گویا

"حاضر "...

"آپ... میں نے آپ کو انکار کیا تھا۔ کیا اسی وجہ سے آپ..."وہ رک گئی۔ یوسف کی نظریں اٹھیں۔ وہ جان گیا وہ کیا پوچھنا چاہ رہی تھی۔ وہ ہلکا سا ہنس دیا

"یہ انا نہیں ہے نین۔ محبت ہے۔ میں نے آپ کے انکار۔ کہ ضد میں نہیں، اپنی محبت کی چاہ میں آپ سے شادی کی۔ محبوب لوگوں کے سامنے کیسی انا؟ "

وہ مزید کچھ کہتا جب دروازہ بجا۔ یوسف ٹھٹکا۔ ابرو سکیڑے۔ پھر نین تارہ کا ہاتھ چھوڑتا اٹھا۔ دروازہ کھولا تو سامنے ملازم ٹھہرا تھا

"کیا ہوا؟ "

"آپ کو بدر سر اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں "

یوسف کے ماتھے پر شکنیں ابھریں

"سب ٹھیک ہے ؟ "

"میں نہیں جانتا۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں "

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ "

وہ ملازم کو ہٹتے دیکھ اندر آیا پھر پریشانی بیٹھی نین کو دیکھا

"آپ چینج کرلیں۔ ان کمفرٹیبل ہو رہی ہوں گی۔ میں بدر بھائی کی بات سن کر آتا ہوں "

نین تارہ نے سر ہلا دیا تو وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیوں سے آگے آخری کونے پر بدر کا کمرہ تھا۔ وہ کچھ پریشانی سے بدر کے کمرے تک آیا پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ کوئی جواب نا آیا تو وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔ کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔ اندھیرے کے ساتھ سگار کا دھواں اور بو، وہ دروازہ کھلا چھوڑتا اچھنبے سے آگے آیا۔ بدر کمرے میں نہیں تھا۔ یوسف کو اس قدر دھوئیں میں سانس لینے میں دشواری محسوس ہوئی

بدر کہاں تھا؟

وہ کچھ دیر وہیں رکا رہا پھر پلٹنے ہی لگا جب پیچھے سے آواز آئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم نے کہا تم دس سال کے تھے جب یہاں اس حویلی میں آئے تھے "یوسف دھیرے سے پلٹا۔ اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں کھڑکی کے سامنے پڑی ریوالونگ چیئر پر بیٹھے بدر کی آواز بمشکل اس تک آئی۔ وہ کچھ آگے کو ہوا "میں اس وقت سولہ سال کا تھا یوسف۔ سولہ سال کی عمر میں، میں نے پہلی بار تمہارے منہ سے اپنے لئے بھائی کا لفظ سنا تھا۔ بابا نے تم سے کہا بدر سے وفادار رہنا، بابا نے مجھ سے کہا کہ یوسف کی وفاداری پر یقین کرنا " جھولتی راکنگ چیئر رکی۔ یوسف کے گلے میں گلٹی ابھری۔ پھر اس نے بدر کو اٹھتے دیکھا۔ اس کا وجود کھلی کھڑکی کی روشنی میں نظر آیا۔ ماتھے پہ بکھرے بال، ہونٹوں پہ جمی سیاہی، اور اس کی سرمئی آنکھیں جو سرخ تھیں۔ وہ قدم قدم چلتا یوسف کے سامنے آیا "میں نے یقین کر لیا تھا یوسف عبداللہ مجھ سے وفادار رہے گا۔ میں نے یقین کر لیا "

اس کی آواز میں ٹھنڈک تھی۔ آگ، سرد لہجہ، یوسف نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری

"بھائی "....

"جب گیارہ سال کی عمر میں تم نے میرے کمرے سے میری تین برانڈڈ شرٹس لی تھیں اور الزام کسی ملازم پر لگایا میں نے تب بھی تم پر یقین کر کے اس ملازم کو سب کے سامنے کوڑے مارے تھے۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ یوسف مجھ سے جھوٹ بول سکتا ہے لیکن مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ جب پندرہ سال کی عمر میں پھٹے ہونٹوں کے ساتھ تم نے سکول سے آکر مجھے بتایا تھا کہ کسی لڑکے نے تمہیں مارا ہے اور میں نے اگلے دن اس لڑکے کا سر پھاڑا تھا تب بھی میں نے تمہارا یقین کر لیا تھا، باجود اس کے کہ میں جانتا تھا تم جھوٹ بول

رہے ہو، میں نے تمہارا یقین کر لیا تھا یوسف کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم مجھ سے جھوٹ بول سکتے ہو لیکن مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے "

اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ تھے، آنکھیں سرد، وہ بدر عبداللہ نہیں تھا، وہ کوئی اور تھا۔ یا شاید وہ بدر عبداللہ کا دوسرا روپ تھا

"میں "....

"تم نے پہلی بار مجھ سے بڑا سچ کب بولا تھا یوسف؟ جب اکیس سال کی عمر میں پہلی بار تم میرے ساتھ آفس گئے اور میں نے تمہیں فارن ڈیلنگ کی ذمہ داری دی۔ کیا تمہیں یاد ہے یوسف؟ تم نے وہ ڈیل گنوادی، تب زندگی میں پہلی بار تم نے مجھ سے سچ بولا کہ وہ ڈیل تمہاری وجہ سے ضائع ہوئی ہے۔ وہ پہلا سچ تھا یوسف۔ اس دن میں نے تم پر واقعی بھروسہ کرنا سیکھ لیا۔ اس دن میں نے واقعی یقین کر لیا کہ یوسف عبداللہ بدر عبداللہ کو دھوکہ نہیں دے گا "

وہ یوسف کے سامنے کھڑا تھا۔ آنکھیں خون جھلکا رہی تھیں۔ وحشت ناک، یوسف نے سر نفی میں ہلایا پھر رک کر سانس لی

"آپ ".....

"خولہ بلال کا بھائی کون ہے یوسف؟ "

یوسف عبد اللہ کے سارے الفاظ چھین لئے گئے۔وہ یک ٹک بدر کو دیکھنے لگا۔تو کیا وہ جان گیا تھا؟

"بھا "...

"میں نے پوچھا خولہ بلال کا بھائی کون ہے؟ "

وہ دھاڑا۔یوسف نے آنکھیں بند کیں پھر کھولیں

"رجب بلال "...

"اور رجب بلال کون ہے؟ "

اس کی آواز میں پہلے سے زیادہ ٹھنڈک اتری۔دروازے سے گزرتا ھریرہ اس کی آواز پر لمحہ بھر کو رکا پھر اچھنبے سے اندر آیا

"سب خیریت ہے؟ "

بدر اور بدر کے سامنے کھڑا یوسف۔یوسف کے سامنے کھڑے بدر کے چہرے کے تاثرات۔وہ ٹھٹکا

"میں نے پوچھا رجب بلال کون ہے یوسف؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے۔پشت پر بندھے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں۔ سرمئ آنکھیں یوسف پر جمی تھیں۔یوسف پر جمی سرمئ آنکھوں میں سرخی تھی۔ آگ۔اس آگ کو دیکھتا یوسف عبداللہ۔ اسے ایک جواب دینا تھا اور سب خاک، سب راکھ

"وہی جسے تین سال پہلے قتل کیا گیا تھا "

"اور تم یہ بات کب سے جانتے ہو یوسف عبداللہ ؟ "

سب خاک ؟سب راکھ ؟

"منشی کی بیٹی کی شادی پر ہونے والی ملاقات سے۔ آپ کی خولہ سے دوسری ملاقات "

اس نے سب خاک ہونے دیا۔سب راکھ کر دیا۔بدر کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ دیکھتا رہا پھر پشت پر بندھے ہاتھ جدا ہوئے اور ایک ہاتھ کی مٹھی یوسف کے گال پر پڑی۔وہ لڑکھڑایا۔ پھر گال پر ہاتھ گیا۔ ھریرہ صدمے سے وہیں جم گیا

"لعنت ہو تم پر یوسف، لعنت ہو "

وہ آگے بڑھا اور گریبان سے یوسف کو پکڑا، اس نے کچھ نہیں کہا۔ کوئ مزاحمت نہیں۔ آگے بڑھتا ھریرہ وہیں رک گیا۔اس نے زندگی میں پہلی بار بدر کو اس قدر غصے میں دیکھا تھا۔اس قدر غصہ جیسے وہ ہر شے کو آگ لگا دے گا

"میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا بھائی "

اس نے اپنی آنکھیں بدر کی سرخ آنکھوں میں ڈالیں۔ آواز دھیمی ہو گئی۔ یہ احترام نہیں تھا۔ یہ شرمندگی تھی

"تم نے مجھ سے چھپایا۔ تم نے چھپایا یوسف۔ ہمت کیسے ہوئی مجھے دھوکہ دینے کی؟ "

وہ غرایا۔ دل کیا یوسف کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے

"بھائی۔ ہوا کیا ہے؟ "

ھریرہ نے بلا آخر مداخلت کی

"یہ انسان۔ جو خود کو میرا بھائی کہتا ہے اور وفاداری کا دعویٰ کرتا ہے یہ مجھ سے چھپاتا رہا۔ یہ جانتا تھا خولہ رجب کی بہن ہے۔ یہ جانتا تھا کہ میں خولہ میں دلچسپی لے رہا ہوں، یہ جانتا تھا کہ میری دلچسپی محبت میں بدل رہی ہے۔ یہ جانتا تھا نین تارہ رجب کی منگیتر تھی۔ اور اس نے مجھے اُس کے گھر رشتہ لینے بھیجا۔ یہ ہے تمہاری وفاداری؟ "

اس نے یوسف کے گریبان کو جھٹکا دیا

"میں نے آپ کو دھوکہ نہیں دیا بھائی "

گال سے رستے خون نے درد نہیں دیا تھا۔ درد بدر عبداللہ کے الفاظ نے دیا تھا

"یہ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے ؟" اس نے جھٹکے سے یوسف کا گریبان چھوڑا "تم جانتے تھے میں خولہ کو پسند کرتا ہوں۔ تم نے پھر بھی سچ چھپایا۔ تم جانتے تھے رجب کا قاتل کون ہے، تم نے پھر سچ چھپایا۔ تم جانتے تھے یوسف کہ خولہ کے بھائی کو کس نے قتل کیا ہے۔ تم جانتے تھے "

اس کی آواز غیر انسانی لگ رہی تھی۔ غراہٹ نما۔ سب تہس نہس کر دینے والی

"بھائی، بات کیا ہے ؟ خولہ کے بھائی کے قتل کا ان سب سے کیا تعلق ؟" ھریرہ کو اس سب کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ برا ہوا نہیں آئی تھی

اور پھر کمرے میں رکھے صوفے، ہوا سے ہلتے پردے، اور باہر نکلے چودھویں کے چاند نے بدر عبداللہ کی آواز سنی۔ اس کی زبان سے چند الفاظ نکلے۔ وہ الفاظ جنہوں نے کہانی میں بدر عبداللہ کا مقام تبدیل کر دیا۔ وہ الفاظ جنہوں نے بدر عبداللہ کا کردار تبدیل کر دیا۔ وہ الفاظ جنہوں نے بتایا کہ وہ کہانی کا سفید نہیں سیاہ کردار تھا

"کیونکہ اُس کے بھائی کو میں نے قتل کیا تھا۔ خولہ بلال کے بھائی کو میں نے قتل کیا تھا "

وہ غرایا۔ ھریرہ کی سانس سینے میں اٹک گئی۔ یوسف کی آواز سینے میں ہی اٹکی ہوئی تھی

"بھائی..." وہ ششدر تھا۔ ھریرہ خاقان ششدر تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

" تین سال پہلے، اس لڑکے کو جس کی تصویر آج وہ مجھے دکھا رہی تھی اسے میں نے مارا تھا حریرہ۔ رجب بلال کو بدر عبداللہ نے مارا تھا "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تین سال قبل !

صبح کے بعد کا وقت تھا جب آسمان پہ اڑتے پرندوں کے غول کی پگڈنڈی پر بیٹھے اُس لڑکے پر نظر پڑی، بھورے رنگ کی شلوار قمیص پہنے اُس نے پاؤں نالے میں ڈال رکھے تھے جو پانی سے خالی تھا۔ اس کے ہاتھ میں گنا تھا جسے وہ دانتوں سے چھیل کر کھا رہا تھا۔ رنگت سرخ و سفید تھی، بال شہد رنگ تاثر دیتے تھے، آنکھیں بھوری تھیں، چمکتی ہوئی، زہین، باغی

اور وہ آنکھیں سامنے دیکھ رہی تھیں جہاں وہ انیس سالہ لڑکی پوری قوت صرف کئے ٹاہلی کے درخت کی بڑی سی لکڑی جس پر کئ شاخیں تھیں وہ اٹھائے فصل میں چلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ زمین پر جا بجا گائے کا سوکھ چکا گوبر بکھرا ہوا تھا جسے خولہ بڑی سی لکڑی گھسیٹ کر برابر کرنے کی کوشش کر رہی تھی (یہ فصل کے لئے کھاد کی طرح کام کرتا ہے، کھاد جتنا تو نہیں لیکن اس سے کم فائدہ دیتا ہے، بعض دیہاتوں میں زمینوں پر فصل لگانے سے پہلے خشک گوبر زمین پر کھاد کی طرح دیا جاتا ہے)، آدھی فصل پر برابر کئے گئے گوبر اور لڑکے کے گیلے مٹی والے پائنچے دیکھ کر لگتا تھا کہ تھوڑی دیر پہلے تک وہ یہی کام کرتا رہا ہے

WWW.NOVELSHUB.PK

دفعتاً لڑکے کو کھٹکا سا محسوس ہوا، وہ تیزی سے سیدھا ہوا، ہاتھ جیب پر گیا پھر پیچھے سے آتے لڑکے کو دیکھ کر ہاتھ واپس ہٹایا اور دوبارہ سکون سے بیٹھ گیا

"تم سے زیادہ ظالم بھائی میں نے آج تک نہیں دیکھا رجب "

وہ کعب عباس تھا۔ نیلی جینز پر اس نے سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی اور وہ افسوس سے سر ہلاتے رجب تک آرہا تھا جس نے اس کی بات سن کر نظر انداز کی تھی

"یہاں کیا کر رہے ہو تم؟ "

"امی نے گاجر کا حلوہ بنایا ہے اور کیونکہ میرے علاوہ ان کی دو اولادیں اور بھی ہیں تو تم دونوں کو بلا رہی ہیں" وہ رجب تک آتا رکا پھر ابرو سکیڑے "ہر جگہ یہ چھرا ساتھ لے کر جانا ضروری ہے؟ "

وہ رجب کے ساتھ رکھی چھری کو دیکھتا منہ بنا کر بولا

"خولہ کا ہے۔ میرا ہتھیار میرے پاس ہے "اس نے جیب تھپتھپائی۔ اندر سیاہ ریوالور رکھا تھا۔ نظر اب بھی سامنے جمی تھی

"دونوں بہن بھائی ہتھیار یوں ساتھ رکھتے ہیں جیسے کروڑوں کے ہیرے پاس ہوں "وہ ترخ کر کہتے پگڈنڈی کے اس پار گیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ اپنے لئے رکھتی ہے اور میں خولہ کے لئے رکھتا ہوں۔ خبر دار جو تم اس کی مدد کے لئے گئے، رکو یہیں "

وہ کعب کو خولہ کی طرف بڑھتا دیکھ سختی سے بولا تو کعب کو رکنا پڑا

"سردی دیکھی ہے ؟زمین جم رہی ہے۔ تمہاری غیرت زمین سے زیادہ جم چکی ہے۔ کون اپنی بہن سے کھیتوں میں کام کرواتا ہے ؟ "

"اسے سیکھنے دو تاکہ آگے ضرورت پڑنے پر اسے سہاروں کی ضرورت نا پڑے۔ بیٹھو یہاں چپ کر کے "

اُس نے کعب کو گھورا

"تمہاری غیرت مر چکی ہے لیکن میری زندہ ہے۔ میں اپنی اکلوتی مسات کو کھیتوں میں کام کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا "

وہ افسوس سے کہتا خولہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا (ہاں اب وہ خولہ کو نہیں دیکھے گا)

"خالہ کیسی ہیں ؟" گنے کو چھیلتے اس نے ایک نظر خولہ پر ڈالی جو کعب کو اپنی طرف آتے دیکھ زرا سست ہوئی تھی دوبارہ سے منہ بناتے لکڑی گھسیٹنا شروع کر دی

"مجھے طعنے مار رہی تھیں اور تمہاری تعریف کر رہی تھیں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"تو جاب ڈھونڈو کوئی۔ کب تک بے روزگاروں کی تعداد میں اضافے کا سبب بنو گے ؟ "

"تم کون سا کمار ہے ہو؟" وہ تپ کر گویا ہوا پھر یکدم جیسے کچھ یاد آیا "یونیورسٹی ڈیپارٹمنٹ میں جاب کا کیا بنا؟ "

"منع کر دیا "

"کیوں ؟" کعب چیخا

"تم جانتے ہو میں نے ایگریکلچر جاب کے لئے نہیں کیا تھا" وہ سنجیدہ لگ رہا تھا

"بالکل۔ تم نے یہاں گاؤں میں زمینوں کے کیڑے مارنے کے لیے یونیورسٹی میں خواری کی تھی" کعب کو اس کے فیصلے سے زرا خوشی نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ جانتا تھا رجب شروع سے گورنمنٹ جاب نہیں لینا چاہتا تھا

"کیڑے مارنے کے لیے نہیں، کیڑوں کے مالکان کے خلاف لڑنے کے لئے "اس نے خولہ پر سے نظریں ہٹا کر کعب کو دیکھا" میں نے بدر عبداللہ کے خلاف کیس دائر کیا ہے "

وہ اتنے پر سکون لہجے میں بولا تھا کہ پل بھر کو کعب اسے دیکھ کر رہ گیا پھر جب احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا تھا تو جھٹکے سے آگے کو ہوا

"تم نے .... بدر عبداللہ کے خلاف کیس؟" آواز بمشکل اس کے حلق سے نکلی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"ظاہر ہے اپنے باپ کے سارے کام اب بدر عبداللہ سنبھال رہا ہے تو اسی کے خلاف کیا ہے "

"اور تم یہ بات یوں بتا رہے جیسے ان سے جا کر شرافت سے اپنی زمین واپس مانگی ہو؟ عقل ہے تمہارے اندر ؟ جانتے بھی ہو کتنی پہنچ ہے ان لوگوں کی؟" اسے غصہ آیا اور انتہا کا آیا

"وہ زمین میرے باپ کی تھی کعب، میں اس کا ایک ٹکڑا بھی ان لوگوں کو نہیں دوں گا۔ پہلے بات چیت ہی شروع کی تھی لیکن سرخ حویلی کے مکین ہم جیسے کیڑے مکوڑوں سے نہیں ملا کرتے تو اب بات قانون تک جائے گی "

وہ خولہ کو ان کی طرف آتے دیکھ اٹھ کھڑا ہوا۔ کعب نے نظر اٹھائی

"خولہ جانتی ہے یہ بات؟ "

"اسے بھنک بھی پڑی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا" سخت نظروں سے کعب کو گھورا

"کس چیز کی بھنک پڑی؟ "

تین سال قبل کی خولہ بلال، گہرے نیلے رنگ کی شلوار قمیص میں ملبوس، اوپر سیاہ رنگ کی جیکٹ جیسی کعب نے پہن رکھی تھی (رجب کی قبضہ کر کے ہتھیائی گئی)، پاؤں میں سیاہ جوگر پہنے وہ تھوڑی سی معصوم، مخلص اور نرم لگتی تھی، آنکھیں تب بھی باغی تھیں

"یہی کہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن کرا دیا ہے تمہارا، اگلے ماہ سے جا رہی ہو تم ہوسٹل "

وہ جو رجب کے ہاتھ سے پانی لے رہی تھی کعب کی بات سن کر شاکی نظروں سے بھائی کو دیکھا

"آپ کی اگلے ماہ شادی ہے "

"تو؟ "

"تو میں اپنی بھابھی کے ساتھ وقت کیسے گزاروں گی؟" اسے صدمہ لگا تھا

"وہ بیس اور تم انیس کی ہو۔ پچھلے انیس سالوں سے ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزار رہی ہو مزید کتنا گزارنا ہے؟ "

خولہ سے کہتے سنجیدہ لگتے رجب نے نیچے پڑا اس کا چھرا اٹھایا، پھر اس کی شال اٹھا کر اسے دی تو وہ خفا نظروں سے دیکھتی ہنہہ کرتی آگے بڑھ گئی، رجب نے ٹھنڈی سانس بھر کر کعب کو دیکھا، وہ شانے اچکا گیا

بھگتو اب !

"خولہ "...

"مر گئی خولہ "

"مارنے والی خولہ مر کیسے گئی؟ "

رجب مسکراہٹ دباتا اس کے ساتھ چلنے لگا، کعب رجب کے ساتھ تھا، وہ اس کا چھوڑا گیا گنا کھا رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"بات نا کریں مجھ سے۔ سوتیلے بھائی لگتے ہیں کبھی کبھی مجھے تو آپ میرے "

"ہیں نا مسات؟ مجھے بھی یہی لگتا ہے" گنا کھاتے کعب نے تبصرہ کیا

"مجھے تو یقین ہے۔ یہ بتاؤ کعب، جس دن تم دونوں پیدا ہوئے تھے کہیں غلطی سے ڈاکٹر نے امی کی اولاد خالہ اور خالہ کی اولاد امی کو تو نہیں دے دی تھی؟ پتا کرواؤ کیا معلوم تم میرے بھائی ہو؟" اس نے کچھ جلے بھنے اور پر سوچ انداز میں سوال کیا تھا لیکن گنا کعب کے حلق میں پھنس گیا۔ مٹھاس زہر میں تبدیل ہوئی۔ فوراً سے منہ میں موجود گنے کو چباتے تپ کر ایک نظر خولہ پر ڈالی

"ایک گھنٹہ پہلے پیدا ہوا تھا یہ مجھ سے۔ زبردستی بھائی مت بناؤ مجھے اپنا "

"یار۔ چپ کر جاؤ تم دونوں۔" رجب جھنجھلایا " خولہ، تمہارا بھلا ہی چاہ رہا ہوں، غصہ کیوں کر رہی ہو؟ "

"بھلا نہیں آپ زیادتی کر رہے ہیں" اس نے چہرہ رجب کی طرف موڑ کر دکھانا چاہا کہ وہ خفا ہے

"جو غلط ہو گیا وہ صحیح کر رہا ہوں۔ ایک سال ضائع کر چکی ہو تم۔ ایف اے کے بعد پورا ایک سال خولہ "

"ضائع کس کی وجہ سے ہوا تھا؟ آپ کو یاد ہو تو آپ کے ہی کہنے پر میں درخت پر چڑھ کر لکڑیاں کاٹ رہی تھی جب نیچے گری تھی اور بازوں ٹوٹ گیا تھا "

گنا کھاتے کعب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔ اس نے وہ منظر براہ راست دیکھا تھا۔ اس کا ہنسنا بجا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم دوبارہ ہنس کر دکھاؤ، دانت توڑ دوں گی تمہارے" اسے ہنسنے والے کی ہنسی پر غصہ آیا

"خولہ۔ بڑا ہے تم سے، تمیز سے بات کرو" رجب نے کچھ سختی دکھانی چاہی یہ الگ بات تھی کہ ہنسی اسے خود بھی آئی تھی۔ وہ منظر اس نے بھی براہِ راست ہی دیکھا تھا

"نہیں خیر ہے۔ جس دن مسات صاحبہ نے تمیز سے بات کرنا سیکھ لی میں اپنی جیب سے سو روپے کی چادر لے کر درگاہ پہ چڑھاؤں گا"

"چادر سو کی نہیں آتی"

"تمہارے بدلنے پر اتنے کی ہی ڈالی جا سکتی ہے"

"بات مت کریں مجھ سے آپ دونوں" وہ جھنجھلاہٹ سے کہتی آگے بڑھی۔ خالہ کا گھر تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ اب وہ ان دونوں سے وہاں پہنچنے تک بات نہیں کرے گی۔ طے ہو گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ حویلی کے صحن میں لگے ڈھیروں پودوں پر سے نظر ہٹا کر دیکھو تو اندر لاؤنج کا منظر نظر آتا تھا۔ صوفے پر سیاہ شلوار قمیص پر سیاہ کوٹ پہنے گلے میں سیاہ مفلر ڈالے بدر عبداللہ کروفر سے براجمان تھا۔ ہاتھ میں اخبار تھا جسے پڑھتے ہوئے وہ زرا کی ذرا نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے یوسف کو دیکھ لیتا جو مضطرب لگ رہا تھا۔ سیڑھیوں کے اوپر سے سب سے پہلے کمرے سے چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں

"بھائی "...

جب آواز کچھ زیادہ ہی بلند ہو گئی تو یوسف نے بدر کو پکارا

"میں ان کے پاس نہیں جانے والا یوسف، اگر تمہیں شوق ہو رہا ہے تو جا سکتے ہو "

وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔ بال پیچھے جما رکھے تھے، سرمئی آنکھوں میں سنجیدگی تھی

"آپ جانتے ہیں ان کا بی پی شوٹ کر جاتا ہے "

"وہ یہ بات خود بھی جانتے ہیں "اس نے اخبار رکھتے سگار سلگائی پھر ٹانگ پر ٹانگ جمالی، ایک ہاتھ صوفے کے ہتھے پہ جمالیا، شہنشاہ مزاج بدر عبداللہ

"آج کل غصہ زیادہ کر رہے ہیں بابا "

بدر کے کسی تبصرے سے پہلے سیڑھیوں پر قدموں کی آواز آئی پھر غصے سے کچھ کہتے عبداللہ جہانداد اترتے دکھائی دیئے، یوسف بے ساختہ کھڑا ہوا، بدر اسی طرح بیٹھا رہا

"بابا "....

"کون ہے یہ رجب بلال؟ "

وہ دھاڑے تو بدر نے ناگواری سے ان کو دیکھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"بصد احترام بابا، یہ سوال آہستہ بھی پوچھا جا سکتا ہے "

"باپ کو تمیز سکھاؤ گے ؟"ان کی آواز پہلے سے زیادہ بلند ہوئی

"باپ ہمیں نہیں سکھا سکا تو ہم صحیح "

کچھ اکتاہٹ بھرے انداز میں کہتے اس نے سگار لبوں سے لگا کر ہاتھ میں پہنی گھڑی سے وقت دیکھا۔ اسے جانے میں دیر ہو رہی تھی اور ابھی تک گاڑی ٹھیک ہو کر نہیں آئی تھی۔ سرسری سی نظر میز پر گئی جہاں خاکی لفافہ پڑا تھا اور بدر نے اسے چھوا تک نہیں تھا

"باپ سے زبان چلاؤ گے تم اب ؟"وہ بپھر کر آگے بڑھنے لگے جب یوسف نے آگے کو ہوتے ان کو تھاما

"بابا پر سکون رہیں۔ مجھے بتائیں کیا مسئلہ ہے ؟ "

غصے سے بدر کو گھورتے عبد اللہ نے رک کر یوسف کو دیکھا پھر گہری گہری سانس لی

"کوئی لڑکا ہے اِدھر رجب بلال نام کا، کیس کیا ہے اس نے اپنی زمین کے لئے ہم پر، جلال بتا رہا تھا کہ گاؤں کے دوسرے لوگوں کو بھی شہہ دے رہا ہے کیس کے لئے۔ اور تم دونوں یہاں بیٹھ کر آرام کر رہے ہو ؟" اختتام پر ان کو دوبارہ غصہ آیا۔ صوفے پر بیٹھا بدر سیدھا ہوا پھر سگار ایش ٹرے میں جھاڑتے اٹھ کر ان تک آیا

"آپ کو لگتا ہے کہ میں ایسا ہونے دوں گا کہ گاؤں کے لوگوں کو اپنے خلاف جانے دوں ؟" وہ ان کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا

"اس نے تم پر کیس کیا ہے بدر۔ سڑک والی زمین کے لئے۔ سمجھے تم ؟ اس کروڑوں کی زمین کے لئے "

وہ ایک بار پھر دھاڑے

"آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے بابا۔ یہ اب بدر عبد اللہ کا وقت ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں جب سے آپ کو بات بات پر اینگزائٹیکس آتے ہیں سب میں سنبھال رہا ہوں۔ یہ بادشاہت اب بدر عبد اللہ کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ ایک بادشاہ اپنے خلاف بغاوت کرنے والے سپاہیوں کو کیسے سنبھالتا ہے "

اس کا لہجہ سخت نہیں تھا، نرم بھی نہیں تھا، احترام لیکن ایک حد کا تعین کرتا ہوا تھا

"یہ جائیداد میری ہے "

" تھی.... اس لمبی چوڑی جائیداد جس میں سے ستر فیصد تو میری ماں جہیز میں لے کر آئی تھیں وہ پہلے ہی میرے نام ہے۔ اور جہاں تک آپ کی جائیداد کا تعلق ہے تو وہ چند ماہ پہلے آپ سب میرے اور یوسف کے نام کر چکے ہیں۔ اس لئے پر سکون رہیں۔ اگر میں کہہ رہا ہوں کہ میں معاملہ دیکھ لوں گا تو دیکھ لوں گا "

تم کچھ نہیں کرو گے بدر، کیونکہ تمہیں لگتا ہے کہ ایسے چھوٹے موٹے لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے "

وہ اب غصے میں نہیں تھے، اگر یوسف اُنہیں نرمی سے سنبھال سکتا تھا تو بدر عبد اللہ کو ان کے لہجے میں انہیں سنبھالنا آتا تھا

"بالکل۔ مجھے ایسا ہی لگتا ہے "اس نے سر کو اثبات میں خم دیا" اور مجھے صحیح لگتا ہے۔ انہیں بولنے دیں اور چیخنے دیں۔ ان کی آواز اتنی بلند نہیں ہے مجھے خوفزدہ ہونا پڑے "

"سر! گاڑی تیار ہے" پیچھے سے آتے ملازم کی آواز پر اس نے ایک آخری نظر عبد اللہ پر ڈالی

"چچا کی باتوں میں آنا چھوڑ دیں بابا۔ لوگوں سے خوفزدہ ہونا چھوڑ دیں۔ آپ ایسے تو نہیں تھے۔ مجھے افسوس ہے بیماری میرا وہ مضبوط باپ کہیں لے گئ جس نے مجھے بے خوف ہونا سکھایا تھا" اختتام پر اس کی آواز میں کوئ غم ابھرا، کوئ تکلیف لیکن اس نے وہ تکلیف جھٹک دی پھر یوسف کو دیکھا "دوائ دے دینا بابا کو۔ پھر ڈیرے پر چلے جانا" وہ اپنا موبائل اٹھاتا اب باہر کی طرف جا رہا تھا۔ پیچھے کھڑے یوسف نے عبد اللہ کی پشت پر ہاتھ رکھتے اُنہیں صوفے پر بٹھایا پھر پانی بھر کر اُنہیں دیا

"بابا پرسکون رہیں۔ بھائ دیکھ لیں گے "

بدر کی طرح اس کا بھی خیال تھا کہ بابا خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں

"وہ تب دیکھے گا جب اس کا دل کرے گا۔ تم ایسا کرو یوسف، منشی سے اس لڑکے کا پتا لگواؤ اور جا کر بات کرو اس سے۔ جو زمین وہ چاہتا ہے وہ سونے کی مرغی جیسی ہے، کیس وہ نہیں جیتے گا لیکن بدر کو بدنامی برداشت

WWW.NOVELSHUB.PK

کرنی پڑے گی۔ وہ الیکشن کا سوچ رہا ہے اور اسے اندازاہ نہیں ہے کہ یہ کیس اگر میڈیا پر چل گیا تو کیا کیا ہو سکتا ہے" وہ اختتام پر کچھ جھنجھلائے، عرصہ ہوا یہ سارے معاملات بدر سنبھال رہا تھا، عرصہ ہوا وہ صرف تخت پر بیٹھ کر حکم چلا رہے تھے، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ تخت ان کا لیکن تاج بدر کا تھا، پھر بھی اُنہیں وہ تخت اور تاج عزیز تھا

"میں کیا بات کروں؟" یوسف سٹپٹایا، بدر کی اِجازت کے بغیر وہ کیسے اس عام سے لڑکے سے ملتا؟ اتنا بھی کیا گھبرانا کہ بابا سیدھا اس سے ملنے کا ہی کہہ دیں؟

" جا کر اس سے کہو کہ پیچھے ہٹ جائے، تم سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کوئی ملازم گیا تو بدر جان جائے گا اور پھر وہ کیا کرے گا تم جانتے ہو "

اُنہوں نے رک کر سانس لی، غصے کے باعث سانس بھی اکھڑ رہی تھی

"بابا لیکن " ..

" اب تم باپ کی نافرمانی کرو گے ؟" وہ ایک بار پھر غصہ کرنے کو تیار ہوئے تو یوسف نے چاروناچار حامی بھر لی

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں یہ سب۔ آپ اوپر چلیں ابھی، آرام کر لیں "

وہ رسان سے کہتا ان کو اٹھانے لگا۔ ایک نگاہ باہر بھی ڈال لی۔ بدر کے خلاف کیسے جائے وہ؟

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پلیٹوں میں بھر کر گاجر کا حلوہ لاتی صفیہ کے پیچھے چلتی خولہ کی زبان اس کے قدموں سے زیادہ تیز چل رہی تھی۔ دھوپ نکل آئی تھی تو اس نے رجب کی جیکٹ اتار کر رکھ دی تھی۔ اب بڑی سی سیاہ شال سر پر اوڑھ رکھی تھی

"خولہ کیا کہہ رہی ہے رجب؟ اسے شادی کے بعد ہاسٹل بھیج رہے ہو؟ "

شکایت لگانے والی نے سکون سے اپنی پلیٹ اٹھائی پھر جس کو ڈانتا گیا تھا اسے دیکھا۔ رجب نے گھورا لیکن جسے گھورا گیا تھا اس نے رخ موڑ لیا

"خالہ۔ ایک سال کا پہلے ہی حرج ہو گیا ہے۔ اس نے بی ایس انگلش کرنی ہے، پھر CSS کی تیاری بھی کرنی ہے۔ آپ ہی بتائیں سب کیسے ہو گیا؟ "

"یہ کیا بلاں ہے؟" اُنہیں css کی سمجھ نہیں آئی تھی

"اسسٹنٹ کمشنر لگے گی خولہ اماں" کعب نے آسان لفظوں میں بات سمجھا دی

"لو۔ شہر بھیجنا کافی نہیں تھا کیا؟ جو اب تم اپنی بہن کو پولیس میں بھیجو گے؟ میں تو کہتی ہوں اپنے ساتھ اس کا بھی بیاہ کر دو "

خولہ کے ساتھ ساتھ کعب کے منہ میں بھی حلوہ اٹک گیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"خالہ...."اس نے احتجاجاً اپنے کے لئے آواز بلند کرنی چاہی۔ کعب تو یہ بھی نا کر سکا

"ابھی نہیں خالہ۔ ابھی بچی ہے خولہ "

حقوق کا تحفظ کرنے والا موجود تھا۔ کعب نے سکھ کا سانس لیا۔ خولہ کے ساتھ ساتھ وہ بھی محفوظ رہ گیا تھا

"انیس سال کی لڑکی بچی نہیں ہوتی۔ رخسانہ کے ہاں دوسرا بچہ ہوا ہے کل۔ وہ ابھی اٹھارہ کی ہے "

اُنہوں نے اب کی کسی گاؤں کی لڑکی کی داستان سنانی چاہی۔ رجب نے تحمل اور کعب نے پہلو بدلتے سنی (اماں بھی نا۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے ان کو)

"وہ رخسانہ ہے۔ خولہ بلال نہیں۔ خولہ ابھی پڑھے گی، پھر یہ CSS کرے گی پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا "

سی ایس ایس کے نام پر خولہ بلال کا موڈ ایک بار پھر بگڑا، اس سے نہیں ہوتی تھی اتنی محنت

"تمہارا الگ ہی حساب ہے رجب۔ بچاری بچی (بچاری بچی نے منہ مزید بچارا بنایا) کو کہاں کہاں لگا رکھا ہے؟ اس کی عمر کی لڑکیاں گڑیوں سے کھیلتی تھیں اور تم جا کر اسے بندوق چلانا سکھا رہے ہوتے۔ اب بتاؤ گاؤں کی کونسی لڑکی ہے جسے کھیتوں میں کام کروایا جاتا ہے؟ اوپر سے شہر کے ہاسٹل بھیج کر رہی سہی کسر بھی پوری کر دو "

حلوے کا آخری چمچ منہ میں رکھتے رجب نے سکون سے نوالہ حلق سے اتارا پھر پلیٹ رکھ کر خالہ کو دیکھا۔ خولہ اور کعب کی نظر ایک دوسرے پر گئی

"ہو گیا شروع..." وہ دونوں زیر لب بولے

"وہ دوسری لڑکیاں ہیں خالہ، خولہ بلال نہیں۔ ان کے بھائی دوسرے مرد ہیں، رجب بلال نہیں۔ میں شہر تھا تو سکون سے تھا کہ بھلے ہی میری بہن کے سر پر باپ کا سایہ نہیں ہے لیکن اگر وہ گاؤں میں چلے گی تو وہ جانتی ہے اسے اپنی حفاظت کیسے کرنی ہے۔ وہ جانتی ہے اسے اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کیسے کرنی ہے۔ مجھے نہیں بنانا اپنی بہن کو نازک عورت، میں چاہتا ہوں وہ لوہا بنے۔ اس کی ساخت تبدیل کی جاسکتی ہے لیکن اسے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ابا کے بعد میں اس کی ماں، باپ اور بھائی سب ہوں۔ اور مجھے اپنی بیٹی اور بہن کو نازکی کے نہیں بہادری کے سبق دینے ہیں۔ جن لڑکیوں کے باپ مر جائیں اُنہیں اپنا لہجہ اور انداز تبدیل کر لینا چاہئے "

بنا کسی غصے کے تحمل اور نرمی سے کہتے اس نے خالہ سمیت ان دونوں کو بھی لاجواب کر دیا تھا۔ خولہ کے لب خود بخود مسکرائے۔ اسے رجب پر فخر تھا۔ حد سے زیادہ تھا

"تو نین تارہ کو بھی سکھا دیتے یہ سب" خالہ نے برا مناتے آخری دلیل دینی چاہی

"وہ میری منگیتر تھی۔ بیوی ہوتی تو سکھا دیتا۔ اور میں نے تو چاہا تھا لیکن چچا نے اجازت نہیں دی" وہ سادگی سے شانے اچکا گیا

"میں نے بھی کوشش کی تھی خالہ کہ وہ میرے ساتھ شہر پڑھنے جائے۔ چچی نہیں مانیں۔ بھائی نے ہی کھینچ کھانچ کر اسے بی اے کروا دیا تھا۔ ورنہ وہ تو پڑھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اب بھی چچا اور چچی اس کی شادی کر رہے ہیں۔ بھائی کو بھی زبردستی منایا ہے "

کعب نے بے ساختہ نظر گھما کر رجب کو دیکھا۔ زبردستی؟ کس بیوقوف نے کہا تھا کہ زبردستی شادی کروا رہے ہیں اس کی؟ وہ تو جیسے گھامڑ تھا جسے علم نہیں تھا۔ رجب نے خود کو گھورتے کعب کو نظر انداز کرتے خولہ کو دیکھا

"بھابھی کہا کرو اب اسے۔ بڑی ہے تم سے "

"ذرا میرے بارے میں بھی سمجھا دو، تو تڑاخ کر کے بات کرتی ہے مجھ سے "

کعب نے پانی کا گلاس منہ سے لگاتے لگے ہاتھوں شکایت لگائی

"اس سے بھی تمیز سے بات کیا کرو۔ یہ بھی بڑا ہے تم سے۔ بھائی کہا کرو "

پانی کعب کے منہ سے فوارے کی صورت باہر نکلا۔ اسے شکایت لگانے پر افسوس ہوا

"میری کوئی بہن وہن نہیں ہے یہ۔ تم ہی سنبھالو" وہ تپ کر گویا ہوا

"تو میں کون سا تمہیں بھائی بنانے کو مری جا رہی ہوں؟ شکل دیکھی ہے اپنی؟" وہ اس سے زیادہ تپ کر گویا ہوئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"آدھی یونیورسٹی کی لڑکیاں مرتی تھیں اِس شکل پر "

"پتا کرواؤ کہیں واقعی مر ہی نا گئی ہوں"

وہ چیخ کر کہتی اٹھی۔ رجب نے افسوس سے سر ہلایا پھر اٹھتے ہوئے خولہ کی جیکٹ اٹھائی۔ وہ ابھی یہیں کھڑے کھڑے خالہ کو رشتے ناطے توڑنے کی دھمکی دے گی پھر خالہ کعب کو دو چار سنائیں گی۔ خولہ تب تک دروازے تک جا چکی ہو گی۔ اور رجب بلال کو ہمیشہ کی طرح اس کا پیچھے چھوڑا گیا سامان اٹھا کر اسے گھر جانے تک سمجھانا ہو گا

خولہ اگر کہتی تھی کہ وہ اس کا بھائی، ماں اور باپ سب ہے تو وہ ٹھیک کہتی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اسی شام کی بات ہے جب سیڑھیوں سے اترتے رجب نے صحن سے کمرے کی طرف جاتی نین تارہ کو دوپٹے سے الجھتے دیکھا

گلابی رنگ کے زرا ہلکے کام والے لباس میں وہ شیفون کا لمبا دوپٹہ کبھی یہاں سے پکڑتی کبھی وہاں سے، یونہی سیڑھیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے زرا کی ذرا نظر اٹھائی تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نین تارہ کے نین لرزے، گال دہک اٹھے، دوپٹہ سنبھالنے کا اردہ ملتوی کرتے اس نے دھڑکتے دل کو سنبھالا پھر تیزی سے اس کے سامنے سے گزرنے لگی جب وہ کنکھارا، التجا تھی تو وہ قدم روک گئ، رخ موڑنے کی غلطی نہیں کی

WWW.NOVELSHUB.PK

"شادی پر جا رہی ہو؟ "

سائل نے دیکھا جس سے سوال ہوا تھا اس نے سر ہلا دیا۔ رجب بلال کے لبوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی

"میرے ساتھ بیٹھ جاؤ گی بائیک پہ؟ "

اسے یقین تھا وہ مڑے گی۔ اس کا یقین سلامت رہا۔ نین تارہ جھٹکے سے مڑی

"چھوڑنے آپ جا رہے ہیں؟ "

"کوئی اعتراض محترمہ؟"

زندگی کے بیس سالوں میں یہ دوسری بار تھا غالباً جب وہ بے تکلفی سے یوں سامنے کھڑا تھا۔ ان کا رشتہ احترام اور جھجک کا تھا۔ یہ ایک ماہ بعد جڑنے والے رشتے کا قبل از وقت اعجاز تھا کہ وہ بے تکلف ہو رہا تھا

"میں نہیں جاؤں گی" خولہ ہوتی تو تڑخ کر کہتی، نین تارہ تھی تو آواز ہی بمشکل نکلی۔ رجب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی

"شوہر کی نافرمائی کرو گی؟ "

"شوہر بن جائیں پھر نہیں کروں گی" اسے بس اب جانا تھا۔ رجب اس بار ہنس دیا۔ اونچائی پر ٹھہرے قدم نیچے آئے پھر وہ نین تارہ کے سامنے رکا

"چند دن ہیں تارہ، صرف چند دن۔ محبت کے چار حرف کو تسبیح میں پرو لو نین تارہ۔ رجب بلال نے سالوں پہلے تمہارے نام کی گردان حفظ کی تھی۔ اب تمہاری باری ہے"

دھیمے لہجے میں کہتے اس نے نین تارہ پر طلسم پھونک دیا۔ زندگی کے بیس سالوں میں یہ پہلا اظہار تھا۔ زندگی کے بیس سالوں میں یہ پہلا اظہار تھا جو نین تارہ نے پہلی بار رجب کے منہ سے سنا تھا۔ زندگی کے بیس سالوں میں یہ پہلا اظہار تھا جس پر رجب نے نین تارہ کے چہرے کو خطرناک حد تک سرخ پڑتے دیکھا تھا۔ وہ ایک ٹھنڈی سانس لیتا پیچھے ہوا "بڑی ظالم ہو تم۔ دادی سے کہو جلدی باہر آئیں۔ پھر چچی اور خولہ کو بھی لے کر جانا ہے۔ دیر ہو رہی ہے"

وہ نرمی سے کہتا پلٹ گیا۔ اس سے زیادہ وہ یہاں ٹھہرتا تو دل مزید باتوں پر اکساتا اور اگر دادی کی نظر اس پر پڑ جاتی تو ایک جوتا سیدھا اس کی کمر پر آ کر لگتا

پیچھے کھڑی نین تارہ کا چہرہ اب بھی سرخ تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

گاڑی کا دروازہ کھٹاک سے بند کرتے یوسف نے دوسری طرف سے نکلتے عبداللہ جہانداد کو دیکھا پھر ان کے استقبال کے لئے باہر آتے منشی کو دیکھا۔ عبداللہ جہانداد کو عمر کے اس حصے میں جہاں بھی جانے کا کہا جاتا وہ بنا پس و پیش مان جاتے۔ تنہائی واحد شے تھی جس سے وہ خوفزدہ تھے۔ بگڑتی طبیعت کے باعث بدر نے ان کا گھر سے باہر نکلنا بند کروا دیا تھا۔ وہ کہتا نہیں تھا لیکن یوسف جانتا تھا کہ وہ ان کی فکر کرتا ہے

"تم نے معاملہ دیکھا زمین والا؟ "

وہ یوسف کے ساتھ چلتے پوچھنے لگے تو وہ اس بار کچھ اکتا گیا۔ بابا بھی نا جس بات پر اٹک جائیں پھر مجال ہے جو کوئی انہیں قائل کر سکے

"مصروف تھا" اس نے جان چھڑانی چاہی

"وہ زمین کروڑوں کی ہے یوسف۔ اگر معاملہ میڈیا میں چلا گیا تو تمہارا بھائی پچھتائے گا" اُنہوں نے یوسف کو گھورا

"اچھا اچھا بابا سائیں، میں ڈراتا دھمکاتا ہوں اس لڑکے کو۔ آپ ٹینشن نا لیں "

اس نے گویا ہار مان لی۔ بدر کو ان معاملات سے ڈر نہیں لگتا تھا۔ وہ عبداللہ جہانداد کا حکم بھی نہیں مانا کرتا تھا لیکن یوسف بدر جیسا نہیں تھا۔ وہ باپ کا فرمانبردار تھا۔ وہ ہر حکم مان لیا کرتا تھا

اس کے تسلی کرانے پر عبداللہ جہانداد نے مزید کچھ نہیں کہا۔ منشی ان دونوں تک آ رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر صاحب نہیں آئے؟ "

منشی عبدالقدوس نے کچھ امید بھری نظروں سے پیچھے کھڑی گاڑی کو دیکھا۔یوسف نے سر نفی میں ہلایا

"بھائی شہر گئے ہوئے ہیں "

حالانکہ وہ حویلی میں تھا لیکن اس سے یہ چونچلے نہیں ہوتے تھے۔وہ صرف اپنے مفاد کے لئے کہیں جاتا تھا

منشی کچھ مایوس چہرے سے عبداللہ جہانداد کو لے جارہا تھا،یوسف کو کوئی کال آرہی تھی تو وہ وہیں رک گیا۔ موبائل پر کوئی دوسری بات سنتے اس نے نظر ارد گرد گھمائی، باہر تھوڑی بہت لائٹنگ کی گئی تھی تو ماحول کسی افسانوی قصے جیسے لگ رہا تھا

اور یہ تبھی تھا جب اس نے گلابی لباس والی اس لڑکی کو دیکھا تھا۔کچھ گھبرائی، بوکھلائی اور ہراس لگتی وہ گھر کے اندر سے نکلی تھی۔ایک ہاتھ میں کوئی جوتا اٹھا رکھا تھا۔تیز رفتاری کا نتیجہ تھا یا بوکھلاہٹ کا کہ توازن بگڑا اور اس نے ساتھ گاڑی کے شیشے کو تھامنا چاہا۔ہاتھ میں تھامے جوتے کا سرا زور سے گاڑی کے شیشے کو لگا اور شیشہ چھناکے سے ٹوٹا، پل بھر کو وہ لڑکی ساکت رہ گئی پھر بوکھلا کر ارد گرد دیکھا۔کوئی گاڑی کے پاس نہیں تھا ۔وہ تیزی سے پیچھے ہٹی پھر اسی بوکھلاہٹ میں دروازے کے ساتھ کھڑے لڑکے کو کچھ کہا

یوسف عبداللہ موبائل سے آتی آواز نہیں سن رہا تھا۔وہ یک ٹک اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔بے اختیاری کا کوئی لمحہ تھا تو وہی تھا، محبت کا آغاز تھا تو یہیں سے تھا۔الہام تھا تو وہی تھا

نین تارہ کو سنتے کعب نے یونہی نظر موڑی تھی جب اسے وہ لڑکا نظر آیا۔ یک ٹک نین تارہ کو دیکھتا، اس کے ماتھے پر بل پڑے

"تم جاؤ نین۔ میں بلاتا ہوں رجب کو "

"جلدی کال ملاؤ، دادی کی طبیعت پھر خراب ہونے لگتی ہے۔ پتا نہیں کہاں رہ گئے ہیں یہ لوگ" وہ اسی جھنجھلائے اور بوکھلائے انداز میں واپس پلٹ رہی تھی۔ کعب کی آنکھوں میں سختی ابھری، اس سے پہلے کہ وہ جاتا اور جا کر اس لڑکے کو سناتا جب اسی لمحے رجب بائیک روکتا اس کے سامنے ٹھہرا۔ اس کے پیچھے بیٹھی خولہ اور چچی اتریں

"نین تارہ آئی تھی، تمہاری دادی کی شاید طبیعت بگڑ رہی ہے "

اس نے رجب کو کہتے سرسری سی نظر خولہ پر ڈالی، سبز لمبی قمیص، چوڑی دار پاجامہ، لمبے بازوں اور چادر سر پر رکھے وہ رجب کے ساتھ ٹھہری تھی

"ارے چھوڑو۔ ان کو ہر شادی پر بلڈ پریشر کا مسئلہ ہو جاتا ہے۔ ابھی جا کر کچھ کھانے کو دوں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی "

خولہ کے ہاتھ جھلاتے انداز کو دیکھتے کعب نے ایک بار پھر نظر موڑی۔ وہ لڑکا اب بھی ان کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن اب نظروں کا مرکز رجب تھا۔ وہ کچھ مشکوک ہوا

"خولہ تم اندر جاؤ چچی کے ساتھ۔ جب فری ہو جاؤ تو چچی سے موبائل لے کر کال کر دینا۔ میں یہیں ہوں۔ کعب چلو "

وہ خولہ کے ہلتے سر کو دیکھتے بھی وہیں رکا رہا یہاں تکہ وہ اندر غائب ہو گئ۔ رجب اسے اندر جاتے دیکھ کعب کی طرف مڑا تو وہ مسکرا رہا تھا

"کیا؟ "

"اتنا خیال بھی مت رکھا کرو رجب۔ ایسی حفاظت تو کوئ جوہری ہیرے کی بھی نہیں کرتا "

"خولہ بلال رجب بلال کے لئے ہیرے سے زیادہ ہے کعب۔ میں اس کو لے کر وہمی ہوں۔ پتا نہیں شہر کیسے بھیجوں گا اسے "

وہ واقعی سوچتا تھا کہ اسے خود سے دور کیسے بھیجے گا

"اتنا بھی مت اس کے لئے پوزیسو ہو، تمہارے بنا اسے مشکل ہو گی "

"میرے بنا مطلب؟ "

"ظاہر ہے کل کلاں کو اسے اگلے گھر بھیجنا ہے۔ ساری عمر گھر بٹھاؤ گے کیا؟" وہ سرسری سا کہہ رہا تھا

"فی الحال تو ایسا کوئ ارادہ نہیں ہے میرا۔ ابھی ".....

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں ؟ "

آواز پر وہ دونوں یکدم رکے۔ کعب کی آنکھیں سکڑیں۔ وہی لڑکا

"آپ کون ؟ "

"یوسف عبد اللہ "

تعارف کافی تھا۔ کعب کا چہرہ سخت اور رجب کا سنجیدہ ہوا

"کیا بات کرنی ہے ہم سے ؟ "

کعب کو کچھ برا لگا تھا۔ کچھ عجیب سا۔ نین تارہ کو دیکھتا وہ لڑکا، ان سے کیا بات کرنی تھی ؟

" آپ سے نہیں رجب بلال سے بات کرنی ہے " وہ ان دونوں سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ رجب کعب کو دیکھتا آگے ہوا

"میں ہوں رجب۔ کہو "

" جانتا ہوں۔ لیکن بہتر ہو گا اگر ہم اکیلے میں بات کریں تو "

وہ اسے دیکھتا رہا پھر سر کو خم دیتے آگے بڑھا۔ کعب کچھ غیر آرام دہ ہوا۔ لیکن وہ دونوں اس سے فاصلے پر ٹھہرے تھے۔ کعب تک ان کی آواز نہیں آتی تھی۔ اگر قریب جائیں تو سنجیدہ چہرے والا یوسف سامنے کھڑے لڑکے کو کچھ کہہ رہا تھا

"بدر عبداللہ کے خلاف کیس تم نے دائر کیا ہے؟ "

"تو کیا بدر عبداللہ مجھ سے ڈر گیا ہے جو اپنے بھائی کو بات کرنے کے لئے بھیج دیا؟" رجب تمسخر سے مسکرایا

"بدر بھائی نے تمہارے لیگل نوٹس کو کھولنے تک کی زحمت بھی نہیں کی لڑکے۔ میں بات ان کے کہنے پر نہیں ان کے علم میں آئے بغیر کر رہا ہوں "

"اور اپنے بھائی کے علم میں لائے بغیر وہ کون سی بات ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو؟ "

یوسف نے سینے پر بندھے ہاتھ ہٹاتے ایک ہاتھ جیب میں ڈالا

"اگر سچ کہوں تو مجھے یقین ہے تم کیس نہیں جیتو گے۔ بدر بھائی کو ہرانا ناممکن ہے۔ لیکن میں صرف اپنے باپ کے کہنے پر تم سے بات کر رہا ہوں کیونکہ ہم دونوں جانتے ہیں کہ اگر معاملہ بدر بھائی کے ہاتھ میں چلا گیا تو وہ اسے اپنے طریقے سے حل کریں گے۔ اس لئے بہتر ہو گا کہ کیس واپس لے لو کیونکہ یہ تم بھی جانتے ہو کہ تم اسے نہیں جیت سکتے "

"میں جانتا ہوں کہ میں اسے جیت سکتا ہوں۔ اسی لئے ہی کیس دائر کیا ہے۔ اپنے بھائی سے کہو عدالت میں آ کر میرا سامنا کرے کیونکہ اپنے باپ کی زمین اب میں تم لوگوں کے پاس نہیں رہنے دوں گا "

اسے جیسے بدر نام کی اس دھمکی سے ڈر نہیں لگا تھا۔ یوسف ہلکا سا مسکرایا

"تم بدر بھائی کو ہلکے میں لے رہے ہو "

"تمہارا بھائی مجھے ہلکے میں لے رہا ہے۔ اس سے کہو شرافت سے میری زمین مجھے واپس کر دے ورنہ رجب بلال کیا کیا کر سکتا ہے وہ ابھی نہیں جانتا "

وہ یوسف پر ایک آخری نظر ڈالتا پلٹ گیا۔ گویا اس کی جانب سے ملاقات ختم ہوئی۔ یوسف نے اس کے جانے پر سر جھٹکا

اسے بس بابا کو بتانا تھا کہ اس نے لڑکے سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اس کی نظر پلٹ کر گاڑی تک گئی۔ ٹوٹ چکا شیشہ، وہ نہیں جانتا تھا کیوں لیکن وہ مسکرا دیا۔ چھم سے وہی گلابی لباس والی لڑکی کی شبیہہ آنکھوں میں لہرائی

ان سے زرا سا دور واپس۔ آ تو رجب کے ساتھ چلتے کعب نے مڑتے یوسف کو دیکھا پھر رجب کو

"کیا کہہ رہا تھا؟ "

"یہی کہ کیس واپس لے لوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"ورنہ ؟ "

"ورنہ ابھی میں اِن لوگوں کو جانتا نہیں ہُوں "

"تم غلط جگہ ہاتھ پھنسا بیٹھے ہو رجب" کعب کو فکر ہوئی

"لوگ غلط ہیں۔ میں مانتا ہوں لیکن میں اب پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ وہ زمین میرے باپ کی ہے کعب۔ وہ زمین میری بہن کے اور میرے خواب پورے کرے گی اور اس زمین کے لئے میں اب مر بھی سکتا ہوں "

اس نے کچھ مضبوطی سے کہا تھا۔ کچھ زیادہ ہی مضبوطی سے۔ اس قدر مضبوطی سے کہ کعب کو یقین ہو گیا وہ صحیح کہہ رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قدیم سرخ حویلی کے صحن میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھا بدر ہاتھ میں کچھ کاغذ اٹھائے ہوئے تھا جب اس کے سامنے کوئی آ کر رکا

"بابا سے آپ نے بیس لاکھ روپے لئے تھے چچا۔ میں جاننا چاہوں گا کیوں ؟ "

وہ بنا سر اٹھائے بولا تو اُس کے سامنے کھڑے خاقان نے پہلو بدلا

"ھریرہ کو"...

"ھریرہ کو میں نے کل خود اچھی خاصی رقم بھیجی تھی..."اس نے سر اٹھایا، ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور پُر سکون نظروں سے اُنہیں دیکھا" کوئی دوسرا بہانہ بنائیں"

"تمہیں لگتا ہے میں جھوٹ بولوں گا؟" خاقان کا چہرہ سرخ ہوا

"مجھے عبداللہ جہانداد سمجھنے کی غلطی مت کیجیئے گا۔ہاں مجھے یقین ہے آپ جھوٹ بولیں گے"

"تم مجھ سے حساب کتاب مانگنے کی اوقات نہیں رکھتے بدر"

بدر کی آنکھوں میں کچھ سختی ابھری۔ قمیص کا دامن جھٹکتے وہ اٹھا اور خاقان کے سامنے آکھڑا ہوا۔وہ ان سے قد میں لمبا تھا

"جس گھر میں آپ رہ رہے ہیں وہ میرے باپ کا ہے۔ جس گھر میں رہ کر آپ جس کا کھا رہے ہیں وہ میں ہوں۔ جو آپ کے بیٹے کی باہر کی تعلیم کا خرچ برداشت کر رہا ہے وہ بھی میں ہوں۔ جس کے خرچے پر آپ کی بیٹی شہر کی مہنگی ترین یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے وہ بھی میں ہوں۔ جو آپ کی فضول کی عیاشیوں پر پیسہ خرچ کر رہا ہے وہ بھی میں ہوں۔ اور میں بدر عبداللہ ہوں خاقان چچا۔ میں اپنے باپ جیسا نہیں ہوں جسے آپ بیوقوف بنالیں گے، نا میں اپنے بھائی جیسا جسے آپ کے سامنے بولنے سے ڈر لگے۔ اگر میں آپ کو پال

WWW.NOVELSHUB.PK

رہاہوں تو آپ مجھے جواب دہ ہیں۔ اس لئے اگر میں کچھ پوچھوں تو جواب دیا کریں کیونکہ پھر مجھے آپ کو بتانا پڑتا ہے کہ آپ... کی... اوقات.... کیا.... ہے "

الفاظ سیدھا جوتے کی طرح خاقان کے چہرے پر لگے تھے۔ اہانت کے مارے ان کا چہرہ غضبناک ہوا

"مجھ سے ادب سے بات کرو بدر "

"اس سے پہلے آپ مجھ سے تمیز سے بات کریں۔ ادب تو میں اپنے باپ کا بھی بنا کسی وجہ کے نا کروں۔ آئندہ..." وہ آگے کو ہوا اور ان کی آنکھوں میں سختی سے دیکھا "میرے باپ کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ان سے پیسے نکلوانے کی کوشش مت کیجئے گا کیونکہ ان کے اکاؤنٹس اب میں بھی اُن کے ساتھ شیر کروں گا۔ شکور، فائلز میرے کمرے میں پہنچادو "

ملازم کو حکم دیتے وہ خاقان کے سرخ چہرے کو دیکھتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ لاؤنج سے سیڑھیوں اور سیڑھیوں سے اوپر کی طرف جاتے ہوئے عبداللہ جہانداد کے کمرے کے سامنے رکتے اُس نے آہستہ سے ان کے کمرے کا دروازہ کھولا

وہ سامنے صوفے پر بیٹھے تھے۔ ہاتھ میں موبائل تھا جس پر وہ کوئی ٹاک شو دیکھ رہے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر سر اٹھایا

"آپ کا اکاؤنٹ میں شیئر کروں گا آج سے۔ میری اجازت کے بغیر ایک روپیہ بھی کسی کو دینے سے اجتناب کیجئے گا "

ان کے سامنے کھڑے ہوتے سنجیدگی سے کہا تو عبداللہ جہانداد کے چہرے پر برہمی ابھری۔ اُنہیں آج کل پل میں غصہ آتا تھا

"اپنے باپ پر نظر رکھو گے اب؟ "

"بالکل۔ تاکہ آپ اٹھ کر کسی کو بھی میری جائیداد نا دے دیں "

"یہ سب میں نے کمایا تھا" وہ غصے سے کھڑے ہوئے

"دس منٹ بابا، دس منٹ لگیں گے مجھے سارا حساب کتاب آپ کے سامنے رکھنے میں کہ وہ کون سی جائیداد ہے جو آپ نے کمائی ہے "

"تم اب حد سے بڑھ رہے ہو بدر۔ بھولو مت باپ ہوں تمہارا" وہ غصے سے غرائے۔ بدر چند لمحے ان کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ سرمئی آنکھیں جیسی اس کی تھیں، وہی قہر، وہی رعب، وہی غصہ اور وہی تمکنت

"کاش میں بھول جاتا کہ آپ میرے باپ ہیں "

وہ کچھ ایسے لہجے میں بولا تھا کہ پل بھر کو عبداللہ جہانداد چپ کے چپ رہ گئے

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر "...

"کاش میں بھول جاتا بابا کہ آپ میرے باپ ہیں جنہوں نے کبھی اپنے باپ ہونے کا فرض نہیں نبھایا۔ کاش میں بھول جاتا کہ آپ میری ماں کے شوہر ہیں جو آپ کی وجہ سے میرے سامنے مری تھیں" اس کی آواز کانپی، سیڑھیوں پر پھیلا خون یاد آیا، سرخ رنگ، نفرت کا رنگ " آپ اس دن ان کی بات سن لیتے تو وہ تیزی سے نیچے اترنے کی کوشش نا کرتیں نا ان کا پاؤں پھسلتا نا وہ گرتیں نا وہ مرتیں۔ کاش میں آپ کا بیٹا نا ہوتا "

عبداللہ جہانداد کو لگا سانس ان کے سینے میں کہیں اٹک گیا ہے۔ اولاد کی نفرت وہ آخری شے تھی جو وہ اس عمر میں چاہتے تھے

"وہ میری وجہ سے نہیں مری تھی" اُنہوں نے وضاحت دینا چاہی

"وضاحت کرنے میں دیر کر دی ہے آپ نے "

"مجھے... دیکھو مجھے احساس ہے میں غلط تھا، لیکن اب سب ٹھیک ہے" وہ یکدم خوفزدہ نظر آنے لگے۔ یہ خوف نہیں تھا، یہ بیماری تھی جس میں وہ طویل عرصے سے مبتلا تھے۔ وہ کروفر اور شان کہیں کھو گئ تھی، عبداللہ جہانداد اب ایک مریض تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"جی بابا۔ اب سب ٹھیک ہے۔ اب سب ٹھیک ہے کیونکہ اب مجھے اور یوسف کو آپ کی ضرورت نہیں رہی "پشت پر بندھے ہاتھ اس نے سختی سے بند کر رکھے تھے

"میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں بیٹے "

"بہت شکریہ لیکن اب اس محبت کی نا ضرورت ہے نا احساس "

وہ پلٹ گیا۔ پلٹتے ہوئے وہ جانتا تھا اسے اس محبت کی ضرورت بھی تھی اور احساس بھی۔ لیکن کم از کم وہ اپنے باپ کو یہ بات نہیں بتا سکتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مارکیٹ سے نکلتے اس نے زندگی میں دوسری بار وہ وجود دیکھا تھا۔ سفید چادر میں لپٹا سیاہ کپڑوں والا وجود، یوسف کے قدم رکے، سڑک کی دوسری طرف وہ دو خواتین کے ساتھ ٹھہری تھی، ایک لڑکی جسے وہ اس دن شادی پر دیکھ چکا تھا، ایک خواتین اور ایک چھوٹا بچہ ساتھ تھا

اس کا بے ساختہ دل چاہا کہ ان کو گاڑی میں بیٹھنے کی آفر کرے لیکن اسے جواب کا اندازہ تھا تو خاموشی سے گاڑی کی طرف بڑھ گیا

"بات ہو گئی آپ کی یوسف صاحب؟ "

گاڑی کا دروازہ کھولتے اس نے رک کر منشی کو دیکھا

"ہو گئی ہے۔ بدر بھائی کا نام سنتے ہی وہ مان گئے۔ کل آ کر لے جانا جتنی بوریوں کی ضرورت ہو۔ کوئی تم لوگوں کو نہیں رو کے گا "

" چلیں شکر ہے۔ ورنہ کھاد کا تو یوں قحط پڑا ہے ملک میں کہ بس "

"کون سا قحط منشی جی ؟"اس نے سر جھٹکا" اپنے فائدے کے لئے شارٹ اٹیج کا کہہ دیتے ہیں ڈیلرز، جو مال پانچ کا بک رہا تھا اب دس کا بکے گا، بزنس ہے سب "

وہ گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا جب یونہی رکا۔ نظر سڑک پر گئی۔ وہ تینوں خواتین اب تک وہیں ٹھہری تھیں۔ اس نے مڑ کر منشی کو دیکھا

"اِن خواتین کو جانتے ہو ؟ "

منشی عبد القدوس کی نظر یوسف کی اشارہ کی گئی جگہ پر گئی

"جی...." آنکھوں میں کچھ غیر آرام دہ تاثر ابھرا، یوسف یوں سڑک پر کھڑی خواتین کا پوچھنے والا مرد تو نہیں تھا

"گاؤں کی ہیں نا؟ "

"جی "

" جا کر پوچھو ان سے، اگر گاڑی کی ضرورت ہے تو گارڈز کو کہو دوسری گاڑی خالی کر دیں "

وہ کچھ متذبذب سے یوسف کو دیکھتے سڑک پار کرتے اُن تک گئے۔ یوسف گاڑی میں بیٹھا کہنی شیشے پر جمائے انہیں دیکھنے لگا، نظر صرف اسی ایک لڑکی پر جمی تھی، چند لمحے گزرے تھے جب کوئی دو لڑکے موٹر سائیکل پر ان کے ساتھ آ کر رکے۔ یوسف کی آنکھوں میں کچھ ناگواری سی ابھری، رجب اور وہ دوسرا لڑکا، اس نے سیٹ پر غیر آرام دہ پہلو بدلا۔ سڑک پر کھڑے کعب کی منشی کی بات سنتے نظر اس کی طرف آئی تو یوسف نے رخ موڑ لیا

چند لمحے گزرے اور منشی واپس آیا

"ان کو ضرورت نہیں ہے سر "

"ٹھیک ہے۔ سنیں " منشی عبدالقدوس جو پلٹ رہے تھے رک کر یوسف کو دیکھا " یہ لڑکے کون ہیں؟ ان خواتین کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟" وہ جیسے یونہی سرسری سا جاننا چاہ رہا تھا

" یہ رجب بیٹا ہے۔ اور دوسرا کعب، رجب کی شادی کی شاپنگ وغیرہ کرنے آئے ہوئے ہیں سب، آپس میں چچازاد ہیں "

یوسف کی نظر سڑک کے پار گئی، رجب کسی رکشے کو روک کر سامان اٹھاتے ہوئے ان خواتین کو بٹھا رہا تھا۔ سامان رکھتے ایک نظر پیچھے بیٹھی سفید چادر والی پر ڈالی، وہ نظر، وہ ایک نظر، یوسف کو بے چینی سی ہوئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"کس سے ہو رہی ہے شادی رجب کی؟ "

"یہ سفید چادر والی سے، نین تارہ بیٹی سے "

اور کسی نے دل کو یکدم ہر شے سے بے زار کر دیا۔ ہر منظر خالی ہو گیا، وہ لڑکا پلٹ رہا تھا، پیچھے بیٹھی سفید چادر والی نین تارہ نے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔ وہ نظر، وہی ایک نظر، اور یوسف عبداللہ نے جان لیا کہ محبت کی کہانی اس سے پہلے کسی اور کی لکھی جا چکی تھی

"ٹھیک ہے۔ بیٹھیں آپ۔ دیر ہو رہی ہے ہمیں "

وہ اکتائے انداز میں بولا، دل اچاٹ ہو گیا تھا، وہ ایک نظر۔ بس وہی ایک نظر

اس نے دوبارہ دوسری نظر ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ نظر اس کی ہر نظر کو روک گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کھیتوں میں کام کرتے مزدوروں کو دیکھتے رجب نے ایک اچٹتی نگاہ کعب پر ڈالی جو کب سے موٹر سائیکل کو سٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مجال ہے جو وہ چل جائے۔ وہ لوگ بازار سے واپس جا رہے تھے لیکن راستے میں کعب کی موٹر سائیکل ہی جواب دے گئی

"بیچ دو اسے "

"اب تم کہو گے کہ دوسری لے لو۔ اسے بیچنے کی ہمت ہے لیکن نئی لینی کی اوقات نہیں ہے "

اُس نے تھک کر بائیک سیدھی کی اور گھسیٹتے ہوئے چلنے لگا۔ رجب اس کے ساتھ ہو گیا

"ہر وقت شکوہ کیوں کرتے رہتے ہو؟ اچھی خاصی رقم آتی ہے زمینوں سے۔ پھر جاب بھی ڈھونڈ رہے ہو تم "

"شکوہ جائز نہیں ہے کیا میرا؟ پچھلے چند ماہ سے ہر دوسری تیسری جگہ جاب کے لئے اپلائے کیا ہے۔ کیا بنا؟ اس ملک میں وہی کامیاب ہوتے ہیں جن کے پاس یا تو دولت ہو یا طاقت۔ میرے پاس دونوں نہیں ہیں" وہ تلخ ہو رہا تھا

"زمینیں ہیں تم لوگوں کی...." رجب نے کچھ کہنا چاہا جب کعب نے اس کی بات کاٹ دی

"ان زمینوں سے کتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے تم بھی جانتے ہو۔ میں تمہاری طرح ساری عمر ان زمینوں پر نہیں رہنا چاہتا رجب، ٹھیک ہے مجھے بھی اپنی مٹی سے محبت ہے لیکن ہم ساری عمر کسان بن کر تو نہیں رہ سکتے "

"تمہیں کسان ہونا برا لگتا ہے؟ "

"مجھے حقیر لگتا ہے۔ تم جانتے ہو یہ کیسی عجیب بات ہے جب ہم اپنے شہر کے دوستوں کو بتائیں کہ ہم کسان ہیں" اس نے تلخی سے سر جھٹکا۔ رجب نے ہاتھ جیب میں ڈالتے اسے دیکھا

"مجھے نہیں لگتا اس میں کوئی حقارت کی بات ہے۔ میں کسان ہوں تو میں بادشاہوں کے بیچ بیٹھ کر فخر سے بتا سکتا ہوں۔ میں سرائیکی بولتا ہوں تو انگلش بولنے والوں کے سامنے اعتماد سے سرائیکی بول سکتا ہوں۔ میں دیہات میں رہتا ہوں تو میں خوشی سے اپنا ایڈریس اپنے ڈی ایچ اے میں رہنے والے دوستوں کو دے سکتا ہوں۔ اگر تم اپنے مقام پر شرمندہ ہو تو تمہیں وہ مقام چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ وہ مقام تمہارے جیسا بوجھ مزید برداشت نا کرے "

کعب نے کچھ خفا انداز میں اسے دیکھا۔ بندے کو اتنا صاف گو بھی نہیں ہونا چاہیئے

"میں اپنے مقام پر شرمندہ نہیں ہوں۔ میں صرف ترقی چاہتا ہوں "

"اور وہ ترقی تمہیں بنا اپنا مقام چھوڑے بھی مل سکتی ہے۔ میرے پاس یونیورسٹی کی طرف سے لیکچرر کی جاب آفر تھی، میں نے چھوڑ دی۔ کیونکہ میں وہاں کھڑے ہو کر لیکچر دینے کی بجائے یہاں عملاً کسانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی فصل کے ساتھ کیا کیا نقصان کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ میں کسان ہوں۔ مجھے کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ شہر میں پکنے والے آٹے کو میں اُگا کر بھیجتا ہوں۔ اگر تم شرمندہ ہو تو گاؤں چھوڑ دو "

اور باتوں میں رجب بلال سے کون جیت سکتا تھا؟ کعب نے مزید کچھ نہیں کہا۔ اسے رجب سے ان باتوں پر بحث نہیں کرنی تھی۔ وہ چپ چاپ چلتا رہا۔ چند لمحے گزرے جب اسے قریب سے آواز سنائی دی

"میڈ امسات "

WWW.NOVELSHUB.PK

سر جھکا کر چلتا کعب مسکرایا پھر جھکا سر اٹھا کر رجب کو دیکھا

"مٹھی ذات "

اور وہ دونوں ہنس دیئے، جو تلخی ہوا میں گھلی تھی وہ ختم ہو گئ

"منہ مت بنایا کرو، زہر لگتے ہو "رجب نے بازؤں اس کی گردن میں گھسایا

"پیچھے ہٹ "کعب نے کچھ خفگی دکھانی چاہی۔ ایک ہاتھ اب بھی موٹر سائیکل کھینچ رہا تھا "شادی ہونے والی ہے تمہاری۔ حرکتیں درست کرو اپنی "

"کیسی حرکتیں ہیں میری ؟ "اچھی خاصی جنت الفردوس جانے والی حرکات ہیں "

"بالکل۔ حوض کوثر پر پانی پلانے کی ذمہ داری تمہیں ہی تو دینی ہے ورنہ اعمال تو خالص جہنمیوں والے ہیں " وہ تپا

"قدر کرلو بیٹا میری۔ کسی دن شکل دیکھنے کو ترسو گے "

"رخصت ہو کر تو جیسے تم جا رہے ہو نا؟ "اس نے رجب کے بازؤں ہٹائے

"رخصت تو خیر سے تارہ بھی نہیں ہو گی۔ ایک کمرہ ہی شفٹ کرنا ہے بس "

اس زکر پر جیسے اس کی آنکھوں میں جگنوؤں بس جاتے تھے

WWW.NOVELSHUB.PK

"خوش ہو لے بیٹا۔ شادی کے بعد روئے گا "

"میرے جیسوں کا رونا نہیں بنتا۔ رونا ان کا بنتا ہے جن کے نصیب میں خولہ جائے گی" وہ ہنسا۔ کعب نے نظریں چرائیں

"پہلے ڈھونڈ تو لو اس بد نصیب کو جس کے ساتھ نصیب پھوڑنا ہے اُس کا "

"ڈھونڈ لیا ہے "

موٹر سائیکل پر جمے کعب کے ہاتھ اور سڑک پر چلتے قدم بیک وقت رک گئے۔ سانس رکا اور رکا ہی رہ گیا

"کون ؟ "

"چچی کی بھابھی ہیں، ان کا کوئی بھانجا ہے ذوالفقار، اُنہوں نے چچی سے رشتے کی بات کی ہے "

وہ عام سے انداز میں بتا رہا تھا اور کعب عباس کا چہرہ دھواں دھواں ہوا

"تم... تم نے ہاں کر دی؟ "

"سوچ رہا ہوں ابھی "

"کر دو گے ؟اور، تمہارے خوابوں کا کیا؟"اس کا دل کیا رجب منع کر دے، کاش وہ کر دے، کاش

WWW.NOVELSHUB.PK

"شادی تھوڑی کریں گے یارر۔ابھی صرف منگنی یازیادہ سے زیادہ نکاح ہی کریں گے۔لڑکا اسلام آباد میں ہوتا ہے۔کسی پرائیویٹ سیکٹر میں اچھی جاب پر ہے۔اُنہیں خولہ کے آگے پڑھنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ،رشتہ اچھاہے تومیں سنجیدہ ہوں۔اگر اُنہوں نے خولہ کے پڑھنے پر اعتراض کیاتومیں فوراً منع کر دیتا"اس نے موبائل پر سے نظریں ہٹا کر کعب کو دیکھا پھر ٹھٹکا"کیا ہوا؟ "

"کچھ نہیں"کعب نے فوراً چہرے کے تاثرات درست کئے"خولہ... خولہ کو منظور ہے؟ "

"اس نے میرے ہاتھ میں چھوڑ دیاہے سب"کعب عباس کا دل کیاسب تہس نہس کر دے۔زندگی کے مصائب میں ایک وہی تو تھی جو چین کا وقت لگتی تھی اگر وہ چھن گئی تو وہ کیا کرے گا؟۔رجب اب اسے کوئی اور بات بتارہا تھا اور کعب عباس جھکے سر کے ساتھ سوچ رہا تھا کہ اسے ایک بار خولہ سے بات کرنی چاہیے۔ لازماً کرنی چاہیے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری سیڑھی کے وسط میں بیٹھی لڑکی، جس نے لمبی بال کھول رکھے تھے،ناک کی لونگ سامنے سے آتی سورج کی روشنی میں چمک رہی تھی۔ سرخ وسفید رنگت دمک رہی تھی اور وہ چہرے پر کچھ خفگی لئے سامنے کھڑی لڑکی سے کچھ کہہ رہی تھی جب اسے دروازے سے رجب آتا دکھائی دیا۔ خفا چہرہ مزید خفا ہوا

"آئندہ میری توبہ ہے جو میں ثمرین باجی کے سامنے گئی تو۔اپنی بہنیں کام نہیں کرتیں اور مجھے سناتی ہیں "

اس نے آواز مزید بلند کی تا کہ رجب کو سنا سکے۔اس نے سن لی تو کچھ اچھنبے سے ان دونوں تک آیا

"کیا ہوا؟ "

سیڑھی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی نین تارہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئ۔خولہ نے دنیا جہاں کی خفگی چہرے پر سجائ

" ثمرین باجی مجھے باتیں سنا رہی تھیں کہ جوان جہان لڑکی کو گھر کے کام کرنے نہیں آتے۔یہ وہ،تو وہ یہ "

"اور اس میں برا ماننے والی کون سی بات ہے؟ وہ سچ ہی تو کہہ رہی ہیں "

وہ جو سمجھی تھی کہ بھائ اس کی طرف داری کرے گا تو صدمے سے جم گئ۔

"وہ مجھے باتیں سنا رہی تھیں بھائ "

اس نے دوبارہ شکایت لگانی چاہی کہ شاید رجب پہلے غلطی سے یہ سب کہہ گیا تھا

" صحیح سنا رہی تھیں۔ نین تارہ بھی تو ہے جسے گھر کے سارے کام آجاتے ہیں۔باقی لڑکیاں بھی تو ہیں۔ پھوہڑپن قابلِ فخر چیز نہیں ہے۔یہ قابلِ ترس چیز ہے "

تعریف بلاواسطہ تھی لیکن نین تارہ کے گال سرخ ہوئے پھر اس نے سوچا کہ وہ وہاں سے ہٹ جائے لیکن خولہ تڑخ کر اٹھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ لڑکیاں ساری عمر گھر کے کام کرتی رہیں؟ اور اگر اُنہیں ایک دو کام کرنے نہیں آتے تو کیا ان کی بعزتی کی جائے؟ "

"اب تم غلط مطلب لے جاؤ" اس نے افسوس سے خولہ کو دیکھتے سر ہلایا "میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر عورت کو اپنے گھر کا کام اپنے لئے کرنا آنا چاہئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد کو گھر کے کام نہیں کرنے چاہئیں، کم از کم اتنا تو ہر مرد کو باعزت ہونا ہی چاہئے کہ وہ اپنے روزمرہ کے کاموں کے لئے بھی کسی عورت کو نا ڈھونڈتا پھرے۔ اور مردوں کے لئے نا صحیح کم از کم اپنی ماں کا ہاتھ بٹانے کے لئے لڑکیوں کو گھر کے کام کرنے آنے چاہئیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے کہ آپ کی ماں آپ کے سامنے گھر کے کام کر رہی ہوں اور آپ آرام سے بیٹھ کر دیکھ رہی ہوں؟ "

اس نے خولہ کو کچھ شرم دلانی چاہی۔ اسے نہیں آئی

"اس کا قصور نہیں ہے۔۔۔" بلآخر نین تارہ کو ٹوکنا پڑا، نظر اٹھانے سے البتہ اس نے گریز ہی کیا تھا۔ رجب کی نظر اس پر گئی

"پھر کس کا قصور ہے؟" وہ آج کل اس سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا

"ثمرین باجی ہی کچھ زیادہ بول گئیں "

"زیادہ نہیں بہت زیادہ بول گئیں" خولہ نے مزید بڑھکانا چاہا

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ دل کی اچھی ہیں خولہ۔بس زبان کی ذرا تیز ہیں "

"وہ دل کی بھی اچھی نہیں ہیں نین۔جس کی زبان اچھی نا ہو اس کا دل بھی اچھا نہیں ہوتا "

"ایسی بات بھی نہیں ہے خولہ۔خود کو ہی دیکھ لو۔کتنی تیز زبان ہے تمہاری۔دل تو اچھا ہے نا؟"رجب نے بات ہنسی میں اڑانی چاہی، نین تارہ مسکرا دی لیکن خولہ نہیں مسکرائ

"کم از کم میں منافقت نہیں کرتی بھائ۔کم از کم میں کسی کا دل دکھانے والی باتیں بھی نہیں کرتی۔لوگ کہتے ہیں فلاں دل کا اچھا ہے بس زبان کا زرا تیز ہے۔اس فلاں سے کہیں وہ بھلے ہی دل کا برا بن جائے لیکن زبان کا اچھا رہے۔وہ فلاں ہم سے اپنے دل سے نہیں زبان سے بات کرتا ہے، دل سے گفتگو کرتا تو اس کے دل کا اچھا ہونا اچھا تھا "

وہ سنجیدگی سے کہتے سیڑھیوں سے اترتی اندر بڑھ گئ۔رجب لمحہ بھر کو چپ رہ گیا پھر نین تارہ کو دیکھا

"اسے کیا ہوا ہے؟ "

"ثمرین باجی نے واقعی سخت بات کہی تھی"وہ جھکے سر سے کہنے لگی

"کیا کہا تھا؟ "

"یہ کہ.... کہ ماں ہوتی تو تمیز سکھاتی خولہ کو، لیکن ماں تو اِس کے پیدا ہوتے ہی مر گئ "

WWW.NOVELSHUB.PK

رجب کا دل کسی نے زور سے مٹھی میں بھینچا۔ لمحہ بھر کو وہ نین تارہ کو دیکھتا رہ گیا پھر دھیمے قدموں سے خولہ اور نین تارہ کے مشترکہ کمرے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھلا تھا۔ وہ باہر رک کر کھنکارا پھر اندر داخل ہوا۔ خولہ سامنے بیٹھی تھی، چارپائی پر، نظریں نیچے جمی تھیں، چہرے پر اذیت تھی

"لوگوں تو بولتے رہتے ہیں خولہ، ان کے بولنے کا کیا برا منانا؟ "

وہ نرمی سے کہتا اس کے سامنے آیا

"لوگوں کو بولنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے "

اس کی آواز بھرا گئی۔ رجب اس کے سامنے رک گیا پھر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا

"تم ہرٹ ہوئی ہو؟ "

"بہت "...

"رونا آرہا ہے؟ "

"بہت زیادہ" اس کی آنکھیں نم ہوئیں

"رونا چاہتی ہو؟ "

"رولوں؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"میرے سامنے مت رونا" وہ بے بسی سے بولا تھا۔ اسے اعتراف تھا خولہ بلال کے آنسو وہ برداشت نا کرتا۔ وہ بیٹی، بہن، دوست سب تھی

"آپ باہر چلے جائیں" اس نے بے دردی سے آنکھیں رگڑیں

"تاکہ تم روسکو؟ "

"تاکہ آپ مجھے روتے ہوئے دیکھ نا سکیں "

رجب اسے دیکھتا رہا پھر اٹھتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کا سر اپنے کاندھے پر رکھا۔ خولہ کا ضبط ٹوٹ گیا۔ وہ رو دی، ہچکیوں سے، بچوں کی طرح۔ وہ منہ پھٹ تھی، زبان دراز تھی، بہادر تھی لیکن رجب بلال کے سامنے ایک پانچ سال کی بچی تھی

"ہاں ٹھیک ہے، وہ میری پیدائش کے اگلے دن چلی گئیں لیکن اس میں میرا کیا قصور؟ مجھے تو ان کی محبت بھی نہیں ملی "

وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی

"وہ تم سے تمہارے پیدا ہونے سے پہلے محبت کرتی تھیں خولہ "

وہ اس کا سر تھپک رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"ہاں ٹھیک ہے۔میں منہ پھٹ ہوں "

"زبان دراز "...

"زبان دراز بھی "....

"بد تمیز "....

"بد تمیز بھی "...

"پھوہڑ "...

"پھوہڑ بھی "....

"کام چو "....

"چپ کر کے سنیں مجھے "اس نے شوں شوں کرتے غصے سے کہا تو رجب سر ہلا گیا" یہ سب بھی ہوں لیکن میرے پاس دل بھی تو ہے۔اسے برا بھی تو لگتا ہے۔اسے اچھا لگنے کی خواہش بھی تو ہے۔لیکن نہیں،سب کو لگتا ہے خولہ ڈھیٹ ہے جسے کسی شے سے فرق نہیں پڑتا۔خولہ بے حس ہے جسے ماں کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ماں بیٹی کی پہلی سہیلی ہوتی ہے اور میری سہیلی مجھ سے پہلے ہی دن چھین لی گئ "

اگلے کئی لمحے وہ روتی رہی اور رجب اس کا سر سہلاتا رہا۔ بہت نرمی سے، محبت سے۔ کچھ دیر بعد وہ چپ ہوئی تو سر اٹھاتے چہرے پر ہاتھ رگڑا

"رولیا؟ "

"جی...."اس نے سر ہلادیا

"مزید رونا ہے ؟ "

"فی الحال نہیں "اس نے گال رگڑا

"جب رونا ہو تو بتادینا۔ میں کاندھا پیش کردوں گا لیکن کسی دوسرے کے سامنے مت رونا "

"آپ مجھے پتھر دل بنارہے ہیں "اس نے خفا نگاہیں رجب کی طرف موڑیں

"میں تمہیں مضبوط بنناسکھا رہا ہوں۔ یاد رکھنا خولہ، جو عورتیں ظالم مردوں کو موقع دیں کہ وہ اُنہیں رلائیں پھر وہ ساری عمر روتی ہیں "

"کوئی ہمیں کیوں رلائے گا؟ آپ مرد ہے نا ہمارے محافظ "اس نے سرخ آنکھیں مزید رگڑ کر صاف کیں

"تمہارا محافظ تمہارا باپ تھا، وہ نہیں رہا، تمہارا محافظ میں ہوں، میں نا رہا تو تمہیں کم از کم معلوم ہونا چاہئے کہ اپنی حفاظت کیسے کرنی ہے "

"ایسے تو نا کہیں "اس کا دل دہل گیا" اللہ نا کرے آپ کو کچھ ہو "

"موت کا پتا نہیں چلتا خولہ۔ وعدہ کرو، خود کو ہارنے نہیں دو گی، مضبوط بنو گی۔ جو تمہیں رلائے گا اسے رونا پڑے گا "

خولہ نے زکام زدہ سانس اندر کھینچی پھر اپنا ہاتھ رجب کے ہاتھ پر رکھا۔ وہ مسکرا دیا۔ اٹھتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"جیویں تے سو سال جیویں "

)جیو اور سو سال جیو "(

ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس نے خولہ کے بکھرے بال مزید بکھیر دیئے۔ اس سے پہلے کہ وہ چیختی رجب فوراً باہر نکل گیا۔ لبوں پہ شرارتی سی مسکراہٹ ابھری۔ نظر سیڑھیوں پر گئی لیکن وہ خالی تھیں۔ موبائل نکالتے اس نے کوئی نمبر ملانا چاہا جب گھر کے اندر داخل ہوتے بچے سے ٹکر ہوتے ہوتے بچی

"دھیان سے... اتنی بھی کیا تیزی؟ "

وہ بچے کو پچکارتے ہوئے پوچھنے لگا جو ہڑبڑا گیا تھا

"سوری بھیا۔ یہ خولہ کو دینے تھے" گاؤں کا ہر دوسرا بڑا چھوٹا اسے خولہ کہہ کر بلاتا تھا، مجال تھی جو کوئی آپی باجی بول دے، سخت زہر لگتے تھے خولہ کو یہ الفاظ

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ خولہ نے منگوائے ہیں ؟ دو مجھے "نیلا شاپر اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے اس نے افسوس سے سر ہلایا تو لڑکے نے جھٹ شاپر آگے کیا پھر فوراً باہر بھاگا۔ رجب نے شاپر کھولا، نمکو، پاپڑ، بسکٹس، چاکلیٹ، ہر الم غلم سامان اندر رکھا تھا، یہ خولہ بھی نا، کیا کیا کھاتی رہتی تھی، اب پڑی ہو گی شام کو بستر پر روتے ہوئے کہ پیٹ میں درد ہے

اور تبھی اسے وہ سفید کاغذ نظر آیا، کچھ اچھنبے سے اس نے وہ لفافہ اٹھایا۔ خیال تھا کہ شاید اسی پر خولہ نے سامان لکھ کر دیا ہو گا لیکن کھولنے پر احساس ہوا وہ کچھ اور تھا

صاف اور واضح انگلش میں لکھا ہوا وہ خط Love Latter تھا جو کسی نے خولہ بلال کے نام لکھا تھا۔ رجب نے شروع سے لے کر آخر تک اس خط کو پڑھا۔ پہلے پہل آنکھوں میں بے یقینی اتری، پھر غصہ، طیش اور اختتام پر اس کا ماتھا طیش سے سرخ ہو چکا تھا، سامان وہیں پٹختے وہ جھٹ سے دروازے کی طرف بڑھا

بچے کنچے لئے گلی میں کھیلنے میں مصروف تھے، وہ تیزی سے اس لڑکے تک پہنچا جو سامان لے کر آیا تھا

"یہ کس نے دیا ہے تمہیں؟ "

وہ غصے سے پوچھ رہا تھا۔ لڑکا گڑبڑایا

"وہ، چوک پر بیٹھا تھا، نام نہیں آتا "

"کون تھا چوک پر؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"سیاہ جیکٹ والا لڑکا تھا۔ "

اس سے زیادہ نا رجب کو کچھ پوچھنے میں دلچسپی تھی نا اسے پوچھنا تھا۔ طیش، غصہ، غیرت ہر جذبے سے پر وہ چوک کی طرف بڑھا۔ فاصلہ چند قدموں کا تھا سو چند قدموں میں طے ہو گیا۔ چوک پر کئی مرد بیٹھے تھے لیکن سیاہ جیکٹ صرف ایک کی تھی

رجب کے قدم وہیں رک گئے۔ کرسیوں پر بیٹھے چار مرد، تین نے شلوار قمیص پہن رکھے تھے اور ایک نے جینز پر شرٹ اور جیکٹ۔ جیکٹ والا لڑکا ہنستے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا

"کعب "....

اس کے لب بے یقینی سے پھڑپھڑائے۔ کئی لمحے وہ ساکت سا کھڑا رہ گیا۔ اسے یاد آیا گاؤں میں اتنی اچھی انگلش صرف تین لوگوں کی تھی کہ انگلش میں کوئی خط لکھا جا سکے

رجب، کعب اور ان دونوں کی مدد سے انگلش سیکھنے والی خولہ

اس کی نظریں اس خط پر گئیں، اس خط میں لکھے الفاظ پر۔ اور طیش کا ایک طوفان تھا جو اس کے اندر اٹھا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہ کعب کے سر پر پہنچا اور گریبان سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس قدر گھٹیا حرکت کرنے کی؟ ہمت کیسے ہوئی تمہاری؟ "

گریبان سے پکڑ کر اسے جھٹکا دیتے وہ غرایا۔ لمحہ بھر کو کعب کو سمجھ نہیں آئی کیا ہوا تھا پھر اس نے بے یقینی سے اپنے گریبان پر رکھے ہاتھ دیکھے

"رجب "....

"کس قدر گھٹیا انسان نکلے تم کعب، بھائی سمجھتا رہا میں تمہیں اور تم نے میرے ہی گھر پر نظر رکھی ہوئی تھی ۔ غیرت ہے تمہارے اندر؟ "

اس نے گریبان چھوڑتے ہاتھوں کا مکا بنا کر کعب کے منہ پر مارا۔ وہ لڑکھڑایا پھر سیدھے ہوتے رجب کو دیکھا

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ "

اردگرد اکٹھے ہوتے مردوں کو دیکھ وہ دبی دبی آواز میں چلایا

"بکواس میں کر رہا ہوں؟ ہمت کیسے ہوئی تمہاری یہ بکواس لکھنے کی؟ "

اس نے پیچ کر وہ خط کعب کے منہ پر مارا، پھر آگے کو بڑھتے ایک اور مکا اس کے منہ پر مارا۔ اس بار کعب کے اندر ابال اٹھا۔ اس نے بنا لحاظ کئے ایک جوابی مکا رجب کو مارا، جوابی وار زیادہ شدید تھا، رجب کے گال سے خون کا فوارہ نکل پڑا

"ہوش میں ہو تم؟ کس طرح کی بکواس کئے جا رہے ہو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس بار کعب عباس کا ہاتھ رجب کے گریبان پر پڑا تھا۔ رجب نے جواباً زور سے ایک تھپڑ اس کے چہرے پر مارا اور یہ آخری شے تھی جو ہونی چاہئے تھی۔ کعب کا دماغ کھول اٹھا۔ غصے کی انتہا تھی جب اس نے رجب کی گردن پکڑتے اسے ٹیبل پر گھسیٹا

"میں بکواس کر رہا ہوں جو پوچھ رہا ہوں کہ کیا مسئلہ ہے؟"

اس نے رجب کی گردن چھوڑتے اسے گریبان سے پکڑا تو نظر اس کے چہرے پر گئی، گال سے اور منہ سے بہتا خون، گردن پر سرخی، اس کا اشتعال راکھ ہوا۔ ہاتھ ڈھیلا پڑا، رجب نے اپنا گریبان اس کے ہاتھ سے چھڑوایا۔ چند لوگ فوراً آگے بڑھے اور ان دونوں کو پیچھے کیا

"رجب۔ میری بات سن، مجھے بتا مسئلہ کیا ہے؟"۔ اس بار وہ کچھ تحمل سے بولا تھا لیکن رجب نے اس کی بات کاٹ دی

"مر گیا تمہارے لئے رجب بلال، قیامت کے دن بھی سامنا ہو تو مت پہچاننا مجھے"

وہ چیخا پھر اپنا آپ کھینچ کر چھڑوایا، ایک آخری، آخری قہر بار نظر اس پر ڈالتے وہ مڑا اور دور ہوتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کعب نے رک کر گہرے گہرے سانس لئے۔ نظر نیچے پڑے کاغذ پر گئی، اس نے جھپٹ کر وہ اٹھایا اور دھکا دیتے اپنے طرف آتے کسی لڑکے کو دور کیا۔ اپنی جیکٹ درست کی اور ایک آخری نظر اس راستے پر ڈالی جہاں سے وہ گیا تھا۔ آخری نظر!

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے سے نکلتے وہ تیسری کال تھی جو اُس نے پچھلے دس منٹ میں اٹھائی تھی

"آپ سے کس نے یہ کہہ رہا نجم صاحب؟ میں کیوں لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے لگا؟ "

بظاہر مسکرا کر کہتے اس نے ایک قہربار نظر نیچے ڈالی جہاں چچا اور یوسف ساتھ کھڑے تھے۔ چچا غصے سے یوسف سے کچھ کہہ رہے تھے اور یوسف کا سر جھکا ہوا تھا

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اور الیکشنز کو ابھی تین سال دیر ہے۔ میں نے حتمی فیصلہ نہیں لیا کہ مجھے الیکشن لڑنے ہیں یا نہیں "

سیاہ پینٹ پر سفید ڈریس شرٹ پہنے اس نے بازوں کلائیوں تک موڑ رکھے تھے۔ سیڑھیوں سے اترتے وہ لاؤنج تک پہنچا تو چچا چپ ہو گئے

"میں نے کہا نا ایسا کچھ نہیں ہے۔ بعد میں بات کرتا ہوں آپ سے "

کال کاٹتے اس نے خاقان کو دیکھا

"مسکان کی کال آئی تھی مجھے۔ وہ اپنی دوست کے گھر رکے گی۔ آپ جانتے ہیں؟ "

"نہیں..." وہ چونکے "مجھ سے کوئی بات نہیں کی اس نے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"پھر چچا، جا کر اپنی اولاد کو اپنا فرمانبردار بنائیں پہلے۔ آئندہ میرے بھائی سے تمیز سے بات کیجئے گا۔ غلام نہیں ہے وہ آپ کا" کٹیلی نگاہ ان پر ڈالتے اس نے یوسف کو باہر آنے کا اشارہ کیا تو وہ شرمندگی سے سر جھکائے اس کے پیچھے چلا گیا۔ ان دونوں نے مڑ کر خاقان کے چہرے کے تاثرات نہیں دیکھے تھے

"ذرا عزت و وقار ہے تمہارے اندر یوسف؟" لان میں رکتے بدر مڑ کر غصے سے بولا تو یوسف نے سر مزید جھکا لیا

"وہ مجھ سے بڑے ہیں "

"اور نا وہ اس عزت کے مستحق ہیں نا احترام کے۔ اس گھر پر ان سے زیادہ تمہارا حق ہے، اور اب یہ آکر کہیں تو کوئی ضرورت نہیں ہے مسکان کو جا کر یونیورسٹی سے پک کرنے کی۔ ڈرائیور لے آئے گا "

"بھائی...." بس ایک نظر، بس ایک سخت نظر اور یوسف نے سر ہلا دیا۔ بدر نے رک کر اشتعال کو دبایا پھر سانس لی

"یہ لڑکا، کیا نام ہے، بلال۔ کیا مسئلہ ہے اسے؟ کون سے اخباروں میں خبر دی ہے اس نے۔ دو گھنٹے میں دس کالز آچکی ہیں مجھے "

"اس کا نام رجب ہے بھائی" یوسف نے تصحیح کرنی چاہی۔ بے ساختہ ہی آنکھوں کے سامنے کوئی شبیہہ سی لہرائی

WWW.NOVELSHUB.PK

"جو بھی ہے۔ کیا مسئلہ ہے اسے؟ "

"بابا کے کہنے پر میں ملنے گیا تھا اس سے۔ نہر کے ساتھ جو سڑک والی زمین ہے، اس پر کیس دائر کیا ہے اس نے کہ وہ اُس کی زمین ہے "

"میں ایک ٹکڑا بھی اس زمین کا نہیں دوں گا اسے۔ کروڑوں کی زمین ہے وہ" وہ سیخ پا ہوا۔ جانے کون سا غصہ تھا جو اسے آ رہا تھا

"وہ پہلے قیمتی نہیں تھی بھائی۔ عام سی زمین تھی۔ ایک سال پہلے وہاں سے سڑک بنائی گئی تو قیمت آسمان پر پہنچ گئی اس کی۔ اور وہ لڑکا یہ بات جانتا ہے۔ اسی لئے تو کیس کیا ہے "

"میری بات سنو یوسف...." اس نے رک کر تحمل سے یوسف کو دیکھا" جا کر سمجھاؤ اُس لڑکے کو۔ بخدا میں سمجھانے پر آیا تو وہ پچھتائے گا۔ مجھے کوئی بدنامی نہیں چاہئے اگلے ایک لمبے عرصے تک۔ مجھے اگلا الیکشن لڑنا ہے اور یہ عدالتی معاملات ایک عرصہ لے جاتے ہیں۔ اگر کسی مخالف کو پتا چلا تو خواہ مخواہ بات بگڑ جائے گی۔ جا کر چند پیسوں کی آفر دو اس لڑکے کو یا ڈراؤ دھمکاؤ، جو بھی کرو لیکن یہ مسئلہ حل کرو "

یوسف نے سر ہلا دیا۔ بدر نے کہہ دیا تھا تو اب وہ یہ مسئلہ دیکھ لے گا۔ بات ختم۔ بدر اب اس سے دور ہٹتا گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔ اسے شہر جانا تھا۔ یہاں کے تو بکھیڑے کے ہی ختم نہیں ہوتے تھے۔ مجال ہے جو اسے سکون مل جائے

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفید رنگ کے ڈبے میں سے روئی نکال کر دیتی نین تارہ کے ہاتھ لمحہ بھر کو کانپ گئے۔ خولہ نے اس کے کانپتے ہاتھوں کو نہیں دیکھا تھا۔ اس نے جھٹ وہ روئی پکڑی اور گول مول کرتے جھک کر رجب کے گال پر رکھی

"آہ..." وہ کراہا۔ اس بار خولہ کے ہاتھ کانپ گئے۔ نظر اس کی گردن پر پڑے نشانوں پر گئی۔ اُسے رونا آیا

"کس نے مارا ہے ؟ "

چارپائی پر اس کے ساتھ بیٹھے چچا نے فکر مندی سے پوچھا تو رجب نے ایک ہاتھ گال پر رکھ کر اُنہیں دیکھا

"یونہی لڑائی ہو گئی تھی" وہ نظریں چرا گیا۔ خولہ نے ایک بار پھر روئی اس کے گال پر رکھنا چاہی جب رجب نے رک کر اس کا ہاتھ تھاما

"پر سکون رہو خولہ۔ گہری سانس لو۔ ہاتھ کیوں کانپ رہے ہیں تمہارے؟" وہ نرمی سے بولا تو خولہ نے رک کر سانس لی، آنسو پیچھے دھکیلے، ہاتھوں کو بھینچ کر کھولا پھر ہاتھ اس کے گال پر رکھا، رجب اسے دیکھ کر رہ گیا۔ اس کے ہاتھ اب بھی کانپ رہے تھے

WWW.NOVELSHUB.PK

"اتنا شدید کس نے مارا ہے؟ گال دیکھو، زخمی ہوا پڑا ہے، گردن پر نشان ہے۔ کس نے اتنی زور سے مارا ہے ؟ "

اب کی بار دادی نے پوچھا تو رجب جھنجھلا کر کچھ کہنے ہی لگا تھا جب پیچھے سے ہانپتے کانپتے ہوئے شیر دل کی آواز آئی

"کعب بھیا نے مارا ہے "

پل بھر کو وہاں سناٹا چھا گیا۔ خولہ کا دوائی لگاتا ہاتھ تھما، رجب کی نظر اُس پر گئی

"کعب نے "...

اس کے لب پھڑپھڑائے

"ہاں خولے... آدھے گاؤں کے سامنے چوک پر لڑے ہیں رجب بھائی اور کعب بھائی۔ میں خود وہاں تھا۔ کعب بھیا نے گردن سے بھی پکڑا تھا اور سر ٹیبل پر بھی مارا تھا رجب بھائی کا، دھمکی بھی دی کہ جان سے ماردوں گا "

تیرہ سالہ شیر دل کو جتنا یاد تھا اس نے بتا دیا۔ رجب پر جمی خولہ کی نگاہوں میں آگ سی ابھری۔ کھڑے ہوتے اس نے پٹخ کر دوائی رکھی

"ہمت کیسے ہوئی اس کی؟ "...

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ جیسے طیش میں آتی سیدھی ہوئی تھی رجب کو لگا وہ ابھی جا کر کعب کا قتل کر دے گی۔وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا اور خولہ کا بازو کھینچا

"خولہ رکو "...

"اس نے ہاتھ کیسے لگایا آپ کو؟منہ توڑ دوں گی میں اس کا "

وہ غصے میں نہیں تھی۔شدید غصے میں تھی۔ہمت کیسے ہوئی کعب کی اس کے بھائی کو مارنے کی؟۔رجب نے اب کے خولہ کے دونوں بازوں پکڑے

"تم وہاں نہیں جاؤ گی خولہ "

"کیوں؟میں "...

"آج کے بعد تم خالہ کے گھر گئیں یا کعب سے کوئی بات کی تو مجھ سے تعلق ختم خولہ "

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا سختی سے بولا تو خولہ تھم گئ۔آنکھوں میں صدمہ ابھرا

"بھائی"....

"تم آج کے بعد کعب سے نا بات کرو گی نا کچھ کہو گی۔مجھے سن رہی ہو؟اس انسان سے ہر تعلق ختم،یوں سمجھو وہ ہمارے لئے مر گیا "

WWW.NOVELSHUB.PK

"بھائی... ایسا بھی کیا ہوا ہے؟" وہ متعجب تھی۔ طیش حیرانگی میں تبدیل ہوا۔ غصہ تعجب میں

"تم نے مجھے سنا خولہ؟ کعب سے ہر تعلق ختم "

وہ سختی اور طیش جو رجب کی آنکھوں میں تھا اسے دیکھتے خولہ کا سر میکانکی انداز میں اثبات میں ہلا، رجب اس کے ہلتے سر کو دیکھتا پیچھے ہوا اور پیچھے پڑی دوائی اٹھائی

"میں سونے جا رہا ہوں۔ براہِ مہربانی کوئی مجھے تنگ نا کرے "

بنا کسی سختی کے بے تاثر لہجے میں کہتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے کھڑی خولہ کا دماغ اب سن سی کیفیت میں تھا اور نین تارہ رخ موڑے اُسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کعب عباس نے ناہی گھر جا کر دوائی لگائی ناہی کسی سے کوئی بات کی۔ صفیہ کے سوالوں کو نظر انداز کرتے وہ کمرے میں گیا اور دروازہ بند کرتے وہ سفید لفافہ بیڈ پر پھینکا۔ پورے گھر میں واحد اس کے کمرے میں بیڈ تھا

آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اس نے اپنے چہرے کو دیکھا۔ وہاں خراش تھی، گریبان چاک تھا۔ آنکھیں سرخ اور وحشت زدہ، رک کر اس نے کئی گہری سانسیں لیں، خود کو صبر کا درس دیا۔ تحمل کا مظاہرہ کرنے کا درس، غصہ ابل ابل کر آ رہا تھا

سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ بیڈ پر بیٹھا

"میرے ہی گھر پر نظر رکھی تم نے؟ غیرت ہے تمہارے اندر؟ "

"قیامت کے دن سامنا ہو تو مت پہچاننا "

آوازیں پلٹ پلٹ کر آنے لگیں۔ سر سے ہاتھ ہٹاتے کعب نے پیچھے پڑ الفافہ کھولا

انگلش میں لکھا گیا خط، وہ جیسے جیسے پڑھتا گیا آنکھوں میں سرخی بڑھتی گئ، ماتھے کی رگیں اُبھرتی چلی گئیں، خط پیچھے پھینک کر وہ کتنی ہی دیر بے یقین بیٹھا رہ گیا

اگر یہ خط پڑھ کر رجب اسے لکھنے والے کو قتل کر دیتا تو جائز تھا۔ پھر یکدم اسے یاد آیا کہ رجب اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اُس نے یہ خط لکھا تھا تو آنکھوں میں زخمی پن اترا

"وہ مجھے ایسا سمجھتا ہے؟ ایسا؟ "

خولہ کا نام اس نے کبھی اپنی ماں کے سامنے تک نہیں لیا تھا، وہ اُس کے دل کا حال جانتی تھیں، بنا اس کے کہے بھی جانتی تھیں لیکن کعب عباس مر کر بھی اس عورت کے بارے میں اپنے جذبات کسی تیسرے انسان سے نا کہتا۔ اور رجب کو لگتا تھا اس نے یہ خط لکھا تھا؟ وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا

اگلا پورا دن وہ کمرے میں پڑا رہا۔ نا کچھ کھایا نا پیا، صفیہ کئ بار اسے بلانے آئیں لیکن کعب باہر نہیں گیا۔ جانے رات کا وہ کون سا پہر تھا جب سوتی جاگتی کیفیت میں اس کے ذہن میں کوئ نام ابھرا۔ کوئ چوتھا نام

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جنوبی پنجاب میں سردیاں یوں پڑتی تھیں کہ زمین بھی جمنے لگتی۔ کئی کئی دن سورج کا نکلنا خیال سا لگتا تھا۔ ان سرد دنوں میں جہاں سورج کی زیارت کا انتظار ہوتا وہیں سردیوں کا اپنا ایک لطف تھا۔ ساگ اور مکئی کی روٹی کے ساتھ ساتھ گاجر کے کھیت خالی کر کے گجریلا (جنوبی پنجاب کے بعق دیہاتوں میں گاجر کے حلوے کو گجریلا کہا جاتا ہے) بنایا جاتا، آگ تاپتے بوڑھے چوک پر بیٹھے نظر آتے اور کئی بچے چوری چھپے مکئی کی فصلوں سے موٹے مکئی کے بھٹوں کی تلاش میں ساری فصل خراب کرتے نظر آتے

انہی دنوں جب سرما کی دھوپ بعض اوقات معجزے جیسے لگتی تھی۔ مہاراں کے مکینوں کے لئے بھی آج یہ معجزہ ہو گیا تھا۔ کئی دن کے بعد آج سورج نکلا تھا تو کمرے میں کمبل ڈال کر دبکے سبھی لوگ چارپائیاں نکال کر صحن میں آ لیٹے تھے

انہی میں سے ایک رجب بلال بھی تھا جسے ایک مرتبہ شیر دل اور دو مرتبہ خولہ دھوپ کے نکلنے کی اطلاع دے کر جا چکے تھے لیکن وہ کمبل سر تا پیر لپیٹے پڑا رہا۔ نا اسے دھوپ سے غرض تھی نا کسی حلوے سے جسے باہر نین تارہ اور خولہ مل کر پکانے کی تگ و دو میں تھیں۔ چچی اور دادی غالباً کسی رشتے دار کے گھر گئی ہوئی تھیں سو پورے گھر میں سوائے خولہ اور نین تارہ کی آواز کے کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آواز آنا بھی بند ہو گئی۔ چند لمحے گزرے جب اسے محسوس ہوا کہ کھلے دروازے سے کوئی آہستہ سے اندر داخل ہوا تھا۔ پھر انہی دھیمے قدموں سے اس کی چارپائی سے فاصلے پر رک گیا۔ نا کوئی آواز آئی نا کسی نے بلایا ،رجب نے گہری سانس لی

"کیا کہنا ہے تارہ؟ "

اس کی چارپائی سے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑی نین تارہ کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ کیسے جان گیا تھا؟

"دوپہر کا کھانا کھا لیں "

"میں دو بار خولہ اور ایک بار شیر دل کو منع کر چکا ہوں" اس نے کمبل چہرے سے ہٹاتے مندی مندی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر اٹھ بیٹھا "تم کچھ اور کہنے آئی ہو۔ کہو "

نین تارہ اسے دیکھتی رہی۔ چہرے پر پڑا نشان ویسا ہی تھا۔ گردن کا نشان مندمل ہو گیا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے تھے اور وہ کچھ سست اور بے زار لگ رہا تھا

"کعب سے کس لئے جھگڑا ہوا تھا آپ کا؟" وہ دھیرے سے بولی تھی

"اس کا نام مت لو میرے سامنے" رجب کے چہرے پر سختی ابھری

"آپ میرے سوال کا جواب نہیں دے رہے؟ "

"میں تمہارا سوال نظر انداز کر رہا ہوں "

"مجھے برا لگ رہا ہے "

رجب نے رک کر سانس لی

"تارہ، مجھے اس موضوع پر بات نہیں کرنی۔ تم جاؤ یہاں سے "

وہ اٹھنے لگا

"آپ نے کعب کو مارا تھا؟" وہ اٹھتے اٹھتے رکا۔ پہلا تھپڑ اسی نے تو مارا تھا۔ وہ کچھ دیر جھکے سر سے بیٹھا رہا

"اس نے کام ہی ایسا کیا تھا "

"آپ کو یقین ہے اس نے وہ کام کیا تھا؟" پل بھر کو جیسے وہ چپ کا چپ رہ گیا

"مجھے ...یقین ہے "اسے اپنی ہی آواز اجنبی لگی۔ پہلے پہل کا غصہ ہلکا ہوا تو احساس ہوا اس نے کعب کو ایک بار بھی نہیں سنا تھا

"آپ کو یقین نہیں ہے۔ آپ کو غصہ تھا۔ غصے میں آپ نے نا کچھ سوچا نا سوچنے کا خیال آیا اور آپ نے وہ غصہ کعب پر نکال دیا "

"وہ میرا دوست تھا تارہ۔ دوست سمجھتی ہو؟ مجھے اس سے یہ امید نہیں تھی" وہ دبے دبے غصے میں بولا تھا

"وہ صرف آپ کا دوست تو نہیں تھا۔ بھائی بھی تھا۔ اور کیا کوئی اپنے بھائی کو صفائی کا موقع دیئے بغیر اسے مجرم قرار دے دیتا ہے؟ وہ بھی تب جب آپ دونوں نے زندگی کے پچیس سال ایک ساتھ گزارے ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

اور رجب بلال کے پاس ہر لفظ ختم ہو گیا۔ وہ یک ٹک نین تارہ کو دیکھتا رہ گیا

"۔میں نہیں جانتی آپ دونوں کی لڑائی کس وجہ سے ہوئی تھی لیکن آپ کو کم از کم اسے ایک مرتبہ سننا چاہئے تھا۔ آپ پچیس سال سے اسے جانتے ہیں۔ کیا پچیس سال کا ساتھ اس قابل نہیں تھا کہ اسے صفائی کا ایک موقع دیا جاتا؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ واقعی ایسا کر سکتا ہے؟ "

وہ نرمی سے کہتی پلٹ گئی۔ رجب وہیں بیٹھا رہا۔ کئی لمحے، کئی دیر، کئی ساعتیں، اسے پہلے پہل غصہ تھا، وہ خولہ کے حوالے سے ایسا ہی تھا، ایسا ہی اندھا، ایسا ہی پاگل، وہ اس کے لئے حد سے زیادہ وہمی تھا، اور یہی محبت تھی جس نے غصے میں اس سے وہ سب کروا دیا۔ وہ سب جو نہیں ہونا چاہئے تھا

موبائل کی بجتی گھنٹی پر وہ یکدم چونکا، تکیے سے ڈھونڈ کر موبائل نکالا اور کان سے لگایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آئینے کے سامنے کھڑے رجب بلال نے بالوں میں کنگھی پھیرتے اُنہیں درست کیا۔ پھر پیچھے پڑے جوتے اٹھاتے پہننے لگا

)تم نے پریس کانفرنس کا کہا تھا۔ آج کی بکنگ کی ہے۔ آ رہے ہو پھر؟ "

وہ کمال تھا۔ اس کا دوست۔ رجب نے رک کر گہری سانس لی

" آرہاہوں۔ میرے پاس سارے ثبوت ہیں کہ وہ زمین میری ہے۔ یہ لوگ عدالت کو خرید سکتے ہیں، لوگوں کو نہیں۔ میں ہر ثبوت میڈیا پہ دوں گا "

اس نے کال کاٹ دی۔ خالی نظریں ارد گرد گئیں۔ اندر باہر عجیب سا خالی پن اترا، وحشت، دل کیا بھاگ کر جائے اور کعب کو گلے لگائے۔ لیکن نہیں اسے آج ایک جنگ لڑنی تھی۔ لڑ کر جیتنی تھی (

بالوں میں کنگھی کرتے وہ رکا، سفید شلوار قمیص پر سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی، بال سلیقے سے جمے تھے، نظریں بیک وقت خالی اور پرجوش سی تھیں۔ کوئی اندر سے کچھ کہہ رہا تھا، اسے رک جانا چاہیے، اسے یہ جنگ چھوڑ دینی چاہیے

سر جھٹکتے وہ باہر بڑھ گیا

")کیسے ہو ذوالفقار احمد؟ "

موبائل فون پر کچھ ٹائپ کرتے ذوالفقار نے سر اٹھایا پھر کعب کو دیکھتے چونکا۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھے چبھتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ذوالفقار نے ہاتھ میں تھاما دوائی کا شاپر مروڑا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ "

"کل صبح جب تم سے چوک پر ملاقات ہوئی تو تمہارا آرٹیکل دیکھا جو تم نے کسی اخبار کے لئے دیہی تعلیم کی ضرورت پر لکھا تھا۔ رائٹنگ بہت پیاری تھی۔ تو میں تم سے رائٹنگ سیکھنے آیا تھا۔ سکھا سکتے ہو؟ "

"کیا مطلب؟ "

کعب اسے دیکھتا رہا پھر جھپٹ کر آگے بڑھتے اس کی گردن پکڑ کر دیوار سے لگائی۔ ذوالفقار کا سانس سینے میں اٹک گیا

"خولہ کو وہ گھٹیا خط تم نے لکھا تھا نا؟ جھوٹ بولا تو یہیں گاڑھ دوں گا "

وہ غرایا۔ ذوالفقار کا سانس رک گیا۔ اس نے کعب کو پیچھے کرنا چاہا لیکن وہ سنگل پسلی تھا۔ کعب ہلا بھی نہیں

"میں۔۔نے۔۔ نہیں "

"میں نے کہا جھوٹ بولا تو گاڑھ دوں گا یہیں "

وہ پہلے سے زیادہ وحشت سے غرایا۔ ذوالفقار کو لگا اب وہ زندہ نہیں رہے گا

"ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔میں نے۔۔۔میں نے ہی "

کعب نے اس کی گردن چھوڑ دی۔ ذوالفقار یکدم گہرے گہرے سانس لینے لگا (

کمرے سے باہر نکلتے اس نے چولہے کے پاس کھڑی خولہ اور نین تارہ کو دیکھا۔ بھاری ہوتے قدم ان کی طرف بڑھے۔ پھر اس نے نین تارہ کو وہاں سے ہٹتے دیکھا۔ پھر خولہ کو اس کی طرف آتے، وہ کچھ کہہ رہی تھی، کچھ جوش سے اسے بتا رہی تھی۔ ہاتھ میں کٹوری تھی جس میں گاجر کا حلوہ تھا۔ شاید وہ کہہ رہی تھی کہ

WWW.NOVELSHUB.PK

یہ اس نے بنایا ہے اور اب وہ چاہتی ہے رجب چکھ کر بتائے کہ یہ کیسا بنا ہے۔ رجب نے کٹوری لیتے ایک چمچ منہ میں رکھا، اس کی ذائقے کی حس مر گئ تھی لیکن وہ مسکرا دیا۔

"اچھا بنا ہے "

خولہ مسکرائ، وہ پوچھ رہی تھی کہ کیا اسے مزید کھانا ہے۔ رجب نے سر نفی میں ہلایا پھر آگے کو ہوتے خولہ کا سر اپنے سینے سے لگایا۔ خولہ تھم گئ

"تم میرا فخر ہو خولہ۔ میرا خواب جینا، اسے پورا کرنا، خود کو کسی کے آگے مت جھکانا۔ تم میری بیٹی ہو "

وہ نہیں جانتا تھا اس کی آواز کیوں کانپی تھی۔ خولہ کچھ حیرانی سے سیدھی ہوئ

"آپ ٹھیک ہیں بھائ؟ "

"ہاں... تم ہو تو سب ٹھیک ہے۔ بس یاد رکھنا کہ رجب بلال کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت خولہ بلال سے ہے۔ سب سے زیادہ "

وہ اسے حیران چھوڑتا آگے بڑھ گیا

")اس قدر گھٹیا الفاظ لکھنے کی ہمت کیسے ہوئ تمہاری؟ "

اس نے ذوالفقار کی گردن ایک بار پھر دبوچی۔ البتہ اس بار گرفت مضبوط نہیں تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ.. میری ہونے والی بیوی۔۔۔۔ "

"کوئی ہونے والی بیوی نہیں ہے تمہاری۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ کیسے تم اس سے شادی کرتے ہو۔ میرے ساتھ چلو اور رجب کو بتاؤ کہ یہ خط تم نے لکھا تھا "

"وہ مجھے جان سے مار دے گا" وہ منمنایا

"وہ نا بھی مارے تو میں ضرور مار دوں گا "

اس نے ذوالفقار کی گردن پر گرفت مضبوط کی۔ ذوالفقار کو سانس لینے میں دقت ہوئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔ بس دس منٹ دے دو۔ تم چلو، میں آتا ہوں "

"اور تمہیں میں بیوقوف لگتا ہوں جو تمہیں یہاں چھوڑ کر جاؤں گا اور تم فرار ہو جاؤ گے ؟ "

اس کا چہرہ سخت ہوا

"نہیں بھاگوں گا۔ اللہ قسم نہیں بھاگوں گا۔ مجھے بس دوائی گھر پہنچانے دو۔ میرے باپ کو وقت پر دوائی نا ملے تو اس کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ تم جہاں کہو گے آجاؤں گا۔ بس دس منٹ دے دو "

وہ سفید پڑتے چہرے سے کہہ رہا تھا۔ کعب اسے گھورتا رہا پھر اس کی گردن چھوڑی

WWW.NOVELSHUB.PK

"اسلام آباد میں جس فیکٹری میں جاب کرتے ہو نا تم، وہ میرے دوست کے ماموں کے داماد کی ہے۔ ایک فون کروں گا اور تمہیں چوری کے کیس میں جیل ڈال دیں گے۔ اس لئے شرافت سے جہاں کہوں، آجانا "

ذوالفقار ڈر کر سر ہلانے لگا (

دروازے تک پہنچتے اس نے رک کر پیچھے دیکھا تو نین تارہ گڑبڑا کر رکی۔ اسے دروازہ بند کرنا تھا

"تم سے کچھ کہنا تھا تارہ "

"جی ؟" وہ بوکھلائی

"تم میری زندگی کی بہار ہو تارہ۔ تم نا ملتیں تو میرا وجود ساری عمر خزاں رہتا۔ یہ محبت ہے تو ہاں یہ محبت ہے ۔کچھ اور ہے تو نہیں معلوم۔ لیکن تم میری زندگی میں بہار کا موسم ہو "

اس نے دیکھا گلابی لباس والی کا چہرہ اس کے لباس سے زیادہ گلابی ہوا تھا۔ رجب کے دل میں کوئی احساس نا ابھرا، کیا ذائقے کے ساتھ ساتھ ہر حس مر گئی تھی؟ وہ مڑ کر دروازے تک گیا۔ کسی نے کہا رک جاؤ۔ کوئی قدم جکڑ رہا تھا۔ اس نے قدم روک دیئے پھر نین تارہ کو دیکھا

"تمہارے لئے ایک تحفہ ہے میری جیب میں۔ واپسی پر دوں گا کیونکہ واپسی پر جیت کر آؤں گا "

نین تارہ نے سر ہلایا۔ وہ آگے کو ہو کر دروازہ بند کر رہی تھی۔ رجب کی نظر پیچھے گئی۔ خولہ اسی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظر میں کچھ بے چینی سی تھی۔ پھر دروازہ بند ہو گیا

WWW.NOVELSHUB.PK

)واش روم سے نکلتے بدر نے ابھی آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے تولیے کو بالوں پر پھیرا ہی تھا جب پیچھے پڑا موبائل بجا۔اس نے ایک ہاتھ سے موبائل اٹھاتے کال اٹینڈ کی۔دوسری طرف سے کچھ کہا جانے لگا۔اس کے چہرے پر غصے کے باعث سرخی پھیلی۔آنکھوں میں آگ ابھری۔موبائل کان سے ہٹاتے اس نے جھپٹ کر پیچھے سے گن اٹھائی اور نیچے بڑھا۔بہت مہلت دے لی اس نے۔اب بس (!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بدر کے کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتے نیچے آؤ تو لاؤنج میں یوسف اور عبداللہ جہانداد بیٹھے نظر آرہے تھے۔یوسف میز پر رکھی دوائیاں دیکھ رہا تھا۔کریم رنگ کے شلوار قمیص پر اس نے سیاہ شال اوڑھ رکھی تھی۔بال ماتھے پر بکھرے تھے اور چہرہ سنجیدہ لگتا تھا

"ڈی ایچ اے والا فلیٹ کس کے نام کیا تھا میں نے؟ "

صوفے کی دوسری طرف بیٹھے عبداللہ جہانداد نے سوال کیا تو یوسف نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا

"بدر بھائی کے نام "

"اور منگورا والا باغ؟،وہ تو تمہیں دیا تھا نا؟ "

"بدر بھائی کو دیا تھا "

اس نے اب بھی تحمل سے یاد دلایا،عبداللہ جہانداد کے چہرے پر کچھ مایوسی پھیلی

WWW.NOVELSHUB.PK

"تمہارے نام کچھ نہیں کیا تھا؟ "

"کیا تھا، کبھی گنا نہیں میں نے لیکن آپ نے میرے نام بھی کیا تھا "

"مجھے یاد ہے۔ دراصل وہ زمینیں جو بدر کے پاس ہیں وہ اس کی ماں کی ہیں تو اسی لئے اسے ملیں "

"جی۔ ایسا ہی ہے۔ اور اگر مجھے نہیں ملیں تو ان کے نا ملنے کی وجہ سے میں آپ کی خدمت کرنا نہیں چھوڑوں گا بابا "

وہ دوائیاں دیکھتے سادگی سے بولا تو پل بھر کو عبداللہ جہانداد چپ رہ گئے۔ یوسف سر جھکائے اپنا کام کرتا رہا جب اسے عبداللہ جہانداد کی آواز سنائی دی

"میں نے تمہاری ماں کے ساتھ غلط کیا تھا" اس کے ہاتھ تھم گئے۔ اس بار اس نے سر نہیں اٹھایا "وہ کہتی رہی کہ میں تمہیں اس کے پاس چھوڑ دوں لیکن میں نے سوچا تم یہاں زیادہ اچھی زندگی گزارو گے۔ میں نے صحیح سوچا تھا لیکن تمہاری ماں کی سوچ کو بھول گیا۔ وہ اس چھوٹے سے فلیٹ میں رہی۔ آخر وقت تک تم سے ملنا چاہتی تھی لیکن میں نے نہیں ملنے دیا۔ مجھے احساس ہے، میں نے اس کے ساتھ غلط کیا تھا "

یوسف کے جھکے چہرے پر اذیت ابھری، وہ دس سال کا تھا جب عبداللہ اسے یہاں لائے تھے، ٹوٹے پھوٹے مناظر ذہن میں اب بھی تھے، کوئی مہربان سی شبیہہ اب بھی تھی ذہن میں، کوئی یاد بھی تھی لیکن وہ صرف یاد ہی تھی

"میں نے تمہارا بھلا چاہا تھا، تم مجھ سے بدگمان مت ہونا یوسف۔ دیکھو تم یہاں عیش سے رہے۔۔۔ "

"میں بدگمان نہیں ہوں"

اس نے عبداللہ جہانداد کی بات کاٹ دی۔ سراب بھی نہیں اٹھایا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ اس کے نام زیادہ جائیداد نا کرنے کے گلٹ کو دور کرنے کی کوشش تھی۔ وہ یوسف کو بتانا چاہتے تھے کہ اُنہیں یوسف کی فکر تھی۔ بدر ان کی ضروریات پوری کرتا تھا، ان کا علاج کرواتا تھا لیکن وہ ان کی خدمت نہیں کرتا تھا، خدمت یوسف کرتا تھا اور وہ اپنے خدمت گزار بیٹے کو کھونا نہیں چاہتے تھے

یوسف ان سے کہنا چاہتا تھا کہ اس سب کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اپنے باپ سے محبت کرتا تھا اور یہی محبت تھی جس کی وجہ سے وہ ان کی خدمت بھی کرتا تھا

"یوسف ".....

آواز پر اس کا سر اٹھا۔ سیڑھیوں پر سے بدر نیچے اتر رہا تھا۔ چہرہ سرخ اور آنکھوں میں سختی۔ یوسف بے ساختہ اٹھ کھڑا ہوا

"کیا کہا تھا میں نے تم سے کہ اس لڑکے سے بات کرو۔ کہا تھا یا نہیں؟ "

وہ لاؤنج میں آتے یوسف کو دیکھتا درشتگی سے پوچھنے لگا

"مجھے وقت نہیں مل سکا بھائی، بابا کی طبیعت "...

"بالکل ٹھیک ہیں یہ۔ ذرا سا بی پی لو ہوا تھا۔ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کیسے کی؟ "

"ہوا کیا ہے بدر؟ وہ میرے ساتھ مصروف تھا "

عبداللہ جہانداد ناگواری سے بولے تو بدر نے سرخ نظریں موڑ کر اُنہیں دیکھا

"وہ کل کا آیا لڑکا، اخباروں میں خبریں چھپواتا پھر رہا ہے کہ اس کی زمین پر بدر عبداللہ نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور یہی نہیں، آج جا کر وہ پریس کلب میں پریس کانفرنس بھی کروا رہا ہے "

وہ غصے اور حقارت کے ملے جلے تاثرات سے بولا

"بھائی... میں، مصروف تھا تو" یوسف کو اسی لمحے احساس ہوا وہ غلطی کر گیا تھا۔ اسے بدر کا کام پہلے نبٹانا چاہئے تھا

"جہنم میں گئی تمہاری مصروفیت۔ اگر میں کوئی حکم دوں تو تعمل کیا کرو۔ تعمیل کیا کرو یوسف۔ کیونکہ اب اس تاخیر کا انجام وہ لڑکا بھگتے گا" وہ غرایا، پھر پیچھے کھڑے لڑکے کو دیکھا "لوکیشن پتا کرو اس لڑکے کی، ابھی کہ ابھی، اور چلو میرے ساتھ، میں دیکھتا ہوں کیسے وہ میرے خلاف پریس کانفرنس کرتا ہے۔ اپنی سالوں کی بنائی گئی ساکھ میں اسے اتنی آسانی سے مٹانے نہیں دوں گا "

وہ غصے سے باہر کی طرف جا رہا تھا۔ یوسف کچھ دیر ششدر سا کھڑا رہ گیا۔ جبکہ عبداللہ جہانداد گویا سکون سے واپس صوفے پر بیٹھے پھر یوسف کو دیکھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"بیٹھ جاؤ سکون سے۔ اب بدر خود یہ معاملہ دیکھ لے گا اور وہ واقعی دیکھ لے گا "

"وہ اس لڑکے کو نقصان پہنچائیں گے "اس کے لبوں سے سر سراتے ہوئے نکلا تھا

"وہ اس کا حقدار ہو گا۔ ہم گفتگو دوبارہ شروع کرتے ہیں "

ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی یوسف دوائی ٹیبل پر پٹختا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ عبد اللہ نے اسے پیچھے سے پکارا لیکن اس نے وہ پکار نظر انداز کر دی۔ اسے بدر کو کچھ غلط کرنے سے روکنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور یہ کچھ دیر بعد کا وقت تھا جب وہ مکئی کی فصل کے سامنے سبزے کی دوسری طرف بنی پگڈنڈی پر بیٹھا تھا، پیچھے نالے میں پانی بہہ رہا تھا، ٹھنڈا، پوری رفتار سے بہتا گدلا آب

رجب کے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر کوئی نمبر کھلا ہوا تھا۔ وہ نظریں اسی نمبر پر جمائے بیٹھا رہا۔ کتنی ہی دیر، کتنی ہی ساعت، دل میں دکھ سا ابھرا، اسے کعب کو ایک وضاحت کا موقع دینا چاہیئے تھا، ایک وضاحت کا ہی، وہ اتنا پاگل کیوں ہو گیا تھا غصے میں؟ خولہ کے سامنے اسے ہر شخص بے اعتبار لگتا تھا۔ وہ خولہ کے معاملے میں ہر کسی سے ڈرتا تھا

موبائل پر جمی نظریں کتنی ہی دیر اس نمبر کو دیکھتی رہیں پھر اس نے کال کا بٹن دباتے فون کان سے لگایا، گھنٹی جانے لگی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کہو "....

دوسری طرف اس کا سپاٹ لہجہ سنائی دیا۔ وہ کال نہیں کاٹ سکتا تھا۔ کعب عباس رجب بلال کی پکار رد نہیں کر سکتا تھا

"ملنے آسکتے ہو؟" اس نے مکئی کی فصل کو دیکھا

"نہیں "..

"میں انتظار کر رہا ہوں "

"مت کرو "...

"کعب..." اسے یقین تھا وہ کال کاٹنے لگا ہو گا، اسے یقین تھا وہ اب کال نہیں کاٹے گا۔ رجب نے تھک کر ایک سانس لی۔ اس کے سینے میں کچھ اٹک رہا تھا

"میں صابر چچا کے مکئی کے کھیت پر ہوں۔ تھوڑی دیر تک شہر جانا ہے۔ آخری بار مل لو۔ کچھ کہنا ہے "

اس نے موبائل کان سے ہٹاتے کال کاٹ دی۔ موبائل جیب میں ڈال لیا

کعب عباس کو کھونا ناممکن تھا۔ وہ بھائی تھا، دوست تھا، بہت کچھ تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

اور تبھی اسے پیچھے سے ڈھیروں گاڑیوں کے رکنے کی آواز سنائی دی۔بے ساختہ رخ موڑ کر پیچھے دیکھا۔سیاہ رنگ کی تین گاڑیاں، پہلی گاڑی کا دروازہ کھلا اور اندر سے بدر عبد اللہ باہر نکلا، چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے، اس کے ساتھ ہی یوسف تھا، کچھ بے چین سا، پیچھے ڈھیروں گارڈز۔رجب ابرو اچکاتے کھڑا ہوا

"مجھے توقع تھی کہ آپ سے ملاقات ہو گی لیکن اتنی جلدی ہو گی یہ توقع نہیں تھی۔تو عزت مآب بدر عبد اللہ مجھ سے ملنے آئے ہیں؟ کیا میں صحیح سوچ رہا ہوں؟"

وہ طنزیہ مسکرایا، قدم اٹھاتے وہ پگڈنڈی کی دوسری طرف آیا، بدر کے عین سامنے

"میں ملنے ملانے کی تکلفات ہر کسی سے نہیں کیا کرتا۔خود کو خوش قسمت سمجھو لڑکے"

وہ سنجیدہ تھا، از حد سنجیدہ، ہاتھ پشت پر باندھے

"میرے نزدیک خوش قسمتی کم از آپ سے ملنا نہیں ہے"

بدر نے ہونٹ بھینچے، اسے یہ انداز برا لگا تھا

"کیس تم نے دائر کیا ہے؟"

"یہ بات آپ پچھلے دو ہفتوں سے جانتے ہیں۔یہ کیس نہیں ہے جو آپ کو یہاں لے کر آیا ہے، یہ پریس کانفرنس کا خوف ہے۔میں صحیح کہہ رہا ہوں؟ بالکل، میں صحیح کہہ رہا ہوں"

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے سر کو خم دیا۔ وہ بے خوف تھا۔ سفید لباس والا مرد، سیاہ لباس والے مرد کے سامنے کھڑا تھا

"یہ پریس کانفرنس کا خوف نہیں ہے لڑکے "..

"میرا نام رجب بلال ہے۔ مجھے اسی نام سے مخاطب کریں "

وہ بدر کی بات کاٹ کر بولا، بدر لمحہ بھر کو رکا پھر سر کو خم دیا

"کیس واپس لے لو لڑکے۔ پریس کانفرنس کا ارادہ ختم کرو اور میری بات مان لو "

"حکم دے رہے ہیں؟ "

"حکم مانو "

"اگر نا مانوں تو؟ "

بدر اسے دیکھتا رہا پھر دو قدم آگے کو ہوا، رجب کے سامنے آیا۔ ایک ہاتھ اٹھا کر اس کے کاندھے پر رکھا

"مجھے ناں نہیں کی جاتی۔ بدر عبداللہ کا حکم مانا جاتا ہے "

"اور میں آپ کا حکم رد کرنے کی جرأت رکھتا ہوں "

اس نے بدر کا ہاتھ اپنے کاندھے سے ہٹایا

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم پچھتاؤ گے "

"اس بار آپ کو پچھتانا ہو گا اور بری طرح پچھتانا ہو گا۔ میں اپنی زمین آپ سے لوں گا اور لے کر رہوں گا "

"میں تمہیں اس زمین میں سے صرف اتنا ٹکڑا دے سکتا ہوں جس پر تمہاری قبر بنائے جا سکے "

"میں آپ کو اتنا ٹکڑا ابھی نہیں دوں گا "

یہ آخری کیل تھی۔ یوسف نے بدر کو دیکھا، نظر اس کے پشت پر بندھے ہاتھ پر گئی، بھینچی ہوئی مٹھیاں، پھر اس کی آنکھوں پر، سرخ ہوتی آنکھیں، اس نے ہاتھ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بدر کو غصہ کم آتا تھا، بہت کم، لیکن جب آتا تھا تو وہ غصہ قہر بن جاتا تھا، اسے اس قہر سے خوف آیا

"یہ آخری بار ہے جب میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ آخری بار ہے جب میں اپنا کہا گیا پورا کروں گا، پریس کانفرنس نہیں ہو گی، واپس گھر جاؤ، کیس واپس لو اور شرافت سے اپنی زندگی گزارو کہیں یہ نا ہو کہ زندگی بچے ہی نا "

"آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں؟ "اس نے ابرو اچکائے "لیکن رکیں، کیا کریں گے؟ گولی ماریں گے؟ میرا نہیں خیال آپ یہ بیوقوفی کریں گے، ظاہر ہے سب کو پتا چل جائے گا کہ گولی کس نے چلائی ہے، کسی سے ایکسیڈینٹ کروائیں گے؟ دوبارہ سے میرا نہیں خیال کہ آپ یہ بیوقوفی کریں گے کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے

کہ آپ جیسے زمیندار اسی طرح لوگوں کو چپ کرادیا کرتے ہیں۔ اور آخری بات، مرنے سے میں نہیں ڈرتا ۔میری طرف سے ملاقات ختم ہوئی "

وہ سنجیدگی سے کہتے واپس مڑ گیا، دیکھ لے گا وہ ان وقت کے فرعون کو، وہ زمین اس کی تھی، اس کی بہن کے خوابوں کی ضمانت، اس کے خوابوں کی ضمانت، اس کا ایک ٹکڑا بھی وہ ان لوگوں کے پاس نہیں رہنے دے گا

پگڈنڈی کی طرف جاتے ہوئے یہ تبھی تھا جب کسی نے اسے دھکا دیا، وہ گھٹنوں کے بل نیچے گرا، رجب بلال کو سمجھنے کا موقع نہیں ملا، کوئی ہاتھ اس کی گردن پر آیا تھا، پھر اسی گردن سے پکڑ کر کسی نے اس کا چہرہ پانی میں ڈالا

"میرا نام بدر عبد اللہ ہے، بدر عبد اللہ ولد عبد اللہ جہانداد، میں اٹھائیس سال کا ہوں " کوئی اس کے کان کے قریب پھنکارا تھا

"بھائی۔۔۔ یہ مت کریں" یوسف یکدم چلاتے ہوئے آگے بڑھا لیکن گارڈ نے اسے پکڑ لیا، وہ گارڈ کی گرفت میں پھڑ پھڑایا، کوئی شبیہہ آنکھوں میں لہرائی۔ کوئی نظر

"یہ زمینیں میری ہیں، ان زمینوں کا مالک میں ہوں، میں یعنی بدر عبد اللہ۔ تمہیں لگا تم اٹھ کر مجھ سے زمین مانگو گے اور میں تمہیں دے دوں گا؟، تم میرے خلاف خبر چلاؤ گے، پریس کانفرنس کرو گے اور میں یہ ہونے دوں گا؟" وہ سیاہ لباس پہنے ایک گھٹنا کھڑا کئے، دوسرا نیچے ٹکائے اس کی گردن پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

رجب کی گردن میں درد ہوا، وہ درد کم تھا، ٹھنڈے پانی میں ڈالے جانے کی اذیت، ٹھنڈے پانی کا قہر زیادہ تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

،اس نے خود کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہی، دونوں ہاتھ اٹھاتے بدر کو مارنا چاہا، بدر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر کمر پر رکھے، ایک اور تکلیف، ایک اور درد، وہ کراہا، درد اندر تک گیا۔ پیچھے کھڑا یوسف اب بھی خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ غلط تھا۔ بدر کو یہ نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں۔ وہ یوسف کی مزاحمت سے بے نیاز سرد انداز میں جھک کر رجب سے کچھ کہہ رہا تھا۔ چہرے پر قہر تھا، سرد، آگ، راکھ ،سب کچھ

"تمہیں مجھ سے ٹکرانے سے گریز کرنا چاہیئے تھا لڑکے کیونکہ میں ایک اچھا انسان نہیں ہوں۔ میں نے کئ لوگوں کو مروایا ہے، کئ لوگوں کو، اور جانتے ہو" وہ ہلکا سا رجب کے کان کے پاس جھکا "میں نے زندگی میں پہلا قتل پندرہ سال کی عمر میں کیا تھا"

رجب نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا، اس کا سانس اندر گھٹ رہا تھا۔ ریت، مٹی، بدبودار پانی، ہر شے آنکھوں کے اندر گئ، ہر شے ناک کے اندر گئ، ہر شے منہ کے اندر جانے لگی، اس نے ہاتھ مارنے چاہے، پاؤں سے اس کی گردن پکڑے مرد کو دور کرنا چاہا، کانوں میں کوئ آواز آنے لگی، پانی کے علاوہ کوئ آواز۔ آب کے شور کے علاوہ کوئ شور

"....) آہ "

سیاہ آنکھوں والا لڑکا کراہا تو اس کے منہ پر آئس پیک رکھتے رجب نے اسے گھورا

"کس نے کہا تھا لڑائ میں کودنے کو؟ بات کر رہا تھا نا میں؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"بات ہی کرتے رہنا ساری زندگی۔وہ اٹھ کر تمہارے گریبان تک پہنچ گیا تھا،میں نا آتا تو یہ جو ابھی صرف گال پر زخم ہیں پورے جسم پر ہوتے" آئس پیک سیدھا کرتے وہ پھر سے کراہا

"میں اپنے لئے لڑ سکتا ہوں۔ تمہاری ضرورت نہیں تھی "

"بیٹا اکیلے تو تمہیں مرنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔دونوں ایک ہی دن دنیا میں آئے تھے۔ایک ہی دن مریں گے۔تو اکیلے لڑنے کی اجازت کیسے دیتا؟ "

"مرنے مارنے کا بہت شوق ہے نا تمہیں؟"رجب نے اسے گھورا

"کوئی تمہیں ہاتھ تو لگائے۔تمہارے لئے مر بھی سکتا ہوں مار بھی سکتا ہوں "

"بس بس۔زیادہ ہیرو مت بنو۔بیوی نہیں ہوں تمہاری ("

آواز معدوم ہوتی گئی۔چہرے دھندلے پڑتے گئے۔اس نے دعا کی کاش کعب آجائے اور وہ اس بار بھی اسے بچالے لیکن کوئی دعا مستجاب نہیں تھی۔اس کے کانوں میں پانی گھس رہا تھا،وہی کان جن میں کوئی کچھ کہہ رہا تھا

"وہ ایک ملازم تھا،جس نے مجھے بابا کے دشمنوں کے کہنے پر قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔میرے باپ کا وفادار ملازم نمک حرامی کر رہا تھا۔وہ مجھے مارتا اس سے پہلے میں نے اسے مار دیا "

وہ سرد انداز میں کہہ رہا تھا، گردن پر دباؤ بڑھا، رجب بلال کی آنکھوں میں ریت کے ذرات بھرے، اس کا ہاتھ پھڑ پھڑا رہا تھا، زندگی کو بچانے کی کوشش، مرنے سے بچنے کی کوشش، وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے نہیں مرنا تھا۔ وہ نئی زندگی شروع کرنے والا تھا، پرانی چھننے کیوں لگی تھی؟

"اسے چھوڑ دیں بھائی" گارڈ کے نرغے میں کوئی اب بھی چیختا تھا۔ چیخ مدھم تھی، رجب بلال کے ذہن میں کوئی اور منظر تھا، کوئی اور آواز تھی

")تم مجھ سے بات کرنے سے کتراتی کیوں ہو؟ "

وہ پلیٹ لئے کچن میں گیا اور روٹیاں لگاتی لڑکی کو دیکھا۔ جس کے عارض دہک اٹھے تھے

"میں تو نہیں کتراتی "

اس کی آواز بھی کانپ گئی

"یاد رکھنا نین تارہ کسی دن مجھے یاد کرو گی "

"وہ دن یاد کرنے دیں جس دن میں آپ کو یاد نہیں کرتی "

وہ جو پلٹ رہا تھا رک گیا، دل خوشگوار انداز میں دھڑکا

"تو تم نے مجھے یاد کیا؟ "

"میں نے آپ کو یاد رکھا "

"یعنی بھول بھی گئ تھیں؟ "

"یعنی بھلانے والا اس قابل تھا کہ اسے بھلا دیا جاتا؟ "

وہ ہنسا، جس کے سامنے ہنسا تھا اس کا چہرہ ذہن میں حفظ کیا (

"اسے مارنے کے کئ دن بعد میں سکون سے سو نہیں سکا، کئ دن سکون سے جاگ نہیں سکا، قتل چھوٹی شے نہیں تھی، وہ بڑی شے میں کر چکا تھا، اور تب، ایک دن میرا باپ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کچھ کہا ...."

سیاہ لباس والا مرد ہلکا سا جھکا، مزاحمت کرتے یوسف نے مزاحمت چھوڑ دی، گارڈ نے اسے چھوڑ دیا، وہ گھٹنوں کے بل نیچے گرا، سر ہاتھوں میں گرا یا، وہ جانتا تھا بدر قاتل ہے، لیکن یہ پہلا قتل تھا جو اس کے سامنے ہو رہا تھا، یہ پہلے قتل تھا جو وہ ہونے سے بچا لینا چاہتا تھا، کسی کی آنکھوں کی روشنی بچانی تھی۔ اسے کوئ مزاحمت کرنی چاہیے تھی

جو مزاحمت کر رہا تھا اس کا وجود ڈھیلا پڑنے لگا، ناک سے خون نکل کر گدلے پانی میں گرنے لگا، گدلے پانی سے مٹی ناک کے اندر جانے لگی، مٹی کے زرات، پانی آنکھوں، جسم، ہر جگہ چلا جا رہا تھا، وہ مر رہا تھا، مرتے ہوئے کئ مناظر ذہن میں چل رہے تھے

WWW.NOVELSHUB.PK

)تم روئی تھیں؟ "

وہ اونچے قد والا لڑکا سیاہ آنکھوں والی کے سامنے کھڑا تھا۔ جس کی گردن جھکی ہوئی تھی، جھکی گردن سے اس نے سرہلایا

"کیوں؟ "

"اس نے مجھے بری نظر سے دیکھا تھا "

"پھر تم نے کیا کیا؟ "

"میں بنا کچھ کہے واپس آگئی تاکہ آپ کو شکایت لگاؤں "

"اور تمہیں لگا کہ میں تمہاری شکایت سن کر جاؤں گا اور اسے ماروں گا؟ "

"نہیں ماریں گے؟ "

سفید لباس والا مرد ہلکا سا جھکا اور اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا

"میں نہیں ماروں گا خولہ۔ بلکہ میں انتظار کر رہا ہوں، جاؤ اور یہ بیٹ جاکر اس کے سر میں مار کر آؤ "

پیچھے کھڑی دادی کا منہ کھلا، چچی نے افسوس سے سرہلایا اور خولہ، اس کی آنکھیں چمکیں

WWW.NOVELSHUB.PK

یہ تھوڑی دیر بعد کا منظر تھا جب وہ لڑکا زمین پہ بیٹھا کراہ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے پاس زخم تھا اور چند بچے ساتھ کھڑے تھے، ان بچوں کے جھرمٹ میں تھوڑے سے فاصلے پر خولہ اور رجب ساتھ ساتھ کھڑے تھے

"یہ مر تو نہیں جائے گا؟ "

"تم نے مارنے والی چوٹ نہیں لگائی۔ بہت افسوس ہوا "

"آپ چاہتے ہیں میں جیل چلی جاؤں؟" وہ خفا ہوئی

"تمہیں لگتا ہے میں تمہیں جیل جانے دیتا" خفگی سے دیکھنے والی کے لبوں پر مسکراہٹ آئی

"آپ ہمیشہ میری حفاظت کریں گے "

"تم ہمیشہ اپنی حفاظت کرنا" رجب نے رخ موڑ کر اسے دیکھا "ہمیشہ اپنی محافظ بننا۔ میرے بعد اپنی حفاظت کرنا "

"آپ مجھے ہمیشہ اپنی حفاظت کا کیوں کہتے ہیں؟ "

"کیونکہ تم مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہو۔ تم میری بیٹی ہو خولہ ("

WWW.NOVELSHUB.PK

آواز ہلکی ہوتی گئ، تشبیہات، چہرے دھندلے پڑتے گئے، نین تارہ، کعب اور خولہ، خولہ، اس کی بہن، بیٹی، دوست، سب کچھ خولہ

"اس دن میرا باپ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے ایک بات کہی، اس نے کہا کہ "وہ ہلکا سا رجب کے کان کے پاس جھکا" مارو گے نہیں تو مار دیئے جاؤ گے، اس دن میں نے جان لیا کہ زندہ رہنا ہے تو اگلے کو مار دو۔ تمہارا قتل وہ پہلا قتل نہیں جو میں کر رہا ہوں، آخری بھی نہیں جو کروں گا۔ میں اگلے کئ دن سکون سے نہیں سو سکوں گا، میں اگلے کئ دن جاگتا رہوں گا لیکن پھر اگلے کئ سال میرے ہوں گے، بدر عبداللہ کے ہوں گے۔ تمہیں مجھ سے نہیں ٹکرانا چاہئے تھا لڑکے۔ تو اب.... موت.... مبارک.... ہو"!

اسے آخری آواز سنائ دی۔ مزاحمت دم توڑتی گئ، خون گدلے پانی میں نظر نہیں آتا تھا، اس کا بدر کے بازوؤں پر پڑا ہاتھ ڈھیلا ہوتا چلا گیا۔ آنکھیں بند ہونے لگیں۔ جان ختم ہونے لگی، روح ساتھ چھوڑنے لگی

"ایک ہی دن مریں گے "

"میں نے آپ کو یاد رکھا "

"آپ ہمیشہ میری حفاظت کریں گے "

اس کی آنکھوں کے پار عزیز چہرے لہرائے، دادی، چچا، چچی، نین تارہ، کعب، خولہ، اس کی خولہ، بہن، بیٹی، دوست، روتی ہوئ، ہنستی ہوئ، وہ مر گیا تو خولہ کا کیا ہو گا؟ وہ مر گیا تو وہ کیا کرے گی؟ خولہ،،، خولہ،، خو

سانس کی ڈور ٹوٹ گئ، جسم ڈھیلا پڑ گیا، مزاحمت ختم ہو گئ۔ جان بے جان ہو گئ۔ سب ختم !

پیچھے بیٹھے یوسف کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ وہ ایک نظر، وہ نظر

اس کی گردن کو جھٹکے سے چھوڑتے بدر نے پیچھے پھینکا، اس کا چہرہ سرد تھا، غیر انسانی، آنکھیں سرخ، پھر وہ ہاتھ جھاڑتے اٹھا اور گارڈز کو دیکھا

"گاڑیوں کے نشان مٹادو، قدموں کے بھی، پریس کلب فون کرو، اس لڑکے نے کوئ پریس کانفرنس نہیں کرنی تھی، "

اُنہیں حکم دیتا وہ دو قدم چلا اور یوسف کے سامنے آرکا

"مارنا سیکھ لو یوسف، اس سے پہلے کہ تمہیں مار دیا جائے "

جھکے سر والے یوسف نے نظریں اٹھائیں، وہ سرخ آنکھوں سے بدر کو دیکھ رہا تھا

" جسے آپ نے مارا ہے، اس کی... اس کی چند دن بعد شادی تھی بھائ "

اس کی آواز بمشکل نکلی، بدر نے رخ موڑ کر سبزے پر پڑی رجب کی لاش کو دیکھا

"بہت افسوس ہوا۔ اللہ مرحوم کو جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے "افسوس سے کہا پھر رخ موڑ کر یوسف کو دیکھا" چلو اب "

وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے بیٹھا یوسف ہمت کرتے اٹھا، بھاری قدم، بھاری دل، رجب سے چند قدم کے فاصلے پر اس کے قدم رکے، نظر نیچے گئی، وہاں چاندی کی پائل رکھی تھی، چمکتی ٹھنڈی پائل جس پر مٹی لگی تھی

ایسے تحفے صرف محبوب کے لئے لیے جاتے ہیں، اور رجب بلال کا محبوب کون تھا یہ یوسف جانتا تھا

" چلو بھی اب یوسف۔ میرے پاس تمہارے سوگ کا وقت نہیں ہے "

گاڑی میں بیٹھا بدر اکتایا، یوسف کچھ دیر اس پائل کو دیکھتا رہا پھر دھیرے سے جھک کر وہ اٹھائی اور جیب میں ڈال لی، گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے قدم بھاری تھے، دل اس سے زیادہ بھاری تھا

پیچھے پڑی لاش اب بھی ویسی ہی تھی، سرد، منجمد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کال کاٹ کر اس نے موبائل جیب میں رکھ دیا

" اسے لگتا ہے میں اس کا غلام ہوں؟ کال کر کے کہے گا آجاؤ تو آجاؤں گا؟ "

وہ بڑبڑایا، آنکھیں بند کر لیں، زرا کی زرا دھوپ نکلی تھی تو وہ باہر آکر لیٹ گیا تھا

" سمجھتا کیا ہے؟ یعنی میں ایک آواز پر چل پڑوں گا؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھا، کمبل نیچے گرا، بنا اسے اوپر رکھے کعب کمرے تک گیا اور سوئیٹر اٹھایا

"کہاں جارہے ہو؟ "

کمرے میں آتی صفیہ نے حیرانی سے اسے دیکھا

"آتا ہوں "

وہ بنا مزید کچھ سنے جوتا پاؤں میں گھساتا آگے بڑھا، قدم آہستہ کر لئے۔ دماغ میں ہر شے چلنے لگی، اگر رجب نے اس پر دوبارہ الزام لگایا تو وہ صفائی نہیں دے گا، مر کر بھی نہیں، بہت برداشت کر لیا اس نے، حد سے زیادہ کر لیا۔ موبائل نکالتے ذوالفقار کو میسج کیا۔ ایک آخری گواہی اور وہ خود رجب سے ہر تعلق ختم کر دے گا

گلی سے نکلتے، کھیت کے ساتھ چلتے آگے کچا راستہ تھا جو شہر کی طرف جاتا تھا، راستے کی دوسری طرف نہر تھی، وہ آگے جا کر آم کے کھیت تک جاتی تھی، نہر کے سامنے دوسری طرف کسانوں کے کھیت شروع ہوتے تھے ،وہ کھیت کی طرف بڑھتا ابھی سڑک پر چڑھا ہی تھا جب زن سے تین گاڑیاں سامنے سے گزریں

وہ جھٹ پیچھے ہوا، زبان سے بے ساختہ گالی نکلی، نظر پیچھے بیٹھے یوسف پر گئ، اگلی گاڑی میں کون تھا وہ نہیں دیکھ سکا

WWW.NOVELSHUB.PK

سر جھٹکتے کچے راستے سے چلتے، وہ جھاڑیوں کی طرف آیا، رجب کی بائیک وہیں ٹھہری تھی، اس نے رک کر گہری سانسیں لیں

"اگر تم نے مجھے دوبارہ سے مارنے کے لئے بلایا ہے تو میں بتادوں اس بار میں تمہاری واقعی جان لے لوں گا ہاتھ لگا..."

باقی الفاظ منہ میں رہ گئے۔ سامنے سبزے پر وہ گرا ہوا تھا، وہی مرد جس کا لباس سفید تھا، وہی سفید لباس والا مرد جس کے بال، کپڑے، چہرہ سب گیلا تھا

روح نکلی تھی یا دل نے دھڑکن پہلے چھوڑی تھی، وہ جان نا سکا، قدم بے جان پہلے ہوئے تھے یا آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں اسے یاد نا رہا۔ وہ بس وہیں جم گیا، قدموں کو ذہن نے حکم جاری کیا کہ وہ ہلیں، قدم انکار کر گئے، منظر قیامت تھا، انہیں ہلنا منظور نہیں تھا،

"رجب "....

لب ہلکا سا پھڑ پھڑائے، اسے جا کر دیکھنا چاہئے کہ وہ بے ہوش تھا، اسے جا کر رجب کو ہوش میں لانا چاہئے، اسے یہ کرنا چاہئے، بلآخر قدم ہلے، ساکت آنکھیں ہوش میں آئیں، لڑکھڑاتے قدم، نکلتی جان، نکلتی جان اور بے جان ہوتا وجود، وہ دھڑام سے رجب کے سامنے گرا، گھٹنوں کے بل، کپکپاتے ہاتھ اس کی طرف بڑھے، اس کے ہاتھوں کو رعشہ کب لاحق ہوا؟ اس کا وجود بوڑھا کب ہوا؟

WWW.NOVELSHUB.PK

"ر..رجب "...

ہاتھوں کا رعشہ زبان تک پہنچا، رعشہ زدہ ہاتھ اس کے کاندھے پر گئے۔ اس نے کاندھے کو ہلکا سا ہوا

"اٹھ... اٹھ جا، میں جانتا ہوں مزاق کر رہا ہے "

اس نے دوسرا ہاتھ اٹھایا۔ وہ بائیں سے زیادہ کانپ رہا تھا۔ تو گویا بڑھاپا دونوں ہاتھوں پر اتر آیا تھا؟ تو دل کیوں کانپ رہا تھا؟ یہ واقعی بڑھاپا تھا؟

"ر... رجب "

اس کی آواز کانپ گئی، روح کانپ گئی، وہ آگے کیا کرے؟ اس کا دماغ خالی ہو گیا۔ پھر کانپتا ہاتھ رجب کے ناک تک گیا، وہ سانس نہیں لے رہا تھا۔ کعب عباس کی سانس بھی رک گئی

اس نے ایک ہاتھ رجب کے دل پر رکھا، وہ نہیں دھڑک رہا تھا، کعب عباس کے دل نے بھی دھڑکنا چھوڑ دیا۔ اگلے کئی لمحے وہ ساکت سا بیٹھا رہا۔ یقین نہیں آیا تھا۔ آہی نہیں سکتا تھا۔ وہ کیا کرے؟ آگے کیا کرنا ہوتا ہے؟ کوئی بہت اپنا مر جائے تو کیا کرنا ہوتا ہے؟ رونا تھا؟ چیخنا تھا؟ کیا اسے کسی کو کال کر کے بتانا تھا؟ یا اسے رجب کو ہوسپٹل لے کر جانا تھا؟ کوئی اپنا مر جائے تو سب سے پہلے کیا کیا جاتا ہے؟

WWW.NOVELSHUB.PK

رجب پر جمی آنکھیں ہلیں، اس نے کاندھوں سے گھسیٹ کر رجب کا سر اپنی گود میں رکھا، ناک پر خون، بالوں میں مٹی، چہرے پر ذرات، کعب کا ہاتھ اس کے چہرے پر گیا۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے رجب کے چہرے پر سے مٹی ہٹائی پھر دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ رکھا

"بھائی "

وہ بہت آہستہ سے بولا، بہت آہستہ

"اٹھ... اٹھ جا رجب،.. مجھے کیوں بلایا تھا؟ "

اس کی کانپتی آنکھوں سے پانی نکلا، ایک قطرہ رجب کے چہرے پر گرا

"کیا کہنا تھا؟.... کچھ... کچھ بتانا" آواز ٹوٹ گئی، اس نے کانپتے ہاتھوں سے رجب کے بال صاف کئے

"ا... اٹھ جا بھائی، ایسے کیسے؟ ایسے کیسے اکیلا چھوڑ سکتا ہے مجھے؟" اس نے ہاتھ اس کے چہرے پر رکھے، وہ بول کیوں نہیں رہا تھا؟ وہ کعب عباس سے بات کیوں نہیں کر رہا تھا؟؟

"بات... تو... کر "

الفاظ ٹوٹ گئے۔ مزید بولنا زبان کو منظور نا رہا، وہ رو دیا، اس کے سینے پر سر رکھے وہ رو دیا، کون کہتا ہے مرد نہیں رویا کرتے، گاؤں کے مکئی کے کھیت میں وہ مرد بچوں کی طرح رو رہا تھا، پھر روتے روتے سر اٹھایا۔ دوبارہ سے اس کے گیلے بال پونچھے۔ رجب کے چہرے پر ہاتھ رکھا

WWW.NOVELSHUB.PK

ایسے کیسے ؟ایسے ....اٹھ جا رجب...پلیز "....

کانپتے ہاتھوں سے اس نے رجب کے چہرے کو صاف کیا۔ناک پر خون لگا تھا،وہ صاف کیا۔وہ سبزے پر کھیت میں بیٹھے رجب بلال کا سر اپنی گود میں رکھے کبھی اس کے چہرے کو صاف کرتا، کبھی بالوں کو اور کبھی رو دیتا

"ہم نے تو ساتھ مرنا تھا،تم اکیلے کیوں مر گئے ؟تم کیوں مر گئے رجب؟ "

وہ اونچی آواز میں رو رہا تھا

"اللہ "....

اس بار وہ چیخ دیا اس قدر بلند چیخ کہ درخت کی آخری ٹہنی پر بیٹھے پرندے ڈر کر اڑ گئے

"اللہ میرا بھائی "

اس بار چیخ سے کعب عباس کے حلق میں دراڑ پڑ گئی۔وہ روئے گیا۔بچوں کی طرح

"کیا ہوا؟ "

کوئی بوکھلا کر اس طرف آیا تھا۔کعب کی گود میں سر رکھے رجب بلال،روتا ہوا کعب عباس،اور جھاڑیوں کے پاس کھڑا ذوالفقار،اس کے پیچھے آتے مرد

WWW.NOVELSHUB.PK

اس دن گاؤں والوں نے کعب عباس کی گود میں رجب بلال کی لاش دیکھی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی پورچ میں رکی تو اندر سے سیاہ شلوار قمیص میں ملبوس بدر باہر نکلا۔ اس کے ساتھ شل سا یوسف تھا

"کسی کو کان و کان خبر نا ہو کہ اس لڑکے نے کسی پریس کانفرنس کی بات کی تھی۔ جن جن میڈیا نمائندوں کو بلایا تھا ان کو رقم دے کر خاموش کرا دو، پریس کلب سے نام ہٹواؤ اس کا۔ کیس کا پتا کرو کہ وکیل کون ہے، رقم دو یا جو بھی کرو، اس سے کیس خارج کرواؤ۔ ساری ڈیٹیل نکلوا کر دو مجھے "

وہ ساتھ چلتے گارڈ سے کہہ رہا تھا۔ یوسف شل سا اس کے ساتھ چلتا رہا۔ اندر لاؤنج میں آؤ تو عبد اللہ جہانداد اب بھی وہاں براجمان تھے۔ ان دونوں کو آتے دیکھ ابرو اچکائے

"ہو گیا ہے معاملہ حل۔ آئندہ کوئی آواز اٹھے میرے خلاف یہاں۔ دیکھ لوں گا "

وہ سختی سے کہتا اندر آیا۔ کپڑے گیلے تھے، کہیں کہیں مٹی بھی لگی تھی

"شاباش۔ یہی امید تھی مجھے "

"اور آپ یہ چائے کس خوشی میں پی رہے ہیں؟ شکور، ہٹاؤ اسے یہاں سے "

عبد اللہ جہانداد نے برا نہیں منایا۔ وہ مسکراتے ہوئے بدر کو دیکھتے رہے، وہ موبائل نکالتے اوپر جا رہا تھا جب پیچھے سے آواز آئی

"شادی کر لو بدر "

بدر رکا، سر اٹھا کر انہیں دیکھا

"سریسلی بابا؟ یہ کوئی وقت ہے اس بات کا؟ "

"کل خاقان کہہ رہا تھا کہ مسکان کے لیے کوئی رشتہ آیا ہے، یاد رکھنا بدر، وہ تمہاری منگیتر ہے "

"چچا سے کہیں لڑکے کی معلومات میں نکلوا دیتا ہوں۔ اچھا لگے رشتہ تو فوراً ہاں کر دیں۔ شکریہ کی ضرورت نہیں ہے "

وہ اب اوپر جا رہا تھا۔ یوسف کی نظر اس کے قدموں پر گئی، مضبوط، دوٹوک قدم، پھر اس کے ہاتھوں پر، سفید لمبی انگلیوں والے خوبصورت ہاتھ، پھر اس کی نظر عبد اللہ جہانداد پر گئی۔ وہ پر سکون سے واپس بیٹھ رہے تھے۔ یوسف اُنہیں دیکھتا رہا۔ جیب میں رکھی پائل مزید بھاری ہو گئی

"دیکھتا ہوں کیسے شادی نہیں کرے گا یہ مسکان سے "

یوسف انہیں دیکھتا رہا، کئی لمحے، پھر وہ دھیمے قدموں سے چل کر ان کے سامنے آیا۔ عبد اللہ جہانداد نے چہرہ اٹھایا

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ وحشی بن گئے ہیں بابا "

"کیا "....

"اُنھوں نے میرے سامنے اسے مارا اور ان کا ہاتھ تک نا کانپا، ان کے قدم تک ناڈگمگائے، ان کی آواز تک نا کانپی، آپ نے اُنہیں وحشی بنادیا ہے" وہ زخمی لہجے میں کہہ رہا تھا، اذیت سی اذیت تھی" جس دن آپ نے اُنہیں کہا کہ مار دو ورنہ مار دیئے جاؤ گے۔ کاش آپ اس دن ان سے کہتے کہ معاف کرنا سیکھو، بچا لئے جاؤ گے تو آج وہ یہ سب نا کرتے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو، میرے بھائی کو وحشی بنادیا ہے "

رنج، دکھ، تکلیف، کرب ہر جذبے سے کہتے وہ پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے بیٹھے عبداللہ جہانداد کے چہرے پر کسی نے سفید پینٹ پھینک دیا تھا

ان سے دور، سیڑھیاں چڑھتے اوپر آؤ، پھر کاریڈور میں آخری سرے پر بنے کمرے کا بند دروازہ کھولو تو اندر کا منظر واضح ہوا

آئینے کے سامنے کھڑا ابدر، اس کی آنکھیں سرخ تھیں، وہ جھک کر ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا، گہرے گہرے سانس لیتے وہ سیدھا ہوا، اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، بے تحاشہ کانپ رہے تھے۔ پھر وہ ڈگمگاتے قدموں سے واش روم کی طرف بڑھا۔ اندر جاکر شاور کھولا، شاور کے نیچے جاکر اس نے آنکھیں بند کیں

قتل چھوٹی شے نہیں تھی۔ وہ گلٹی نہیں تھا، یہ قتل کے بعد کی کیفیت تھی، وہ گلٹی نہیں تھا وہ صرف ایک جان لینے کے بعد کی کیفیت تھی۔ کتنی ہی دیر وہ پانی کے نیچے ٹھہرا رہا پھر تھوڑی دیر بعد باہر نکلا تو اس کا لباس تبدیل شدہ تھا۔ سیاہ ٹراؤزر پر ڈھیلی سی سیاہ ٹی شرٹ، اس نے کمرے کا ہیٹر آن کیا۔ دروازہ بند کیا۔ بیڈ سائیڈ ٹیبل کی دراز کو کھولا اور کانپتے ہاتھوں سے دوائی نکالی۔ دو تین گولیاں بنا پانی کے نگل لیں اور دھڑام سے بیڈ پر گرا، اسے سونا تھا۔ ڈھیر سارا سونا تھا۔ پھر جب وہ اٹھے گا تو وہ ٹھیک ہو گا۔ سب ٹھیک ہو گا

کسی کے لئے سب خراب کر کے وہ اپنا سب ٹھیک کرنا چاہتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"شیر دل، آدھے بیر ہی صحیح، لیکن میرے حوالے کر دو "

دوپٹہ سینے پر پھیلائے وہ غصے سے شیر دل سے کہہ رہی تھی جس نے اپنی جیبیں بیر سے بھر رکھی تھیں

"محنت کر کے میں چڑھوں، بیر میں توڑوں، آدھے لے تم جاؤ، حلوہ ہے؟" وہ چمک کر بولا

"بیر لگائی کس نے تھی؟ مت بھولو وہ میری ہے" اسے غصہ آیا۔ بھری بھری جیبیں دیکھ کر دل الگ ہول رہا تھا

"جب تم شہر جاؤ گی تو میں اس بیر کا خیال رکھوں گا خولہ۔ لگائی تم نے ہے لیکن اب وہ میری ہے "

"میری اولاد کو ہاتھ بھی مت لگانا۔ زرا آنے دو میٹرک کے بعد تمہیں بھی شہر، کسی گاڑی کے نیچے پھینک دوں گی تمہیں" اسے مزید غصہ آیا۔ اور یہ تبھی تھا جب باہر کوئی شور سنائی دیا۔ یوں جیسے بہت سی آوازیں ہوں، رونے کی، چیخنے کی، عجیب منحوسیت پھیلاتی آوازیں۔ خولہ کے ابرو سکڑے، نیچے کی طرف جاتی سیڑھیوں پر پہنچتے اس نے نیچے دیکھنا چاہا، شیر دل اُس سے پہلے جا چکا تھا۔ وہ کچھ غصے سے نیچے اترنے لگی۔
چھت سے نیچے تک دس سیڑھیاں جاتی تھیں

پہلی سیڑھی

پھر دوسری

تیسری

چوتھی

پانچویں سیڑھی پر وہ رک گئ۔ کھلے دروازے سے چارپائی اندر لائی جا رہی تھی، چار مردوں نے چار کونے تھام رکھے تھے۔ یوں جیسے جنازہ لاتے ہیں۔ یوں جیسے کسی کا جنازہ لایا جا رہا تھا۔ اس نے سوچا اب وہ مزید قدم اٹھائے گی تو کسی قبر میں جا گرے گی۔ ارد گرد کا شور یکدم غائب ہو گیا۔ کوئی آواز نہیں، کوئی بین نہیں۔ وہ سیڑھی پر کھڑی رہ گئ۔

WWW.NOVELSHUB.PK

پھر اس نے پلک جھپکی، چارپائی کو اٹھانے والوں میں کعب بھی تھا، باقیوں کو وہ نہیں جانتی تھی۔ اس کی نظر نیچے گئی۔ نین تارہ کا مردہ سفید چہرہ، وہ زندہ تھی، پھر دادی پر، وہ دل پر ہاتھ رکھے نیچے گر رہی تھیں، وہ بھی زندہ تھیں، پھر اس کی نظر چچا پر گئی، حواس باختہ سے کعب سے کچھ پوچھتے۔ چچا بھی زندہ تھے۔ اس نے چچی کو دیکھا، چیخ کر روتی ہوئیں، چچی زندہ تھیں، اس کی نظر پہلی سیڑھی پر کھڑے شیر دل پر گئی۔ شیر دل بھی زندہ تھا

ان کے گھر میں پھر کس کا جنازہ آسکتا تھا؟ ان کے گھر میں کون مر سکتا تھا؟

خولہ کا قدم اگلی سیڑھی پر گیا، وہ پاتال میں گری

، پھر اس نے دوسرا قدم اٹھایا، زمین کے نیچے

تیسرا، وہ آسمان سے مٹی میں اتاری گئی

چوتھا، زمین اس کے قدموں کے نیچے سے کھینچ لی گئی

پانچواں، وہ قبر میں اتار دی گئی

کوئی عورت اس تک آئی اور اسے لپیٹایا، خولہ نے انہیں پیچھے کیا، وہ صرف اس چارپائی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کون تھا؟

"خولہ "...

WWW.NOVELSHUB.PK

کسی نے بلایا، اس کی سماعت مر گئ تھی، قدم چارپائی کے سامنے آرکے۔ نظر کعب پر گئ

"کون ہے؟ "

کعب نے سرخ آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا۔ خولہ کا کانپتا ہاتھ چادر کی طرف گیا

"مت دیکھو خولہ "

اس نے کعب کے بازوؤں کو پیچھے کیا، ساکت نگاہیں اور ساکت نگاہوں کے سامنے پھیلتا اندھیرا۔ اس نے ہاتھ سفید چادر کی طرف بڑھایا

اس کا ہاتھ، وہ ہاتھ، بے تحاشا کانپتا ہاتھ، اس کا دل، وہ دل، بے تحاشا کانپتا دل

خولہ نے چادر ہٹادی

اگر یہ موت تھی۔ تو اس پر وارد ہوئ

یہ روح کھینچنا تھا۔ تو اس کی روح فنا ہوئ

اگر یہ قیامت تھی۔ تو برپا ہوئ

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ وہیں گری، چارپائی کے پاس، ساکت، مردہ، ذہن سے سب مٹ گیا، کان سماعت کھو بیٹھے، کتنی ہی دیر وہ اس چہرے کو دیکھتی رہی، تھوڑے تھوڑے سے ذرات اُس کے چہرے پر لگے تھے، بالوں پر مٹی تھی، ناک کنارے ہلکا سا خون۔ کوئی بالکل اس کے ساتھ بیٹھا، پنجوں کے بل

"خولہ، اٹھ جاؤ "

وہ اس آواز کو پہچانتی تھی لیکن سماعت گم ہو گئی، اس کے ہاتھ رجب کے چہرے کی طرف بڑھے۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے رجب کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا

"بھائی "...

لبوں سے دھیرے سے نکلا۔ کسی نے پیچھے سے اسے تھامنا چاہا۔ وہ ہلی تک نہیں

"بھائی "بہت پیار سے، دھیرے سے پکارا، آنکھیں دھندلی ہو گئیں

"خولہ "

کوئی اب بھی پکار رہا تھا۔ خولہ نے ایک ہاتھ رجب کے بالوں پر پھیرا

"بھائی۔ اٹھ جائیں "

اس نے پلک جھپکی، کئی آنسو گرے

WWW.NOVELSHUB.PK

"اٹھیں پلیز... میں.... بلا رہی ہوں "

وہ اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی، اس کے بالوں سے ذرات نکالتی، پھر ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھرتی، پیچھے کون رو رہا تھا، اسے یاد نہیں، کون چیخ رہا تھا، معلوم نہیں، وہ اپنے بھائی کے سامنے بیٹھی تھی

"سنیں... خولہ بلا رہی ہے "اس نے رجب کے گال پر ہاتھ رکھا

"خولہ...." کوئی پاس سے بولا

"میں "اس کا دماغ خالی ہو گیا۔ وہ کیا کہنے جا رہی تھی؟ زبان خاموش ہو گئی

"خولہ "...

کوئی مرد ساتھ بیٹھا، خولہ نے رخ موڑ کر اُسے دیکھا۔ سرخ آنکھوں والا مرد۔ کیا وہ اسے جانتی تھی؟

"وہ مر گیا ہے "

کون؟ کون مرا تھا؟ خولہ بلال کا کون مرا تھا؟ اس نے پلک جھپکی

"کعب... یہ؟ "

"تمہارا بھائی مر چکا ہے خولہ "

خولہ بلال کی دنیا وہیں تھم گئی۔ اسے نہیں یاد آگے کیا ہوا

کوئی اسے اٹھا رہا تھا۔ کوئی اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ ساکت آنکھوں سے اس جنازے کو دیکھ رہی تھی۔ مسجد میں کوئی اعلان ہو رہا تھا

"رجب بلال، ولد بلال اعظم کا جنازہ "....

وہ دیوار سے لگ کر بیٹھی تھی۔ کوئی عورت آکر اس سے ملی

"اس کا جنازہ جا رہا ہے خولہ، آخری مرتبہ دیکھ لو "

پھر کسی نے اسے اٹھایا، وہ بے دم سی اٹھی، شور میں، ہجوم میں کوئی اسے اس مرد کے سامنے لایا، آخری نظر، ایک آخری نظر، اس نے اس چہرے پر ڈالی، اور اس کے حواس ساتھ چھوڑ گئے

اگلا منظر گھر کا تھا۔ ڈھیروں عورتیں، وظیفے پڑھتی، روتی ہوئیں، وہ ساکت بیٹھی رہی۔ شاید وہ رو رہی تھی۔ اسے چیخنا بھی چاہیے۔ اسے اس عورت کی طرح دھاڑیں مارنی چاہئیں جو کبھی بے ہوش ہو جاتی کبھی چیخنے لگ جاتی۔ اسے اس عورت کی طرح بین کرنا چاہیے جو نیم پاگل سی لگتی تھی۔ یا اسے اس لڑکی طرح مسلسل آنسو بہانے چاہئیں جو اس کے ساتھ بیٹھی تھی

اگلا منظر کمرے کا تھا۔ کوئی اسے کھانا کھلا رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ کوئی اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ مسلسل بھائی کو پکار رہی تھی

اگلا منظر صحن کا تھا۔ سبز وردی والے مرد کسی کو ہتھکڑی لگا رہے تھے

"میں نے اسے نہیں مارا" وہ چیخا

"رجب بلال نے آخری کال تمہیں کی تھی "

"وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کیا" خولہ کی سماعت واپس آئی

"تم دونوں کا جھگڑا ہوا تھا "

"وہ غلط فہمی تھی" وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ خولہ کی نظر واپس لوٹی

"تم نے اس کی گردن پکڑی تھی۔ وہیں سے جہاں اس کی گردن پر نشان ہیں "

"میں نے اسے نہیں مارا" وہ نفی میں سر ہلاتے مرد کو پہچان گئی

"آخری بار اس کے پاس تم تھے۔ ذوالفقار نے خود دیکھا ہے"

"وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ خود کو بچانا چاہتا ہے "

"کس چیز سے ؟ "

"میں نہیں بتا سکتا۔ لیکن وہ جھوٹ بول رہا ہے "

وہ چیختا رہا۔ پھر خولہ نے دیکھا وہ اس کے سامنے آیا تھا

"میں نے اسے نہیں مارا خولہ "

خولہ نے پلک جھپکی۔ آنسو نیچے گرے

"میں اس کا قاتل نہیں ہوں "

وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ کوئی روتی ہوئی عورت اس مرد کے ساتھ آرکی

"میرے بیٹے نے رجب کو نہیں مارا خولہ۔ اس کا یقین کرو "

وہ اب بھی کچھ نا بولی۔ ذہن، دل، سماعت ہر شے مردہ ہو گئی۔ پھر اس نے دیکھا کوئی مرد اس لڑکے کو لے جانے لگا، کوئی عورت روتی ہوئی اس کے پیچھے گئی۔ وہ وہیں بیٹھی رہی۔ وہ کہیں بھی بیٹھی رہتی تھی پھر کوئی اسے اٹھاتا اور کمرے میں لے جاتا، وہ کمرے میں پڑی رہتی۔ کوئی آتا اور اسے باہر لے جاتا۔ کوئی کہتا لباس تبدیل کرلو، وہ کرلیتی، کوئی کہتا کھانا کھالو، وہ کھالیتی۔ کوئی لڑکا ڈھیروں بیر توڑ کر اس کے سامنے رکھتا

"پکے پکے توڑے ہیں "

وہ چپ چاپ بیروں کو تکتی رہ جاتی۔ گاؤں والوں کو لگا خولہ پاگل ہو گئ ہے۔ وہ واقعی پاگل ہو گئ تھی۔ اس کا صرف بھائ نہیں مرا تھا۔ اس کی توماں، باپ، بھائ، دوست سب مر گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب اسے آواز سنائ دی

"خولہ "....

کوئ بہت پیار سے پکار رہا تھا۔ خولہ نے بھاری آنکھیں کھولیں، پھر پلکیں گرائیں، دوبارہ انہیں کھولا، کمرے کا دروازہ کھلا تھا، کھلے دروازے سے روشنی اندر آتی تھی، وہ کچھ دیر یونہی پڑی رہی پھر دھیرے سے اٹھی، دوپٹہ اٹھانا یاد نہیں رہا، کمرے میں نین تارہ سو رہی تھی۔ وہ دھیرے سے باہر کی طرف بڑھی، کمروں کے ساتھ آخر کونے میں سیڑھیاں تھیں جو چھت تک جاتی تھیں، وہاں کوئ بیٹھا تھا، خولہ کے قدم وہیں رک گئے۔ سفید شلوار قمیص میں، وہ اسے دیکھ رہا تھا، چہرے پر مسکراہٹ تھی

"خولہ "...

"بھائ..."وہ بڑبڑائ، قدم آہستہ سے اس کی طرف بڑھے۔ بے یقینی سے، اس کے ارد گرد کا ہر منظر غائب ہو گیا، صرف وہ دونوں باقی رہ گئے

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم ٹھیک ہو خولہ؟ "

"آپ کہاں چلے گئے ہیں بھائی؟ "

وہ بڑبڑائی، کیا یہ خواب تھا؟ رجب مسکرایا

"امی ابو کے پاس "

"کیوں؟ "

وہ ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہتی تھی لیکن ہاتھ جم گئے

"تم مجھے بتاؤ خولہ، تم ٹھیک ہو؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا، خولہ کے چہرے پر آنسو پھسلے

"میں ٹھیک نہیں ہوں بھائی، مجھے درد ہوتا ہے، مجھے رونا آتا ہے، مجھے وحشت ہوتی ہے "

"تم مجھے بھول گئیں خولہ؟ "

وہ اب بھی نرم تھا

"آپ کیوں چلے گئے؟ کیوں؟" اس کی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔ وہ بس رو رہی تھی

"تم مجھے بھول گئیں خولہ؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے لیتے جاتے۔ مجھے کیوں چھوڑ گئے ؟ "

وہ روتی رہی

"تم مجھے بھول گئیں خولہ ؟ "

"اللہ، میرا دل پھٹتا ہے بھائی، آپ کیوں چلے گئے ؟ "

وہ سفید لباس والا مرد اسے دیکھتا رہا پھر وہ دھیرے سے اٹھا

"تم مجھے بھول گئیں خولہ۔ میرے سبق بھول گئیں "

وہ اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف جا رہا تھا، خولہ نے آگے بڑھنا چاہا، قدم جم گئے

"بھائی "...

"تم میرے سبق بھول گئیں خولہ "

وہ مرد دور ہو رہا تھا

"مت جائیں، مجھے مت چھوڑیں "

"تم مجھے بھول گئیں خولہ "

ہیولہ چھت کی طرف بڑھتا چلا گیا، وہ جمی رہی

"بھائی "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کی آنکھ جھٹ سے کھل گئی، سردی میں پورا جسم پسینے سے تر تھا، وہ کتنی ہی دیر بیٹھی رہی پھر یکدم نیچے پاؤں رکھتے باہر گئی، سیڑھیاں ویران تھیں

"بھائی "...

وہ پہلی بار چیخی تھی، زور سے

"بھائی "...

نیچے گرتے وہ زور زور سے چیخیں مارنے لگی، کمرے میں سوتی نین تارہ گھبرا کر باہر نکلی، چچی، چچا، دادی، شیر دل، لمحے میں پورا گھر باہر تھا، صحن میں چیختی خولہ، دوپٹہ ندارد، نین تارہ جھٹ آگے بڑھی اور اسے گلے سے لگایا

"وہ مر گیا، میرا بھائی مر گیا، وہ مر گیا "

WWW.NOVELSHUB.PK

پورے ایک ماہ پہلے بعد، پورے ایک ماہ بعد خولہ بلال کے حواس سلامت تھے، وہ رو رہی تھی، جو آنسو اندر تھے، جو وحشت اندر تھی، وہ سب باہر نکلنے لگی

"کیوں مارا اسے؟ کیا بگاڑا تھا اس نے کسی کا؟ "

اس کی سسکی نکلنے لگی، سانس بند ہونے لگا، آنسو پوری رفتار سے بہنے لگے، وہاں کھڑا ہر نفوس رو رہا تھا، ہر کسی کو غم تھا لیکن خولہ کا غم ہر ایک سے بڑا تھا

"میں معاف نہیں کروں گی، واللہ معاف نہیں کروں گی، میں معاف نہیں کروں گی "

وہ پہلا دن تھا، جب وہ اس طرح روئی تھی، وہ آخری دن تھا جب وہ اس طرح روئی تھی

اس دن کے بعد خولہ بلال نے ہر وہ سبق یاد کر لیا جو انتقام کا تھا، اس نے رجب بلال کے بہادری کے سبق یاد رکھے، باقی ہر سبق بھلا دیا، اسے پڑھنا نہیں تھا، وہ شہر نہیں جانا چاہتی تھی، اسے بس انتقام یا انصاف چاہیئے تھا

وہ باغی ہو گئ، نا کسی کا لحاظ یاد رہا نا کوئ مروت، کوئ مرے یا جیئے، اسے پرواہ نہیں، خولہ بلال کو صرف اپنے بھائ کے قاتل کی موت چاہیئے تھی!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موجودہ دن !

"کمرے میں اترا سناٹا ویسا ہی تھا۔ بدر کی وحشت زدہ آنکھیں، ھریرہ کا ششدر چہرہ، یوسف کی جھکی نظریں سب ویسا ہی تھا۔ وہ اعتراف جو وہ چند لمحے پہلے کر چکا تھا۔ وہ اعتراف جو چند لمحے پہلے کمرے میں گونجا تھا، وہ وہیں رہ گیا

"وہ رجب، وہ لڑکا، مجھے لگا اس کا قصہ ختم۔ لیکن یہ لڑکا مر کر بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہا "

وہ اب بھی طیش میں تھا۔ ھریرہ اب بھی ششدر تھا۔ یوسف کے گلے میں گلٹی ابھری

"بھائی "...

"میری بات سنو یوسف "وہ جھٹکے سے یوسف تک پہنچا اور ایک بار پھر اس کا گریبان دبوچا "اگر، اگر خولہ کو یہ بات پتا چلی۔ بخدا اسی گھر میں تمہاری قبر بناؤں گا میں "

یوسف کا دل زخمی ہوا، بہت زور سے ہوا

"وہ جان گئی تو "

"میں نے کہا اسے پتا نہیں چلنا چاہئے "وہ غرایا، آنکھیں بے تحاشا سرخ تھیں "اس ایک عورت کو یوسف، اس ایک عورت کو اگر پتا بھی چلا کہ اس کے بھائی کا قاتل بدر ہے تو میں ساری دنیا کو بتاؤں گا کہ میں اپنے بھائی کا قاتل بھی ہو سکتا ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

جھٹکے سے یوسف کو پیچھے چھوڑتے وہ دور ہوا، پھر رک کر سانس لی، کئی سانسیں۔ وہ چل کر میز تک گیا پھر وہاں رکھا سگار اٹھاتے لبوں سے لگایا۔ ھریرہ اب بھی ششدر تھا۔ یوسف اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے خون صاف کر رہا تھا

"آپ نے قتل کیا؟ "

بالآخر ھریرہ کچھ بولنے کی قابل ہوا۔ سگار ہونٹوں سے لگاتے بدر نے بے زاری سے اسے دیکھا

"کیا تم صدمے میں ہو؟ اتنی بڑی بات بھی نہیں ہے" وہ سگار پیروں تلے مسلتا کمرے میں یہاں وہاں ٹہلنے لگا۔ غصے کو قابو کرنے کی کوشش

")وہ تمہاری کہانی کا سفید گھوڑے والا شہزادہ نہیں ہے("

کسی زمانے میں خاقان کا کہا گیا جملہ کانوں میں گونجا، ھریرہ نے رک کر سر جھٹکا پھر یوسف کو دیکھا

"تم شروع سے جانتے تھے؟ "

"یہی کہ بھائی قاتل ہیں؟" بدر یوں کھڑا رہا جیسے فرق تک نا پڑا ہو

"یہ کہ بھائی خولہ کے بھائی کے قاتل ہیں "

اب فرق پڑا تھا۔ نظر گھما کر ھریرہ کو گھورا۔ وہ یوسف کو دیکھ رہا تھا

"دوسری ملاقات سے جانتا تھا "

وہ دھیمے سے بولا

"اور تم نے اُنہیں دھوکہ دیا۔ چچ" جانے اسے افسوس ہوا تھا یا نہیں لیکن یوسف نے خواہش کی کہ کاش ھریرہ یہاں سے غائب ہو جائے

"میں نے دھوکہ نہیں دیا۔ میں نے صرف بات چھپائی "

"محبت نے عقل چھین لی تھی یوسف صاحب سے "ان دونوں کو دیکھتا بدر زہر خند سا بولا پھر سگار اٹھانے کو جھکا لیکن ڈبا خالی ہو چکا تھا۔ وہ جھنجھلایا

"اگر خولہ کو یہ بات..."اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے بدر کی نظر اس پر گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے "ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، خولہ کو پتا نہیں چلے گا، کم از میں نہیں بتاؤں گا۔ میرے خیال سے مجھے سونا چاہیئے اب "

اسے یہ سب ہضم کرنا تھا، کم از کم آج کی رات وہ سو نہیں سکتا تھا، وہ الٹے قدموں واپس پلٹنے لگا جب بدر کی آواز سنائی دی

"مجھے تم پر بھروسہ ہے ھریرہ۔ جیسے یوسف پر تھا "

WWW.NOVELSHUB.PK

ھریرہ کے گلے میں گلٹی ابھری۔اس نے بنامڑے سر کو خم دیا پھر آگے بڑھ گیا۔چند لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے پھر یوسف مڑا اور بد رتک آیا

"میں نے آپ کو دھوکہ نہیں دیا بھائی "

"میں نے تم پر بھروسہ کیا تھا یوسف" وہ پلٹا، اب آنکھیں سرخ نہیں تھیں، ان میں کچھ تھا، کچھ کھونے کا خوف، کچھ کھونے کی اذیت، تھوڑا سا درد "اگر تم مجھے بتا دیتے، اگر تم مجھے بتا دیتے کہ وہ لڑکی کون ہے تو میں پیش قدمی روک دیتا، میری دلچسپی محبت نا بنتی، محبت عشق نا بنتی، اب میں کیا کروں گا یوسف؟ اگر وہ جان گئ کہ اس کے بھائی کو میں نے مارا تھا تو؟ "

وہ یکدم شکست خوردہ نظر آنے لگا، ٹوٹا بکھرا سا، یوسف کو افسوس ہوا، بہت دیر سے ہوا

"میں یہ نہیں چاہتا تھا بھائی "

"کیا فرق پڑتا ہے؟ میں نے پچھلے ایک گھنٹے میں کئ بار سوچا کہ دل کو اس سے دستبردار کر دوں۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا یوسف۔ اب یہ ممکن نہیں رہا۔ اس کے لئے میں اب کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ بس وہ مل جائے "اس نے تھک کر سر صوفے سے لگایا۔ آہ محبت

"اسے پتا نہیں چلے گا بھائی"

"جاؤ یہاں سے، مجھے آج رات اپنے ایک گناہ پر پہلی بار افسوس کرنا ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ آنکھیں بند کر گیا۔یوسف کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔آنکھیں بند کئے، سر صوفے کی پشت پر ٹکائے، ایک ٹانگ گھٹنے پر رکھے، بکھرے بال ماتھے پر تھے، وہ کسی مجسمہ ساز کا اداس مجسمہ لگتا تھا

یوسف پلٹ گیا۔دھیمے شکستہ قدموں سے چلتے وہ کمرے تک آیا، دروازہ بند کرتے پلٹا تو نظر نین تارہ پر گئ، وہ بیڈ پر سو رہی تھی۔شاید وہ تھک گئ تھی۔یوسف اس پر دوسری نظر ڈالے بنا بالکنی کی طرف گیا، ہاتھ ریلنگ پر رکھے، سر جھکایا

آج کی رات بدر عبداللہ کے ایک گناہ کے نام !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کی روشنی سرخ حویلی کی دیواروں پر پھیلی تو کمرے میں واش روم سے نکلتی نین تارہ نے یوسف کو دیکھا، وہ ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوا تھا اور غائب دماغی سے نیچے گھور رہا تھا

"آپ رات کب آئے؟ "

سوال پر وہ یکدم چونکا، نظر سرخ لمبی قمیص اور دوپٹے والی نین تارہ پر گئ، گیلے بال چہرے پر چپکے تھے، وہ اسے دیکھتا گہری سانس لیتا سیدھا ہوا

"تھوڑی دیر تک آگیا تھا، آپ سو چکی تھیں "

"سوری۔ میں تھک گئی تھی" وہ شرمندگی سے بولی تو یوسف ہلکا سا مسکرایا۔ آنکھوں میں کوئی مسکراہٹ سی ابھری

"پیاری لگ رہی ہیں "

نین تارہ کا چہرہ یکدم ہونق سا ہوا، یوسف ہنس دیا، رات کی ساری کلفت دور ہونے لگی، احساسِ شرمندگی دور جا سویا

"آپ کو تعریف اچھی نہیں لگی؟ "

وہ قدم قدم چلتے نین تارہ کے سامنے آرکا تو وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی

"نہیں۔ "

"یعنی اچھی لگی؟ "

"نہیں" وہ بوکھلائی

"اچھی بھی نہیں لگی، بری بھی نہیں لگی۔ اچھے اور برے کے بیچ تو کچھ نہیں ہوتا "

اس نے چہرہ ہلکا سا جھکایا، نین تارہ کی پلکیں لرز اٹھیں

"مجھے تنگ مت کریں یوسف "

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ نام لیتی ہے اور جان ڈال دیتی ہے" وہ گہری سانس لیتے سیدھا ہوا، پھر کمرے میں لگی وال کلاک پر ٹائم دیکھا "میں دس منٹ میں آرہا ہوں، ناشتے کے لئے نیچے چلتے ہیں"

وہ سر ہلا گئی۔ بال سکھانے اور ہلکا سا میک اپ کرنے تک یوسف باہر آگیا، سفید رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس، گیلے بالوں پر تولیہ پھیرتے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکا تو نین تارہ پیچھے ہو گئی۔ اس نے بالوں میں برش پھیرا، پرفیوم چھڑکا اور پلٹ کر اسے دیکھا

"چلیں؟ "

وہ دس منٹ کا کہہ کر دس منٹ میں تیار تھا۔ نین تارہ نے سر ہلا دیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نیچے ڈائننگ ہال میں سبھی تھے، خاقان، حسینہ، ھریرہ، مسکان، سوائے بدر کے

یوسف اس کے لئے کرسی کھینچ کر خود بیٹھ گیا تو سب سے پہلی آواز اسے حسینہ کی سنائی دی

"چہرے پر کیا ہوا ہے تمہارے؟ "

نین تارہ نے بے ساختہ یوسف کو دیکھا جو اس سوال پر گڑبڑایا تھا، ہاتھ نا محسوس انداز میں چہرے پر گیا۔ ھریرہ نے رک کر اس کے گال کو دیکھا۔ اسی لمحے سیڑھیوں پر سے بدر آتا دکھائی دیا

WWW.NOVELSHUB.PK

سرمئی شلوار قمیص پہنے، بازؤں کہنیوں تک موڑے، سرخ آنکھیں رتجگے کا پتا دیتی تھیں، وہ موبائل پر کچھ دیکھتے ٹیبل تک آیا، سربراہی کرسی کھینچتے سرسری سی نگاہ سب پر ڈالی

"ناشتہ شروع کریں "

گویا وہ سب اسی کے انتظار میں تھے۔ اس کے آنے پر سب نے ناشتہ شروع کر دیا سوائے مسکان اور نین تارہ کے، نین تارہ کو اپنے گھر سے آنے والے ناشتے کا انتظار تھا اور مسکان اب بھی یوسف کو دیکھ رہی تھی

"تم نے بتایا نہیں چوٹ کیسے لگی "

بدر کی نظر یوسف پر گئی، اسی لمحے اس نے بھی بدر کو دیکھا

"ویسے ہی"....

"میں نے مارا ہے "

وہ جوس کا گھونٹ بھرتے اس قدر آرام سے بولا تھا کہ پل بھر کو سب چپ گئے

"کیوں؟ "

سوال مسکان کی طرف سے آیا تھا، لہجے میں ناگواری تھی۔ ناگوار تو نین تارہ کو بھی لگا تھا لیکن وہ مسکان کی طرح بدر سے سوال نہیں کر سکتی تھی۔ بدر نے سکون سے گلاس خالی کیا پھر نیپکن سے ہونٹ تھپتپائے اور مسکان کو دیکھا

"اس نے مجھ سے ایک بات چھپائی، مجھے اچھا نہیں لگا، میں نے غصے میں اس کے گال پر مٹھی مار دی۔ مزید کچھ پوچھنا ہے؟ "

"ایسے کیسے آپ "....

"اٹس اوکے مسکان۔ وہ بھائی ہیں میرے "

وہ مزید کچھ کہتی جب یوسف نے اس کی بات کاٹ کر گویا معاملہ رفع دفع کر دیا۔ بدر نے میز پر سے موبائل اٹھاتے نین تارہ کو دیکھا جو یوسف کو دیکھ رہی تھی

"تمہارے گھر والے ناشتہ لے کر آئیں گے نین تارہ؟" نا بھابھی، نا آپ، کون سے تکلفات؟۔ نین تارہ نے سر کو اثبات میں ہلایا

"اُنہیں کال ملاؤ اور منع کر دو۔ وہ سیدھا رات کو ولیمے میں آئیں گے "

وہ سوال نہیں پوچھ رہا تھا۔ حکم دے رہا تھا سو نین تارہ نے سر ہلا دیا۔ اسے برا لگا تھا لیکن بدر کے سامنے اس بات کا اظہار کرنا منظور نہیں تھا۔ اور یوسف کو جیسے فرق ہی نہیں پڑا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

ان کو وہیں چھوڑ کر بدر اب صحن سے ہوتا گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔ اسے فی الحال، کم از کم فی الحال خولہ کا سامنا نہیں کرنا تھا، رات تک وہ خود کو نارمل کر لیتا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی کا لان اس قدر بڑا تھا کہ ولیمے کا فنکشن آرام سے وہاں کیا جا سکتا تھا۔ سو اب بھی کسی ہوٹل میں ولیمہ رکھنے کی بجائے حویلی میں ہی فنکشن رکھ دیا گیا تھا

اسٹیج پر بیٹھی نین تارہ نے پیچ کلر کی کامدار میکسی پہن رکھی تھی، دوپٹہ سر پر تھا، نفاست سے کیا گیا میک اپ اور مہنگی نفیس جیولری میں وہ پیاری لگ رہی تھی، اس کے ساتھ بیٹھی خولہ نے نے سفید رنگ کی لمبی قمیص پہن رکھی تھی، نیچے چوڑی دار پاجامہ تھا۔ دوپٹہ سر پر تھا، چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا اور وہ ستائش سے ارد گرد دیکھ رہی تھی

"حویلی خوبصورت ہے تمہاری "

"میری نہیں ہے "

"تمہاری شوہر کی ہے "

نین تارہ کی نظر یوسف پر گئی۔ وہ کسی مہمان کے ساتھ ٹھہرا تھا، نیوی بلیو تھری پیس سوٹ پہنے بالوں کو جیل سے جمائے وہ کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ وہ کچھ رک کر اسے دیکھتی رہی

WWW.NOVELSHUB.PK

"لگادو، نظر لگادو شوہر کو اپنے" نین تارہ کی نظر سٹپٹا کر واپس آئ۔ پھر خواہ مخواہ اپنا دوپٹہ درست کیا

"بدر عبداللہ کہاں ہے ؟ "

وہ سکون سے بیٹھی اسی سکون سے پوچھ رہی تھی

"میں نہیں جانتی "

نین تارہ کو خواہ مخواہ گھبراہٹ ہونے لگی، خولہ نے افسوس سے سر ہلاتے پورے صحن میں طائرانہ نگاہ دوڑائ ۔وہ شخص جس کا سب کو انتظار تھا۔وہ کہاں تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں تھا۔سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہن رکھی تھی، کف لنکس لگاتے وہ خود کو آئینے میں دیکھ رہا تھا، پھر پیچھے پڑا کوٹ اٹھاتے پہنا اور بنا دوسری نظر خود پر ڈالے باہر بڑھ گیا۔چہرہ سپاٹ لگتا تھا

سیڑھیاں، پھر سیڑھیوں سے لاؤنج، صحن میں آتے کئ لوگ اس کی طرف بڑھے، یوسف کہیں پس منظر میں چلا گیا، محفل کا مرکز بدر عبداللہ بن گیا۔اس کے اردگرد کوئ خاص نہیں رہتا تھا۔اور وہ، اس نے صحن میں داخل ہوتے سب سے پہلے اسٹیج پر دیکھا تھا

وہ سفید لباس والی لڑکی وہیں بیٹھی تھی۔ کسی بات پر ہنستے ہوئے وہ کچھ کہہ رہی تھی، بدر نے نگاہ موڑلی، کیا وہ اب کبھی خولہ سے نگاہ ملا پائے گا؟

WWW.NOVELSHUB.PK

مہمانوں سے ملتے، کئی مرتبہ پانی پیتے، بنا خولہ پر دوسری نظر ڈالے وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں آکر اس نے کوٹ اتار کر نیچے پھینکا، ریلنگ کے سامنے جا کر ہاتھ وہاں رکھے اور گہرے سانس لیتے نیچے دیکھا، پورے لان میں ایک نگاہ، وہ وہاں نہیں تھی

بدر آہستہ سے سے نیچے بیٹھا، ہاتھ گردن پر رکھے گہرا سانس لیا، ایک پھر دوسرا، پھر تیسرا، وہ گلٹی نہیں تھا، اسے رجب کو مارنے کا افسوس نہیں تھا، اسے سو بار موقع ملے وہ یہی کرے گا، وہ سو بار اس کے سامنے آیا، وہ اسے مار دے گا، اسے بس خولہ کا سامنا کرنے میں دقت ہو رہی تھی

لیکن اب نہیں، اس عورت سے دستبرداری ممکن نہیں تھی، اب تو نہیں، اب تو ہرگز نہیں، اس نے آنکھیں کھول دیں، وہ بے تاثر تھیں، پھر وہ ایک گہری طویل گہری سانس لیتے اٹھا، چہرہ بے تاثر ہوا، کمرے میں آتے اس نے شرٹ کا اوپری بٹن کھولا، پھر جھک کر پرفیوم کی بوتل اٹھائی اور خود پر چھڑکی، بیڈ سائیڈ ٹیبل تک جاتے وہاں سے سگار اٹھایا پھر دروازے تک جاتے اسے کھولا

اپنے کمرے سے نکل کر وہ نیچے جانے کی بجائے بائیں طرف مڑ گیا۔ حویلی کی اونچی دیواریں آج لائٹنگ سے سجی ہوئی تھیں۔ اسے اس وقت سگار کی طلب ہو رہی تھی اور حویلی میں مہمانوں کی موجودگی میں یہ بداخلاقی وہ نہیں کر سکتا تھا۔ سو بائیں طرف سے مڑ کر وہ کاریڈور میں مڑا تو نظر سامنے گئی۔ وہ ریلنگ کے سامنے ٹھہری تھی۔ چوبارے میں، لباس سفید رنگ کا تھا۔ لمبی قمیص اور چوڑی دار پاجامہ پہن رکھا تھا، دوپٹہ سر پر

WWW.NOVELSHUB.PK

تھااور اس کے لمبے بال نیچے سے نظر آرہے تھے۔وہ ایک لڑکی کے ساتھ ٹھہری تھی، مسکرا کر کچھ کہتی ہوئی ،لڑکی کا چہرہ سرخ پڑا پھر وہ تن فن کرتی وہاں سے ہٹی

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر قدم خود بخود خولہ کی طرف بڑھ گئے۔وہ سامنے ہو اور بدر عبد اللہ اسے نظر انداز کر دے؟ یہ ممکن نہیں تھا

"صحن میں بیٹھ کر دیکھو گی تو منظر زیادہ خوبصورت لگے گا "

خولہ نے بنا چونکے رخ موڑا اور بدر عبد اللہ کو افسوس ہوا وہ یہاں کیوں رک گیا تھا۔ نظر بے اختیار ہو گی اور لازماً ہو گی۔وہ جانتا تھا اب اگلے کئی لمحے وہ اس چہرے پر سے نظر نہیں ہٹا پائے گا

"میری نظر کی خوبصورتی ہے کہ یہ منظر مجھے یہاں سے بھی خوبصورت لگ رہا ہے "

سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی شہزادی نے گردن اونچی کر رکھی تھی۔سامنے کھڑے سلطان نے اس کی نظر کی مزید خوبصورتی کی دعا کی

"اپنی ان خوبصورت نظروں کو کسی اور جگہ لگا دو تا کہ جس پر نظر جمے وہ خود کو خوش قسمت سمجھ سکے "

"باتیں اچھی کر لیتے ہیں آپ "

"بخدا تم ہو تو باتیں بھی خوبصورت کر رہا ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ نے رخ موڑ لیا۔یوسف کے ساتھ بیٹھی نین تارہ پر گئ۔بدر عبد اللہ کو ان نظروں کا پھیرنا برا لگا

"یاسمین کیا کہہ رہی تھی تم سے؟ "

"کہہ رہی تھی کہ بدر عبد اللہ سے دور رہو۔وہ سلطان مزاج شخص ہے "

"تم نے کیا کہا؟ "

"میں نے کہا کہ تمہارا سلطان مزاج شخص مجھے ملکہ کہہ کر مخاطب کرتا ہے"بادشاہ کی بیٹی نے رخ موڑ کر سلطان کو دیکھا۔وہ دیکھے ،اس منظر کے لئے وہ اپنا ملک سلطان کی بیٹی کے سامنے پیش کر دیتا"کیا میں نے غلط کہا؟ "

"ملکہ حکم کریں۔میں ساری دنیا کے سامنے اعلان کروا دیتا ہوں "

سلطان کی بیٹی ہنس دی۔بادشاہ مزاج نے سوچا اس ہنسی کا صدقہ فقط اس کی سلطنت تھی

"مجھے آپ کے حوالے سے دنیا میں بدنام نہیں ہونا "

"میں اس دنیا کو رد کرتا ہوں جو تمہیں بدنام کرنے کا سوچے "

"اسی دنیا میں آپ کی سلطنت ہے۔سنا ہے بادشاہوں کو اپنی سلطنت بڑی عزیز ہوتی ہے "

"مجھے سلطنت سے زیادہ کچھ اور عزیز ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اور وہ کیا ہے؟" سیاہ آنکھوں نے سرمئی آنکھوں کو دیکھا

"کچھ عرصہ قبل میں خود کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ پھر تم مجھے ملیں اور تم مجھے میرے جتنی عزیز ہو گئیں "

خولہ بلال کو چاہئے کہ چہرہ سرخ کرنے سے پہلے رخ موڑ لیا کرے۔ بدر عبداللہ کی محبت عشق کا درجہ طے کر جاتی تھی

"گفتگو میں کمال حاصل ہے "

"منظر کا کمال زیادہ ہے "

"سلطان نظروں پر قابو رکھیں۔ ملکہ کی تلوار سر قلم کر دے گی "

"آپ کا تابعدار ملکہ "سلطان نے سر کو خم دیا" ان نظروں پر قابو نا رکھنا پڑے، اس کے لئے میں آپ کی شرط جاننے کا منتظر ہوں "

خولہ بلال کی مسکراہٹ تھمی، آنکھیں ایک بار پھر رخ موڑ گئیں۔ بدر عبداللہ نے سوال دوبارہ دہرانا چاہا۔ وہ نظریں اس پر جمی رہیں اس کے لئے بھی ملکہ شرط رکھ سکتی ہیں

"آپ شرط پوری کر لیں گے؟ "

"شرط مشکل ہے یا تمہیں میرے بارے میں شک ہے "

"دونوں ".....

"حکم کریں....زمین کے آخری کونے سے تخت لا سکتا ہوں "

"تخت نہیں چاہیئے "

وہ نیچے دیکھ رہی تھی۔ نین تارہ اور یوسف عبد اللہ، بدر عبد اللہ نے ہاتھ پشت پر باندھے

"میں سننا چاہوں گا۔ تم کچھ بھی مانگ سکتی ہو "

چند لمحے آسمان پر موجود چاند خاموشی سے اس لڑکی کو تکتا رہا۔ پھر اس کے ساتھی ستاروں نے اس کی آواز سنی

"مجھے اپنے بھائی کے قاتل کی جان چاہیئے "

بدر عبد اللہ نے چاہا وہ کچھ دیر کے لئے نیچے ہی دیکھتی رہی۔ اس کا چہرہ پل بھر میں تناؤ، ضبط اور اذیت کا شکار ہوا تھا۔ ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ گئیں

"قاتل؟ "

وہ ایک لفظ بھی مشکل سے ادا کر پایا، اس ایک لفظ نے ہی پھانس ڈال دی

"تین سال پہلے اس شخص نے میرے بھائی کو مارا تھا۔ تین سال پہلے میں نے قسم کھائی تھی کہ اسے ماروں گی۔ مجھے انتقام چاہئے۔ مجھے شرط میں تخت نہیں، دیو کی جان چاہئے "

ملکہ نے رخ موڑا، بدر عبداللہ نے بمشکل اپنے تاثرات درست کئے

"یہ شرط " ...

" آپ کو یہ شرط منظور نہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں" وہ اس قدر سادگی سے بولی تھی کہ بدر کو اس کی سادگی ہضم نہیں ہوئی

"اگر میں تمہاری شرط پوری نا کروں تو تمہیں کوئی مسئلہ نہیں ؟ "

وہ تصدیق چاہتا تھا

" مجھے کوئی مسئلہ نہیں" وہ نرمی سے بولی۔ اس کی یہ نرمی بھی بدر کو ہضم نہیں ہوئی لیکن خولہ بلال کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی" کیونکہ جان تو میں اس شخص کی لوں گی۔ چاہے جیسے بھی لوں "

کوئی پھندا سا تھا جو اس کی گردن میں لگ رہا تھا، کوئی گلٹی سی تھی جو ابھر رہی تھی۔ کیا وہ جان گئی تھی کہ اس کے بھائی کا قاتل کون تھا؟

"کیا کرو گی تم؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں اسے قتل کروں گی۔ قصاص، اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن پھر ہو گا یہ کہ مجھے جیل جانا پڑے گا "

"میں دنیا کا قانون بدل دوں گا خولہ "

کیا وہ جان گئ تھی؟ اگر ایسا تھا تو اب وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ خولہ کو قید کرے گا؟ اسے مار۔۔۔۔ اوہووں، یہ آخری شے بھی نہیں تھی

"مجھے آپ کی حفاظت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی حفاظت کرنا جانتی ہوں" وہ شانے اچکا گئ۔ چہرہ پر سکون تھا۔ جیسے وہ فیصلہ کر چکی تھی۔ بدر نے پشت پر بندھی مٹھیاں بھینچیں۔ اس کی رگیں ضبط سے ابھری ہوئ تھیں

"اگر... اگر میں تمہارے بھائ کے قاتل کو مار دوں۔ تمہاری شرط پوری ہو جائے پھر؟ "

"پھر جو آپ چاہیں گے وہی ہو گا "

"یعنی تم میری "اس نے سر کو خم دیا پھر رک کر ایک سانس لی، اسے ایک سوال پوچھنا تھا، ایک سوال اور جواب بھاری تھا۔ اگر وہ جانتی ہوئ؟ اگر وہ جانتی ہوئ؟

"کون ہے.... تمہارے بھائ کا قاتل؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ چند لمحے اس کی آنکھوں کو دیکھتی رہی، بدر پر وہ چند لمحے بھاری تھے، بہت بھاری۔ اگر وہ جانتی ہوئی؟ پشت پر بندھی مٹھیاں اس نے مزید بھینچیں

"اس کا نام کعب عباس ہے "

مٹھیاں کھل گئیں، رگیں بہتر ہوئیں، چہرہ پر سکون ہو گیا۔ وہ نہیں جانتی تھی

"کعب عباس؟ "

"کعب عباس.... اسی نے میرے بھائی کو مارا تھا۔ اب مجھے قصاص میں اس کی جان چاہیئے" وہ سفاک لگ رہی تھی۔ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا

"اگر میں اسے ماردوں تو تم محبت کے سکے دان کر دو گی؟ "

"کر دوں گی "

وہ کیا جانے محبت مانگی نہیں جاتی، یہ تو عطا ہے

"اور تمہیں لگتا ہے میں اسے مار دوں گا؟ "

"میں نے کہا نا کہ آپ کی مرضی ہے۔ آپ نے نا مارا تو میں مار دوں گی۔ پھر اس کے بعد ظاہر ہے مجھے جیل جانا ہو گا" اس نے سادگی سے شانے اچکائے

WWW.NOVELSHUB.PK

"اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں جیل جانے دوں گا؟"

"ظاہر ہے کہ میں جیل جاؤں گی "

"حالانکہ تم چاہتی تھیں کہ میں تمہیں اس قتل کے بعد جیل جانے بچا لوں" وہ اب آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ خولہ بلال اس کی توقع کے برعکس تھی

"میں ایسا ہی چاہتی تھی لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میری لئے اس گاؤں میں رہ کر اپنی خالہ کا سامنا کرنا مشکل ہو گا۔ قتل بہت بڑی شے ہے۔ اس کے بعد میں نئی زندگی نہیں شروع کر پاؤں گی۔ تو اگر آپ کو میرے ساتھ نئی زندگی شروع کرنی ہے تو آپ کو میرے لئے یہ قتل کرنا ہو گا "

"ٹھیک کہہ رہی ہو، قتل بڑی شے ہے" بدر نے سر کو خم دیا، چہرہ حد درجہ پر سکون تھا" ظاہر ہے یہ بہت بڑی شے ہے۔ میں یہ نہیں کرنا چاہتا لیکن تمہارے لئے یہ بھی صحیح "

" آپ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ایک فرشتہ صفت انسان ہیں۔ جسے کسی کی جان لینے کا دکھ ہو گا؟ "

" تمہیں لگتا ہے میں قاتل ہوں ؟ "

" مجھے لگتا ہے قتل کے سوا آپ میں ہر ایک برائی ہے "

" پھر تم ایک برے انسان سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہو ؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیونکہ دنیا کی ہر دوسری عورت کی طرح مجھے بھی یہ خوش فہمی ہے کہ میں آپ کو بدل سکتی ہوں "

بدر سر جھکا کر ہنس دیا، وہ خولہ کے جواب سے محظوظ ہوا تھا

"واقعی ؟ تمہیں لگتا ہے تمہاری محبت مجھے بدل دے گی ؟ اتنا کانفیڈنس ؟ "

"اگر آپ کی محبت سچی ہوئی تو یہ آپ کو بدل دے گی "

وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر فقط سنجید گی تھی

"اگر یہ محبت ہوئی خولہ، اگر یہ محبت ہوئی لیکن" وہ مسکراتے ہوئے ہلکا سا اس کی طرف جھکا" اگر یہ عشق ہوا تو؟ "

پل بھر کو وہ چپ رہ گئ۔ پھر دو قدم پیچھے کو ہوئ

"پھر یا تو یہ آپ کو آباد کر دے گا یا برباد، چناو آپ کا ہوا "

وہ سر کو خم دیتی پلٹ گئ، بدر اسے جاتا دیکھتا رہا، وہ بارہ دریوں سے غائب ہوئ پھر وہ حویلی کے داخلی دروازے سے باہر صحن کی طرف جاتی دکھائ دی۔ بدر ہاتھ ریلنگ پر رکھے اسے دیکھتا رہا۔ وہ شرط رکھ کر گئ تھی، قانون تھا کہ شہزادی کی شرط پوری کی جائے گی۔ قانون نا بھی ہوتا تو وہ اس عورت کے جنگیں برپا کر سکتا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے ہاتھ جیب میں ڈالے اور سیدھا ہوا

کعب عباس کون تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اگلے دن کے ناشتے کے بعد کا ذکر ہے جب بدر اور یوسف گھر پر نہیں تھے، نین تارہ کا سامان اب بھی کمرے میں بکھرا ہوا تھا اور وارڈروب میں یوسف کا سامان موجود تھا

"میں واپس آکر سیٹ کرواتا ہوں سامان، ابھی بدر بھائی کے ساتھ کسی کام سے جانا ہے "

صبح صبح اس کے سامان کے بارے میں کہنے پر یوسف نے جلدی جلدی میں جواب دے دیا تھا اور اب وہ منتظر تھی کہ وہ واپس آئے تو وہ دونوں مل کر سامان سیٹ کر دیں

کافی دیر کمرے میں رہنے کے بعد جب وہ بور ہو گئ تو نیچے چلی آئ، لاؤنج میں حسینہ اور مسکان بیٹھی تھیں۔ اس نے صاف محسوس کیا تھا کہ اسے دیکھ کر دونوں کے چہرے کے تاثرات خراب ہو گئے تھے۔ وہ پھر بھی وہیں بیٹھ گئ

"اٹھ بھی جاؤ اب مسکان، حلیہ دیکھو اپنا "

"مجھے نہیں جانا پارلر ممی، ٹھیک ہوں میں بس "

وہ بے زاری سے کہہ رہی تھی

"کہاں سے ٹھیک لگ رہی ہو؟ شکل دیکھو روکھی ہو رہی ہے۔ بال دیکھے ہیں؟ کب سے کٹوائے نہیں ہیں۔ یہی حال رہا تو تمہارا منگیتر کوئی اور لڑکی لے آئے گا"

حسینہ کو غصہ آیا جبکہ نین تارہ چونکی

"مسکان کی منگنی ہو چکی ہے؟"

اس کے لبوں سے بے ساختہ پھسلا تھا۔ حسینہ نے کچھ ناگواری سے اسے دیکھا۔ نین تارہ نے گڑبڑا کر رخ موڑ لیا۔ نظر باہر گئی، گاڑیوں کے رکنے کی آواز آرہی تھی۔ شاید بدر اور یوسف واپس آگئے تھے۔ وہ اٹھنا چاہ رہی تھی جب حسینہ کی آواز سنائی دی

"بدر سے ہو چکی ہے منگنی مسکان کی"

نین تارہ اٹھتے اٹھتے وہیں بیٹھی

"جی؟"

"جی کیا؟ بچپن سے بدر اور مسکان کی بات طے ہے۔ الیکشن کے بعد ان شاء اللہ شادی ہو گی"

وہ کچھ غرور سے کہہ رہی تھیں، بدر عبداللہ کے ساتھ نام جڑنا فخر نہیں غرور کا باعث تھا۔ نین تارہ کا دماغ یدکم سائیں سائیں کرنے لگا۔ بدر کی بات مسکان سے طے تھی؟ اگر ایسا تھا تو خولہ کا کیا؟ وہ جو بدر کے لئے محسوس کرنے لگی تھی اس کا کیا؟

"کام کہا تھا تم سے۔ کب تک ہو جائے گا؟ "

داخلی دروازے سے یوسف اور بدر اندر داخل ہو رہے تھے

"میں نے حاشر سے کہا تھا، وہ بھیج دے گا معلومات آج ہی "

"جلدی کرو، اور یہ جہانزیب چوہدری سے بات کرواؤ میری۔ اس انسان نے الگ سے ٹینشن دے رکھی ہے، دو ہفتے رہ گئے بس، پھر میں خود دیکھ لوں گا اسے "

نین تارہ کی نظر دروازے پر گئی۔ یوسف سر ہلاتے ان کی طرف آ رہا تھا اور بدر موبائل پر کسی کو کال ملاتے اوپر جا رہا تھا۔ اسے غالباً پھر کہیں جانا تھا

"نین تارہ، بات سنیں "

وہ یوسف کی آواز پر ایک بار پھر چونکی، مسکان کی آنکھوں میں کرچیاں سی ابھریں، اس نے رخ موڑ لیا، نین تارہ ششدر سی یوسف کے پیچھے جا رہی تھی۔ کمرے کے سامنے آتے وہ رکی، یوسف اندر داخل ہوتے کچھ کہہ رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"سوری یار، ایک تو فیکٹری کے کام، اوپر سے بدر بھائی الیکشنز کی وجہ سے مصروف ہیں، بہر حال میں وارڈروب خالی کر رہا ہوں، آپ اپنا سامان رکھ دیں یہاں "

وہ مصروف سے انداز میں اپنی شرٹ کے بازؤں موڑ رہا تھا

"بدر اور مسکان کی منگنی ہو چکی ہے؟ "

وہ وارڈروب کھولتے یکدم رکا، نین تارہ کمرے کے وسط میں کھڑی تھی، چہرے پر سنجید گی تھی۔ یوسف کچھ دیر چپ رہا

"ہاں "

"آپ جانتے ہیں وہ "...

"وہ خولہ کو پسند کرتے ہیں "

جواب غیر متوقع تھا۔ نین تارہ کو امید نہیں تھی۔ یوسف اب چل کر اس تک آرہا تھا

"ان کا رشتہ بابا نے طے کیا تھا اور نا مسکان اسے لے کر سنجیدہ ہے نا بدر بھائی، وہ خولہ کو پسند کرتے ہیں "

"یعنی وہ خولہ کو دھوکہ دے رہے ہیں؟ "

یوسف کو یکدم رجب یاد آیا پھر اس نے سر جھٹکا

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ اگر مسکان کے ساتھ سنجیدہ ہوتے تو ہاں وہ آپ کی بہن کو دھوکہ دے رہے تھے، لیکن وہ مسکان کے ساتھ رشتہ قائم نہیں کرنا چاہتے، یہ صرف بڑوں کا فیصلہ تھا "

"تو خولہ کا کیا؟ "

"ان کا کچھ نہیں۔ میں نے کہا نا بھائی خولہ کو لے کر سنجیدہ ہیں۔ اب ان کی بات ہو گئی ہو تو اپنی بات کریں؟ میری تھوڑی سی مدد ہی کرا دیں سامان سیٹ کرنے میں "

وہ اختتام پر اس قدر بے چارگی سے بولا کہ نین تارہ ہنس دی۔ سر ہلاتے وہ وارڈروب تک گئی، وارڈروب کافی بڑی تھی، ایک سائیڈ پہ یوسف کے کپڑے، اس کی گھڑیاں، کف لنکس، جوتے، پرفیوم، وہ یوسف کی سنتے سامان اِدھر اُدھر سیٹ کرنے لگی۔

"ویسے میں کافی کفایت شعار بندہ ہوں، آپ سمجھ لیں کہ اتنے سارے سامان میں سے کچھ تحفے بھی ہیں "

"اتنے مہنگے تحفے؟" وہ نیچے کی ڈرار سے اس کی فائلز نکال رہی تھی

"امیر دوست ہونے کا فائدہ، جیسے تحفے آپ اُنہیں دیں وہ اس سے مہنگے آپ کو لوٹاتے ہیں "

"یہ اچھی بات ہے "

وہ ہنسی، فائل نکالتے ہوئے کوئی ساز سا بجا، نین تارہ نے سیاہ کور والی فائل نیچے رکھی پھر ہاتھ آگے بڑھا، اور تبھی تھا جب اس کے ہاتھ کسی چیز سے ٹکرائے، کوئی زیور، کوئی پہننے کی شے، اس نے اچھنبے سے ہاتھ آگے

کرتے وہ شے سامنے کی اور پل بھر کو ہر طرف ہر شے رک گئ، ہر شے یعنی ہوا، ہر شے یعنی اس کی دھڑکن، ہر شے یعنی اس کی سانس

وہ سفید چاندی کی پائل تھی، جس کے نیچے موتے لگے تھے، لوہے کی چھوتی چھوٹی لڑیاں لٹکتی تھیں جو مدھر ساساز پیدا کرتیں

وہاں بیٹھے بیٹھے اسے سفید لباس والا مرد یاد آیا، اس کی لاش کے پاس پڑی سفید پائل، روتی ہوئ خولہ، چیخیں مارتی دادی، اور محبت کی دھن

"مانا کہ دوست "...

وہ کچھ کہتے کہتے پلٹا تو نین تارہ کو ساکت بیٹھے دیکھ اچھنبے سے آگے کو ہوا

"کیاہوا؟ "

سوال کا جواب فوراًمل گیا تھا، وہ ہاتھ میں پائل تھام کر بیٹھی تھی، بیٹھے بیٹھے صدیوں کا سفر کر آئ تھی

"نین "....

اس لمحے یوسف نے خود پر کئ بار لعنت بھیجی، کئ ہزار بار، اسے یہ پائل یہاں سے ہٹوا دینی چاہئے تھی، وہ دھیرے سے نین تارہ کے سامنے بیٹھا، ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا تو وہ یوں چونکی جیسے سانپ نے کاٹ لیا ہو، یوسف کا ہاتھ یوں جھٹکا جیسے انگارہ ہو

"نین..."وہ صدمے سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔ نین تارہ اٹھتی نفی میں سر ہلاتی پیچھے کو ہو رہی تھی

"یہ جھوٹ ہے۔ یہ پائل، اس کی موجودگی جھوٹ ہے"وہ حواس باختہ سی کہہ رہی تھی، آنکھیں وحشت زدہ ہوئیں

"نین۔ بات سنیں"یوسف نے دونوں ہاتھ اٹھائے، نین تارہ کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا

"یہ وہ میرے لئے لایا تھا، وہ میرے لئے لایا تھا یوسف، اس کا دوسرا جوڑا گم گیا تھا"وہ نفی میں سر ہلاتی پیچھے دیوار سے جا لگی، سانس کہیں سینے میں اٹک گیا، یوسف اس سے دو قدم کے فاصلے پر رکا

"پرسکون رہیں۔ میری بات سنیں"

"تم نے... اسے تم نے مارا ہے؟"خوف، بے یقینی، وحشت، ہر شے اس کے چہرے پر تھا

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں"یا خدایا یہ نہیں، اتنی مشکل سے وہ اسے ملی تھی۔ یہ نہیں

"جھوٹ، یہ پائل یہاں کیا کر رہی ہے؟ یہ اس کے پاس تھی۔ اسے تم نے مارا ہے نا؟"نین تارہ کے سامنے کھڑا یوسف، اس کا چہرہ دھندلا گیا، کئی سال یاد آئے، کئی اذیتیں یاد آئیں

"میں نے رجب کو نہیں مارا"

کردار تبدیل ہو گئے، وہ جملہ جو وہ کعب عباس کے منہ سے سنا کرتی تھی، وہ جملہ سامنے کھڑا شخص کہہ رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"جھوٹ..."وہ چیخی "وہ تم تھے۔وہ تم تھے یوسف، یااللہ، "

یوسف نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔پھر کھول کر اسے دیکھا

"میں سچ کہہ رہا ہوں "آگے بڑھتے اس نے نین تارہ کا ہاتھ تھامنا چاہا جب وہ جھٹکے سے دور ہوئی

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔خبر دار ہاتھ مت لگاو مجھے، میرے اللہ، کیا کیا یوسف؟کسے مار دیا تم نے؟وہ میرا مستقبل تھا"اس کی ہچکی بندھی، اذیت سی اذیت، خوف سا خوف

"وہ آپ کا مستقبل نہیں تھا نین "

اس شخص کا نام اس عورت کے منہ سے سننے کی اذیت ہر اذیت سے بڑھ گئی

"تم نے مار دیا اسے، مار دیا اسے۔وہ اس دن میرے لئے تحفہ لانے والا تھا، وہ محبت کی گردان حفظ کرنے کا کہہ کر گیا تھا "

وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی

"میں نے اسے نہیں مارا نین "

"جھوٹ، تم قاتل ہو یوسف "

"میں نہیں ہوں نین "ضبط، بے انتہا ضبط

"تم کتنے گرے ہوئے نکلے، نفرت ہو رہی ہے مجھے تم سے "وہ چیخی، اذیت، بے انتہا اذیت

"میں... نے اسے... نہیں مارا "

"کس منہ سے کہہ رہے ہو۔ رجب کو قتل "...

"اسے بدر بھائی نے مارا تھا" وہ غرایا، نین تارہ کے آنسو رک گئے، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں "رجب بلال کو بدر عبد اللہ نے مارا تھا "

اگلے کئی لمحے کمرے میں سناٹا چھا گیا، یوسف کو کہنے کے بعد احساس ہوا وہ کیا کہہ گیا تھا، نین تارہ دھم سے نیچے بیٹھی، پھٹتی آنکھیں یوسف کے چہرے پر جمی رہ گئیں۔ وہ گہرے سانس لیتا اس کے سامنے بیٹھا، راز اگل ہی دیا تھا تو کیا چھپانا

"رجب کو بدر بھائی نے مارا تھا نین۔ میں نے اُنہیں روکنے کی کوشش کی تھی۔ واللہ کی تھی لیکن وہ نہیں رکے، اُنہوں نے میری آنکھوں کے سامنے اسے مارا تھا "

وہ نفی میں سر ہلاتی اسے دیکھتی رہی

"تم.. تم خود کو بچا رہے ہو نا؟" اس کی آواز کانپ گئی

"آپ کو لگتا ہے میں خود کو بچانے کے لئے اس انسان پر الزام لگاؤں گا جو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے؟ آپ سے بھی زیادہ؟ "

جملہ اس کے خود کے ہی اندر کھب گیا، سب سے زیادہ عزیز؟ اور وہ اسے ہی دھوکہ دے رہا تھا؟ آہ یوسف

" نہیں ...، تم خود کو بچا رہے ہو .... یہ جھوٹ ہے "

" سچ ہے۔ رجب نے بھائی کے خلاف کیس کیا تھا، وہ پریس کانفرنس کرنے والا تھا، کر لیتا تو بھائی کا مستقبل تباہ ہو جاتا، وہ الیکشن کا سوچ رہے تھے، سو.... سوانہوں نے رجب کو.... مار دیا، میرے سامنے، یہ پائل مجھے وہیں سے ملی تھی "

وہ رک رک کر تحمل سے اسے دیکھنے لگا، آنکھیں سرخ ہوئیں، دل پھٹنے کو ہوا (مت کرو یوسف، یہ مت کرو، ایک عورت کے لیے اپنے بھائی کو دھوکہ مت دو) نین تارہ کئی لمحے ساکت سی بیٹھی رہی، وہ اس کیس کے بارے میں نہیں جانتی تھی، ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ یوسف اب اٹھ کر پیچھے موجود فائلز کھنگال رہا تھا

چند لمحے بعد وہ واپس آیا اور ایک کاغذ نین تارہ کے سامنے رکھا، دل کا بوجھ بڑھ گیا، وہ اپنی محبت بچانے کے لئے کیا کر رہا تھا؟ یہ نہیں یوسف، یہ مت کرو، اس نے سوچیں جھٹک دیں

" یہ کاغذات ہیں، تین سال پہلے اس نے بدر بھائی پر کیس کیا تھا۔ چاہیں تو پڑھ لیں "

نین تارہ نے کانپتے ہاتھوں سے وہ کاغذات اٹھائے، جتنی انگلش سمجھ آتی تھی اتنی انگلش میں اسے سمجھ آ گیا کہ وہ کیس کس کے خلاف تھا اور کس نے کیا تھا، وہ کاغذات دیکھتی رہی پھر اُنہیں پھینک کر یکدم رو دی، شدت سے، ہونٹوں پر ہاتھ رکھے، ہچکیوں سے

"کیوں؟ زمین کے لئے کیوں؟ وہ انسان تھا، اللہ، وہ انسان تھا یوسف، تمہارا بھائی کتنا ظالم ہے، اللہ "

وہ دل جو عرصے سے کئی غم سنبھالے ہوئے تھا پھٹنے لگا، یوسف نے اسے رونے دیا، بہتر تھا وہ رو لیتی

"وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ کوئی ایسا وحشی کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ کیسے رجب کو مار سکتا ہے؟ وہ کیسے کسی کی محبت کو مار سکتا ہے؟ کسی کے بھائی کو مار سکتا ہے؟ "

اور بھائی سے اسے یکدم خولہ یاد آئی، اس کی آنکھوں کی چمک یاد آئی، آنسو بہنا رک گئے، صدمہ اب ہوا تھا ، خولہ بدر عبداللہ سے محبت کرنے لگی تھی، وہ اپنے ہی بھائی کے قاتل سے محبت کرنے لگی تھی۔ وہ ہر شے بھلاتے کھڑی ہوئی

"خولہ... وہ نہیں جانتی، مجھے اسے بتانا ہو گا "

اور پہلی بار، ان سب میں پہلی بار یوسف کو احساس ہوا وہ کیا کر گیا تھا۔ یہ آخری چیز تھی جو اسے کرنی چاہئے تھی۔ نین تارہ اب دروازے کی طرف جا رہی تھی، یوسف کھڑا ہوتا جھٹکے سے اس تک پہنچا اور اسے کہنی سے کھینچا، وہ دیوار سے جا لگی

"خبردار جو آپ نے خولہ کو کچھ بتایا" لاچاری غصے میں تبدیل ہوئی، نین نے اس کا ہاتھ زور سے جھٹکا

"مجھے حکم مت دو، کیونکہ میں نہیں مانوں گی، خولہ کو تو میں بتاؤں گی" وہ غرائی، بزدل نین تارہ اسی لمحے مر گئی۔ وہ جھٹکے سے دروازے تک پہنچی

"کیا چاہتی ہیں رجب کے بعد خولہ بھی مر جائے "

الفاظ تھے یا صور نین تارہ وہیں جم گئ، سانس اندر ہی رہ گیا۔ یوسف وہاں سے ہٹا نین تارہ کے سامنے آیا۔ اس کے چہرے پر سختی تھی

"دھمکی دے رہے ہو؟ "

"سچ بتا رہا ہوں۔ جانتی ہیں خولہ کو بتانے کے بعد کیا ہو گا؟ وہ بدر بھائی سے انتقام یا انصاف لینا چاہے گی، انصاف ان کے جوتے کی نوک پر بکتا ہے، اور انتقام؟ خولہ بدر عبداللہ سے انتقام لے سکتی ہے نین؟، واقعی؟ "

اس کی آنکھوں میں تمسخر پھیلا، نین تارہ کی آنکھوں میں قہر ابھرا

"مجھے مت ڈراؤ "

"ڈرا نہیں رہا نین، صرف مستقبل کا نقشہ کھینچ رہا ہوں۔ بدر بھائی کو خولہ سے محبت ہے لیکن وہ اگر انا میں آجائیں تو اپنے بھائی تک کو مار سکتے ہیں۔ خولہ کا کیا پھر؟ آپ کی بہن اگر ان کے مقابلے پر آئی تو اس کی موت کے لئے تیار رہیۓ گا "

دور اندر کسی نے ملامت کی، لیکن نہیں، اسے مزید تباہی نہیں کرنی تھی۔ مزید نہیں، جو وہ کر چکا اسے سنبھالنا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"ایسا کچھ نہیں ہو گا "

اس کی آواز کانپ گئ۔ یوسف نے جان لیا کہ نین تارہ خولہ کو کچھ نہیں بتائے گی

" ایسا ہو گا نین، میں بھائ کو جانتا ہوں، محبت اپنی جگہ لیکن وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ خود کو عزیز رکھتے ہیں۔ آپ جائیں جا کر بتا دیں خولہ کو، پھر جو ہو گا ذمہ داری آپ کی "

وہ راستے سے ہٹ گیا، گویا وہ چاہے تو چلی جائے، نین تارہ بند دروازے کو دیکھتی رہی، کئ مناظر ذہن میں ابھرے، کئ چہرے ذہن کی سکرین پر چلے، اور وہ تھک کر نیچے بیٹھتی چلی گئ۔ یوسف نے پر سکون سانس لی، نین تارہ بزدل تھی، شکر تھا کہ وہ بزدل تھی

وہ اس کے سامنے آ کر بیٹھا

"جیسا چل رہا ہے ویسا چلنے دیں نین، بھائ اپنے کئے پر شرمندہ ہیں (شرمندہ؟ واقعی؟) اُنہیں گلٹ ہے اور وہ واقعی خولہ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ خوش رہے گی "

"اپنے بھائ کے قاتل کے ساتھ ؟" اس نے زخمی نگاہیں اٹھائیں، یوسف کے گلے میں کچھ اٹکا

"وہ سب.... وہ سب غلطی تھی "

"قتل غلطی نہیں ہوتا، قتل ہمیشہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے" اس نے تلخی سے کہتے رخ موڑ لیا، نظر بکھرے سامان پر گئ، پھر اس نے یوسف کو دیکھا" مجھے اپنے گھر جانا ہے "

" آپ کا گھر یہی ہے " وہ جانتا تھا اس کی بات کا کیا مطلب ہے۔ وہ جانتا تھا وہ اگلا مطالبہ یہی کرے گی، اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اسے کیسے اس مطالبے سے باز رکھے گی

"مجھے میرے باپ کے گھر جانا ہے "

" وہی باپ جسے آپ کی دو مرتبہ شادی ٹوٹنے پر ہارٹ اٹیک آچکا ہے ؟ اور ڈاکٹرز کے بقول اگلا اٹیک جان لیوا ہو گا "

نین تارہ کا دل ایک بار پھر زخمی ہوا، نگاہوں میں پھر اذیت ابھری، یوسف نے نگاہیں چرا لیں، ایک عرصہ پڑا تھا، ایک عرصہ پڑا تھا ذلت کے اس درجے میں گرنے پر خود کو ملامت کرنے کے لئے۔ ابھی نہیں

" آپ غصے میں ہیں نین۔ میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا کہ میرے ساتھ یہاں رہیں، زبردستی کا میں قائل نہیں ہوں، لیکن آپ تحمل سے سوچیں، آپ چاہیں تو گھر چلی جائیں، وہاں سب کو بتا دیں لیکن دس منٹ، صرف دس منٹ یہاں بیٹھ کر سوچیں کہ ان سب کے نتائج کیا ہوں گے۔ کیا آپ کے گھر والے یہ سب برداشت کر لیں گے ؟ "

وہ نرمی سے کہتا اٹھ گیا۔ دروازہ کھولا اور باہر نکلتے بند کیا۔ چہرے پر سرخی چھائی، ریلنگ پر ہاتھ رکھے اس نے گہرے سانس لئے

WWW.NOVELSHUB.PK

یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟ یا اللہ، یہ کیا کر دیا تھا؟ یہ کیا کر دیا؟ اب ؟اب وہ کیا کرے گا؟ اگر بدر کو علم ہو گیا تو؟ اگر نین تارہ نے خولہ کو بتا دیا تو؟ یوسف عبداللہ کو اس لمحے احساس ہوا وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر چکا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بدر کے کمرے کی طرف آؤ تو وہ صوفے پر براجمان لیپ ٹاپ سامنے رکھے کچھ ٹائپ کر رہا تھا جب ملازم چائے لاتا دکھائی دیا

"یوسف کو بھیجو "

تحکم بھرے انداز میں کہتے اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور آنکھوں کو مسلا، دو ہفتے بعد الیکشن تھے، صرف دو ہفتے، اس نے تھک کر صوفے سے ٹیک لگائی، عرصہ ہوا پر سکون نیند خیال ہو گئی تھی، شاید الیکشن جیتنے کے بعد وہ سکون سے سو سکے، یا شاید تب جب خولہ اس کی زندگی میں آجائے

لبوں پہ مسکراہٹ ابھری، خولہ بلال کا خیال ہی اس قدر خوبصورت تھا تو اس کا ساتھ جنت نما لگتا تھا۔ وہ مل جاتی تو وہ زمین پہ جنت پا لیتا

"آپ نے بلایا بھائی؟ "

آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں، یوسف دروازے میں کھڑا تھا، آنکھیں سرخ سی تھیں، بدر کا چہرہ سنجیدہ ہوا

"اندر آؤ "

وہ حکم کی تعمیل کرتا اندر آیا، نظریں اب بھی اٹھانے سے گریزاں تھیں۔بدر نے ایک ٹانگ گھٹنے پر رکھے ایک ہاتھ کی مٹھی وہاں رکھی، بازو پیچھے پھیلا لیا

"میرا خیال تھا یوسف کہ اب شاید میں دوبارہ تم پر بھروسہ نا کر پاؤں، کل تک میں تم پر شدید غصہ تھا لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ اگر تمہاری جگہ میں بھی ہوتا تو یہی کرتا"یوسف نے اب بھی نظریں نہیں اٹھائیں، جو بلنڈر وہ کر کے آ رہا تھا اب وہ بدر سے کبھی آنکھیں نا ملا پاتا، بدر اس کی کیفیت سے بے خبر اب بھی بول رہا تھا "ہم دونوں محبت اور وفا کے معاملے میں اپنے باپ کے برعکس ہیں، تم نے معافی نہیں مانگی لیکن میں پھر بھی تمہیں معاف کرتا ہوں۔اس لئے اب یہ شرمندگی کہیں چھوڑو اور جو کام کہا تھا اس کا بتاؤ "

اس نے نرمی سے کہا تو یوسف نے ٹھنڈی سانس لیتے نظر اٹھائی، گلے میں بہت کچھ اٹک رہا تھا

"میں نے کعب عباس کے بارے میں معلومات نکلوائی ہی "

"میں جاننے کا منتظر ہوں "

یوسف نے گلا تر کیا

"اس نے اکنامکس میں بی ایس کر رکھا ہے۔باپ اور بھائی کی پانچ سال پہلے کسی جھگڑے میں قتل کر دیا گیا تھا ،خولہ کا خالہ زاد ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ معلومات میرے کام کی نہیں ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اس لڑکے کو کوئی قتل کر دے تو کوئی ہے جو اس کے پیچھے آسکے؟"

لمحہ بھر کو یوسف کا دل تھما

"قتل؟"

"خولہ چاہتی ہے کہ میں اس لڑکے کو قتل کروں کیونکہ اس لڑکے نے خولہ کے بھائی کو مارا ہے۔ بہت افسوس کی بات ہے" اس کے چہرے پر واقعی افسوس پھیلا۔ یوسف بدر کو دیکھ کر رہ گیا

"وہ اس کے بھائی کا قاتل نہیں ہے"

"ظاہر ہے وہ نہیں ہے۔ لیکن کیونکہ خولہ کو لگتا ہے کہ وہ قاتل ہے تو وہ ہے۔ تم نے سنا نہیں؟ پسندیدہ عورت کی باتوں کی تردید نہیں کی جاتی"

اس نے سادگی سے شانے اچکائے

"یہ مت کریں بھائی" اس نے بدر کو روک لینا چاہا، ایک اور غلطی سے، ایک اور گناہ سے

"میں تم سے نہیں پوچھ رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔" اب کی بار اس کی آنکھوں میں کوئی برف سی لہرائی، سرد، آگ، یوسف نے ہر جملہ دل میں رکھ لیا، بدر نے ٹھان لیا تو وہ کر کے رہے گا لیکن یوسف کو بدر کو کچھ اور بھی بتانا تھا

"کعب عباس کو مارنا آسان نہیں ہو گا "

"گاؤں کے ایک عام سے لڑکے کو مارنے میں کیا مشکل ہے ؟ "

"کوئی مشکل نا ہوتی اگر وہ واقعی عام سا لڑکا ہو تا "

بدر رکا، ابرو بے ساختہ اچکائے

"کیا مطلب ؟ "

" وہ عام لڑکا نہیں ہے بھائی۔ کعب عباس جیسا دکھتا ہے ویسا نہیں ہے "

"اور وہ کیسا ہے ؟ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہاراں کے کھیتوں میں ٹیوب ویل کی دائیں طرف بنے قبرستان کے داخلی دروازے سے وہ چلتا ہوا نظر آرہا تھا۔ نیلی جینز پر سفید ٹی شرٹ تھی، بال ماتھے پر بکھرے تھے اور سامنے سے گیلے تھے، یوں جیسے وہ چہرہ دھو کر آیا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

)تین سال پہلے تک وہ عام لڑکا تھا،عام انسان جسے ایک جاب چاہئے تھی تاکہ وہ اس گاؤں کو چھوڑ دے، اسے کسان ہونا فخر کا باعث نہیں لگتا تھا۔ تین سال پہلے تک وہ ایسا تھا۔ پھر تین سال پہلے اس کے دوست کو قتل کر دیا گیا(

ایک سفید کتبے والی قبر کے سامنے وہ رکا،چند لمحے اس قبر کو دیکھتا رہا

رجب بلال ولد بلال اعظم

کعب نے پھولوں والا شاپر نیچے رکھتے ہاتھ دعا کی صورت اٹھائے،وہ اب فاتحہ پڑھ رہا تھا

)اس کے دوست کے قتل کا الزام اس پر لگا،وہ جیل چلا گیا اور اس پر کیس چلا،دو سال کیس چلتا رہا اور بالآخر عدالت نے اسے باعزت بری کر دیا کیونکہ اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا،گاؤں کے لوگوں نے کعب کو رجب کا قتل کرتے نہیں دیکھا تھا،ایک لڑکے نے اس کے خلاف گواہی دی لیکن بعد میں وہ بھی مکر گیا(

کعب اب رجب کی قبر پر پھول ڈالتا نظر آرہا تھا،تازہ پھولوں کی خوشبو سارے میں پھیل رہی تھی،پھول ڈال کر وہ اس کی قبر کے پاس بیٹھا،چند لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے پھر اس کی آواز سنائی دی

"جانتا ہوں تم ناراض ہو مجھ سے۔ حق بھی بنتا ہے" وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا "مجھے تمہیں تھپڑ نہیں مارنا چاہئے تھا،کم از کم مجھے نہیں مارنا چاہئے تھا،وہ ایک تھپڑ مجھے آج بھی تنگ کرتا ہے "

)جیل سے رہائی پانے کے بعد وہ ایک سال شہر میں رہا اور کوئی نہیں جانتا وہ وہاں کیا کرتا رہا ہے، کعب عباس کی ماں بھی نہیں (

"تمہیں نہیں مرنا چاہئے تھا رجب، تمہیں نہیں، تم ہماری کہانی کے مسیحا تھے، تم سفید تھے، گرین فاریسٹ، تم جیسا کوئی نہیں تھا، مجھے مر جانا چاہیے تھا کیونکہ میرے پاس خواب نہیں تھے، تمہیں اپنے خوابوں کے لئے جینا چاہئے تھا۔ تمہاری بہن کے خوابوں کے لئے جینا چاہئے تھا" وہ لمحہ بھر کو رکا، چند لمحے اس کی قبر کو دیکھتا رہا "وہ خواب جواب میں جی رہا ہوں "

)اس نے ایک سال میں مقابلے کے امتحان کی تیاری کی اور گاؤں آنے سے پہلے وہ CSS کا امتحان دے کر آیا تھا۔ وہ مستقبل کا بیوروکریٹ ہے بھائی (

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"وہ مستقبل کا بیوروکریٹ ہے بھائی "

یوسف کی آواز کمرے میں گونجی کر پلٹ آئی، بدر نے ابرو اچکائے

"کیا کہانی ہے۔ ایک گاؤں کے پسماندہ لڑکے کی کامیابی کی داستان، واؤ" اس نے طنزیہ سر جھٹکا

"یہ کہانی نہیں ہے بھائی۔ وہ سی ایس ایس کا (written test تحریری امتحان (دے کر آیا ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اور تم چاہتے ہو کہ اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ ایک ملزم جس پر قتل کا الزام تھا اسے css کے اگزیم کی اجازت مل گئ؟ "

" قانونِ پاکستان اس بارے میں نرمی دیتا ہے، اگر کسی ملزم کو باعزت بری کر دیا جائے تو اسے سرکاری نوکری سے نہیں روکا جا سکتا، گو مقابلے کا امتحان دینا مشکل ہو جاتا ہے کہ آپ کا عدالتی ریکارڈ صاف ہونا ضروری ہے لیکن عدالت کے بری کرنے کی صورت میں FPSC کے پاس اعتراض باقی نہیں رہتا، البتہ candidate کو عدالت کو حکم بریت ساتھ رکھنا پڑتا ہے، متعلقہ پولیس اسٹیشن سے کریکٹر سرٹیفکیٹ بھی جمع کرانا پڑتا ہے۔یعنی مشکل ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے "

اس نے تفصیلاً وضاحت کی تو بدر کا منہ بگڑا

"تو تم کہہ رہے ہو کہ وہ لڑکا مستقبل کا بیوروکریٹ ہے لہذا میں اسے مارنے سے گریز کروں؟ "

"میں یہی کہنا چاہ رہا ہوں بھائی "

"نہیں یوسف... "بدر کھڑا ہوا۔چہرہ بے تاثر ہو گیا"اگر خولہ چاہتی ہے کہ اسے قتل کیا جائے تو ایسا ہی ہو گا ۔ویسے بھی بیوروکریٹس نے اس ملک کو کونسا فائدہ دیا ہے جو وہ لڑکا دے گا؟ میں ایک کرپٹ آفیسر سے ملک کو بچانے جا رہا ہوں، میرا شکریہ "

یوسف نے ہونٹ بھینچے، پھر آنکھیں بند کر کے کھولیں

"کیا کریں گے؟ ظاہر ہے اس کی اب اونچے لوگوں سے جان پہچان ہو گی، "

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس کی دائیں طرف سے ہوتا بیڈ سائیڈ ٹیبل تک گیا، وہاں رکھی سگار اٹھانے کو جھکا لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا، اس زہر کی مقدار اب کم کر دینی چاہئے تھی، ہاتھ پیچھے کرتے وہ سیدھا ہوا پھر پر سوچ نظروں سے یوسف کو دیکھا

"کل منشی بتا رہا تھا کہ گاؤں سے شہر کے راستے پر چور آج کل زیادہ ہو گئے ہیں۔ پرسوں اس کے داماد کو بھی لوٹ لیا تھا "

"جی..." اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ بدر نے اس وقت اس مسئلے کا ذکر کس لئے کیا تھا

"ظاہر ہے وہ لڑکا بھی شہر جاتا ہو گا۔ اب وہ شہر جاتا ہے تو ممکن ہے اسے بھی راستے میں چور لوٹنے کی کوشش کریں، ممکن ہے وہ مزاحمت کرے اور چور غصے میں آکر اسے مار دیں۔ ممکن ہے نا یوسف؟ "

وہ سوالیہ لہجے میں سوال نہیں کر رہا تھا حکم دے رہا تھا۔ یوسف کے دل میں کئی جھکڑ چلے

"ممکن ہے بھائی "

"تو پھر اسے ممکن بناؤ "

وہ سنجیدگی سے کہتا اب موبائل اٹھاتے باہر جا رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں یہ نہیں کروں گا "

وہ بمشکل بولا تھا۔ بدر اس کے سامنے رک گیا۔ نظر اٹھا کر یوسف کو دیکھا

"تم مجھے انکار کر رہے ہو؟ "

"میں قتل نہیں کر سکتا بھائی۔ آپ نے جو کرنا ہے کریں، میں اس سب میں خاموش رہوں گا لیکن میں قتل میں حصے دار نہیں بنوں گا۔ میں قاتل نہیں ہوں "

اس نے سرخ آنکھیں اٹھائیں، بدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ کئی سال پہلے، کئی سال پہلے عبد اللہ جہانداد نے اسے ایسا ہی کوئی فرمان جاری کیا تھا، وہ باپ کا حکم نہیں ٹال سکتا تھا، ضمیر کو مارتے، گلٹ کو ختم کرتے اس نے اس حکم کی تعمیل کر دی، لمحہ بھر کو دل میں افسوس سا ابھرا، کاش وہ بھی اس دن یوسف کی طرح منع کر دیتا، کاش

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا "

وہ بنا کسی سختی کے کہتے آگے بڑھ گیا، اسے ایک اور بدر عبد اللہ نہیں چاہئے تھا

اس کے جانے کے بعد یوسف تھک کر بیڈ پر بیٹھا، سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا

یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قبرستان میں پھولوں کی مہک اب بھی پھیلی تھی، سفید کتبے والی قبر کے سامنے بیٹھا لڑکا اب بھی دھیمی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا

"تمہارے خواب اب میں جی رہا ہوں رجب۔ وہ تمہارے سبق بھول گئ ہے لیکن میں نے حفظ کر لئے ہیں، تم مشکل دنوں کے ساتھی تھے، میں تمہارے جانے کے بعد مشکل دنوں میں تنہارہ گیا ہوں "

اس کی آنکھیں ضبط کے باعث سرخ ہوئیں، رک کر نیچے مٹی پر ایک لکیر کھینچی

" تمہیں پتا ہے مجھے کتنے غم ہیں؟ تم جانے آخری ملاقات میں کیا کہنا چاہتے تھے، تم میری بے گناہی جانے بنا چلے گئے، جاتے جاتے ایک اور بے گناہی ثابت کرنے بوجھ مجھ پر ڈال گئے، وہ مجھے قاتل سمجھتی ہے اور میں اسے بتا تک نہیں سکتا کہ تمہارے قاتل کون ہیں "

قبرستان کی فضا ساکت ہو گئ، کعب نے نظر اٹھائی

" میں انتظار کر رہا ہوں رجب۔ نا میں بھولا ہوں اور نا بھولنے دوں گا، قسم خولہ نے کھائی ہے لیکن پورا میں کروں گا، ان لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے قبر تک پہنچاؤں گا "

وہ زکام زدہ سانس کھینچتا کھڑا ہوا، آخری نظر اس قبر پر ڈالی اور مڑ گیا

قبرستان کے باہر آتے اس نے چہرے کے تاثرات درست کئے، وہاں گاڑی سے ٹیک لگائے ھریرہ ٹھہرا تھا

"مانگ لی دعا؟ "

"مانگ لی "

ھریرہ تک آتے وہ رکا

"کس کی قبر پر گئے تھے ؟ "

"میرے بھائی اور باپ کی قبر یہاں ہے "

"تم ان کی قبر پر تو نہیں گئے تھے "ھریرہ کچھ اکتایا سا لگتا تھا، کچھ بے زار سا

"پھر کس کی قبر پر جاؤں گا؟ "

"پتا نہیں، مجھے بہت ڈر لگتا ہے ویسے قبرستان جانے سے "

"اعمال کیسے ہیں؟ "ھریرہ ہنس دیا۔ کعب مسکرایا

"بہت برے، اسی لئے تو ڈر لگتا ہے، موت خوفناک چیز ہے "

"موت خوفناک نہیں ہے۔ موت کے بعد کا وقت خوفناک ہے "

ھریرہ نے کاندھے اچکائے پھر کعب کو غور سے دیکھا، وہ رخ موڑے قبرستان کو دیکھ رہا تھا

"جاب کا کیا بنا تمہاری؟ "

"ڈھونڈ رہا ہوں "

"اگر کہو تو بدر بھائی سفارش کر دیں گے "

"بدر عبداللہ میرے لئے سفارش کر دے گا؟ واقعی؟ "

ھریرہ کو اس کا نیم رخ نظر آتا تھا، وہ شاید مسکرایا تھا، تپش زدہ مسکراہٹ

"کیوں نہیں کریں گے، میرے دوست کے لئے تو ضرور کریں گے "

"تمہیں لگتا ہے بدر تم سے بہت محبت کرتا ہے؟" اس نے رخ موڑ لیا، نظر اب ھریرہ پر تھی

"لگتا نہیں یقین ہے، وہ اپنے بھائی سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے ہیں" اس کے لہجے میں مان، محبت سب سمٹ آیا

"بھائی سے زیادہ عزیز کوئی نہیں ہوتا ھریرہ "

"وہ مجھے اپنا بیٹا کہتے ہیں "

"کہنے اور سمجھنے میں فرق ہوتا ہے "

"تم اب مجھے ان سے بد ظن کرنا چاہتے ہو؟" وہ خفگی سے بولا

"میں کیوں بد ظن کرنے لگا۔ تم جانتے ہو میں بدر اور یوسف کو پسند نہیں کرتا۔ ظاہر ہے اب میں یہاں کھڑے ہو کر ان کے قصیدے تو پڑھوں گا نہیں "

وہ بے نیازی سے بولا

"حالانکہ تم خواہ مخواہ بدر بھائی سے بدگمان ہو "

"اور یوسف؟" اس کے لہجے میں آنچ سی تھی، ھریرہ نے غور نہیں کیا

"اس کے بارے میں مجھے بات نہیں کرنی "

"یعنی تم یوسف کو پسند نہیں کرتے، ٹھیک۔ لیکن تمہیں یقین ہے ھریرہ کے میں تمہارے بدر بھائی سے خواہ مخواہ بد ظن ہوں؟ "

ھریرہ ایک لمحے کو چپ رہ گیا، جب سے بدر کا سچ پتا چلا تھا وہ بدر سے نفرت تو دور وہ اس کے اس عمل کو برا بھی نہیں سمجھتا تھا۔ ٹھیک ہے اسے بدر سے اپنے باپ کے بعد سب سے زیادہ محبت تھی، اور وہ اس سے نفرت نہیں کر سکتا تھا، اسے ویسے بھی لگتا تھا کہ بدر نے وہ قتل اپنے مفاد کے لئے ہی کیا تھا

"ایک بات کہوں کعب؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کہو "...

"دیکھو غلط مت سمجھنا لیکن بدر بھائی کے بارے میں سر عام غلط مت کہا کرو،" جانے وہ کیا کہنا چاہتا تھا، کہ زبان بس یہیں تک چپ کر گئی۔ کعب نے غور سے اسے دیکھا

"کیوں؟ تمہارا بھائی مجھے نقصان پہنچائے گا؟ "

"نہیں..."وہ تیزی سے بولا "میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ یوں سر عام تنقید بعض اوقات حالات خراب کر دیتی ہے "

"میرا نہیں خیال کہ ایسا ہے۔ پھر میں تو ویسے بھی عام ناقد ہوں، جیسے گاؤں کا ہر دوسرا بندہ تمہارے بھائی پر تنقید کرتا ہے "

وہ آرام سے کہتے اب آگے کی طرف جا رہا تھا جب پیچھے سے ھریرہ کی آواز آئی

"تم جھوٹ کہہ رہے ہو کعب عباس۔ تم کہتے ہو تم عام انسان ہو لیکن تم جو کہتے ہو تم وہ نہیں ہو۔ تم ناقد ہو۔ تمہارے لہجے میں سرکشی ہے، ہٹ دھرمی۔ تمہارے الفاظ سے بغاوت جھلکتی ہے اور یاد رکھو باغی مار دیئے جاتے ہیں "

اختتام پر لہجے میں کچھ بے بسی ابھری، کعب کے قدم رکے، آنکھوں میں زخمی پن اترا

"تم بھول رہے ہو ھریرہ باغی بعض اوقات مار بھی دیتے ہیں "

وہ پیدل چل کر آگے جا رہا تھا، ھریرہ نے اسے گاڑی میں بیٹھنے کی آفر نہیں کی، وہ جانتا تھا کہ اب گاڑی میں نہیں بیٹھے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کی توقع کے عین مطابق نین تارہ کا رویہ اس کے ساتھ سرد ہو گیا۔ وہ اگلا پورا ایک دن کمرے میں بند رہی، کھانا کھانے تک نیچے نا آئی۔ حسینہ نے اس سے دریافت بھی کیا لیکن وہ طبیعت خرابی کا بہانہ دے کر ٹال گیا

یہ اس کے انکشاف کے دو دن بعد کا قصہ تھا جب وہ سٹڈی میں کوئی فائل اٹھائے کھڑا تھا اور نین تارہ اندر داخل ہوئی، روئی روئی سی سرخ آنکھیں اور سرخ چہرہ، یوسف نے سر اٹھایا تو وہ تھم گیا۔ وہ بے دردی سے گال صاف کرتی اس تک آئی

"میں خولہ کو نہیں بتاؤں گی۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گی لیکن میری ایک شرط ہے"

وہ زکام سے بھاری ہوتی آواز میں کہہ رہی تھی

"کیسی شرط؟"

یوسف نے ہاتھ سینے پر باندھے

"خولہ اور بدر کی شادی نہیں ہو گی"

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ فیصلہ کرنے والا نا میں ہوں نا آپ، یہ بدر بھائی اور خولہ کا معاملہ ہے نین" وہ سنجیدگی لیکن نرمی سے بولا

"یہ اب صرف ان دونوں کا معاملہ نہیں رہا۔ خولہ کو اگر شادی کے بعد پتا چلا کہ اس کا شوہر اسی کے بھائی کا قاتل ہے تو وہ یا تو مر جائے گی یا بدر عبداللہ کو مار دے گی "

"اور بھائی نا اسے مرنے دیں گے نا خود کو۔ بے فکر رہیں "

وہ اسی سنجیدگی سے کہتا ریک کی طرف گیا اور کوئی فائل اٹھاتے کھولی۔ نین تارہ نے بے بسی سے اسے دیکھا

"آپ نے مجھے دھوکہ دیا ہے یوسف "

یوسف کے فائل رکھتے ہاتھ تھمے، چند لمحے وہ سفید پنوں پر لکھے سیاہ حروف دیکھتا رہا

"ٹھیک کہہ رہی ہیں نین، اور دکھ تو اس بات کا ہے کہ میں نے صرف آپ کو دھوکہ نہیں دیا "

سر جھکائے وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔ نین تارہ کی آنکھوں سے آنسو پھسلے

اسی لمحے بدر سٹڈی کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔ نظر موبائل پر جمی تھی، کچھ ٹائپ کرتے اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تو ان دونوں کو دیکھ کر رکا

"کیا میں نے ڈسٹرب کیا ہے؟ "

یوسف کو دیکھتی نین اور سر جھکائے فائل کو دیکھتا یوسف چونکا، دونوں کی نظر بیک وقت بدر پر گئی، پھر یوسف کی نین تارہ پر، اس نے ان آنکھوں میں نفرت، غصہ، غم، آنسو ایک لمحے میں وارد ہوتے دیکھے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ نین تارہ آگے بڑھ کر بدر کا گریبان تھام لے گی لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ ایک زخمی نظر یوسف پر ڈالی

"مجھے اپنے مائیکے جانا ہے "

ہٹ دھرمی اور بدتمیزی سے کہتے وہ اسی لمحے سٹڈی سے باہر چلی گئی۔ بدر کے ماتھے پر ناگواری سے بل پڑے

"کیا ہوا ہے اسے ؟ "

"گھر والوں کو یاد کر رہی ہیں "

اسے یہی بہانہ سوجھا

"میں اسے بہر حال بدتمیزی سمجھوں گا "

وہ ناگواری سے کہتا میز کے پیچھے پڑی کرسی پر بیٹھا

"ہم دونوں کے بیچ تھوڑی سی مس انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی تو وہ غصہ ہیں "

بدر اب کے کچھ نہیں بولا، کم از کم اتنی تہذیب تو تھی اسے کہ میاں بیوی کے ذاتی معاملات میں مداخلت نا کرتا

" جا کر دیکھو اسے۔مجھے کوئی صبح تک ڈسٹرب نا کرے "

یوسف نے سر ہلا دیا۔اسی لمحے بدر کے موبائل پر کال آنے لگی، وہ فائل رکھتے مڑنے ہی لگا تھا جب یونہی اس کی آواز کانوں میں پڑی

" تصاویر کاشف بھیج چکا ہے تمہیں، پتا کرواؤ کہاں ہے لڑکا، مجھے جلد از جلد یہ کام پورا چاہئے "

یوسف وہیں رک گیا، چہرے پر سفیدی چھائی، رخ موڑتے اس نے بدر کو دیکھا جو کال کاٹ رہا تھا، یوسف کے رکنے پر اسے دیکھا پھر گہری سانس لی

" تم باہر جاؤ اور اپنی بیوی کو راضی کرو، میرے معاملات میں دخل اندازی مت کرو "

" اسے مت ماریں بھائی "

" جاؤ یوسف " آواز میں سختی ابھری۔یوسف اسے بے بسی سے دیکھتا رہا پھر پلٹ گیا۔وہ بدر کو نہیں روک سکتا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"خولہ کو کچھ مت بتائیے گا نین۔ آپ نتائج سہہ نہیں پائیں گی "

نین تارہ کو گھر چھوڑتے اس نے یہ جملہ قریب دسویں بار کہا تھا۔ وہ بنا کوئی جواب دیئے سپاٹ تاثرات سے آگے بڑھ گئی۔ اماں، شیر دل، دادی سے ملتے وہ کمرے میں گئی تو خولہ چادر تانے سو رہی تھی۔ نین تارہ وہیں دروازے میں رک گئی، ہونٹ کاٹتے کتنی ہی دیر وہ اسے دیکھتی رہی جب چادر چہرے ہٹاتے خولہ کی نظر اس پر پڑی، اس کا منہ کھلا پھر جھٹکے سے چادر ہٹاتے وہ اس تک پہنچی اور بھینچ کر اسے گلے لگایا

"یار ب، تم کب آئیں ؟" وہ چیختے ہوئے اسے بھینچے ہوئے تھی۔ نین تارہ کو رونا آیا لیکن وہ نہیں روئی، شادی بیٹیوں کو اداکاری سکھا دیتی ہے۔ اس نے بھی سیکھ لی تھی۔ زبردستی مسکراتے ہوئے خولہ کو پیچھے کیا

"ابھی ابھی آئی ہوں "

وہ بنا خولہ سے نظریں ملائے اندر جا رہی تھی، بیگ چارپائی پر رکھا، چادر اتاری

"پورے ایک ہفتے بعد تمہیں یاد آ گیا کہ تمہارا کوئی مائیکہ بھی ہے۔ کس کے ساتھ آئی ہو؟ "

وہ اسی جوش سے کہتی نین تارہ تک آئی جواب چارپائی پر بیٹھ رہی تھی

"یوسف چھوڑ گئے ہیں "

"اندر نہیں آئے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"نہیں۔ جانا تھا نہیں "

"اچھا۔ کب تک واپس جاؤ گی ؟ "

"آج یہیں رکوں گی"

خولہ پہلی بار کچھ حیران ہوئی، وجہ نین تارہ کا جواب نہیں اس کا انداز تھا۔ عجیب سا

"یوسف بھائی مان گئے ؟ "

"کیا کہتا؟ ایک کام کرو خولہ سر درد کی دوائی لا دو، مجھے سونا ہے "

وہ بے زار لگ رہی تھی، جس جگہ خولہ لیٹی تھی وہیں لیٹ کر اس کی چادر چہرے پر رکھ لی۔ خولہ اچھنبے سے اسے دیکھتی باہر گئی، تھوڑی دیر بعد چائے کے ساتھ دوائی لے کر وہ واپس آئی تو نین تارہ سو چکی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ رات کو جاگی، مغرب کے بعد، جب کھانا بنا کر وہ سالن کچن میں رکھے کسی کام سے اندر کمرے میں آئی تو نین تارہ چھت کو گھور رہی تھی

"جاگ گئیں ؟ یہ نہیں ہوا کہ مائیکے آئی ہوں تو بہن کی کچھ مدد ہی کر دوں، تمہیں علم ہے تمہارے بعد میں آدھے گھر کے کام کرتی ہوں ؟ "

وہ اپنی کہتی رہی، کمرے سے کچھ لیا، نین تارہ سنتی رہی پھر خولہ باہر چلی گئی، کچھ دیر بعد واپس آئی تو ہاتھ میں ٹرے اٹھا رکھی تھی جس پر سالن اور روٹیاں رکھی تھیں۔ نین تارہ کچھ سستی سے اٹھی

"سب کے ساتھ کھالیتی میں، یہاں کیوں لائی ہو؟ "

"سب کون؟ چچا دادی اور چچی کو لے کر ہوسپٹل گئے ہیں، گھر پر صرف شیر دل ہے، وہ کھا چکا ہے "

وہ چارپائی پر ٹرے رکھتی وہیں بیٹھی

"ہوسپٹل کیوں؟ "

"دادی کا روٹین چیک اپ ہے "

نین تارہ نے سر ہلا دیا، خولہ روٹیاں نکالتی سالن سامنے رکھ رہی تھی

"ایک ہفتے میں حویلی کے کھانے کی عادت ہو گئی ہو گی تمہیں تو۔ اب اسی پر گزارہ کرو "

"حویلی کا کھانا ہضم نہیں ہوتا مجھے" وہ تلخی سے ہنسی، دال کا سالن اور تنور کی روٹی، نعمت تھی تو یہی تھی

"کیوں؟ "

"عجیب ہی لوگ ہیں وہ، ان عجیب لوگوں کا کھانا بھی عجیب ہی ہے "

"ایسا کیوں بھئ؟ سسرال والوں کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں کیا؟ ہے کون سسرال میں؟ وہ بدر عبداللہ کی کزن تو ایویں بے ضرر سی لگی مجھے، ھریرہ بھی معصوم سا تھا، باقی چچا چچی تو پہلے ہی دن نخوت سے دیکھ رہے تھے ہمیں، ان کا سمجھ سکتی ہوں" وہ نوالہ بناتی آرام سے بولی، نین تارہ نے رک کر اسے دیکھا، بدر عبداللہ؟ بات تو یوسف کی ہو رہی تھی۔ بدر عبداللہ کا زکر کہاں سے آ گیا؟

"تمہیں بدر کیسا انسان لگتا ہے خولہ؟ "

"اخلاق کے حوالے سے یا شکل وصورت کے حوالے سے؟ "

"اخلاق "

"بالکل اچھا نہیں ہے "

نین تارہ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ خولہ آرام سے کھا رہی تھی

"یعنی وہ تمہیں اچھا نہیں لگتا؟ "

"مجھے اچھا لگنے کی بات تو نہیں ہو رہی۔ تم نے پوچھا اخلاق کے حوالے سے وہ کیسا ہے؟ تو پورا گاؤں جانتا ہے کہ وہ اچھا نہیں ہے "

"تمہیں وہ کیسا لگتا ہے؟" اس نے "تمہیں" پر زور دیتے پوچھا تو خولہ کا نوالہ بناتا ہاتھ رکا، اس نے نظر اٹھا کر نین تارہ کو دیکھا

"کیا پوچھنا چاہ رہی ہو نین؟ "

"سچ بتاؤ گی؟ "

"میں ڈرتی کسی سے ہوں نہیں اور جھوٹ تم سے کبھی بولا نہیں "

نین تارہ نے گلے میں اٹکتے آنسو دھکیلے

"محبت کرنے لگی ہو نا بدر عبداللہ سے؟ "

"ہاں "

اس نے بنا دیر کئے جواب دیا تھا، نین تارہ کئی لمحے چپ چاپ اسے دیکھتی رہ گئی۔ خولہ بنا ڈرے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

"وہ کرتا ہے؟" اس نے بدقت سوال کیا تھا

"وہ کہتا ہے اس کی طرف سے عشق ہے" اب کی بار نین تارہ کے گلے میں آنسو نہیں اٹکے تھے، بہت کچھ اٹکا تھا

"یقین کرتی ہو اس کا؟ "

"وہ جھوٹا نہیں لگتا "

"وہ سچا بھی نہیں ہے "

"اس معاملے میں مجھے لگتا ہے "اس کا لہجہ یکدم سادہ ہوا، نین تارہ نے جانا محبت کے معاملے میں ہر عورت ایک جیسی تھی

"خولہ... "وہ یکدم آگے کو ہوئی، اسے خولہ کو بدر سے بد ظن کرنا چاہئے، وہ سچ نہیں بتا سکتی لیکن وہ کچھ بھی کہہ کر خولہ کو بدر سے بد ظن کر سکتی تھی" دیکھو، وہ بہت اونچا مرد ہے، بہت اونچا، میں نے ایک ہفتہ اس انسان کو جانا ہے، وہ بادشاہوں جیسا ہے، ہمارے کچے گھر کی طرف وہ کیوں دیکھے گا؟ وہ... وہ اونچے محلوں کا باسی ہے "

"وہ تو یوسف بھی تھا "

نین تارہ چپ رہ گئی۔ خولہ اسے دیکھ رہی تھی پھر نین تارہ نے زبان ہونٹوں پر پھیری

"یوسف بدر جیسا نہیں ہے "

"کیسے ؟ "

کیسے ؟ کیا وہ یہ کہے کہ وہ قاتل نہیں ہے ؟ کیا وہ یہ کہے کہ وہ اپنے بھائی کی طرح مغرور نہیں ہے ؟

WWW.NOVELSHUB.PK

"فرض کرو، اگر بدر تم سے محبت کرتا ہوا تو؟ تمہیں لگتا ہے وہ تم سے شادی کرے گا؟" وہ آگے کہنا چاہتی تھی کہ اپنی منگیتر کو چھوڑ کر وہ تم سے شادی کرے گا؟ یہ بات یقیناً خولہ کو بد ظن کر دے گی لیکن اس کی بات مکمل نہیں ہو سکی

"اس نے مجھے پرپوز کیا تھا" وہ سکون سے بولی اور نین تارہ کا سکون درہم برہم ہوا، آنکھیں خولہ پر جم کر رہ گئیں

"پرپوز؟ "

"بالکل۔ اس نے مجھ سے کہا وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے اور "..

"اور؟" اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ خولہ کے منہ سے زبردستی کہلوائے "اور میں نے منع کر دیا "

"اور میں نے ہاں کر دی "

خولہ بلال زبردستی ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔ نین تارہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ ہوا، دل پھٹا اور خون وہیں رس کر گر گیا

"ہاں کر دی؟ "

"یوں سمجھو کر دی "

WWW.NOVELSHUB.PK

" سمجھو مطلب ؟"تو کیا امید باقی تھی ؟اس کا دل خوش فہم ہوا

"میں نے ایک شرط رکھی تھی نین، اگر وہ شرط پوری کر دے تو خولہ بلال بدر عبد اللہ کو محبت کے سکے دان کر دے گی "

تو کیا وہ اس داستان میں جی رہی تھی جو کسی شام چھت پر بیٹھ کر کسی بچڑ چکے شخص نے سنائی تھی، تخت کی شرط رکھتی شہزادی، تخت پر قابض دیو کی جان لینے کی شرط رکھتی شہزادی۔ کیا خولہ بلال نے بدر عبد اللہ سے تخت مانگا تھا؟

"تم نے کیا شرط رکھی ہے ؟"اس کے لبوں سے سرسراتے ہوئے نکلا تھا۔خولہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر اس نے سر گوشی کی

"میں نے شرط میں دیو کی جان مانگی ہے "

نین تارہ کو یاد آیا تخت پر دیو قابض تھا

"تمہاری کہانی کا دیو کون ہے خولہ ؟ "

اس کی کہانی کا دیو کون تھا؟اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا، کوئی الہام سا ہو رہا تھا

"میری کہانی کا دیو کون ہے نین ؟"اس نے جواب دیا اور سوال میں لپیٹ کر دیا، نین تارہ کا الہام حقیقت میں بدلنے لگا

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ... کیا... کیا شرط رکھی ہے تم نے؟ "

اس کا دل لہجے سے زیادہ کانپ رہا تھا

")خبر دار جو آپ نے خولہ کو کچھ بتایا("

"میں نے کہا نادیو کی جان مانگی ہے "

"کس کی جان مانگی ہے خولہ؟ "

"کعب عباس کی "

باہر اترتے سناٹے میں خولہ بلال نے نین تارہ پر الفاظ سے قیامت توڑی۔ اس کا لہجہ سفاک تھا، چہرہ بے تاثر، نین تارہ کو خوف لاحق ہوا، اسے رونا آیا اور وہ آنسو کو قابو میں رکھنے کی اداکاری بھول گئ

"نہیں..."لبوں سے دھیمے سے نکلا، زبان گنگ ہو گئ

")آپ کی بہن اگر ان کے مقابلے پر آئ تو اس کی موت کے لئے تیار رہیۓ گا ("

"میں نے اس سے کہا کہ وہ کعب عباس کو مار دے تو خولہ بلال اس کی۔ اس نے کہا وہ یہ کر دے گا، مجھے انتقام چاہئے تھا نین، جیسے بھی چاہئے تھا بس چاہئے تھا۔ سو اب میں اسے لوں گی "

وہ واقعی کہانی میں جی رہی تھی، نین تارہ نے نفی میں سر ہلایا

WWW.NOVELSHUB.PK

")کیا چاہتی ہیں رجب کے بعد خولہ بھی مر جائے("

"یہ مت کرو خولہ، یہ مت کرو، وہ دیو نہیں ہے "

اس نے کانپتے لہجے میں سفاک لگتی لڑکی کو کسی پچھتاوے میں جانے سے پہلے روکنا چاہا، دور یوسف کی تنبیہہ زہن میں ابھری

)خولہ کو مت بتائیے گا نین۔ انجام آپ سہہ نہیں پائیں گی (

وہ خولہ کو نا بتاتی تو کعب کی جان جاتی، وہ خولہ کو بتاتی تو خولہ کی جان جاتی، اور نین تارہ کو خولہ بلال عزیز تھی۔

"میں کچھ نہیں کر رہی۔ میں صرف انصاف لے رہی ہوں "

"یہ انتقام ہے "

"انصاف نہیں ملا تو انتقام صحیح "

"وہ... وہ قاتل نا ہوا تو؟ دیکھو، تم بدر سے کہو وہ اسے قتل نا کرے "

)خولہ کو کچھ (.....

"میں اب کہہ چکی کہ وہ اسے قتل کر دے "

WWW.NOVELSHUB.PK

باہر برتن کے گرائے جان کی آواز اُبھری، خولہ چونکی، پھر یاد آیا وہ دودھ باہر رکھ کر آئی تھی، یا اللہ

"بلی ہو گی، افف میرے اللہ" وہ نیچے اتری، نین تارہ ساکت سی سامنے دیکھتی رہی۔ نین تارہ ہمیشہ سے بزدل تھی

"تم بیٹھو، باتوں میں کھانا بھی ٹھنڈا ہو گیا، میں دودھ دے کر آؤں "

وہ عجلت میں لگتی دروازے تک جا رہی تھی، اسے دودھ گرم کرنا تھا

"تو دیو کی جان لے کر اپنے بھائی کے قاتل سے شادی کر لو گی خولہ ؟ "

نین تارہ بزدل تھی لیکن ظالم نہیں

کسی نے باہر رکھے دودھ میں زہر ملایا، کسی نے وہ دودھ خولہ بلال کے اوپر پھینک دیا، سلطان کی بیٹی دروازے پر کھڑی پتھر بن گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبد اللہ جہانداد کی حویلی کی طرف آؤ تو سٹڈی کا دروازہ بند تھا، اندر میز کے پار ریوالونگ چیئر پر بدر بیٹھا تھا، اس کی آنکھیں بند تھیں، وہ دھیرے دھیرے چیئر دائیں بائیں گھما رہا تھا، دفعتاً اس کا میز پر رکھا موبائل بجا، آنکھیں کھولتے اس نے نمبر کو دیکھا، دل پر یکدم کوئی بوجھ سا گرا، بھاری پتھر جیسا بوجھ

WWW.NOVELSHUB.PK

آگے کو ہوتے اس نے کال اٹینڈ کی، موبائل سپیکر پر لگا کر پیچھے کو ہوا

"کہو حاشر"...

"سر، وہ لڑکا کعب عباس کسی کام سے شہر گیا ہوا ہے، واپسی کے لئے وہ ابھی روانہ ہوا ہے۔ کام آج ہی کرنا ہے؟ "

وہ چند لمحے موبائل کو دیکھتا رہا، کئی ساعت، اندر سے کسی نے کوئی آواز لگائی۔ کوئی ضمیر کا کچوکہ، کوئی روکنے لگا

"احتیاط سے کرنا "

اس نے کال کاٹ دی، اندر کی ہر آواز خاموش ہو گئی، کچھ دیر وہ خاموشی سے موبائل کو گھورتا رہا پھر نظر سامنے دیوار پر لگی عبداللہ جہانداد کی تصویر پر گئی

"آپ نے میری سفیدی ختم کر دی تھی بابا، آپ نے میرے ساتھ ظلم کیا تھا "

وہ زخمی سا بڑبڑایا پھر آہستہ سے کرسی سے اٹھا، سٹڈی کی کھڑکی کی طرف آتے اس نے باہر دیکھا، آنکھیں بند کیں

وہ گلٹی نہیں تھا، وہ گلٹی نہیں تھا، وہ سیاہ تھا، اسے سیاہی مبارک، وہ گلٹی نہیں تھا، اس کے ہاتھ بلاوجہ کانپ رہے تھے، وہ گلٹی نہیں تھا، اگر خولہ ایسے ملتی تو ایسے ہی صحیح، وہ گلٹی نہیں تھا۔ اس کا دل یونہی بوجھ میں تھا

دل میں دہراتے دہراتے وہ آنکھیں بند کر کے وہیں کھڑا رہا۔ اسے اب اگلی کال کا انتظار کرنا تھا۔ سب ختم ہونے کا پیغام دیتی اگلی کال کا

"برای تو هر چیزی، ملکه "

)تمہارے لئے کچھ بھی ملکہ (

وہ بڑبڑایا

آج کی رات ایک اور گناہ کے نام !

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"دیو کی جان لینے کے بعد اپنے بھائی کے قاتل سے شادی کرلو گی خولہ ؟ "

دروازے میں کھڑی سلطان کی بیٹی پتھر ہوئی، پیچھے بیٹھی لڑکی ہر خوف جھٹکتی اٹھی پھر وہ خولہ کے سامنے آئی ، نین تارہ بزدل تھی ظالم نہیں

"بتاؤ خولہ بلال، اپنے بھائی کی جان لینے والے شخص سے شادی کرلو گی ؟ "

خولہ نین تارہ کو دیکھتی رہی پھر اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم کعب کو بچانے کے لئے کچھ بھی کہہ دو گی ؟ "

"میں اس شخص کو کیوں بچاؤں گی جس کے بارے میں تم کہتی ہو کہ وہ تمہارے بھائی کا قاتل ہے ؟ "

بلی نے دودھ گرا دیا تھا، وہ واقعی زہریلا تھا، اس کا زہر سرکتا سرکتا دروازے تک آنے لگا، وہ دروازہ جہاں نین تارہ اور خولہ کھڑی تھیں

"ٹھیک کہہ رہی ہو وہ میرے بھائی کا قاتل ہے، تو وہ قاتل اب خود مرے گا" وہ غصے سے بولی

"اور اگر میں کہوں کہ تمہارے بھائی کو کعب عباس نے نہیں مارا تو ؟ "

"مت کہو "

"اگر میں کہوں کہ تمہاری کہانی کا دیو کعب عباس نہیں کوئی اور ہے ؟ "

"چپ کر جاو نین" وہ دبا دبا سا چیخی، سفید زہر اس کے کمرے کے دروازے تک آن پہنچا تھا

"اگر میں کہوں کہ تمہارے بھائی کو اس شخص نے مارا ہے جسے تم اپنی کہانی کا شہزادہ سمجھتی ہو تو ؟ "

زہر خولہ بلال کے پاوں تک آن رکا

"اللہ کا واسطہ چپ کر جاؤ" اس نے چاہا وہ کانوں پر ہاتھ رکھ لے تا کہ نین تارہ وہ زہر اس کے جسم میں نا اتار سکے

WWW.NOVELSHUB.PK

"اگر میں کہوں کہ تمہارے بھائی کو بدر عبداللہ نے قتل کیا ہے تو؟ "

سفید دودھ سیاہ لباس والی شہزادی کے جسم میں اتار دیا گیا، اس کی نگاہیں شہزادے کے محل سے آنے والی اس پیغام رساں لڑکی پر جم کر رہ گئیں، جس نے آنکھیں آنسو سے بھر رکھی تھیں

"اگر نین تارہ تمہیں کہے کہ تمہارے بھائی کو، رجب بلال کو بدر عبداللہ نے مارا ہے تو تم یقین کر لو گی خولہ؟ اگر جھوٹ نا بولنے والی نین تارہ یہ کہے تو؟ "

خولہ کو لگا حواس خمسہ ساتھ چھوڑ چکے، وہ بے دم سی دروازے کے پاس بیٹھی، پیام لاتی لڑکی کی زبان پر بھی زہر پھیر دیا گیا تھا

"اگر میں کہوں خولہ؟ اگر میں کہوں تو تم مان لو گی؟ "

"چپ کر جاؤ نین، چپ کر جاؤ "

وہ بڑبڑائی، ہاتھ کانوں پر رکھ لیا، اسے کچھ نہیں سننا تھا، اسے اپنی کہانی تبدیل نہیں کرنی تھی، اب نہیں کرنی تھی، محبت کے سکے اس کے ہاتھ میں تھے، پیغام رساں کے جملے وہ سکے بھی نیلے کر رہے تھے، نین تارہ اس کے سامنے بیٹھی

"تمہارے بھائی کو کعب نے نہیں مارا، اسے بدر نے مارا تھا خولہ "

خولہ بلال نے نفی میں سر ہلایا، وہ شہزادے کو تخت لانے کا کہہ چکی تھی، سلطان کی بیٹی کے پاس محبت کے سکے تھے اور وہ شہزادے کی واپسی کی منتظر تھی، کہانی کا یہ کون سارخ سامنے آیا تھا؟

"سچ بولنے والی نین تارہ جھوٹی بن گئ ہے "

وہ بڑبڑائ، آنکھیں بھر گئیں، اس نے چاہا وہ کان بند نا کرے سامنے بیٹھی لڑکی کی زبان بند کر دے، وہ کہانی کا خوبصورت موڑ تھا جہاں وہ قاصد زہر لے آئ تھی

"اسے بدر نے مارا تھا خولہ "خولہ نے نفی میں سر ہلایا، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

"تم جھوٹ بول رہی ہو "

"مجھے یوسف کی وارڈروب سے رجب کی لی گئ سفید پائل ملی تھی خولہ، مجھے لگا قاتل وہ ہے لیکن اس نے بتادیا کہ قتل بدر نے کیا تھا، رجب نے بدر عبداللہ پر زمین کے لئے کیس کیا تھا، وہ کوئ پریس کانفرنس کرنے والا تھا اور بدر نے... بدر نے اسے مار دیا" وہ رو رہی تھی، باہر اترتا اندھیرا ابھی اندر آنے لگا

"اسے کعب نے مارا تھا نین "خولہ نے بلاآخر ہمت پکڑ کر نین تارہ کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا، وہ آنکھیں جھوٹی نہیں تھیں، اس کی مضبوطی ڈھیر ہونے لگی

"کعب اسے کیوں مارے گا خولہ ؟ "

وہ یک ٹک نین تارہ کا چہرہ دیکھے گئ

WWW.NOVELSHUB.PK

"ان کی... ان کی لڑائی ہوئی تھی "

"لڑائی کرنے پر تمہیں لگتا ہے وہ اپنے دوست کو جان سے مار دے گا؟ تم تو بہت زہین تھیں خولہ، تمہاری ذہانت کہاں گئی؟ مجھے بتاؤ وہ کس بات پر جھگڑے تھے؟ گواہی دینے والا ذوالفقار کہاں گیا؟ عدالت نے اسے گواہی کے لئے بلایا تو وہ گیا کیوں نہیں؟ وہ تین سال سے واپس گاؤں کیوں نہیں آیا؟ "

تو خولہ بلال کی ذہانت مات کھا گئی تھی، اس کا ذہن کچھ سمجھ تک نہیں پا رہا تھا، وہ لڑکی جو سامنے بیٹھی تھی وہ اب اٹھ کر لکڑی کے صندوق کی طرف جا رہی تھی، اس نے صندوق کھولا، سامان باہر پھینکا

"یوسف کہتا ہے کیس رجب نے کیا تھا، تم نے کبھی رجب کے کاغذات کیوں نہیں کھولے خولہ؟ تم اس کے سبق کیوں بھول گئیں؟ تم نے اس کے ڈگریوں کے پلندے ایک بار بھی کیوں نا دیکھے؟ "

وہ اس کی فائل اٹھائے خولہ کے سامنے آ بیٹھی، کئی سال کی ڈگریاں، اسناد، سرٹیفکیٹ، ہر شے، وہ خالی خالی نظروں سے سب دیکھتی رہی، نین تارہ نے کاغذات اِدھر اُدھر کئے، کئی کاغذات پڑھے، خولہ ساکت سی بیٹھی رہ گئی، وہ لڑکی اس کی کہانی تبدیل کر رہی تھی اور وہ اسے روک لینا چاہتی تھی۔

کاغذ اِدھر اُدھر کرتی نین تارہ کی نظروں سے کوئی کاغذ گزرا، اس نے وہ پڑھا پھر خولہ کو دیا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ تھاما، اندر کسی نے کہا وہ سب پھینک دے، محبت کی راہ میں پہلا قدم اعتماد کا تھا، وہ کیوں اس قدم پر ڈگمگا گئی تھی؟

"یہ کاغذات ہیں۔اس نے زمین کے لئے کیس کیا تھا، بدر عبداللہ پر کیس کیا تھا خولہ، جس دن وہ مرا اسی دن وہ پریس کانفرنس کرنے جارہا تھا، کعب کیوں رجب کو مارنے لگا؟ "

وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی، خولہ نے وہ کاغذ اوپر نیچے پڑھا، ایک بار دوبار، پھر اس نے کاغذ رکھ دیا، گھٹنے کھڑے کئے۔ سن دماغ جاگنے لگا، کعب قتل کیوں کرتا؟ وہ پچیس سال سے رجب کے ساتھ تھا، وہ دوست تھا ،وہ کس لئے رجب کو قتل کرتا؟ ذوالفقار کہاں تھا؟ اسے گواہی کے لئے عدالت بلایا گیا تو وہ گیا کیوں نہیں؟ رجب اور کعب لڑے کیوں تھے؟ مارا تو رجب نے بھی کعب کو تھا؟ تو کیا کعب مر جاتا تو وہ رجب کو بھی قاتل سمجھتی؟ دونوں کو اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تھا ہمیشہ، وہ دونوں دوست نہیں بھائی تھے، بھائیوں سے بھی بڑھ کر، وہ کس مقام پر مات کھا گئے؟ بھائی کی موت نے اس کا ذہانت کیوں چھین لی؟ وہ رجب کا پڑھایا ہر سبق بھول کیوں گئی؟ خولہ بلال کی ذہانت کو کس چیز نے مارا تھا؟

"وہ کہتا تھا وہ عشق کرتا ہے "

نین تارہ نے خولہ کی بڑبڑاہٹ سنی، آنسو تھمے، سامنے بیٹھی شہزادی کا لباس سیاہ تھا، اس کے چہرے پر واقعی زہر کے اثرات اترے تھے

"وہ میرے سامنے کھڑا کہہ رہا تھا وہ میرے بھائی کے قاتل کو میرے لئے قتل کرے گا" وہ بڑبڑا رہی تھی، سیاہ آنکھوں میں سفید آنسو ابھرے، نین تارہ نے خواہش کی وہ نا روئے، تین سال قبل وہ کمروں کے باہر چیخ کر روئی تھی، وہ نا روئے، خولہ روتی تھی تو دل کٹ جاتا تھا

"میں نے یقین کر لیا نین، میں تو ذہین تھی، میں مات کیسے کھا گئ؟" اس نے وہ سیاہ آنکھیں نین تارہ پر جمائیں، وہ سیاہ آنکھیں کسی کا دل چیر دیتیں تو بجا تھا، وہ حزن زدہ جنگل کی باسی بن گئ، اس کے کانپتے ہونٹ کسی سسی کے کچے گھڑے سے بھی سیر اب نہیں ہو سکتے تھے

"خولہ "...

"نین، خولہ بلال کو محبت مار گئ "

وہ رو دی، خولہ بلال تین سال بعد بچوں کی طرح رو دی، چیختے ہوئے، اونچی آواز میں، نین تارہ نے آگے بڑھتے اسے سنبھالنا چاہا

"میں سسی بن گئ نین، کچا گھڑا لے کر اس کے راستوں میں ٹھہر گئ، وہ سر جھکانے لگا تو میں نے نظروں میں اس کا عکس رکھنا شروع کر دیا، میں زبان دراز تھی، اس کے سامنے آنے پر باتیں بھولنے لگی، میں باغی تھی، میرے دل نے میرے خلاف بغاوت کر دی،، وہ کہے محبت تو میں انکار نا کر سکی، وہ کہے عشق تو میں ایمان لے آئ، میری ذہانت اس کی باتوں میں گم ہو گئ، اس کی آنکھوں نے خولہ بلال کو خاک میں ملا دیا، دیکھو نین، خولہ بلال اپنے ہی بھائ کے قاتل سے محبت کر بیٹھی "

اس کی ہچکی گھر کی دیواروں سے پلٹنے لگی، خولہ بلال محبت کے ماتم پر رو رہی تھی۔ نین تارہ کو اس سے زیادہ رونا آیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"چپ کر جاؤ خولہ "

"میری آنکھوں کو وہ سرمئ رنگ بھلا دو نین۔ میری ہاتھ سے وہ کچا گھڑا لے کر توڑ دو، میرے سرخ لباس جلا دو، میرے حافظے کو اس کا چہرہ مٹا دینا چاہئے، میرے دل سے اس کا نام کھرچ دو، اللہ یہ کیا کیا خولہ نے؟ وہ ہتھیار اٹھاتے اٹھاتے پھول کیوں چننے لگی؟ "

وہ ٹوٹ کر بکھری تھی، نین تارہ کے سینے سے لگ کر روتی اس باغی لڑکی کو محبت دغا دے گئ تھی

"خولہ..." نین تارہ کو اس کی محبت کے انجام سے خوف آیا۔ وہ کہتی تھی اگر خولہ بلال کو محبت ہوئ تو؟ درخت پر بیٹھی چڑیاں اب خولہ بلال کو افسوس سے دیکھتی ہوں گی، سلطان کی بیٹی کو جو محبت کے سکے دیئے گئے تھے وہ اس کے لئے خیر کا باعث نہیں بنے تھے

"میں نے لہجے کی بغاوت کو اس کے لئے نرم کر دیا، میں نے آنکھوں کے تاثر اس کے لئے بدل دیئے، میں نے ہاتھوں کو اس کی آنکھوں میں آتی مسکراہٹ دیکھنے کے لئے رنگین کرنا شروع کر دیا، وہ سرخ رنگ سے نفرت بھلا بیٹھا اور میں نے سرخ رنگ پہننا شروع کر دیا، دیکھو نین، میں محبت کی معراج طے کرنے لگی تھی اور میں محبت کی پہلی سیڑھی پر پاتال میں جا گری ہوں، وہ خون میں لپٹے پھول لاتا رہا اور میں محبت سمجھ کر رکھتی گئ، وہ سوچتا ہو گا کیسی لڑکی ہے جو عشق لفظ کہتے قاتل سے محبت کر بیٹھی ہے "

تو جو عشق پر ایمان لائ تھی وہ خاک بھی کمال سے ہو رہی تھی، اس کی سیاہ آنکھوں میں گاؤں کے کنوؤں کا پانی منتقل ہو گیا تھا، اسے افسوس اپنے انتخاب پر ہوا اور باخدا ہوا

WWW.NOVELSHUB.PK

نین تارہ نے خولہ کے بالوں پر ٹھوڑی رکھی، وہ چپ کر جائے، خولہ بلال روتی تھی تو گاؤں کی گلیاں اداسی کا بین کرتی تھیں، ان گلیوں نے اس لڑکی کے ہاتھ میں ہتھیار دیکھے تھے وہ کس روگ کو دل سے لگا بیٹھی تھی؟ گاؤں کی باغی لڑکی کس محبت کو رو رہی تھی؟

"میں اپنے بھائی سے خیانت کر بیٹھی نین، جس نے اس کی جان لی، اس کی باتوں کو زندگی سمجھ بیٹھی، میرے بھائی کو مجھ سے نفرت ہوتی ہوگی، میں کس کافر کی محبت پر ایمان لے آئی؟ "

"چپ کر جاؤ خولہ، خدا کے لئے چپ کر جاؤ، میرا دل پھٹ رہا ہے "

نین تارہ کی ہچکیاں اس کے غم میں گم ہو گئیں، وہ ٹوٹی بکھری لڑکی جڑ بھی پائے گی؟

"وہ مجھ سے ناراض ہوتا ہو گا، میں اسے کیسے مناؤں نین؟ وہ کہہ رہا تھا تم مجھے بھول گئیں خولہ، واللہ خولہ بھول گئی، میں لفظ انتقام کہتے لفظ محبت حفظ کر بیٹھی، میں اس کے قاتل کو دل دے بیٹھی اور اس کے محسن کو قاتل کہتی رہی، وہ اپنے دوست کے دل ٹوٹنے پر مجھ سے ناراض ہوا ہو گا۔ میں کیسے اس شخص کو الزام دیتی رہی نین؟ "

ہچکیاں لیتی خولہ بلال کو ایک اور غم موصول ہوا، اس نے یاد کرنا چاہا کہ وہ کعب عباس کو کتنی بار قاتل کہہ کر آئی تھی، اور اس لمحے، عین اسی لمحے اس کے جسم سے روح کھینچی گئی، اس کا روتا وجود ساکت ہوا، آنکھوں کا پانی خشک ہوا، وہ دھیرے سے نین تارہ سے الگ ہوئی

"اس نے کہا وہ کعب کو قتل کر دے گا "

اور نین تارہ کو یاد آیا خولہ بلال دیو کی جان لینے کی شرط رکھ کر آئی تھی

"خولہ "...

"اللہ میرے، نین، وہ اسے مار دے گا "

وہ یکدم کھڑی ہوئی، زہر جسم میں موجود تھا، اس کے قدم لڑکھڑائے، نین تارہ نے اٹھتے ہوئے فوراً اس کی کہنی تھامی

"کیا کرو گی؟ "

"وہ اسے مار دے گا نین، وہ کعب کو مار دے گا "

وہ حواس باختہ لگ رہی تھی، محبت کا غم بھول گیا

"آج... آج تو نہیں مارے گا نا "

اس نے حواس کھوتی لڑکی کو تسلی دینا چاہی

"کیا معلوم نین؟ کیا معلوم؟ یہ کیا کیا کر دیا میں نے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

اسے نئے سرے سے نئے غم یاد آئے

"رکو، خولہ پر سکون ہو جاؤ، گہری سانس لو "

خولہ نے بات مان لی، وہ تھک کر باہر پڑی چارپائی پر بیٹھی، آنکھیں بند کر لیں، گہرے کئ گہرے سانس لئے، چند لمحے سر کے پھر اس نے چونک کر سر اٹھایا

"وہ گھر پر تھا نین؟ "

وہ شخص دل کی مسند سے ہٹا دیا گیا، خولہ بلال نے بدر عبداللہ کا نام بھلا دیا

"ہاں..." نین تارہ کا سر ہلا، خولہ جھٹ سے اٹھی، چھت کی سیڑھیاں چڑھتے وہ اوپر گئ، نین تارہ اسے دیکھتی رہی، چند لمحے بعد وہ تیزی سے نیچے آتی دکھائی دی، پیچھے سویا سویا سا شیر دل تھا

"تم چادر پہنو نین، مجھے آج بدر عبداللہ سے ملاقات کرنی ہے "

وہ اندر جا رہی تھی۔ نین تارہ وہیں کھڑی رہ گئ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شہر جاتے وقت کعب عباس کا خیال تھا کہ اسے اتنی دیر نہیں ہو گی لیکن اس کا خیال غلط تھا، کام نبٹاتے نبٹاتے اسے رات ہو گئ

گاؤں کی طرف جاتے اس نے موٹر سائیکل کچے راستے پر ڈالا ہی تھا جب یکدم موٹر سائیکل کے ٹائر چر چرائے ،اس نے بمشکل موٹر سائیکل قابو میں کرتے بروقت روکی ورنہ وہ پھسل کر کہیں جا گرتا

"یارب العالمین "

بے زاری سے بڑبڑاتے وہ نیچے اترا، موبائل نکالتے ٹارچ آن کی اور ٹائر کو دیکھا

ٹائر پنکچر ہو چکا تھا، کعب کو مزید جھنجھلاہٹ ہوئی، اسے گھر پہنچنا تھا، زرا سی دیر ہوتی تھی اور اماں پریشان ہو جاتیں، ٹارچ اِدھر اُدھر کرتے یونہی اس کی نظر نیچے گئی اور وہاں اسے ڈھیروں کانٹے نظر آئے، لمحے میں کوئی شے سمجھ آئی اور اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا کسی نے گردن پر کوئی شے رکھی، کوئی شے جیسے پستول

اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی، ہاتھ اوپر اٹھاتے اس نے احتیاطاً پستول والوں کو کسی قدم سے روکنا چاہا

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ "

وہ بھاری آواز پیچھے سے آئی تھی، کعب ہاتھ اوپر اٹھاتے سیدھا ہوا، پیچھے دو نقاب پوش کھڑے تھے، ایک کے ہاتھ میں پستول تھی دوسرے نے ڈنڈا اٹھا رکھا تھا

"کون ہو تم لوگ ؟" وہ چونکا ہوا لگتا تھا لیکن ڈرا ہوا نہیں، گاؤں کے راستے اکثر چور ڈاکو مل جاتے تھے، اس کا خیال تھا یہ بھی کوئی چور ہیں

"موبائل نکالو اپنا "

اس کا سوال نظر انداز کر دیا گیا تھا، کعب نے چپ چاپ ہاتھ میں تھاما موبائل اس کے ہاتھ میں دینے کے لئے آگے بڑھایا، لڑکے کی نظر موبائل پر گئ اور اسی لمحے کا فائدہ اٹھاتے اس نے ٹانگ اٹھاتے اس کے پیٹ میں ماری، دوسری ہاتھ سے اس کے کلائی پر مارا، پستول دور جا گرا، کعب نے تیزی سے پستول اٹھایا

"کون ہو تم لوگ ہاں؟" وہ غرایا، دونوں لڑکوں نے ہاتھ اوپر اٹھائے

"ہم صرف چور ہیں، صرف چور "

ان کی آنکھیں سہمی سی ہوئیں، کعب نے گن مزید مضبوطی سے تھامی

"موبائل واپس کرو میرا" لڑکے نے تیزی سے سر ہلاتے جھک کر موبائل اٹھایا اور کعب کی طرف بڑھایا، اس نے بنا ان دونوں پر سے نظر ہٹائے موبائل لیا، نمبر حفظ تھے، یونہی نظریں جمائے اس نے کوئی نمبر ملایا

"دیکھو، پولیس کو کال مت کرو، ہم غریب لوگ ہیں، پولیس پکڑ کر لے گئ تو گھر والے بھوکے مر جائیں گے "

وہ گھگیانے لگے

"جو شرٹ تم نے پہن رکھی ہے نا اس کی کم از کم قیمت بھی سات ہزار ہے، ہاتھ میں جو پستول ہے وہ بریٹا کا ہے، بیوقوف سمجھ رکھا ہے مجھے؟ "

وہ سختی سے کہتے موبائل پر جاتی کال سن رہا تھا

"ہیلو؟ عارف؟ گاؤں کی سڑک پر ہوں۔ فوراً یہاں پہنچو، میں "...

کسی نے پیچھے سے موبائل کھینچتے کوئی شے اس کے سر پر ماری، کعب کا دماغ گھوم گیا، ضرب زور سے لگی تھی، موبائل اور پستول دونوں نیچے گرے، اس نے سر پر ہاتھ رکھے پیچھے مڑنا چاہا لیکن ایک زوردار مکا گال پر آن پڑا، وہ نیچے گرا

"ایک کام نہیں ہوتا تم لوگوں سے؟ "

کوئی غصے سے غرایا تھا، ساتھ ایک لات اس کے پیٹ میں ماری، کعب نے بند ہوتی آنکھیں کھولی، ضرب شدید تھی

"لڑکا پھرتیلا تھا سر، "

اسے کوئی مرد نظر آیا، جینز اور شرٹ میں ملبوس، ہمت کرتے اس نے اٹھنا چاہا لیکن ایک بار پھر کوئی بوٹ اس کے کاندھے پر آن لگا، پھر یکے بعد دیگرے کئی ضربیں اس کے جسم پر ماری گئیں

"گولی چلاؤ اور قصہ ختم کرو اس کا، کوئی آجائے گا "

شرٹ والا لڑکا پیچھے ہوا گویا اُنہیں اجازت تھی، کعب نے بند ہوتی آنکھوں سے دیکھا پستول اس پر تانی گئی تھی

اس کے ذہن میں خولہ کا چہرہ ابھرا، رجب کا، اس کے بھائی اور باپ کا، پھر اس کی ماں کا،

لڑکا پستول اس پر جمائے اب ٹریگر پر انگلی رکھ رہا تھا

تو یعنی اختتام ہوا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیر دل کو موٹر سائیکل چلاتے چند ماہ ہوئے تھے لیکن وہ سیکھ گیا تھا، اتنا تو سیکھ گیا تھا کہ خولہ کے دھمکیاں دینے پر اسے حویلی لے آیا تھا

"کیا کرو گی خولہ؟"

نین تارہ کو خولہ بلال پر ترس آیا تھا، اب خوف آیا، وہ آنسو گھر کے صحن میں رکھ کر آئی تھی، اب آنکھیں چٹان لگتی تھیں

"میں گھر جا کر اپنے دل کا ماتم مناؤں گی نین، فی الحال مجھے اپنے کہانی کے کرداروں کی جگہیں بدلنی ہیں۔ بدر عبداللہ کہاں ہو گا؟"

وہ کانپتی آواز بھی گھر چھوڑ آئی تھی، سرخ حویلی میں جلتے مدھم بلب افسانوی قصے کا منظر بنا لائے، وہ حویلی کی راہداریوں میں چلتی جا رہی تھی

"بدر کہاں ہو گا؟ "

نین تارہ نے رک کر کسی ملازم سے پوچھا

"سر اسٹڈی میں ہیں اور میم اُنہوں نے منع کیا ہے کہ اُنہیں ڈسٹرب نا کیا جائے "

نین تارہ نے خولہ کو دیکھا، سیاہ شلوار قمیص پر سیاہ چادر سر پر اوڑھے سوجی آنکھوں والی لڑکی اس قابل تھی کہ اگر بدر عبداللہ اس کے لئے قتل کر رہا تھا تو بجا تھا

"ان سے کہیں خولہ ملنے آئی ہے "

خولہ بلال نے دروازے کے پار موجود سلطان تک پیغام پہنچانا چاہا

"سوری میم، انہوں نے ڈسٹرب کرنے سے منع کیا ہے، ناراض ہوں گے "

"واقعی میں؟"اس نے رخ موڑ کر نین تارہ کو دیکھا"سٹڈی کہاں ہے؟ "

"اوپر بائیں جانب مڑ کر سب سے پہلا دروازہ "

"تم یہیں رکو نین، آج ایک ملاقات خولہ بلال کو اکیلے کرنی ہے"

وہ پورے اعتماد سے اوپر کی طرف بڑھی، ملازم گڑبڑایا پھر اس کے پیچھے دوڑا

"میم، سر واقعی ناراض ہوں گے، اُنہیں پسند نہیں آتا کہ کوئی اُنہیں ڈسٹرب کرے "

وہ نہیں سن رہی تھی، سیڑھیاں چڑھتے سلطان کی بیٹی کی آنکھیں سخت ہو گئیں، دل پتھر ہو گیا، نین تارہ نیچے کھڑی تھی، وہ ملازم کی آواز نظر انداز کرتی سٹڈی کے دروازے کے سامنے رکی۔ دل کو مضبوط کیا، آنکھوں کو پتھر دروازے پر دستک دی) اپنے بھائی کے سبق یاد رکھنا خولہ (

"میم "...

"چپ رہو" گھور کر ایک نظر ملازم کو دیکھا تو وہ چپ کر گیا، وہاں سے ہٹنے کی بجائے وہ وہیں ٹھہر گیا، دروازہ کھلے گا اور ابھی بدر سران خاتون کی بعزتی کریں گے، منظر دلچسپ ہو گا

"کیا میں نے منع "...

دروازہ دھاڑ سے کھلا اور سرخ آنکھوں سے وہ شخص سختی سے ڈانٹنے لگا جب نظر سیاہ لباس والی لڑکی پر گئی، آنکھوں میں لمحوں میں پہلے تعجب پھر نرمی آئی

"خولہ بلال ہوں، ملاقات ہو سکتی ہے؟" سپاٹ تاثرات سے وہ اس شخص سے پوچھ رہی تھی جس سے ملازم خوف کھائے کھڑا تھا

"سر، میں نے منع بھی کیا تھا میڈم کو لیکن یہ سن ہی نہیں رہی تھیں "

ملازم نے لگے ہاتھوں اپنے نمبر بڑھانے چاہے

WWW.NOVELSHUB.PK

"کس لئے منع کیا تھا؟ یہ جب چاہیں آسکتی ہیں "

قہر خاتون پر نہیں غلام پر اترا تھا، وہ سٹپٹایا پھر سر جھکاتے فوراً غائب ہوا، بدر نے نظر خولہ پر ڈالی پھر سر کو خم دیتے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اس کے اندر آتے بدر نے دروازہ بند کیا، خولہ نے آنکھیں بند کیں پھر کھولیں، نظر میز پر رکھے پستول پر گئی، اس نے تصور کیا کہ وہ کھڑے کھڑے بدر عبد اللہ کے سینے میں گولیاں اتار چکی ہے

"خیریت تھی خولہ؟ "

وہ سامنے آتا نرمی سے پوچھنے لگا، خولہ نے نظر میز پر سے ہٹاتے اس پر ڈالی، وہ شخص ساحر تھا تو وہ سحر میں مبتلا ہوئی تھی، دل ٹکڑوں میں بٹا، آنسو پھر سے آنکھوں پر دستک دینے لگے

"آپ سے... آپ سے ایک کام کہا تھا "

دل کے غم کو عمر پڑی تھی

"کون سا؟" وہ چونکا

"ایک شرط رکھی تھی "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اوہ ہاں۔ میں فرمان جاری کر چکا ہوں، آج رات کام ہو جائے گا، بلکہ میرا خیال ہے اب تک تُمہاری شرط پوری ہو چکی ہو گی" وہ مسکرایا، جیسے شہزادہ دیو کو قتل کر چکا تھا، خولہ کا سانس سینے میں اٹک گیا، آنکھوں نے ضبط چھوڑ دیا

"نہیں... نہیں، بات سنیں، پلیز اسے کچھ مت کریں"

وہ یکدم ہی حواس باختہ ہوئی تھی۔ آنسو پھسلے، بدر کی مسکراہٹ تھمی

"خولہ "....

"بات سنیں بدر، پلیز، پلیز اسے مت ماریں" وہ آنسو بہانے پر قادر تھی لیکن فی الحال ضبط ٹوٹنے پر شرمندہ نا ہوئی

"تم ٹھیک ہو؟" وہ درخواست رد کر دیا کرتا تھا سو رد ہوئی، اسے آنکھوں پر ظلم کرتی لڑکی کی فکر دامن گیر ہوئی

"مر گئی خولہ، پلیز بدر، پلیز اسے مت ماریں "

بدر کی آنکھیں مشکوک ہوئیں

"تم نے خود شرط رکھی تھی "

"میں شرط سے آزاد کرتی ہوں "

"وجہ؟ "

" آپ بات مانیں بدر، بات مانیں "

اس کے لہجے میں حکم کیسے در آیا وہ ناواقف تھی۔ بدر کی آنکھوں کا تاثر تبدیل ہوا، وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا، جیسے اسے یہ فیصلہ پسند نہیں آیا تھا، اسے اس لڑکی کی فکر اور آنسو پسند نہیں آئے تھے لیکن ملکہ کا حکم سر آنکھوں پر

اس نے موبائل کو دیکھا پھر خولہ کو، وہ جس کا چہرہ دیکھ کر ہی لگتا تھا وہ آخری سانسیں مٹھی میں رکھ کر کھڑی ہے۔ وہ انکار کرے گا اور اس کی مٹھی کھل جائے گی

" آپ کا تابعدار ملکہ " سر کو سنجیدگی سے خم دیتے وہ میز کی دوسری طرف گیا۔ موبائل اٹھاتے کال ملائی، نظر خولہ پر ڈالی، وہ سفید پڑتے چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی

"ہیلو حاشر.... کام ہو گیا؟ "

خولہ نے میز کا کنارہ تھاما

"ٹھیک ہے، واپس آجاؤ "

اس نے ایک بار پھر خولہ کو دیکھا، جان نکلتے وجود سے وہ اسے دیکھ رہی تھی

"کھانا واپس آجاؤ "

کال کاٹتے وہ اس تک آیا۔ وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں لگتی تھی، بدر نے گہری سانس لی

"زندہ ہے وہ "

کسی نے روح اس میں بھی پھونک دی، وہ تھک کر میز کی دوسری طرف رکھی کرسی پر بیٹھی۔ بدر یونہی ٹھہرا رہا، اس کی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی، کسی ایک کو بھی نہیں۔ لیکن خولہ بلال کے سامنے کون سے قاعدے؟ کون سے اصول؟ وہ دنیا کا ہر اصول اس کے لئے توڑ سکتا تھا

"تم ٹھیک ہو؟ "

میز پر پڑے جگ سے پانی بھرتے اس نے گلاس خولہ کے سامنے کیا، اس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ گلاس لیا، بدر میز کی دوسری طرف سے کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے رکھتا اس پر بیٹھ رہا تھا

"کیا ہوا ہے خولہ؟ "

اس کے بازوؤں کہنیوں تک مڑے ہوئے تھے، بال ماتھے پر بکھرے تھے، چہرہ سنجیدہ تھا، کس حد تک متفکر بھی، اسے حق نہیں تھا ورنہ ان آنکھوں سے بہتے پانی کو اپنے ہاتھوں سے پونچھ لیتا، آگے کو ہوتے وہ خولہ کو

WWW.NOVELSHUB.PK

دیکھ رہا تھا، وہ دیکھتا تھا اور سحر کرتا تھا لیکن خولہ بلال آج حفاظت کا اسم پڑھ کر آئی تھی، کسی ساحر کا سحر اس پر اب اثر نا کرتا

"ٹھیک ہوں.. "لہجہ اب بھی کانپا تھا، لیکن ہاتھ نہیں، اس نے گلاس میز پر رکھا، نظر پھر سے پستول پر گئ

"شرط واپس کیوں لی تم نے؟"وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا

"کیونکہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے بھائ کا قاتل نہیں ہے "

بدر ٹھٹکا، ماتھے پر شکنیں ابھریں

"کیسے معلوم ہوا؟ "

خولہ پستول کو دیکھتی رہی، ہاتھوں نے بغاوت پر آمادہ کیا، اسے یہ اٹھا کر اس کی گولیاں بدر کے سینے میں اتار دینی چاہئیں، دل میں جھکڑ چلے، قہر اترا، اس نے آنکھیں بند کیں پھر کھول کر رخ بدر کی طرف موڑا

"جس گواہ کی گواہی پر یقین کیا تھا وہ جھوٹا نکلا "

"میں سمجھا نہیں "

"چھوڑیں بدر صاحب۔ آپ نہیں سمجھیں گے "

"تم مجھے صرف بدر کہہ دیا کرو" اس کا لہجہ نرم ہوا، خولہ کے دل میں کوئی لہو سا گرا، دل کیا اس کی نرم آنکھیں نوچ لے، وہ یہاں کھڑے کھڑے اس شخص کی جان لے لے، لیکن رجب بلال کا پڑھایا گیا ہر سبق یاد آنے لگا

"میں بلانے پر آئی تو" آپ "کہنا بھی چھوڑ دوں گی "

"اجازت ہے" بدر عبداللہ نے واقعی قاعدے بدلنا شروع کر دیئے تھے

"میرا "تم" کہنا سہہ لیں گے ؟" اس نے ہاتھ کی مٹھیاں گود میں رکھیں پھر زور سے انہیں بھینچا

"صرف تمہارا کہنا سہہ لوں گا "

وہ جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا یا شاید کچھ جاننا چاہ رہا تھا، خولہ نے نظریں پھیر لیں، ہاتھ قابو کھو بیٹھے، اس نے پستول ہاتھوں میں اٹھایا

"گولیاں ہیں اس میں ؟ "

"لوڈڈ ہے" وہ پیچھے کو ہوا

"چلا کر دیکھ سکتی ہوں ؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"نشانہ کیا ہے؟" وہ مسکرایا، ہر شکوک دور جا سویا۔ خولہ نے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا۔ کسی سحر نے دل کو نہیں جکڑا تھا

"آپ کا دل"

وہ ہنس دیا، گردن پیچھے کو پھینک کر محظوظ سا، کئی لمحے ہنستا رہا، خولہ کی گرفت پستول پر سخت ہوئی

"حاضر"

ہنسی پر قابو پاتے اس نے واقعی اجازت دے دی، خولہ نے پستول سیدھی کی، عین اس کے دل کے مقام پر، دل دو حصوں میں تقسیم ہوا، ایک حصہ کہہ رہا تھا جانے دو خولہ، محبوب شخص کو ایک قتل معاف ہونا چاہیئے، دوسرا حصہ کہہ رہا تھا محبوب شخص کو صرف اپنا قتل معاف ہونا چاہیئے، جسے اس نے قتل کیا تھا اس کا نہیں

"موت سے ڈر لگتا ہے آپ کو؟" وہ اس کے سینے پر نظریں جمائے ہوئے تھی اور، کیا یہ شخص نہیں جانتا تھا وہ واقعی اسے مارنے لگی تھی؟ محبوب شخص کو محبوب کے ہاتھوں موت ملنے والی تھی

"کون سی موت کا پوچھ رہی ہو؟" وہ واقعی نہیں جانتا تھا، خولہ نے انگلی ٹریگر پر رکھی (الوداع بدر!)

"موت کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟"

"میرے جیسے شخص کے لئے کئی ہوتی ہیں"

WWW.NOVELSHUB.PK

"جیسے کہ؟ "

وہ اسے آخری جملہ کہنے کی مہلت دے رہی تھی۔ آخری جملہ اور بدر عبداللہ اپنی ہی پسندیدہ عورت کے ہاتھوں جان سے جائے گا

"جیسے کہ میرے پسندیدہ لوگوں کا مجھ سے چھن جانا "

ٹریگر پر رکھا اس کا ہاتھ وہیں جما رہ گیا، نظر اٹھا کر اس نے بدر کو دیکھا، پستول آہستہ سے نیچے کیا

"آپ کو یہ موت لگتی ہے؟ "

"بدترین" وہ خولہ کو دیکھ رہا تھا۔ خولہ بلال اسے دیکھ رہی تھی، چند لمحے دیکھتی رہی

"اور تصور کریں بدر، اگر... اگر خولہ بلال کو آپ سے چھین لیا جائے تو؟ "

"میں یہ تصور کرنے کی اجازت بھی نہیں دوں گا خولہ "

وہ نرمی لیکن دوٹوک لہجے میں بولا تھا، پل بھر کو خولہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی

"اگر "....

"کہا نا خولہ، تصور کرنے کی اجازت بھی نہیں ہے" وہ اسے باز رکھنا چاہ رہا تھا

"اگر بدر۔۔۔"وہ مصر ہوئی۔بدر اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھتا رہا

"بدر عبداللہ ختم "!

خولہ بلال نے فیصلہ بدل دیا۔اس نے پستول پیچھے رکھی

"میں نے کچھ جان لیا ہے "

"کیا؟ "

"آپ کی محبت اب محبت نہیں رہی"وہ اٹھی،گردن سیدھی کی،بدر احتراماً کھڑا ہوا۔وہ یہ تکلف کسی کے لئے نہیں کیا کرتا تھا،اس نے احترام کے یہ قاعدے بھی صرف خولہ بلال کے لئے طے کئے تھے۔محبت نے ادب بھی سکھا دیا تھا

"یہ عشق بن چکا ہے "

"خطرناک ہے "

"منظور ہے "

"محتاط رہیں "

"ضرورت نہیں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"جان سے جائیں گے "

"اجازت ہے "

"تباہ ہو جائیں گے "

"تباہ ہو چکا"

"برباد کر دے گا "

"تیار ہوں "

"مجھ سے جدا "....

"سوچنا بھی مت "تنبیہہ

"سوچ لیا تو؟ "

"مجھے ظالم بنتے دیر نہیں لگے گی "

"میں کہوں کہ آپ اب بھی ظالم ہیں؟ "

"تم صحیح کہتی ہو "

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ نے ایک سانس لیتے کئی باتیں اسی سٹڈی میں دفن کر دیں، وہ بدر عبداللہ کو موت سے بدتر چیز دینے جا رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا

"میں نے جب پہلی بار آپ سے کہا کہ اسے مت ماریں تو آپ نے مانا کیوں نہیں؟" وہ ہاتھ سینے پر باندھے پوچھنے لگی، بدر عبداللہ کو آنکھیں پڑھنے کا فن نہیں آتا تھا، آتا تو وہ جان لیتا کہ خولہ بلال کی آنکھوں سے ہر عکس غائب ہو چکا تھا

"تب تم درخواست کر رہی تھیں "

"بعد میں کیوں مانا؟ "

"تب حکم دے رہی تھیں۔ اور تمہارا ہر حکم سر آنکھوں پر محترمہ "

اس نے ہاتھ سینے پر رکھا، خولہ کے دل میں افسوس جاگا، بدترین افسوس، کاش قسمت اس پر مہربان ہوتی اور بدر عبداللہ اس کے بھائی کا قاتل نا نکلتا

"حکم ماننے کے لئے شکریہ" وہ پلٹنے گی جب بدر سامنے آیا

"تو اب خولہ، میں شہزادی سے محبت کے سکے ملنے کا منتظر ہوں "

شہزادی کے پاس اب نفرت کے سکے تھے، خولہ نے ضبط سے اسے دیکھا

"آپ کی مرضی ہے بدر، شہزادی کے مکان پر جب آنا چاہیں "

اسے مزید رکنا منظور نہیں تھا، دروازہ کھولتے وہ باہر بڑھی تو قدم لڑکھڑا گئے، ضبط کرتی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے، بے اختیار دیوار کو تھاما

"تم ٹھیک ہو خولہ "

سٹڈی کے باہر موجود نین تارہ گھبرا کر آگے بڑھی اور خولہ کو تھاما، وہ دیوار سے لگ کر گہرے سانس لے رہی تھی۔ نین تارہ کے سوال پر سر ہلایا، زخمی نظر بند دروازے پر ڈالی

"کعب؟ وہ زندہ ہے ؟" نین تارہ سفید پڑتے چہرے سے پوچھ رہی تھی

"زندہ ہے۔ وہ زندہ ہے لیکن خولہ کو میں اندر مار کر آ رہی ہوں" اس نے سیدھا ہوتے آنسو صاف کئے

"کیا مطلب ؟ "

"وہ کہتا ہے موت سے بدترین موت کسی پسندیدہ انسان کا چھن جانا ہوتا ہے۔ میں اسے بدترین موت دوں گی نین "

سفاک، بہادر، پرانی خولہ بلال

"کیا کرو گی ؟" نین تارہ کو خوف لاحق ہوا

WWW.NOVELSHUB.PK

"اس نے صرف میرے بھائی کو نہیں مارا نین، اس نے اس شخص کو مارا ہے جو میرا باپ، بھائی، ماں سب تھا ۔میں اسے صرف موت نہیں دوں گی "اس نے ریلنگ پر ہاتھ رکھتے گردن سیدھی کی، سرخ آنکھیں، سخت چہرہ"میں بدر عبداللہ کو تباہ و برباد کر دوں گی "

"تم... تم اس سے شادی کرنے جا رہی ہو؟ "

"میں اسے کچھ دے کر اس کا سب چھیننے جا رہی ہوں۔ میں اسے کچھ مل کر چھن جانے کی اذیت دوں گی نین "

کچھ مل کر چھن جانے کی اذیت؟ نین تارہ کا دل کانپا

"تم... تم خود کے ساتھ کچھ کرنے جا رہی ہو نا خولہ؟ ایسا مت کرو، ہم کیس کریں گے۔عدالت سے انصاف مانگیں گے "

"وہ انصاف جیب میں رکھ کر گھومتا ہے نین تارہ، سو اگر اس کی زندہ رہنے کی وجہ خولہ بلال ہے تو میں وہ وجہ ختم کرنے جا رہی ہوں "

"دیکھو خولہ، خود کے ساتھ غلط مت کرنا" نین تارہ نے ڈرتے دل کو سمجھایا کہ خولہ خود کے ساتھ کچھ نہیں کرے گی، خولہ اسے نہیں سن رہی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کی نظر نیچے کھڑی مسکان پر تھی، وہ یوسف سے کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ ہاتھ سینے پر باندھے انہیں دیکھتی رہی

"مسکان اور بدر کا رشتہ بچپن سے طے ہے خولہ "

خولہ بلال کو قسمت نے ہر غم آج ہی دینا تھا۔ اس کے دل نے آج ٹوٹ کر تباہ ہونا تھا، رخ موڑ کر اس نے نین تارہ کو دیکھا

"بچپن سے ؟ "

"یوسف نے بتایا تھا کہ ان کے بابا نے بدر اور مسکان کا رشتہ طے کیا تھا، اور وہ دونوں اس رشتے سے راضی نہیں ہیں "

"تو وہ میرے دل کے ساتھ کھیل رہا تھا؟ "

اس کا دل کیا وہ ایک بار پھر ٹوٹ کر روئے

"محبت سچی کرتا ہے وہ خولہ "

"خاک ڈالوں گی اس محبت کا نین؟ تم میرا دل نہیں دیکھ سکتیں ورنہ میں آگ لگا دیتی ہر شے کو تو مجھ سے پوچھا نہیں جانا چاہئے تھا "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے کئی آنسو نگل لیئے، کئی درد نگل لیئے۔اب کیا فرق پڑ تا تھا؟ لیکن پڑ کیوں رہا تھا؟۔ نین تارہ نے کچھ نہیں کہا، خولہ نے اسے دیکھا پھر نیچے کھڑے یوسف کو

"تم نے یہاں رہنا ہے یا گھر چلو گی؟ "

نین تارہ اسے سنتی چونکی، اس نے نیچے یوسف کو دیکھ لیا تھا

"یہیں رہوں گی "

"میرے بھائی کے قاتل کے گھر؟ "

"تمہارے بھائی کا قاتل میرا شوہر نہیں ہے" اس نے جانے کیوں یوسف کی طرف داری کی تھی

"کیا معلوم" خولہ بلال تلخ ہو رہی تھی

"میں نہیں جانتی خولہ لیکن اگر میں واپس گئی تو سب خراب ہو جائے گا، میں گاؤں والوں کو خود کا مزید مزاق نہیں اڑانے دے سکتی "

"کوئی کچھ نہیں کہے گا نین "

WWW.NOVELSHUB.PK

"سب کہتے ہیں۔ ہم جیسوں کو سب کے کہنے سے فرق بھی پڑتا ہے، تم کہتی ہو نا کہ میں بزدل ہوں، سچ کہتی ہو، تم کہتی ہو میں ہمیشہ اپنے ماں باپ کی عزت کے ڈر سے فیصلے لے لیتی ہوں، تم ٹھیک کہتی ہو خولہ، کیونکہ میں ایک بیٹی ہوں، بیٹیوں کو دل مارنے کی عادت ہوتی ہے، میں نے بھی عادت ڈال لی "

"غلط کیا "

"کرلیا۔ سوچا تھا ساری عمر تمہارے بھائی کے نام پر بیٹھی رہوں گی لیکن ماں باپ کی عزت نے ایسا نہیں کرنے دیا۔ ہمارا معاشرہ عورت کو محبت کا سوگ منانے کی اجازت نہیں دیتا، مرد ناکام محبت کا سوگ منائے تو وہ سچی محبت کرنے والا کہلاتا ہے، عورت ناکام محبت کا سوگ منائے تو وہ شوہر سے بے وفا کہلاتی ہے۔ اور نین تارہ بے وفا نہیں ہے "

خولہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی، اس کا نا تسلی دینے کا دل کر رہا تھا نا کچھ کہنے کا

"تمہاری مرضی نین۔ مجھے یوسف عبداللہ پر بھی بھروسہ نہیں رہا۔ یہاں کھڑے کھڑے میں نے یہ بھی جان لیا کہ تمہاری زندگی برباد کرنے میں بھی کہیں نا کہیں میرا ہاتھ ہے "

اس نے دیکھا یوسف سیڑھیاں چڑھتے اوپر آرہا تھا

"کیا مطلب؟ "

"کچھ نہیں نین، اب تو مجھے یاد بھی نہیں رہا کہ مجھے کس کس غم کو رونا ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"گھر جا کر رونا مت خولہ "

"رونے والی خولہ مر گئی نین۔ اب جو مجھے رولائے گا اسے رونا ہو گا۔ چلو یوسف سے سلام دعا کرتے ہیں "

تو وہ شخص بھی بھائی کے درجے سے ہٹا دیا گیا تھا۔ نین تارہ کو اس لمحے احساس ہوا وہ خولہ کو ساری سچائی بتا چکی تھی، یوسف کو علم ہوا تو؟ اس کی ہمت جاتی رہی

"کیسے ہیں یوسف؟ "

وہ ان دونوں تک آ رہا تھا تو پہنچ بھی پہلے گیا۔ خولہ کے سوال پر زبردستی مسکرایا

"ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں؟ "

"میں اب ٹھیک ہو جاؤں گی "

یوسف نے سر ہلاتے نین تارہ کو دیکھا، وہ جھکی نظریں چرا رہی تھی

"یہاں خیریت سے آنا ہوا آپ کا؟ "

"آپ کو میرا آنا برا لگا؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی، کوئی مسکراہٹ نہیں

"ہرگز نہیں، لیکن نین نے کہا تھا کہ وہ آج اپنے مائیکے رکیں گی تو میں متعجب تھا" وہ خولہ کے سوال پر سٹپٹایا تھا، اسی لمحے سٹڈی کا دروازہ کھلا اور بدر باہر نکلا، خولہ نہیں مڑی، اسے اس شخص کا چہرہ فی الحال نہیں دیکھنا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں لے کر آئی تھی اسے، اور اب میں واپس جا رہی ہوں اور نین یہیں رکے گی۔ فی امان اللہ" وہ سر کو خم دیتی پلٹنے لگی

"ڈرائیور چھوڑ دے گا خولہ "

خولہ بلال نے چادر میں چھپے ہاتھوں کی انگلیاں ہتھیلیوں میں پیوست کیں پھر مڑ کر بدر کو دیکھا

"میں شیر دل کے ساتھ آئی تھی، اسی کے ساتھ جاؤں گی، شکریہ "

"ضدمت کرو، ڈرائیور چھوڑ دے گا" وہ نرمی سے کہہ رہا تھا، یہ وہ لمحہ تھا جب یوسف اور نین تارہ دونوں کو بیک وقت بدر کی نرمی پر حیرانی ہوئی تھی

"اور میں کہہ رہی ہوں بدر، میں چلی جاوں گی" ناوہ مسکرائی، نا اس نے نرمی دکھائی

"مجھے حکم پر ناں سننے کی عادت نہیں ہے "

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ رہا تھا، کون یوسف؟ کون نین تارہ؟ کیا اس کے علاوہ کوئی وہاں تھا؟

"میں آپ کا ہر حکم رد کرتی ہوں "

وہ آگے بڑھ گئی، بدر آنکھیں سکیڑے اسے دیکھتا رہا پھر وہ نین تارہ کی طرف مڑا

"خولہ کو کیا ہوا ہے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"جی ؟"وہ سٹپٹا گئ، مشکوک تو یوسف بھی ہوا تھا

"وہ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ کیا کچھ ہوا ہے ؟ "

سنجیدہ مشکوک انداز، نین تارہ کے الفاظ گم ہو گئے، بدر عبد اللہ کے سامنے بولنے کی ہمت صرف خولہ میں تھی

"میرا خیال ہے شاید وہ اپنے بھائ کو یاد کر رہی ہوں گی۔ چند دن بعد اس کی سالگرہ آنے والی ہے"

جواب یوسف کی طرف سے آیا تھا، نین تارہ نے شکر کا سانس لیا، بدر کا شک غائب ہوا

"اس کا دکھی ہونا بنتا ہے "

گویا وہ سمجھتا تھا، مزید کوئ سوال کئے وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا، نین تارہ نے ایک نظر یوسف کو دیکھا

"آپ کو بھی کچھ پوچھنا ہے ؟ "

"کیا آپ نے خولہ کو بتا دیا ہے ؟"اس کا دل رکا، چہرہ زرد ہوا

"مجھے خولہ عزیز ہے، مرنے نہیں دے سکتی اسے "نا جھوٹ نا سچ، وہ کمرے کی طرف بڑھ گئ، یوسف وہیں رکا رہا، وہ مشکوک ہوا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

تو نین تارہ کو لگتا تھا کہ وہ گھر جا کر روئے گی تو غلط لگتا تھا، وہ محبت پر سرخ حویلی میں فاتحہ پڑھ کر آئی تھی، جو آنسو بہائے تھے بہا لئے تھے، جو دل کٹا تھا کٹ گیا تھا

وہ واپس گھر آئی تو چادر تان کر سو گئی، شیر دل نے دادی اور چچی کو بتا دیا کہ نین تارہ کو سسرال جانا پڑا، کیوں ؟ یہ خولہ جانے، اور خولہ یوں سو رہی تھی جیسے دنیا کا کوئی غم اسے لاحق نا ہو

پوری رات وہ سوتی جاگتی کیفیت میں رہی، صبح جانے کون سا وقت تھا جب آنکھ کھلی، آسمان پر چاند اور تارے ویسے ہی تھے، مہینے کے آخری دن آن پہنچے تھے تو ستارے زیادہ لگتے تھے، وہ کتنی ہی دیر آسمان کو دیکھتی رہی۔ گاؤں کے آسمان سے زیادہ خوبصورت بھی کچھ ہوتا ہے؟

وہ ٹھٹکی تب جب کمرے کی طرف سے آواز آئی، چادر ہٹاتے اٹھ کر دیکھا تو دادی جائے نماز پر بیٹھی تھیں، وہ اُنہیں دیکھتی اٹھی، وہ دعا مانگ کر اب تسبیحات پڑھ رہی تھیں، تہجد کی عادت جانے کب لگی تھی لیکن اس نے دادی کو اپنی زندگی میں تو تہجد کا پابند ہی پایا تھا

"میرے لئے دعا مانگتی ہیں دادی؟ "

وہ ان کی دائیں طرف بیٹھ گئی، گھٹنے کھڑے کرتے تھوڑی ان پر رکھی

"سب سے پہلے کرتی ہوں" وہ تسبیح کے دانے گراتی اس کی طرف دیکھنے لگیں

"کیا؟ "

"یہی کہ اللہ تمہیں عقل دے "خولہ ہنس دی، آنکھیں ہلکی سی نم ہوئیں، آنکھوں نے جان لیا تھا کہ وہ رونے کے نام پر پانی نہیں بہنے دے گی سو وہ ہنسے گی تو ان کا پانی خشک ہو گا

"میں بہت زہین ہوں دادی "

" سمجھدار نہیں ہو "

"وہ کیسے ہوتے ہیں؟ "

وہ اُنہیں دیکھتی رہی

" سمجھدار ہوتیں تو گاؤں میں اکیلے نا پھرتیں، نا بندوقیں چلاتیں نا زبان لڑاتیں، سچ پوچھو خولہ شریف لڑکیوں والے لچھن نہیں ہیں تمہارے "

شیر دل کبھی کبھی کہہ دیتا تھا کہ خولہ نے زبان درازی دادی سے سیکھی ہے، خولہ کو احساس ہوا وہ صحیح کہتا تھا، وہ سر گھٹنوں سے ہٹاتے ان کی گود میں رکھ گئ تو پل بھر کو دادی کا تسبیح والا ہاتھ تھما، انہیں احساس ہوا اُنہیں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا، تربیت تو رجب کر کے گیا تھا خولہ کی

"اچھا اب رونے نا لگ جانا، ویسے ہی کہہ رہی تھی "

اُنہوں نے خولہ کا دل صاف کرنا چاہا

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ نے کبھی خولہ کو روتے ہوئے دیکھا ہے دادی؟ "

"میں دیکھنا چاہتی ہوں "

" یہ کیا بات ہوئی؟"اس نے نظریں اٹھا کر انہیں خفا نظروں سے دیکھا" آپ کو تو دعا کرنی چاہئے کہ میں نا روؤں "

" نین تارہ کے لئے یہ دعا کرتی ہوں کیونکہ وہ بات بات پہ رو پڑتی ہے، تیرے لیے تو رونے کی دعا کرتی ہوں کیونکہ تو غم دل میں رکھ لیتی ہے، دل پھٹ جائے گا کسی دن "

خولہ کی نظر اندر کی طرف گئی، دروازہ کھلا تھا، رات کو کمروں کو کنڈی لگا کر سوتے تھے لیکن دادی نے یقیناً اندر سے جائے نماز اٹھائی تھی

"بھائی کہتا تھا کسی کے سامنے مت رونا خولہ، لوگ رونے والی عورتوں کو بزدل سمجھتے ہیں "

"اس کے تو قاعدے ہی نرالے تھے، عجیب بنا کر گیا ہے تجھے "انہیں رجب کو یاد کر کے بیک وقت اس پر غصہ بھی آیا اور دکھ بھی

"بہادر بنا کے گئے ہیں "

"منتقم مزاج بنا کر گیا ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اب تک کس سے انتقام لیا ہے دادی؟ "

دادی کچھ دیر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتی رہیں، وہاں اندر چھوٹا بلب روشن تھا

"جس سے لینا ہے اسے معاف کر دو "

خولہ کی نظروں میں بلب کی روشنی آن سمائی، تیز اور چندھیا دینے والی روشنی

"میں معاف نہیں کروں گی دادی "

"معاف کر دو خولہ، عورتیں انتقام نہیں لیتیں "

"پھر عورتیں کیا کرتی ہیں؟ "

"وہ رو کر چپ ہو جاتی ہیں، گہری سانس لے کر غم دفن کر دیتی ہیں، وہ باتیں کر کے خاموش ہو جاتی ہیں، عورتیں انتقام نہیں لیتیں خولہ، وہ بد دعا دے کر چپ ہو جاتی ہیں "

خولہ کچھ دیر چپ چاپ کمرے میں جلتے بلب کو دیکھتی رہی

"میں نے یہ بھی کر کے دیکھ لیا ہے دادی۔ میں نے بہت سی گہری سانسیں لی ہیں لیکن سینے میں اٹکی وہ ایک بھاری سانس باہر نہیں نکلتی، میں نے بہت سی باتیں کیں لیکن وہ نا کہہ سکی جو کہنا چاہتی تھی، میں نے بہت

WWW.NOVELSHUB.PK

سے آنسو بہائے لیکن آنکھوں میں چبھتا وہ ایک آنسو نہیں بہتا، آپ کہتی ہیں عورتیں انتقام نہیں لیتیں لیکن میں لوں گی، میرا بھائی مرا ہے دادی، میں انتقام لوں گی "

" انتقام سب تباہ کر دیتا ہے خولہ "اُنہیں خوف محسوس ہوا۔ رجب بلال نے تلوار چلانا غلط ہاتھوں کو سکھایا تھا

" میں سب تباہ کرنے کے لئے تیار ہوں دادی، میں اسے معاف نہیں کروں گی "اس کے لہجے میں نفرت گھلی۔ اپنا بیوقوف بن جانا یاد آیا، اس کے الفاظ یاد آئے، اسے وقت چاہئے تھا، اس شخص کی محبت سے آزاد ہونے میں وقت چاہئے تھا پھر دنیا دیکھے گی کہ خولہ بلال بدر عبداللہ کے ساتھ کیا کرے گی

" وہ ایسا لگتا تو نہیں ہے " دادی بڑبڑائی تھیں، خولہ کے دل میں بھانبھڑ چلے

" وہ قاتل ہے دادی، آپ کو اس کے چہرے سے نہیں لگتا ہو گا نا؟ حسین چہرے خون میں لپٹے بھی ہو سکتے ہیں " وہ نفرت سے مزید بھی کہنا چاہتی تھی، مزید بھی بہت کچھ جب دادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

" پچیس سال میں تو اسے اتنا بھی نہیں جان سکی خولہ ؟ "

پچیس سال؟ وہ کس کا کہہ رہی تھیں؟ اس کا غصہ جھاگ ہوا، وہ اونچی حویلی کے مرد کا نہیں کچے راستوں کے کعب عباس کا ذکر کر رہی تھیں

" آپ کو وہ قاتل نہیں لگتا؟ "اس نے دھیرے سے پوچھا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"نہیں لگتا خولہ، وہ باادب بچہ تھا، کبھی اس نے بنا اجازت ہمارے گھر میں قدم بھی نہیں رکھا، وہ لڑنے والوں میں سے نہیں تھا "

خولہ نے کچھ نہیں کہا، اب یاد آنے لگا تھا کہ کعب عباس کیسا تھا۔ کیا اسے جا کر اس کی خیریت دریافت کرنی چاہیئے ؟ اب وہ کعب کا سامنا کیسے کرے گی ؟

"چل اٹھ جا تہجد پڑھ لے، اللہ کو منا، انسانوں کی تو تجھے پرواہ نہیں ہے "

"انسانوں کو راضی کر کے کیا کروں گی دادی ؟ "

اس نے تھک کر کہتے سر اٹھایا

"انسانوں کے رب کو ہی راضی کر لے "

"سنا ہے تہجد والے اسے بہت عزیز ہوتے ہیں۔ میں ان عزیزوں میں سے کبھی نہیں بن سکتی دادی "

اسے یاد آیا وہ تو رب کو بھی راضی نہیں کر سکی تھی، آہ خولہ کیا کیا خسارے کمائے ہیں تم نے ؟

"کوشش کر لو "

"اللہ کے لئے کیسے کوشش کی جاتی ہے ؟ "

"بستر سے اٹھو، پانی میں جسم دھوؤ اور جائے نماز پر کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو، ہو گیا رب راضی "

WWW.NOVELSHUB.PK

"اتنا آسان ہے اللہ کو منانا؟" اس نے یاسیت سے پوچھا

"مشکل تو بندوں کو منانا ہے، اللہ تو ایک آنسو پر ہی مان جاتا ہے "

وہ جائے نماز درست کرتیں اب تسبیحات پڑھنے لگی تھیں۔ ابھی اذان ہوتی اور نماز پڑھ کر دادی صبح سویرے تک قرآن پڑھتیں، خولہ اُنہیں دیکھتی رہی پھر ہمت کرتے اٹھی

مخلوق راضی نہیں کر سکتی تھی، مخلوق کے خدا کو ہی کر لیتی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ خالہ نے کھولا تھا، اسے دیکھ کر کچھ حیرانی ہوئیں

"اندر آجاؤں خالہ؟" اس کے لہجے میں پہلی بار جھجک آئی تھی، صفیہ نے سر ہلا دیا تو وہ شیر دل کی طرف مڑی

"تم چلے جاؤ، تھوڑی دیر تک آجانا "

شیر دل سر ہلاتے چلا گیا

"اکیلے آنے سے ڈر گئی ہو اب؟" صفیہ ہنسیں، خولہ بدقت مسکرائی

"بھائی کے پڑھائے گئے سبق یاد آنے لگے ہیں اور وہ کہتا تھا عورت کو شہد کی مکھی ہونا چاہئے، بہادر لیکن محتاط، اپنے جھنڈ کو ساتھ لے کر چلنے والی "

وہ خالہ کے ساتھ صحن کی طرف جا رہی تھی، جانے کس نے پودوں کا شوق لگایا تھا لیکن آدھے صحن کو اُنہوں نے جنگل بنا دیا تھا، ہر پھلدار اور پھولدار پودا وہاں لگا تھا، کمروں کے سامنے والی جگہ پکی تھی اور آگے دیوار تک صحن جہاں گھاس برابر کٹی ہوئی تھی، آم کے درخت تلے چارپائی پڑی تھی جہاں کوئی سو رہا تھا، خولہ کے قدم ایک لمحے کو تھمے

"کعب کو کیا ہوا ہے ؟ "

اور خالہ دوسری بار حیران ہوئیں۔ سوال پر نہیں سوال پوچھنے والی پر

"پرسوں شہر سے واپسی پر کچھ ڈاکوؤں سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی، اسے شوق چڑھ جاتا ہے بہادری دکھانے کا "

وہ اونچا بڑبڑائیں

"حق حلال کے پیسے تھے اماں، کسی کا باپ بھی لے کر دکھاتا مجھ سے "

وہ بازوں آنکھوں پر رکھے اونچا سا بولا۔ تو گویا وہ جاگ رہا تھا؟

"بہادری تم پر ختم ہے نا؟ کچھ ہو جاتا تو؟ "

اُنہیں یہی وسوسہ کھائے جارہا تھا، خولہ چپ چاپ دوسری چارپائی پر بیٹھ گئ، کعب کا سامنا کرنے میں مشکل ہورہی تھی، خدا کرے وہ آنکھوں سے بازوں ناہٹائے

"تم بیٹھو یہیں، میں اس کے لئے دلیہ بنارہی تھی، آتی ہوں "

وہ چلی گئیں تو خولہ نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا، پھر اِدھر اُدھر کوئی شے دریافت نا کر سکی تو کعب کو دیکھا، کیا یہ واقعی بازوؤں نہیں ہٹائے گا؟

"کیسے ہو کعب؟ "

بند آنکھوں کے پار اس کی آنکھیں کھلیں، کچھ بے یقینی سے اس نے بازوں ہٹاتے سامنے والی چارپائی پر بیٹھی خولہ کو دیکھا

"کیا تم نے مجھ سے پوچھا ہے؟ "

"ہاں "

"مجھ سے؟" حیرت، انتہا کی حیرت

"تم سے ہی "

WWW.NOVELSHUB.PK

"زندہ ہوں" وہ تکیے کے سہارے سیدھا ہوا، خولہ کو اس کا چہرہ دیکھتے افسوس ہوا، ماتھے پر پٹی تھی، گال پر زخم اور چھوٹی چھوٹی کھروچیں

"کیا زیادہ چوٹ لگی ہے؟ "

"دیکھ لو۔ اچھے خاصے ہینڈسم چہرے کا کیا حال کر دیا ہے "

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا، حیران ہو رہا تھا

"کون تھے؟ "

وہ چاہتی تھی وہ کسی کا نام لے

"معلوم نہیں "

وہ نام اب بس اسے یاد رہ جانے والا تھا۔

"زندہ کیسے چھوڑ دیا؟" اس نے بے ساختہ پوچھا تھا لیکن کعب کی آنکھوں میں کوئی زخم سا ابھرا، کچھ ٹوٹا اور بہت زور سے ٹوٹا

"تمہیں افسوس ہے کہ اُنہوں نے مجھے زندہ کیوں چھوڑ دیا؟ "

"میں صرف پوچھ رہی تھی کعب " دل میں دکھ ابھرا

"شاید اس لئے تا کہ تم مار سکو۔"وہ زخمی سا مسکرایا پھر سر جھٹکا"مارنے ہی لگے تھے کہ کسی کی کال آگئی، شاید جس نے مارنے کا حکم دیا تھا اس نے حکم واپس لے لیا تھا "

خولہ کے گلے میں گلٹی ابھری، وہ وقت پر نا پہنچتی تو ساری عمر پچھتاتی۔کچھ دیر وہ خاموشی سے کعب کو دیکھتی رہی، کعب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ جانتا تھا وہ کچھ پوچھے گی اور وہ جانتا تھا وہ جواب نہیں دے پائے گا

"مجھے معاف کر دینا کعب "

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی زبان سے الفاظ کھینچ لئے جائیں گی

"معاف کس لئے ؟ "

"بہت سی چیزوں کے لئے، بہت سی باتوں کے لئے "

اس لمحے کعب عباس نے جانا کہ خولہ بلال کی آنکھوں کے تاثر اس کے لئے بدل چکے تھے

"جیسے کہ ؟ "

تو وہ یہ بھی جاننا چاہ رہا تھا کہ وہ تاثر بدلا کیوں تھا؟

"کسی دن بتاؤں گی، فی الحال خولہ کو کئ غم ہیں "

"کس نے غم دیئے ہیں ؟"کیا وہ بات کو طول دینا چاہ رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم کہتے تھے نا کہ تم کسی دن پچھتاؤ گی "

"کہتا تھا، چاہتا نہیں تھا "

" صحیح کہتے تھے، میں عقل کل نہیں تھی "

"کچھ ہوا ہے ؟" وہ نرم ہو گیا۔ جو سخت لہجے میں دروازے پر کھڑی لڑکی کو اپنے نا ہونے کا عندیہ دیا کر آیا تھا پہلی ملاقات میں ہی دل بغاوت کر گیا

"بہت کچھ ہوا ہے "

"بتانا چاہو تو سن رہا ہوں "

"بتانا نہیں چاہتی۔ اب اپنی جنگیں اکیلے لڑنی ہیں "

"کون سی جنگ لڑنی ہے خولہ ؟ "

"میں سب تبدیل کرنے جا رہی ہوں۔ سب "

"میری ضرورت پڑے گی ؟ "

"پڑ گئ تو؟ "

"پہلی پکار پر آجاؤں گا "

خولہ اس کی آنکھوں کے نرم تاثر میں نفرت ڈھونڈنے میں ناکام رہی، اس شخص کو خولہ بلال سے نفرت کیوں نہیں ہوئی تھی

"تمہیں نفرت کیوں نہیں ہوئی مجھ سے کعب؟ "

کعب عباس اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہ گیا۔ نفرت؟

"نہیں ہو سکتی خولہ "

"کیوں؟ "

اس بار وہ واقعتاً لاجواب ہوا تھا، وہ اسے کیا بتاتا؟ کیا سناتا؟ کچھ کہے اس نے سر تکیے پر رکھ دیا، گویا جواب نہیں ملنا تھا، خولہ بلال نے سمجھ لیا سو وہ چارپائی سے اٹھی، اسے خالہ کی مدد کرانی تھی

"خود کو اکیلا مت سمجھنا خولہ "

وہ کعب کی چارپائی کے سامنے رک گئی۔ وہ تاثر تو کعب عباس کی آنکھوں کے بھی بدل گئے تھے

"میرے پاس کون ہے؟ "

"جب تم شمار کرنے لگو تو پہلا نام میرا گننا "

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم نے کہا تھا کہ تم میرے لئے موجود نہیں رہو گے "

"میں نے جھوٹ بولنے بھی شروع کر دیئے خولہ" وہ زخمی سا مسکرایا

"مجھے افسوس ہے کعب کہ مجھے ہر سچ دیر سے پتا چلا "

اس کی زخمی مسکراہٹ صرف زخم رہ گئ، خولہ بلال کمروں کی طرف جا رہی تھی وہ رخ موڑے اسے دیکھتا رہا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے وہ باہر نکلا تو پل بھر کو سر چکرا گیا، پھر رک کر سر جھٹکتے وہ اندر کی طرف بڑھا، زکام سے حالت ویسے ہی خراب ہو رہی تھی اوپر سے بخار الگ

کمرے میں جانے کی بجائے وہ کچن میں چلا آیا تا کہ اپنے لیے جوشاندہ تیار کر سکے لیکن وہاں مسکان کو دیکھ کر پل بھر کو رکا، اندر جائے یا نہیں؟ کچن میں اور کوئی نہیں تھا ورنہ کسی ملازم سے کہہ دیتا، مسکان سے کہنا بدتہذیبی تھی سو وہ واپس پلٹنے لگا جب مسکان مڑی

"کچھ چاہیئے تھا یوسف۔؟ "

وہ اسے پلٹتے دیکھ تیزی سے بولی تو یوسف رکا

WWW.NOVELSHUB.PK

"زکام تھا تو جوشاندہ بنانا تھا۔ "

"میں تیار کر دیتی ہوں۔ "

"نہیں، اٹس اوکے۔ میں ملازم سے کہہ دیتا ہوں۔" وہ واپس پلٹنا چاہتا تھا

"شہد ہی ملاؤں گی یوسف، زہر نہیں ملاؤں گی۔ "

وہ کچھ مسکرا کر بولی تو یوسف ہنس دیا پھر آگے کو ہوتے کرسی کھینچی

"چینی مت ملانا۔ "

مسکان سر ہلاتے پانی رکھنے لگی

"ڈاکٹر کو چیک کرا لیتے۔ "

"ہلکا سا بخار ہے، دوائی لی تھی۔ "

وہ سر دبا رہا تھا، ساتھ ایک دو چھینکیں بھی مار دیں۔ مسکان نے پلٹ کر فکر مندی سے اسے دیکھا

"لاپرواہی اچھی نہیں ہے۔ "

"زیادہ وہمی ہونا بھی اچھا نہیں ہے۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھے کچھ تھک کر گردن کے پٹھے دبائے، الیکشن بدر کے تھے لیکن تھک وہ گیا تھا

"بدر کچھ زیادہ ہی کام کرواتا ہے تم سے۔"

مسکان ناگواری سے کہتی اب جوشاندہ کے پیکٹ نکال رہی تھی

"وہ الیکشنز میں مصروف ہیں، ظاہر ہے مجھے ہی سب کچھ دیکھنا پڑ رہا ہے۔"

"الیکشنز اس کے ہیں، تم کیوں خود کو تھکا رہے ہو۔؟"

"وہ خود زیادہ تھک چکے ہیں، انہیں خود دو دن سے بخار ہے اور مجھے گھر واپس بھیج دیا۔"

اور پھر ہاں پھر، وہی گلٹ، وہی غم، وہ سب پھر سے یاد آیا، جس کے لئے اس نے بھائی کو دھوکہ دیا تھا وہی اس سے لاتعلق تھی

نظر سامنے گئی، برتن کچن میں رکھنے کے لیے لاتی نین تارہ، سرخ رنگ کی لمبی قمیص، ہم رنگ ٹراؤزر، لمبا دوپٹہ کاندھے پر رکھا تھا، بال جوڑے میں بندھے تھے، ہلکا سا میک اپ جیسی عام طور نئی دلہنیں کرتی ہیں۔ یوسف اسے دیکھتا رہا، مسکان پیچھے سے کچھ کہہ رہی تھی، اس کا دھیان کہیں اور تھا

"یوسف"

مسکان نے اس بار کچھ زور سے پکارا تو وہ چونکا، نین تارہ اب کچن میں آتی برتن سنک میں رکھ رہی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیا کہہ رہی تھیں تم۔؟ "

وہ نظریں اب بھی نین تارہ پر جمائے ہوئے تھا، مسکان کے اندر غم ابھرا

"میں کہہ رہی تھی شہد ڈالوں؟ "

نین تارہ کے برتن دھوتے ہاتھ تھمے، نظریں گھما کر یوسف کو دیکھا، وہ ٹشو ہاتھ میں تھامے سرخ پڑتے چہرے سے بیٹھا تھا، صبح محسوس تو ہوا تھا کہ طبعیت خراب تھی لیکن کیا اسے بخار تھا؟

"ڈال دو۔ آج کل بہت کڑوے لہجے سہہ رہا ہوں "

وہ نین تارہ سے نظریں گھما کر اب مسکان کو دیکھ رہا تھا، نین کے ماتھے پر بل پڑے، کیا یہ اسے سنایا گیا تھا؟

"تم سے کون کڑوے لہجے میں بات کرنے لگا۔؟" وہ ہنسی

"کیوں؟ مجھ سے کڑوے لہجے میں بات نہیں کی جا سکتی۔؟ "

"کم از کم مجھے نہیں لگتا، کوئی پتھر دل ہی ہو گا جو تم سے کڑوا رویہ رکھے۔ "

وہ پلٹی پھر شہد اٹھا کر کپ میں ڈالا، نین تارہ نے لب بھینچے، اسے برا لگا تھا

"کچھ اور چاہئے۔؟ "

مسکان اب کپ یوسف کے سامنے رکھتی پوچھ رہی تھی

"نہیں، شکریہ۔ "

اس نے کپ آگے کرتے گھونٹ بھرا، مسکان سر ہلاتے چلی گئی تو نین تارہ برتن پٹختی یوسف کے سامنے آئی

"آپ مجھے سنا رہے تھے۔؟ "

"کیا۔؟" اس نے سکون سے سر اٹھایا

"یہی کڑوے لہجے والا طنز۔" وہ تپی

"میں تو ایک عام سی بات کر رہا تھا۔ کیا میں نے آپ کا نام لیا؟" آہ اُس کی معصومیت

"مجھ سے فری مت ہوں یوسف۔" جانے وہ غصہ کیوں ہو رہی تھی

"میں نے تو آپ سے بات ہی نہیں کی نین "

اور نین تارہ کو یاد آیا اس نے واقعی دو دن سے اس سے بات نہیں کی تھی، اس نے شکوہ کرنا چاہا لیکن زبان رک گئی، اسے یہ بھی یاد آیا وہ خود یوسف کو نظر انداز کر رہی تھی اور کیوں کر رہی تھی یہ بھی یاد آیا، چہرہ سخت ہوا

"آپ کی مہربانی ہو گی اگر آپ مجھ سے ساری زندگی بات نا کریں۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ سپاٹ سا کہتی پلٹ گئ۔ یوسف کی ساری خوش مزاجی غائب ہوئ، اس نے شہد ملا جوشاندہ زہر بنتا محسوس کیا، پھر کپ رکھ دیا

"کیا ہمارے بیچ سب ٹھیک نہیں ہو سکتا نین۔؟ "

وہ اٹھ کر نین تارہ تک آتا پوچھنے لگا

"نہیں۔ "

"کیوں۔؟ "

"میں نہیں بھول سکتی کہ کیسے آپ نے مجھے دھوکہ دیا۔" وہ تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی، ایک ہی برتن دوسری بار دھویا

"میں نے دھوکہ نہیں دیا تھا نین، میں صرف آپ سے محبت کرتا ہوں۔" وہ بے بس ہوا

"جس سے آپ محبت کا دعویٰ کر رہے ہیں اسی کے سابقہ منگیتر کو آپ کا بھائ قتل کر چکا ہے۔ "

وہ برتن پٹختی یوسف کی طرف مڑی

"اس میں میرا کوئ قصور نہیں تھا۔ میں نے اُنہیں روکنے کی کوشش کی تھی" اسے ایک بار پھر چھینک آئ، وہ جو کچھ سخت سا کہنے لگی تھی رک گئ، یوسف ٹھیک نہیں لگ رہا تھا

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ نے دوائی لی؟ "

وہ خلافِ توقع نرمی سے پوچھ گئی تو یوسف نے کچھ حیران ہوتے سر نفی میں ہلایا۔ نین تارہ نے میز پر رکھے جوشاندہ کو دیکھا۔ دل کیا چلی جائے لیکن کاش اسے سخت دل ہونا آتا

"یہ ٹھنڈا ہو گیا ہو گا، میں دوسرا بنا دیتی ہوں۔ "

"نہیں۔ گرم ہو گا، میں پی لوں گا۔" اس نے آگے بڑھتے کپ اٹھایا پھر نین تارہ کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں کچھ خفگی تھی، یوسف نے معصومیت سے اسے دیکھتے کپ نیچے کیا۔ "واقعی، ٹھنڈا ہو گیا ہے "

حالانکہ جوشاندہ گرم تھا لیکن بیوی کی نظروں سے وہ چھ فٹ کا مرد ڈر گیا تھا

"میں بنا دیتی ہوں۔ "

وہ چولہے کی طرف بڑھی، یوسف نے کپ میز پر رکھ دیا۔ لبوں پہ مسکراہٹ ابھری جسے کمال ضبط سے دبا لیا ۔اُسے نین تارہ کا فکر کرنا اچھا لگا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور کے ایک فائیو سٹار ہوٹل کی چھت پر اس وقت روشنیاں جگمگا رہی تھیں، ارد گرد کئی لوگ تھے جو قیمتی لباس میں ملبوس تھے، کونے میں اسٹیج پر چند گلوکار بیٹھے تھے جو قوالی گا رہے تھے، ان سے دور آخری کونے میں رکھی کرسیوں کی طرف دیکھیں تو وہاں بدر نظر آ رہا تھا، سفید رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس، بال

WWW.NOVELSHUB.PK

پیچھے کو جمائے خوشبوؤں میں رچا بسا اپنی ازلی چھا جانے والی شخصیت کے ساتھ وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا ، چہرہ شدتِ بخار سے سرخ تھا، وہ کچھ اکتاہٹ کا شکار لگتا تھا

"تم چاہو تو گھر جا سکتے ہو۔ "

سامنے والے صوفے پر بیٹھے خاقان نے اس کے بے زار کن تاثرات دیکھتے مشورہ دیا تو بدر نے شانے اچکائے

"کم از کم اس محفل سے جانے کا مشورہ دینا درست نہیں ہے۔ "

وہ رخ موڑ کر پر تپش نظروں سے ان سے تین میزیں دور کھڑے جہانزیب چوھدری کو دیکھ رہا تھا، چند دن بعد ہونے والے الیکشنز سے قبل پارٹی چیئرمین کی طرف سے ہوٹل میں دعوت منعقد کی گئی تھی تا کہ مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے، یوسف کی طبیعت خراب تھی تو خاقان بدر کے ساتھ آ گئے، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ یہاں اپنے لئے آئے تھے

"تم جہانزیب چوھدری سے خوفزدہ ہو۔؟" اُنھوں نے بدر کو دیکھا

"میں اس شخص کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ اس سے خوفزدہ ہونے کا سوچوں۔ "

اُس نے اسی بے زاری سے چہرہ واپس موڑا۔ وہ محفل کا مہمانِ خصوصی تھا، محفل کا مرکز، ہر کسی کی نگاہ اس کی طرف اٹھ رہی تھی، وہاں موجود ہر شخص جانتا تھا کہ وہ مستقبل کا MNA ہے، نیشنل اسمبلی کی سیٹ اس کے لیے طے تھی، نا بھی ہوتی تو بدر عبداللہ سے تعلقات بنانا باعثِ ضرورت بھی تھا باعثِ فخر بھی

"وہ خطرناک ہے بدر، سنبھل کر رہو۔ "

بدر ہلکا سا ہنس دیا

" چچا، آپ مجھے غلط شخص سے خوفزدہ ہونے کا کہہ رہے ہیں، آپ نے غلط شخص کا انتخاب کیا ہے جس سے آپ خوفزدہ ہو رہے ہیں "

" یہ تمہیں گرائے گا۔" اُنہوں نے تنبیہہ کرنی چاہی

" مجھے گرانے کے لیے میرے مقابلے کا ہونا ضروری ہے اور جہانزیب چوہدری میرے آس پاس کا شخص بھی نہیں ہے "

اس کی آواز زکام کی وجہ سے بھاری تھی، یوسف اور وہ دونوں موسم تبدیل ہوتے ہی بیمار ہو جاتے تھے، اسے عادت تھی طبیعت خرابی میں بھی کام کرنے کی، یوسف کو نہیں تھی

"غرور اچھا نہیں ہے۔ "

"خود شناسی اچھی ہے۔ "

ملازم چائے اس کے سامنے رکھ رہا تھا سو اس نے کپ اٹھایا، کن اکھیوں سے نظر آیا کہ جہانزیب چوہدری ان کی طرف آ رہا تھا، سفید شلوار قمیص میں ملبوس واسکٹ پہنے وہ پچاس سے اوپر کی عمر کا شخص تھا، بال مکمل سفید تھے، چہرہ کلین شیو، ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جو وہاں ہر دوسرے شخص کے چہرے پر نظر آتی تھی کہ

میڈیا وہیں موجود تھا، خاقان جہانزیب چوھدری کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے لیکن وہ اسی طرح بیٹھا رہا

"میرا خیال تھا کہ کم از کم بدر عبداللہ مجھ سے ملنے تو ضرور آئے گا لیکن میرا خیال غلط نکلا" وہ مسکرا کر کہتے طنزیہ گویا ہوئے پھر بدر کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ تھام لیا

"مجھے آپ کے خیال کو غلط ثابت کر کے اس سے زیادہ خوشی ہوئی جتنی آپ کو اپنے خیال کے درست ثابت ہونے پر ہوتی "

جہانزیب چوھدری ہنستے ہوئے اس کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھے، خاقان ان کے درمیان والی سیٹ پر بیٹھ گئے ، نظریں جانچتی ہوئی تھیں

"الیکشن کی تیاری کیسی ہے۔؟ "

"میں جیت کی تیاری کر رہا ہوں۔ "وہ مسکرا رہا تھا

"وقت سے پہلے۔؟ "

"کیونکہ وقت جانتا ہے کہ جیت کس کی ہو گی۔ "

"مجھے اچھا لگے گا بدر اگر تم جیت گئے، ظاہر ہے ہماری پارٹی کی ہی جیت ہو گی۔" وہ بظاہر مسکرا رہے تھے لیکن وہاں موجود ہر شخص جانتا تھا کہ بدر عبداللہ کا اگر اپنی ہی پارٹی میں کوئی مخالف تھا تو وہ جہانزیب چوھدری تھا

"مجھے آپ کی خلوصِ نیت پر بالکل بھی شک نہیں ہے جہانزیب صاحب" وہ آگے کو ہوا پھر نظریں ان کی آنکھوں میں جمائیں، ٹھنڈک بھری نظریں "میں خود سے وفادار لوگوں کی قدر کرتا ہوں لیکن مجھ سے وفادار لوگوں کو یہ بھی علم ہے کہ بدر عبداللہ سے غداری موت ہے۔"

پل بھر کو وہاں سناٹا چھا گیا، جہانزیب چوھدری کی مسکراہٹ غائب ہوئی پھر وہ زبردستی ہنس دیئے

"یعنی میں ایک لمبا عرصہ زندہ رہنے والا ہوں۔"

بدر مسکرا کر پیچھے کو ہوا، کپ اٹھایا پھر چہرے پر بدمزہ سے تاثرات پھیلے

"اچھی لگ رہی تھی لیکن اس سے بدمزہ چائے میں نے آج تک نہیں پی، آپ لوگ بیٹھیں، میں تنویر صاحب سے مل کر آتا ہوں۔"

وہ کپ وہیں رکھتا اٹھا اور دو کرسیاں چھوڑ کر موجود شخص کی طرف بڑھ گیا، صاف ظاہر تھا کہ وہ جہانزیب چوھدری کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا

اس کے جانے کے بعد خاقان نے گلا کھنکارتے جہانزیب چوھدری کو دیکھا

"اس کی باتوں کا برا مت منائیے گا۔ "

"تمہارا بھتیجا صاف گو ہے خاقان، وہ سیاست میں نہیں چل پائے گا۔" وہ بدر کو دیکھ رہے تھے جو اب کسی دوسرے سیاستدان سے مل رہا تھا، اُن کے چہرے سے مسکراہٹ غائب تھی

"اسے جگہ بنانے کے لیے کوشش نہیں کرنی پڑتی چوھدری صاحب، بدر عبداللہ جس جگہ جاتا ہے وہاں اس کے لیے مقام پہلے سے طے ہوتا ہے۔ "

"سیاست نصیب کا نہیں زہن کا کھیل ہے، یہاں بخت نہیں طاقت چلتی ہے۔ "

"اور بدر کے پاس دونوں ہیں، بخت بھی طاقت بھی۔" آواز میں کڑواہٹ گھلی، جہانزیب چوھدری نے بدر پر سے نظریں ہٹا کر خاقان کو دیکھا

"تم بدر سے خوش نہیں لگتے۔ "

"وہ میرا بھتیجا ہے، میں کیوں ناخوش ہوں گا۔؟ "

"وہ تمہارا سوتیلا بھتیجا ہے، تم ناخوش ہو سکتے ہو۔ "

خاقان نے کچھ نہیں کہا، وہ سگریٹ ہونٹوں سے لگائے اب بھی بدر کو دیکھ رہے تھے، جہانزیب چوھدری نے رخ مکمل خاقان کی طرف موڑا

"میرے ساتھ شامل ہو جاؤ خاقان۔ "

خاقان نے چونک کر اُنہیں دیکھا

"آپ کے ساتھ مطلب۔؟ "

"تم مجھے جانتے ہو، میں کھرا آدمی ہوں، تمہید نہیں باندھوں گا، میں چاہتا ہوں تم بدر عبداللہ کے خلاف میرا ساتھ دو۔ "

خاقان اُنہیں دیکھتے پھر وہ محظوظ سا ہنس دیئے

"بدر کے خلاف؟ واقعی چوھدری صاحب؟ آپ مجھے میرے ہی بھتیجے کے خلاف جانے کا کہہ رہے ہیں۔؟ "

"بالکل...."اُنہوں نے سنجیدگی سے سر کو خم دیا"کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری حثیت اس کے نزدیک ایک نوکر جیسی ہے اور میں تمہیں تمہارا اصل مقام دلانے کی آفر کر رہا ہوں۔ "

خاقان کا چہرہ سرخ ہوا

"حد میں رہیں۔ "

"کیا یہ سچ نہیں ہے خاقان؟ پہلے تم عبد اللہ جہانداد کے نوکر تھے پھر بدر عبد اللہ کے، اور یہی غلامی تمہارے بیٹے کے حصے میں آئے گی، پھر اس کے بیٹے کے حصے میں، تمہاری اگلی کئی نسلیں بدر عبد اللہ کی غلام رہیں گی۔ "وہ مصنوعی افسوس سے کہہ رہے تھے، خاقان نے سگریٹ زمین پر پھینکی

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔" وہ سختی سے بولے

"اگر تم چاہو تو واقعی ایسا کچھ نہیں ہو گا، بدر کا تخت الٹنے میں میری مدد کرو اور اس کی جگہ تُمہاری۔" وہ قمیص جھٹکتے اٹھے "میرا سیکرٹری تمہیں میرا نمبر دے دے گا، سوچ لو اور سوچ کر ہاں کر دو۔ "

وہ اسی کروفر سے چلتے اب آگے جا رہے تھے اور خاقان وہیں بیٹھے تھے، ان کا چہرہ سرخ لیکن پر سوچ لگتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ دو دن بعد کا وقت ہے جب نئی فصل لگ چکی تھی اور کسان ایک بار پھر نئی امیدوں کے ساتھ اپنی فصل کی خدمت میں مصروف تھے، ملک کی فضا میں اب الیکشن کی مصروفیات بڑھ گئی تھیں، عام الیکشن کے باعث ہر طرف جلسے جلوس اور ریلیاں نظر آتی تھیں۔

ان سب میں ہماری کہانی کا مرکز سرخ اینٹوں والی حویلی ہے جس کے کھلے گیٹ سے شیر دل بائیک اندر لے کر آ رہا تھا، پورچ میں بڑی بڑی گاڑیوں کے بیچ اپنی پرانی بائیک کھڑی کرتے اس نے سات بار اپنی غربت پر افسوس کیا اور آٹھویں بار امیر ہونے کی دعا کرتے نیچے اترا، خولہ اس سے قبل ہی نیچے اتر چکی تھی، سفید

صاف لمبی قمیص پر اس نے کھلے پائنچوں والا ٹراؤزر پہن رکھا تھا، دوپٹہ گردن میں تھا اور سر پر سیاہ چادر، ناک کی لونگ چمک رہی تھی اور اس کے چہرے سے اس کے اندر کا حال پتا لگانا ناممکن لگتا تھا، لیکن اگر غور کریں تو وہ اس باغی لڑکی جیسی لگتی تھی جو تلوار اٹھائے سلطان کے محل میں موجود ہو اور ایک جنگ لڑنے کو تیار لگتی ہو

"تمہارے حویلی کے چکر کچھ زیادہ نہیں لگ رہے؟ "

اندر کی طرف جاتے شیر دل نے مشکوک بننے کی کوشش کرتے مطمئن سی خولہ کو دیکھا

"میری بہن کا سسرال ہے۔ اس سے ملنے جب آؤں میری مرضی "

"تمہیں یاد ہو تو ہم بہن بیٹیوں کے گھر کا پانی بھی نہیں پیتے "

"ہاں لیکن روٹی کھا لیتے ہیں۔" وہ چمک کر بولی تو شیر دل منہ ہی منہ میں بڑبڑایا پھر صحن میں رکھی کرسیوں پر بیٹھے ھریرہ کو دیکھا

"تمہیں پتا ہے خولہ؟ یہ جو ھریرہ بھائی ہیں، یہ بہت اچھے ہیں "

خولہ کی نظر کرسیوں پر گئی۔ ھریرہ نے رائفل اٹھا رکھی تھی، اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر قطار میں شیشے کی بوتلیں رکھی تھیں، نشانہ باندھنے کے لئے اٹھائی تو ان دونوں پر نظر پڑی، وہ رکا پھر یونہی رائفل اٹھائے ان تک آیا

WWW.NOVELSHUB.PK

نیلی جینز پر گرے کلر کی شرٹ پہن رکھی تھی، پاؤں میں سیاہ جوگرز، گھنگریالے بال ماتھے پر بکھرے تھے

"السلام علیکم۔اچھالگا یہاں دیکھ کر "

شیر دل نے بلند آواز جبکہ خولہ نے زیرلب سلام کا جواب دیا

"ہم باجی سے ملنے آئے ہیں "

"باجی کون ؟"شیر دل کی بات پر اس نے کچھ اچھنبے سے خولہ کو دیکھا

"نین تارہ سے "

"اوہ ٹھیک "اس کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا،خولہ نے غور سے اس کے تاثرات دیکھے

"اندر ہے نین؟ "

"جی جی۔سب اندر ہی ہیں "

وہ رائفل اٹھائے اسے دیکھنے لگا تو خولہ کی نظر رائفل پر گئ

" ؟" Steyr AUG A3

وہ رائفل کی طرف اشارہ کرتی پوچھ رہی تھی۔ھریرہ نے سر اٹھایا

"جی۔ آپ کو گنز کا علم ہے؟" وہ حیران ہوا تھا

"زیادہ نہیں، تھوڑا بہت جانتی ہوں، بھائی اور مجھے گنز کا شوق تھا، یہ جو آپ نے اٹھا رکھی ہے، دنیا کی مہنگی ترین رائفلز میں سے ایک ہے، بھائی اکثر بتاتا تھا کہ کبھی لے کر دے گا مجھے۔ "

دل پل بھر کو خالی سا ہو گیا، ھریرہ نے سر ہلایا

"بدر بھائی کو شوق ہے، وہی منگواتے ہیں۔ آپ کے بارے میں جان کر تعجب ہوا۔ "

"آپ ہماری پہلی ملاقات بھول گئے ہیں ھریرہ " ھریرہ کو یکدم یاد آیا تو وہ ہنس دیا

" No offence "

خولہ مسکرائی پھر قدم آگے بڑھائے لیکن رک گئی

"اگر آپ کو رائفل اٹھانے کی عادت نہیں ہے تو پریکٹس کے لیے گن کا استعمال کریں، خاص کر نزدیک کے نشانے کے لیے، یہ زیادہ بہتر رہے گا "

وہ نرمی سے مشورہ دیتی اندر جا رہی تھی، ھریرہ کے چہرے پر کچھ ستائش ابھری، شیر دل وہیں رک گیا تھا۔

،خولہ اندر لاؤنج میں داخل ہوئی تو نین تارہ سیڑھیوں سے اترتی اسی طرف آ رہی تھی، اسے دیکھ کر مسکرائی پھر آگے بڑھتے گلے سے لگایا

"تم ٹھیک ہو؟ "

الگ ہوتے فکر مندی سے پوچھا تو خولہ ہنس دی

"نہیں لگ رہی؟ "

"کوشش کر رہی ہو لگنے کی "

"کامیاب بھی ہوں" اس نے شانے اچکائے، نظر بے ساختہ ہی اوپر کی طرف اٹھی تھی، دل میں ہوک سی اٹھی

"وہ گھر پر ہیں "

نین تارہ نے آہستہ سے کہا تو خولہ کی نظر واپس پلٹ آئی

"تم سے پوچھ کر ہی آئی تھی "

"اور اب یہ بتاؤ کس لئے پوچھا تھا؟ "

اس نے آنے سے پہلے نین تارہ کو فون کر کے بدر کی موجودگی کی تصدیق کی تھی

"تم نے پوچھا تھا نا نین کہ میں کیا کرو گی؟ بدر عبداللہ سے شادی؟" وہ سکون سے پوچھ رہی تھی "تو میں کچھ اور کرنے جا رہی ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیا۔؟" نین تارہ ٹھٹکی

"پتا چل جائے گا، کب تک جائیں گے بدر عبداللہ؟ "

"معلوم نہیں، ابھی ابھی آئے ہیں پورا دن کہیں نا کہیں مصروف ہوتے ہیں۔ آج کل صرف رات کو ہی آرہے ہیں۔ گیارہ دن بعد الیکشن ہیں نا "

وہ خولہ کو لیتی لاؤنج میں رکھے صوفوں تک آئی

"مجھے دس منٹ کافی ہوں گے۔ حسینہ آنٹی اور مسکان کہاں ہیں؟ "

وہ گویا فرصت سے آئی تھی، نین تارہ کچھ حیران ہوئی

"ان سے کس لئے ملنا ہے؟ "

"کیا مطلب کس لئے؟ تمہارے سسرال والے ہیں، کسی ملازم سے کہہ کر بلواؤ اُنہیں "

وہ انتہا کی مطمئن لگتی تھی۔ نین تارہ نے اس بار خاموشی سے ملازم کو کہہ کر حسنیہ اور مسکان کو پیغام بھجوایا، مسکان آئی ہی نہیں اور حسینہ بھی کافی دیر لگا کر آئیں

"خیریت تھی، آج بہن کے سسرال والوں سے ملنے کا خیال کیسے آگیا تم لوگوں کو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے کروفر سے بیٹھتے طنزیہ پوچھنے لگیں تو خولہ مسکرائی، اس کا انداز عجیب سا تھا، نین تارہ کو بار بار فکر ہونے لگی

" ہمارے ہاں روز روز بہن، بیٹی کے سسرال جانا معیوب سمجھا جاتا ہے، گو میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں لیکن میری چچی ایسا ہی سمجھتی ہیں، اور آپ لوگ ہماری طرف ایک بار بھی نہیں آئے اس لئے ملاقات نہیں ہو پائی "

اس نے زرا کی ذرا نظر اٹھا کر اوپر بھی دیکھ لیا

" بہر حال لڑکی "...

"خولہ بلال.. "اس نے نرمی سے ٹوکا تو حسینہ رکیں

"خولہ، تو بہر حال خولہ یہ سب میرے نزدیک بہانے ہیں، ہمارے ہاں سسرال والوں کو خاص عزت و احترام دیا جاتا ہے، ہم لوگ ملنے نہیں آئے لیکن تمہاری چچی کو آنا چاہئے تھا "

نین تارہ نے بے چینی سے پہلو بدلا، کچھ عجیب سا تھا، خولہ کا انداز یا کیا، وہ جانے یہاں کیوں آئی تھی؟

" آپ شکوہ کر رہی ہیں؟ "

"تم طنز بھی سمجھ سکتی ہو "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس بار خولہ ہلکا سا ہنس دی، اسی لمحے اوپر کی سیڑھیوں سے مسکان آتی دکھائی دی، سیاہ ٹراؤزر پر سیاہ ہی ڈھیلی سی قمیص، دوپٹہ ندارد، بال گول مول جوڑے میں باندھ رکھے تھے، سفید چشمہ لگائے وہ چہرے پر بے زار کن تاثرات لئے ان کی طرف آ رہی تھی، حسینہ کا دل چاہا بنا لحاظ کئے جا کر اپنی اکلوتی بیٹی کو تھپڑ لگائیں، خولہ کو دیکھ کر اُنہیں خواہ مخواہ ہی مسکان کی واجبی شکل کا احساس ہو رہا تھا، وہ لڑکی عام سے سفید سوٹ میں بھی خاص لگ رہی تھی اور ایک ان کی بیٹی تھی جو برینڈڈ سوٹ پہنے بھی کسی گاؤں کے کسان کی بیٹی لگتی تھی

"کیسی ہو خولہ؟ "

وہ صوفے پر حسینہ کے ساتھ بیٹھتی انہی بے زار کن تاثرات سے پوچھنے لگی

"میں بہت بہتر ہوں۔ لیکن غالباً آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں "

"طبیعت سست ہے اس کی" حسینہ نے مسکان کو گھورا

"سمجھ سکتی ہوں، آپ سب مصروف ہوں گے، ظاہر ہے الیکشن بدر عبد اللہ کے ہو رہے ہیں لیکن مصروف سب ہوں گے "

نین تارہ کو واضح محسوس ہوا کہ وہ بدر کا ذکر جان بوجھ کر لائی تھی

"بالکل۔ بدر کی کیمپئن ہم نے بھی چلائی ہے "

حسینہ کو کریڈٹ لینے کا موقع مل گیا تھا سو وہ جانے کیوں دیتیں؟

"ظاہر ہے آنٹی، اب وہ جیتے تو سب کی جیت ہو گی "

"بالکل۔ بدر ویسے بھی ہمارے لئے بیٹوں جیسا ہے پھر اس سے ہمارا خاص تعلق بھی ہے "

مسکان کا چہرہ مزید بے زاری کا شکار ہوا، اب وہ اس کی اور بدر کی صدیوں پرانی منگنی کا زکر چھیڑ دیں گی

اسی لمحے اوپر آخری سر پر بدر کے کمرے کا دروازہ کھلا، وہ فون کان سے لگائے کچھ کہتے سیڑھیوں کی طرف بڑھا، لاؤنج میں بیٹھی خواتین پر سرسری سی نظر ڈالتے وہ رکا، خولہ کو دیکھ چہرے پر خوشگواری سی آئی

"خاص تعلق کیسے ؟ "

نین تارہ نے کچھ اچھنبے سے خولہ کو دیکھا، وہ کیا کرنا چاہ رہی تھی ؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی، کن اکھیوں سے اسے بدر سیڑھیوں سے اترتا نظر آیا تھا

"مسکان کی وجہ سے "

"مسکان کی وجہ سے آپ لوگوں کا بدر عبداللہ سے کیا خاص تعلق ہے ؟"

سیڑھیوں سے اترتے اس کے قدم رک گئے، دل چاہا وہ جائے اور حسینہ سے چپ رہنے کی التجا کرے، حکم نا مانا جاتا تو وہ التجا کرنے کو بھی تیار تھا لیکن اس کے ستارے آج کل گردش میں تھے

"مسکان بدر کی منگیتر ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

اور پھر سیڑھیوں پر کھڑے اس نے دیکھا کہ خولہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی، آنکھوں میں بے یقینی اتری، پھر اس نے زخمی نگاہیں بدر پر جمائیں، اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا، یا اللہ، یہ نہیں

"منگیتر؟ "

وہ اُسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی

"بالکل۔ الیکشن کے بعد ان دونوں کی شادی ہو گی "

زہر جیسے الفاظ سنتی لڑکی بدر کو دیکھتی رہی، پھر رخ موڑ کر حسینہ کو دیکھا، بدر عبداللہ پر اس کی آنکھوں کا غم بھاری پڑ گیا

"اہاں۔ اچھا، خوشی... خوشی ہوئی سن کر "اس نے گویا بدقت تاثرات پر قابو پایا تھا پھر فوراً کھڑی ہوئی" میں چلتی ہوں، شیر دل انتظار کر رہا ہے "

"کچھ دیر رک جاؤ خولہ "نین تارہ فوراً کھڑی ہوئی، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا، اس نے سیڑھیوں پر ٹھہرے بدر کو نہیں دیکھا تھا

"بس تم سے ملنے آئی تھی نین، دادی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، چچی اکیلے پریشان ہوں گی چلتی ہوں "

گویا وہ بمشکل وہ الفاظ کہہ سکی تھی، نین تارہ نے سر ہلا دیا۔ خولہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھی، نا مزید کچھ سنا ، نا مزید سننے سنانے کی خواہش تھی، وہ تیزی سے باہر جا رہی تھی، بدر اس سے زیادہ تیزی سے سیڑھیاں اترا

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر خاقان کہہ رہے تھے کہ "...

کون خاقان؟ کون دنیا؟ وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھا، خولہ صحن کی پکی روش سے ہوتی باہر کی طرف جارہی تھی جب بدر تیزی سے اس تک پہنچا اور اس کے سامنے آیا، خولہ رک گئی

"میری بات سنو خولہ، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے" وہ تیزی سے بولا

"غلط فہمی؟ آپ کا رشتہ طے تھا اور آپ مجھ سے وعدے کرتے رہے؟ "

اس کے لہجے میں کانچ بکھرے تھے

"تم غلط سمجھ رہی ہو، وہ رشتہ بابا نے طے کیا تھا "

"جس نے بھی کیا تھا لیکن آپ کی منگنی ہو چکی ہے۔ آپ مجھے دھوکہ دے رہے تھے۔؟ "

اس کا چہرہ شدت غم سے سرخ پڑا تھا، بدر عبداللہ کو سارا آسمان گھومتا ہوا محسوس ہوا

"تم دو منٹ سکون سے میری بات سن سکتی ہو۔؟ "

اس نے تحمل سے کہتے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے، حویلی کے صحن میں چلتے ملازم حیرت سے رک گئے، وہ لڑکی بدر عبداللہ کے سامنے کھڑی اس سے اونچی آواز میں بات کر رہی تھی اور وہ بجائے اس سے سختی سے پیش آنے کے وضاحت دے رہا تھا، کیا یہ واقعی بدر عبداللہ تھا؟

"مجھے کچھ نہیں سننا، آپ مجھ سے محبت کے دعوے کرتے رہے اور منسوب کسی اور سے تھے، اتنا بڑا دھوکہ ؟ "

اس کی سیاہ آنکھوں میں پانی جمع ہوا

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے مسکان میں دلچسپی نہیں ہے اور نا میں اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم جانتی ہو میں تمہارے لئے کیا جزبات رکھتا ہوں "

وہ کچھ بے بس ہوا

"آپ کے جذبات جھوٹے تھے بدر، میں کتنی آسانی سے بیوقوف بن گئی۔" اسے جیسے خود پر بیک وقت غصہ آیا اور رحم بھی۔

"تم میری محبت کو جھوٹ کہہ رہی ہو؟" وہ تھم سا گیا

"آپ کی محبت، اظہار ہر شے جھوٹ تھی۔ منگنی ہو چکی ہے آپ کی اور آپ مجھ سے محبت کے دعوے کرتے رہے؟ "

وہ صدمے سے کہہ رہی تھی۔ بدر نے رک کر ماتھا مسلا پھر اسے دیکھا

"میں ایسا کیا کروں کہ تمہیں یقین دلا سکوں؟ کیا تمہاری شرط پوری کرنا کافی نہیں تھا؟ "

"آپ نے شرط پوری نہیں کی "

"تم نے واپس لی تھی ورنہ اب تک تمہاری شرط پوری ہو چکی ہوتی "

صحن میں ٹھہر کر نشانہ لیتے ھریرہ نے آوازوں پر رک کر اچھنبے سے اس طرف دیکھا تھا، حیرت زدہ لوگوں میں وہ بھی شامل ہوا

"مجھے خوشی ہے کہ واپس لے لی۔ آپ کو اب کوئی شرط پوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے "اس کا چہرہ غم اور غصے کی حدت سے سرخ پڑا تھا۔ بدر نے گہری سانس لی

"بہت بہتر، میں نے سوچا تھا کہ الیکشنز کے بعد اس معاملے کو دیکھوں گا لیکن میرا خیال ہے صحیح وقت یہی ہے۔ تم انتظار کرو، ہم لوگ کل ہی تمہارے گھر رشتہ لے کر آرہے ہیں، کیا یہ کافی ہو گا میری وفا ثابت کرنے کے لئے ؟"وہ تحمل سے گویا ہوا، صحن سے اندر کی طرف جاتے خاقان کے قدم بدر کو دیکھتے رکے، آنکھیں اچھنبے سے سکڑیں، بدر، اور سرخ چہرے والی لڑکی۔ یہ کون تھی؟

"اس کی ضرورت نہیں ہے اب۔ "

اس کا صرف چہرہ سرخ نہیں تھا، آنکھوں میں زخمی پن اترا ہوا تھا

"کیا مطلب ؟"وہ ٹھٹکا

"مطلب یہ کہ بدر عبداللہ صاحب، آپ اب تخت لائیں، یا پوری دنیا کا خزانہ، آپ کو میرے گھر آنے کی ضرورت نہیں ہے "

"کیا کہنا چاہتی ہو خولہ ؟"اس کی نرمی غائب ہوئی، چہرہ سخت، آنکھیں چہرے سے زیادہ سخت ہوئیں۔خولہ نے ہمت کی، گردن سیدھی کی

"میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔ آپ کو آپ کی بچپن کی منگنی مبارک ہو۔ "

"تم غصے میں ہو "

"میں واقعی ہوں لیکن میں ہوش میں بھی ہوں "

"گھر جاؤ خولہ، خود کو پرسکون کرو کیونکہ مجھے لگتا ہے تم نہیں جانتیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو "

اس نے ضبط کیا

"میں اچھی طرح جانتی ہوں بدر عبداللہ صاحب، میں آپ کو انکار کر رہی ہوں۔ ہمارے گھر رشتہ لانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خولہ بلال کو دھوکہ منظور نہیں ہے۔ میں آپ سے شادی نہیں کروں گی"اس نے چبا چبا کر کہا

"اور تمہیں لگتا ہے تمہارے پاس اس فیصلے کا اختیار ہے کہ تم مجھ سے شادی کرو گی یا نہیں ؟"وہ ہر نرمی، ہر تحمل کو پیچھے کرتا سختی سے گویا ہوا۔

"یہ میری زندگی ہے اور میری مرضی میں اسے جس کے ساتھ گزاروں "

" تمہیں واقعی لگتا ہے خولہ کہ تم اسے جس کے ساتھ چاہو گزار سکتی ہو؟ جس دن خولہ بلال پر بدر عبد اللہ کی نظر پڑی تھی اس دن کے بعد سے تمہاری زندگی پر تمہارا حق نہیں رہا۔ کم از کم اس ایک فیصلے میں نہیں رہا۔ "

" آپ زبردستی کریں گے مجھ پر؟" وہ اس سے زیادہ سختی سے بولی

"اگر ضرورت پڑی تو ہاں "

"تو پھر آپ بھی سن لیں، میں مر جاؤں گی لیکن آپ سے شادی نہیں کروں گی "

اور بدر عبد اللہ کا ضبط یہیں ٹوٹا، اس نے ایک جھٹکے سے خولہ کی کہنی تھامی اور کی طرف ہلکا سا جھکا

" مرنے کی بات آئی خولہ بلال تو ابھی تم بدر عبد اللہ کو جانتی نہیں ہو۔ میرا ضبط مت آزماؤ ورنہ پچھتاؤ گی۔ "

وہ اس کے چہرے کو دیکھتا غرایا، خولہ لمحہ بھر کو ساکت رہ گئی، یوں جیسے اسے یقین نہیں آیا تھا کہ یہ بدر تھا؟ اس کی کہنی کو اس قدر سختی سے تھام کر اسے یہ کہنے والا بدر عبد اللہ تھا؟

"ہاتھ چھوڑیں میرا" وہ پھنکاری

"قیامت تک نہیں "

خولہ نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ اپنی کہنی پر سے ہٹایا پھر وہی ہاتھ اس کے سینے پر مارا

"میرا نام خولہ بلال ہے، خولہ بلال بنت بلال اعظم، میرے بھائی نے مجھے بندوق سے لے کر چھری سے انسان مارنا بھی سکھایا ہے، جس ہاتھ سے آپ نے مجھے ہاتھ لگایا ہے میں وہی ہاتھ توڑ دوں گی، جن آنکھوں سے آپ مجھے ڈرا رہے ہیں میں وہیں آنکھیں نوچ سکتی ہوں۔ آپ مجھے مجبور کرنے کی کوشش کریں اور خولہ بلال آپ کو تباہ کر کے کر رکھ دے گی "

وہ غرائی، حویلی کے ملازمین نے ایک اور تعجب خیز منظر دیکھا، بدر عبد اللہ نے اونچی آواز سے اسے دیکھتی لڑکی کو کچھ کہا تک نہیں

"تم فی الحال غصے میں ہو خولہ، گھر جاؤ اور تحمل سے سوچو "

اس نے خولہ کا ہاتھ سینے پر لگنا نظر انداز کیا تھا، اسے اجازت تھی وہ سو مرتبہ یہی ہاتھ اس کے عین دل کے مقام پر مار سکتی تھی، اس لمس پر اس کے دل نے اگلے کئی لمحہ دھڑکنا چھوڑ دیا تھا

"نا میں غصے میں ہوں نا میں گھر جا کر سوچوں گی، میری طرف سے آپ کو انکار ہے۔ "

"میں اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ "

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"پڑنا چاہیے "

"میر افیصلہ تبدیل نہیں ہو گا۔"وہ چبا چبا کر بولی

"تمہارے پاس اب فیصلے کا اختیار نہیں رہا۔ "

"ایسا کوئی اختیار میں نے آپ کو بھی نہیں دیا۔ "

"سوچو خولہ، تحمل سے سوچو، تم فی الحال غصے میں ہو، سمجھ سکتا ہوں "

اس نے ضبط کیا اور کمال سے کیا، خاقان کی آنکھیں کچھ مشکوک ہوئیں، ھریرہ رائفل وہیں رکھتا ان کی طرف آنے لگا

"میں اپنی ہر سوچ آپ کے حوالے سے ختم کرتی ہوں "

وہ سختی سے بول رہی تھی، بدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا

"انکار کی اصل وجہ کیا ہے خولہ؟ "

اس کے لہجے میں کوئی ٹھنڈک سی تھی، کوئی پیغام دیتی، کوئی راز جیسی ٹھنڈک، خولہ کے پاس پل بھر کو کہنے کو کچھ باقی نہیں رہا، اگر وہ سوچ رہی تھی کہ بدر کی منگنی کا بہانہ بنائے گی اور وہ مان لے گا تو وہ غلط سوچتی تھی

"آپ نے مجھے دھوکہ دیا ہے"وہ کچھ دیر بعد اسی سختی سے بولی لیکن اس بار لہجہ لڑکھڑا گیا

WWW.NOVELSHUB.PK

"جانتی ہو جس پارٹی سے میں الیکشن لڑ رہا ہوں اُنہوں نے مجھے خود یہ سیٹ آفر کی ہے، نیشنل اسمبلی کی سیٹ خولہ، وہ جگہ جہاں شاطر سے شاطر دماغ بھی پہنچنے میں ناکام رہتے ہیں، لیکن میں اسی جگہ بنا کسی محنت کے پہنچا ہوں کیونکہ میں بدر عبداللہ ہوں، اگر تمہیں لگتا ہے تم اس بہانے سے مجھے قائل کر سکتی ہو تو تمہیں غلط لگتا ہے، اگر تمہیں بندوق چلانا آتی ہے تو میں اسی بندوق سے ہوا میں اڑتے پرندے ٹکڑوں میں تبدیل کر سکتا ہوں، یہ مت سوچو کہ تمہارا انکار میں سمجھ لوں گا، مان لوں گا "

وہ سرد انداز میں کہہ رہا تھا، سرد ٹھنڈک بھرا انداز

"میرے انکار کی اور کوئی وجہ نہیں ہے "اس نے تیزی سے دھڑکتے دل کے باوجود غصہ دکھانا چاہا، بدر عبداللہ کو خولہ بلال نے غلط سمجھا تھا، اسے اب احساس ہوا

"میں مان لیتا ہوں، میں نے مان لیا، اور اب یوں کرو خولہ، گھر جاؤ، سکون سے سوچو اور پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ تم کسے انکار کر رہی ہو۔ میں تمہارے انکار کو انکار کی اہمیت نہیں دوں گا "

وہ اس وقت وہ شخص بن گیا جسے ناں نہیں کی جاتی تھی، وہ خولہ بلال سے بھی ناں کرنے کا حق چھین رہا تھا

"آپ کو سمجھ نہیں آرہی میں کیا کہہ رہی ہوں؟"وہ برہم ہوئی

"نہیں۔ بلکہ رکو خولہ "وہ دو قدم آگے کو ہوا، ھریرہ اُن سے فاصلے پر رُک گیا " میں تمہیں ایک خوشخبری سناتا ہوں، گیارہ دن بعد الیکشن ہیں اور اس سے پہلے ہمارا نکاح ہو گا۔ ملتے ہیں جلد "

وہ سر کو خم دیتا پلٹ گیا، چہرہ، انداز، سپاٹ سنجیدہ، خولہ کا چہرہ ضبط سے سرخ ہوا، کیا وہ اسے کھلونا لگتی تھی؟ چند لمحے وہ غصے سے اندر جاتے بدر کو دیکھتی رہی پھر پاؤں پٹختی مڑ گئی

اور ان سب میں حویلی کے صحن میں کھڑے خاقان کو ان دونوں نے نہیں دیکھا تھا

"بھائی "....

وہ اندر کی طرف جاتے جاتے رکا، ھریرہ تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا

" آپ دونوں کے بیچ جھگڑا ہوا ہے؟" اس نے کچھ جھجھک کر پوچھا تھا، بدر کے معاملات میں مداخلت کی اجازت کسی کو نہیں تھی

"اس معاملے سے دور رہو ھریرہ" اس کے چہرے پر اب بھی سختی تھی

"میں صرف پوچھ رہا تھا "

"میں نہیں بتاؤں گا "

وہ آگے بڑھنے لگا

"اُنہوں نے آپ سے شادی کرنے سے منع کر دیا ہے؟" اس کی زبان سے پھسلا تھا اور پھر آنکھیں میچیں، بدر جاتے جاتے رک گیا پھر پلٹ کر ھریرہ تک آیا، اس نے آنکھیں کھولتے تھوک نگلا

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ تمہیں کیسے علم ہوا کیونکہ اس کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ حویلی کے آدھے ملازمین نے سنی ہو گی "وہ سپاٹ انداز میں کہہ رہا تھا" اور کیونکہ حویلی کے آدھے ملازمین نے جان لیا ہے کہ وہ واحد عورت ہے جس کی اونچی آواز میں برداشت کر گیا ہوں تو تم بھی جان لو ھریرہ کہ اس ایک عورت کو اسی حویلی میں آنا ہے، وہ انکار کرے یا جو بھی کہے فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ اس حویلی میں آئے گی تو آئے گی "

مضبوط سنجیدہ اور فیصلہ کن انداز میں کہتے وہ اندر کی طرف بڑھا، ھریرہ وہیں رکا رہا پھر اس نے موبائل نکالتے کعب کو میسج کیا

"مل سکتے ہو؟ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تھوڑی دیر بعد وہ کسی ڈھابے تلے رکھی کرسیوں پر بیٹھے کعب کی طرف بڑھ رہا تھا جو ٹانگ گھٹنے پر رکھے پاؤں جھلاتے اسے اپنی طرف آتا دیکھ رہا تھا، چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا

"زخم ٹھیک ہو گئے؟ "

کرسی کھینچ کر وہاں بیٹھتے اس نے کعب کے چہرے کو دیکھا تو اس نے لاپرواہی سے کاندھے اچکائے

"چھوٹے سے زخم تھے، میں اس سے بڑے زخم کھا چکا ہوں "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیوں؟ جیل میں مار بھی پڑتی تھی؟" وہ بطورِ مزاح بولا تھا لیکن کعب کے چہرے پر تپش بھری مسکراہٹ آئی

" جیل میں آپ کو صرف مار نہیں پڑتی، جیل آپ کو اندر سے مار دیتی ہوں۔ تم یہ بتاؤ کس لئے بلایا تھا؟ "

اس نے بات بدل دی، ساتھ لڑکے کو ہاتھ سے دو کپ لانے کا اشارہ کیا

"اس علاقے میں واحد دوست تم ہو، اور مسئلہ یہ ہے کہ میں باتیں زیادہ دیر اپنے دل میں نہیں رکھ سکتا سو تمہیں کچھ بتانا تھا یا شاید پوچھنا تھا "

"کہو"...

وہ پیچھے کو ہوا، کرسی کے دونوں اطراف میں کہنیاں رکھے دونوں ہاتھ اٹھائے وہ انگلیاں ملائے ہوئے تھا۔ ھریرہ نے کچھ دیر سوچا

" تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ تم بدر بھائی کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو، حالانکہ تمہیں غلط لگتا ہے لیکن پھر بھی کعب اگر، تمہارے خیال میں اگر کوئی بدر بھائی کو کسی چیز کے لیے انکار کر دے تو تمہارے خیال میں وہ اُس کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں؟ "

"قتل۔ "

وہ ایک لمحہ کی دیر کئے بغیر بولا تو ھریرہ ایک لمحے کو لاجواب رہ گیا، زہن میں فوراً رجب کا خیال آیا، وہ کعب اور رجب کے متعلق جانتا تھا

"فرض کرو اگر جس نے انکار کیا ہو وہ انسان بدر بھائی کو بہت زیادہ عزیز ہو پھر؟"

کعب اسے دیکھتا آگے ہوا

"تمہارے مغرور بھائی کو کس نے انکار کیا ہے؟ "

ھریرہ نے کان کھجایا

"تم خولہ کے کزن ہو نا؟ "

وہ پیچھے کو ہوا، چہرے پر ناگواری آئی

"خالہ زاد ہے وہ میری "

"کیسی لڑکی ہے؟"

"میں اپنے گھر کی عورتوں کا زکر باہر نہیں کیا کرتا "

وہ کچھ اس سنجیدگی سے بولا تھا کہ ھریرہ کا ہر سوال ختم ہو گیا پھر وہ تھک کر پیچھے کو ہوا

WWW.NOVELSHUB.PK

"فائن۔ میں صرف اس لئے پوچھ رہا تھا کیونکہ بدر بھائی اس میں دلچسپی رکھتے ہیں اور وہ ان سے شادی نہیں کرنا چاہتی "

وہ بے زاری سے گویا ہوا اور اس لمحے کعب عباس کا دل ایک لمحے کو تھما پھر وہ تیزی سے آگے کو ہوا

"بدر نے اسے کوئی نقصان پہنچانے کا سوچا بھی هریرہ تو اس سے کہہ دینا کہ اس سے پہلے وہ کعب عباس کا سامنا کرے گا "

هریرہ کو اس سے اس شدید ردِ عمل کی توقع نہیں تھی، اس کی آنکھوں میں صرف سختی نہیں تھی کوئی قہر سا تھا

"وہ اسے نقصان کیوں پہنچائیں گے جبکہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں؟ "

"تمہارے بھائی جیسا پتھر دل انسان کسی سے محبت نہیں کر سکتا "خولہ کے لئے بدر کی طرف سے ان جذبات کا پایا جانا اسے غصہ دلانے کے لیے کافی تھا

"وہ پتھر دل نہیں ہیں کعب "هریرہ کو برا لگا تھا، وہ بدر کے بارے میں اپنے باپ کی بات تک برداشت نہیں کرتا تھا

"پورا گاؤں جانتا ہے وہ ہے "

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ تھوڑے بہت سخت ہیں لیکن وہ اتنے برے بھی نہیں ہیں اور خولہ کے حوالے سے تم بے فکر رہو، وہ ان کے لئے مار دیں گے انہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے "

وہ پُریقین تھا، کعب نے دل میں جلتے الاؤ کو ٹھنڈا کرتے پیچھے ہوا

" تمہیں لگتا ہے خولہ ایسی لڑکی ہے جسے تمہارا بھائی نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ زبردستی کرے؟ وہ تمہارے بھائی کو قبر میں اتار دے گی اگر اُس نے ایسا کچھ سوچا بھی۔ "

"عورتیں کمزور ہوتی ہیں کعب۔ "

" دوسری عورتیں ہوتی ہوں گی، خولہ نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ھریرہ بدر عبداللہ سے کہہ دینا ایسا کچھ سوچ بھی مت، واللہ خولہ بلال کے معاملے میں کعب عباس ہر شخص کے لیے بے رحم ہے "

"وجہ ؟" ھریرہ مشکوک ہوا

"وہ میرے لئے وہ ہے جو دنیا میں دوسرا کوئی نہیں ہے "

اس کی آواز مدھم ہوئی تھی، ھریرہ چونکا

"محبت کرتے ہو اس سے ؟ "

کعب کئی لمحے چپ چاپ اسے دیکھتا رہا

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ محبت نہیں ہے، صرف محبت نہیں ہے "

آخری جملہ وہ صرف بڑبڑایا تھا۔ لڑکا چائے لا رہا تھا، ھریرہ اب بھی سوچتی نظروں سے کعب کو دیکھ رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی سے نکلتے وقت اُس کا غصے سے برا حال تھا، اوپر سے شیر دل کی بائیک نے مزید دماغ گھما دیا

"اگر تمہیں چلانی نہیں آتی تو مجھے دے دو۔"

وہ بھنا کر بولی، اتنے آہستہ سے چلا رہا تھا کہ اُسے اپنا آپ کچھوے اور خرگوش کی کہانی والا کچھوا محسوس ہوا۔

"میری غیرت کو مت للکارو خولہ، میری بہن بائیک چلائے گی؟ یہ میں نہیں ہونے دوں گا۔" وہ تپ کر بولا

"اپنی لنگڑی غیرت کی دوسری ٹانگ بھی توڑ دو اور اترو بائیک سے، میں چلاتی ہوں۔"

اس بار اس نے لہجہ حکمیہ کیا لیکن شیر دل پر اثر نہیں ہوا، اس نے بائیک کی رفتار تیز کی نا بائیک روکی۔

"شیر دل میں برا پیش آؤں گی، رفتار تیز کرو۔"

"میں آج ڈرنے کی موڈ میں نہیں ہوں کل ڈروں گا۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے بائیک کی رفتار آہستہ ہوئی پھر بائیک رک گئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اب کیا ہوا اسے؟ "

وہ جھنجھلا کر اتری، شیر دل جواب دینے کی بجائے بائیک کے پلگ کو دیکھ رہا تھا۔

"تم وہاں درخت کے نیچے چلی جاؤ، میں دیکھتا ہوں۔ "

"جلدی کرو۔ "

وہ اسے جھنجھلائے انداز میں کہتی کچھ فاصلے پر درخت تلے جا کر کھڑی ہو گئی۔

"شہر جاؤں گا تو اسے بیچ کر جاؤں گا۔ "

وہ اونچا سا بڑبڑایا

"سوچنا بھی مت، میرے بھائی کی بائیک ہے، اس پر بری نظر ڈالی تو نظریں کسی اور چیز پر ڈالنے کے قابل بھی نہیں بچو گے۔ "

اسے پیچھے سے خولہ کی غصے بھری آواز سنائی دی۔

"رجب بھائی کے باقی سامان پر تمہارا قبضہ ہے، یہ میری ہے۔" وہ پلگ کو دیکھ رہا تھا، شاید شاٹ ہو گیا تھا۔

"قانونی، شرعی، معاشرتی، اور معاشی وارث ہوں میں بھائی کی، تم کس حق سے آگے آ رہے ہو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ گویا تپ گئی تھی۔

"میں اخلاقی وارث ہوں رجب بھائی کا، کوئی اعتراض؟"

پیچھے سے جواب نہیں آیا تھا۔

"ہو گئیں نالا جواب؟"

خاموشی۔

"واہ، بات تو میری سادہ تھی، یہ خولہ کی زبان کہاں گئی؟"

وہ حیرت سے مڑا اور یکدم پورا آسمان سر پر آن گرا، جھٹکے سے کھڑے ہوتے وہ درخت تلے پہنچا، وہاں خولہ کی ایک جوتی پڑی تھی اور خولہ بلال غائب تھی۔

شیر دل کی قدموں سے زمین سرک گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خولہ سے ملتے وہ اندر آیا تو نین تارہ اور مسکان وہاں نہیں تھیں جبکہ حسینہ اب بھی وہیں تھیں، اسے آتے دیکھ اٹھ کھڑی ہوئیں

"تم نے بات نہیں سنی، میں "....

"میں پہلی اور آخری بار آپ سے بات کرنے جارہاہوں چچی.... "بدر نے ان کی بات کاٹ دی، لہجہ سخت تھا ،خاقان اندر آتے آتے رکے "میں مسکان سے شادی نہیں کروں گا، یہ منگنی میرے باپ نے کی تھی اور یوں سمجھیں کہ ان کے مرنے کے ساتھ ہی ان کا طے کیا گیا رشتہ بھی ختم، مسکان کے لیے کوئی اچھا لڑکا ڈھونڈیں اور اس کی شادی کر دیں، اچھا لڑکا نا بھی ملے تو برا ڈھونڈیں اور کر دیں کیونکہ بدر عبد اللہ آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کرے گا۔ "

دو ٹوک لہجے میں کہتے اس نے اپنا فیصلہ سنا دیا، حسینہ کا چہرہ زرد ہوا

"وہ تمہاری منگیتر ہے بدر۔ "

"اوہ پلیز... "وہ اکتایا... "معلوم نہیں کتنے عرصے سے میں آپ دونوں سے کہہ رہاہوں کہ میں مسکان سے شادی نہیں کروں گا لیکن آپ لوگوں پر اثر ہی نہیں ہو رہا۔ "

"تو اس سے نہیں تو پھر کس سے کروگے شادی؟ خولہ سے؟ "

اب کی بار وہ کچھ تیز لہجے میں بولیں، بدر کے ماتھے پر بل پڑے۔

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ "

"اگر تم میری بیٹی کو اس لڑکی کے لیے ٹھکرا رہے ہو بدر تو یہ تمہارا ذاتی معاملہ نہیں رہا۔ "خاقان پیچھے سے چلتے حسینہ کے ساتھ آرکے، سیڑھیوں سے اترتی نین تارہ وہیں رک گئی۔

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہی ہے چچا لیکن پھر بھی آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ہاں میں خولہ سے شادی کروں گا۔ اس حویلی میں اگر بدر عبداللہ کی بیوی کی حیثیت سے کوئی عورت آئے گی تو وہ خولہ بلال ہو گی۔ "

"اور میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا، یاد رکھنا۔ "

بدر دو قدم چل کر خاقان کے سامنے آیا، اس کا چہرہ سخت لگتا تھا

"وہ عورت میری برداشت کی آخری حد ہے چچا، اس تک آنے سے پہلے آپ کو بدر عبداللہ کا سامنا کرنا ہو گا اور میں آپ کے ساتھ جو کروں گا وہ آپ کی نسلیں برداشت نہیں کر پائیں گی۔ تو میری حد سے پہلے رک جائیں۔ "

سرد انداز میں کہتے وہ پیچھے ہٹا اور سیڑھیاں چڑھتے اوپر جانے لگا، سیڑھیوں کے درمیان میں نین تارہ کھڑی تھی، بدر رکا۔

"اپنی بہن کو سمجھا دو، میں اب تک نرم تھا لیکن اگر اس نے مجھے سختی پر مجبور کیا تو بہت برا ہو گا۔ "

وہ بنا نین تارہ کا چہرہ دیکھے اوپر کی طرف بڑھا، کمرے میں آتے موبائل میز پر پھینکا، صوفے پر نیم دراز ہوتے سر پیچھے کی طرف گرا لیا، ایک بازو پھیلا لیا تھا، آنکھیں بند کر لیں، اسے کچھ دیر خود کو پُر سکون کرنا تھا، جو غصہ اُبل اُبل کر آ رہا تھا وہ سب تہس نہس کر دیتا تو جائز تھا، کتنے ہی لمحے وہ یونہی نیم دراز لیٹا رہا، جب

موبائل بجنے کی آواز پر آنکھ کھولی، کچھ بے زاری سے آگے کو ہوتے اُس نے کال اٹھائی۔ دوسری جانب سے کچھ کہا گیا، بدر نے اسی بے زاری سے سنتے کال کاٹ دی۔

"زندگی کا سب سے بیوقوفانہ فیصلہ شاید الیکشن لڑنا تھا۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھا، پیچھے پڑی واسکٹ اُٹھائی اور نیچے بڑھا، سیڑھیوں کے عین درمیان میں پہنچتے اسے باہر سے کوئی آواز آئی، یوں جیسے کوئی گارڈ سے کچھ کہہ رہا تھا، وہ بنا غور کئے سیڑھیاں اترتے دروازے سے صحن کی طرف بڑھا، وہاں تین سٹیپس بنے تھے، اس نے پہلے سٹیپ پر پاؤں رکھا

"بدر بھائی۔"

آواز پر اُس نے سر اٹھایا، شیر دل سامنے سے بوکھلائے، گھبرائے انداز میں آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا جوتا تھا، بدر کی نظر اس جوتے پر گئی پھر شیر دل پر، اندر کسی انہونی کے خیال نے سر اُٹھایا۔

"کیا ہوا؟"

وہ وہیں رک کر پوچھ رہا تھا

"خولہ، وہ... وہ میرے ساتھ تھی، پتا نہیں کہاں گئی"

وہ رو رہا تھا، بدر کے قدم نیچے اترے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کہاں گئی مطلب؟"

اسے اپنی ہی آواز کہیں دور سے آئی، کسی خدشے نے سر اٹھایا۔

"مجھے نہیں معلوم، وہ ساتھ تھی، مجھ سے لڑ رہی تھی.... میں اسے نہیں دیکھ رہا تھا پھر اس کی آواز آنا بند ہو گئی۔"

وہ روتے ہوئے بے ربط سے جملے کہہ رہا تھا، بدر اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔

"کچھ کریں پلیز، کچھ کریں اللہ کا واسطہ، لڑکیاں گم ہو جائیں تو نہیں ملتیں، اسے ڈھونڈ دیں۔"

اس کی سسکیاں بلند ہونے لگیں، بدر کو یکدم ہوش آیا، وہ تیزی سے شیر دل تک پہنچا۔

"کہاں ہے وہ؟"

یوں جیسے وہ آخری سانسیں اس سوال میں رکھ گیا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم، ہم ساتھ تھے۔"

"ٹھیک ہے، چپ رہو چپ رہو لڑکے اور بتاؤ تم دونوں کہا تھے؟"

اس نے شیر دل کا بازو تھاما، دماغ میں جھکڑ چلے، دل میں قہر سا نازل ہوا، خولہ کو کچھ ہوا تو اس علاقے میں کسی کو زندہ نہیں رہنے دے گا۔ یہ طے تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ کے آموں والے باغ کے پاس تھے ہم، جھاڑیوں کے پاس "

"تم گھر جاؤ، کسی سے اس بات کا ذکر مت کرنا، اپنی بہن سے بھی نہیں۔ "

وہ اس کا بازو وُں چھوڑتا گارڈز کو گاڑیوں میں بیٹھنے کا حکم دینے لگا۔

اسی لمحے ھریرہ کی گاڑی اندر داخل ہوئی، وہ کچھ اچھنبے سے گیٹ پر رک گیا۔

"کیا ہوا؟ "

تیزی سے گاڑیوں میں بیٹھتے گارڈز میں سے کسی کو روکتے اس نے پوچھا۔

"خولہ میڈم کا کچھ پتا نہیں چل رہا، کسی نے اغوا کر لیا ہے شاید، سر اُنہیں ڈھونڈنے جا رہے ہیں۔"

وہ تیزی سے کہتے گاڑی میں بیٹھا، ھریرہ کے چہرے پر بے یقینی پھیلی، وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے نیچے اترا پھر تیزی سے بدر کی طرف بڑھا جو اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔

"بھائی، بات سنیں۔" اس نے بدر کی بازو کو تھاما، وہ دروازہ کھولتے کھولتے رکا.... "کہاں جا رہے ہیں؟ "

"سامنے سے ہٹ جاؤ ھریرہ۔ "

وہ سختی سے بولا، آنکھیں سرخ ہوئیں۔

”بھائی، پہلے پُر سکون ہو جائیں، ہم پولیس کے پاس چلتے ہیں، آپ کا یوں جانا صحیح نہیں ہے۔“ وہ تیزی سے کہہ رہا تھا۔

”میں نے کہا میرے سامنے سے ہٹ جاؤ ھریرہ“ بدر نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑتے پیچھے کیا، جھٹ سے گاڑی کا دروازہ کھولا، ھریرہ لمحہ بھر کو رکا پھر اسی تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا، موبائل سے جیب نکالتے کعب کو کال کی۔

اسے بدر کو کچھ غلط کرنے سے روکنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیر دل کو جواب دیتے ہوئے اسے یونہی کوئی کھٹکا سا محسوس ہوا، جیسے درختوں کے پیچھے کوئی تھا، پیچھے چند جھاڑیاں تھیں اور آگے تاحدِ نگاہ آم کے درخت تھے جو اب خالی تھے، اس نے یونہی پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہا جب کوئی ہاتھ اس کے چہرے پر آیا اور کسی نے اسے گھسیٹا، اس کا وجود مڑتے مڑتے لڑکھڑا گیا، جو تا نیچے گرا۔ آنکھیں پھیلیں، وہ کوئی مرد تھا اور ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھے دوسرے ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھ کمر پر باندھے اسے گھسیٹ رہا تھا۔ مزاحمت کرتی خولہ کی مزاحمت کی گویا اسے پرواہ نہیں تھی۔ خولہ کی چیخیں دب گئیں، شیر دل اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی ہی کہتے بائیک کی طرف متوجہ تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

جھاڑیوں کے پیچھے سے اسے گھسیٹتے وہ آدمی دیوار تک لایا پھر پیٹھ سے گیٹ کو دھکا دیا، آم کے باغ کی کچی روش تک لایا اور وہاں پٹخا، خولہ کی کہنی زور سے نیچے لگی، گلے میں موجود دوپٹہ گر گیا تھا، کراہ کر سیدھا ہوتے اُس نے سامنے والے مرد کو دیکھا اور چودہ طبق روشن ہوئے۔

"جمال۔"

وہ آنکھوں میں نفرت اور قہر لیے جمال تھا، اس کے بے یقینی سے کہنے پر آگے بڑھتے خولہ کا منہ دبوچا۔

"جمال خادم خولہ بلال، یاد ہوں یا بہن کی شادی ہوتے ہی بھول گئیں؟"

وہ اسے غصے سے دیکھتے غرایا، خولہ نے دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ ہٹانے چاہے لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی۔

"چھوڑو مجھے۔"

اس کے ہاتھوں کو ہٹانے کی کوشش کرتے وہ چیخی۔

"نانا بی بی، چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آدھے گاؤں کے سامنے میری بعزتی کی تھی نا؟ اب اُس بعزتی کا بدلا بھی تو لینا ہے۔"

وہ خباثت سے ہنسا، نظریں خولہ کے چہرے پر جمی تھیں، خولہ کو ان نظروں سے گھن آئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”میں جان سے مار دوں گی جمال اگر مجھ پر بری نظر ڈالی تو۔ “

جمال ہنستے ہوئے پیچھے ہٹا۔

”تم مارو گی؟ تم؟ تم کمزور سی عورت مجھ سے مقابلہ کر پاؤ گی؟ اور بری خبر یہ ہے کہ یہاں تمہیں کوئی بچانے نہیں آئے گا، بدر عبداللہ کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر تو اس کے ملازم بھی نہیں آسکتے، بدر عبداللہ سے یاد آیا بڑے چکر لگ رہے ہیں حویلی کے؟ “

خولہ نے زور سے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں۔

”جس بدر عبداللہ کی زمین پر تم ہو اگر اُسے پتا چلا کہ تم نے مجھے ہاتھ لگایا ہے تو وہ اِسی زمین میں گاڑھ دے گا تمہیں۔ “

وہ غرائی۔ ہاتھ نیچے تھا، چند اینٹیں اکھڑی ہوئی تھیں، اس نے ایک ٹکڑا اُٹھایا۔

”یعنی عشق چل رہا ہے دونوں کے بیچ۔ “وہ ہنسا”میں صحیح سمجھا تھا، لیکن فکر مت کرو، تمہیں مار کر پھینک دوں گا، کسی کو علم بھی نہیں ہو گا کہ خولہ کہاں گئی؟ لیکن پہلے مجھے اپنی بعزتی کا بدلا لینے دو۔ “

وہ کمینگی سے کہتا اس کی طرف بڑھا جب خولہ نے نے اینٹ اٹھاتے زور سے جمال کے چہرے کی طرف پھینکی، پتھر سیدھا اس کے گال پر لگا، وہ کراہ کر دور ہٹا، خولہ کھڑی ہوئی، ٹانگ میں درد کی لہر اٹھی، وہ بمشکل

WWW.NOVELSHUB.PK

خود کو گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھنے لگی جب جمال نے آگے بڑھتے ایک تھپڑ اس کے چہرے پر مارا، وہ نیچے گری، دماغ ہل کر رہ گیا، وہ مرد کا تھپڑ تھا، لگا جیسے بھی تھا محسوس روح پر ہوا تھا۔

"میں تمہیں مار کر یہیں کہیں دفنا دوں گا لڑکی، "اس نے آگے بڑھتے اس کی چادر کھینچنی چاہی، خولہ بلال کے اندر جیسے کوئی قہر سا جاگا، اس نے جمال کے اپنی طرف بڑھتے ہاتھ پر دونوں ہاتھ پوری قوت سی مٹھی کی صورت مارے، اس کا ہاتھ پل بھر کو دور ہٹا اور وہ فوراً کھڑی ہوئی۔ پھر ارد گرد دیکھا، سامنے باغ کے بیچ چند سوکھی لکڑیاں پڑی تھیں، وہ آگے بڑھی اور ایک لکڑی اٹھائی۔ جمال اس کی طرف بڑھتے اسے پکڑنے لگا جب خولہ نے وہی لکڑی اس کی ٹانگ پر ماری، وہ کراہ کر گرا۔

"اگر میں کہتی ہوں کہ میرا بھائی مجھے مارنا سکھا کر گیا ہے تو میں ٹھیک کہتی ہوں..." پھنکار کر کہتے وہ لکڑی اٹھاتے آگے بڑھی اور جمال کی دوسری ٹانگ پر ماری، وہ چیخا۔ "تم میری طرف بری نظر ڈالو اور میں تمہیں قبر میں اتار دوں گی، میں وہ عورت نہیں ہوں جسے اکیلا سمجھ کر تم اسے ہراساں کرو گے، میں تمہاری آنکھیں نوچ لوں گی، میرا بھائی مجھے تم جیسے گِدھوں سے لڑنا سکھا کر گیا ہے"

وہ مسلسل اسے مارتے ہوئے غرا رہی تھی، جمال کی چیخیں بلند ہوئیں۔

"میں وہ لڑکی نہیں ہوں جمال جس پر مرد ہاتھ ڈال سکے، میرا بھائی مجھے اپنی حفاظت کرنا سکھا کر گیا ہے، میں تم جیسے مردوں کو چیر پھاڑ سکتی ہوں، میری جیسی عورتیں اپنی عزت کی حفاظت کرنا جانتی ہیں، تم نے ہمیں آسان ہدف سمجھ رکھا ہے؟"

اس نے لکڑی پھینک دی، گہرے گہرے سانس لیتے زخمی جمال کو دیکھا، اس کے بازؤں سے خون فوارے کی صورت نکل رہا تھا، چہرے پر کئی زخم تھے، وہ اس قابل نہیں تھا کہ اٹھ بھی پاتا۔ خولہ ایک قدم آگے بڑھی، اس کی آنکھیں وحشت زدہ تھیں، لہو رنگ، بال بکھر چکے تھے، چادر جانے کہاں تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں عام لڑکی ہوں؟ تم نے خولہ بلال کو عام لڑکی سمجھا تھا؟" وہ غرائی، بال بکھر گئے تھے، چہرے پر کچھ خراشیں تھیں لیکن وہ کھڑی تھی، وہ پوری ہمت سے کھڑی تھی "میں نے اپنے گھر سے مردوں کے جنازے اٹھتے دیکھے ہیں، میرا بھائی مجھے تم جیسی بلاؤں سے لڑنا سکھا کر گیا ہے، وہ مجھے سکھا کر گیا ہے کہ اگر کوئی مرد مجھ پر ہوس بھری نظر ڈالے تو میں اس کی آنکھیں نوچ لوں، وہ مجھے سکھا کر گیا ہے کہ اگر کوئی مرد مجھے برے ارادے سے ہاتھ لگائے تو میں اس کا ہاتھ توڑ دوں، میں خولہ بلال ہوں جمال، میں تمہارے جیسے مردوں کو قبر میں پھینک سکتی ہوں۔ "

جمال نے درد سے دہرا ہوتے اس لڑکی کو دیکھا، اسی لمحے پیچھے سے کئی گاڑیاں آکر رکیں، دروازے تیزی سے کھلے اور گن ہاتھ میں تھامے بدر باہر نکلا، نیچے پڑا جمال اور اس کے سامنے کھڑی خولہ، بکھرا حلیہ، دوپٹہ ندارد، لمبے بال کھلے تھے اور اس کا سفید لباس مٹی مٹی ہو رہا تھا۔ اسے لمحے میں ہر شے سمجھ آئی تھی، تیزی سے اس تک پہنچتے اس نے خولہ کی کہنی تھامتے رخ اپنی طرف موڑا۔

"تم ٹھیک ہو خولہ؟ "

خولہ کی نظر جمال سے ہٹی، بدر سامنے کھڑا تھا، وہ یکدم حواسوں میں لوٹی، یک ٹک بدر کے چہرے کو دیکھتے وہ نہیں جانتی تھی آنسو کیسے اس کی پلکوں کی باڑ تک آئے تھے۔

"یہ شخص... یہ مجھے ہاتھ لگا رہا تھا، اللہ "

وہ یکدم نیچے بیٹھی، گہرے گہرے سانس لیے، آنسو چہرے سے پھسل گئے، اب احساس ہوا صورتحال کیا تھی

۔

بدر کی نظر دور پڑی اس کی چادر تک گئی، وہ یوں اس چادر تک گیا جیسا کوئی کفن اٹھانے جاتا ہے، جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کی سیاہ چادر اٹھاتے وہ پلٹا، خولہ گھٹنے کھڑے کیے وحشت بھری نظروں سے جمال کو دیکھ رہی تھی، بدر آہستہ سے اس تک بڑھا، گارڈز اور ھریرہ پیچھے رک گئے تھے۔

اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھتے بدر نے سیاہ چادر کھولی اور اس پر اڑھائی، خولہ کو احساس نہیں ہوا لیکن بدر عبداللہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے، نظر اس کے سرخ چہرے پر تھی، کانپتے ہونٹ، سرخ روتی آنکھیں جن میں وحشت تھی، وہ اسے دیکھتا رہا، دل پھٹنے کو ہوا، آنکھوں میں بیک وقت کچھ ٹوٹنے اور قہر جیسے تاثرات ابھرے، پیچھے پڑا امر دکراہ رہا تھا، خولہ نے نظر اُٹھاتے بدر کو دیکھا۔

"یہ.. یہ کچھ کر دیتا تو؟ بدر، یہ کچھ کر دیتا تو؟ میں کیا کرتی؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر کے گلے میں گلٹی ابھری، وہ وحشت زدہ، ڈری سی لڑکی خولہ نہیں تھی، وہ تھوڑی دیر پہلے اس مرد کے سامنے کھڑی تھی وہ کوئی اور تھی۔

"ریلیکس خولہ، کچھ نہیں ہوا "

وہ دھیمے سے کہہ گیا، کچھ نہیں ہوا؟ دل میں جو طوفان تھا اس کا کیا؟ دل جو پھٹ رہا تھا اس کا کیا؟

"اللہ۔ میں مر جاتی بدر، اگر یہ " ....

اس کی ہچکی بندھی، بدر اسے دیکھتا رہا، آنکھیں سرخ تھیں، بال ماتھے پر بکھرے تھے، اس کے چہرے پر خراشیں تھیں، وہ کانپ رہی تھی یوں جیسے روح نکل رہی ہو، خوفزدہ، ڈری سہمی سی خولہ

"صاحب، معاف کر دیں، میں بس، میں بس ایسے ہی اسے پکڑ لایا۔"

جمال یکدم بدر کے پاؤں پڑا۔ وہ جمال کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ خولہ کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کچھ کر دیتا تو؟ میں تو مر جاتی۔ "

"صاحب، مجھے معاف کر دیں۔ "

اسے آواز نہیں آئی، وہ خولہ کو دیکھتا رہا کئی لمحے دیکھتا رہا پھر دھیرے سے اٹھا، گن سیدھی کی، لوڈ کرتے اس نے گن والا ہاتھ اٹھایا۔ ھریرہ کا سر نفی میں ہلا، وہ تیزی سے آگے کو ہوا۔

”بھائی، مت کریں “...

اس کی بات مکمل نہیں ہو سکی، بدر نے فائر کھول دیا، پستول کی ساری گولیاں ایک ایک کر کے جمال کے سینے میں جا لگیں، وہ بے یقینی سے بدر کو دیکھتا تڑپنے لگا، بدر عبداللہ نے پستول نیچے نہیں کیا، وہ مسلسل فائر کرتا رہا یہاں تک کہ پستول خالی ہو گیا، اس کا چہرہ بے تاثر تھا، سفاک، غیر انسانی، ساری کی ساری گولیاں ایک ایک کر کے جمال کے سینے میں جا لگیں، اس نے پستول نیچے کی، پھر یوں ہی کھڑے کھڑے گارڈ کی طرف پھینکی۔

"نالے میں پھینک دو اس کی لاش “

اسی سفاک لہجے میں کہتا وہ خولہ کی طرف مڑا اور تھم گیا، وہ آنکھیں وحشت سے پھیلائے سفید چہرے سے جمال کو دیکھ رہی تھی، بدر نے کراہ کر آنکھیں بند کیں، یہ نہیں ہونا چاہئے تھا، کم از کم اسے خولہ کے سامنے یہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ گارڈز اب جمال کی لاش اٹھا رہے تھے۔

"یہ "....

اس کی گھٹی گھٹی آواز کانوں میں پڑی، بدر نے آنکھیں کھولیں، آہستہ سے اُس کے سامنے بیٹھا

"اٹھو خولہ "

وہ اس قدر نرمی سے بولا کہ یوں لگا تھوڑی دیر پہلے جو جمال کو گولیاں مار رہا تھا وہ کوئی اور تھا۔

"آپ نے... آپ نے اسے مار دیا؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ نفی میں سر ہلاتی وحشت سے کہہ رہی تھی۔

"وہ اسی قابل تھا۔ اٹھو "

"وہ زندہ ہو گا... بدر "اس نے حواس باختگی سے بدر کو دیکھا"، اسے اٹھائیں، وہ زندہ ہو گا "

خون، پانی، سفید لباس، رونے کی آوازیں، چیخیں، وہ یہاں نہیں تھی۔

"وہ مر چکا ہے خولہ۔ "وہ تحمل سے اسے دیکھ رہا تھا، ھریرہ وہیں رک گیا تھا، آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، پھر یکدم اسے اُبکائی آئی، وہ منہ پر ہاتھ رکھے پیچھے کو جھکا۔

"وہ زندہ ہو گا۔ پلیز "وہ وحشت زدہ تھی، بار بار حواس باختگی سے جمال کو دیکھتی۔ بدر نے آگے کو ہوتے اس کی کہنی تھامی تا کہ اسے اٹھا سکے، خولہ کو کرنٹ سا لگا، وہ بدک کر دور ہوئی، بدر ضبط کر گیا۔

"اٹھ جاو خولہ "

"اسے دیکھیں.. وہ ".....

"وہ رجب نہیں ہے خولہ، وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔ "

وہ اب بھی نرمی سے بولا تھا اور خولہ ساکت رہ گئی، آنکھیں بدر کے چہرے پر جم گئیں، یک ٹک، بنا نظر ہٹائے وہ اسے دیکھتی رہی، بدر کو لگا وہ ٹھیک نہیں ہے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ "...

"تم نے اسے مار دیا؟" وہ عجیب لہجے میں بولی تھی، عجیب بے یقین لہجہ

"تم چلو میرے ساتھ۔"

اس نے آگے بڑھتے خولہ کا ہاتھ تھامنا چاہا جب وہ اس کا ہاتھ جھٹک گئی، بدر رکا، خولہ نفی میں سر ہلاتی دور ہو رہی تھی۔

"خولہ "....

"وہ کسی کا بھائی تھا" وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، بدر رک گیا... "وہ کسی کا بھائی تھا بدر، وہ کسی بہن کا بھائی تھا، اس کی بہن گھر پر اس کا انتظار کر رہی ہو گی، وہ منتظر ہو گی کہ وہ شام کو لوٹ آئے گا "

وہ یہاں نہیں تھی، وہ کہیں اور تھی، روتی آنکھیں جمال میں کسی اور کو دیکھ رہی تھیں، بدر چپ چاپ اسے دیکھتا رہا۔

"اس کی بہن گھر پر اس کی منتظر ہو گی، جب اس کا جنازہ گھر جائے گا تو اس کا دل پھٹ جائے گا، وہ چیخیں مار کر روئے گی، وہ راتوں کو ڈر جائے گی، وہ کیسے بھائی کہہ کر بلائے گی؟ اس کی بہن مر جائے گی، اس کی ماں مر

جائے گی بدر، یہ تم نے کیا کیا؟" وہ منہ پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی، وہ جمال کو نہیں رجب بلال کو دیکھ رہی تھی
۔

"وہ اسی قابل تھا خولہ "

اسے اپنے عمل پر شرمندگی نہیں تھی، وہ اب بھی بے تاثر لگ رہا تھا جیسے کسی جانور کو مارا ہو۔

"وہ انسان تھا،" وہ چیخی "وہ انسان تھا، اسے جیل جانا چاہیے تھا، لیکن مرنا نہیں چاہیے تھا، تم کیسے کسی کو مار سکتے ہو؟ کیسے ؟ "

اسے غم جانے کس کس چیز کا تھا، بدر نے کچھ نہیں کہا، وہ سمجھ سکتا تھا کہ وہ اپنے حواس میں نہیں تھی۔

یہ تبھی تھا جب کھلے گیٹ سے کوئی بائیک اندر آئی تھی، پھر اس سے پریشان کعب اترا، خولہ اور اس کے سامنے کھڑا بدر، نیچے خون تھا، لاش غائب تھی، وہ تیزی سے خولہ تک پہنچنے لگا۔

"خولہ، تم ٹھیک ہو؟ "

خولہ کی نظر کعب پر گئی۔

"کعب "...

WWW.NOVELSHUB.PK

اسے کوئی اپنا نظر آیا تھا، یوں جیسے ہزاروں کے اجنبی مجمعے میں کوئی ایک اپنا ملا تھا، وہ بدر کے سامنے سے ہٹتی تیزی سے اس تک گئی اور اس کی شرٹ کا بازوؤں تھاما۔

”مجھے.... پلیز مجھے یہاں سے لے چلو“ وہ رو رہی تھی، کعب نے نظریں اٹھا کر بدر کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

”کیا ہوا ہے یہاں؟ “

اندر کوئی غصہ سا ابھرا، خولہ کو سامنے سے ہٹاتے وہ بدر کا گریبان پکڑ لیتا جب زرد چہرے سے ھریرہ آگے ہوا۔

”ریلیکس کعب، وہ ٹھیک ہیں، تم لے کر جاؤ اِنہیں“ اس کی آنکھیں خولہ کی آنکھوں جیسی لگتی تھیں، بے یقین، وحشت زدہ۔

”خولہ یہاں سے میرے ساتھ جائے گی۔ “

بدر کانپتی خولہ کو دیکھتا فیصلہ کن انداز میں بولا تھا۔

”اور یہ فیصلہ کرنے والے آپ نہیں ہیں، وہ میرے ساتھ ہی جائے گی۔ “

کعب عباس نے ایک لمحے کو بھی بدر سے نگاہ نہیں ہٹائی تھی، اس کی آنکھوں میں کوئی تاثر تھا جو سمجھ نہیں آتا تھا لیکن وہ تاثر خوشگوار نہیں تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اور تم ہو کون جو اس بات کا فیصلہ کرے گا؟"

وہ پشت پر ہاتھ باندھے کعب کے سامنے آیا، آنکھوں میں تپش ابھری، کعب کا بازؤں تھام کر کھڑی خولہ، اس کا دل کیا وہ اس لڑکے کو منظر سے غائب کر دے۔

"خولہ کا کزن ہوں۔"

"بھائی بھی ہوتے تب بھی یہ"...

"کعب، چلو یہاں سے پلیز"...

وہ بدر کو نہیں دیکھ رہی تھی، اس نے یہ جملہ کعب کو دیکھتے کہا تھا، بدر کے چہرے پر ضبط جھلکا۔

"خولہ"...

"مجھے آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنی، تم چل رہے ہو کعب یا میں جاؤں؟"

وہ بدر کو کہتے کعب کی طرف مڑی، چہرہ پل میں بے تاثر ہوا، کعب عباس نے بدر پر سے نظر ہٹاتے اسے دیکھا، سر کو خم دیا اور پھر ھریرہ کو دیکھا

"شکریہ"...

وہ آگے بڑھ گیا، خولہ اس کے پیچھے تھی، دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے تھے، بدر ان دونوں کو دیکھتا رہا، وہ بائیک پر اس کے پیچھے بیٹھی، ایک بار بھی بدر کو نہیں دیکھا تھا، اور ان کی بائیک لمحے میں وہاں سے دور ہوتی چلی گئی۔

"آپ کو اسے مارنا نہیں چاہیے تھا بھائی۔ "

ھریرہ کی زخمی آواز پر اس نے پہلی بار رخ موڑ کر اسے دیکھا، چند لمحے دیکھتا رہا۔

"مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔ "

"وہ انسان تھا۔" وہ دکھ سے بولا

"ایسے لوگوں کو زندہ نہیں رہنا چاہئے اور ھریرہ خاقان..." وہ آگے کو ہوا اور نیچے پڑا اسفید دوپٹہ اٹھایا پھر سیدھا ہوتے ھریرہ کو دیکھا... "خولہ کے لئے کچھ بھی "

"کیوں بھائی؟" وہ غصے سے دبا دبا چلایا، بدر اسے دیکھتا رہا۔

"میرے اندر اب میں نہیں رہا ھریرہ، میرے اندر کا میں اب مجھ سے زیادہ اُسے چاہتا ہے، وہ ہے تو سب ہے، اس کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں، کچھ بھی۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ آہستہ سے کہتے اب دھیمے قدموں سے گاڑی کی طرف جا رہا تھا، ھریرہ نے کرب سے آنکھیں بند کیں، اس نے سوچا تھا کہ جب بدر نے رجب کو قتل کیا ہو گا تو یوسف کو بدر روکنا چاہیے تھا لیکن اسے اب احساس ہوا کہ بدر عبداللہ کو روکنا ان دونوں کے لیے ممکن نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اُسے گھر لے کر نہیں گیا تھا، اس کے خیال میں فی الحال خولہ سب کے سامنے گئی تو سب سوال کریں گے تو وہ اُسے اپنے گھر لے آیا۔

"ہوا کیا ہے؟"

صفیہ بوکھلا گئیں، خولہ کی حالت یوں تھی جیسے جنگ لڑ کر آ رہی ہو۔

"اسے کچھ کھلائیں، نیند کی گولیاں دیں پھر بتاتا ہوں۔"

خولہ اندر تھی، چارپائی پر بیٹھ کر سامنے گھورتی ہوئی، صفیہ نے اسے نیا لباس دیا تو خاموشی سے پہن لیا، کھانا کھلانے کی کوشش کی تو اس نے منع کر دیا، نیند کی گولیاں چپ چاپ لے لیں۔

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

وہ باہر آتے فوراً کعب سے پوچھنے لگیں جو چارپائی پر بیٹھا تھا۔

”راستے میں واپسی پر کچھ لوگوں نے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی خولہ سے، اس نے خود کو بچا لیا لیکن پھر بھی کافی زخمی ہو گئی۔“

اس نے باقی سارا قصہ گول کر دیا، آدھی بات تو اسے بھی نہیں معلوم تھی، وہ یا تو خولہ بتا سکتی تھی یا ھریرہ اور فی الحال دونوں اس حال میں نہیں تھے کہ کچھ بتا سکتے۔

”کون تھے؟“ صفیہ کا دل ہول گیا۔

”معلوم نہیں، آپ اس کے گھر والوں سے کہہ دیں کہ ایک دو دن یہیں رہے گی، واپس گئی تو سب سوال کریں گے، میں دو دن کے لیے کاشف کے پاس چلا جاتا ہوں۔“

صفیہ نے سر ہلا دیا، وہ ششدر تھیں۔

خولہ صبح تک سوتی رہی، صفیہ نے اس کی دادی کو پیغام پہنچا دیا گو وہ راضی نہیں تھیں لیکن کچھ کہا نہیں تا کہ خولہ کا دل خراب نا ہو، شیر دل کو بدر نے کسی کو کچھ بتانے سے منع کیا تھا تو وہ چپ ہی رہا، بات صرف چند لوگوں تک محدود ہو کر رہ گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ ایک دن وہاں پر رہی، اگلے دن جمال کی لاش نہر سے مل گئی تھی، خالہ بار بار افسوس کرتیں کہ جانے کون ظالم تھے جنہوں نے اس قدر بے دردی سے مارا تھا، وہ اس ظالم کو جانتی تھی اور اسے صدمہ جانے کس کس بات کا ہوا تھا۔

پہلے پہل دل کو جو یونہی وہم سا تھا کہ شاید کسی دن اسے بدر کے بارے میں بھی پتا چل جائے کہ وہ اس کے بھائی کا قاتل نہیں ہے، وہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن قاتل نہیں، تو وہ خیال چھن سے ٹوٹا تھا۔

جمال کی طرف سے ایسی کوشش دوسرا صدمہ تھی، اس کا اپنے سامنے قتل ہونا تیسرا صدمہ۔

اس لمحے اسے جمال نہیں رجب کا خیال آیا تھا، اسے مارتے وقت بھی بدر کے ایسے ہی تاثرات ہوں گے جیسے وہ کسی جانور کو مار رہا تھا انسان کو نہیں، رجب بھی شاید ایسے ہی بے یقین ہوا ہو گا۔

اسے اپنے ساتھ ہونے والا حادثہ بھول گیا صرف بھائی کی موت یاد رہ گئی

وہ ایک دن بعد گھر آیا تو دروازے سے اندر داخل ہوتے سب سے پہلی نظر باغیچے پر گئی، وہ وہیں بیٹھی تھی، گھٹنے کھڑے کئے ٹھوڑی ان پر ٹکائے سامنے گھور رہی تھی، کعب چپ چاپ کمرے کی طرف بڑھ گیا، اس کے ہاتھ میں شاپر تھے، صفیہ کے حوالے کرتے وہ نہانے چلا گیا، واپس آیا تب بھی وہ ویسے ہی بیٹھی تھی۔

"خولہ ٹھیک ہے؟"

اس نے آم کی پلیٹ تھامتے بلا ارادہ ہی پوچھ لیا، صفیہ کے چہرے پر دکھ پھیلا۔

”ایک دن سے گم صم سی کیفیت میں ہے، میں نے واپس جانے کا نہیں پوچھا کہیں برا نا لگ جائے، تم بات کرو کعب، اسے سمجھاؤ، مجھ سے اس کی یہ حالت نہیں دیکھی جارہی۔ “

”میں بات کرتا ہوں۔ “

وہ اُنہیں تسلی دیتا باغیچے کی طرف بڑھا، جوتے اینٹوں کی کیاری تک اتار دیے

”ویسے تو میں آم کسی کے ساتھ بانٹنا پسند نہیں کرتا لیکن تم چاہو تو میرے ساتھ مل کر کھا سکتی ہو۔ “

وہ آہستہ سے اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھا، آم کی پلیٹ درمیان میں رکھ دی، خولہ چونکی، نظر پلیٹ پر گئی

"کھاؤ گی؟“

”نہیں۔ “

کعب نے خاموش سے ایک قاش اٹھائی

”میرا خیال تھا تم بہادر ہو، لیکن میرے بہت سے خیال غلط نکل رہے ہیں، اِس کے غلط نکلنے پر بہت مایوسی ہوئی۔ “

وہ عام سے انداز میں کہہ رہا تھا، خولہ نے یونہی ٹھوڑی گھٹنے پر رکھے اسے دیکھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"عزت کے معاملے میں ہر عورت ایک جیسی ہوتی ہے "

"میں ہر عورت کی نہیں تمہاری بات کر رہا ہوں۔ "

"خولہ بلال سے زیادہ عام عورت دنیا میں کوئی نہیں رہی۔ "

"ایسا ہے تو عام لفظ اب عام نہیں رہا۔ "

خولہ نے رخ موڑ لیا، اس کا چہرہ زرد لگتا تھا۔

"اگر کچھ ہو جاتا تو کعب؟ "

"کچھ نہیں ہوا۔ "

"کچھ ہو جاتا تو؟ "

"تم خولہ ہو، تم خود پر آنکھ اٹھانے والے کو چیر پھاڑ سکتی ہو۔ جمال نے غلط لڑکی منتخب کی تھی۔ "

وہ اب بھی آم کھا رہا تھا گویا جو ہوا وہ معمولی سی بات تھی۔

"میں بہت عام ہوں کعب، بہت زیادہ عام سی، خولہ کچھ نہیں ہے، کبھی کبھی لگتا ہے بھائی میرے لئے ظالم تھا، وہ مجھے عام رہنے دیتا تو میں کہیں بیٹھ کر رو رہی ہوتی لیکن وہ مجھے ضبط کے ایسے سبق سکھا کر گیا ہے کہ آنکھیں وہ سبق بھولتی ہی نہیں۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

کعب کا آم کی قاش اٹھاتا ہاتھ تھما، وہ چند لمحے خولہ کو دیکھتا رہا۔

"تمہیں رجب سے شکوے ہیں؟"

"اس معاملے میں ہیں، انہیں خولہ کو عام رہنے دینا چاہیے تھا، اُنہوں نے میرے ساتھ ظلم کیا تھا"

کعب نے قاش رکھ دی، پلیٹ پیچھے کر دی، کچھ دیر وہ خولہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا رہا

"تُمہیں شانی یاد ہے خولہ؟" اس نے بہت آہستہ سے پوچھا تھا، خولہ کی نظر کعب پر گئی۔

"شانزے؟"

"ہاں، شانزے نوید، عرف شانی، تُمہیں وہ یاد ہے؟"

"اسے کون نہیں جانتا؟"

اس نے گاؤں کی ہر بوڑھی عورت سے یہ قصہ سن رکھا تھا۔

"وہ میری اور رجب کی ہم عمر تھی، گاؤں کی سب سے خوبصورت لڑکی، انتہا کی حسین، وہ میرے اور رجب کے ساتھ پڑھتی تھی، ہم نویں جماعت میں تھے، سکول کے آدھے لڑکے اس میں دلچسپی رکھتے تھے اور جو نہیں رکھتے تھے وہ اس لیے کیونکہ وہ کسی اور کو پسند کرتے تھے، شانی کی مجھ سے اور رجب سے اچھی بات

WWW.NOVELSHUB.PK

چیت تھی، وہ کہتی تھی جب ہم دونوں شہر پڑھنے جائیں گے تو وہ ہمارے ساتھ جائے گی، ہمارے لیے وہ بہنوں جیسی تھی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم نائنتھ کے پیپر دے رہے تھے، اس دن میتھ کا پیپر تھا، سارے بچے سکول پہنچ گئے، پیپر ہو گیا لیکن شانی نہیں آئی، اس کے گھر والے سکول کی چھٹی ہونے کے بعد سکول آئے تو پتا چلا وہ گھر سے سکول کے لیے نکلی تھی لیکن نا سکول پہنچی نا گھر، پورے گاؤں میں آگ کی طرح خبر پھیلی، ہر کوئی اسے ڈھونڈنے لگا، بات ایک گھر کی تھی لیکن درد سب کو برابر ہوا، ڈھونڈنے والوں میں رجب اور میں بھی تھے، ہم دونوں نہر کے پاس اسے ڈھونڈ رہے تھے جب" وہ لمحہ بھر کو رکا، یوں جیسے الفاظ اٹک گئے ہوں، خولہ دم سادھے اسے سن رہی تھی، کعب نے سر جھٹکتے بات دوبارہ شروع کی " نہر کے پاس اس کا دوپٹہ پڑا تھا، ہم دونوں ڈھونڈتے ڈھونڈتے کھیت میں گئے تو... وہاں شانی کی.... لاش پڑی تھی، نیم برہنہ حالت میں.... کسی نے اسے زیادتی کے بعد قتل کر دیا تھا، ہم دونوں کتنی ہی دیر صدمے سے وہیں جم گئے، اپنے سوئیٹر اتار کر اس پر رکھے، پھر میں نے رجب سے کہا کہ کسی کو بلانے چلیں تو اس نے کہا کہ وہ یہیں رکے گا اور میں جا کر کسی کو بلا کر لاؤں، میں نے کہا وہ بھی میرے ساتھ چلے تو جانتی ہو اس نے کیا کہا؟ "

اس نے سرخ گلابوں سے نظر ہٹا کر خولہ کو دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی، سر نفی میں ہلایا

"اس نے کہا کہ اگر کوئی پھر سے شانی کو لے گیا تو؟ "

خولہ کا دل دھک سے رہ گیا، کعب نے آنکھیں بند کر کے کھولیں

WWW.NOVELSHUB.PK

"اس دن وہ ڈر گیا تھا خولہ، وہ آخری دن تھا جب وہ تم پر ماں کی طرح مہربان رہا، وہ ڈر گیا کیونکہ اس نے جان لیا کہ اگر عورتیں اپنی حفاظت نا کریں تو ہر عورت شانی جیسی بن جاتی ہے، گدھ اُنہیں نوچ کھاتے ہیں، اس نے جان لیا کہ اگر شانی کے پانچ بھائی اسے نہیں بچا سکے تو کسی عورت کو کوئی مرد نہیں بچا سکتا، ہر عورت کو اپنی حفاظت خود کرنی ہوگی، اس دن وہ تم پر بے رحم بن گیا خولہ، اس نے تمہیں کھیتوں میں کام کرنا سکھایا تاکہ تم کبھی بھوک سے نا مرو، اس نے تمہیں پستول چلانا سکھایا تاکہ تم کبھی گولی سے نا مرو، اس نے تمہیں لڑنا سکھایا تاکہ تم اپنی حفاظت خود کر سکوں، وہ بس ایک بھائی تھا خولہ۔"

وہ چپ ہو گیا، خولہ وہی ساکت سی بیٹھی رہ گئی۔ اس نے ہر کسی سے شانی کا سنا تھا کہ وہ بہت حسین تھی، کسی نے اسے مار دیا تھا، کیوں مارا تھا یہ کسی نے نہیں بتایا، گاؤں کی بزرگ عورتیں یہ قصہ ادھورا سنایا کرتی تھیں، اس نے آج جان لیا تھا۔ خولہ بلال کی آنکھیں نم ہوئیں لیکن اس نے آنسو نگل لیے۔ نظریں پھولوں پر جما دیں، کئی لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے پھر وہ بڑبڑائی

"اُنہیں بھائی کو نہیں مارنا چاہئے تھا۔"

تو اگر کعب عباس کو لگتا تھا کہ اس نے خولہ بلال کو لاجواب کر دیا ہے تو اسے اس ایک جملے نے الفاظ کھینچ لیے تھے۔

"کن کو؟"

"وہ ظالم تھے کعب، کوئی کسی کے بھائی کو کیسے مار سکتا ہے؟"

اس نے سر گھٹنوں میں دے دیا، کعب کی زبان جیسی تالو سے چپک گئی تھی

"کون خولہ؟" "کیا وہ جانتی تھی؟ یہ سوال زہن میں بعد میں آیا تھا" کیا وہ جان گئی تھی کہ وہ قاتل نہیں تھا؟" پہلے یہ سوال پیدا ہوا۔

"میں معاف نہیں کروں گی کعب، میں اُنہیں معاف نہیں کروں گی"

"لیکن قاتل تو میں تھا خولہ"

خولہ کا روتا وجود ساکت ہوا، شدت غم میں وہ یہ بھی بھول گئی کہ کعب عباس اس کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے بھائی کے قاتل کون ہیں۔

اس نے سر اٹھایا پھر کعب کو دیکھا، وہ نظریں اسی پر جمائے ہوئے تھا، سیاہ آنکھوں میں سوال تھا، یوں جیسے ایک جواب پر اس کی زندگی اٹک گئی ہو، خولہ کتنے ہی لمحے اس کی آنکھوں کو دیکھتی رہی

"مجھے ہر سچ دیر سے پتا چلا کعب۔ ظلم ہوا"

تو وہ جان گئی تھی، کعب عباس کے گلے میں گلٹی ابھری، اسے اب کیا کرنا چاہیے؟ کوئی شکوہ؟ ناراضگی؟ اسے خولہ کے پاس سے ہٹ جانا چاہیے اور اسے یہ سوچنے دینا چاہیے کہ وہ اس سے ناراض تھا، اسے ایسا ہی کرنا چاہیے، یہ اس کا حق تھا کہ وہ اس سے ناراض ہوتا۔

"کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو۔؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

اور اس کی ناراضگی جو سوچ تک آئی تھی وہ سوچ سے ہی غائب ہو گئی، وہ خولہ بلال سے معافی منگواتا تو مر نا جاتا؟

"معافی مانگ کر مجھے اس بار واقعی مجرم مت بناؤ خولہ، تم مجھے مار دو تب بھی مجھ سے معافی مت مانگنا۔"

تو محبت کس قدر ظالم شے تھی، اسے افسوس ہوا کہ وہ عورت اس سے کئی اختیار چھین گئی تھی

"میں کتنی بیوقوف تھی نا کعب؟ میں نے کوئی ایک شخص ڈھونڈنا چاہا جسے میں اپنے بھائی کے قتل کا زمہ دار ٹھہرا سکوں، وہ ایک شخص تمہیں نہیں ہونا چاہیے تھا، تمہیں تو ہرگز نہیں ہونا چاہیے تھا"

وہ نظریں جھکا گئی، خولہ بلال کی جھکی نظریں اذیت تھی، کعب عباس کو اذیت ہوئی۔

"حالات ہی ایسے تھے خولہ۔ تمہارا قصور نہیں تھا۔"

سو اس کی زبان بھی دل کے تابع ہوئی؟، ہر شکوہ دفن ہوا۔

"ان حالات میں بھی خولہ کو کعب پر شک نہیں کرنا چاہیے تھا"

"نہیں کرنا چاہیے تھا" خولہ کو دکھ ہوا، وہ شکوہ کرنے جا رہا تھا لیکن کعب عباس کے دل کی بغاوت کو کاش زہن کچل سکتا" لیکن تمہیں ہر شے معاف ہے مسات۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ کچھ مسکرا کر نرمی سے بولا تو وہ کتنی ہی دیر بول نا سکی۔ کعب عباس نے اسے لاجواب نہیں کیا تھا، اس نے خولہ بلال کو شرمندگی کے پاتال میں پھینک دیا تھا۔

اس نے کچھ نہیں کہا، رخ بھی موڑ لیا، آنسو بھی صاف کر لئے، دل ازیت سے پھٹ گیا، قدموں نے کہا اسے اٹھ جانا چاہیے، وہ یہاں مزید بیٹھتی تو اس شخص کا سامنا کرنا پڑتا اور وہ نظریں چراتی رہ جاتی۔

"تمہیں گلاب ناپسند نہیں تھے؟"

وہ خولہ کی نظروں کی سمت دیکھتا سرسری انداز میں بولا، یوں جیسے تھوڑی دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہیں تھا، خولہ نے چونک کر رخ موڑا، وہ جیسے کسی خیال سے جاگی تھی۔

"پسند تو اب بھی نہیں ہیں۔"

"تو یوں کیوں دیکھ رہی ہو انہیں؟"

"منع ہے؟" اس نے رخ واپس موڑ لیا

"اس گھر میں تمہیں کسی چیز سے نا میں منع کر سکتا ہوں نا میری والدہ۔" وہ ہلکا سا ہنسا

"میں یوں ہی بیٹھی تھی یہاں، پھول پیارے لگ رہے تھے، پیارے لگتے ہیں نا۔؟"

کعب نے پھولوں پر سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا، چند لمحے دیکھتا رہا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"پیارے لگتے ہیں۔" وہ آہستگی سے بولا

"بھائی کو پسند تھے "

وہ بے ساختہ بولی تھی پھر چپ کر گئی، کعب کو اس کا چپ ہونا برا لگا

"اس کا دل چاہتا تو ساری دنیا کے پھول اپنے گھر میں لا رکھتا۔ "

خولہ نے جواب نہیں دیا، وہ اب بھی پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ چند پل خاموشی کی نظر ہو گئے پھر وہ آہستہ سے بولی

"تم دونوں کی لڑائی کیوں ہوئی تھی کعب؟ "

وہ پھولوں کو دیکھتے آہستہ سے پوچھ رہی تھی، کعب کو لمحہ بھر کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے پھر وہ گہری سانس لیتا سیدھا ہوا۔

"میں تیار ہوں۔ "

"کس چیز کے لیے؟ "

خولہ نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہارے نئے الزامات کے لیے۔"

وہ سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا گویا وہ واقعی اس کا ہر الزام برداشت کرنے کے لیے تیار تھا۔
خولہ کتنے ہی لمحے چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔

"تم دونوں کی لڑائی کیوں ہوئی تھی کعب۔؟"

کعب عباس کو موضوع پھیرنا نہیں آتا تھا یا وہ لڑکی جان گئی تھی کہ وہ موضوع پھیر رہا ہے؟

"اسے غلط فہمی ہوئی تھی۔" اس نے گویا ہار مان لی۔

"کیسی غلط فہمی؟"

"تھی کوئی غلط فہمی، پرانی بات ہے، وہ مردے کب کے گاڑھ دیئے گئے ہیں خولہ۔"

"میں گڑھے مردے اکھاڑ رہی ہوں۔ میرا جواب دو۔" وہ جواب لیے بنا ٹلنے والی نہیں تھی۔ کعب نے بالوں میں ہاتھ پھیرا پھر کچھ بے بسی سے اسے دیکھا۔

"ان مردوں کی ہڈیاں بھی نہیں بچیں۔"

"میں ان کی راکھ پر بھی راضی ہوں۔"

کعب عباس نے ہار ماننے والی سانس لی

WWW.NOVELSHUB.PK

"اسے ایک خط ملا تھا جو کسی نے تمہارے لیے لکھا تھا اور اُسے لگا میں نے لکھا ہے، غصے میں آ کر اس نے مجھ سے سختی سے باز پُرس کی اور ہمارا جھگڑا ہو گیا۔"

اس نے تین جملوں میں بات سمیٹ دی۔

"خط میں کیا لکھا تھا؟"

وہ ایک جملے میں اس کے تین جملے خاک میں اڑا گئی، کعب نے نظریں گھما کر پودوں کو دیکھا پھر وہ نل کو دیکھتا اٹھنے لگا۔

"بہت سوکھ رہے ہیں، میں پانی دے دیتا ہوں۔"

"تم یہاں سے اٹھے تو میں کنوئیں میں جا کر چھلانگ لگا دوں گی اور تم جانتے ہو میں ایسا کر سکتی ہوں۔"

وہ جانتا تھا وہ ایسا کر سکتی ہے سو وہ مانتے ہوئے چپ چاپ بیٹھ گیا، خولہ بلال نے سوال نہیں دہرایا تھا اسے اب جواب ہی چاہئے تھا، کعب نے رک کر چند لمحے سوچا

"وہ ایک رومانوی خط تھا۔"

اس نے حتی الامکان مناسب الفاظ چنے تھے۔

"اس رومانوی خط میں کیا کیا لکھا ہوا تھا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کے مناسب الفاظ نامناسب سمجھ کر نظر انداز کر دییے گئے۔

"کیا میں وہ باتیں دہراؤں؟ میں مر نا جاؤں تمہارے سامنے وہ الفاظ بولتے ہوئے؟"

وہ کچھ خفا انداز میں کہنے لگا، خولہ اسے دیکھتی رہی۔

"کیا کچھ بہت برا لکھا گیا تھا اس خط میں؟"

"ہاں۔ اتنا کہ اگر رجب نے آکر مجھے مارا تھا تو وہ صحیح تھا، لیکن وہ خط میں نے نہیں لکھا تھا۔" وہ جواب دینے کے ساتھ وضاحت بھی دے گیا۔

"کس زبان میں تھا؟"

"انگلش"

"ذوالفقار نے لکھا تھا؟"

اور جواب ختم ہو گئے۔ خولہ نے اس کی خاموشی سے جان لیا کہ وہ صحیح سوچ رہی تھی، وہ گہری سانس لے گئی

"بھائی مجھے خط دکھا دیتا تو اتنی بڑی نوبت نا آتی"

"تمہیں کیسے علم وہ ذوالفقار نے لکھا تھا؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ پہلی بار چچی سے ملنے آیا تو مجھ سے انگلش میں بات کر رہا تھا، خواہ مخواہ متاثر کرنے کی کوشش کر رہا تھا، پھر اس کی نظریں بھی عجیب تھیں، تو مجھے تم سے خط کا سن کر اسی کا خیال آیا۔"

"تم دونوں کے رشتے کے بات چل رہی تھی۔" وہ سوال کرنا چاہتا تھا لیکن اختتام تک گفتگو اطلاع میں بدل گئی

"بھائی نے زکر کیا تھا، میں نے فیصلہ ان پر چھوڑ دیا تھا لیکن اس ملاقات کے بعد خود جا کر منع کیا تھا، عجیب ڈیش انسان تھا۔"

وہ ناگواری سے بولی تو کعب ہلکا سا ہنس دیا۔

"نین تارہ ہوتی تو مان جاتی۔"

"میں خولہ بلال ہوں کعب۔"

"اور میں خولہ بلال کو مان گیا۔"

وہ مسکرا کر سر جھٹک گیا، سارے اندیشے، خدشے ہر شے دور ہو گئی

"تم نے کسی کو بتایا کیوں نہیں تھا کہ ذوالفقار خود کو بچا رہا ہے؟"

"اگر بتاتا تو وہ خط سامنے لانا پڑتا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"تو دکھا دیتے خط۔"

"بات تمہاری عزت پر آجاتی خولہ، اور کعب عباس کو موت منظور ہے تمہاری عزت پر آیا حرف نہیں۔"

اس نے وہ جملہ سادہ لہجے میں کہہ دیا تھا لیکن خولہ بلال کی دنیا تھم گئی، دل وہیں رکا رہ گیا، فضا ساکت سی ٹھہر گئی، دماغ پہ کسی خیال نے دستک دی، وہ اس کی عزت بچانے کی خاطر دو سال جیل میں رہا تھا؟ وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی۔

اس کی خاموشی پر کعب نے رخ موڑا تو خولہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

"کیا ہوا؟"

"شادی کرو گے مجھ سے کعب؟"

اس نے کعب کو دیکھتے دھیمے سے پوچھا تھا اور اس کی دھیمی آواز کعب عباس کے اندر تک اتر گئی، کتنے ہی پل تو وہ چپ چاپ خولہ کو دیکھتا رہ گیا

"مزاق کر رہی ہو؟"

"تم چاہو تو ہنس سکتے ہو لیکن میں مزاق نہیں کر رہی۔"

وہ سنجیدہ تھی، آنکھیں چہرے سے زیادہ سنجیدہ، اور دل؟ دل کا حال تم رہنے دو۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ...." کعب نے رک کر کچھ سوچنا چاہا، اسے کیا کہنا ہے؟ زندگی میں اس نے پہلی بار حقیقتاً لاجواب ہونے کا مطلب جانا تھا۔

"میں صرف ایک سوال کر رہی ہوں۔ بدر عبداللہ نے مجھے پرپوز کیا تھا، میں نے منع کر دیا تو اس نے مجھے دھمکیاں دیں۔"

اس نے چن کر مناسب الفاظ استعمال کیے۔

"اور تم اپنی حفاظت کر سکتی ہو۔"

"میں چاہتی ہوں میری حفاظت تم کرو۔"

سو قسمت کو منظور ہوا، کعب عباس کے ذہن نے وہ الفاظ سوچ لیے تھے جن سے اسے خولہ کو مناسب الفاظ میں انکار کرنا تھا، اس کے پاس شادی کا آپشن نہیں تھا، کم از کم جیل سے باہر آنے کے بعد اس کے پلینز میں شادی نہیں تھی لیکن وہ عورت درخواست نہیں کر رہی تھی۔

"صرف حفاظت کے لیے شادی کرنا چاہتی ہو؟"

اس نے کچھ جاننا چاہا، خولہ کچھ دیر اس کی بھوری آنکھوں کو دیکھتی رہی۔ (انتقام کے لیے)

"کس نے کہا تھا کہ میں اس کی زندگی کی کتاب کا آخری خوشگوار لفظ ہوں۔ میں واقعی آخری خوشگوار لفظ بننا چاہتی ہوں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

)تاکہ کسی اور کی زندگی کا آخری لفظ بن سکوں، آخری ناخوشگوار لفظ (

قسمت نے واقع طے کر لیا تھا۔ کعب عباس کے دل نے دماغ کا ہر لفظ ٹھکرا دیا

"بتاؤ کعب عباس، خولہ بلال سے شادی کرو گے۔؟"

"حاضر سائیں۔"

اس کا دل ٹوٹ کر کرچی ہوا، لہو اندر رسا

"خالہ... خالہ سے کہو رشتہ لے کر آجائیں، اگر تمہیں مناسب لگے تو دس دن سے پہلے رخصتی کروا سکتے ہو۔"

وہ اسی دھیمے لہجے میں کہتی اٹھی، دوپٹہ سنبھالا اور اندر کی طرف بڑھ گئی، اس کے جانے کے بعد کعب نے آنکھیں بند کیں پھر جھٹکے سے کھولیں، چہرے پر شاک سی کیفیت ابھری

یہ کیا کہہ دیا اس نے؟ اللہ، یہ کیا مانگ لیا خولہ نے؟ اسے انکار کر دینا چاہیے تھا، شادی سب تباہ کر دیتی، اس کے پلینز میں شادی نہیں تھی، کہیں نہیں تھی، اسے صرف انتقام لینا تھا، اوہ خدایا، یہ نہیں۔

اس سے دور خولہ کی طرف آؤ تو وہ دھیمے قدموں سے چلتے کمرے کے اندر آئی، دروازہ بند کیا پھر دروازے سے لگتے نیچے بیٹھتی چلی گئی

WWW.NOVELSHUB.PK

"حکم سر آنکھوں پر محترمہ "

"حکم سر آنکھوں پر ملکہ "

"آپ کا تابعدار ملکہ "

اس نے کانوں پر ہاتھ رکھے، آنکھیں دغا دے گئیں، اذیت آنسو بن کر بہہ نکلی۔

"میں تمہیں معاف نہیں کروں گی بدر، میں اپنے بھائی کا خون معاف نہیں کروں گی، انصاف نا صحیح انتقام صحیح، اور خولہ بلال اپنے طریقے سے انتقام لے گی "

وہ بند آنکھوں سے بڑبڑائی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خاقان نے دروازہ آہستہ سے کھولا پھر مکمل کھولتے اندر داخل ہوئے، کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، بلائنڈز گرے ہوئے تھے اور اے سی فل سپیڈ میں چل رہا تھا، وہ خاموشی سے اندر آئے، اے سی کی سپیڈ کم کی، بلائنڈز اوپر اٹھائے اور پھر بیڈ کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھے۔

"اٹھ جاؤ ھریرہ۔ "

اس کے جسم میں حرکت ہوئی، خاقان دوبارہ آواز دیے بنا دیکھتے رہے۔

ھریرہ نے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں، پلکیں جھپکیں پھر خاقان کو سامان دیکھتے آنکھیں مکمل کھولیں۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

وہ سُستی سے اٹھ بیٹھا، بال بکھرے ہوئے تھے، آنکھیں سرخ اور چہرہ زرد تھا۔

"دو دن سے اگر تم ہر شے بھلا کر صرف سوتے رہو گے تو ظاہر ہے مجھے فکر ہو گی اور میں تم سے پوچھنے آؤں گا کہ اس سوگ کی وجہ کیا ہے؟"

ھریرہ سیدھا ہوا اور پاؤں نیچے گرائے، وہ دو دن سے کمرہ بند کیے لیٹا تھا، باہر کیا ہو رہا تھا اسے نا معلوم تھا نا پرواہ۔

"طبیعت خراب ہے میری بابا۔"

"میں نے صبح آکر چیک کیا تھا، بخار نہیں تھا۔"

وہ سنجیدہ لگ رہے تھے، ھریرہ نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں ٹکائے۔ سر جھکا ہوا تھا۔ گھنگریالے بال کچھ لمبے ہو رہے تھے اور وہ اس وقت بکھرے ہوئے تھے۔

"انسان صرف بخار سے بیمار تو نہیں ہوتا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

”بخار کے علاوہ جو بیماری تمہیں ہوئی ہے، اس کا نام بتاؤ۔ “

وہ کچھ دیر چپ رہا، نیند کی گولیاں کھانے کے باعث دماغ سن سی کیفیت میں تھا۔

”ھریرہ، جا کر منہ دھوؤ پہلے، پھر واپس آؤ، ہمیں بات کرنے کی ضرورت ہے۔ “

ھریرہ نے بے زاری سے سر اٹھایا پھر اسی بے زاری سے سُستی سے اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھا، کچھ دیر بعد واپس آیا تو چہرہ گیلا اور سنجیدہ تھا، بال اب بھی ماتھے پر بکھرے تھے۔

”اب تم ہوش میں ہو۔ “

وہ چپ چاپ خاقان کے سامان بیٹھا، کہنیاں گھٹنوں پر رکھے چہرہ جھکا لیا، دماغ جاگا تھا تو دو دن پہلے کی شام یاد آئی تھی، خون، مٹی، اس نے سر جھٹکا۔

”کیا ہوا ہے ؟ “

خاقان کے سوال پر اس نے جھکا سر اٹھایا۔

”کچھ نہیں۔ “

”تم پرسوں بدر کے ساتھ گئے تھے، کیا اس نے کچھ کہا؟ “

”وہ کیا کہیں گے ؟“ وہ بے زار ہوا، کیفیت عجیب ہو گئی۔ سگریٹ کی طلب محسوس ہوئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم لوگ کہاں گئے تھے؟" خاقان غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"یونہی، اِدھر اُدھر۔"

اس نے نظر کمرے میں دوڑائی، اسے پھر سے قے جیسا احساس ہو رہا تھا، خاقان یہاں سے چلے جائیں تو اچھا تھا، اسے سگریٹ پینی تھی۔

"وہ ان دو دنوں میں کئی بار تمہارے کمرے میں آیا ہے۔"

"بدر بھائی؟" وہ رکا۔

"ہاں، مجھ سے زیادہ تو گویا اسے تُمہاری فکر تھی۔" اُنہوں نے تلخی سے کہا۔ ھریرہ کچھ دیر چپ رہا۔

"آپ کو بدر بھائی برے کیوں لگتے ہیں بابا؟"

"کیوں کہ وہ برا ہے۔"

"کیسے؟" وہ بے چین ہوا۔

"وہ ظالم ہے، قاتل ہے۔"

"قاتل؟" اس کا سانس تھما، بابا جانتے تھے؟

"کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ اس نے کیسے اس بزرگ آدمی کے بیٹے کا ایکسیڈینٹ کروایا تھا؟"

"وہ آدمی جس کی قبر پر پھول کا پودا لگایا گیا تھا" وہ بڑبڑایا پھر خاقان کو دیکھتے آگے کو ہوا، اسے باتیں پیٹ میں رکھنی نہیں آتی تھیں، کیا وہ یہ بات خاقان کو بتا دے؟ "کبھی... مطلب کبھی بابا، بھائی نے آپ کے سامنے کسی کو مارا ہے؟"

خاقان اسے دیکھتے رہے، آنکھیں سکیڑ لیں۔

"نہیں۔"

"اور اگر وہ قاتل نا ہوئے تو؟" اس نے تھوک نگلی، اُنگلیاں نامحسوس انداز میں ہل رہی تھیں، کیا وہ سگریٹ کا اس قدر عادی ہو گیا تھا؟

"کیا فرق پڑتا ہے؟ وہ قاتل ہو اتب بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" خاقان نے کاندھے اچکائے۔ ھریرہ تھما۔

"کیوں؟"

"اس کے تعلقات ہیں ھریرہ، تمہاری سوچ سے زیادہ، میری پہنچ سے اوپر، تم دیکھ لینا اگر وہ کبھی جیل گیا تو ایک دن میں باہر ہو گا۔"

ھریرہ نے گلا تر کیا۔ کیا وہ خاقان کو بتا دے؟ اس کا دل اس راز سے پھٹ جائے گا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”ظاہر ہے وہ بچ جائیں گے، لیکن... کیا قتل بہت چھوٹی چیز ہے؟ “

”تم قتل وغیرہ کا کیوں پوچھ رہے ہو؟ کچھ ہوا ہے؟“ وہ مشکوک ہوئے تھے۔

”نہیں.. بالکل نہیں.. “وہ تیزی سے بولا، ماتھے پہ پسینہ ابھرا، خاقان نے غور سے اس کا اضطراب دیکھا۔

”مجھے بتا سکتے ہو ھریرہ“ اب کے ان کے لہجے میں نرمی آئی۔ ھریرہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ کیا وہ بتا دے؟

”بابا... “وہ رکا، پھر کمرے کے دروازے کو دیکھا اور تیزی سے اٹھتے اسے صحیح طرح سے بند کیا اور واپس خاقان تک آیا۔

”تم مجھے پریشان کر رہے ہو ھریرہ۔“ وہ حقیقتاً پریشان ہوئے تھے۔

”میں جو بتانے جا رہا ہوں، آپ وعدہ کریں کسی سے اس کا زکر نہیں کریں گے۔ کسی سے بھی نہیں۔ “

”ایسا کیا بتانے جا رہے ہو تم؟ “

”آپ وعدہ کریں پہلے۔ “وہ مضطرب تھا۔ راز بھاری تھا۔ بہت بھاری۔ اتنا کہ اس کا دل دب رہا تھا۔

”ھریرہ... “خاقان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

”آپ وعدہ نہیں کریں گے تو میں نہیں بتاؤں گا۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ چند لمحے اسے دیکھتے رہے پھر تھک کر سانس لی۔

"وعدہ۔"

ھریرہ انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے ہونٹوں پر زبان پھیری، تھوک نگلی۔

"بدر بھائی نے دو دن پہلے میرے سامنے کسی کو قتل کیا ہے۔"

سینے سے یکدم کوئی بوجھ اترا۔ اس نے خاقان کے وعدے پر اعتبار کر لیا۔ خاقان کتنی ہی دیر اسے دیکھتے رہ گئے پھر جھٹکے سے آگے کو ہوئے۔

"کیا کہا تم نے؟"

ھریرہ نے گلا تر کرتے انہیں دو دن پہلے کی ساری روداد سنا دی۔ خاقان سنتے رہے۔ ھریرہ چپ ہوا تو انہوں نے اپنے تاثرات پر قابو پایا۔

"کوئی اور تھا وہاں؟"

"نہیں۔ میں، خولہ اور بدر بھائی کے گارڈز، کعب تھا لیکن وہ بعد میں آیا تھا۔"

"کعب کون ہے؟"

"میرا دوست ہے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

اُنہوں نے سر ہلا دیا۔ وہ ششدر تھے ورنہ ھریرہ سے پوچھتے کون دوست؟

"تو اس نے ایک لڑکی کی وجہ سے قتل کر دیا؟" یہ سوال نہیں تبصرہ تھا۔

"وہ خولہ کو پسند کرتے ہیں میں جانتا تھا، لیکن اتنا زیادہ پسند کرتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔"

خاقان نے محض ہنکار بھرا۔ وہ پرسوچ لگتے تھے۔

"آپ کسی کو بتائیے گا مت۔"

راز اگلنے کے بعد وہ اب بے چین تھا۔ خاقان چونکے پھر مسکرائے۔

"میں کیوں بتاؤں گا؟ میرے پاس امانت ہے یہ راز۔ تم اب پرسکون ہو جاؤ، اٹھو، روٹین لائف شروع کرو اپنی۔"

وہ کھڑے ہو گئے، ھریرہ نے سر ہلا دیا، اس کا دل اب بھاری نہیں تھا، وہ یہ بوجھ کسی اور تک منتقل کر چکا تھا۔

خاقان اب دروازہ کھولتے باہر جا رہے تھے۔ کمرے سے نکل کر ریلنگ کے سامنے کھڑے ہوتے اُنہوں نے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

تو بدر عبداللہ قاتل تھا؟

ھریرہ خاقان یہ بھول گیا تھا کہ راز صرف بھاری نہیں ہوتے یہ امانت ہوتے ہیں۔ اور خطرناک بھی!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کعب عباس کا رشتہ آیا تو گھر میں ہر ایک صدمے میں چلا گیا۔ یہ وہ آخری شے تھی جس کی توقع سب کو تھی، خالہ گاؤں کے بزرگوں کو ساتھ لے کر آئی تھیں اور ہر ایک نے چچا پر دباؤ ڈالا کہ وہ ہاں کر دیں۔

"لیکن صفیہ بہن، یہ کیسے ممکن ہے؟"

چچا کو جیسے سمجھ نہیں آئی وہ کیسے اس رشتے پر اعتراض کریں۔

"کیوں ممکن نہیں ہے بھائی الیاس؟ میری بہن کی بیٹی ہے، پہلا حق تو میرا ہی بنتا ہے اس پر۔"

ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ بیٹھے بیٹھے خولہ اور کعب کا نکاح پڑھوا دیں۔ جب سے کعب نے کہا تھا کہ وہ رشتہ لے کر جائیں وہ تب سے گویا ہوا کے دوش پر سوار تھیں۔

"مگر بہن، کعب ابھی بے روزگار ہے، اس کا کچھ روزگار تو لگنے دیں۔"

سب سے مناسب اعتراض یہی ملا۔ وہاں بیٹھا ہر شخص جانتا تھا کہ اصل اعتراض تھا کیا۔

"ڈھونڈ رہا ہے نوکری بھی کعب، اور نا بھی ملی تو ساری زمینیں اسی کی ہیں، میرے بیٹے جیسا لڑکا ڈھونڈ کر دکھا دیں گاؤں میں کوئی۔"

چچا متذبذب سے پہلو بدل کر رہ گئے۔ انہیں ڈر تھا کمرے میں بیٹھی خولہ باہر آکر کھڑے کھڑے ان لوگوں کو بے عزت نا کر دے۔

"ہم سوچ کر جواب دیں گے آپ کو۔"

اُنہوں نے بات ٹالنا چاہی۔ وہ بنا سوچے ہی اُنہیں جواب دے دیں گے، خولہ اور کعب؟ یہ تو ناممکن سی بات تھی۔

"لو بھلا، صفیہ بھی زرا نہیں سوچتی، ارے خولہ ہتے سے اکھڑ جائے گی سن کر۔"

دادی ان کے جانے کے بعد چارپائی پر لیٹتے بڑبڑائیں۔

"وہ سرِ عام جسے قاتل کہتی ہے اسی کا سرِ عام قتل کرے گی دادی۔" شیر دل کو سو فیصد یقین تھا یہی ہو گا، چچا اور چچی تو اندر بیٹھے مشورہ کرنے میں لگے تھے اور باہر ان دادی پوتے کو سو فیصد یقین تھا ابھی خولہ باہر نکل کر یہ سارا سامان کچرے میں پھینکے گی، اسی لیے شیر دل نے احتیاطاً دو لڈو پہلے ہی کھا لیے تھے۔

"اسے پتا بھی ہے یا اندر سو رہی ہے؟"

ان کے سوال کا جواب شیر دل نے نہیں دیا تھا۔ خولہ کمرے سے صحن کی طرف آئی تو آمنے سامنے بچھی چارپائیوں میں سے ایک پر سوٹ، پھل اور مٹھائی پڑی تھی، لمحہ بھر کو اس کے قدم تھمے، دل میں کہیں درد

WWW.NOVELSHUB.PK

سا اٹھا، لیکن پھر وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ چارپائیوں کی طرف آئی، کھلے ڈبے میں سے ایک گلاب جامن اٹھا کر منہ میں ڈالا۔

”کس لیے آئے تھے؟“

”تمہارا رشتہ لے کر آئی تھیں تمہاری خالہ، کعب بھائی کے لیے۔“

یہ جملہ کہنے کے بعد شیر دل نے چشمِ تصور سے خولہ کو یہ ساری مٹھائیاں اٹھاتے گھر کے باہر پھینکتے دیکھا تھا، دادی نے اسے گن اٹھاتے اور کعب کے گھر جاتے اور اس کا قتل کرتے سوچ لیا۔

”چچا نے کیا کہا؟“ اس نے دوسرا گلاب جامن اٹھایا

شیر دل کا تصور ٹوٹا، خولہ اطمینان سے کھڑی تھی؟ شاید وہ مٹھائی کھانے کے بعد باقی سارا سامان پھینک دے، ٹھیک ہے گلاب جامن اس توہین کے حقدار تھے بھی نہیں۔

”کوئی جواب نہیں دیا، سوچ رہے ہیں ابھی۔“

دادی اٹھ کر بیٹھ گئیں، اُنہوں نے قدم نیچے رکھ لیے، اگر خولہ پستول اٹھانے گئی تو وہ اسے ”میری لاش پر سے جانا“ جیسی دھمکیاں دیں گی۔

”مجھ سے کب پوچھیں گے؟“

اس نے مطمئن انداز میں تیسرا گلاب جامن اٹھایا۔

”تم سے کس لیے پوچھیں گے؟ ہمیں معلوم ہے تم نے منع ہی کرنا ہے، اسی لیے پوچھیں گے ہی نہیں۔ “

شیر دل کو اپنا تصور غلط ثابت ہونے پر جھنجھلاہٹ ہوئی، دادی کو پاؤں لٹکا کر بیٹھنے سے کوفت، یہ جا کیوں نہیں رہی پستول اٹھانے؟

”آپ سے کس نے کہا میں منع کروں گی؟ “

اس نے گلاب جامن ختم کیا اور ان دونوں کو دیکھا، منہ کھول کر اسے دیکھتا شیر دل اور صدمے سے بیٹھیں دادی۔

”منع نہیں کرو گی؟ “شیر دل کی پھنسی پھنسی آواز نکلی۔ خولہ نے اطمینان سے ہاتھ جھاڑے پھر سوٹ کو دیکھا۔

”اعتراض کی یا انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے تو کس لیے کروں؟ “

”وہ تمہارے بھائی کا قاتل ہے۔ “

دادی کو گویا ہر صورت اپنا تصور سچ کرنا تھا

”آپ ہی کہتی ہیں وہ ایسا نہیں لگتا، پھر میرا خیال ہے وہ واقعی ایسا نہیں ہے، گاؤں میں سب کہتے ہیں کہ بھائی بے ہوش ہو کر پانی میں گرا تھا۔ “

وہ وہی کھڑی ہو گئی، ہاتھ سینے پر باندھ لیے، دادی کا پاؤں سن ہونے لگا لیکن فی الحال دماغ کا سن ہونا زیادہ اہم مسئلہ تھا۔

”تمہیں اُنہیں پسند نہیں کرتیں۔ “

شیر دل کو دادی سے زیادہ صدمہ لگا تھا۔

”ایسا تو نہیں ہے، اچھا لڑکا ہے، ہینڈسم ہے، زمینیں ہیں، پڑھا لکھا ہے، اعتراض کس بات پر کروں؟ “

وہ مطمئن لگتی ان کا اطمینان غارت کر رہی تھی۔

”تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے؟ “

”نہیں۔ چچا سے کہیں ہاں کر دیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، سوٹ پیارا ہے “

اس نے اختتام پر بے نیازی سے تبصرہ کیا پھر مٹھائی کو دیکھا، کیا ایک اور لڈو کھا لے؟ اوہو وں، میٹھا مزید نہیں، شادی سے پہلے پمپل نکل آئے تو؟ پھل بہتر رہیں گے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے ایک سیب اٹھایا پھر دوبارہ گلاب جامن کو دیکھا، ایک بار پھر سے سوچا اور گلاب جامن اٹھا کر منہ میں رکھا۔)پمپل نکل آئے تو کیا ہو جائے گا؟۔ دنیا میں ہر شے نظر انداز کی جا سکتی تھی لیکن مٹھائی کے ڈبے میں موجود گلاب جامن نہیں۔ ان کے لیے تو جنگ لڑی جا سکتی تھی (

گلاب جامن منہ میں رکھتے وہ اسی اطمینان سے چلتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔ پیچھے بیٹھے شیر دل کا منہ مکمل کھل گیا تھا اور دادی کا پیر ہوا میں لٹکے لٹکے ساکت رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سب سے پہلے گھر کی شادی شدہ بیٹی کو خبر پہنچائی گئی، شادی شدہ بیٹی کو شادی کے بعد یہ دوسرا صدمہ لگا تھا۔

وہ اگلے دن فوراً مائیکے پہنچی اور شیر دل کی زبانی اس رشتے کا علم ہونے پر خولہ کو پکڑ کر سامنے بٹھایا۔

”یہ کیا کر رہی ہو اب تم؟“

”میں کیا کر رہی ہوں؟ رشتہ آیا ہے جیسے ہر لڑکی کا آتا ہے۔“

”تم خود کو ہر لڑکی کی فہرست سے نکال دو۔“

گویا اسے یقین تھا خولہ بلال کے ساتھ اتفاق نہیں ہوتے۔

”نکال دیا۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

"اب بتاؤ، جس لڑکے کو کل تک قاتل کہتی تھیں اسی سے شادی کرلو گی؟"

"وہ قاتل نہیں ہے۔"

نین تارہ کا دل چاہا وقت کو پیچھے لے جائے اور خولہ کو وہ وقت یاد دلائے جب وہ "قاتل وہی ہے" کہتی تھی۔

"مجھے بے وقوف مت بناؤ خولہ۔" نین تارہ اکتا گئی۔ خولہ نے گھٹنے کھڑے کیے اور چہرہ ان پر رکھتے نین تارہ کو دیکھا۔

"کعب کو میں نے کہا کہ رشتہ لے کر آئے۔"

نین تارہ ایک لمحے کو چپ رہ گئی، خولہ بنا کسی تاثر کے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیوں؟"

"کیونکہ میں بدر سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

"صاف صاف بتاؤ گی؟"

"اس نے کہا تھا کہ موت کی بدترین قسم اس کے اپنوں کا اس سے چھن جانا ہے۔ وہ مجھے اپنا کہہ رہا تھا، سو اب وہ مرنے سے پہلے ایک بار ایسے بھی مرنا چاہیے نا؟"

نین تارہ نے اگلے لمحے سوچا کہ اگر بدر کو اس بات کا علم ہوا تو کیا ہوگا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ کعب کو مار دے گا خولہ۔ "

وہ خوفزدہ ہوئی۔ خولہ کیا کر رہی تھی ؟

"تمہیں لگتا ہے میں اسے کعب کو مارنے دوں گی ؟"

"تم بدر عبد اللہ کو نہیں جانتیں۔ "

"بدر عبد اللہ ابھی خولہ بلال کو نہیں جانتا۔ "

"یہ غلط ہو گا۔ تمہارا فیصلہ صرف تباہی لائے گا"

خولہ اسے چپ چاپ دیکھتی رہی، نین تارہ کو اس کی آنکھوں کے تاثر حفظ تھے اور وہ شرط لگا سکتی تھی کہ وہ لڑکی ٹوٹے دل کے ساتھ بیٹھی ہے۔

"صرف بدر سے انتقام لینے کے لیے شادی کر رہی ہو ؟ "

اس نے سوال تبدیل کر دیا۔

"نہیں۔ "

"پھر کیا وجہ ہے ؟ "

”میں نے اس کی نظروں میں اپنا عکس دیکھا ہے نین، محبت کرتا ہے یا نہیں یہ نہیں معلوم، لیکن عزت کرتا ہے، دو سال وہ چپ رہا تا کہ میرے کردار پر بات نا آئے۔ وہ دو سال ایسی عزت کر سکتا ہے تو ساری زندگی بھی کرے گا۔ محبت کی خواہش تو کبھی نہیں رہی، عزت کی تھی اور کعب عباس عزت دینے والا مرد ہے۔“

وہ گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے ہوئے تھی۔

”تم خوفزدہ کیوں نہیں ہو خولہ؟“ وہ اس کے خوفزدہ نا ہونے سے خوفزدہ ہوئی۔

”کس سے خوفزدہ ہونا ہے؟ بدر سے؟ اس سے میں کبھی خوفزدہ نہیں رہی۔“

”خود سے خوفزدہ ہو جاؤ خولہ، تم خود کو برباد کر دو گی۔“

”میں نہیں کروں گی نین۔ میں کعب کے ساتھ سچے دل سے زندگی شروع کروں گی، جس دن اس کے ساتھ نکاح کے بول ادا کیے، بدر عبداللہ دل سے نکل جائے گا۔ میں کعب سے وفادار رہوں گی۔“

”اتنا آسان ہے محبت کو بھلانا؟“ آسان تھا تو وہ عرصے سے کیوں دروازے کی دہلیز پر رک گئی تھی؟ وہ کیوں ایک اظہار میں جی رہی تھی؟

”میں کر لوں گی۔ کعب سے محبت نا بھی ہوئی تو بدر کی محبت بھول جاؤں گی۔ نا بھول سکی تو کعب سے وفادار رہوں گی۔ میں نے زندگی کے اگلے سال طے کر لیے ہیں۔“

”اور جب بدر کو پتا چلے گا؟ سوچا ہے کیا ہو گا؟“

WWW.NOVELSHUB.PK

"جب اسے پتا چلے گا تب سوچوں گی۔ تم نے یوسف کو بتایا؟"

نین تارہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"بتادو۔" وہ مطمئن تھی اور اس کا یہ اطمینان نین تارہ سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

"وہ بدر کو بتادے گا۔"

"نہیں بتائے گا۔"

"بتادے گا خولہ۔ میں یوسف کو جان گئی ہوں۔"

"میں نے کہا نا کہ اسے بتادینا نین۔ میں دیکھ لوں گی تمہارے شوہر کو بھی اور اس کے بھائی کو بھی۔"

نین تارہ نے اس بار کچھ نہیں کہا، خولہ بلال کو مزید کچھ سننا بھی نہیں تھا۔ اس نے واقعی آگے کی زندگی سوچ لی تھی۔

اور جو سوچا جائے وہ کہاں ہوتا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں داخل ہوا تو صفیہ بڑی صندوق کھولے اندر سے ڈھیروں سامان باہر نکالے دیکھ رہی تھیں، وہ جو کچھ پوچھنے آیا تھا، اچھنبے سے سامان کو دیکھا۔

”یہ کس لیے نکالا ہے؟“

”میری بری کا کچھ سامان ہے۔ اب خولہ کو دوں گی“

وہ پر جوش لگ رہی تھیں۔ کعب آگے کو ہوا اور سامان دیکھتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔

”آپ تیس سالہ پرانا سامان اپنی بہو کو دیں گی؟“

”تو؟ دیکھو بالکل ویسے ہی رکھا ہے۔“

”پرانا ہے امی۔“

کعب سامان کے بیچ جگہ بناتا وہیں بیٹھ گیا۔ ایک نظر دوبارہ سامان پر ڈالی، کچھ ان سلے سوٹ، کوئی برتن، زیور جانے کیا کیا۔ اسے لمحے اس نے جانا عورتیں کہ اپنے جہیز کا سامان صدیوں بعد بھی سنبھال کر رکھ سکتی ہیں۔

”نیا بھی لا دوں گی۔“

وہ مطمئن تھیں۔ کعب نے سامان پر سے نظر ہٹا کر انہیں دیکھا، اس نے عرصے بعد ان کے چہرے پر یہ خوشی دیکھی تھی۔

”الیاس چچا نے کیا کہا ہے؟ شادی کب کریں گے؟“

”لو ابھی تو رشتے کے لیے ہاں کی ہے۔ ابھی کہاں شادی کی بات ہو گی۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

"ان سے کہیں دس دن بعد نکاح کے ساتھ رخصتی بھی کر دیں۔"

صفیہ کا سوٹ کو تہہ کرتا ہاتھ تھما۔ نظر اٹھا کر کعب کو دیکھا، وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"دس دن بعد؟ اتنی جلدی؟"

"ایک نا ایک دن شادی کرنی ہی ہے تو دس دن بعد کیوں نہیں؟"

"ایک نا ایک دن بھی سلیقے اور رواج کے مطابق کرنی ہے۔ یہ کیا کہ آناً فاناً شادی کر دیں۔" وہ خفا ہوئیں۔

"مجھے نہیں لگتا اس میں کوئی حرج ہے،"

"تیاریاں کیسے کریں گے؟"

"کون سی تیاریوں کی ضرورت ہے امی؟ جہیز میں لوں گا نہیں، ان سے کہیں صرف خولہ کو دو چار جوڑوں میں رخصت کر دیں۔"

اس نے سکون سے کہتے چارپائی کے پیچھے رکھی بڑی صندوق سے ٹیک لگائی۔

"اتنی کیوں جلدی کر رہے ہو؟"

"کر رہا ہوں تو کوئی وجہ ہو گی نا؟ آپ دس دن بعد کی تاریخ رکھ دیں بس۔"

"دس دن بعد الیکشن ہیں۔"

"گیارہ دن بعد کی رکھ لیں۔" اس کے پاس حل تھا۔

"لو بھلا....." صفیہ مزید خفا ہوئیں "کہاں شادی کے لیے راضی نہیں ہو رہے تھے اور کہاں جلدی جلدی مچا رہے ہو۔"

وہ ان کی خفگی پر ہنس دیا۔ بہت بے ساختگی سے، صفیہ نے رک کر اسے دیکھا، عرصے بعد وہ ہنسا تھا، جیل سے آنے کے بعد شاید چند ایک بار؟ لیکن آج کی ہنسی میں کچھ الگ تھا، کچھ الگ سا۔

"تم خوش ہو کعب؟"

کعب نے ہنسی روک کر انہیں دیکھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟"

"اتنے خوش لگتے ہو کہ میں نے سو بار تمہاری نظر اتاری ہے۔"

وہ مسکرایا۔ آنکھیں بند کرلیں، آنکھوں کے پار اس کا سراپا لہرایا، ہاں ٹھیک ہے، انتقام کے بیچ، جنگ کے دوران، اتنی آزمائشوں کے درمیان اسے دل کی سن لینی چاہیے۔ خولہ بلال آزمائشوں کے بعد ملنے والا اجر تھا تو وہ اس اجر پر شکر گزار تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"خوش ہوں امی۔"

اس نے بند آنکھوں سے بس تین لفظ بولے تھے اور صفیہ نے طے کر لیا۔

"میں کہہ آتی ہوں دس دن بعد کا۔"

اُنہوں نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ انہیں لگا تھا کعب کو ان کی نظر لگ جائے گی۔

"وہ اعتراض کریں تو کہہ دیجیے گا کہ زیادہ تیاریوں کی ضرورت نہیں ہے۔ خولہ بلال اس گھر میں جیسے بھی آئے مجھے منظور ہے۔"

اس کا چہرہ پرسکون لگتا تھا۔ صفیہ اب سامان سمیٹتیں ذہن میں تیاریوں کا حساب لگا رہی تھیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی قدیم حویلی کی طرف آؤ تو بڑے صحن کی بائیں جانب بنے مہمان خانے میں اس وقت بدر عبد اللہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے میز کی دوسری طرف واصف جمشید بیٹھا تھا۔

"ابھی تک تو سب ہمارے حق میں جا رہا ہے، آگے دیکھیں گے۔"

"آگے بھی سب میرے حق میں ہی جائے گا واصف صاحب، بے فکر رہیں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

سفید شلوار قمیص پہنے وہ پر سکون لگتا تھا۔

"پارٹی کا فیصلہ غلط نہیں تھا۔"

وہ مسکرایا۔ واصف جمشید اب اٹھ رہا تھا، بدر انہیں الوداع کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔

"ایک اور بات تھی جو مجھے کہنی تھی۔"

وہ مہمان خانے سے نکلتے دروازے پر رکے۔

"سن رہا ہوں۔"

"ان آٹھ دنوں میں زرا محتاط رہیں۔"

"محتاط مطلب؟"

"بدر صاحب، یہ وقت بہت اہم ہوتا ہے، الیکشن سے قبل ایک غلطی اور ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ ہمیں اطلاعات ملی تھیں کہ آپ پر کچھ الزامات وغیرہ لگائے گئے ہیں۔ سچ ہیں یا جھوٹ پارٹی کو اس سے سروکار نہیں ہے۔ آپ کا نام اب پارٹی سے جڑا ہے تو محتاط رہیں کیونکہ مخالفین اب آپ کا ہر کام ہمارے نام سے جوڑ کر اچھالیں گے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"تو آپ چاہتے ہیں میں ان آٹھ دنوں میں اپنے مخالف لوگوں کو جواب بھی نا دوں؟" اس کے چہرے پر ناگواری آئی۔

"آٹھ دن نا دیں۔ آٹھ دن کے بعد تخت آپ کا، رعایا بھی آپ کی۔ جو چاہیں کریں، کوئی روک ٹوک نہیں، اگر اس مرتبہ ہماری حکومت بنتی ہے جو کہ یقیناً بنے گی تو چیئر مین صاحب آپ کو وزارت دینے پر غور کر رہے ہیں۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں محتاط رہیں۔"

وہ اختتام پر نرمی سے تنبیہہ کرتے باہر جا رہے ہیں تھے۔ بدر نے اس بار کچھ نہیں کہا، اس کے چہرے پر کچھ نہیں تھا۔

مہمان خانے کے سامنے لمبا سا صحن تھا جس کے چاروں اطراف پودے لگائے گئے تھے، وہ ہاتھ پشت پر باندھے صحن کو دیکھنے لگا جب نظر کونے پر گئی اور وہیں اٹک گئی۔ چار دن بعد، چار دن بعد وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ وہی جو آسمانی رنگ کے لباس میں سفید چادر اوڑھے کونے میں ٹھہری تھی، نظریں پھولوں پر جمی تھیں۔ بدر اسے دیکھتا رہا۔ اس کی نظروں کا احساس تھا کہ جب خولہ نے نظر اٹھائی، پھر گھما کر اسے دیکھا۔

وہ وہیں رکی رہی، قاصد آنکھیں مقصود پر جمی رہیں، ملاقات کے خواہشمند سلطان کو شہزادی تک خود آنا پڑے گا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر ہلکا سا مسکرایا، وہاں کوئی اور ہوتا تو وہ نظر انداز کر دیا جاتا، وہ تھی تو نظر کا انداز ہی بدل گیا، پشت پر ہاتھ باندھے اس نے سرخ حویلی کی پتھروں والی روش پر قدم رکھے، سیاہ لباس والی لڑکی اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ مستقبل کا سلطان اس کے سامنے آن ٹھہرا۔

"ملکہ کو سلام۔"

اس نے سر کو خم دیا، بدر عبداللہ نے اس کے چہرے سے ہوتی نظروں کو اس کی آنکھوں تک پہنچایا، وہ سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا"....

"میری جگہ کسی اور کو دینے کی بات کر رہے ہیں تو عشق میں کفر جیسی بات ہوئی"

وہ بات درمیان میں کاٹ گئی۔

"تُمہاری جگہ کوئی اور ہوتی تو وہ بات عشق تک پہنچتی ہی نا۔"

"مان لیا۔"

"شکر گزار ہوں۔"

وہ اندر تھوڑا بہت حیران بھی ہوا کہ خولہ کا انداز تبدیل لگ رہا تھا۔ خولہ نے کچھ نہیں کہا، وہ پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔

"یہاں کیسے آنا ہوا؟"

"نین تارہ کو لینے آئے تھے، چچی اندر ہیں، میں ان کا انتظار کر رہی تھی۔"

اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ نین تارہ کو اس لیے لینے آئے تھے تا کہ بازار جا کر شادی کی شاپنگ کر سکیں۔

"تم اندر کیوں نہیں گئیں؟"

"پھول دیکھنے رک گئی، آج کل اچھے لگنے لگے ہیں۔"

اس نے نظریں بدر کی طرف کیں

"تم مجھ سے خفا ہو؟"

"نہیں۔"

"حالانکہ میں نے سوچ لیا تھا کہ اگر تم خفا ہو تو منانا کیسے ہے" وہ ہلکا سا ہنس دیا، خولہ نہیں مسکرائی۔

"منانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟"

”تم ناراض ہو کر دیکھو، پھر مان جاؤ، میں شہر میں ایک غریب باقی نہیں رہنے دوں گا “

خولہ بلال ہلکا سا مسکرائی، بدر عبداللہ کو اس مسکراہٹ کے عوض واقعی فقراء کے مکانوں کا چکر لگانا چاہیے۔

”میں ناراضگی دور کرنے کے عوض کچھ اور چاہوں تو؟ “

”جہان سے لے کر جان تک مانگ سکتی ہو۔ “

اس نے سینے پر ہاتھ رکھا، وہاں جہاں دل تھا۔

”جان دے دیں۔ “

”نکال لو۔ “

وہ مسکرایا، خولہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

”میں شادی کرنے جارہی ہوں۔ “

اس نے واقعی جان نکال لی۔

”مزاق ہے؟ “

وہ سوال کر رہا تھا، سوال کے ذریعے اجازت چاہ رہا تھا تاکہ ہنس سکے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"سنجیدہ ہوں۔"

وہاں جہاں دل تھا، وہ ہاتھ وہیں جمارہا، اس نے جان نکالنے کی اِجازت مانگی تھی، دل نے واقعی دھڑکنا چھوڑ دیا۔

"تمہیں ناراضگی میں بھی ایک حد تک ناراض ہونے کی اجازت ہے خولہ، کوئی دوسرا طریقہ منتخب کرو۔"

اس نے ہاتھ سینے پر سے ہٹالیا، چہرہ سنجیدہ ہوا۔ مسکراہٹ غائب۔

"میں نے طریقے طے کر لیے ہیں، آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اس سے زیادہ سنجیدہ تھی۔

"میں اسے مزاح سمجھوں گا، گو تمہاری حسِ مزاح اچھی نہیں ہے"

"ہنسنا چاہیں تو ہنس سکتے ہیں، میں دیکھنا چاہوں گی جان نکلتے ہوئے کوئی ہنسنے تو منظر کیسا ہوتا ہے۔"

بدر اسے دیکھتا رہا پھر دو قدم آگے کو ہوا۔

"نام بتاؤ اس شخص کا جس کے حوالے سے تمہارے ذہن میں یہ سوچ آئی ہے اور میں تمہیں دکھاتا ہوں خولہ کے جان نکلنے کا منظر کیسا ہوتا ہے۔"

وہ آہستہ سے سرد انداز میں بولا تھا، وہ سردی جو ہڈیاں نہیں روح جما دیتی ہے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اسے آپ مستقبل میں خولہ بلال کے شوہر کی حیثیت سے دیکھیں گے۔ "

"ایسا کوئی مستقبل نا میں اس شخص کا آنے دوں گا نا تمہارا۔ نام بتاؤ "

خولہ اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر اس نے سرگوشی کی۔

"کعب عباس۔ "

"موت طے ہوئی۔ "

"قبر کہاں بنائیں گے ہم دونوں کی؟ میرے گھر یا اس کے گھر؟ "

سو وہ عمل سے نہیں الفاظ سے بھی جان کھینچنے آئی تھی؟

"اپنا مرنا تم بھول جاؤ ملکہ، فی الحال کعب عباس کی موت کا سوگ منانے کا وقت ہے۔ "

"آپ نے کعب "...

"اس کا نام اپنی زبان سے لے کر اس کے چند دن چند گھنٹوں میں تبدیل مت کرو۔ "

"میں اس سے شادی کروں گی بدر اور آپ دیکھیں گے۔ "

"تو تم چند گھنٹوں کو چند منٹ میں تبدیل کرنا چاہتی ہو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے سخت نظروں سے خولہ کو دیکھا، وہ بدر کو دیکھتی رہی۔

"کیا کریں گے؟"

"تم سوچو خولہ، فقط اس کے ساتھ اپنا نام لینے پر میں اسے مارنے کی بات کر سکتا ہوں تو اگر وہ تمہاری زندگی میں آنے والا شخص ہوا تو میرا عشق تمہارے لیے عشق ہی رہے گا لیکن اس مرد کے لیے قہر بن جائے گا۔
"

اس کے ماتھے کی رگیں پھولیں۔

"میں اس بار جملہ پورا کر رہی ہوں اور آپ روک کر دکھائیں..." وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہی تھی ۔ "آپ نے کعب عباس کو کچھ نقصان پہنچانے کا سوچا بھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

"جو شخص کل تک تُمہارے بھائی کا قاتل تھا آج اسی کی حفاظت کے لیے مجھے دھمکی دے رہی ہو؟"

"میں نے یہ بھی جان لیا ہے کہ وہ قاتل نہیں تھا اور میں ایک بات بتاتی ہوں بدر...." وہ پر سکون سی لگتی اس کا سکون غارت کر رہی تھی... "کعب عباس کو آپ نے کچھ کہا تو واللہ اگلے دن خولہ بلال کی میت اٹھے گی اور ضدی میں آپ کی سوچ سے زیادہ ہوں۔"

وہ چبا چبا کر بولی۔

"تمہیں لگتا ہے میں اس دھمکی سے ڈر جاؤں گا؟"

”میں آپ کو بھی مار سکتی ہوں، اس سے ڈر جائیں۔ “

”تم جان لینے کا طریقہ طے کر کے آئی ہو، اس طریقے کے علاوہ ہر طریقہ آزمالو۔ “

خولہ اسے دیکھتی مڑی، صحن کے اختتام پر روش پر گارڈ ٹھہرا تھا، وہ اس تک گئی، ہولسٹر میں موجود گن کھینچی ،بے پرواہ ٹھہرا گارڈ گڑبڑایا لیکن وہ گن نکال چکی تھی، یکدم ہڑبونگ سی مچی، بدر ہاتھ پشت پر باندھے اسے دیکھتا رہا، وہ گن اٹھائے اس تک آئی اور اس کے دل کے مقام پر رکھی، گارڈ آگے بڑھے لیکن بدر کی اشارے پر رک گئے

”اگر آپ نے کعب کو نقصان پہنچایا تو میں آپ کو مار سکتی ہوں۔ “

بدر اس کی غصے بھری آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

”خاتون اگر مجھ پر گولی چلائیں تو انہیں جانے دینا۔ “

وہ خولہ کی آنکھوں کو دیکھتا بولا تو وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی، اس کے سینے پر رکھا پستول نیچے آگرا، بدر نے اس پستول کو آہستہ سے اس کے ہاتھ سے لیا وہ مزاحمت تک نا کر سکی۔

”مجھ سے کہاں غلطی ہوئی ہے خولہ؟ “

اس نے نظریں خولہ کی آنکھوں پر جمائے آہستہ سے پوچھا تھا، تھوڑی دیر قبل کے برعکس آواز میں دکھ سا تھا، خولہ کے گلے میں گلٹی ابھری۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ قاتل ہیں۔ "

"تمہارے لیے میں صرف عشق لفظ جانتا ہوں۔ "

"آپ نے صرف اسے نہیں مارا، آپ نے سب کچھ ختم کر دیا۔ "

سو محبت کس قدر عجیب شے تھی؟ ضبط رکھنے والی خولہ محبت کی بے وفائی پر ہر ضبط بھلا بیٹھی تھی۔

"تم ان "سب کچھ "میں خود کو شامل مت کرو، مجھے لگے گا میں واقعی سب ختم کر بیٹھا ہوں۔ "

"اس فہرست میں پہلا نام میرا ہے۔ "

اس کی آنکھوں سے آنسو بہے۔

"روؤ مت۔ "

جانے اس نے کیا کہا تھا؟، وہ بس ان آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو دیکھ رہا تھا۔

"رُلانے والے آپ ہیں۔ "

"تو تم مجھے مار دو لیکن روؤ مت۔ "

وہ بے بسی سے بولا۔ خولہ کو مزید رونا آیا، کاش یہ شخص قاتل نا نکلتا، کاش اس کا کچی مٹی کا گھڑا سلامت رہتا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ کی باتیں اب سحر زدہ نہیں کرتیں بدر، میں نے وہ آنکھیں چن لی ہیں جو ساحر ہیں۔"

اس نے آنسو صاف کر لیے۔ گردن سیدھی کی، دل ٹوٹ گیا۔

"اور میرا کیا خولہ؟ تم کسی اور کا نام لیتی ہو تو مر جانے کا جی کرتا ہے۔"

"کسی اور کو ڈھونڈ لیں۔"

"کوئی اور تم جیسا نہیں ہے۔"

"میں نا ملی تو مر تھوڑی جائیں گے۔"

"زندہ تو رہوں گا۔"

وہ جس کی آواز حاکم تھی وہ محکوم کیونکر ہوئی؟

"کوئی اور وجہ تلاش کریں زندہ رہنے کی۔" اس نے آنکھیں سخت کر لیں۔

"میں ہر وجہ تمہیں بناتا ہوں۔" یوں ہوا تھا کہ وہ اس کے جسم سے جان چھیننے جیسی باتیں کر رہی تھی اور وہ خود کو بچا لینا چاہتا تھا۔

"مجھے آپ کا ساتھ نا منظور ہے بدر۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر عبد اللہ خود کو نامنظور ہوا۔"

خولہ نے کرب سے آنکھیں بند کیں، کعب کا چہرہ یاد کیا، ایک وہی شخص تھا جسے اب یاد رکھنا تھا، ایک وہی شخص۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"میں یہاں سے جا رہی ہوں تو بھول کر جا رہی ہوں کہ کون بدر عبد اللہ؟"

"یوں مت کہو۔" ضبط!!

"میں نے دل کے درجے بدل دیے، محبت کے درجے پر اگر کسی کو آنا تھا تو وہ کعب عباس ہوا۔"

"یوں مت بولو۔" بے بسی!!

"میں اس سے وفادار رہوں گی، وہ میری وفا کا ہر مرکز ہوا، میں بھول گئی کون بدر عبد اللہ؟"

"مجھے اپنی نظروں پر رہنے دو۔" گزارش!!

"میں اسے چن رہی ہوں۔"

"مجھے مت چھوڑو ملکہ۔" التجا!!

۔خولہ بلال نے سوچا تھا وہ اسے بتائے گی تو دیکھے گی کہ جو عشق جیسی باتیں کرتا تھا وہ اذیت میں کیسے جیے گا؟ وہ اس کی سرمئی آنکھوں میں مر جانے والے تاثرات دیکھتی مر جانے جیسی ہوئی، کاش بدر عبداللہ نے وہ نا کیا ہوتا، اس نے دو قدم پیچھے لیے۔

”اگر آپ کو لگتا ہے بدر کہ خولہ بلال سے کبھی محبت جیسا مرض ہوا ہے آپ کو، تو کعب عباس کو ایک کھروچ بھی نہیں آنی چاہیے، وہ زندہ رہا تو خولہ رہے گی، جس دن میں نے اس شخص کے بارے میں سنا کہ وہ مر گیا آپ اس زمین پر ڈھونڈ کر دکھائیے گا، کوئی خولہ بلال نہیں ملے گی۔ “

وہ الٹے قدموں پیچھے کی طرف مڑتی گئی، بدر وہیں رکا رہا، وہ دور ہوتی گئی، اندر کے دروازے کی طرف اس کا وجود غائب ہوا، بدر نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔

”میں تمہیں نہیں مرنے دوں گا خولہ لیکن زندہ اب کعب عباس بھی نہیں رہے گا، اس سے کہو آٹھ دن زندہ رہنے لے۔ “

اس نے آسمان کی نیلاہٹ کو زہر کی صورت اندر پھیلتے محسوس کیا۔

آٹھ دن !!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چارپائی پر رکھے ڈھیروں سامان کو دیکھتے شیر دل نے چور نظر خولہ پر بھی ڈالی جو اب دُکھتے پیر کو دبا رہی تھی ۔

"اتنا سب تم لے کر جاؤ گی؟"

"نہیں۔چاہو تو دو چار سوٹ تم بھی اٹھا سکتے ہو۔لال والا زیادہ پیارا لگے گا۔"

اُس نے دوسرا پاؤں آگے کرتے اسے دبایا۔شیر دل خولہ کے طنز کا برا مانے بغیر سامان دیکھتا رہا۔

"ویسے اتنا سامان لینے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ دادی کو پورا یقین ہے تم شادی کے اگلے دن کعب بھائی کو قتل کر کے گھر واپس آجاؤ گی۔"

اس کا پاؤں دباتا ہاتھ رکا، چہرے پر صدمہ پھیلا۔

"دادی کو یہ لگتا ہے؟"

"سو فیصد یہی لگتا ہے۔"

اس نے غصے سے دانت پیستے کمرے کی طرف دیکھا۔ دادی، نین تارہ اور چچی وہیں تھی، پھر پاؤں نیچے رکھتے وہ کمرے کی طرف بڑھنے لگی جب دروازہ بجا۔ خولہ رکی

"جاؤ دیکھ کر آؤ، کون ہے؟"

"کیوں؟ تمہارے پاؤں پر مہندی لگی ہے؟"

وہ تنک کر کہتا وہیں بیٹھا۔

"میں اس گھر میں چند دن کی مہمان ہوں، کچھ شرم کرو۔"

اس نے افسوس سے شیر دل کو دیکھا۔

"اللہ تمہیں دنیا میں چند دن کا مہمان بنا دیں، پھر شرم کر لوں گا۔"

خولہ کا چہرہ سرخ پڑا پھر وہ تپے انداز میں آگے بڑھنے لگی جب شیر دل اٹھا۔

"جا رہا ہوں، جا رہا ہوں۔"

وہ تیزی سے دروازے کی طرف گیا، خولہ وہیں ٹھہری رہی، شیر دل تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو کمرے کی طرف جانے لگا۔

"کون ہے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"یوسف بھائی ہیں۔ باجی کو لینے آئے ہیں۔"

وہ وہیں رکی رہی، شیر دل اندر گیا، تھوڑی دیر بعد چچی نین تارہ کے ساتھ باہر نکلیں، کچھ شاپر اٹھائے وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھیں۔ خولہ کے قدم بے ساختہ ان کے ساتھ ہوئے۔

"تم کہاں جارہی ہو؟"

نین تارہ نے تعجب سے پوچھا۔

"یوسف بھائی کو سلام کہنے۔"

وہ سینے پر ہاتھ باندھے مطمئن لگتی تھی۔ نین تارہ کچھ ٹھٹکی، لیکن کچھ کہا نہیں۔

چچی اب دروازے پر رکے یوسف کو اندر آنے کا کہہ رہی تھیں۔

"نہیں آنٹی، فی الحال جلدی میں ہوں۔ اگلی مرتبہ فرصت سے آؤں گا تو بیٹھیں گے ان شاء اللہ۔"

وہ وہیں دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ چچی سر ہلاتے پلٹیں تو وہ نین تارہ کے ساتھ باہر نکلی۔

"ویسے میں چاہ رہی تھی کہ بہتر ہوتا اگر نین اگلے چند دن ہمارے گھر رہ لیتی۔"

نا اس نے سلام کیا، نا خیریت پوچھی نا بھائی کہہ کر پکارا۔ یوسف نے بے ساختہ نین تارہ کو دیکھا، وہ خولہ کو دیکھ رہی تھی پھر اس کی نظر خولہ پر گئی، اس نے خولہ کے چہرے پر مزاق کا کوئی تاثر ڈھونڈنا چاہا لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ وہ سنجیدہ تھی۔

"اتنے زیادہ دن میں اپنی بیگم کے بغیر کیا کروں گا؟"

وہ دونوں سنجیدہ تھیں لیکن اس نے پھر بھی مزاح کرنا چاہا۔

"آپ کی بیگم ساری زندگی آپ کے ساتھ رہیں گی لیکن ان آٹھ دنوں میں وہ میرے پاس رہ لیتی تو مجھے خوشی ہوتی، آٹھ دن بعد موقع کہاں ملے گا یوں اکٹھے ہونے کا؟"

وہ مسکرائی اور نین تارہ کا سانس سینے میں اٹک گیا۔ یوسف کو پتا چلا تو برا ہو گا، خولہ کیا کر رہی تھی؟

"آٹھ دن بعد ایسا کیا ہونے والا ہے؟" وہ مسکراتے ہوئے حیرت سے پوچھ رہا تھا۔ خولہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"آٹھ دن بعد میری شادی ہے۔"

یوسف کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ خولہ کی مسکراہٹ ہونٹوں پر رہی۔

"آپ مزاق کر رہی ہیں؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں مسکرا رہی ہوں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں مزاق کر رہی ہوں۔"

یوسف رک کر اسے دیکھتا رہا پھر ایک نظر نین تارہ کو دیکھا، آنکھوں میں بے یقینی سی اتری۔

"آپ جانتی تھیں؟"

نین تارہ نے جھکا سر ہاں میں ہلایا۔ خولہ دو قدم آگے کو ہوئی، یوسف کے عین سامنے آتے اس نے ہاتھ سینے پر باندھے، چہرہ اب سنجیدہ لگتا تھا۔

"فی الحال میری طرف متوجہ ہو جائیں محترم یوسف عبداللہ صاحب۔ کیونکہ ہمیں بات کرنے کی اشد ضرورت ہے۔"

اس نے نین تارہ کی طرف سے رخ موڑتے خولہ کو دیکھا۔

"بدر بھائی یہ نہیں ہونے دیں گے۔"

"آپ جا کر بدر کو بتائیں گے؟"

"ابھی کے ابھی،"

وہ چبا چبا کر بولا۔

"وفادار ہیں بھائی سے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"گاڑی میں بیٹھیں نین، ہم حویلی جا رہے ہیں۔"

وہ خولہ کی بات کا جواب دیے بغیر گاڑی کی طرف جانے لگا۔

"اگر آپ نے بدر کو بتایا تو پھر میں بھی بدر عبداللہ کو یہ بتا دوں گی کہ میں جانتی ہوں وہ میرے بھائی کا قاتل ہے۔"

یوسف کے قدم زنجیر ہوئے۔ کسی نے بیک وقت آسمان کو سر سے اور زمین کو قدموں سے چھین لیا، وہ دھیرے سے پلٹا۔ خولہ سپاٹ تاثرات سے اسے دیکھ رہی تھی، نین تارہ کا جھکا سر مزید جھک گیا تھا۔

"اور میں اسے یہ بھی بتاؤں گی کہ مجھے یہ راز بتانے والی نین تارہ ہے۔"

یہ جھٹکا زیادہ شدید تھا۔ یوسف کے لیے بھی اور نین تارہ کے لیے بھی، نین تارہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اور یوسف نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"یہ... یہ نین نے"...

"مجھے یہ نین تارہ نے بتایا تھا کہ میرے بھائی کو قتل کرنے والا بدر عبداللہ ہے اور نین تارہ کو آپ نے بتایا تھا۔"

"اور آپ کو لگتا ہے میں اس دھمکی سے ڈر جاؤں گا؟ میں جاؤں گا اور بدر بھائی کو بتاؤں گا۔" اس کے چہرے پر بیک وقت ضبط، غصہ اور اذیت جھلکی تھی۔

"یعنی آپ چاہتے ہیں کہ اس بار ہمارے گھر سے نین تارہ کا جنازہ اٹھے؟"

وہ لڑکی کس قدر سفاک تھی؟ کس قدر ظالم تھی؟۔ یوسف عبداللہ کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔"

"چلیں ہم مستقبل کا نقشہ کھینچتے ہیں یوسف...." وہ مطمئن لگتی تھی جیسے سب کچھ سوچ رکھا ہو "آپ جا کر بدر کو بتائیں گے کہ خولہ بلال کی شادی ہو رہی ہے، مجھے توقع ہے وہ کعب کو مروا دے گا، اس کے بعد وہ میرے پاس آئے گا اور میں اسے بتاؤں گی کہ میں جانتی ہوں وہ میرے بھائی کا قاتل ہے، اور خولہ بلال مر جائے گی لیکن اپنے بھائی کے قاتل سے شادی نہیں کرے گی۔ وہ جاننا چاہے گا کہ مجھے یہ بات کیسے معلوم ؟میں اسے بتادوں گی کہ مجھے نین تارہ نے بتایا تھا اور نین تارہ کو آپ نے، آپ کا بھائی بہت ظالم صحیح لیکن جن کو عزیز رکھتا ہے اُنہیں دل سے عزیز رکھتا ہے، اور کیونکہ وہ مجھے عزیز رکھتا ہے تو وہ مجھے نہیں مارے گا، آپ اس کے بھائی ہیں تو آپ کو بھی نہیں مارے گا۔ لیکن نین تارہ کا کیا یوسف؟ نین تارہ بدر عبداللہ کو عزیز نہیں ہے تو کیا آپ اپنی محبوب بیوی کو مرنے دیں گے؟" اختتام پر اس نے کچھ افسوس سے پوچھا۔ یوسف کا چہرہ سفید پڑا تھا اور نین تارہ کا سرخ۔

"آپ بھائی کو نہیں بتائیں گی" جانے وہ حکم دے رکا تھا یا گزارش کر رہا تھا لیکن آواز ٹوٹ گئی۔

"کیوں؟ اگر میری فیری ٹیل خراب ہوئی تو باقی سب کی کیوں سلامت رہے؟ نین تارہ مجھے بہت عزیز ہے لیکن اگر میری زندگی خراب کرنے کی کوشش کی گئی تو میں آپ کی زندگی سلامت کیوں رہنے دوں گی؟"

''آپ اپنی بہن کے ساتھ یہ نہیں کریں گی'' وہ ضبط سے خولہ کو دیکھ رہا تھا۔

''بخدا میں بہت خود غرض ہوں۔ یہاں سے جائیں تو اپنی بیوی سے پوچھ لیجیے گا''

اگلے کئی لمحے وہ دونوں خاموش رہے۔ نین تارہ کچھ نہیں بولی تھی، اسے خولہ کی طرف سے ملنے والا صدمہ کافی تھا۔

''آپ بھائی کے ساتھ اچھا نہیں کریں گی خولہ۔''سو وہ ہار گیا؟

''آپ کے بھائی نے میرے بھائی کے ساتھ جو کیا وہ کیا تھا؟''اس کی آنکھوں میں نفرت سی آئی۔

''وہ اس غلطی پر شرمندہ ہیں خولہ۔ اُنہیں ایک موقع دے دیں، وہ آپ کے لیے کچھ بھی کر دیں گے۔''وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا۔ بدر خولہ کو لے کر کس قدر سنجیدہ تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا۔

''ہم کسی کہانی میں نہیں جی رہے یوسف کہ میں اپنے بھائی کے قاتل کو معاف کر کے اس کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگ جاؤں، میں ہر شے معاف کر سکتی ہوں لیکن اپنے بھائی کو قتل نہیں۔''یوسف نے کرب سے آنکھیں بند کیں پھر کھول کر اسے دیکھا۔

''اور مجھے یہ سب بتانے کا مقصد کیا ہے؟''

''اب ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں۔''وہ سکون سے کہنے لگی ''آٹھ دن بہت زیادہ ہیں اور ظاہر ہے بدر عبداللہ کو علم ہو جائے گا کہ میری شادی ہو رہی ہے لیکن اگر آپ چاہیں تو ایسا ہونے سے روک سکتے ہیں۔ اور

آپ کو ایسا کرنا ہو گا کیونکہ پھر نتیجہ جو نکلے گا وہ ہم میں سے کسی کے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔ میں تباہ ہوئی تو آباد کسی اور کو بھی نہیں رہنے دوں گی۔ "

"یہ مشکل ہے۔"

"اب یہ مشکل کیسے دور کرنی ہے یہ آپ کو دیکھنا ہو گا، وہ ویسے بھی الیکشنز میں مصروف ہوں گے تو مجھے نہیں لگتا یہ زیادہ مشکل ہو گا" اس نے بے نیازی سے کاندھے اچکائے۔ یوسف کچھ دیر چپ رہا

"میں یہ کرلوں گا خولہ، نین تارہ کے لیے یہ بھی کرلوں گا لیکن...." اس نے سپاٹ تاثرات لیے خولہ کو دیکھا "آپ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرنے جارہی ہیں۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی شادی ہو جائے گی تو بدر بھائی آپ سے دستبردار ہو جائیں گے تو آپ کو بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ میں بدر عبداللہ کو جانتا ہوں۔ آپ ایک تباہی کو دعوت دینے جارہی ہیں اور اس کے انجام ہر شے تباہ کرے گا۔ میں انتظار کررہا ہوں نین۔ "

اختتام پر وہ نین تارہ سے کہتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ خولہ کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"تم کتنی ظالم ہو خولہ۔ "

یوسف گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا تو نین تارہ نے دکھ سے خولہ کو دیکھا۔

"اور تم تو جیسے جانتی نہیں ہو نا کہ میں نے یہ سب صرف یوسف کو دھمکانے کے لیے کہا ہے؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"میرا نام لے کر دھمکانے کی کیا ضرورت تھی؟" اس نے خولہ کو گھورا تو وہ ڈھٹائی سے مسکرائی۔

"کیونکہ وہ صرف تمہارا شوہر نہیں ہے بلکہ تم سے محبت بھی کرتا ہے اور تمہاری حفاظت کے لیے وہ اپنے بھائی کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ اب جاؤ گھر"

اس نے آگے بڑھتے نین تارہ کو گلے لگایا اور پھر گھر کی طرف بڑھ گئی اور پیچھے کھڑی نین تارہ خولہ بلال کے ان الفاظ پر ساکت کھڑی رہ گئی۔

وہ اس کے لیے اپنے بھائی کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے؟

گاڑی کا ہارن بجا تو وہ چونکی، ایک نظر بند دروازے پر ڈالی اور گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ اسے اب یوسف کا سامنا بھی کرنا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆۔

حویلی آنے تک یوسف نے اس سے ایک لفظ نہیں کہا۔ وہ پورا راستہ خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا اور نین تارہ انگلیاں مروڑتی باہر دیکھتی رہی۔ وہ قبول نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ یوسف کی ناراضگی سے خوفزدہ تھی

۔

حویلی آنے تک، گاڑی پورچ میں رکنے تک وہ چپ رہا، دروازہ کھولا اور پھر دھڑام سے بند کرتے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ نین تارہ کچھ شل قدموں سے اندر گئی۔ وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف گیا تھا۔ حویلی میں

ملازمین کے سوا کوئی نہیں تھا۔ ھریرہ جانے کہاں تھا، مسکان آج کل ہر وقت کمرے میں رہتی تھی اور حسینہ اور خاقان کہیں گئے ہوئے تھے۔ رہا بدر عبداللہ تو وہ آج کل اس قدر مصروف تھا کہ کس وقت حویلی آتا کس وقت جاتا، کسی کو علم نہیں ہوتا تھا۔

سیڑھیاں چڑھتے اوپر پہنچتے وہ کمرے کا دروازہ بند کرتے پلٹی تو یوسف ایک جھٹکے میں اس تک پہنچا اور اس کی کہنی سختی سے تھامی۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ خولہ کو علم نہیں ہونا چاہیے۔ کہا تھا نا نین؟"

وہ دبی دبی آواز میں چلایا۔

"اور آپ کو کیوں لگا میں آپ کے حکم کی پابندی کروں گی؟"

اس نے یوسف کا ہاتھ کہنی پر سے ہٹاتے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"کاش آپ کر لیتیں نین، کاش آپ میری بات مان لیتیں، آپ کو اندازہ نہیں ہے آپ کا اس راز کو کھولنا کتنی بڑی تباہی لائے گا"

اس نے بے چینی سے کمرے میں چکر لگاتے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"کیا کرے گا آپ کا بھائی؟ مجھے یقین ہے وہ خولہ کو نہیں مارے گا۔"

"وہ سب تباہ کر دیں گے نین، آپ کو اندازہ نہیں ہے بدر بھائی کیا کر سکتے ہیں۔"

پل بھر کو نین تارہ کو واقعی لگا بدر عبداللہ سب تباہ کر سکتا تھا لیکن پھر اس نے گردن سیدھی کرنی چاہی۔

"تو جا کر بتا دیں بدر کو کہ خولہ کی آٹھ دن بعد شادی ہے۔"

"تا کہ وہ واقعی آپ کو مار دیں؟" اس نے رک کر نین تارہ کو گھورا۔

"تو آپ کو یقین ہے وہ مجھے مار دے گا؟"

یوسف چلتے ہوئے نین تارہ کے سامنے آیا۔ اس کی آنکھیں سرخ لگتی تھیں۔

"وہ ہر شے معاف کر سکتے ہیں، غداری نہیں، آپ کو ماریں یا نا ماریں مجھے مار دیں گے۔"

لمحے بھر کو نین تارہ کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچا، وہ ایک جملہ اس قدر سفاک تھا کہ اس کے دل میں جا کر تیر کی طرح لگا تھا۔

"وہ آپ کے بھائی ہیں۔"

"اور میں اسی بھائی کو دھوکہ دے چکا ہوں اور دوں گا۔"

اس کے چہرے پر دکھ پھیلا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میرے لیے یہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو اتنا ہی گلٹ ہو رہا ہے تو بتا دیں۔"

اسے اس بات کے جواب میں کچھ سننا تھا۔ کچھ ایسا کہ وہ بدر کو نہیں بتائے گا۔

"میں مر سکتا ہوں نین، لیکن آپ پر ایک کھروچ بھی نہیں آنے دے سکتا۔"

اور نین تارہ کا دل پلٹ گیا۔ اسے خولہ کی حفاظت چاہیے تھی۔ اس شخص نے کوئی اسم پڑھ کر پھونک ڈالا۔ وہ چپ چاپ یوسف کو دیکھتی رہی۔ وہ کمرے میں بے چینی سے چکر لگا رہا تھا۔

"بھائی سے چھپانا مشکل ہو گا لیکن میں یہ کر لوں گا۔ ایک اور دھوکہ صحیح، ایک اور غداری صحیح، آپ کے لیے یہ بھی صحیح۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے موبائل نکال رہا تھا۔ اسے بدر عبداللہ کو دھوکہ دینا تھا۔ آہ کمبخت محبت۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قبرستان میں آج بھی خاموشی تھی۔ اِکا دُکا لوگ تھے جو وہاں نظر آتے تھے۔ مر چکے لوگوں کو ملنے آنے والے، کسی بچھڑ چکے ساتھی کا غم منانے، کسی بچھڑ چکے ساتھی سے ملاقات کرنے۔

ان آنے والوں میں بیری کے درخت تلے بنی قبروں میں سے تیسرے نمبر کی قبر کے سامنے دیکھو تو کعب ٹھہرا تھا، وہ ہاتھ چہرے پر پھیر رہا تھا۔ آمین کہتے اس نے رک کر چند لمحے اس قبر کو دیکھا۔ کئی لمحے دیکھتا رہا۔

”ساتھ دن بعد رجب، سات دن بعد“ اس کی آواز دھیمی تھی، بہت ہلکی ”وہ سات دن بعد میرے نام سے منسوب ٹھہرے گی اور میں سوچ رہا ہوں تم ہوتے تو کیا یہ ممکن ہوتا؟ تم ہوتے تو شاید کہانی مختلف ہوتی، تم ہوتے تو قصہ مختلف ہوتا۔“

اس کے پیچھے سے کوئی گزر کر آگے بڑھ گیا تو وہ لمحہ بھر کو چپ ہوا۔ پھر ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے۔

”مجھے لگا تھا کہ میں ایک منظر میں اٹک جاؤں گا۔ سبزے پر گری لاش، میں اسی منظر میں اٹک جاؤں گا، میرے پاس ایک پلین تھا رجب، ایک مکمل پلین، ان سب میں وہ ایک خواہش جیسی تھی، دل کے ایک کونے میں چھپی خواہش جس کے مکمل ہونے کی چاہ بھی نہیں رہی تھی۔ لیکن پھر.... پھر اس نے پوچھ لیا کہ کیا میں اس سے شادی کروں گا؟ اور میرا دل دغا دے گیا۔ میرے دل نے مجھ سے غداری کرلی“ وہ سر جھکا کر کرب سے ہنسا ”محبت بہت بری چیز ہے، میرا ہر انتقام اس ایک عورت نے بدل دیا، میرا ہر لفظ اس نے ختم کر دیا، میری ہر دبی خواہش اس نے سامنے لا کر رکھ دی۔ اور میں جو سوچتا تھا کہ زندگی کا بس ایک مقصد رہے گا تو وہ اس مقصد کے بیچ آگئی۔“

وہ اس بار چپ رہا اور بہت زیادہ دیر چپ رہا۔

”لیکن میں نہیں بھولا۔ نا خود نا کسی اور کو بھولنے دوں گا۔ میں نے طریقے تبدیل کر دیے ہیں رجب لیکن مقصد تبدیل نہیں کیا۔ وہ شخص نہیں جانتا کہ اس کا دشمن میں بھی ہوں اور اس کا یہ دشمن اس کا آخری لفظ

لکھے گا۔ میں تمہاری بہن کی وہ قسم پوری کروں گا جو اس نے اپنے بھائی کے قاتل کے لیے اٹھائی تھی۔ تمہارے قاتل کا انجام کعب عباس لکھے گا۔ "

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے پیچھے کو ہوا۔ اور پلٹ گیا۔ چہرے پر اب کوئی تاثر نہیں تھا۔

قبرستان کی خاموش فضا میں اس کے قدموں کی چاپ مدھم سی سنائی دے رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الیکشن کا ہفتہ صرف اہم نہیں مصروف ترین بھی ہوتا ہے۔ پچھلے کئی دن سے دن رات میٹنگز، جلسے، ملاقاتیں، نبٹاتے نبٹاتے الیکشن سے دو دن قبل تب اسے تھوڑا بہت سکون میسر آیا جب الیکشن کمیشن کی جانب سے انتخابی مہم پر پابندی عائد کی گئی۔

ان چند دنوں میں نا اسے حویلی کا کوئی خیال رہا نا کسی اور چیز کا، سوائے اس ایک لڑکی کے جو صحن میں ٹھہرے اس کے جسم سے جان لینے جیسی بات کر رہی تھی۔

اگر اسے لگتا تھا کہ وہ خولہ بلال کو بھول جائے گا تو اسے غلط لگتا تھا۔ اگر کسی کو لگتا تھا کہ وہ خولہ بلال سے دستبردار ہو جائے گا تو ایسا سوچنے والا ہر شخص احمق تھا۔ بدر عبداللہ کو موت منظور تھی۔ خولہ بلال سے دستبرداری نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور پھر فیصلے کا دن بھی آن پہنچا۔

تخت اور تاج کس کا ہو گا؟

کون بادشاہ کون غلام؟

کون حاکم کون محکوم؟

وہ صبح صبح ووٹ کاسٹ کر کے واپس حویلی آیا تو ملازم کو دو چار سوٹ پیک کرنے کا حکم دیتے نیچے کی طرف بڑھا۔

"آپ بات کریں پریزائڈنگ آفیسر سے، ہم نے اچھی خاصی رقم دی تھی اور اگر ہمیں اس کا پھل نا ملا تو اس کے لیے اچھا نہیں ہو گا۔"

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا جسے سنتے اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

"عوام کو رہنے دیں نجمی صاحب، یہاں لوگ اپنے دماغ سے نہیں اپنے کسی بڑے کے کہنے پر ووٹ دیا کرتے ہیں اور ان کے سب بڑے میرے تابع ہیں۔"

"بھائی۔"

وہ آخری سیڑھی پر تھا جب پیچھے سے یوسف نے پکارا۔ بدر رکا، فون کان سے لگائے وہ سر اٹھائے اوپر دیکھتا رہا۔ تھکے تھکے چہرے والا یوسف سیڑھیاں اترتا اس کی طرف آرہا تھا۔ اس نے الوداعی کلمات کہتے فون کاٹا۔

"تم یہیں ہو؟ تمہیں کہا تھا میں نے کہ پولنگ اسٹیشن کا چکر لگا لینا۔"

اس نے گھڑی پر وقت دیکھا۔ چند گھنٹے باقی تھے۔ یوسف سیڑھیاں اترتے بدر کے سامنے آرکا۔

"آپ لاہور جارہے ہیں؟"

"وہاں میٹنگ ہے۔ جانا ضروری ہے۔ تم پیچھے سے سب سنبھال لینا"

وہ جلدی میں تھا۔ یوسف نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"اگر میں کہوں کہ نا جائیں تو؟"

"تو میں تمہاری بات نہیں مانوں گا۔"

"آپ کا یہاں ہونا زیادہ ضروری ہے۔"

"تم ایک دن کے لیے سب سنبھال نہیں سکتے یوسف؟"

اس نے موبائل پر آتی کال دیکھ کر یوسف کو ایک منٹ رکنے کا اشارہ کیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیے بھی میں بتاؤں کہ کیا کرنا ہے؟" وہ برہم ہوا۔ پھر رک کر دوسری طرف کچھ سنا اور ماتھا مسلا۔

"ایس پی سے صرف میرا کہہ دینا تنویر، مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

اس نے کال کاٹ دی۔

"بات ضروری ہے تو جلدی کہو یوسف، مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

یوسف چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"مت جائیں بھائی۔"

"وجہ؟"

"آپ ہار جائیں گے۔"

"میں تخت نہیں ہارا کرتا یوسف۔"

"کچھ اور ہار جائیں گے۔" وہ خولہ بلال کو ہار جائے گا۔ کاش وہ اسے بتا سکتا اگر وہ یہاں سے گیا تو خولہ بلال کو ہار جائے گا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"فی الحال تخت سے زیادہ کچھ ضروری نہیں ہے سوائے خولہ کے" اس نے موبائل پر ٹیکسٹ بھیجتے زرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسے دیکھا "خولہ اس لڑکے کا ذکر کر رہی تھی، اسی لڑکے کا جس کی معلومات تم نکلوا چلے ہو۔ میں واپس آجاؤں تو اس معاملے کو دیکھ لوں گا لیکن میرے واپس آنے تک اس لڑکے پر نظر رکھنا۔ "

یوسف کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"کعب عباس؟ "

"وہی۔ وہ خولہ کے آس پاس بھی نظر نہیں آنا چاہیے۔ "

سختی سے کہہ کر وہ موبائل پر سر جھکائے پلٹنے لگا۔

"بھائی۔ "

بدر رکا، پلٹ کر ناگواری سے یوسف کو دیکھا۔ کچھ کہنا چاہا جب یوسف آگے بڑھا اور اسے گلے لگایا۔ بدر کے الفاظ زبان پر رہ گئے۔

"میں نے آپ سے کبھی نہیں کہا لیکن مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز آپ ہیں۔ بابا سے بھی زیادہ، ہر کسی سے زیادہ۔ اگر میں کبھی آپ کو دھوکہ دوں تو مجھے معاف کر دیجیے گا اور سمجھ لیجیے گا کہ میں مجبور تھا۔ "

بدر کے گلے لگے اس نے بہت دکھ سے کہا تھا۔ کئی لمحے وہ ساکت ٹھہرا رہا پھر یوسف کو علیحدہ کیا اور غور سے اسے دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے؟"

"جی۔بس ویسے ہی۔" وہ سنبھل گیا۔

"مجھے تم پر بھروسہ ہے یوسف۔دوبارہ سے کرنا مشکل تھا لیکن میں نے کر لیا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے یوسف کا کاندھا تھپتھپایا پھر بنا مزید رکے موبائل پر کال سنتے آگے بڑھ گیا۔یوسف وہیں ٹھہرا رہا۔اس کے اندر تک کچھ ٹوٹ گیا تھا۔وہ بدر کو دھوکہ دے رہا تھا اور وہ جانتا تھا وہ غلط کر رہا ہے۔

رخ موڑتے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا جب سیڑھیوں کے درمیان میں ٹھہری نین تارہ پر نظر پڑی۔وہ رکا پھر سر جھٹکتے اوپر بڑھنے لگا۔

"ڈرائیور کو کہہ دیں کہ مجھے گھر چھوڑ آئے۔"

نین تارہ کے پاس سے گزرتے اس کی آواز پر وہ رک گیا۔وہ نظریں چرا رہی تھی۔

"میں چھوڑ آؤں گا۔"

"آپ شادی پر آئیں گے؟"

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا وہ پوچھ گئی۔

"میں بدر بھائی سے کچھ نہیں کہوں گا نین لیکن مجھ سے شادی میں شرکت کا مت پوچھیں۔ میں نہیں جاؤں گا۔"

وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

"آپ اس گھر کے بڑے داماد ہیں یوسف۔"

"میں بدر عبد اللہ کا بھائی بھی ہوں۔ اور میں خولہ بلال کی شادی میں شرکت نہیں کروں گا۔"

"تو آپ سب کو موقع دے دیں گے وہ مجھ پر باتیں کریں؟"

اس کے چہرے پر دکھ پھیلا۔

"باتیں کس لیے؟"

"ظاہر ہے، اگر آپ نے شادی میں نا آئے تو سب مجھ سے سوال کریں گے۔"

"کہہ دیجئے گا کہ میں مصروف ہوں۔"

وہ جواب دے کر اوپر بڑھنے لگا۔

"اگر میں چاہوں کہ آپ خولہ کی شادی میں شرکت کریں تو؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

یوسف کے قدم سیڑھیوں پر رک گئے۔اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ نین تارہ رخ موڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مجھے مزید مت آزمائیں نین۔"

"میری خاطر یوسف۔میں چاہتی ہوں کہ آپ آئیں۔"

یوسف اگلے کئی لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔وہ پہلی بار کچھ مانگ رہی تھی،جو مانگ رہی تھی وہ دینا مشکل تھا۔

"آپ چاہتی ہیں تو میں آجاؤں گا۔"

وہ نرمی سے کہتا اوپر کی طرف بڑھ گیا۔ نین تارہ کے گلے میں ڈھیروں آنسو اٹکے۔وہ یوسف عبداللہ کے آگے ہار رہی تھی اور یہ اچھا نہیں تھا۔

اس لمحے ان دونوں نے ہی نیچے ٹھہرے خاقان کو نہیں دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الیکشن ختم ہوا تو ووٹوں کی گنتی شروع کر دی گئی۔وہ لاہور میں تھا لیکن اپنے علاقے کے حالات سے باخبر رہا تھا۔

پچھلے کئی مہینوں کی محنت کا نتیجہ آنے والا تھا اور اس وقت ہر شخص منتظر تھا کہ تخت کس کا ہو گا۔

”ضلع مہاراں سے استحکام پارٹی کے بدر عبد اللہ جمہوری اتحاد کے رضا باقر سے تیس ہزار ووٹوں کی لیڈ پر ہیں۔ووٹوں کی گنتی “...

صوفے پر بیٹھے ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ انگلی ہونٹوں پر رکھے ٹی وی سکرین پر دیکھ رہا تھا جب جہانزیب چوھدری اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔بدر اسی طرح بیٹھا رہا۔

”آپ لیڈ کر رہے ہیں بدر۔مجھے خوشی ہو گی اگر یہ لیڈ کامیابی میں بدل جائے گی۔ “

بدر کی دائیں طرف رکھے صوفے پر بیٹھتے اُنہوں نے مسکرا کر کہا تو اس نے انگلی ہونٹوں سے ہٹائی۔ہلکا سا مسکرایا۔

”آپ پیشگی مبارکباد دے سکتے ہیں۔ “

”آپ کو جیت کا یقین ہے ؟ “

”بھاری ووٹوں سے جیت کا۔ “

جہانزیب چوھدری بظاہر مسکراتے رہے لیکن اُنہوں نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔

”سنا ہے اگر پارٹی کی حکومت بنتی ہے تو آپ کو وزارت دینے پر غور کیا جائے گا۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

"فیصلہ چیرمین کریں گے۔"

وہ بے نیاز تھا۔

"امید ہے ہمیں یاد رکھیں گے۔"

"آپ بھولنے والی شخصیت نہیں ہیں۔" وہ محظوظ سا مسکرایا۔ نظر ان کی طرف آتے واصف جمشید پر گئی، وہ پرجوش لگ رہے تھے۔

"بدر صاحب۔" بدر کھڑا ہوا "آپ فی الحال لیڈ پر ہیں اور میری بات ہوئی تھی، ایک گھنٹے تک مہاراں سے مکمل نتائج موصول ہو جائیں گے۔ چند جگہوں پر تھوڑی گڑبڑ ہو رہی ہے لیکن فیصلہ آپ کے حق میں ہی جائے گا۔"

اس نے صرف سر کو خم دیا پھر گھڑی پر وقت دیکھا۔

"میرا خیال ہے یہاں مزید رکنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف متوجہ تھے۔ جہانزیب چوہدری یکدم پسِ منظر میں چلا گیا تھا۔

"چیئرمین صاحب ابھی کال کریں گے آپ کو۔ میرا خیال ہے آپ کو ان سے ملنے جانا چاہیے۔"

اس نے واصف کی بات سنتے ایک بار پھر ٹائم دیکھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”فی الحال مجھے مہاراں واپس جانا ہے۔ چیئرمین صاحب سے میں کال پر بات کرلوں گا۔“

اسے واپس جانا تھا۔ کیوں جانا تھا وہ نہیں جانتا تھا، بس جانا تھا۔

”چلیں، جیسے آپ کو مناسب لگے۔“

ہال میں موجود ہر شخص اس وقت اسی کے گرد جمع تھا۔ وہی جسے محفل کا مرکز بننا آتا تھا۔

ان سے پیچھے، صوفے پر بیٹھے جہانزیب چوھدری نے اپنے پیچھے کھڑے اپنے سیکرٹری کو اشارہ کیا تو وہ ان کی دائیں طرف جھکا۔

”خاقان سے رابطہ کرو۔ اسے پیسوں کی آفر دو۔ مجھے بدر عبداللہ کا تخت گرانا ہے۔“

سرد آواز میں کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عشاء کی اذان گاؤں کی فضا میں سحر پھیلاتی کھیتوں سے ہوتی، نہر سے گزرتی، پگڈنڈی پر سے اڑتی خولہ بلال کے گھر تک آئی تو وہاں کا منظر واضح ہوا، گھر میں خواتین کا ہجوم تھا، ہر طرح کے لباس میں ملبوس، روتے ہوئے بچوں کو چپ کرواتیں، کسی بچے کو تھپڑ مار کر چپ کرانے کی کوشش کرتیں۔ آپس میں گفتگو کرتیں خواتین۔

WWW.NOVELSHUB.PK

ان سب پر سے نظر ہٹا کر کمرے کی طرف دیکھو تو وہاں آئینے کے سامنے کھڑی خولہ نظر آتی تھی۔اس کا لباس سرخ تھا، لمبی کامدار میکسی جو پیروں تک آتی تھی۔ نگینوں اور موتیوں سے سجی، بھاری دوپٹہ سر پر تھا، ہاتھ مہندی سے رنگے تھے، کلائیوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں۔

"خود کو نظر لگاؤ گی کیا؟"

اس کی چادر تہہ کرتی نین تارہ نے مسکرا کر کہا تو وہ ہلکا سا ہنسی۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟"

"اس شہزادی جیسی جس پر تخت وارا گیا تھا۔"

خولہ بلال آئینے میں دیکھتی وہی شہزادی بن گئی۔اسے اپنے چہرے میں قدیم دور کی اسی شہزادی کا عکس نظر آیا، اس کے سر پر ٹکا مانگ ٹکا بھاری تھا۔ سر تھکا یا نہیں دل تھک رہا تھا۔

"وہ جانتا ہے؟"

اس نے اپنے چہرے کر دیکھتے دھیمے سے پوچھا تھا۔ نین تارہ کا ہاتھ تھما۔

"جان جاتا تو جان لے لیتا۔"

خولہ چند لمحے خود کو دیکھتی رہی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"جان ہی تو لینی ہے۔"

وہ بڑبڑائی تھی۔ نظروں میں سرمئی نظریں سمائیں، سیاہ آنکھوں میں سرمئی آنکھوں کا عکس ابھرا، دل نے باغی لڑکی کی بغاوت کو سرکشی میں بدلنا چاہا۔ وہ سب چھوڑ دے، گھر میں مہمان تھے تو رہنے دے۔ کوئی سرمئی آنکھوں والا سینے پر ہاتھ رکھے مرنے جیسی باتیں کرتا تھا وہ اسے سلامت رہنے دے۔

"یوسف کہہ رہے تھے کہ بدر عبداللہ الیکشن جیت جائے گا۔ وہ لیڈ پر ہیں۔"

اس نے گلے میں ابھرتے آنسو دھکیل دیئے۔ پلٹ کر نین تارہ کو دیکھا۔

"ایک بات بتاؤ نین۔"

"پوچھو۔"

"وہ مر جائے گا؟"

یوں جیسی وہ چاہتی تھی وہ نا مرے۔ یوں جیسے وہ یہ بھی چاہتی تھی وہ مر جائے۔

"وہ مار دے گا۔"

"پھر اسے واقعی مر جانا چاہیئے۔" نین تارہ کا لباس سبز تھا، اس پر خزاں کے رنگ اترنے لگے۔ اسے صحن میں بندوق تھام کر نشانہ لیتا وہ مرد یاد آیا جس سے یوسف عبداللہ خوفزدہ تھا۔ وہ خولہ بلال کو ڈرانا چاہتی تھی

WWW.NOVELSHUB.PK

کہ وہ انجام کار بھی تھا اور سیاہ کار بھی۔ اسے جو عشق نام کا مرض لگا تھا تو وہ واقعی موت جیسا تھا۔ بدر عبد اللہ حاکم تھا اور حاکم رعایا کو مسل دیتے ہیں۔ اور سرخ لباس والی لڑکی اسی رعایا میں آتی تھی۔

لیکن اس نے خولہ بلال کی داستان سلامت رہنے دی۔ اس نے دل میں اترتے وہم جھٹک دیئے

خولہ اب آئینے کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس نے آئینے سے رخ موڑ لیا تھا۔ وہ سرخ رنگ دیکھتی تھی تو کوئی یاد آتا تھا۔ وہ باغی تھی، خائن نہیں۔ اسے اب ذہن میں صرف ایک شخص کا خیال رکھنا تھا۔

"کچھ چاہیئے ہو تو بتانا، میں ابا سے پوچھتی ہوں نکاح کب تک ہو گا۔"

وہ خولہ کا سامان رکھتی دروازے کی طرف جا رہی تھی۔ دروازے سے نکلتے پہلا منظر قدم روک گیا۔ یوسف اور اس کے سامنے ٹھہرا کعب، اس نے دو سرد نظروں کو مقابل پایا۔

اور نین تارہ سے نظر ہٹا کر ان دونوں کی طرف آؤ تو سفید رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس کعب عباس نے اوپر سفید شیروانی پہن رکھی تھی جس کے بٹن کھلے تھے، بال پیچھے کو جما رکھے تھے۔ وہ ہاتھ پشت پر باندھے یوسف کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال تھا کہ تم اپنے بھائی کے ساتھ ہو گے یوسف۔"

نیوی بلیو شلوار قمیص پہنے یوسف نے کچھ ضبط سے اس مرد کو دیکھا تھا جو کہانی میں ایسا موڑ لایا تھا جو خوشگوار تو ہر گز نہیں تھا۔

"اور تم بھی جانتے ہو گے کہ بدر بھائی جیت چکے ہیں۔"

کعب مسکرایا۔

"تمہیں یقین ہے وہ جیت چکا ہے؟"

یوسف کی آنکھوں میں کچھ ابھرا، اس کا چہرہ اس کے ضبط کی گواہی دیتا تھا۔

"میں تمہارا خیر خواہ ہوں کعب۔ اسی لیے ایک مشورہ دیتا ہوں، محتاط رہنا۔"

سفید لباس والا مرد دو قدم آگے کو ہوا، وہ آج گاؤں کے مردوں میں سب سے حسین لگتا تھا، اس کی سیاہ آنکھیں بخت کے بلند ہونے کی داستان سناتی تھیں۔ وہ تخت نہیں رکھتا تھا لیکن اسے تخت کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

"میں تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں یوسف لیکن ایک مشورہ میں بھی تمہیں دیتا ہوں، محتاط رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ داستان کا آخری باب شروع ہو چکا ہے اور اختتام اس بار میری مرضی کا ہو گا اور بدقسمتی یہ ہے کہ میں تم دونوں بھائیوں کو پسند نہیں کرتا۔"

مسکرا کر لیکن سرد لہجے میں کہتا وہ سر کو خم دیتا پلٹ گیا۔ وہ تخت لانے والے بادشاہ کے اس باغی سپاہی جیسا لگتا تھا جو مہرے چھپا کر رکھتا ہے اور وقت پر سامنے لاتا ہے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کے پیچھے کھڑے یوسف عبداللہ نے رات کا سیاہ اندھیرا اندر تک پھیلتا محسوس کیا۔ بدر کل واپس آتا اور جب وہ واپس آتا وہ نہیں جانتا تھا کہ کہانی کا آخری باب کیسا لکھا جاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہاراں کی حدود میں داخل ہوتے اس نے سب سے پہلی کال یوسف کو کی تھی۔ اس نے کال نہیں اٹھائی، وہ کچھ حیران ہوا لیکن پھر سوچیں جھٹک دیں۔ وہ مصروف ہو گا۔

موبائل سیٹ پر رکھتے اس نے سر پیچھے سیٹ سے لگالیا۔ وہ نتائج کا منتظر تھا۔ کئی پولنگ اسٹیشنز سے غیر سرکاری نتائج آچکے تھے جبکہ کئی سے آنا باقی تھے۔

چند لمحے مزید سرکے جب اس کے موبائل پر واصف جمشید کی کال آنے لگی۔ وہ جانتا تھا یہ کال نتیجے کی ہو گی۔ تخت کس کا ہوا؟ وہ جان لے۔

"تخت مبارک ہو بدر عبداللہ صاحب۔"

دوسری طرف ان کی پرجوش آواز سنائی دی تو اس نے پُرسکون سانس لیتے آنکھیں بند کر کے سر پیچھے ٹکایا۔ محنت رنگ لائی تھی۔ مقدر میں تخت لکھا تھا۔

"میں نے کہا تھا میں تخت نہیں ہارا کرتا۔"

وہ بند آنکھوں سے بڑبڑایا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ نے سچ کہا تھا۔ مکمل نتائج نہیں آئے لیکن ہماری اطلاعات کے مطابق آپ جیت چکے ہیں۔ مبارک ہو۔"

"شکریہ۔"

اس نے ایک دو باتیں کرنے کے بعد کال کاٹ دی۔ اسی لمحے پارٹی کے کسی دوسرے ممبر کی کال آنے لگی، اسے سنتے ہی موبائل کان سے ہٹاتے کئی مزید کالز آنے لگیں۔ بدر نے اکتا کر موبائل بند کر دیا

مبارکباد کے میسجز فی الحال اس قدر تھے کہ وہ ان کا جواب دینے لگتا تو دو دن لگ جاتے۔ اسے فی الحال جیت کے نشے میں مدہوش رہنا تھا۔

آج قسمت اس کی تھی، بخت اور تخت اس کا تھا اور اب ملکہ بھی اس کی ہوتی۔

حویلی کے سامنے گاڑی رکی تو وہ تھکا تھکا سا باہر نکلا۔ سیاہ شلوار قمیص کے بازوں کلائیوں سے موڑ رکھے تھے۔ بال بکھر کر ماتھے پر آ رہے تھے اور وہ اس حال میں بھی صدقہ اتارے جانے کے قابل لگتا تھا۔

"یوسف حویلی میں ہے؟"

اندر داخل ہوتے ملازم کو بریف کیس تھماتے اس نے پوچھا۔

"نہیں سر، یوسف سر اور نین تارہ میڈم کہیں گئے ہوئے ہیں۔"

اس نے بنا مزید کچھ پوچھے قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھا دیئے، وہ فی الحال اس قدر تھک چکا تھا کہ ہر چیز بھلا کر سونا چاہتا تھا۔

”تم نے پوچھا نہیں کہ یوسف اور اس کی بیوی کہاں گئے ہیں؟“

سیڑھیوں کے عین وسط میں اسے خاقان کی آواز سنائی دی۔ قدم رکے پھر وہ بے زاری سے پلٹا۔ وہ صوفے پر تمکنت سے براجمان تھے۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ ھریرہ اسی لمحے کمرے سے نکلا تھا۔

”مجھے لوگوں کی ذاتیات میں دخل دینے کی عادت نہیں ہے۔“

وہ پلٹ جانا چاہتا تھا۔

”اور اگر ان کے جانے کا تعلق تُمہاری ذاتیات سے ہو تو؟“

بدر نے اُبرو اچکائے۔ ھریرہ بدر سے پیچھے رک گیا تھا۔

”پہیلیاں سنانا بند کریں گے؟“

خاقان ہلکا سا ہنسے پھر اٹھتے ہوئے سیڑھیوں کے سامنے آر کے۔

”تمہیں یاد ہے بدر، میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہارا سوتیلا بھائی تمہیں ایک دن دھوکہ دے گا؟ مبارک ہو وہ دن آج ہے“

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ کو اب تک سمجھ آجانی چاہیئے کہ میں یوسف سے بد ظن نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر بھی کسی اور دن کوشش کر لیجیئے گا۔ فی الحال میں تھک چکا ہوں۔ "

اس نے اسی اکتائے انداز میں کہتے رخ موڑا۔

"نین تارہ کے گھر آج شادی تھی۔ وہ دونوں وہیں گئے ہیں۔ "

بدر رکا، پھر آہستہ سے پلٹا۔

"نین تارہ کے گھر کس کی شادی تھی؟ "

سائل نے سوال کرنے کے بعد جانا کہ وہ ایسا سوال پوچھ بیٹھا تھا جو جواب میں اس کی جان لے سکتا تھا۔ نین تارہ کے گھر کس کی شادی ہو سکتی تھی؟

"تمہیں یوسف نے نہیں بتایا؟ بہت افسوس ہوا۔ "اُنہیں گویا واقعی افسوس ہوا تھا۔ بدر وہیں ساکت رہ گیا۔ اسے جواب نہیں دیا گیا تھا۔ اچھا تھا کہ نہیں دیا گیا۔

"نہیں۔ "

اس نے سر نفی میں ہلایا۔ سلطان کی بیٹی تخت لانے کی فرمائش کر چکی تھی۔ یہ تو عہدِ محبت میں غداری جیسی بات تھی کہ وہ جو تخت لانے گیا تھا اس کے قدموں سے زمین کھینچ لی جاتی۔

”اس کی بہن کی شادی ہے بدر، خولہ بلال کی شادی۔ “

اس کے قدموں سے زمین نہیں کھینچی گئی تھی۔ جسم سے جان بھی نکالی گئی تھی۔ وہ جو مرنے جیسی باتیں کرتا تھا تو کسی نے واقعی موت کو سامنے لا کھڑا کیا۔ اسے کے قدموں سے زمین نہیں کھینچی گئی تھی، جسم سے جان بھی نکالی گئی تھی۔ چہرہ سفید پڑا۔ مردہ۔

”یوسف یہ بات جانتا تھا اور اس نے تمہیں نہیں بتایا، تمہیں مان لینا چاہیئے کہ تمہارا بھائی تمہیں دھوکہ دے چکا ہے۔ “

وہ سیڑھی سے نیچے اترا، سانس اٹک گیا تھا، ہوا میں آکسیجن کم پڑ گئی۔

”اس لڑکی کی آج شادی ہے بدر اور تم اسے ہار گئے ہو۔ “

وہ سیڑھیوں سے اترتا خاقان کے سامنے آیا۔ مردہ قدم۔

”جھوٹ مت بولیں۔ “

آواز میں غراہٹ تھی، قہر سا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ چاہو تو یوسف سے پوچھ لو۔ “

بدر اُنہیں دیکھتا رہا پھر دو قدم آگے کو ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اگر... اگر یہ جھوٹ ہوا تو میں آپ کا وہ حشر کروں گا کہ یاد رکھیں گے۔"

وہ غرا کر کہتا باہر کی طرف بڑھا۔ ششدر ٹھہرے ھریرہ کو ہوش آیا۔ وہ جھٹ سے نیچے کی طرف بڑھا لیکن خاقان اس کے سامنے آ گئے۔

"اس کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"وہ سب تباہ کر دیں گے بابا۔" وہ متوحش تھا۔

"اسے کرنے دو جو کرتا ہے۔ یا تو وہ سب برباد کر دے یا خود برباد ہو جائے گا اور میں یہ دونوں چیزیں دیکھنا چاہوں گا۔"۔ وہ محظوظ لگتے تھے۔ ھریرہ ان کی دائیں طرف سے ہوتا تیزی سے باہر کی طرف بڑھا لیکن بدر تب تک جا چکا تھا۔ وہ گارڈز کو ساتھ لے کر نہیں گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی اس کے گھر کے باہر رکی تو وہ تیزی سے نیچے اترا، بال ماتھے پر بکھر گئے تھے، ہاتھوں میں کپکپاہٹ اتر گئی، دل خنجرِ عشق سے زخمی تھا۔

وہ دروازے سے اندر داخل ہوا تو ہر طرف عورتیں تھیں، کئی رنگ، کئی چہرے۔

"بدر صاحب؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

کسی نے جان کر پکارا تھا، وہ پکار نظر انداز کرتا آگے بڑھا، صحن کے سامنے کمرے تھے، کمروں میں سے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا تھا، کھلے دروازے سے اسے اندر کا منظر نظر آیا۔ سو یوں تھا کہ اس نے زندگی میں پہلی بار جانا کہ زندہ جسم سے روح کیسے نکالی تھی ہے؟

یوں تھا کہ اس نے پہلی بار جانا تھا کہ پاؤں سلامت ہوں اور ان سلامت قدموں سے چلانا جائے تو اذیت کیا ہوتی ہے؟

صحن میں ٹھہرا سلطان کمرے سے نظر آتے منظر کو دیکھتے پتھر ہوا تو کمال کا ہوا۔

جان نکلی تو عجب نکلی۔

منظر قیامت سا تھا تو حشر بھی اندر تک برپا ہوا۔

سیاہ لباس والے سلطان نما شخص نے سامنے نظر آتی سرخ لباس والی شہزادی کو دیکھا، وقت کو اجازت تھی وہ تھم جائے۔

وہ سرخ لباس میں تھی، اسے اس رنگ سے ایک بار پھر نفرت ہوئی اور غضب کی ہوئی۔

وہ چند لوگوں کے مجمعے میں بیٹھی تھی، سامنے کوئی مرد تھا جو کچھ پوچھ رہا تھا، اس مرد کے سامنے بیٹھی لڑکی نے سرخ نگینوں والا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا، دور قدیم وقتوں کی شہزادیوں جیسا حسن لیے وہ سن رہی تھی، کیا خوب ہوتا اگر ان الفاظ کو سننے سے قبل وہ سماعت کھو دے۔

بدر عبداللہ نے وہاں کھڑے کھڑے نفی میں سر ہلایا، اس کے قدم کیوں جم گئے تھے؟ وہ ہل تک نہیں پا رہا تھا، اسے آگے بڑھتے اس منظر کو نظر سے غائب کر دینا چاہیے، وہ عورت کسی اور سے کیسے منسوب کی جا سکتی تھی؟

نکاح خواں کے کلمات سنتی سپاٹ چہرے والی لڑکی نے چہرے پر پڑتیں تپش بھری نظروں کو محسوس کیا، مرتے ہوئے احساسات میں کوئی الہامی حس زندہ تھی، اس نے جھکا سر اٹھایا، نظریں اٹھیں اور رک گئیں۔

وہ شخص جو کہتا تھا "بدر عبداللہ خود کو نامنظور ہوا۔"

تو خولہ بلال نے جان لیا وہ سچ کہتا تھا۔ وہ سیاہ لباس پہن کر آیا تھا اور ہر منظر کو سیاہ کر رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی اور وہ اسے دیکھتا فنا ہو رہا تھا۔

"خولہ بلال بنت بلال اعظم کیا آپ کو کعب عباس ولد عباس محمود گواہان کی موجودگی میں بعوض حق مہر تیس ہزار روپے سکہ رائج الوقت قبول کرتی ہیں؟"

خولہ بلال نے گھڑا توڑ دیا تھا، اس گھڑے کا پانی سرخ تھا، وہ رنگ جو محبت سے منسوب ٹھہرایا جاتا ہے۔ وہ رنگ جو نفرت سے منسوب ٹھہرایا جانا چاہیے

وہ سامنے بیٹھے مرد کو سن رہی تھی، وہ سنتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ جو سیاہ لباس میں کسی دور مملکت سے آیا تھا اور بادشاہ کی بیٹی کو دیکھ کر اسی مملکت میں قیام کر گیا تھا،

اس نے تخت مانگا تو وہ تخت لانے گیا تھا۔ وہ واپس لوٹا تو بادشاہ کی بیٹی نے سکے کیوں دان کر دیئے تھے؟

"خولہ جواب دو۔"

چچی نے یک ٹک باہر دیکھتی لڑکی سے سرگوشی میں کہا، وہ سامنے دیکھتی رہی، جسے دیکھ رہی تھی اس نے سر نفی میں ہلایا، وہ چلنے پر قادر ہوتا تو چل کر اس سے گزارش کرتا، وہ یہ نا کرے۔ وہ مر جائے یا مار دے لیکن یہ نا کرے۔

لیکن اس کے اندر ہر طاقت ختم ہو گئی۔ ہر شے ختم ہو گئی۔ وہ لڑکی جو ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی ۔جو سرمئی آنکھوں کی التجا پڑھ رہی تھی تو دل نے کہا محبت میں معافی کی گنجائش نکل آتی ہے۔

پھر اسے کئی منظر یاد آئے، سفید لباس والا مرد جس کے چہرے پر مٹی تھی، جس کی میت صحن میں رکھی تھی، جس کی جیب سے کوئی پائل جھلکتی تھی، جس کی آنکھیں بند تھیں۔

بدر عبداللہ نے دیکھا اسے دیکھتی لڑکی کی آنکھوں کے تاثر تبدیل ہوئے، تاثر بدلتی آنکھوں میں کچھ ابھرا، پھر اس کے ہونٹ ہلے۔ بدر نے سر نفی میں ہلایا۔

"قبول ہے۔"

وہ خاک ہوا۔

”خولہ بلال بنت بلال اعظم کیا آپ کو کعب عباس ولد عباس محمود گواہان کی موجودگی میں بعوض حق مہر تیس ہزار روپے سکہ رائج الوقت قبول کرتی ہیں؟“

جسم نے چاہا روح نکل جائے۔

”قبول ہے۔“

روح واقعی نکل گئی، وہ برباد ہوا۔

”خولہ بلال بنت بلال اعظم کیا آپ کو کعب عباس ولد عباس محمود گواہان کی موجودگی میں بعوض حق مہر تیس ہزار روپے سکہ رائج الوقت قبول کرتی ہیں؟“

”قبول ہے۔“

سوبدر عبداللہ فنا ہوا۔ عشق معراج سے زہر میں تبدیل ہوا۔ زہر زبان سے جسم میں اتارا گیا۔ اس شخص کا جو تخت لایا تھا کوئی چہرہ دیکھتا اور جانتا کہ جیسے چہرے مردہ لوگوں کے ہوتے ہیں وہ اس شخص کا کیوں ہوا؟

سلطان کی بیٹی نظریں پھیر چکی تھی، وہ کاغذات تھامے خود کو کسی اور کا کر چکی تھی۔ عشق کے سکے موت میں تبدیل ہوئے۔

وہ فنا ہوا اور باخدا ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ خاک ہوا اور راکھ بنا۔

اس نے عشق کیا اور تباہ ہوا۔

اس نے جانا کہ بدر عبداللہ کو تخت لانے میں دیر ہو گئی۔

"بھائی"...

اس کی مردہ نظریں آواز کی سمت اٹھیں، پھر پلکیں جھپکیں، نیلے لباس والا پریشان لگتا مرد۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔ اسے سوال تبدیل کرنا چاہیئے۔ وہ زندہ تھا؟

"یوسف"..

یوسف عبداللہ نے وہ کنواں نہیں دیکھا تھا جس میں یوسف بن یعقوب علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے ڈالا تھا، اس نے وہ کنواں دیکھ لیا جس میں بدر عبداللہ یوسف عبداللہ کو ڈال چکا تھا۔ کوئی نام لے کر جان لیتا ہے؟ اس کی لے لی گئی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے آگے کو ہوتے بدر کو تھاما، وہ بے یقین تھا، جائز تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ حیرت زدہ تھا۔ بجا تھا۔

وہ مر جاتا، شک کیسا؟

یوسف نے بدر کو تھامتے آگے چلنے کا اشارہ کیا، وہ پوچھنا چاہتا تھا سرخ لباس والی لڑکی کیا پیچھے بیٹھے منظر کا حصہ اب بھی تھی؟

قدموں کو کس نے شل کیا تھا؟

وہ چل کیوں نہیں سکی؟

اس کی قوت کس قوت نے ختم کی؟

یوسف اسے لیتے گاڑی تک آیا، ڈرائیور کو باہر جانے کا کہا اور دروازہ کھولتے بدر کو پیسنجر سیٹ پر بٹھایا، وہ دوسری طرف آیا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

نظر بدر پر ڈالی، وہ کہنی کھڑکی پر ٹکائے سامنے گھور رہا تھا۔

یوسف نے نظر پھیر لی، گاڑی سٹارٹ کرتے وہ سامنے دیکھتا رہا، کچے راستے، گلیاں، کھیت، ویرانی اور وہ سڑک سے حویلی کی طرف جانے لگا۔

”گاڑی روکو۔ “

اس نے بدر کی آواز سنی۔

"پہنچنے ہی "...

"گاڑی روکو یوسف۔ "

وہ باہر دیکھتا بولا۔یوسف نے گاڑی روک دی، بدر دروازہ کھولتا آہستہ سے باہر نکلا، سڑک کی جس سمت ان کی کار تھی اس طرف نیچے کھائی جاتی تھی، ریت کے ٹیلوں جیسی اونچائی پر بنی کھائی۔

بدر گاڑی سے نکلتے آگے آیا، یوسف کچھ دیر گاڑی میں بیٹھا رہا پھر اپنی طرف کا دروازہ کھولتے باہر نکلا، بدر کی سائیڈ پر آتے وہ رکا، وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔چند لمحے خاموش ساکن فضا میں صرف کہیں دور سے آتی پرندوں کی آواز گونجتی رہی پھر یوسف عبداللہ نے بدر عبداللہ کی آواز سنی۔

"میں تخت لے آیا تھا۔ "

وہ بڑبڑایا تھا، یوسف کے گلے میں گلٹی ابھری، وہ آہستہ سے دو قدم آگے کو ہوا۔

"بھائی ".

"اس نے شرط رکھی اور میں نے مان لی۔ "

وہ دھیمے سے بڑبڑا رہا تھا۔یوسف نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اس نے سرخ رنگ پہننا شروع کیا اور مجھے یہ رنگ عزیز ہو گیا۔"

یوسف نے آنکھیں کھول دیں۔

"بھائی۔"

"پتا کرو یوسف، پتا کرو یار، کس کمبخت نے عشق کی بد دعا دی تھی۔"

اس نے دیکھا وہ سیاہ لباس والا اونچا لمبا مرد گھٹنوں کے بل گرا تھا، یوسف آگے بڑھا، بدر کے ساتھ بیٹھتے اس نے اس کی کہنی تھامی، وہ نیچے دیکھ رہا تھا پھر اس نے سر اٹھایا، یوسف کے دل کو دھکا سا لگا، بدر عبداللہ کی آنکھیں نم تھیں

"بھائی"...

"بخدا برباد کر دیا ہے اس مرض نے۔"

وہ رو دیا، یوسف وہیں ساکت رہ گیا، بدر عبداللہ رو رہا تھا؟

"پتا کرو یوسف، بڑی بد دعائیں اکٹھی کی ہیں میں نے، کس کمبخت نے عشق ہونے کی بد دعا دی تھی؟، مر جانے کی دیتا، بدر عبداللہ مر جاتا، عشق کی دی، بدر عبداللہ فنا ہوا۔ راکھ، خاک۔"

وہ اونچی آواز میں رو رہا تھا، یوں جیسے کسی کا کوئی مر جاتا ہے۔ یوں جیسے کسی سے اس کا سب چھین لیا جاتا ہے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

یوسف کو ہوش آیا، اس نے آگے کو بڑھتے بدر کے سر کو سینے سے لگایا۔

”میں نے کیا سوچا تھا یار؟ اسے یہ سرخ رنگ غضب کا لگتا تھا، اسی سرخ رنگ کو دنیا سے مٹانے کا دل کر رہا ہے، میں ایک عورت کے آگے ہار جاتا تھا، اسی عورت کو ہار کر آرہا ہوں، میں ایک عورت کے آگے سر جھکاتا تھا، اسی عورت نے سر قلم کر دیا۔ واللہ برباد کر کے رکھ دیا اس نے بدر عبداللہ کو۔“

وہ یوسف کو گلے لگائے رو رہا تھا، وہ اپنی ماں کی موت کے بعد پہلی بار رو رہا تھا۔ اس لمحے یوسف کا دل چاہا وہ وقت کو واپس لے جائے، نین تارہ کہے کہ قاتل وہ ہے، تو وہ مان لے کہ ہاں وہی ہے، وہ بدر کی محبت کی داستان سلامت رہنے دے۔

”میں تخت لے آیا تھا یوسف، وہ کہتی تو میں ہر بات مان لیتا، وہ محبت نا کرتی لیکن یہ بھی نا کرتی۔ مانا بہت برا ہوں یار لیکن یہ سزا زیادہ تھی۔ یہ سزا بہت زیادہ تھی“

دنیا کا ایک غم ہر خوشی پر بھاری پڑ گیا۔ وہ جسے کچھ دیر قبل تخت سے نوازا گیا تھا۔ وہ تخت جیت گیا تھا محبت ہار بیٹھا تھا۔

یوسف نے کرب سے آنکھیں بند کیں، اس لمحے اسے خولہ سے نفرت ہوئی، اسے خولہ بلال سے دنیا کے ہر شخص سے زیادہ نفرت ہوئی، جس عورت سے بدر عبداللہ کو بلا کا عشق تھا اس عورت سے یوسف عبداللہ کو بلا کی نفرت ہوئی

بدر اب بھی اس کے سینے سے لگا ہوا تھا، جیسے وہ مرد اس کا چھوٹا بھائی نہیں باپ تھا، جیسے اس کا ماں کی آغوش تھی۔ یوں جیسے وہ برباد ہو کر اسی جگہ آیا تھا۔

"واللہ، مر جانے جیسا درد ہو رہا ہے، واللہ مار دینے جیسی کیفیت ہو رہی ہے۔ وہ میری نظروں کے سامنے کسی اور کو زندگی دے بیٹھی اور میں دیکھتا رہا، اس نے دیکھا کہ میں سر نفی میں ہلا رہا ہوں، اس نے دیکھا تھا کہ میری آنکھیں مر جانے جیسی ہو گئی ہیں۔ وہ پھر بھی کسی اور کے نام ہو گئی۔ میں کیا کروں گا یوسف؟، میں کیا کروں گا؟ "

وہ کسی بچے کے مانند رو رہا تھا، سڑک پر سے گزرتی گاڑیاں گزرتی چلی جا رہی تھیں۔ وہ یوسف کے سینے سے لگا رو رہا تھا، وہ شخص جو تخت جیت کر آیا تھا۔ وہ شخص جو محبت ہار کر آیا تھا۔

بخت کے تخت سے یک لخت اتارا ہوا شخص

تم نے دیکھا ہے کبھی جیت کر ہارا ہوا شخص؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آسمان سے گزرتا جہاز چلا گیا تو چارپائی پر اونگھتے لڑکے کی آواز بھی دوبارہ سنائی دینے لگی۔

"شہزادی ایک دن گشت پر نکلی تو بازار میں اس پر چند باغی فوجیوں نے حملہ کر دیا، وہ بادشاہ سے نالاں تھے اور اس کی لاڈلی بیٹی کو مارنا چاہتے تھے، بازار میں ہڑبونگ سی مچ گئی، شہزادی کے محافظ علیحدہ ہو گئے اور

WWW.NOVELSHUB.PK

شہزادی تنہا رہ گئی، اس دوران ایک باغی فوجی شہزادی کی طرف بڑھتا تاکہ اسے قتل کر سکے۔ اس سے قبل کہ وہ اسے مارتا کسی نے تلوار اس فوجی کے پیٹ میں مار دی۔

شہزادی نے پلٹ کر دیکھا تو وہ ایک نقاب پوش جوان تھا۔ وہ بہادر جوان شہزادی کو ان باغی فوجیوں سے بچا کر لے گیا اور محل تک پہنچایا، شہزادی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور انعام کے طور پر اسے سکے دینے چاہے لیکن اس کی پوٹلیاں محافظوں اور کنیزوں کے پاس تھیں، اس نے اپنے لباس کے ساتھ بندھی پوٹلی کھولی اور بنا توجہ کیے اس میں موجود سکے اس جوان کو دے دیئے۔ وہ وہی سکے تھے جو شہزادی کو فقیر نے دیے تھے۔

قسمت تبدیل ہوئی، مقدر نے انجام بدل دیا

کیونکہ فقیر کی دعا تھی کہ جسے شہزادی سکے دان کرے گی وہی شہزادی سے شادی کرے گا تو دعا پوری ہوئی، بادشاہ نے اپنی بیٹی کی شادی اس اجنبی نوجوان سے کر دی۔ شہزادہ، جو تخت لانے گیا تھا وہ واپس آیا تو شہزادی کی شادی ہو چکی تھی۔ "

اس نے رک کر ایک بار پھر جمائی لی۔ چند لمحے دونوں لڑکیاں صدمے سے چارپائی پر بیٹھے لڑکے کو دیکھتی رہیں پھر لمبے بالوں والی لڑکی کے چہرے پر غصہ ابھرا۔

"شہزادی کتنی بے وفا ہے، اس نے شہزادے کے ساتھ غلط کیا۔ "

"کیسی بے وفائی بچے ؟ اسے جو سکے دیئے گئے تھے یہ سب انہی کی وجہ سے ہوا۔ ویسے بھی اچھا ہی ہوا۔ وہ شہزادہ اپنے دیس میں ظالم مشہور تھا۔"

"آپ شہزادی کی طرف داری مت کریں بھائی۔ شہزادہ جیسا بھی تھا اس کے لیے تو اچھا تھا نا۔ جب اس نے شرط رکھی تھی تو اسے شہزادے کا انتظار بھی کرنا چاہئیے تھا۔ بچارا شہزادہ کتنا دکھی ہوا ہو گا۔ مجھے نہیں سننی آگے۔" وہ لڑکی غصے سے کھڑی ہوئی

"تم شہزادی پر کیوں غصہ ہو رہی ہو؟ اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔"

"سارا قصور اسی کا تھا۔ شہزادی بہت بری تھی بھائی۔ میں نہیں سن رہی آگے"

وہ غصے سے جوتا پہنتی آگے بڑھی، سیڑھیوں پر قدم رکھا تھا جب پیچھے سے آواز آئی۔

"کہانی کا اختتام نہیں سنو گی؟"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الیکشن اور الیکشن کے بعد کا دن گزر گیا، گاؤں کی فضا میں کوئی حزن آ ٹھہرا، کوئی تخت جیت گیا، سب کچھ ہار گیا، اور کوئی سب کچھ جیت گیا۔

کھیتوں کے سامنے بنی گلی میں سے تیسرے گھر کا دروازہ کھول کر اندر دیکھو تو قطار میں بنے کمروں میں سے دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر کعب اندر داخل ہو رہا تھا۔ سفید رنگ کی شلوار قمیص پہنے وہ گیلے بالوں پر تولیہ پھیر رہا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوتے لمحہ بھر کو رکا۔

آئینے کے سامنے خولہ کھڑی تھی۔ سرخ رنگ کی لمبی قمیص پر سرخ ٹراؤزر پہنا تھا، سرخ دوپٹہ بیڈ پر رکھا تھا ۔اس کے لمبے بال پشت پر بکھرے تھے۔ سیدھے لمبے بال جو اختتام پر جا کر کرلی ہو جاتے تھے۔ وہ جھک کر چوڑیاں اٹھا رہی تھی۔

کعب خاموشی سے اندر آیا۔ قمیص کے بٹن بند کرتے ایک بار پھر نظر اُس پر ڈالی۔ وہ پہلی بار اسے بنا دوپٹے کے دیکھ رہا تھا۔

"شام میں لینے آجاؤں یا وہیں رکو گی؟"

وہ آئینے کے سامنے آیا تو خولہ کے جھمکا پہنتے ہاتھ تھمے۔ وہ پیچھے ٹھہرا تھا۔

"آجانا لینے۔"

کعب نے سر ہلا دیا۔ وہ جھمکا پہنتی پلٹی تو وہ دور ہوا۔

"تم نہیں چلو گے؟"

اس نے دوپٹہ سینے پر پھیلاتے رخ موڑ کر بالوں میں برش پھیرتے کعب کو دیکھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں کیا کروں گا وہاں؟"

"یوسف بھائی آئے ہوئے ہوں گے۔ ان سے مل لینا۔"

"میری یوسف سے نہیں بنتی۔"

"کیوں؟"

"نا وہ مجھے پسند کرتا ہے نا میں اسے۔" اس نے بے نیازی سے کاندھے اچکائے۔ خولہ چپ رہی۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کعب سے کیا بات کرے۔ جھجھک؟ حیا؟ یا معلوم نہیں کیا، یوں جیسے وہ جو اس سے لڑتی تھی تو اب ساری باتیں کہیں گم ہو گئی تھیں۔

"چلیں؟"

پلٹ کر اسے دیکھا تو خولہ نے سر ہلا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یوسف نے رک کر چند گہری سانسیں لیں، چہرے پر ہاتھ پھیرا اور پھر کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، AC کی کولنگ بہت زیادہ تھی، پورے کمرے میں سگار کا دھواں تھا اور ان سب میں وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔

سر صوفے پر گرائے، ایک ہاتھ پیچھے پھیلا رکھا تھا، دوسرا صوفے کے ہتھے پر جما تھا جس میں سگار تھاما ہوا تھا، ایک پاؤں گھٹنے پر تھا، بال بکھرے ہوئے تھے۔ یوسف کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"بھائی۔"

اس نے آہستہ سے پکارا۔ بدر کے وجود میں جنبش ہوئی، آنکھیں بمشکل آہستہ سے کھولیں۔ سامنے سیاہ پینٹ پر سیاہ شرٹ پہنے یوسف کو دیکھتے پھر سے بند کرلیں۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

"کیا کہنا ہے؟"

اس کی بھاری آواز کمرے میں گونجی۔ یوسف کو اگلا سوال کرنے میں دقت ہوئی۔

"کالز آرہی تھیں آپ کے لیے۔ آپ کا موبائل بند ہے۔"

وہ چپ چاپ اسی طرح بیٹھا رہا۔ یوسف کچھ دیر چپ رہا۔

"اگر آپ کی طبیعت خراب ہے تو"..

"تمہیں پتا ہے یوسف، اس وقت میرا دل کیا چاہ رہا ہے ؟"یوسف رک گیا، بدر کی آواز بے تاثر تھی، وہ ہنوز سابقہ انداز میں بیٹھا تھا۔"میری بیڈ سائیڈ ٹیبل کی دراز میں ایک گن پڑی ہے جس میں چھ گولیاں ہیں اور بخدا میرا دل کر رہا ہے میں وہ سب تمہارے سینے میں اتار دوں۔"

یوسف کے چہرے پر اذیت جھلکی۔

"میں صرف".....

"ہم بات کریں گے یوسف، ہم یقیناً بات کریں گے "اس نے بند آنکھیں کھولیں۔وہ بے تحاشہ سرخ تھیں ۔"لیکن اس وقت میرے کمرے سے چلے جاؤ، اس سے قبل کہ میں تمہیں واقعی مار دوں۔ میرا دل اس وقت اذیت میں ہے اور میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔"

یوسف چند لمحے رکا رہا پھر وہ تیزی سے باہر نکلنے لگا جب دروازے سے اندر داخل ہوتے ھریرہ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"دھیان سے۔"

ھریرہ بے ساختہ بولا لیکن یوسف بنا سنے جا چکا تھا۔ اس کے کمرے سے نکلتے ہی وہ اندر داخل ہوا اور بدر کو دیکھا۔ وہ اب آنکھیں کھولے سگار ہونٹوں سے لگا رہا تھا۔ ارد گرد ڈھیروں ادھ جلے سگار پڑے تھے۔ ھریرہ ہچکچا کر اندر آیا اور بدر کے سامنے کھڑا ہوا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

"نہیں۔"

ھریرہ نے گلا تر کیا پھر وہ صوفے کے سامنے رکھی میز پر بیٹھا۔

"میں اس بارے میں نہیں جانتا تھا۔"

"حالانکہ وہ لڑکا تمہارا دوست ہے۔"

"اس نے مجھے نہیں بتایا کہ وہ شادی کر رہا ہے۔" وہ برجستہ بولا۔ بدر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سگار ہونٹوں سے لگائے خلا میں گھور رہا تھا۔

"آپ اب کیا کریں گے؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

اس نے چھت پر سے نظریں ہٹا کر ھریرہ کو دیکھا۔

"کعب کو مار دیں گے؟"

"بالکل۔"

"اور پھر؟"

"پھر میں دیکھوں گا کہ خولہ بلال بدر عبد اللہ کو کیسے ناں کرتی ہے؟"

اس نے سیدھا ہوتے سگار نیچے پھینکا، بکھرے بال مزید بکھر گئے۔

"آپ کو لگتا ہے اس طرح خولہ آپ کو مل جائے گی؟"

"وہ جس طرح بھی ملے مجھے چاہیئے۔"

"وہ ایسی عورت نہیں ہے بھائی جسے آپ دھمکا کر حاصل کر سکیں۔ آپ کو اب تک اندازہ ہو جانا چاہیئے تھا۔"

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ بدر اسے دیکھتا رہا۔

"تم چاہتے ہو میں کعب کو نا ماروں اور تمہیں لگتا ہے میں ان سب سے قائل ہو جاؤں گا؟ نہیں ھریرہ، وہ واحد انسان ہے جسے میں قتل کروں گا اور خوشی سے کروں گا۔"

"آپ جانتے ہیں خولہ آپ سے بد ظن کیوں ہے؟ کیونکہ اس نے آپ کو قتل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ آپ سے شادی کر لیتی اگر آپ اس کے سامنے اس مرد کو نا مارتے، وہ آپ سے خوفزدہ نہیں ہوئی بھائی، اسے آپ سے نفرت ہو گئی ہے۔ اس ایک قتل نے سب خراب کر دیا۔"

بدر کے چہرے پر سایہ سا گزرا۔ کوئی تکلیف سی، پھر وہ آہستہ سے پیچھے کو ہوا۔ سر پیچھے کی طرف گرا لیا۔

"مجھے وہ ایک عورت چاہیے ھریرہ۔ ہر قیمت پر چاہیئے۔"

اس کے چہرے پر اذیت تھی، روح نکالنے، مر جانے جیسی اذیت۔

"اس کی شادی ہو چکی ہے بھائی۔ بہتر ہو گا آپ اسے بھول جائیں۔"

ھریرہ کو بدر کی اذیت نے اذیت دی۔

"مجھے یہ مت بتاؤ کہ بہتر کیا ہے۔ وہ نا ملی تو اس سے بدتر کچھ نہیں ہو گا۔"

"آپ کے پاس سب کچھ ہے۔"

"مجھ سے سب کچھ لے لو لیکن وہ ایک عورت دے دو۔"

"آپ کے پاس ان کے علاوہ سب کچھ ہے۔"

"اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہیئے۔"

"ایسا بھی کیا ہے اس میں؟"

"اس میں میں ہوں۔ اسی میں رہ گیا ہوں۔ وہ واپس نا ملی تو میں خود کو واپس نہیں ملوں گا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ چھت کو گھور رہا تھا۔ کون سی کامیابی؟ کون سا تخت؟ کون سی بادشاہت؟ ایک غم اور سب ختم!

"آگے بڑھ جائیں بھائی۔"

"تمہیں میرا اردگرد نظر آتا ہے ھریرہ؟ مجھے اپنے اردگرد بس وہی نظر آتی ہے۔ میں آگے بڑھوں گا تو آگے بھی وہی ہے۔"

"آپ خود کو تباہ کر دیں گے۔"

"وہ یہی کہتی تھی۔ سچ کہتی تھی۔"

"کچھ غلط مت کیجئے گا بھائی۔ خولہ آپ کو پسند نہیں کرتیں، آپ غلط طریقے سے انہیں ہینڈل کریں گے۔"

وہ اس بار کچھ نہیں بولا۔ ھریرہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

"یوسف کو"....

"جاؤ یہاں سے ھریرہ۔"

اس نے ھریرہ کی بات کاٹ دی۔

"آپ ٹھیک نہیں ہیں۔ میں"....

WWW.NOVELSHUB.PK

”ہاں میں ٹھیک نہیں ہوں، لیکن میں مرنے نہیں جارہا۔ کم از کم میں مرنے نہیں لگا۔ مجھے آج رات تک غم منانے دو۔ صرف آج رات تک غم منانے دو اور پھر میں کل سب کو دکھاؤں گا مجھ سے غداری کی سزا کیا ہوتی ہے۔ “

اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کرلیں۔ ھریرہ کے گلے میں گلٹی ابھری۔ بدر ٹھیک نہیں تھا اور یہ خوف کی بات تھی۔

وہ میز سے آہستہ سے اٹھا اور دروازے سے باہر نکلا۔ اس کے پیچھے وہ اب بھی سابقہ انداز میں نیم دراز تھا۔

چراغ بجھتے چلے جارہے ہیں سلسلہ وار

میں خود کو دیکھ رہا ہوں فسانہ ہوتے ہوئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موسم آہستہ آہستہ بدلنے لگا تھا۔ گاؤں کی شامیں ٹھنڈی ہونے لگیں۔ صبحیں نرم، ہوائیں سکون دیتیں اور بارشوں کی آمد منور سی لگتی۔

انہی بدلتے موسموں میں وہ دونوں چھت کی سیڑھیاں چڑھتی نظر آرہی تھیں۔ سرخ لباس والی خولہ اور سیاہ لباس والی نین تارہ جس کا سر جھکا ہوا تھا۔

”مجھے لگا تھا تم واپس چلی گئی ہو۔ “

وہ چھت پر آچکیں تو خولہ دیوار سے ٹیک لگاتی اچھنبے سے پوچھنے لگی۔ نین تارہ اس کے ساتھ کھڑی ہوگئی، رخ گلی کی طرف موڑلیا۔ آسمان پر سورج اب غروب ہورہا تھا۔

"یوسف لینے نہیں آئے ابھی۔"

وہ اداس لگتی تھی۔

"کل شادی پر تو تھے۔"

"میرے کہنے پر آئے تھے۔ پھر معلوم نہیں کس وقت واپس چلے گئے۔"

"وہ بدر کے ساتھ واپس گیا تھا۔"

نین تارہ نے کرنٹ کھا کر خولہ کی طرف رخ موڑا، چہرے پر صدمہ پھیلا۔

"بدر آیا تھا؟"

اس نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"اس نے کچھ کیا کیوں نہیں؟"

"معلوم نہیں، جب ایجاب و قبول ہورہا تھا تب وہ باہر ٹھہرا تھا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ کتنی دیر چپ رہی۔ اس بار خولہ نے سر جھکا لیا تھا۔

"اب کیا ہو گا؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ کیا کرے گا؟" اس نے سر اٹھایا۔

"سب تباہ۔"

"میں نے کل رات سب تباہ ہوتے دیکھ لیا ہے۔"

"خولہ وہ.... وہ پاگل سا انسان ہے۔" وہ خوفزدہ ہوئی۔ در حقیقت، دل کے کسی کونے میں اسے یوسف کے لیے ڈر لگا۔ اس سے کل سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ کیا یوسف ٹھیک تھا؟

"اب کیا کر سکتے ہیں؟"

"وہ یوسف کو مار دے گا۔" ڈر حروف کی صورت زبان سے پھسل گیا۔

"نہیں مارے گا۔"

"میں ابا سے کہتی ہوں وہ مجھے گھر چھوڑ آئیں..." وہ متحوش سی نیچے جانے لگی۔

"تمہیں یوسف کی اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے نین؟"

نین تارہ کے قدم تھم گئے۔ دل رک گیا۔ اسے یوسف کی اتنی فکر کیوں ہو رہی تھی؟

"وہ تمہارا شوہر ہے، سمجھ سکتی ہوں۔ لیکن وہ بدر عبداللہ کا بھائی ہے۔ کیا تم بھول گئی ہو؟"

وہ چلتے ہوئے نین تارہ کے سامنے آٹھہری، نظریں جانچتی ہوئی تھیں۔

"اس نے رجب کو نہیں مارا تھا۔" زندگی میں پہلی بار اس نے یوسف عبداللہ کی صفائی دی۔

"جب بھائی کو قتل کیا گیا وہ وہیں تھا۔"

"اور اس نے بدر کو روکنے کی کوشش کی تھی۔" وہ بے ساختہ بولی۔

"جھوٹ بول رہا ہو گا۔" وہ ہنوز نین تارہ کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے یقین ہے وہ سچ بول رہا ہے۔"

"محبت کرنے لگی ہو اس سے؟"

وہ خولہ تھی، اسے گھما پھرا کر باتیں کرنا نہیں آتی تھیں۔ نین تارہ کچھ دیر ساکت سی رہ گئی پھر نظریں چرائیں
۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

”ایسی بات ہے بھی تو کوئی بات نہیں ہے۔ شوہر ہے تمہارا۔“

وہ نرمی سے کہتی واپس دیوار تک گئی۔ نین چند لمحے چپ رہی۔

"محبت نہیں جانتی لیکن وہ ساتھ ہو تو اچھا لگتا ہے، وہ فکر کرے تو اپنا لگتا ہے۔ نظر انداز کرے تو برا لگتا ہے۔ میں چاہتی ہوں وہ مجھے سنے، میں اس کی مانوں۔ کیا یہ محبت ہے خولہ ؟“

اس نے بے بسی سے سر اٹھا کر خولہ کو دیکھا۔

”لگ تو محبت رہی ہے۔“ وہ مسکرائی۔

”رجب سے غداری کر رہی ہوں۔“

”کس نے کہا کہ کسی نئی محبت کو زندگی میں جگہ دینا پرانی محبت سے غداری ہے؟ دل کو بدل دینا چاہیے، اگر کوئی ایسا میسر ہو جو تمہیں سمجھے تو اس کے لیے دل میں جگہ بنائی جا سکتی ہے۔“

”میں نہیں جانتی کیا کروں“ اس نے سر جھٹکا پھر خولہ کو دیکھا۔ ”ابھی تو تم مجھے یوسف کے خلاف بڑھکا رہی تھیں؟“

”تاکہ دیکھ سکوں کہ تم بھڑکو گی یا نہیں۔“ اس نے شانے اچکائے پھر دیوار تک گئی۔ نظر نیچے ڈالی اور پھر نین تارہ کو دیکھا۔

"یوسف آیا ہے۔"

نین تارہ چونکی۔ تیزی سے آگے کو ہوتے نیچے دیکھا۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکل رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کیوں لیکن دل میں یہ گونہ سکون سا ابھرا۔

"جاؤ۔ تمہیں لینے آئے ہیں۔"

نین تارہ نیچے بڑھی تو وہ بھی ساتھ ہی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے بڑھی۔ یوسف چارپائی پر بیٹھا تھا۔ نیوی بلیو شلوار قمیص پہن رکھی تھی۔ چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔

"السلام علیکم۔"

ان دونوں نے بیک وقت اسے سلام کیا۔ یوسف نے سر ہلا دیا پھر نین تارہ کو دیکھا۔

"تیاری کر لیں نین۔ مجھے کچھ کام ہے۔"

وہ سر ہلاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ خولہ دادی کے ساتھ چارپائی پر آن بیٹھی۔ یوسف ان کی طبیعت پوچھ رہا تھا۔ کچھ تھا جو خولہ کو اس میں تبدیل سا لگا۔ کچھ عجیب سا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی پورچ میں رکی تو نین تارہ نے کب سے جھکا سر اٹھا کر یوسف کو دیکھا۔ وہ سٹیر نگ پر ہاتھ رکھے سامنے دیکھ رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں یوسف؟"

یوسف نے نظریں موڑیں، اس کی آنکھیں سرخ لگتی تھیں۔

"اُنہوں نے کہا کہ ان کا دل چاہ رہا ہے وہ پستول کی ساری گولیاں میرے سینے میں اتار دیں۔ اس کی ضرورت نہیں تھی، وہ جملہ بھی گولیوں کا کام کر چکا تھا۔"

نین تارہ لمحہ بھر کو کچھ بول نہ سکی۔

"وہ میرے بھائی نہیں ہیں نین، وہ میرے لیے باپ جیسے ہیں۔ شاید وہ مجھ سے اتنی محبت نہیں کرتے لیکن مجھے وہ بہت عزیز ہیں۔ خولہ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئیے تھا۔" وہ دھیمے سے بولا۔

"آپ چاہتے ہیں وہ اپنے بھائی کے قاتل سے شادی کر لیتی؟"

"اسے بدر بھائی کو ایک موقع دینا چاہیے تھا۔"

"وہ موقع دے دیتی یوسف، اگر بات اتنی بڑی نا ہوتی۔ آپ خولہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ جس شخص نے اس کے بھائی کو قتل کیا وہ اسی سے شادی کر لے؟ مجھے دنیا میں کوئی ایک عورت ڈھونڈ دیں جس کا دل اتنا بڑا ہو۔"

یوسف نے تھک کر اسے دیکھا۔ وہ اسے محبت کے اصول سکھاتا بھی تو کیسے ؟

"کیا وہ انہیں معاف نہیں کر سکتی ؟ "

"اب یہ سوال نہیں بنتا۔ "

وہ اس بار چپ رہا۔ نین تارہ اسے دیکھتی رہی۔

"بدر عبداللہ نے آپ سے کچھ کہا ہے ؟ "

"میں منتظر ہوں کہ وہ اب کیا کہیں گے۔ "

"وہ آپ کو ماریں گے تو نہیں ؟ "

اس کے لہجے میں فکر، خدشات، جھجک سب در آیا۔ یوسف کو اس وقت کئی غم تھے ورنہ وہ غور کر لیتا۔

"بر حق ماریں گے۔ آپ جائیں اندر۔ مجھے کچھ کام ہے۔ "

نین تارہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر دروازہ کھولتے قدم باہر رکھے۔ یوسف کے گاڑی سٹارٹ کرنے، حویلی سے باہر نکلنے تک وہ وہیں رکی رہی۔ اسے یوسف کی پریشانی پر فکر ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

بھاپ اڑاتے کپ لیے وہ اندر داخل ہوئی تو کعب بیڈ پر بیٹھا تھا۔ سامنے لیپ ٹاپ تھا جس پر وہ کوئی کام کر رہا تھا۔ خولہ بیڈ کی دوسری طرف بیٹھی اور ٹرے درمیان میں رکھ دی۔ کعب نے آواز پر سر اٹھایا پھر کپس کو دیکھتے ابرو اچکائے۔

"اس وقت چائے؟"

"چائے پینے کا وقت نہیں موڈ ہوتا ہے..." اس نے اپنا کپ اٹھایا۔

"اور میرا موڈ فی الحال چائے پینے کا نہیں ہے۔" وہ دوبارہ سے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس مرتبہ نامحسوس انداز میں لیپ ٹاپ کا رخ موڑ لیا۔

"میں تو مروت میں بنا کر لائی تھی۔ پینی ہے تو پی لو ورنہ میں دوسرا کپ بھی پی سکتی ہوں۔"

گلابی رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس وہ دوپٹہ سینے پر پھیلائے، لمبے بال جوڑے میں باندھے پُر سکون لگتی تھی۔

"زیادہ چائے پینے سے انسان کالا ہو جاتا ہے۔"

"یہ بات یقیناً کسی ایسے شخص نے کہی تھی جسے چائے ناپسند تھی۔"

کعب نے لیپ ٹاپ پر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔ وہ ساتھ بیٹھی تھی تو دھیان بٹ رہا تھا۔

"مجھے ناپسند نہیں ہے۔ میں بس رات کے وقت نہیں پیتا۔"

"تو میں نے کب کہا کہ تمہیں ناپسند ہے؟"

وہ یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے وہ دونوں بہت اچھے میاں بیوی ہوں جو یونہی ہر روز گپ شپ لگایا کرتے ہوں ۔کعب ہلکا سا مسکرایا، اس کا اس طرح حق سے کمرے میں اس کے ساتھ بیٹھنا اچھا لگا تھا۔

"ایک بات پوچھوں؟"

"نہیں۔"

"اوکے..." اس نے تابعداری سر ہلایا۔ "پڑھائی کیوں چھوڑ دی تم نے؟"

خولہ نے کپ لبوں سے ہٹایا، وہ رخ اس کی طرف کیئے ہوئے تھا گویا منتظر تھا کہ اسے جواب دیا جاتا۔

"مجھے پڑھائی میں کبھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔"

"لیکن تم پڑھ رہی تھیں۔"

"بھائی کی خواہش تھی۔"

"اس کے مرنے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اس کی خواہشات بھی بھلا دی جائیں۔"

وہ لیپ ٹاپ بند کرتا مکمل خولہ کی طرف متوجہ ہوا، گویا ایک بحث کے لیے تیار تھا۔

”میں نے بھُلائی نہیں تھیں۔ بس شوق نہیں رہا۔ “

”تو اب پڑھ لو۔ “

”شادی کے بعد کون پڑھتا ہے؟“ اس نے خفگی سے کہا۔

”کیوں نہیں پڑھا جاسکتا؟ “

”گھر سنبھالنا ہوتا ہے۔ “

”اس گھر میں ایسا کیا ہے جو تمہیں سنبھالنا پڑے؟ ہمارے کون سا چھوٹے چھوٹے بچے ہیں؟ “

وہ تیزی سے بول گیا۔ خولہ کا چہرہ لمحہ بھر کو سرخ ہوا۔

”شادی کے بعد پڑھائی نہیں کی جاسکتی۔ بات ختم ہوئی۔ “

”تم کرو گی۔ بات طے ہوئی۔ “

اس نے ٹرے میں رکھا کپ اٹھالیا۔ خولہ کو غصہ آیا۔

”تم یہ فیصلہ نہیں لے سکتے۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیوں نہیں لے سکتا؟ تمہارا قانونی، شرعی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی، خاندانی شوہر ہوں۔"

"پڑھ کر کیا کروں گی؟" وہ اس بار جھنجھلائی، اچھا خاصا خالہ کے ساتھ گپ شپ چل رہی تھی، اسے بھی کسی پاگل کتے نے کاٹا تھا جو چائے بنا کر لے آئی۔

"رجب چاہتا تھا تم سی ایس ایس کرو۔"

"اور Css کے لیے رقم کہاں سے آئے گی؟۔ جاب تو تمہاری ہے نہیں۔"

"تم مجھے بے روزگاری کا طعنہ دے رہی ہو؟" اس نے افسوس سے خولہ کو دیکھا۔

"بتا رہی ہوں، بیٹھے بٹھائے نہیں ہو جاتا سی ایس ایس، خرچہ آتا ہے۔"

"اب میں اتنا بھی کنگال نہیں ہوں کہ اپنی بیوی کی پڑھائی کا خرچ نا برداشت کر سکوں۔"

"کون سے قارون کے خزانے ہیں تمہارے پاس؟" اس کی چائے حرام ہو گئی تھی۔ کپ نیچے رکھ دیا۔

"زمینیں ہیں۔ وہ بیچ دوں گا۔"

"بیچنے کے لیے نہیں ہیں۔"

"ضرورت کے وقت بیچی جا سکتی ہیں۔"

”اور پڑھائی ان ضروریات میں نہیں آتی۔ “

”تو سنبھال کر کیا کروں گا زمینیں؟ تمہیں لگتا ہے ہمارے بچے کھیتی باڑی کریں گے؟ مجھے تو ایسا کوئی امکان نظر نہیں آرہا۔ “

اس کا چہرہ اس بار کچھ زیادہ ہی سرخ ہوا۔ جمعہ جمعہ چار دن ہوئے نہیں شادی کو اور یہ بچوں تک پہنچ گیا۔

”اب مشکل ہو گا کعب۔ “

”تم بتاؤ کیا مشکل ہو گا؟ ہم حل ڈھونڈ لیتے ہیں۔“ اس نے کپ نیچے رکھتے مکمل سنجیدگی سے خولہ کی مشکل جاننا چاہی۔ وہ کچھ دیر رکی۔

”روز شہر جانا پڑے گا۔ “

”میں روز چھوڑ بھی آؤں گا لے بھی آؤں گا۔ دوسری مشکل؟ “

”کلاسسز کا مسئلہ، میں کس سے سمجھوں گی سب؟ “

”آپ کے پاس ذاتی ٹیوٹر ہے سائیں، فکر کس بات کی؟ “

اس نے فراخدلی سے کہا۔

”خرچہ آئے گا۔ “

"وہ میری ذمہ داری ہے۔ تم اس کی فکر چھوڑ دو۔ "

وہ اس بار چپ رہی پھر ہار مانتے اسے دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ جب وقت آئے گا تب دیکھیں گے۔ "

"میں ایڈمیشن بھیج رہا ہوں تمہارا۔ وقت بھی آگیا ہے۔ ویسے پڑھائی چھوڑنا بیوقوفانہ فیصلہ تھا۔ "

وہ ایک بار پھر لیپ ٹاپ کھولنے لگا۔

"تمہاری وجہ سے چھوڑی تھی۔" وہ بے ساختہ بول گئی۔ کعب نے حیرانی سے رخ موڑا۔

"میری وجہ سے کیوں؟ "

"کیوں کہ تب میں نے سوچا تھا کہ تمہیں قتل کر کے جیل ہی جانا ہے پھر پڑھنے کا فائدہ؟ "

وہ کچھ دیر صدمے سے اسے دیکھتا رہا۔ خولہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"خولہ "....

"جی کعب۔ "

"تم نے واقعی اسی لیے پڑھائی چھوڑی تھی؟" وہ بے یقین تھا۔

"اور کس لیے چھوڑتی؟ جب جیل ہی جانا تھا تو چچا کے پیسے کیوں ضائع کرتی؟"

"وہ تو اچھا ہے میں خوش قسمت ہوں ورنہ اب تک میری دوسری برسی ہونے والی ہوتی۔" وہ افسوس سے سر نفی میں ہلاتے لیپ ٹاپ کی طرف رخ موڑ گیا۔ خولہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"نہیں خیر۔ میں تمہیں نین کی شادی کے بعد مارنا چاہتی تھی۔"

"بہت اچھے۔ سچ بتاؤں، اب بھی کہیں گن ساتھ لے کر تو نہیں آئیں؟" وہ جل بھن گیا۔

"کیا معلوم؟ میں واقعی میں لائی ہوں؟"

"پہلی فرصت میں سامان واپس بھجواؤ اپنا۔"

"میرے سامان کو ہاتھ لگا کر دکھاؤ تم۔"

وہ تپ کر کہتی اٹھی، اس کا کپ اٹھایا پھر اپنا۔

"میں صبح سب سے پہلا کام تمہارا سامان دیکھنے کا کروں گا۔ یا اللہ، کن ارادوں سے تم نے شادی کی ہے مجھ سے؟۔"

وہ اس کی بڑبڑاہٹ نظر انداز کرتی باہر بڑھ گئی۔ لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔ کعب عباس کے ساتھ تعلقات بہتر ہو رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی حویلی کے صحن میں رکھی کرسیوں پر اس وقت واصف جمشید اور بدر بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔

"آپ دو دن سے کالز نہیں اٹھا رہے تھے تو مجھے ملنے آنا پڑا۔ خیریت تھی؟"

"طبیعت خراب تھی۔" وہ اکتایا ہوا لگتا تھا۔ دنیا کی ہر شے سے بے نیاز۔

"آپ جیت سے خوش نہیں ہیں؟"

"آپ یہاں کس لیے آئے ہیں؟"

وہ اسی سابقہ انداز میں بولا تو واصف جمشید لمحہ بھر کو چپ رہ گئے پھر سر جھٹکا۔

"آپ نے یقیناً خبر سنی ہو گی کہ ہماری پارٹی جیت چکی ہے اور اب حکومت کے لیے گٹھ جوڑ شروع ہو چکا ہے۔"

وہ بنا کچھ کہے انہیں دیکھتا رہا، واصف جمشید نے کوئی جواب نا پا کر دوبارہ سے بات شروع کی۔

"کئی جیتنے والے امیدوار چیئرمین صاحب سے وزارت ملنے کے لیے ملاقاتیں کر رہے ہیں۔ آپ کو ان سے ملنا چاہیئے۔ اس طرح دنیا سے کنارہ کش ہو کر بیٹھیں گے تو وزارت ہاتھ سے چلی جائے گی۔"

بدر نے رک کر گہری سانس لی۔ ہاتھ پیچھے کی طرف پھیلا لیا۔

"آپ جانتے ہیں میں کون ہوں واصف؟ بدر عبداللہ، جس نے میرا تخت چھیننے کی کوشش کی میں اس کی زندگی چھین لوں گا۔ میں تخت کے پیچھے نہیں بھاگا کرتا، تخت خود مجھ تک آتا ہے۔"

"اور آپ کو پارٹی میں جگہ آپ کے نام کی وجہ سے ہی دے گئ تھی۔"

"یہ آپ کی پارٹی کی ضرورت تھی واصف، میں بطورِ آزاد امیدوار الیکشن لڑتا تب بھی جیت جاتا، کسی اور پارٹی سے لڑتا تب بھی جیت جاتا، مجھے آپ کی پارٹی کی نہیں، آپ کی پارٹی کو میری ضرورت تھی۔ اور اب جب وزارت ملنے کا وقت ہے تو آپ کو لگتا ہے کہ میں اتنی آسانی سے اپنی جگہ کسی اور کو لینے دوں گا؟ اس تخت کی وجہ سے میں نے کچھ کھویا ہے، کچھ ایسا جس کا خسارہ بہت بڑا ہے اور اب جب یہ تخت میرا ہے تو میں ہر شخص کو اسی کے نیچے دفنا سکتا ہوں جو مجھ سے اسے چھیننے کی کوشش کرے گا۔"

اس کا لہجہ سرد ہوا۔ واصف جمشید بمشکل مسکرایا۔

"آپ میری بات کا غلط مطلب سمجھے ہیں۔ پارٹی آپ کو وزارت دینے میں سنجیدہ ہے، میں صرف اتنا چاہ رہا ہوں کہ چیئرمین صاحب سے ملاقات کر لیں تو بہتر ہو گا۔"

"میں یقیناً ان سے ملوں گا۔ آپ فکر مت کریں۔"

اس نے گویا بات ختم کر دی۔ اب واصف جمشید یہاں سے جا سکتا ہے۔ سو وہ مطلب سمجھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بدر اسی طرح بیٹھا رہا۔ واصف جمشید سلام کرتے مڑ گیا تو وہ ملازم کی طرف متوجہ ہوا۔

”ھریرہ کو بلا کر لاؤ۔“

ملازم سر ہلاتے پلٹ گیا تو وہ اب میز پر رکھا سگار اٹھاتے اسے سلگانے لگا۔ سرمئی رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس وہ کل کی بنسبت بہتر لگتا تھا، آنکھوں کی سرخی ویسی ہی تھی۔

”آپ نے بلایا بھائی؟“

ھریرہ بدر کے سامنے سے ہوتا واصف جمشید کی چھوڑی گئی کرسی پر بیٹھا۔

”کعب دوست ہے تمہارا؟“

وہ سگار کا دھواں فضا میں چھوڑتا بنا تمہید مدعے کی بات پر آیا۔ ھریرہ نے سر ہلایا، بے چینی سی پہلو بدلا۔

”CSS کے علاوہ کیا کرتا ہے؟“

"Css ?"

اس نے اچھنبے سے بدر کو دیکھا۔

”اس نے تمہیں نہیں بتایا کہ وہ css کا امتحان دے کر آیا ہے؟“

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر نے ابرو اچکائے۔ ھریرہ کا سر نفی میں ہلا۔ وہ حیران لگتا تھا۔

"پھر تو اس نے خولہ کو بھی نہیں بتایا ہو گا۔" اس نے پر سوچ انداز میں کہا۔ وہ سوال نہیں تھا۔ وہ تبصرہ تھا۔ ھریرہ اس بار چپ رہا۔ بدر نے آگے کو ہوتے سگار میز پر رکھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔ خولہ ان لڑکیوں میں سے نہیں ہے جو ایک قاتل کو معاف کر دیں۔ میں اسے غلط سمجھتا رہا۔" پیچھے کو ہوتے اس نے ٹھوڑی کھجائی، اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔ ھریرہ اس بار بھی چپ رہا۔" تم نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اب شادی شدہ ہے اس لیے بہتر ہے میں اسے بھول جاؤں۔ لیکن ھریرہ...." وہ کرسی پر آگے کو ہوا اور ھریرہ کی آنکھوں میں دیکھا۔"کیا ہو اگر اس کی طلاق ہو جائے یا وہ بیوہ ہو جائے؟"

وہ اس قدر سفاکی سے بولا کہ ھریرہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"خولہ آپ کو معاف نہیں کرے گی۔"

"اصولاً مجھے یہاں یہ کہنا چاہیے تھا کہ عورتیں معاف کر دیا کرتی ہیں لیکن خولہ ان عورتوں میں سے نہیں ہے۔ تم غور کرو، میں نے پہلے یہ کہا ہے کہ اگر اسے طلاق ہو جائے تو؟"

"کعب اسے طلاق نہیں دے گا۔"

"وہ خود مانگے پھر بھی؟"

"اور وہ ایسا کیوں کریں گی؟"

بدر اسے دیکھتا رہا پھر وہ قمیص کا دامن جھٹکتے اٹھا۔

"اپنے دوست کو کل حویلی آنے کی دعوت دو۔ الیکشن جیتنے کی خوشی میں یہاں جشن ہو گا۔"

"کعب کو؟ لیکن کیوں؟"

وہ چند لمحے هریرہ کو دیکھتا رہا۔

" "من خواهانِ دیداری باملکه هستم".

)میں ملکہ سے ایک ملاقات چاہتا ہوں۔(

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بائیک باہر کھڑی کرتے وہ گاڑی کو دیکھ کر کچھ اچھنبے سے گھر کے اندر داخل ہوا تو نظر صحن میں صفیہ کے سامنے بیٹھے هریرہ پر گئی۔ خولہ ٹرے میں دو گلاس رکھے اسی لمحے کچن سے نکلی تھی۔ کعب کے ماتھے پر شکنیں اُبھریں۔

آگے کو بڑھتے اس نے خولہ کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور ٹرے اس کے ہاتھ سے لیتے صحن میں آمنے سامنے رکھی چارپائیوں کی طرف بڑھ گیا۔ خولہ واپس کچن کی طرف چلی گئی لیکن اس کے چہرے پر اس بار زردی تھی۔ هریرہ کا یہاں آنا اسے پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”تم یہاں کیسے آئے؟“

گلاس ھریرہ کو تھماتے اس نے استفسار کیا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

”تم نے شادی پر بلایا نہیں لیکن میں دعوت دینے خود آیا ہوں۔“

اس کے لہجے میں شکوہ سا تھا۔ کعب نے ایک نظر صفیہ کو دیکھا جو ھریرہ کی آمد سے حیران لگتی تھیں۔

”کس چیز کی دعوت؟“

”بدر بھائی نے الیکشن جیتنے کی خوشی میں پارٹی رکھی ہے۔ میں بطورِ خاص تمہیں دعوت دینے آیا تھا۔“

وہ سیاہ جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ گھنگریالے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ سیاہ جوگرز اور قیمتی گھڑی۔

”ہم نہیں آپائیں گے۔ دعوت کا شکریہ۔“

کعب سنجیدہ تھا۔

”میں شادی پر نا بلانے پر ناراض نہیں ہوا لیکن اس انکار پر ہو جاؤں گا۔“

”میں نے کہا نا ھریرہ، میں مصروف ہوں ورنہ آجاتا اور اگر میں نہیں آؤں گا تو امی اور خولہ بھی نہیں آئیں گی۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں بہت مان سے دعوت دے رہا ہوں آنٹی..." وہ کعب کو نظر انداز کرتا صفیہ کی طرف متوجہ ہوا تو کعب نے لب بھینچے۔ "آپ لوگ نا آئے تو مجھے بہت دکھ ہو گا۔ "

"ھریرہ میں "....

"فکر مت کرو بیٹے، یہ دونوں ضرور آئیں گے۔" صفیہ نے مسکرا کر تسلی دی تو کعب کے باقی الفاظ زبان پر رہ گئے۔ ھریرہ سر کو خم دیتے مسکرایا۔

"مجھے خوشی ہو گی۔" وہ گلاس رکھتا اٹھا تو کعب بھی ساتھ اٹھا۔

"کچھ کھا کر جاتے، پہلی بار آئے ہو۔ "

"نہیں آنٹی۔ اگلی بار ضرور، اب تو آنا جانا لگا رہے گا۔ "

کعب چپ چاپ اسے دیکھتا رہا، وہ صفیہ کو سلام کرتے دروازے کی طرف بڑھا تو کعب ساتھ تھا۔ دروازے سے نکلتے گاڑی کی طرف آتے ھریرہ رکا۔

"مجھے لگا تھا ہم اتنے اچھے دوست تو ہیں کہ تم مجھ سے اتنی بڑی بات نہیں چھپاؤ گے۔ "

اس کے چہرے پر دکھ تھا۔

"نا چھپاتا اگر مجھے یہ یقین نا ہوتا کہ تم بدر عبد اللہ کو بتا دو گے۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"تمہیں لگتا ہے میں انہیں بتا دیتا؟" اسے بے یقینی ہوئی۔

"مجھے یقین ہے ھریرہ، ہم دوست ہیں لیکن بھائی نہیں ہیں۔ تمہارا بھائی بدر عبداللہ ہے، ظاہر ہے تم اسے بتا دیتے۔" وہ سنجیدہ تھا۔

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے۔" وہ سر جھٹکتے دکھ سے مسکرایا۔

"بعض معاملات میں مجھے کسی ایک پر بھی یقین نہیں ہے۔"

"اور اب؟ اب سوچا ہے کیا ہو گا؟ بدر بھائی خولہ سے۔۔۔"

"وہ میری بیوی ہے...." کعب نے اس کی بات کاٹ دی، آواز میں سختی تھی۔ "خولہ کعب عباس، مجھے پسند نہیں آئے گا اگر تم اس کا ذکر کسی اور مرد کے ساتھ کرو گے۔"

ھریرہ چپ ہوا۔ پھر بدقت مسکرایا۔

"سوری، بہر حال، تلخیوں کو ختم کر دو تو بہتر ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا آج رات۔"

اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے کیا تو کعب نے سر ہلاتے ہاتھ ملایا۔ ھریرہ کے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ واپس آیا تو اب چارپائی پر خولہ اور صفیہ ساتھ بیٹھی تھیں۔

"خالہ، مجھے عجیب لگے گا جانا اُدھر۔"

"عجیب کیوں؟ تمہاری بہن کا گھر ہے۔"

"وہ ٹھیک کہہ رہی ہے اماں۔۔" کعب ھریرہ کی چھوڑی گئی جگہ پر بیٹھتا سنجیدگی سے کہنے لگا۔ "یہ مناسب نہیں ہو گا کہ ہم وہاں جائیں۔"

"کس لیے؟ ایک تو یہ بچہ خود آیا ہے بلانے۔ پھر خولہ کی چچی بھی دعوت دے گئی ہیں۔ اب نا جاؤ تو کیا عجیب نہیں لگے گا؟"

"تو یوں کریں میں آپ کو لے جاؤں گا۔ خولہ نہیں جائے گی۔"

وہ گویا خولہ کی بات بنا کہے ہی سمجھ گیا تھا۔ خولہ نے سکھ کا سانس لیا لیکن صفیہ کی اگلی بات پر وہی سانس سینے میں اٹک گیا۔

"میں کہیں نہیں جا رہی۔ تم دونوں تیاری کرو اور اب مزید کوئی بحث نہیں ہو گی۔ بات ختم۔"

وہ سختی سے کہہ کر چارپائی سے اٹھیں تو خولہ نے بے بس نظروں سے کعب کو دیکھا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ تم تیاری کر لو۔ میں شام کو آتا ہوں۔"

وہ کوئی فیصلہ کرتے اٹھا تھا۔ خولہ کو مزید بے بسی ہوئی۔ وہ ان دونوں کو یہ نہیں سمجھا سکتی تھی کہ وہ حویلی جانے سے نہیں بدر عبداللہ کا سامنا کرنے سے خوفزدہ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی قدیم حویلی کے صحن میں اس وقت لوگوں کی کثرت نظر آتی تھی۔ سیاسی، شوبز سے تعلق رکھنے والے لوگ، بدر عبد اللہ کے خاندان والے، دوست، احباب۔ حویلی میں ہر جگہ سفید پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی، صحن میں لگے پودوں پر لائٹنگ کی گئی تھی۔ جابجا ویٹرز مہمانوں کو کولڈ ڈرنک سرو کرتے نظر آتے تھے۔

غرض بدر عبد اللہ نے جیت کی خوشی میں شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا۔

صحن سے نظر ہٹا کر، راہداریوں سے ہوتے اوپر کی طرف آؤ تو اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ٹھہرا تھا۔ سیاہ شلوار قمیص پہنے، کف لنکس لگاتے اس نے ایک نظر آئینے پر ڈالی۔ بال پیچھے کو جمے تھے۔ شیو بنی ہوئی تھی، سرمئی ساحر آنکھوں میں سنجیدگی تھی، چہرہ پہلے جیسے لگتا تھا، وہ مسحور کرتا تھا۔

پرفیوم اٹھا کر خود پر سپرے کرتے اس نے دستک کی آواز پر مڑ کر پیچھے دیکھا تو سنجیدہ چہرے پر کچھ اور سنجیدگی آئی۔ دروازے پر یوسف ٹھہرا تھا۔

"بات ہو سکتی ہے بھائی؟"

سیاہ پینٹ پر اس نے سفید ڈریس شرٹ پہن رکھی تھی۔ بدر پر فیوم رکھتے مڑا ہاتھ پشت پر باندھے۔ یوسف آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے سامنے آیا۔ چند لمحے خاموشی سے بدر کو دیکھا پھر سر جھکایا۔

" I am sorry."

"میں معاف نہیں کروں گا۔ اور کچھ ؟ "

یوسف کے جھکے چہرے پر اذیت جھلکی۔

"میں صرف آپ کو کچھ غلط کرنے سے روکنا چاہتا تھا۔ "

"اس لیے تم نے میرے ساتھ غلط کر دیا؟ "

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کو اتنا دکھ ہو گا۔ "

"تمہیں معلوم تھا یوسف۔ تمہیں ہمیشہ سے معلوم تھا کہ مجھے دکھ ہو گا۔ تم جانتے تھے وہ عورت میرے لیے کیا ہے۔ "

"بھائی، اگر میں آپ کو بتاتا تو آپ کعب کو مار دیتے۔ " اس نے سر اٹھا کر بے بسی سے بدر کو دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے، میں اب ایسا نہیں کروں گا؟" وہ بے تاثر لگ رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا آپ کیا کریں گے لیکن آپ مجھے معاف نہیں کر سکتے؟ یہ آخری بار تھا جب میں نے ایسی کوئی غلطی کی ہے۔"

بدر چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے تاثرات میں دراڑ پڑی، بے تاثر چہرے پر اذیت جھلکی۔

"تم میرے بھائی تھے یوسف۔"

اس نے بہت دکھ سے کہا تھا، ٹوٹے لہجے میں اذیت سے۔ یوسف کا دل ٹوٹ کر کرچی ہوا۔

"آئی ایم سوری۔"

"تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پوری دنیا یہ کر لیتی، لیکن تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے پوری دنیا دھوکہ دے دیتی لیکن تمہیں مجھے دھوکہ نہیں دینا چاہیئے تھا۔"

اس کی آنکھیں بے تاثر نہیں رہی تھیں، ان میں غم تھا، اس کا چہرہ سنجیدہ نہیں رہا تھا، اس پر اذیت تھی۔

"میں مجبور تھا۔" یوسف نے بے بسی سے وضاحت دی۔

"کوئی بھی مجبوری اتنی بڑی تو نہیں ہونی چاہیئے تھی کہ تم مجھے چھوڑ دیتے۔"

"میں نے آپ کو نہیں چھوڑا۔"

”تم نے چھوڑ دیا تھا۔ تمہیں چناؤ کا موقع دیا گیا اور تم نے مجھے نہیں چنا۔ مجھے بہت دکھ ہے یوسف۔ مجھے واقعی بہت دکھ ہے۔“۔ یوسف عبداللہ کی آنکھیں غم کا فسانہ بن گئیں۔ اسے واقعی یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

”آئی ایم سوری۔“

بدر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا، چند لمحے صرف خاموشی سے، پھر وہ آگے بڑھا، آہستہ سے آگے کو ہوتے اس نے یوسف کو گلے لگایا۔ بہت نرمی سے، لمحہ بھر کو یوسف عبداللہ ساکت رہ گیا۔

”میں تمہیں معاف نہیں کروں گا یوسف۔ میں غداری معاف نہیں کیا کرتا۔ میں غداروں کو مار دیتا ہوں لیکن تم میرے بھائی ہو۔“ وہ اسے گلے لگائے بہت آہستہ سے کہہ رہا تھا۔ بہت دھیمے سے ”مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں مار نہیں سکتا لیکن، موت کی صرف ایک قسم نہیں ہوتی، پچھلے دو دنوں میں، میں ایک موت سے گزرا ہوں اور اب میں چاہتا ہوں تم بھی ایک موت سے گزرو۔ کیونکہ میں دھوکہ معاف نہیں کیا کرتا“

وہ یوسف سے علیحدہ ہوا۔ دونوں ہاتھ اس کے چہرے کے گرد رکھے اور نرمی سے اسے دیکھا۔ یوسف شل سا اسے دیکھ رہا تھا۔

”میں آج سے یوسف نام کے اپنے کسی بھائی کو نہیں جانتا۔ بدر عبداللہ کا اس دنیا میں کوئی بھائی نہیں ہے۔ اس کا اس دنیا میں کوئی سگا رشتہ باقی نہیں رہا۔ میں تمہیں مار نہیں رہا، لیکن تم آج سے میرے لیے مر گئے ہو۔“

اس نے دکھ سے کہتے دونوں ہاتھ یوسف کے چہرے سے ہٹائے۔وہ ساکت ٹھہرا تھا، شل، بے یقین۔

”تم یہاں رہو، جو کرتے تھے کرو۔ یہ حویلی تمہارے باپ کی بھی ہے لیکن اس حویلی میں اب تمہارا کوئی بھائی نہیں رہتا۔ تم.... میرے.... لیے..... مر گئے۔“

اسی ٹوٹے لہجے میں کہتے وہ مڑا، پیچھے پڑا کوٹ اٹھایا، آئینے میں خود کو دیکھا، چہرے کے تاثرات سخت کیے اور یوسف پر دوسری نظر ڈالے بنا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پیچھے ٹھہرا یوسف اب بھی شل تھا، ساکت۔ بے یقین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اور بدر کے کمرے کی کھڑکی سے نیچے کی طرف جھانکو تو صحن میں جہانزیب چوھدری کے ساتھ خاقان ٹھہرے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں گلاس تھے اور وہ بظاہر مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔

”مجھے توقع تھی کہ بدر عبداللہ مہمانوں کے استقبال کے لیے موجود ہو گا لیکن وہ ہمیشہ غیر متوقع کام کرتا ہے۔“

خاقان ان کے شکوے پر مسکرائے۔

”وہ آج کی محفل کا مہمانِ خصوصی ہے اور آپ جانتے ہیں مہمانِ خصوصی ہمیشہ دیر سے آتے ہیں۔“

اُنہوں نے اس بار محض ہنکار بھرا۔ ہونٹوں سے گلاس لگاتے ہوئے ایک نظر پورے لان پر ڈالی۔ وہاں ملک کے بڑے بڑے سیاستدان مدعو تھے، کئی اہم شخصیات، کئی اہم عہدیدار۔ جہانزیب چوہدری کے اندر ایک جلن سی پیدا ہوئی۔

"تمہیں ایک پیغام بھیجا تھا خاقان۔ "

نگاہیں لان سے ہوتی ہوئیں دوبارہ خاقان پر آئیں۔

"اور میں نے کہا تھا کہ ہم اس معاملے پر مل کر بات کریں گے۔ "

"اس معاملے پر بات کرنے کے لیے ایسا کیا ہے جو ہمیں ملنا پڑے؟"اُنہوں نے غور سے خاقان کے چہرے کو دیکھا۔ اس چہرے پر آج کچھ الگ سا تھا۔ کچھ مکروہ سا۔

"ہمیں ملنے کی ضرورت تھی کیونکہ میرے پاس بدر عبداللہ کے چند راز ہیں جہانزیب صاحب۔ ایسے راز جو نا صرف اس کا تخت لے سکتے ہیں بلکہ اس کا بخت بھی لیں گے اور...."ان کی آواز سرگوشی میں ڈھلی۔"اس کی جان بھی۔ "

جہانزیب چوہدری چونکا۔ گلاس میز پر رکھتے وہ کچھ تجسس سے آگے کو ہوا۔

"کیسے راز؟ "

"ہر راز کی ایک قیمت ہوتی ہے۔ جتنا بھاری راز، اتنی بڑی قیمت۔ جتنا خطرناک راز، اتنی خطرناک قیمت "

"تمھیں کیا قیمت چاہیے۔ جتنی رقم چاہو، میں دے سکتا ہوں۔" وہ بظاہر پُرسکون لگ رہے تھے لیکن اندر کہیں بے چینی سی ہوئی۔ ایسا کیا راز تھا؟

"مجھے اس راز کے عوض رقم نہیں چاہیے۔" خاقان نے گلاس لبوں سے لگایا۔

"پھر کیا چاہیے؟ زر، زن، زمین، میں ہر شے دے سکتا ہوں۔"

"مجھے بدر عبداللہ کا تخت چاہئیے۔" وہ مسکرا کر سکون سے بولے اور جہانزیب چوھدری کا سکون غارت ہوا۔

"یہ مقام میرا ہے۔"

"یہ آپ کا کبھی نہیں تھا جہانزیب صاحب۔ اگر تھا بھی تو اب نہیں رہا۔"

جہانزیب چوھدری نے رک کر سانس لی۔ گویا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"تم درحقیقت چاہتے کیا ہو؟"

"اگر بدر عبداللہ کی سیٹ اس سے چھینی گئی تو ظاہر ہے الیکشن دوبارہ ہوں گے.." وہ پرسوچ انداز میں کہہ رہے تھے "تو بات یہ ہے چوھدری صاحب، مجھے زمین نہیں چاہئیے، دولت بھی نہیں، مجھے بدر عبداللہ کی جگہ چاہیے۔ جگہ سے مراد جس سیٹ پر اس نے الیکشن لڑے وہ سیٹ۔"

جہانزیب چوھدری نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اور تمہیں لگتا ہے کہ تم اس سیٹ پر کھڑے ہو گے اور جیت جاؤ گے ؟ "

"بدر جیت سکتا ہے تو میں بھی جیت جاؤں گا۔ "

"تم بدر عبد اللہ نہیں ہو خاقان۔ ہر کوئی بدر عبد اللہ نہیں ہو تا۔ "

اُنہوں نے غصے میں ہی صحیح لیکن اقرار کر لیا۔ہاں ہر شخص بدر عبد اللہ نہیں ہو تا۔

"آپ در حقیقت یہ سیٹ مجھے نہیں دینا چاہتے۔ "

خاقان کی آنکھیں اب بھی پُر سُکون لگتی تھیں۔

"ظاہر ہے۔ میں بدر کو اس لیے راستے سے ہٹانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ سیٹ ہمیشہ سے میری تھی۔ ایک بار کی ہار مجھ سے میری جگہ نہیں لے سکتی۔ اور اب تمہیں لگتا ہے بدر کے بعد میں تمہیں یہ جگہ دے دوں گا؟"

"آپ سوچ لیں جہانزیب صاحب۔ کیونکہ وہ راز ایسا ہے کہ اس کے لیے آپ کو یہ جگہ مجھے دے دینی چاہیے۔ "

خاقان نے گلاس سامنے رکھی میز پر رکھا پھر رخ جہانزیب چوھدری کی طرف موڑا جو برہم نظروں سے اُنہیں دیکھ رہا تھا۔

"اور ایسا کیا راز ہے ؟ "

خاقان ایک قدم آگے کو ہوئے۔ جہانزیب چوھدری کی آنکھوں میں دیکھا اور ہلکا سا مسکرائے۔

"بدر عبداللہ نے ایک قتل کیا ہے اور اس قتل کا چشم دید گواہ ہے میرے پاس۔" ان کی آواز سرگوشی میں تھی، آہستہ، پراسرار۔ پیچھے کو ہوتے اُنہوں نے جہانزیب چوھدری کے ششدر چہرے کو دیکھا پھر مسکرائے۔ "آپ سوچ لیں، اور سوچ کر ہاں کر دیں۔"

۔وہ اب مڑ کر پیچھے جا رہے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ششدر ٹھہرے جہانزیب چوھدری سنبھلے۔ سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے اُنہوں نے بے یقینی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

قتل بڑی بات نہیں تھی، قتل کا چشم دید گواہ موجود ہونا بڑی بات تھی۔

اُنہوں نے ایک بار پھر نظر پورے صحن پر ڈالی۔

بدر کو راستے سے ہٹانا مشکل تھا، خاقان کو نہیں۔ ایک بار بدر عبداللہ ان کے راستے سے ہٹ جائے تو خاقان تو ان کے پیروں کی دھول برابر تھے۔

اُنہوں نے فیصلہ کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ حویلی کے راہداریوں میں ٹھہرا تھا۔ نظر نیچے تھی۔ سیاہ شلوار قمیص پہنے، اوپر سیاہ کوٹ، بال پیچھے کو جمائے، وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے سامنے دیکھ رہا۔

نیچے لوگوں کا ہجوم تھا۔ کئی مرد و عورت، کئی سیاسی لوگ، کئی شوبز سے وابستہ افراد۔ اس کے خاندان والے، کئی لوگ جو بدر عبداللہ سے ملاقات کے منتظر تھے اور منتظر تو وہ بھی تھا۔ ایک ملاقات کا۔ ایک ملاقات جس کے لیے اس نے یہ ساری محفل ترتیب دی تھی۔

اور تبھی حویلی کے کھلے گیٹ سے اسے وہ آتی دکھائی دی۔ بدر عبداللہ کی نظریں اسی پر جمی رہ گئیں۔ وہ سرخ لمبی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ دوپٹہ سر پر تھا۔ ساتھ سفید شلوار قمیص پہنے کعب عباس تھا، لیکن بدر اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ خولہ بلال کو دیکھ رہا تھا۔ یک ٹک، بنا سانس لیے، بنا نظر ہٹائے۔ دل کی دھڑکن مدھم ہوئی، آنکھوں میں کئی جذبے بیک وقت ابھرے۔ کئی منظر یاد آئے، کئی خواہشیں یاد آئیں۔

وہ ریلنگ سے ہاتھ ہٹاتے بے اختیاری کی کیفیت میں نیچے بڑھا۔ بیرونی سیڑھیاں اترتے ٹرانس سی کیفیت میں وہ اسے دیکھتا اترنے لگا۔ وہ جو جھکے سر سے کعب کے ساتھ چل رہی تھی۔ اسے بظاہر سنتی ہوئی لیکن عجیب سی کیفیت کا شکار۔

اسی لمحے کعب کی کوئی بات سنتے اس نے نظریں اٹھائیں۔ سرخ کارپٹ پر سرخ لباس والی سلطان کی بیٹی کی نظریں سیڑھیوں سے اترتے شخص پر گئیں۔ وہ جو ارد گرد سے بے نیاز اسے دیکھتا اتر رہا تھا۔ جس کا چہرہ اس شخص جیسا لگتا تھا جسے صدیوں کی دعا کے بعد کہا گیا ہو کہ اس کی مانگی گئی دعا رد کی جاتی ہے، وہ مستجاب الدعوات کے درجے سے ہٹا دیا گیا ہے۔ جس کی کئی ایکڑ زمین پر سالوں بارش نا ہوئی ہو اور وہ قحط زدہ سانسیں اسے دیکھتے بھر رہا ہو۔ یوں جیسے وہ منظر قحط کے بعد ملنے والے رزق جیسا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ وہیں پتھر کی بنی مورت ہوئی۔ وہ وقت کا سلطان ٹھہرا، اس کے عین سامنے آتے وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ خولہ اسے دیکھتی رہی، گلے میں گلٹی ابھری۔ پھر اس نے بے اختیار کعب کا بازو تھاما۔ بدر وہیں رک گیا۔ ساکت، چہرہ متغیر ہوا، نظریں منجمد۔

وہ سرخ لباس اسے زہر جیسا لگا، وہ سرخ لباس والی اسے اس ظالم شہزادی جیسی جو تخت لانے کا کہہ کر سِکے کسی اور کو دان کر گئی تھی۔

کعب اب اچھنبے سے مسکراتے ہوئے اس سے کچھ پوچھ رہا تھا اور وہ اس کے بازو کو مضبوطی سے تھام گئی تھی۔ یوں جیسے محفل میں وہی دو تھے۔ وہ تھی اور کعب تھا، اسے کسی اور کو نہیں دیکھنا تھا۔ کوئی اور اسے دیکھتا تو وہ نظریں اسے منظور نہیں تھیں۔

اور جو آج کی محفل کا مرکز تھا وہ یکدم اس مدار سے غائب ہوا۔ جس سے ملاقات کو محفل منعقد کی گئی تھی وہ اس محفل کا حصہ نہیں رہی۔

”بدر صاحب، بہت مبارک ہو جیت کی۔“

آواز پر وہ چونک کر خیالوں سے باہر آیا۔ کوئی سیاستدان اسے گلے لگا رہا تھا۔ بدر نے سر جھٹکتے خود کو سنبھالا۔ وہ اسے یوں دیکھتا تو وہ نظروں میں آتی۔ اسے ملکہ سے ملاقات کرنی تھی لیکن یوں نہیں، یہاں نہیں، ایسے نہیں۔

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحن میں پھول کی صورت رکھی گئی کرسیوں میں سے ایک اس کے لیے پیچھے کرتے کعب نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ بیگ میز پر رکھ دیا، ہاتھ کپکپا رہے تھے سو انہیں مٹھی کی صورت بھینچ لیا۔ کعب اب اس کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”تم نین تارہ سے نہیں ملو گی؟“

وہ قدرے بے نیازی سے صحن میں لوگوں کے ہجوم کو دیکھتا خولہ سے پوچھنے لگا۔

”معلوم نہیں کہاں ہے وہ؟“

اس کا دل عجیب انداز میں دھڑک رہا تھا۔ یوں لگا جیسے وہ سیاہ لباس والا مرد اسے اب بھی دیکھ رہا ہو گا۔ چہرہ زرد پڑ رہا تھا۔ خولہ بلال کو زندگی میں پہلی بار کسی منظر سے خوف آیا۔ اس کا دل کیا کعب کو کہے یہاں سے چلے جائیں تو اچھا ہے۔ اسے یہاں گھٹن ہو رہی تھی۔

اس نے کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب نین تارہ پر نظر گئی۔ وہ سامنے سے آ رہی تھی۔ سیاہ لمبا فراک پہنے، دوپٹہ سینے پر تھا۔ بال دائیں جانب اکٹھے کر رکھے تھے۔ یوسف ساتھ میں تھا لیکن خاموش، چپ، اور قدرے عجیب تاثرات لیے۔

خولہ اُنہیں اپنی طرف آتے دیکھ اٹھ کھڑی ہوئی البتہ کعب نے یہ تکلف نہیں کیا تھا۔

"مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گی۔"

خولہ سے گلے ملتے اس نے سر کے اشارے سے کعب کو سلام کیا تو وہ بھی سر کے خم سے جواب دے گیا۔ یوسف اور اس نے ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں تھا۔

"تم لوگوں کی طرف سے خصوصی دعوت تھی۔ کیسے نا آتی؟"

اس کے چہرے کی زردی کچھ کم ہوئی۔ نین تارہ مسکراتے ہوئے خولہ کی بائیں جانب بیٹھی، یوسف کہیں جا چکا تھا۔

"مجھے واقعتاً خوشی ہوئی کہ تم آئیں۔"

"مجھے بھی مسز کعب۔"

آواز پیچھے سے آئی تھی۔ خولہ نے زور سے نین تارہ کا ہاتھ تھاما۔ چہرہ اس بار خطرناک حد تک زرد ہوا تھا۔ نین تارہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

بدر عبداللہ مسکراتے ہوئے ان کے سامنے آ رہا تھا۔ کرسی پیچھے کرتے وہ اس پر بیٹھا، ٹانگ پر ٹانگ جمائی اور سر کو خم دیا۔

"آپ کی آمد سے بہت خوشی ہوئی۔"

”یقیناً ہوئی ہو گی۔“جواب کعب کی طرف سے آیا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے بدر کو دیکھ رہا تھا، بدر کی نظر خولہ سے ہٹتی اس پر گئی۔ ”لیکن کیا ہمیں آپ کو مبارکباد بھی دینی ہو گی؟ کیونکہ میں نے سنا ہے الیکشنز میں دھاندلی ہوئی ہے۔ایسی جیت پر مبارکباد دینی چاہیے؟ “

بدر کی مسکراہٹ سرد ہوئی۔خولہ نے کعب کو دیکھتے نظروں ہی نظروں میں کوئی تنبیہہ کرنا چاہی لیکن وہ خولہ کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

”مخالفین ایسی باتیں پھیلاتے رہتے ہیں۔ “

”جیتنے والے بھی یہی کہتے ہیں۔“اس نے بے نیازی سے کاندھے اچکائے۔بدر نے اس بار اسے جواب نہیں دیا۔اس نے نظر دوبارہ خولہ کی طرف موڑی۔

”شادی میں نہیں بلایا آپ نے خولہ؟ “

خولہ کا دل کیا یہاں سے اٹھ جائے۔اس سے بدر عبداللہ کی نظر برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

”ہم نے صرف ضروری لوگوں کو بلایا تھا۔“۔جواب اس بار بھی کعب کی طرف سے آیا تھا۔بدر نے ضبط سے اسے دیکھا۔

”میرا خیال ہے میں نے سوال تم سے نہیں کیا۔ “

کعب دھیمے سے ہنس دیا۔کرسی پر پیچھے کو ہوتے اس نے کچھ محظوظ انداز میں بدر کو دیکھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ سمجھ لیں کہ میں اپنی بیوی کے ترجمان کا کردار ادا کر رہا ہوں۔ کیوں مسز کعب؟ "

پر شوق، چاہت اور محبت بھری نظروں سے اس نے خولہ کو دیکھا، پھر رکا، مسکراہٹ کچھ گہری ہوئی۔ ہاتھ اس کی کرسی پر رکھتے اس نے وہ کرسی ہلکا سا اپنی جانب کھینچی اور نظریں اٹھاتے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔"قریب رہیں سائیں۔ "

خولہ یکدم گڑبڑائی، بے اختیار کعب کی بازوؤں کو تھاما اور بدر عبداللہ کا دل کسی آگ میں جل کر راکھ ہوا، خاک، اذیت، دکھ، درد، حزن، خسارہ، اس نے سب بیک وقت محسوس کیا تھا۔ نین تارہ کی نظر اس پر گئی۔ اس نے بدر عبداللہ کی آنکھوں سے جان لیا کہ وہ قادر ہوتا تو یہیں بیٹھے بیٹھے کعب کو گولی مار دیتا۔

"اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرو نین۔ میں اپنے مہمانوں سے مل کر آتا ہوں۔ "

اسے مزید وہ منظر منظور نہیں تھا۔ سو جھٹکے سے اٹھتے وہ پیچھے کی طرف بڑھا۔

"تم کچھ زیادہ ہی بے باک نہیں ہو؟ "

خولہ نے سرخ ہوتا چہرہ کعب کی طرف موڑا تو وہ ڈھٹائی سے شانے اچکا گیا۔

"بخدا میں بہت شریف آدمی ہوں۔ "

"شرافت کا تم پر ہی تو ختم ہوتا ہے۔ چلو نین، مجھے چچا چچی سے ملنا ہے۔" وہ تپ کر کہتی اٹھی، جب پیچھے سے آتے ویٹر سے ٹکرائی۔ اس کی ٹرے میں رکھا گلاس خولہ کے دوپٹے پر گرا،

"اللہ اکبر۔"

اس نے فوراً دوپٹہ دور کیا لیکن کولڈ رنک اس کے دوپٹے پر گر چکی تھی۔

"آئی ایم سوری میم۔" ویٹر بوکھلا گیا۔ کعب پیچھے سے اٹھتے اس تک آیا۔

"اٹس اوکے۔ جاؤ یہاں سے تم۔" اس نے ویٹر کو کہتے خولہ کو دیکھا "تم ٹھیک ہو؟"

وہ اپنے دوپٹے کو صدمے سے دیکھ رہی تھی۔ نین تارہ نے خولہ کا کاندھا تھاما تو اس کی صدمہ زدہ نظریں نین تارہ کی طرف گئیں۔

"یہ میرے جہیز کا سوٹ تھا۔"

"زیادہ خراب نہیں ہوا۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میرے کمرے میں چل کر صاف کر لو اسے۔"

"یہ اب صاف نہیں ہو گا نین۔"

اس نے ایک بار پھر سے دوپٹے کو دیکھا۔

"ہو جائے گا۔ ہم آتے ہیں کعب۔"

کعب نے سر ہلا دیا تو خولہ بیگ وہیں رکھتی نین تارہ کے ساتھ چلنے لگی۔ بار بار نظر دوپٹے پر جاتی۔ اچھا خاصا پیارا سوٹ تھا یہ۔ اسے پھر سے دکھ ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

سیڑھیوں سے ہوتے وہ اوپر کی طرف بڑھنے لگیں تو نیچے سے کسی نے نین تارہ کو پکارا۔

"نین تارہ میڈم۔"

وہ دونوں رک گئیں۔

"کیا ہوا؟"

وہ کوئی باوردی ملازم تھا جو نیچے ٹھہرا تھا۔

"آپ کو یوسف سر بلا رہے ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ جلدی آئیں۔"

"آپ چلیں۔ میں آتی ہوں۔" وہ ملازم سے کہتی خولہ کی طرف مڑی۔ "سب سے پہلے کمرے میں چلی جانا۔ میں یوسف کی بات سن لوں۔ وہ کچھ ڈسٹرب لگ رہے تھے۔"

"میں اکیلی تمہارے کمرے میں کیسے جاؤں؟" وہ متذبذب تھی۔

"چلی جاؤ خولہ۔ میں بس آ رہی ہوں۔"

خولہ کے مزید کچھ کہنے سے پہلے وہ تیزی سے نیچے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ چند لمحے رکی رہی پھر اوپر کی طرف قدم رکھ دیئے۔ پہلے کمرے کا دروازہ کھولتے اسے بنا بند کیئے وہ واش روم کی طرف آئی۔ اندر وارڈروب تھی۔ دائیں طرف دوسرا دروازہ جسے کھولتے سامنے سنک تھا۔ اس نے دوپٹہ سر سے اتارتے پلو اٹھایا پھر نل

کھولتے سامنے کیا۔ چند لمحے ریشم کے دوپٹے پر ہاتھ پھیرتی رہی یہاںتکہ کولڈرنک کا پھیکا سا رنگ ختم ہو گیا۔ دوپٹہ واپس سر پر پہنتے اس نے ایک نظر خود پر ڈالی، نئی دلہن کی طرح تیار ہوئی تھی لیکن اب میک اپ کم لگ رہا تھا، خیر اسے ضرورت بھی نہیں تھی۔

واش روم کا دروازہ کھولتے وہ ابھی باہر نکلی ہی تھی جب قدم دروازے پر منجمد ہو گئے۔ کمرے کا دروازہ بند کرتے کوئی اسی لمحے پلٹا تھا، سیاہ شلوار قمیص پہنے وہی جس کے اعزاز میں تقریب منعقد کی گئی تھی۔ وہی جو محفل کا مرکز تھا۔ وہی جو دروازہ بند کرتے پلٹا تو دنیا پلٹ گئی۔ وہ سرخ رنگ سے نفرت کا دعوے دار تھا اور اس لمحہ وہ سرخ رنگ ایک عورت پہنے کھڑی تھی تو اس رنگ سے زیادہ خوبصورت کوئی اور رنگ نہیں لگتا تھا۔

بدر دھیمے قدموں سے چلتے اس کے سامنے آرکا۔ چند لمحے منظر ساکت رہا، وہ سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ سیاہ آنکھوں سے اس کی سرمئی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔ شل سی۔

"کیسی ہیں مسز کعب عباس؟"

بالآخر وہ بولا تھا۔ لہجے میں بیک وقت کاٹ اور دکھ سا تھا۔ خولہ کو ہوش آیا، وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور اسے کھولنا چاہا۔

"دروازہ باہر سے بند ہے، اور جب تک میں نہیں کہوں گا، نہیں کھلے گا۔"

وہ پلٹ کر بولا تو خولہ کے دروازے کو کھولنے کی تگ و دو کرتے ہاتھ رکے۔ اس نے بے اختیار آنکھیں بند کیں۔

"بیٹھ کر میری بات سن لو خولہ۔"

وہ اس کے پیچھے ٹھہرا تھا۔ خولہ نے آنکھیں کھولتے رخ موڑا۔

"دروازہ کھولیں۔"

اس نے آواز سخت کی۔ بدر عبداللہ ہلکا سا مسکرایا۔ دھیمے قدموں سے چلتے وہ خولہ کے سامنے آیا تو وہ دروازے سے جا لگی۔

"میں چیخ چیخ کر سب کو اکٹھا کر لوں گی۔ دور رہیں مجھ سے۔"

اس کا دل کانپا اور بہت زور سے کانپا۔ یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ اسے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔

"تمہاری آواز باہر نہیں جائے گی ملکہ۔ تُمہاری آواز کی حد مجھ تک محدود رہے گی۔"

وہ دروازے سے چپک کر کھڑی تھی۔ ہاتھ پیچھے کرتے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"کعب۔ کوئی ہے؟"

اسے خوف محسوس ہوا، زندگی میں پہلی بار خولہ بلال کو بدر عبداللہ سے خوف محسوس ہوا۔

"اس کا نام مت لو خولہ۔ بخدا میں بہت برا کروں گا۔"

"مجھے جانے دیں۔ پلیز۔"

اسے رونا آیا۔ وہ ہمت جو بدر کے سامنے دکھاتی تھی، جانے کہاں گئی۔

"تم مجھ پر حاکم تھیں خولہ۔" وہ دکھ سے اسے دیکھ رہا تھا

"مجھے جانے دیں بدر۔" خوف نمی بن کر آنکھوں میں جمع ہوا۔

"تم ملکہ تھیں خولہ۔"

"مجھے جانے دیں۔ کعب"....

"تم نے ایک بار اور اس کا نام لیا تو میرے آدمی صحن میں کھڑے اسے گولی مار دیں گے۔"

وہ اس قدر سفاکی سے بولا کہ اس کے آنسو تھم گئے۔ کئی لمحے وہ ساکت سی اسے دیکھتی رہی پھر نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

"کیا کریں گے میرے ساتھ؟ مار دیں گے؟"

اس نے نم سیاہ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ بدر کسی ٹرانس کی کیفیت میں پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم ایسا سوچ سکتی ہو۔ میری سوچ کو ایسا سوچنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ "

وہ اسے دیکھتا رہا۔ نظر اس کی آنکھوں پر گئی، پھر پلکوں پر، سر پر پہنے دوپٹے پر، کانوں کے جھمکوں پر۔ ناک کی لونگ پر، یوں جیسے وہ خولہ بلال کو حفظ کر رہا تھا۔

"کعب کو مار دیں گے؟ "

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی، خولہ بلال کو بدر عبداللہ کو حفظ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے اپنی یاداشت سے نکالنے کی ضرورت تھی۔

بدر نے جواب نہیں دیا۔ وہ اس کی ناک کی لونگ پر نظریں جمائے دیکھتا رہا۔ پل بھر کو دل میں آیا وہ اس لونگ کو چھو کر دیکھے۔ بے اختیاری کا لمحہ تھا جب اس کا ہاتھ لونگ کی طرف بڑھا۔ خولہ بدک کر دور ہوئی۔

"مجھے ہاتھ بھی لگایا تو میں آپ کو جان سے مار دوں گی۔ "

وہ ہر غم بھلا کر غرائی۔ بدر کا ہاتھ تھم گیا۔ دل میں ایک عجیب سا درد پھیلا۔

"یہ حق میرے نام ہونا تھا کہ میں تمہیں چھوتا۔" وہ بڑبڑایا۔ نظریں اٹھا کر اس کی آنکھوں کو دیکھا "مجھے لگا تھا یہ حق میرا ہو گا۔ "

"میری شادی ہو چکی ہے۔ آپ کو زیب نہیں دیتا کہ مجھ سے ایسی باتیں کریں۔" اس نے چبا چبا کر کہا۔

"اور جب تمہاری شادی نہیں ہوئی تھی تب میری ایسی باتوں پر تم نے میری حوصلہ افزائی کیوں کی؟"

خولہ بلال کے منہ پر کسی نے تمانچہ دے مارا۔ وہ حوصلہ افزائی ہی تو کرتی رہی تھی۔ نا کرتی تو بدر اتنا آگے نا بڑھتا۔ بعض اوقات عورت حوصلہ افزائی نا کرے تو مرد اپنی حد سے آگے نہیں بڑھتا۔ وہ حد سے آگے آیا تھا تو کچھ قصور اس کا بھی تھا۔

"میں تب آپ کی حقیقت نہیں جانتی تھی۔" اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

وہ حقیقت، ایک وہی حقیقت سب ختم کر گئی تھی۔

"اور وہ حقیقت کیا ہے؟" وہ اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔

"آپ ظالم ہیں۔"

"تم میرے ظلم کی حد میں کبھی نہیں رہیں خولہ۔"

وہ آہستہ سے اس کے سامنے بیٹھا، پنجوں کے بل۔

"آپ قاتل ہیں۔"

"یہاں تم زیادتی کر رہی ہو۔ میرے دل کا خون تو تمہارے ہاتھوں پر ہے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

”مجھے جانے دیں۔“اس کے آنسو بہہ نکلے۔ جانے کس کس غم کو رونا آیا، سامنے بیٹھا شخص قاتل صحیح محبوب بھی تھا۔ اس کے نا ملنے کا غم الگ، اس کے ہونے کا قصہ الگ۔ اس کا خوف الگ، جانے وہ کس کس غم کو رو رہی تھی۔

”تم تو بہت پہلے ہی جا چکی ہو۔ اور دیکھو مجھ سے میرا سب لے گئیں۔“اس نے دھیرے سے خولہ کے لال دوپٹے کا کونے اٹھایا۔ وہ ڈر کر مزید پیچھے ہوئی۔ بدر چند لمحے اس کے دوپٹے کو دیکھتا رہا پھر جھکا سر اٹھایا۔ خولہ بلال کی روتی آنکھوں نے ان آنکھوں کو نم ہوتے دیکھا۔

”واپس آجاؤ خولہ۔“

وہ ایسی منت اور تڑپ لہجے میں لے آیا تھا جیسے کوئی سالوں کسی درگاہ پہ جا کر کچھ مانگتا رہا ہو، جیسے کسی نے سالوں ویران صحراؤں کے لیے بارش کی دعا مانگی ہو۔

”مجھے جانے دیں بدر۔“

”واپس آجاؤ خولہ۔ میں ہار گیا۔ واللہ میں ہار گیا۔ ایک عورت کے سامنے بدر عبداللہ ہار گیا۔“

خولہ نے اس کی آنکھوں میں نمی گہری ہوتی دیکھی۔ وہ مر جاتی تو یقین نا کرتی کہ مرد رویا کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس کے سامنے بیٹھا رو رہا تھا۔

”یہ ناممکن ہے۔“

"تم لفظ ممکن کہو میں دنیا سے لڑ جاؤں گا۔ دیکھو ایک تم نہیں ہو تو کچھ نہیں ہے۔ ایک تم تھیں تو سب کچھ تھا ۔تم نہیں ہو تو میں بھی خود میں باقی نہیں رہا۔ مجھے مل جاؤ تا کہ میں خود کو واپس مل جاؤں۔ "

وہ منتوں مرادوں کے لفافے بھر کر کسی فقیر کی درگاہ پر جاتا اور دعا کرتا کہ اس کی زمینوں پر درگاہ کے مجاور لائے جاتے اور دعا کی جاتی کہ ایک عورت کا دل اس کے لیے بدل جائے۔ کوئی اس سے کہتا کہ وہ عشق کے سات اصول حفظ کرے گا تو وہ نفرت کا ایک حصہ بھول جائے گی، وہ یہ بھی کر لیتا۔ اسے کوئی ایسی دعا سکھا دے جو خولہ بلال کو اس کے نصیب میں لکھ دے۔ اسے کوئی اسے منتر سکھا دے جو وہ پڑھے اور پتھر دل سلطان کی بیٹی واپس پلٹ آئے۔

"مجھے جانے دیں۔ "

وہ آنکھیں بے حس کر کے تخت لانے والے سلطان سے رہائی چاہتی تھی۔ وہ اپنے دل کو اس کی قید سے آزاد کرنے کی خواہش رکھتی تھی۔ خولہ بلال نے سفید چادر پہنے کسی درگاہ کے چکر نہیں کاٹے تھے۔ وہ جانتی تھی وقت کا تخت لانے والا سلطان آج کل انہی درگاہوں پر بسیرا جمائے گا۔ اسے وہ راستے منظور نہیں تھے جن پر سے اب اس شخص کا گزر ہوتا۔

"مجھے بتاؤ خولہ میں کیا کروں؟ میں اپنی زمینیں صدقہ کر دوں گا، میں تخت چھوڑ دوں گا۔ میں تمہارے واپس آنے کی دعا کروں؟ کوئی اسم پڑھوں جو تمہارا دل بدل دے؟۔ دیکھو یہ محبت کے بعد عشق کے درجے سے بھی کچھ بڑھنے لگا ہے۔ میں خاک ہو رہا ہوں۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ اس کے دوپٹے کو ہاتھوں میں تھامے یکدم رو دیا۔ خولہ ساکت رہ گئی۔ اس نے خواہش کی کہ کاش وہ اپنے بھائی کی بندوق اٹھا کر اسے ایک گولی مار دیتی تو وہ مر جاتا۔ اس نے جو سزا منتخب کی تھی وہ جان لینے سے زیادہ سخت نکلی تھی۔

"مجھے بھول جائیں۔"

"میں فسانہ ہو جاؤں گا۔ تم یاد نا رہیں تو ایسے حافظے کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔"

خولہ اسے دیکھتی رہی۔ وہ سوچ بیٹھی تھی وہ پہلی ملاقات کرے گا تو الزام دے گا۔ وہ پہلی ملاقات میں خود کو بھول رہا تھا۔ جس سے ملنے کو باہر لوگ منتظر تھے وہ زمین پر بیٹھے ایک عورت کی منتیں کر رہا تھا۔ جس سے ملاقات کے لیے وقت لینے کی ضرورت پڑتی تھی وہ ایک عورت سے چند لمحے مانگ رہا تھا۔ جس کا تخت تھا وہ ایک عورت کا دوپٹہ ہاتھوں میں تھامے رو رہا تھا۔ تو جو عشق سے پناہ مانگنے کی نصیحت بزرگ کرتے تھے وہ صحیح کرتے تھے۔

خولہ نے کانپتے ہاتھوں کو آگے کرتے اپنا دوپٹہ اس کے ہاتھوں سے چھڑوایا۔ بدر عبداللہ کا ہاتھ خالی رہ گیا۔ وہ یوں ساکت ہوا جیسے جسم سے جان ایک بار پھر نکالی گئی تھی۔

"آپ نے کہا خولہ یہ محبت ہے، میں مان گئی، آپ نے کہا یہ عشق بن گیا، میں ایمان لائی۔" وہ اس شخص کو دیکھ کر بولی جو سرمئی آنکھوں کو اٹھاتے اسے دیکھتے ساکت سا ہوا تھا۔ "میں گاؤں کے باغوں میں پھول چننے گئی تو ایک سرخ پھول آپ کے نام کا بھی چنتی آئی، وہ پھول میرے ہاتھ میں تھا بدر اور پھر...." اس کی سیاہ

WWW.NOVELSHUB.PK

نم آنکھوں میں کچھ ٹوٹا، بدر عبد اللہ اسے ساکت سا دیکھتا رہا" پھر میں نے دیکھا آپ کے ہاتھوں پر کوئی اور سرخی ہے، وہ خون تھا، میرے پھول کا رنگ سیاہ ہوا، میں نے باغوں میں جانا چھوڑ دیا کیونکہ اب مجھے کوئی پھول نہیں توڑنا تھا۔ میں اگر کہتی ہوں کہ میں بھول گئی کہ کون بدر عبد اللہ تو میں واقعی بھول گئی۔ آپ فنا ہوں یا راکھ، خاک، میرا دل نہیں بدلے گا۔ جس شخص کو چھوڑنے کا آپ کہتے ہیں وہ میری زندگی کا حاصل ہے۔ میرا دل اب نہیں بدلے گا۔ اسے مارنا ہے تو مار دیں۔ وہ نیچے کھڑا ہے۔ گولی چلائیں اور مار دیں بدر۔ پھر میں یہ بھی دیکھوں گی کہ میری نفرت آپ کو زندہ رکھتی ہے یا مار دیتی ہے۔ میں نے قدم آگے بڑھا دیے ہیں۔ کوئی دعا مانگیں یا منتر پڑھیں میرا دل نہیں بدلے گا۔ "

وہ آنسو صاف کرتی اٹھی۔ وہ سرخ چہرے والا روتا ہوا مرد ساکت بیٹھا رہا۔

"دروازہ کھولیں اور مجھے جانے دیں۔ "

اس نے سر اٹھایا۔ واللہ وہ شکوہ کرتی آنکھیں خولہ بلال کا دل مار گئیں۔

"میں نے کہا... دروازہ کھلوائیں۔ "

وہ روتے ہوئی چیخی۔ بدر نے آنکھیں بند کیں۔

"دروازہ کھولو۔ "

وہ زور سے بولا۔ دروازہ فوراً کھل گیا۔ خولہ مڑی اور تیزی سے باہر نکلی، گیلری میں بھاگتے، سیڑھیوں سے اترتے وہ آخری سیڑھی پر لڑکھڑاتے گرنے کو تھی جب کسی نے اسے تھاما۔

"خولہ۔"

تحیر زدہ کعب نے اس کے مردہ، روتے چہرے کو دیکھا۔

"یہاں سے چلو کعب، پلیز یہاں سے چلو۔"

وہ اس کی سفید قمیص کو تھام گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟" وہ پریشان ہوا۔ اس کے واپس نا آنے پر وہ اسے ڈھونڈتا اندر آیا تھا۔

"کچھ مت پوچھو۔ پلیز چلو یہاں سے۔ خدارا مجھے یہاں سے لے چلو۔ میں یہاں رہی تو مر جاؤں گی۔"

"اوکے۔ پرسکون ہو جاؤ۔ چلو میرے ساتھ۔"

وہ اسے کاندھوں سے تھامتا آگے لے جانے لگا تو وہ روتی ہوئی ساتھ چل پڑی۔ دل کسی قفس میں قید ہوا، روح روندی گئی۔ اسے پیچھے ہار کر بیٹھے شخص کو زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں دیکھنا تھا۔ اس نے طے کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر اوپر آؤ تو بدر عبد اللہ کمرے کے سامنے ریلنگ پر ایک ہاتھ ٹکائے نیچے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اب بھی سرخ تھیں لیکن چہرہ پر کچھ تھا، کچھ عجیب سا۔

ایک ہاتھ سے موبائل کان پر لگاتے وہ نیچے دیکھتا رہا یہاں تک کہ دوسری جانب سے ہیلو کی آواز سنائی دی۔

”حاشر، مجھے کعب عباس اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر جیل میں چاہیئے۔ جو کرنا ہے کرو، لیکن یہ شخص مجھے اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر جیل میں چاہیئے۔“

اس کی آواز سرد تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ بیرونی دروازہ بند کرتے ایک نظر صفیہ کے کمرے پر ڈالی، موسم ہلکا ہلکا سا سرد ہو رہا تھا اور صفیہ سے سردی برداشت نہیں ہوتی تھی سو وہ کمرے میں سوتی تھیں۔

اپنے کمرے کی طرف آتے دروازہ بند کر کے وہ پلٹا تو خولہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔

کعب گہری سانس لیتا اس تک آیا۔ بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھتے اس نے خولہ کے ہاتھوں کو تھاما۔ وہ چونک گئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیا ہوا ہے تمہیں خولہ؟" وہ دنیا جہاں کی نرمی اپنی آنکھوں، لہجے اور چہرے پر لے آیا۔ خولہ کے گلے میں آنسو اٹکے۔

"میں نے خسارے جمع کر لیے ہیں کعب۔ زندگی کے بائیس سال کی گنتی شروع کروں تو اتنی عمر نہیں ہے جتنے خسارے میرے دامن میں جمع ہو گئے ہیں۔"

"کسی نے کچھ کہا ہے تم سے؟"

وہ اب بھی نرم تھا۔ دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھامے وہ نرم نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس عورت سے بہت سے تعلق نکلتے تھے۔ محبت، پسند، عقیدت، احترام۔ وہ ہر حوالے سے اس کے لیے معتبر تھی۔

"کسی نے ایک جملہ کہا ہے آج، صرف ایک جملہ اور میری ساری ریاضت ضائع چلی گئی۔"

وہ رو دی۔ خسارہ صرف بدر عبداللہ کے حصے میں تو نہیں آیا تھا۔ خاک صرف وہ تو نہیں ہوا تھا۔

"کیا کہا ہے؟"

"تمہیں بتایا تو تم میری عزت کرنا چھوڑ دو گے۔"

"تم خولہ بلال ہو۔ میں نے تمہیں عزت اور احترام کے ان درجوں پر رکھا ہے جہاں دنیا کا بڑا سے بڑا سچ یا بڑا سے بڑا جھوٹ بھی تمہیں تمہاری جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔"

خولہ کے آنسو میں مزید روانی آئی۔

"ایک بات بتاؤ۔ "

"پوچھو۔ "

"تمہیں کوئی اسمِ اعظم آتا ہے؟ "

"نہیں۔ "

"کوئی دعا کی قبولیت کا وظیفہ ؟ "

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی درود، کوئی حرف مستجاب ؟ میں یہاں بیٹھی ہوں تو تم نہیں جانتے میرا دل کتنی اذیت میں ہے۔ میں یہاں بیٹھی ہوں تو تم نہیں جانتے مجھے کتنے غم ہیں۔ کوئی وظیفہ بتا دو تا کہ وہ پڑھوں اور میرے غم دور ہو سکیں "

"کون سے غم ہیں؟ "

"سب سے بڑا غم تمہارے دوست کا ہے۔ بھائی کتنا برا تھا کعب۔ اس نے کیوں موت کو چن لیا؟ "

کعب آہستہ سے آگے کو ہوا۔ اس کا سر آگے کرتے اپنے سینے سے لگایا۔ خولہ کے رونے میں اضافہ ہوا۔

”مجھے تم میں سے ہر ایک سے شکوے تھے۔ میرے پاس وہ کبھی نہیں آیا جو مجھے چاہیئے تھا۔ میں ساری زندگی لکڑی کی ٹوکری تھام کر پھول چننے کی کوشش کرتی رہی۔ بھائی نے وہ ٹوکری لے کر بندوق تھما دی، وہ میری حفاظت کرتے ہوئے بھول گیا کہ میں ایک لڑکی ہوں اور میرے اندر احساسات بھی ہیں۔ وہ چلا گیا، پیچھے سب ختم کر دیا۔

پھر میں نے تم پر الزام ڈال دیا۔ میں تم سے نفرت کرتی رہی اور تم چپ رہے۔ جب میں نے سچ جانا تب ایک اور خسارہ میرے دامن میں آ چکا تھا۔ مجھے کوئی اسمِ اعظم بتا دو، کوئی وظیفہ جو میری اذیت ختم کر دے۔“

وہ اس کے سینے پر سر رکھے ہچکیوں سے روتی رہی۔ کعب نے کچھ نہیں کہا۔ وہ خاموشی سے اس کا سر تھپکتا رہا۔

”میں بہت ظالم ہوں نا؟ میں نے اپنے ارد گرد کے سب لوگوں پر ظلم کیا۔ تم پر، نین تارہ پر، شاید بدر پر بھی، میں بہت ظالم ہوں۔“

اس کے منہ سے وہ نام بے دھیانی میں نکلا تھا لیکن کعب کا ہاتھ لمحہ بھر کو تھم گیا۔ وہ خولہ سے یہ نہیں کہہ سکا کہ وہ اس شخص کا نام نہ لے، کعب عباس کے پاس بدر عبداللہ سے نفرت کی کئی وجوہات تھیں، وہ اس شخص کا نام لیتی تھی تو ایک اور وجہ میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ وہ اس کی کیفیت کے برعکس ہنوز رو رہی تھی۔

”مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔“

"تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ تمہیں مجھ سے بہت شکوے ہیں؟۔ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ تمہارے لیے میں سب سے زیادہ ظالم رہی ہوں؟۔ تم ہمیشہ میری حفاظت کرتے رہے اور میں ہمیشہ تمہیں الزام دیتی رہی۔"

کعب نے اس کا سر اپنے سینے سے ہٹاتے اسے دیکھا۔ سرخ پڑتا چہرہ، کپکپاتے ہونٹ، بھیگی پلکیں، وہ اب باقاعدہ ہچکیاں لیتی رو رہی تھی۔

"تم بہادر تھیں خولہ۔ یہ بزدلی کہاں سے جمع کر لی؟"

اسے افسوس ہوا۔ خولہ بلال کعب عباس کو اس بزدلی کی وجہ نہیں بتا سکتی تھی۔ زبان دراز لڑکی کو محبت کا مرض بہت بری طرح لاحق ہوا تھا۔ اس کی بہادری اپنے بھائی کے قاتل کو مارنے تک تھی اور اس کے بھائی کا قاتل وہی نکل آیا تھا جس کو اس نے دل دان کیا تھا۔ تو یعنی وہ اجنبی نوجوان جو بھرے بازار میں شہزادی کی حفاظت کر کے محل لایا تھا خسارہ تو اس کے حصے میں بھی آیا تھا۔

"مجھے اب بزدل بننا ہے کعب۔ مجھے کوئی بندوق نہیں اٹھانی، مجھے گاؤں کی گلیوں میں نہیں چلنا۔ مجھے اپنی زبان پر ندامت ہے۔ مجھے کسی درخت تلے ٹھہر کر کسی ساحر کو نہیں سننا۔ میں خسارے خود جمع کر لائی تھی۔ مجھے عام عورتوں جیسی زندگی جینی ہے۔ وہ جو گھر کے کام کرتی ہیں، شوہر کا انتظار کرتی ہیں۔ اور بس۔ مجھے بہادر نہیں بننا اب۔ میں نے اس بہادری کی بہت بڑی قیمت چکائی ہے۔"

کعب نے اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھاما۔

"جیسا تم چاہو، ویسی زندگی گزارو، نا تم پر کوئی زبردستی ہے نا بوجھ۔ لیکن اب چپ کر جاؤ۔ تم روتی ہو تو ہر منظر برا لگتا ہے۔"

خولہ نے خاموشی سے سر ہلایا، اپنے ہاتھ کعب کے ہاتھوں سے نکالتے اس نے آنسو صاف کیے۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔

"تم یونیورسٹی میں ایڈمیشن کا پتا کروا دو۔ میں آگے پڑھنا چاہتی ہوں۔"

کعب نے صرف سر ہلا دیا۔ خولہ اس بار خاموش رہی پھر اس نے جھکا سر اٹھایا اور کعب کو دیکھا۔

"تم میری ہر بات کیوں مان لیتے ہو؟"

"بخدا میں زن مرید نہیں ہوں۔ میں صرف وہ باتیں مانتا ہوں جہاں تم صحیح ہو۔"

خولہ آہستہ سے ہنس دی۔

"تمہیں پتا ہے؟ بھائی کہا کرتا تھا کعب اچھا شوہر بنے گا۔"

"واقعی؟ اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ زن مرید بنے گا؟"

وہ بازوؤں کا تکیہ بناتا بیڈ پر نیم دراز ہوا۔

"اسے اچھا شوہر ہونا کہتے ہیں۔ زن مریدی نہیں۔" وہ خفا ہوئی۔ بھیگی سی پلکیں، گلابی ہوتے گال، بالوں کی چہرے پر جھولتی لٹیں، اور خفا خفا سی وہ۔ کعب عباس ہلکا سا مسکرایا۔

"مجھے افسوس ہے میں اس سے ٹریننگ نہیں لے سکا۔"

خولہ نے تکیہ اٹھاتے گود میں رکھا۔ اسے فی الحال دماغ سے کسی اور کا خیال نکالنا تھا۔

"مجھے بتائی ہیں۔ تم چاہو تو میں تمہیں زن مریدی کے ایک سو ایک طریقے سکھا دیتی ہوں۔"

"پہلا؟"

"بیوی کی ہر خواہش پوری کرنی چاہیے۔"

"جو گنز تمہیں چاہئیں وہ بہت مہنگی ہیں۔"

"صرف گنز تھوڑی چاہئیے ہوتی ہیں۔" اس نے خفا نظروں سے کعب کو گھورا۔

"اور کیا چاہیے؟"

"زیور، میک اپ، کپڑے اور بھی بہت کچھ۔"

"ہاں، میرا باپ تو کانیں چھوڑ گیا تھا سونے کی نا۔"

”کس بے روزگار سے شادی کرلی میں نے۔ “

اس نے افسوس سے کعب کو دیکھا۔ وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

”مجھے روز روز بے روزگاری کا طعنہ مت دیا کرو۔ میں برا مان جاتا ہوں۔ “

”تم برا مان کر جاب ہی ڈھونڈ لو۔ خواتین جب پوچھتی ہیں کہ تمہارا شوہر کیا کرتا ہے؟ تو میں کیا کہوں؟ بے روزگار ہے؟ “

”کہہ دیا کرو ماشاءاللہ سے گریجویٹ بے روزگار ہے۔ “

وہ خفا سی اسے دیکھتی رہی پھر تکیہ پھینک کر اٹھی۔ کعب ہنس دیا۔

”ڈھونڈ رہا ہوں جاب یارر۔ “

”ڈھونڈتے رہنا ساری زندگی۔ “

وہ الماری کھولتی اس میں سے کوئی آرام دہ سوٹ نکالنے لگی۔

”فکر مت کرو، بہت جلد تم یہ سوال کرنے والی خواتین کو جواب میں میری قابلِ عزت جاب کا بتانے جا رہی ہو۔ “

وہ سابقہ انداز میں لیٹے مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بالکل۔ مستقبل کے اسسٹنٹ کمشنر کی بیوی ہوں نا میں۔"

وہ کپڑے لیتی واش روم میں چلی گئی تو کعب دھیمے سے ہنس دیا۔

وہ مشکل دنوں میں ملنے والی مسکراہٹ جیسی تھی۔ جس کے ہمیشہ رہنے کی دعا کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہاراں میں اگلے دن کا سورج ڈھلنے لگا جب خالہ کے ساتھ پورے گھر کی صفائی کرواتی خولہ سیاہ رنگ کی بیڈ شیٹ لیتی کمرے میں داخل ہوئی۔

کعب بیڈ پر لیٹا تھا۔ آنکھوں پر بازوں رکھے وہ غالباً گہری نیند میں تھا جب اس نے بیڈ شیٹ کرسی پر رکھتے اسے آواز دی۔

"کعب، اٹھ جاؤ۔"

وہ بنا کوئی حرکت کیے لیٹا رہا تو خولہ میز پر بیڈ شیٹ رکھتی بیڈ تک آئی۔ گہرے نیلے رنگ کی شلوار قمیص میں وہ دوپٹہ ایک کاندھے سے گزار کر کمر پر باندھے ہوئے تھی۔

"کعب۔"

اس نے اس بار کچھ جھنجھلا کر اس کا کاندھا ہلایا۔ یہ اتنی گہری نیند سوتا تو نہیں تھا۔ کاندھا ہلانے پر اس بار وہ ہلا ،بازوؤں آنکھوں پر سے ہٹا کر آنکھیں بمشکل کھول کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟ "

"بیڈ شیٹ تبدیل کرنی ہے۔ اٹھ جاؤ۔ "

"بعد میں کر لینا۔ "اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

"مجھے اور بھی کام ہیں۔ دو منٹ اٹھ جاؤ گے تو کیا ہو جائے گا؟ "

اس نے جواب نہیں دیا۔ خولہ کو غصہ آیا۔ اس نے اس بار کچھ زور سے کاندھا ہلایا۔

"خولہ، سونے دو۔ "

وہ رخ موڑ گیا۔

"تم دو منٹ اٹھ نہیں سکتے بیڈ سے ؟ "

"نہیں۔ "

"میرا دماغ مت خراب کرو کعب۔ مجھے بیڈ شیٹ چینج کرنی ہے، باقی صفائی کرنی ہے اور "....

WWW.NOVELSHUB.PK

"اور تم میرا دماغ مت خراب کرو۔ جہیز میں تھوڑی لائی تھیں تم بیڈ۔"

وہ تپ کر گویا ہوا تو خولہ کا منہ کھلا۔

"تم مجھے جہیز نالانے کا طعنہ دے رہے ہو؟"

"ہاں۔اب جاؤ یہاں سے۔"

وہ اسے چند لمحے غصے سے گھورتی رہی پھر پاؤں پٹختی باہر نکل گئی۔ کعب اسی طرح لیٹا رہا۔ نیند پھر سے مہربان ہونے لگی۔ کچھ دیر گزری جب اسے صفیہ کی زوردار آواز سنائی دی۔

"کعب۔باہر آؤ۔"

وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔ چند لمحے دماغ ماؤف رہا پھر نیچے پڑے سلیپرز پہنے باہر نکلا۔ صحن میں قدم رکھتے ہی سامنے کا منظر واضح ہوا۔

چارپائی پر صفیہ کے سامنے بیٹھی خولہ جو زوروشور سے رو رہی تھی۔ وہ وہیں جم گیا۔

"یہاں آؤ۔"

صفیہ کی سخت آواز پر وہ آگے بڑھا پھر پریشانی سے خولہ کو دیکھا۔

"اسے کیا ہوا؟ رو کیوں رہی ہو؟"

وہ بنا جواب دیئے مزید شوں شوں کر کے رونے لگی۔ آنکھیں باقاعدہ سرخ ہو رہی تھیں۔

"تمہاری وجہ سے۔"

صفیہ نے سخت نظروں سے اسے گھورا تو وہ حیران ہوا۔

"میری وجہ سے کیوں؟"

"تم اسے جہیز نا لانے کا طعنہ دیتے ہو؟ مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

کعب کچھ دیر نا سمجھی سے خولہ کو دیکھتا رہا پھر اسے یکدم یاد آیا کہ اس نے کب طعنہ دیا تھا۔

"امی، مزاق کر رہا تھا، یہ بھی کوئی رونے والی بات ہے؟"

"پوچھیں اس سے خالہ، ابھی ابھی کہا اس نے کہ بیڈ جہیز میں لائی ہو؟ جب جب جاب ڈھونڈنے کا کہوں تب بھی مجھے ڈانٹ دیتا ہے۔"

وہ اب باقاعدہ دوپٹہ منہ پر رکھ کر رو رہی تھی۔ پل بھر کو کعب اسے دیکھ کر دنگ ہی رہ گیا پھر دانت پیستے ہوئے دوسری چارپائی پر بیٹھا۔

"کب ڈانٹا ہے تمہیں؟"

"رات ڈانٹا تھا، پھر پرسوں بھی جب میں نے کہا تھا کہ شادی کے بعد پڑھائی نہیں ہو سکتی۔"

"ڈانٹ نہیں سمجھایا تھا۔" وہ کچھ تحمل سے گویا ہوا۔

"دیکھیں خالہ، اب بھی ڈانٹ رہے ہیں۔ "

"کعب، اسے کچھ کہا تو برا پیش آؤں گی میں۔" صفیہ نے اسے باقاعدہ جلا کر بھسم کرنے والی نگاہوں سے گھورا۔

"امی، میں صرف اسے سمجھا رہا تھا کہ خواہ مخواہ اس نے تین سال ضائع کیے ہیں۔ اب تک بی ایس ہونے والا ہوتا اس کا۔ اور اب بھی میری طبیعت خراب تھی اس لیے آنکھ نہیں کھل رہی تھی۔" باوجود اس کے کہ وہ جھنجھلا گیا تھا لیکن پھر بھی تحمل سے اُنہیں سمجھانا چاہا کیونکہ اس کی والدہ ماجدہ اس سے زیادہ خولہ بلال کی سگی تھیں۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اسے کچھ سمجھانے کی۔ اس کی مرضی وہ جو بھی کرے۔ پہلے تو بہت کہتے تھے مل گئی تو قدر کروں گا۔ یہ قدر کر رہے ہو تم اس کی؟" وہ غصہ ہوئیں۔ کعب لمحہ بھر کو گڑبڑایا۔ خولہ نے روتے روتے اسے دیکھا۔ قدر کروں گا؟ اس سے تو ایسی باتیں نہیں کہتا تھا۔ اس کعب کا ایک اور جرم یاد آیا۔

"اچھا سوری۔ آئندہ نہیں ڈانٹوں گا۔ اب کھانا مل سکتا ہے؟ "

اس نے بات ختم کر دی۔

"لے کر آتی ہوں۔ دن چڑھے تک سویا رہتا ہے اب دوپہر کی اذانیں آ رہی ہیں تو اسے ناشتہ یاد آ رہا ہے۔
"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھیں۔ کعب خاموشی سے اپنی عزت افزائی سنتا رہا۔ صفیہ کچن میں غائب ہوئیں تو وہ خولہ کی طرف مڑا اور کڑی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کب طعنہ مارا میں نے تمہیں؟"

"ابھی تو مارا تھا۔" وہ صفیہ کے جاتے ہی سارا رونا بھول گئی۔

"میں نیند میں تھا۔"

"آدھی رات تک جاگو گے تو پھر آدھے دن تک سوئے ہی رہو گے۔ کون سے کام کرتے ہو تم لیپ ٹاپ پر ؟" وہ مشکوک ہوئی۔

"تمہاری طرح ڈرامے نہیں دیکھتا۔"

وہ جلا بھنا بیٹھا تھا۔ آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ تھیں۔ سیاہ ٹراؤزر پر ڈھیلی سی سفید ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔

"میں بھی ڈرامے نہیں دیکھتی۔ چیک کروں گی تمہاری سرچ ہسٹری آج۔ نہالو جا کر اب۔ بیوی اور ماں تو نوکرانی ہیں نا جو تمہیں دوپہر کو ناشتہ بنا کر دیں۔" وہ ہنہہ کرتی اٹھی۔

"میں تو جیسے ہر روز سرچ ہسٹری ڈلیٹ نہیں کیا کرتا۔"

وہ ہلکا بڑبڑایا۔ اٹھ کر کمرے سے کپڑے نکالے، نہانے اور باہر نکلنے تک اسے دروازے پر دستک سنائی دی۔ ٹاول بالوں پر پھیرتے اس نے کرسی پر رکھا (خولہ کی گھوری نظر انداز کی) باہر دروازے تک آنے اور دروازہ کھولنے تک بال ہاتھوں سے درست کیے۔ دروازہ کھلا تو چہرے پر تعجب پھیلا۔

"جی؟"

سامنے پولیس کی دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔ چند پولیس آفسر دروازے پر اور باقی پیچھے کھڑے تھے۔

"کعب عباس؟"

"جی۔ کعب ہوں۔"

"ہم آپ کو ظہیر الدین احمد کے قتل کے الزام میں گرفتار کرنے آئے ہیں۔ ہتھکڑی لگاؤ اسے۔"

کعب عباس کا دماغ بھک سے اڑا۔ سپاہی آگے بڑھتے اسے ہتھکڑی لگانے لگا جب وہ ایک قدم دور ہوا۔ کچن اور کمرے سے تب تک خولہ اور صفیہ باہر آچکی تھیں۔

"کون ظہیر الدین؟ اور میں کیوں قتل کرنے لگا اسے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

”پچھل ماہ کی سات تاریخ کو شہر سے واپسی پر آپ نے دو لوگوں پر تشدد کیا تھا۔ ان میں سے ایک اس تشدد سے جاں بحق ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھی نے آپ کے خلاف رپورٹ درج کرائی ہے کہ وہ آپ کے تشدد کی وجہ سے جاں بحق ہوا ہے۔ “

”وہ دونوں چور تھے اور میں نے صرف اپنی حفاظت کے لیے انہیں مارا تھا۔ تشدد نہیں کیا تھا صرف اس کے پیٹ میں ٹانگ ماری تھی۔ کونسی میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ اس سے بندہ مر جاتا ہے؟“ وہ بھڑک کر بولا۔ خولہ پریشانی سے آگے کو ہوئی۔

”کیا مسئلہ ہے۔ “

”کچھ نہیں۔ اندر جاؤ تم۔ “

وہ خولہ کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں کوئی تپش سی جمع ہوئی۔

”یہ بات عدالت طے کرے گی۔ گرفتار کرو اسے۔ “

پولیس والے اس بار آگے کو ہوئے۔ کعب کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن خولہ اس کے آگے آئی۔

”اریسٹ وارنٹ کہاں ہے؟ “

”ہمیں قانون مت سکھائیں بی بی۔ ہٹاؤ اسے آگے سے۔ “

سبز وردی میں ملبوس پولیس والے نے کعب کے سامنے کھڑی خولہ کو ہٹانا چاہا جب کعب نے اُس کا ہاتھ تھاما

"میری بیوی کو کسی نے ہاتھ بھی لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گا۔" وہ غصے سے غرایا پھر خولہ کی طرف مڑا جو سفید چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔ دماغ سن ہونے لگا تھا "میری بات سنو خولہ، میرا موبائل لو، اس میں حسیب نذیر کا نمبر سیو ہو گا۔ اسے میسج کرو اور سب بتا دو۔ مزید نا تم کسی کو کال کرو گی نا کسی سے کچھ کہو گی۔ سمجھ آئی بات؟"

اس نے خولہ کی دونوں کہنیاں تھامیں تو وہ شل سی سر ہلا گئی۔ صفیہ آگے آتی پولیس والوں سے کچھ کہہ رہی تھیں۔ اُنہوں نے نہیں سنا۔ کعب کو ہتھکڑی لگاتے وہ گاڑی میں بٹھا رہے تھے۔ صفیہ روتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھیں اور خولہ بلال ساکت ٹھہری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے کعب کے بتائے گئے نمبر پر میسج کر دیا۔ خالہ باہر بیٹھی اب بھی رو رہی تھیں۔ شیر دل، دادی اور چچا چچی بھی آ گئے تھے۔ چچا تھوڑی دیر قبل ہی پولیس اسٹیشن سے ہو کر آئے تھے۔

"ایسے کیسے گرفتار کر سکتے ہیں؟"

"ظہیر الدین نام کے بندے پر تشدد کا الزام ہے، وہ اس تشدد کے نتیجے میں جاں بحق ہو گیا تھا۔ معاملہ پیچیدہ ہے۔ اس بندے کے بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات ہیں۔" چچا پریشان لگ رہے تھے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"پولیس والوں کو تو میرے بیٹے سے خدا واسطے کا بیر ہے۔اس نے خود کو بچانے کے لیے اس لڑکے کو مارا تھا ۔الٹا اسے ہی پکڑ گئے "

وہ چپ چاپ خالہ کو دیکھتی رہی۔

"پولیس والا کہہ رہا تھا کہ کعب کا چھوٹنا مشکل ہے۔اگلے کے پاس گواہی ہے۔صرف ایک راستہ ہے اس کی رہائی کا۔ "

"کیا راستہ؟"خولہ بے چینی سے آگے کو ہوئی

"وہ کہہ رہے تھے کہ بدر عبد اللہ سے بات کریں۔اب وہی کچھ کر سکتا ہے۔ "

"بدر عبد اللہ سے۔ "

وہ بڑبڑائی۔۔ماؤف ہوتا دماغ جاگا۔۔کوئی الہام سا تھا جو ہوا تھا۔

"کہہ تو ٹھیک رہے ہیں۔بدر صاحب کی اوپر تک پہنچ ہو گی۔صفیہ بہن،انہی سے بات کر کے دیکھو۔ "

اس نے ساکت نظریں چچی کی طرف گھمائیں۔کئی لمحے انہیں دیکھتی رہی پھر وہ اٹھی۔

"مجھے حویلی لے جاؤ گے شیر دل؟ "

وہ زرد پڑتے چہرے سے بولی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"حویلی کیوں؟"

"بدر عبداللہ سے ملاقات کرنی ہے۔"

وہ بنا مزید کچھ کہے اندر کی طرف جارہی تھی۔ پیچھے چچا نے کچھ کہا لیکن اس نے نہیں سنا۔ اسے وقت کے سلطان سے ملاقات کرنی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیر دل کو باہر رکنے کا کہہ کر وہ اندر بڑھی۔ سامنے صوفے پر مسکان بیٹھی تھی۔ اس نے عرصے بعد اسے حویلی میں دیکھا تھا۔ نین تارہ بتارہی تھی کہ وہ چند دن کے لیے اپنی خالہ کے پاس آسٹریلیا گئی ہوئی تھی۔

خولہ کو آتے دیکھا تو ابرو اچکاتے کھڑی ہوئی۔

"خیریت ہے خولہ؟"

"بدر عبداللہ ہے حویلی میں؟"

سرخ پڑتا چہرہ جو اس کے غصے کا گواہ تھا، کانپتی آواز جو اس کے قہر کا پتا دیتی تھی۔

"اوپر سٹڈی کی طرف گیا ہے ابھی۔ تم کچھ زیادہ نہیں مل رہیں اس سے؟ شادی شدہ ہو اب یوں"....

وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی لیکن خولہ اسے نظر انداز کرتی اوپر کی طرف بڑھی

سرخ حویلی میں کوئی قید تھی اور آج وہ آزاد ہونے آئی تھی۔ سیڑھیوں سے اوپر چڑھتے سرخ پڑتے چہرے اور بے بسی، غصے اور نفرت سے سرخ ہوتی نم آنکھوں میں جمع ہوتے پانی کو دھکیلتے وہ راہدری میں چلتی گئی۔ نا اس نے اجازت لی نا دروازہ کھٹکٹایا، دھاڑ سے دروازہ کھولتے وہ سٹڈی میں داخل ہوئی تو وہ سامنے بیٹھا تھا۔ صوفے پر بیٹھے سگار ہاتھوں میں تھامے، ٹانگ پر ٹانگ جمائے، نیوی بلیو شلوار قمیض میں ملبوس وہ تمکنت سے براجمان تھا۔ خولہ کو دیکھ کر لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ گویا وہ واقف تھا اور ملاقات کے لیے تیار بھی۔ اسے دیکھتے سر کو خم دیا۔

"خوش آمدید ملکہ۔"

خولہ دروازہ کھلا چھوڑتی تیزی سے آگے آئی۔ بدر بے ساختہ کھڑا ہوا۔ محبوب سامنے تھا۔ احترام واجب تھا۔ ادب آج بھی پہلا قرینہ تھا۔

"تم کس قدر گھٹیا انسان ہو بدر۔"

آگے کو بڑھتے اس نے چیخ کر بدر عبداللہ کا گریبان پکڑا۔ بدر کی نظر اپنے گریبان پر گئی پھر اس پر۔

"مجھے خوشی ہوئی کہ تمہیں دیکھنا نصیب ہوا۔"

اگر اسے غصہ آنا چاہیے تھا تو اسے نہیں آیا تھا۔ خولہ نے جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔ وہ طیش سے کانپ رہی تھی۔

"کعب کو جیل میں تم نے ڈلوایا ہے۔ یہ تم نے کیا ہے نا؟"

وہ چلائی۔ آواز باہر گئی۔ حویلی کی راہداریوں میں گونجی۔ لیکن سامنے کھڑے شخص کو فرق نہیں پڑا۔

"تمہیں لگتا ہے انسپکٹر نے میرا نام یونہی لیا تھا؟ تمہیں پیغام پہنچایا گیا تھا ملکہ کیونکہ میں تم سے ملنا چاہتا تھا۔ مل کر اچھا لگا۔"

وہ ہاتھ پشت پر باندھتے مسکرایا۔ ساحر مسکراہٹ سحر کھو چکی تھی۔

"کعب کو جیل سے رہا کرواؤ۔" وہ چلائی۔ بدر کو فرق نہیں پڑا۔ صوفے کے سامنے سے ہٹتے اس نے کرسی کھینچی اور اپنے سامنے رکھی۔

"بیٹھ جاؤ ملکہ، ہمیں ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

"میں بات کرنے نہیں آئی۔ کعب کو جیل سے رہا کروائیں۔"

"تم حکم دے رہی ہو لیکن میں حکم نہیں مان سکتا۔ یہاں ایک سودہ ہوگا اور پھر ہم طے کریں گے کہ ہم تینوں میں سے کون جیتے گا۔"

وہ ایک بار پھر اس کے سامنے آن ٹھہرا۔ ہاتھ پشت پر باندھے۔ نظریں پر شوق ہوئیں، لب مسکرائے۔ پچھلے تین چار دنوں کی نسبت وہ پُر سکون لگتا تھا یوں جیسے اسے معلوم تھا کہ بدر عبداللہ کو ناں نہیں کی جاتی اور نا بدر عبداللہ تخت ہارا کرتا ہے۔

”نامیں کسی معاہدے میں دلچسپی رکھتی ہوں نا تم سے گفتگو میں۔ میرے شوہر کو جیل سے رہا کرواؤ۔“ وہ چبا چبا کر بولی۔

”تم نے پوچھا نہیں کہ میں نے تمہارے شوہر کو جیل میں ڈالا کیوں؟“

”مجھے تنگ کرنے کے لیے“

”تمہیں حاصل کرنے کے لیے۔“

وہ پر سکون سا بولا اور خولہ بلال کو سارا سکون غارت ہوا۔

”دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟“ وہ قہر زدہ سا چیخی۔

”تم "تم" بولتی ہو اپنی اپنی سی لگتی ہو۔ بولا کرو، اچھا لگتا ہے۔“

وہ گویا کسی شے کا اثر نہیں لے رہا تھا۔ خولہ نے رک کر چند گہری سانسیں لیں۔ ہاتھ سینے پر باندھے اور ضبط سے اسے دیکھا۔

”کیا چاہتے ہو؟“

”تمہیں۔“

”میری خاک بھی تمہیں میسر نہیں رہے گی۔“

"تمہاری خاک بھی قبول ہے۔"

"سودے کی شرط بتائیں بدر عبداللہ صاحب۔ میرے شوہر کو رہا کروانے کے عوض کیا چاہتے ہیں؟"

اس کا ضبط ختم ہونے لگا۔ بدر اس بار چند لمحے خاموش رہا۔

"اسے تمہیں طلاق دینی ہو گی۔"

"اور پھر مجھے آپ سے شادی کرنی ہو گی؟"

اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔

"اس بات کو بعد میں دیکھیں گے خولہ، فی الحال اگر کعب جیل سے چھوٹنا چاہتا ہے تو اسے تمہیں طلاق دینی ہو گی۔"

"اور اگر وہ نا دے تو؟"

"تو زیادہ کچھ نہیں۔ اس پر جو الزام ہے وہ قتل کا ہے۔ اور میں ممکن بناؤں گا کہ اس پر قتل ثابت ہو جائے اور اسے پھانسی ہو جائے۔"

"اس کے بعد آپ کو لگتا ہے میں آپ سے شادی کر لوں گی؟ کن خیالوں میں ہیں آپ؟"

وہ دبا دبا سا چلائی۔

"اس کے بعد مجھے واقعی تُمہاری خاک بھی نہیں ملے گی لیکن اس کے بعد تمہارے پاس بھی کچھ باقی نہیں رہے گا۔ میں برباد تو برباد صحیح، آباد تم بھی نہیں رہو گی۔ "

خولہ غصے سے اسے گھورتی رہی۔ کئی لمحے، کئی سانسیں نفرت کے سنگ جدا ہوئیں پھر اس کے چہرے پر تکلیف ابھری۔

"مجھے نفرت ہو رہی ہے تم سے بدر۔ واللہ نفرت ہو رہی ہے۔ "

بخدا اس نے ایک جملے میں بدر عبداللہ کی روح خاک کر ڈالی۔ اس کے چہرے پر سایہ لہرایا۔

"کچھ تو محسوس کرو گی میرے لیے۔ نفرت ہی سہی۔ "

"ان سب کے بعد، ان تمام سازشوں کے بعد، تمہیں لگتا ہے تم مجھے حاصل کر لو گے ؟ "

بدر اسے دیکھتا دو قدم آگے کو ہوا۔ وہ جب سے آئی تھی اس نے ایک لمحہ کو بھی خولہ پر سے نظر نہیں ہٹائی تھی۔

"تم جیسے بھی ملو مجھے چاہیے ہو۔ ضد سمجھو تو ضد، جنون سمجھو تو جنون سہی، عشق سمجھو تو عشق سہی، خواہش سمجھو تو خواہش صحیح، ہاں مجھے نہیں معلوم میں نے پہلی خواہش کیا کہ تھی لیکن مجھے یاد ہے میں نے آخری خواہش کیا کی ہے، تم مل جاؤ، میں اپنی ہر خواہش کو تم پر ختم کرتا ہوں۔ "

اس نے نظریں ان نظروں پر جمار کھی تھیں جن آنکھوں کے آگے ہر منظر ختم ہو جاتا تھا۔خولہ کے گلے میں آنسو اٹکے، لیکن وہ آج بدر عبداللہ کے سامنے رونے نہیں آئی تھی۔

”تو تم چاہتے ہو میں کعب سے طلاق لوں؟ “

”اس پر مقدمہ درج نہیں ہوا خولہ، میں نا چاہوں تو نہیں ہو گا۔اس کے پاس پوری زندگی ہے، میں اسے نہیں ماروں گا۔ تمہارے صدقے اس کی زندگی بخش دوں گا۔ لیکن یہ سب اسی صورت ممکن ہے اگر تم اس سے طلاق لے لو۔ “

خولہ نے گلے میں اٹکتے آنسو دھکیل دیئے۔ گردن سیدھی کی۔ سرمئی آنکھوں کو سیاہ آنکھوں سے دیکھا۔

”کعب سے ملاقات کریں اور جانیں وہ کیا کہتا ہے۔ “

”میں اس سے نہیں، تم سے بات کرنے میں دلچسپی رکھتا ہوں۔ “

”کعب عباس سے ملاقات کریں بدر۔اس سے جا کر کہیں کہ اسے اپنی زندگی کے عوض خولہ بلال کو چھوڑنا ہو گا۔وہ مان جائے تو بخدا میں اسے چھوڑ دوں گی۔اسے حق ہے کہ وہ خود کو چن لے، مجھے حق ہو گا کہ میں خود کو چنوں۔مجھ سے سودے بازی مت کریں، جا کر کعب عباس سے سودے بازی کریں۔میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ دو مرد مل کر کیسے ایک عورت کی قسمت طے کرتے ہیں۔ “

اس کی آواز ہلکی سی کانپ گئی۔بدر عبداللہ کے چہرے پر بے زاری سی آئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے اس انسان سے ملاقات میں دلچسپی نہیں ہے۔"

"آپ اس سے کسی دلچسپی کی وجہ سے نہیں، خولہ بلال کی وجہ سے ملاقات کریں گے۔ اس سے ملیں اور اپنی شرط سامنے رکھیں۔ وہ مان گیا تو میں ہار جاؤں گی۔ لیکن جیتنے آپ کو بھی نہیں دوں گی۔ آپ کو اب خولہ بلال کا سایہ بھی نہیں ملے گا۔ وہ جیت گیا تو آپ کو ہار مبارک ہو۔ میں یہاں سے پلٹوں گی تو پیچھے سے پکارنے کی ہمت مت کیجئے گا۔"

وہ حکم دے رہی تھی۔ بدر چند لمحے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر سر کو خم دیا۔

"آپ کا تابعدار ملکہ۔"

جو علاقے کا حاکم تھا وہ ایک عورت کا محکوم ہوا۔ خولہ کی آنکھوں میں ٹوٹے کانچ ابھرے۔ اس نے بدر عبداللہ پر دوسری نظر نہیں ڈالی۔ چادر درست کرتے وہ پلٹ گئی۔

اسے واقعی دیکھنا تھا کہ کعب عباس خولہ بلال کو چنتا ہے یا خود کو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆۔

حویلی کی سیڑھیوں سے نیچے اترتے لمحہ بھر کو اسے خیال آیا کہ نین تارہ سے مل لے لیکن آج اس کا دماغ اس قدر کھول رہا تھا کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتی تھی۔ اندرونی دروازے سے باہر نکلتے سامنے پکی اینٹوں والی روش تھی جو سیدھا گیٹ تک جاتی تھی۔ دائیں بائیں طویل صحن تھا۔ روش پر چند لوگ کھڑے تھے سو

دروازے سے نکلتے بائیں جانب مڑ گئی۔ وہاں سے راستہ مردان خانے کے آگے سے گزر کر گیٹ تک جاتا تھا ۔ صحن کے پودوں کو نظر انداز کرتے وہ سر جھکائے مردان خانے کے آگے سے گزر رہی تھی جب اسے یوسف کی آواز سنائی تھی۔

”کیسی ہیں خولہ؟ “

خولہ رکی، مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ مردانے کی بیرونی سیڑھیاں اترتا اس کی طرف آ رہا تھا۔ چہرہ بے تاثر تھا۔ نیلی جینز پر کائی رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔ آنکھوں میں کچھ عجیب سا تھا۔

”میں فی الحال بات نہیں کر سکتی یوسف بھائی۔ “

وہ بے زاری سے کہہ کر مڑنے لگی۔

”بھائی سے ملنے آئی تھیں؟ “

وہ گہری سانس لیتے پلٹی۔ نین تارہ کے حوالے سے ہی صحیح وہ یوسف کا اگر کوئی قصور تھا بھی تو معاف کر چکی تھی۔

”آپ کے بھائی نے میرے شوہر کو جیل میں ڈلوایا ہے۔ یقیناً جانتے ہوں گے۔ “

”میں نہیں جانتا لیکن آپ جانتی ہوں گی کہ اُنھوں نے یہ آپ کے لیے کیا ہے۔ “

وہ قدم قدم چلتا اس کے سامنے آیا۔

”بہتر ہو گا اسے سمجھا دیں کہ میرا پیچھا چھوڑ دے۔“ وہ بے زار، اکتائی ہوئی لگ رہی تھی۔ یوسف چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

”کتنا اچھا ہوتا نا خولہ کہ تم ہماری زندگی میں آئی ہی نا ہوتیں۔“ اس نے بہت افسوس سے کہا، خولہ کے ماتھے پر بل پڑے۔

”آپ کی اطلاع کے لیے میں آپ کے بھائی کی زندگی سے جا چکی ہوں۔ وہی میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔“

”جانتی ہو خولہ، مجھے نین تارہ سے بہت محبت ہے۔ میں نے کوشش کی کہ اپنی بیوی سے وفا نبھا سکوں۔“ اس نے گویا خولہ کی بات نہیں سنی تھی۔ ”اس وفا نبھانے کے لیے میں نے اپنے بھائی کو کھو دیا۔ سب سے عزیز انسان کو، اور اب ایسا ہے کہ میرے اندر سے تمہارے لیے رحم مٹ گیا ہے۔ میں تمہیں وہ اذیت دینا چاہتا ہوں جو کل رات میں نے محسوس کی تھی جب بدر بھائی نے مجھ سے کہا کہ میں ان کے لیے مر گیا ہوں۔“

اس کی آنکھوں میں دکھ سا ابھرا۔ خولہ نے آنکھیں بند کر سانس لی پھر اُنہیں کھولتے یوسف کو دیکھا۔

”یوں سمجھیں، میں نے وہ اذیت محسوس کر لی۔ آپ کا بہت شکریہ۔“

وہ پلٹ رہی تھی۔ یہ دونوں بھائی پتا نہیں خود کو سمجھتے کیا۔۔۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"بھائی نے رجب کو میرے سامنے مارا تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے۔"

خولہ کے قدم جم گئے۔ یوسف اب آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے سامنے آیا۔ ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھا۔

"میں تمہیں تمہارے بھائی کی موت کا قصہ سناتا ہوں خولہ۔ میں چاہتا ہوں تم بھی وہ تکلیف محسوس کرو جو تمہاری وجہ سے کل رات میں نے محسوس کی۔"

وہ کس تکلیف کا ذکر کر رہا تھا؟ کیا وہ ناواقف تھا کہ خولہ بلال پچھلے تین سال سے اسی تکلیف میں تھی؟

"مجھے کچھ نہیں سننا۔"

اس کی آواز کانپی۔

"میں چاہوں گا تم سنو۔ تو بات یوں ہے خولہ بلال کہ بھائی نے رجب کو میرے سامنے مارا تھا۔ وہ کوئی بات کہہ کر پلٹا تھا جب بھائی نے اس کی گردن سے پکڑ کر اس کے چہرے کو پانی میں ڈالا تھا۔" وہ خولہ کے سامنے خبر پڑھنے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ خولہ کا چہرہ سفید پڑا۔ جسم سے جان نکلنے لگی۔ یہ موضوع اس کے لیے ڈراما تھا۔ اسے یہ قصہ نہیں سننا تھا۔ اس نے چلنا چاہا لیکن جسم سے واقعی جان نکل گئی تھی۔

"اس کی گردن کے پچھلے حصے پر بھائی نے ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ پانی میں ڈالا تھا۔ وہ پانی گدلا تھا، میلا، کیچڑ زدہ، بدبودار، تمہارے بھائی کو سانس نہیں آئی ہوگی۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کے قدم لڑکھڑائے۔ بے اختیار مردانے کے برآمدے کی دیوار کو تھاما۔ چہرہ مردہ ہو رہا تھا لیکن یوسف نے چپ نہیں کی۔

"حالانکہ اس نے مزاحمت کی کوشش کی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے خود کو بچانے کی کوشش کی تھی لیکن بھائی نے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے، یقیناً وہ بہت بری طرح درد میں مبتلا ہوا ہو گا۔ مجھے تب بھی افسوس ہوا تھا اور میں نے بھائی کو روکنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن وہ نہیں رکے۔"

خولہ ہمت ہارتی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ چہرے پر آنسو پھسلنے لگے۔ اسے اپنے مردہ ہوتے ہاتھوں کو کانوں پر رکھنا چاہیے۔ اس کا دل یہ آواز بند کر رہی تھی۔

"چند لمحے گزرے اور پھر اس کی مزاحمت دم توڑتی گئی، جسم ساکت ہوتا گیا، وہ کچھ کہنے کی کوشش بھی کر رہا تھا، جیسے میں نے بھائی سے کہنے کی کوشش کی تھی" اختتام پر وہ آہستہ سے بڑبڑایا پھر خولہ کو دیکھا، وہ دیوار کے ساتھ بیٹھی گہرے سانس لے رہی تھی۔ یوسف پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا۔ "شاید وہ تمہارا نام لے رہا ہو، یا شاید کچھ اور، لیکن اس نے کہنے کی کوشش کی تھی۔ آخری لمحوں تک کی تھی پھر اس کا جسم بے جان ہو گیا۔ وہ مر گیا خولہ، تمہارا بھائی مر گیا۔" خولہ بلال کے جسم سے ایک بار پھر سے جان نکالی گئی۔ اسے اپنے بھائی کے قاتل سے ایک بار پھر نفرت ہوئی۔

"میں یہ نہیں چاہتا تھا۔ مجھے آج بھی موقع ملے تو میں وقت کو واپس لے جاؤں گا، میں چاہوں گا بھائی رجب کو نا ماریں، میں اپنے دل کو سمجھا لیتا، نین تارہ میرا مقدر نہیں تھی۔ میں صبر کر لیتا لیکن میں نے جو چاہا وہ

WWW.NOVELSHUB.PK

نہیں ہوا۔ پھر تین سال گزرے اور قسمت ہم سب کو ایک جگہ لے آئی، وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بدر عبداللہ کو خولہ بلال سے عشق ہو گیا۔ تمھیں سچ پتا چلا اور سب ختم خولہ۔ اس دن میرا بھائی میرے سامنے بیٹھا رو رہا تھا۔ تمھیں معلوم ہے مجھے کتنی اذیت ہوئی؟ دل چیرنے والی اذیت، تمھیں بھائی کو ایک موقع دینا چاہیے تھا لیکن اب میں چاہوں گا بھائی تمھیں بھول جائیں۔ تم ہم دونوں بھائیوں کے بیچ آئی ہو خولہ، مجھے تم سے نفرت سی محسوس ہوتی ہے۔ تم کہیں چلی جاؤ۔ بھائی سے دور چلی جاؤ۔" وہ خولہ کے نم چہرے کو دیکھتا رہا پھر آہستہ سے اٹھا، چہرے پر افسوس پھیلا۔ "مجھے یہ تکلیف دینے کے لیے افسوس ہے لیکن میں چاہتا ہوں تم بھی اس موت سے گزرو جس سے میں گزر رہا ہوں۔"

وہ اسے دیکھتا رہا پھر پلٹ گیا۔

اس نے مڑنے سے پہلے زمین پر بیٹھی اس لڑکی پر نظر نہیں ڈالی تھی جو فنا ہو رہی تھی۔ جس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ یوسف عبداللہ نے وہ منظر خولہ بلال کے سامنے رکھا تھا جو اسے اپنی موت سے زیادہ اذیت دے گیا تھا۔ اس نے وہ نفرت دوبارہ اس کے دل میں ڈالی تھی جو بدر عبداللہ کو اس بار برباد نہیں تباہ کرنے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پولیس اسٹیشن کی عمارت میں قدم رکھتے ہی سامنے بینچ پر بیٹھے خرانٹ چہرے والے حوالدار کی کرسی کے عقب میں سلاخیں تھیں۔ سیاہ سلاخوں کے پار عین سامنے دو لوگ بیٹھے نظر آتے تھے جو آپس میں محو گفتگو

تھے۔ان کی دائیں جانب، کونے میں نیلی جینز پر سفید ہاف بازوں والی ٹی شرٹ پہنے مرد بیٹھا تھا، جس کی ایک ٹانگ سیدھی پھیلی ہوئی تھی اور دوسری اس نے کھڑی کرر کھی تھی، ایک ہاتھ کھڑی کی گئی ٹانگ کے گھٹنے پر رکھا تھا جبکہ دوسرا سیدھی ٹانگ پر، اس کی آنکھیں بند تھیں۔چہرے پر زخم کے نشانات نظر آتے تھے، بائیں آنکھ کے نیچے گال پر نشان تھا جو نیلاہٹ لیے ہوئے تھا، اسی آنکھ کے اوپر ایک زخم تھا، یوں جیسے اسے بیلٹ سے مارا گیا ہو۔

دفعتاً جیل کا دروازہ کھلا اور ایک حوالدار اندر آیا، نیم دراز لیٹے مرد تک آتے اس نے اپنے پاؤں کو اس کی ٹانگ پر مارا۔

"اٹھ جا، ملاقات آئی ہے تیری۔"

کعب نے بند آنکھیں کھولیں، پلکیں جھپک کر اسے دیکھا۔

"کون آیا ہے؟"

اس کا خیال تھا شاید گھر سے کوئی آیا ہو گا۔

"بدر عبد اللہ۔"

کعب اسے دیکھتا رہا، آنکھوں میں صرف ایک لمحے کو تعجب ابھرا تھا پھر وہاں سپاٹ تاثرات چھا گئے۔وہ آہستہ سے اٹھا، جسم میں درد کی کئی لہریں اٹھیں، ہونٹ بھینچتے اس نے بنا دیوار کا سہارا لیے قدم حوالدار کی

WWW.NOVELSHUB.PK

معیت میں بڑھائے۔ سلاخوں والی جیل کے سامنے دائیں طرف راہدری مڑتی تھی، اختتام پر بھورے رنگ کا دروازہ تھا، حوالدار نے دستک دے کر دروازہ کھولا تو اندر کا منظر واضح ہوا۔

سامنے SHO کی کرسی پر گہرے نیلے رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس بدر عبداللہ براجمان تھا، ٹانگ پر ٹانگ جمائے، انگلی ہونٹوں پر رکھے وہ SHO کی کوئی بات سن رہا تھا۔ میز پر لوازمات رکھے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر نظر اٹھائی اور حوالدار کے پیچھے نظر آتے کعب کو دیکھا، اُس کا چہرہ بے تاثر لگتا تھا۔

"آپ بیٹھیں بدر صاحب۔ شبیر چلو۔"

وہ کرسی پیچھے کرتے اٹھا اور پھر سر کو خم دیتے باہر نکل گیا۔ بدر نے اسے نا دیکھا نا جواب دیا، وہ کعب کو دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے خاموشی سے سرک گئے، پھر کعب آگے کو ہوا، SHO کی چھوڑی گئی کرسی کے ساتھ رکھی کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔

"بلآخر ملاقات ہو گئی آپ سے۔" جانے کیوں بدر کو لگا وہ ہلکا سا مسکرایا تھا، غیر محسوس سی مسکراہٹ جو صرف ہونٹوں کے کونے تک محدود رہی ہو۔

"میں ہر کسی سے نہیں ملا کرتا لڑکے، کسی نے تم سے ملاقات کا کہا، میں نے مان لیا۔"

انگلی ہونٹوں پر سے ہٹاتے وہ سیدھا ہوا۔

"میں ہر کسی نہیں ہوں، جس نے ملاقات کا کہا اس نے کس وجہ سے کہا یہ بھی بتا دیں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے اچھا نہیں لگے گا اگر میں اس عورت کا ذکر اس جگہ پہ کروں، اُس کا نام لینے کی اجازت میرے گھر کے ملازموں کو بھی نہیں ہے لیکن ہم دونوں کے ملنے کی وجہ وہی ہے۔ اس نے کہا میں تم سے ملوں اور تم سے بات کروں۔ میں خولہ کی بات کر رہا ہوں۔ "

کعب کے بے تاثر چہرے پر دراڑ پڑی۔

"اور میں اس کا ذکر آپ سے نہیں کروں گا۔ اسے بیچ میں سے نکال کر بات کریں۔" وہ سختی سے بولا تھا۔

"اسے بیچ میں سے نکالیں گے تو میں تم سے بات کیوں کرنے لگا؟" اس نے سوالیہ ابرو اچکائے پھر آگے کو ہوا "وہ حویلی آئی تھی۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں جیل سے رہا کرواؤں، ظاہر ہے، وہ جانتی ہے کہ تمہیں جیل میں ڈالنے والا میں ہوں۔" کعب ضبط سے اسے دیکھتا رہا، بدر نے میز پر رکھا سگار اٹھاتے اسے سلگایا۔ لبوں سے لگاتے اُس نے دُھواں فضا میں چھوڑا، پیچھے کو ہوتے اب وہ کعب کو دیکھ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم بھی یہ بات جانتے ہو۔" کعب نے سر کو خم دیا، بدر ہلکا سا مسکرایا۔

"میں تیار تھا اور منتظر بھی۔ "

"تو پھر کعب عباس، میرے صرف ایک حکم کی دیر ہے، صرف ایک حکم کی اور تم پر کوئی مقدمہ درج نہیں کیا جائے گا۔ تم جیل سے باعزت بری ہو جاؤ گے اور اگر تم چاہو تو پولیس تم سے معافی بھی مانگے گی۔ "

"لیکن؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

”لیکن میری ایک شرط ہے۔“ وہ پیچھے کو ہوتا کرسی ہلاتے کعب کو دیکھ رہا تھا۔ سگار کا دھواں اٹھتا فضا میں گم ہو رہا تھا۔

وہ جس کرسی پر بیٹھا تھا اس کا تقاضا تھا کہ وہاں سگریٹ پینے ناپی جائے لیکن کون سا قانون؟ وہ قانون اس کے جوتے کی نوک پر تھا۔ کون سا اخلاقی تقاضا؟ وہ ایسے اخلاق سے نابلد تھا۔ بدر عبد اللہ اپنے لیے قانون، اخلاق اور آداب خود طے کرتا تھا۔

”سنایئے۔“ کعب نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

”خولہ کو چھوڑ دو۔ “

کمرے میں سناٹا چھا گیا، جامد خاموشی، ساکت فضا، پھر کعب میز پر ہاتھ رکھتے آگے کو ہوا۔

”میں تمہاری زبان کھینچ لوں گا اگر میری بیوی کو ان سب کے بیچ لائے تو۔“ وہ غرایا، آنکھیں سرخ ہوئیں۔

”یہ سب کھیل اُسی کی وجہ سے تو ترتیب دیا گیا ہے، وہ نا ہوتی تو ہم یہاں نا بیٹھے ہوتے۔ “

”کان کھول کر سن لو بدر عبد اللہ جہانداد، خولہ بلال کعب عباس کی بیوہ تو بن سکتی ہے لیکن مطلقہ نہیں، مر جاؤں گا لیکن اُسے نہیں چھوڑوں گا۔“ وہ سخت طیش زدہ نظروں سے بدر کو دیکھ رہا تھا۔

”مجھے واقعی اُسے تمہاری بیوہ بناتے وقت نہیں لگے گا۔ تمہیں زندگی عزیز نہیں ہے؟ “

WWW.NOVELSHUB.PK

”وہ مجھے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ “

بدر اسے دیکھتا آگے کو ہوا، سگار ایش ٹرے میں جھاڑا۔

”میں تم سے ملاقات میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا، اس نے کہا کہ میں تم سے ملوں اور طے کروں کہ تم کیا چاہتے ہو۔ یہاں بات یہ نہیں ہے کہ تم یا وہ کیا چاہتی ہے، یہاں بات یہ ہے کہ یہاں میں کیا چاہتا ہوں۔ اور میں خولہ بلال کو چاہتا ہوں، ضد، انا، پسند، محبت، عشق، اور کیونکہ وہ مجھے چاہئیے تو ہر حال میں چاہئیے۔ “

”اور میں کہہ رہا ہوں میں مر جاؤں گا اسے نہیں چھوڑوں گا۔“ وہ اب بھی بدر کو سخت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”تم واقعی میں مر جاؤ گے لڑکے۔ ایک عورت کے لیے کیوں جان سے جانا چاہتے ہو؟“

”ایک عورت کے لیے تم جان لے سکتے ہو، میں جان دے کیوں نہیں سکتا؟ “

”مجھ سے مقابلہ مت کرو کعب، تم اسے ویسے نہیں چاہتے جیسے میں چاہتا ہوں۔“ اس نے ضبط سے کعب کو دیکھا۔ بدر عبداللہ کو منظور نہیں تھا کہ خولہ بلال سے اس کے عشق کا موازنہ کیا جائے۔ اس کا عشق حدود کی قید سے آزاد تھا۔

”جنگ سمجھ لو۔ جہاں عورت کے لیے اتنے جنگیں ہوئی ہیں وہاں ایک اور صحیح۔ “

وہ پیچھے کو ہوا۔ تاثرات سپاٹ ہوئے۔ اندر کہیں اس نے ڈھیروں ضبط کیا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”اس جنگ میں تم میرے مقابل یا برابر نہیں ہو، میں یہاں اکیلا لڑوں گا اور جیتوں گا۔“

”تمہیں یقین ہے؟“ وہ استہزائیہ مسکرایا۔

”یقین سے بڑھ کر ہے۔ تم اگلے کئی سال جیل میں رہنے والے ہو اور میں یقینی بناؤں گا کہ تمہیں پھانسی ہو جائے۔ خولہ کے لیے یہ بھی۔“

وہ زہر سا مسکرایا پھر میز پر رکھا موبائل اٹھاتے کرسی پیچھے کرتا اٹھا۔

”ہار مبارک ہو۔“

وہ نفرت سے کہتا اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

”تاریخ تھی 2 اپریل، جگہ ہے اندرونِ لاہور کا پرانا محلہ...“ وہ پیچھے سے بولا تو بدر کے قدم رکے، مڑ کر اس نے حیرانی سے کعب کو دیکھا گویا کیا مخاطب وہی تھا؟

کعب ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے اب رخ موڑ کر بدر کو دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

”گلی میں دو لڑکے چلتے نظر آرہے ہیں، ایک نے سفید شلوار قمیص پہن رکھی ہے، دوسرے نے نیلی جینز پر سرخ رنگ کی شرٹ، نیلی جینز والے لڑکے کے بال گھنگریالے ہیں۔“

وہ کرسی پر بیٹھ کر بدر کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا، لمحہ بھر کو بدر کی آنکھوں میں کچھ ابھرا، چونکا ہوا سا۔

"وقت کیوں ضائع "....

"وہ دونوں لاہور کی بدنام زمانہ گلی میں داخل ہو رہے ہیں جہاں شرفاء جانا اپنی توہین سمجھتے ہیں، جہاں راتیں جاگا کرتی ہیں، جہاں لوگ صرف نفس کی خواہش پر جاتے۔ یعنی جگہ ہے لاہور کا ریڈ لائٹ ایریا۔ "

بدر کا چہرہ زرد پڑا، آنکھوں میں کچھ جمع ہوا، یوں جیسے بے یقینی سی ہو۔ کعب اب بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"سفید لباس والا مرد ایک مشہور بزنس مین کا بیٹا ہے اور گھنگریالے بالوں والا لڑکا کسی سیاسی شخصیت کا بھائی جو حال ہی میں الیکشن جیتا ہے۔ گلی میں کیمرہ لگا تھا سو ان دونوں کی وہاں آنے جانے کی ویڈیو بھی ریکارڈ ہو گئی ۔" وہ کچھ دیر جان بوجھ کو خاموش ہوا، بدر نے سر نفی میں ہلایا۔ آگے وہ کچھ نا کہے، جو وہ کہنے جا رہا تھا وہ بدر عبد اللہ کو نہیں سننا تھا۔ مر کر بھی نہیں لیکن آج ایک موت کا مزہ اسے بھی چکھنا تھا۔

کعب کرسی سے اٹھا اور جیبوں میں ہاتھ ڈالے بدر کے سامنے آیا۔ ہلکا سا جھکا اور سرگوشی کی۔ "گھنگریالے بالوں والے کے لڑکے کا نام ھریرہ خاقان ہے اور وہ MNA بدر عبد اللہ کا بھائی ہے۔"۔ اس نے آہستہ سے صُور پھونک دیا۔ بدر کا چہرہ سفید پڑا، وہ یک ٹک کعب کو دیکھتا رہا۔

"تمہارا بھائی پچھلے ماہ لاہور کے ریڈ لائٹ ایریا میں پایا گیا ہے بدر، سوچو، اگر اس کی ویڈیو منظر پر آئے، وہ بھی ایسے وقت میں جب تم عنقریب وزارت کا حلف اٹھانے والے ہو تو تمہاری کتنی بدنامی ہو گی؟ یہ شرمناک بات ہے۔" اس نے افسوس سے سر ہلاتے کہا۔ بدر کے چہرے پر غیض و غضب اترا۔

"جھوٹ بول رہے ہو تم۔ "

"یہاں سے جاؤ گے تو دس منٹ کے اندر تمہارے موبائل پر ویڈیو آجائے گی۔ اس کے دس منٹ بعد وہی ویڈیو مختلف ٹی وی چینلز پر بھی آسکتی ہے۔ "

"لیکن؟" وہ طیش سے سرخ پڑتے چہرے سے غرایا۔

"لیکن اگر دسویں منٹ سے پہلے پہلے مجھے اس جیل سے رہا کر دیا گیا تو وہ ویڈیو موبائل فون تک ہی رہے گی۔ راز راز رہے گا۔ "

بدر کا تنفس تیز ہوا، دل کیا اس لڑکے کو یہیں مار دے۔

"وہ تمہارا دوست ہے۔ "

"وہ میرے دشمن کا بھائی ہے۔ میرا دوست صرف ایک شخص تھا اور وہ مر گیا۔ وہ صرف اچھا ساتھی ہے اور اپنی جنگ کے لیے میں کسی کو بھی قربان کر سکتا ہوں۔ "

بدر اسے گھورتا رہا۔ اس لمحے اسے الہام ہوا کہ اس نے کعب عباس کو غلط سمجھا تھا۔ وہ جسے کہانی میں ایک بے ضرر اور فالتو کردار سمجھتا رہا تو وہ ایسا نہیں تھا۔ اُس نے بازی پلٹی تھی اور یوں پلٹی تھی کہ وہ اپنے پیادوں سمیت ہارا تھا۔

"تم اس ملاقات کے لیے تیار تھے۔" وہ نفرت سے مسکرایا۔ ماتھے کی رگیں پھٹنے کو تھیں لیکن وہ کمال ضبط سے کھڑا تھا۔

"ہمیشہ سے۔" کعب نے سر کو خم دیا۔ بدر کے برعکس وہ پُر سکون لگتا تھا۔ "میں تم سے ایک ملاقات کا منتظر تھا، ملاقات تمہاری مرضی سے، اختتام میری مرضی کا۔"

"ہمارے بیچ دشمنی نہیں رہی، لیکن تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ تم مجھ سے دشمنی نبھا رہے ہو۔"

"ہمارے بیچ بہت پرانی دشمنی ہے، تم انجان تھے، میں واقف، اور رکو، کیا تمہیں میں بیوقوف لگتا ہوں جو یہ نہیں جان پاؤں گا کہ سڑک پر کھڑے ہو کر دو لوگ میرا راستہ روکیں، مجھ سے موبائل مانگنے کی بجائے وہ مجھے ٹارچر کرنا شروع کر دیں، پھر کوئی اور آئے اور وہ مجھے مارنے ہی لگا ہو لیکن کسی کال پر رک جائے۔ پھر کچھ عرصے بعد مجھ پر اسی شخص کے قتل کا الزام لگے اور میں ان سب کو اتفاق سمجھ لوں؟ میرے ساتھ اتفاق بہت کم ہوتے ہیں بدر۔"

"اور کیا تم یہ جانتے ہو کعب عباس، کہ مجھے تمہیں مارنے کا حکم دینے والی تمہاری بیوی تھی؟" وہ طنزیہ مسکرایا۔

"میری بیوی مجھے خود بھی مار دے تو اسے اجازت ہے۔" اگر وہ کعب عباس کو خولہ بلال سے بدظن کرنا چاہتا تھا تو اسے ناکامی ہوئی تھی۔۔ کئی لمحے خاموشی میں گزرے پھر بدر ایک قدم آگے کو ہوا۔

"تم جیتے نہیں ہو۔"

"واقعی میں؟" وہ گردن جھکا کر ہنس دیا۔ بدر کے سینے میں آگ جلی۔ کاش، کاش وہ اسے مار دیتا۔

"تم اس عورت کو نہیں جیت سکتے۔"

"جیتا کس نے ہے؟ وہ میری بیوی ہے۔ میں نے اسے عزت سے اپنے نام کیا ہے۔"

"کب تک کعب؟ مجھے چند لمحے لگیں گے سب ختم کرنے میں۔" اس کا طیش آنکھوں میں اتر رہا تھا۔ یہ جگہ کوئی اور ہوتی تو سامنے کھڑا مرد زندہ نا ہوتا۔

"پھر تم سب ختم کیوں نہیں کر رہے؟ خوف کس بات کا ہے؟"

بدر عبداللہ لمحہ بھر کو تھم گیا۔ اسے خوف کس بات کا تھا؟ کعب عباس کو مارنا چند لمحوں کا قصہ تھا لیکن وہ کیوں نہیں مار رہا تھا؟

اس کے دل نے راز اگل دیے۔ جس دل نے جس عورت کو اونچا درجہ دیا تھا وہ اس عورت کی نفرت سے ڈرتا تھا۔ اسے خوف تھا کسی دن وہ دوبارہ اُس کے سامنے کھڑے ہو کر یہ نا کہے کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے ۔

وہ سٹڈی میں کہہ آئی تھی کہ "اسے بدر عبداللہ سے نفرت ہو رہی ہے" اور وہ ایک جملہ تھا جب اس شخص نے اپنا ہر داؤ تبدیل کر دیا۔ وہ یہ جملہ خولہ بلال کے منہ سے دوبارہ نہیں سن سکتا تھا۔ وہ اس ایک جملے کے

خوف سے سلاخوں میں قید قیدی سے ملنے چلا آیا تھا۔وہ بخت کا سکندر تھا اور ایک عورت کی محبت اسے ہرا رہی تھی۔

کعب کو دیکھتے اس کے گلے میں گلٹی ابھری پھر وہ ایک قدم آگے کو ہوا۔

”خولہ بلال کے لیے، میں اس ایک عورت کے لیے حدود توڑ سکتا ہوں، انا وار سکتا ہوں، سر جھکا سکتا ہوں۔ تخت چھوڑ سکتا ہوں، جان دے سکتا ہوں، لے سکتا ہوں۔وہ زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے اور میں اسے حاصل کر کے رہوں گا۔جنگ تو جنگ صحیح،اب یہ جنگ برابری پر ہو گی اور اختتام تباہی پر ہو گی۔“

وہ آہستہ سے پھنکار کر کہتا مڑ گیا۔کعب نے پیچھے سے کاندھے اچکائے۔

وہ تیار تھا!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی حویلی میں رات اترنے لگی تھی جب سیاہ پراڈو پورچ میں رکی۔دروازہ دھاڑ سے کھلا اور بدر باہر نکلا۔اس کے چہرے پر غصہ، قہر، سختی، تپش ہر شے تھی، اندرونی دروازے سے اندر داخل ہوتے اس نے قمیص کا اوپری بٹن کھولا۔اس کے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر کوئی ویڈیو کھلی ہوئی تھی۔

”ھریرہ۔“اس کی دھاڑ پوری حویلی میں گونجی۔موبائل صوفے پر پھینکا، ہاتھ طیش سے کانپ رہے تھے۔

”ھریرہ، باہر آؤ۔“

اس بار وہ غرایا تھا۔ سیڑھیوں کے اوپر سے کچھ اچھنبے سے موبائل بند کرتا ھریرہ نیچے آیا۔

"بھائی، آپ نے بلایا؟"

بدر مڑا، وہ موبائل جیب میں ڈالے اس کی طرف آرہا تھا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہ چند لمحوں میں ھریرہ کے سامنے پہنچا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے دائیں گال پر مارا۔

تھپڑ کی گونج اس کی آواز سے زیادہ تھی۔ ھریرہ لڑکھڑایا پھر بے یقینی سے بدر کو دیکھا جس نے آگے کو بڑھتے اسے گریبان سے تھام کر جھٹکا دیا تھا۔

"ہمت کیسے ہوئی تمہاری اس غلیظ جگہ پر جانے کی؟ کس ہمت سے تم وہاں گئے؟"

وہ اسے گریبان سے پکڑ کر دھاڑا۔ باہر سے آتے خاقان اور حسینہ وہیں جم گئے۔ کچن میں کام کرتی نین تارہ چائے وہیں چھوڑتی باہر آئی، یوسف اوپر ہی رک گیا تھا۔

"بھائی۔" ھریرہ ششدر رہ گیا۔ ہاتھ گال پر تھا۔ اس کے حلق میں خون کا ذائقہ گھل گیا۔ ہونٹوں کا کنارہ پھٹ گیا تھا۔

"اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چل رہے ہو تم؟ بلکہ اس سے بھی زیادہ گھٹیا نکلے تم تو۔"

اس نے ھریرہ کا گریبان چھوڑا۔ ششدر ٹھہری مسکان آگے بڑھی اور بدر کو دھکا دیا۔

"کیوں مار رہے ہو اسے؟ دور رہو میرے بھائی سے۔" وہ انگلی اٹھا کر سختی سے بولی۔ ھریرہ اب بھی بے یقین تھا، بدر نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا؟ اس پر؟ وہ مر جاتا یقین نا کرتا۔

"تمہارا یہ گھٹیا بھائی قتل کیے جانے کے قابل ہے۔ میرا دل کر رہا ہے زمین میں گاڑھ دوں اسے۔" وہ ایک بار پھر سے ھریرہ کی طرف بڑھا جب خاقان آگے کو ہوئے اور ھریرہ کے سامنے آئے۔

"میرے بیٹے کو ہاتھ مت لگاؤ۔ کیا کیا ہے اس نے؟"

وہ بدر کو دیکھتے طیش سے پوچھنے لگے۔

"آپ کا یہ بیٹا لاہور کے ریڈ لائٹ ایریا کے چکر لگا رہا ہے۔ جس جگہ ہماری سات نسلوں میں سے کوئی نہیں گیا، یہ وہاں راتیں گزار رہا ہے۔" وہ طیش سے غرایا، ھریرہ کا چہرہ سفید پڑا، حسینہ کے جسم سے جان نکلنے لگی۔ باقی سب کے چہرے پر جیسے کسی نے زرد رنگ انڈیل دیا تھا۔

"جھوٹ ہے یہ۔" خاقان بمشکل بول سکے۔

"اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں نے۔ یہ مکرم ملک کے بیٹے کے ساتھ وہاں جاتا رہا ہے۔" وہ ایک بار پھر آگے کو ہوا اور ھریرہ کے گریبان کو پکڑا، اس بار کسی نے اسے نہیں روکا تھا۔ "جس جگہ کے پاس سے گزرنا بھی ہم اپنی توہین سمجھتے ہیں تم اس گھٹیا جگہ پر جاتے رہے ہو۔ غیرت مر چکی ہے اندر سے، یا بیچ کھائی ہے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہاں کھڑے ہر شخص نے پہلی بار بدر عبداللہ کو اس قدر غصے میں دیکھا تھا۔ وہ ھریرہ کو ڈانٹ دیا کرتا تھا، سختی بھی کرتا تھا لیکن اس نے آج تک ھریرہ پر غصہ نہیں کیا تھا، مارنا تو دور کی بات تھی۔

"میں صرف… صرف جازم کے ساتھ گیا تھا بھائی۔" بلا آخر ھریرہ کی زبان ہلی، وہ اب تک شاک میں تھا، صدمہ زدہ، تحیر زدہ، بے یقینی کی کیفیت میں۔

"جس کے ساتھ بھی گئے تھے تم گئے کیوں اس جگہ پہ؟ میرا باپ گھٹیا کردار کا مالک تھا لیکن وہ آج تک اس جگہ پر نہیں گیا، تمہارے باپ سے زیادہ بدکردار انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا لیکن وہ بھی اس جگہ پر نہیں گیا۔ لاکھ برے صحیح لیکن ہم عورتوں کو خریدا نہیں کرتے۔ لعنت ہو تم پر ھریرہ، لعنت ہو تم پر۔"

اس سے پہلے کہ وہ ھریرہ کو ایک بار پھر مارنے لگتا پیچھے سے یوسف نے اسے دور کیا۔

"میں… میں صرف گیا تھا بھائی۔ میں وہاں نہیں رکا تھا۔ صرف دس منٹ کے لیے جازم کے کہنے پر گیا تھا۔"

وہ لڑکھڑاتی زبان سے صفائی دینے لگا۔ اسے احساس ہوا وہ یہاں موجود ہر شخص کی نظر میں اپنا مقام کھو چکا تھا۔

"تم گئے ہی کیوں؟ دل کر رہا ہے تمہیں زمین میں گاڑھ دوں۔"

وہ غصے سے پھنکارا۔ یوسف کو جھٹکے سے دور کیا۔

"میں۔۔۔رکا۔۔۔نہیں۔۔۔"

اس کا سر نفی میں ہلنے لگا۔

"بھائی، وہ سچ کہہ رہا ہو گا۔ ھریرہ ایسا لڑکا نہیں ہے۔"

یوسف نے بدر کو کچھ پُر سکون کرنا چاہا۔

"جہنم میں جائے یہ اب سے۔ تمہیں امریکہ جانا تھا نا؟ کل ہی ٹکٹ بک کراؤ اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ مجھے نظر مت آنا اب۔"

وہ غصے سے کہتا ایک کاٹ دار نظر ھریرہ پر ڈالتا اونچے اونچے ڈگ بھرتا اوپر بڑھ گیا۔ اسے غصہ اس بات پر نہیں تھا کہ وہ کعب سے ہارا تھا، اسے غصہ ھریرہ پر تھا۔ لاکھ وہ برا تھا، لاکھ وہ قاتل تھا لیکن بدکردار نہیں تھا۔ وہ عورتوں کی عزت کرتا تھا۔ عزت نا بھی کرے تو بعزت نہیں کرتا تھا۔ اسے اپنے گھر میں اپنے باپ اور چچا جیسے مزید مرد نہیں چاہئیے تھے۔

لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہ اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا۔ نین تارہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی رہی۔

)کمبخت قاتل نا ہوتا اس جیسا اچھا دنیا میں کوئی اور کہاں تھا؟(

"وہ سچ کہہ رہا تھا ھریرہ؟"

بدر کے جاتے ہی حسینہ نے نم آنکھوں سے ھریرہ کو دیکھتے پوچھا۔ وہ سر نفی میں ہلاتے ان تک آیا۔ یوسف نین تارہ کے ساتھ جا کر ٹھہرا تھا۔ مسکان اب تک ششدر لگتی تھی اور خاقان، ان کی آنکھوں میں آگ تھی۔ ھریرہ کو دیکھتے وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گئے تھے۔

"امی، قسم اٹھوا لیں، میں صرف جازم کے ساتھ اس کے مجبور کرنے پر گیا تھا۔ صرف ایڈونچر کے لیے۔ میں اندر گیا اور فوراً واپس آ گیا، ایک لمحے کے لیے بھی وہاں نہیں رکا۔"

اس نے بمشکل وضاحت دی، جو تھپڑ گال پر پڑا تھا وہ دل جلا رہا تھا۔

"تم کیوں گئے ھریرہ؟ بات باہر نکلی تو کتنی بدنامی ہو گی۔" حسینہ رو دیں۔ شوہر کے ساتھ گزارہ کر لیا تھا لیکن کیا ان سے بیٹے کی تربیت میں کوئی کوتاہی ہو گئی تھی؟

"آئی ایم سوری امی، آئی ایم سوری۔" ھریرہ نے ان کے دونوں ہاتھ تھامتے آنکھوں سے لگائے۔ اُنہوں نے ہاتھ کھینچ لیے۔ ھریرہ خاقان کے نا صرف ہاتھ بلکہ دل بھی خالی ہو گیا۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔" وہ نفی میں سر ہلاتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ یوسف نے نین تارہ کو اشارہ کیا تو وہ بھی ایک افسوس بھری نظر ھریرہ پر ڈالتی اس کے پیچھے مڑ گئی۔

ھریرہ ان کے جاتے ہی مسکان کی طرف مڑا، اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

"مسکان، میں"...

”مجھے تم پہ یقین ہے ھریرہ۔“وہ کوشش کر کے ہلکا سا مسکرائی اور ھریرہ خاقان کو لگا جیسے بھرستی بارش میں کسی نے ایک چھاتا اسے تھما دیا ہو۔ وہ بے اختیار آگے بڑھا اور مسکان کو گلے لگایا۔

”میں برا مرد نہیں ہوں مسکان۔ میں واقعی برا مرد نہیں ہوں۔ “

وہ اپنی بہن کو گلے لگائے رو رہا تھا۔ مسکان کو دکھ ہوا۔ اس نے آہستہ سے ھریرہ کی پیٹھ تھپکی۔

”جانتی ہوں۔“ھریرہ کو الگ کرتے اس نے اس نے ھریرہ کا کاندھا سہلایا۔”امی صرف دکھی ہیں، سب کو تم پر یقین ہے۔ “

”بدر بھائی کو نہیں ہے۔“اسے اب بھی ایک شخص کے یقین نا کرنے کا دکھ تھا۔

”اسے تو رہنے دو۔ کس حق سے اس نے تم پر ہاتھ اٹھایا ہے؟ “

مسکان کو غصہ آیا۔

”وہ بابا کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں مسکان۔ ان کا حق بنتا ہے۔ مجھے واقعی وہاں نہیں جانا چاہئے تھا۔ “

اور اسے یاد آیا خاقان بھی اس سے بات کیے بنا گئے تھے۔ کیا وہ بھی اس پر یقین نہیں کرتے تھے؟

"غلطی کی ہے تم نے اور شرمندہ بھی ہو۔ اسے تمہیں سننا اور سمجھنا چاہیے تھا۔ یوں سب کے سامنے بے عزت کرنا درست تھا؟" وہ قائل نہیں ہوئی تھی۔ بدر عبداللہ اسے کچھ اور برا لگا۔

"انہیں بھرم رکھنے نہیں آتے۔" وہ تلخی سے ہنسا۔ مسکان نے اس بار کچھ نہیں کہا۔ ایک بار پھر ھریرہ کا کاندھا سہلایا اور اسے آرام کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ھریرہ کی نظر اوپر کی طرف گئی۔ بدر ناراض ہوتا تھا تو منانا مشکل ہوتا تھا۔

پھر اس کی نظر باہر کی طرف گئی۔

خاقان ناراض ہوتے تھے تو وہ کیا کرتے تھے؟ اس کے اندر کوئی خدشہ سا ابھرا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صفیہ چلی گئیں تو وہ پلاسٹک کے ڈبے میں رکھی گئی دوائی لیتی کعب کے پاس آئی۔ وہ بیڈ پر نیم دراز تھا۔ چہرے پر چوٹوں کے نشانات تھے اور وہ اپنی شرٹ کا بازوؤں اوپر کرتا وہاں دیکھ رہا تھا۔ خولہ دوائی نکالتی روئی پر لگانے لگی۔ کعب نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے سر ہلا دیا۔ دوائی روئی پر لگاتے اس نے کعب کا بازوؤں تھام کر اپنے سامنے کیا۔ وہاں بیلٹ سے مارے جانے کی نشان تھے۔

"زیادہ چوٹ لگی ہے؟"

وہ دوائی لگاتی آہستہ سے بولی۔ کعب نے دوائی کے زخم پر لگنے پر ہونٹ بھینچے۔

"اتنی نہیں ہے۔" وہ چپ چاپ اسے دوائی لگاتی رہی۔ چہرے پر معمولی خراشیں تھیں، بازوؤں پر لگانے کے بعد اس نے کعب کے پاؤں پر دوائی لگانی چاہی تو وہ خولہ کا ہاتھ تھام گیا۔

"پاؤں پر میں خود لگالوں گا۔"

"میں لگا دیتی ہوں۔"

"لگالوں گا۔ تم دوائی رکھو اور میری بات سنو۔" اس نے خولہ کا ہاتھ چھوڑا تو وہ چپ چاپ اس کی بات مانتی دوائی واپس رکھنے لگی۔ کعب اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

خولہ کے دوائی رکھ کر واپس آنے پر وہ اس کے سامنے بیٹھی تو کعب نے اپنے زخمی ہاتھوں میں اس کے ہاتھ تھامے۔ خولہ نے نظر اٹھائی۔

"تم حویلی گئی تھیں؟"

"بدر نے تمہیں جیل میں ڈلوایا تھا۔ میں اس سے بات کرنے گئی تھی۔" وہ سر جھکا گئی۔ کعب نے ایک ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی پر انگلی رکھتے سر اوپر اٹھایا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"سر مت جھکایا کرو۔ تمہارا جھکا سر دیکھ کر اچھا نہیں لگتا۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ کعب اب اس کے ہاتھوں کو تھامتے تھوڑا سا نزدیک ہوا۔

"کیا کہا تھا اس نے؟"

"یہ کہ تم سے طلاق لے لوں۔"

"تم نے کیا کہا؟"

"یہی کہ تم دینا چاہتے ہو لے لوں گی۔" وہ سر اٹھائے کعب کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہیں چھوڑ دوں گا؟"

"مجھے چھوڑ سکتے ہو؟" وہ خولہ کو دیکھتا رہا پھر ہلکا سا مسکرایا۔

"تواڈے نال تا روح دا تعلق اے سائیں۔ تواکوں کیویں چھوڑ سگدے ایں؟"

)آپ کے ساتھ تو روح کا تعلق ہے سائیں۔ آپ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟(

خولہ کے گلے میں آنسو اٹکے۔ اس نے خواہش کی، کاش اس نے محبت کرنے میں جلدی نا کی ہوتی۔

"بدر نے چھوڑا کیسے تمہیں؟"

"وہ شرط رکھ رہا تھا، میں نے اپنے مہرے سامنے رکھ دیئے۔"

"کیا مطلب؟"

"چھوڑو۔ تم بس بدر کے حوالے سے بے فکر رہو۔"

اس نے نظر جھکا کر خولہ کے ہاتھ دیکھے، لمبے، نازک انگلیوں والے ہاتھ جن پر لگی مہندی اب مٹ رہی تھی۔ اس کا دل کیا وہ خولہ سے کہے کہ ان ہاتھوں پر دوبارہ مہندی لگائے۔

"آئی ایم سوری کعب۔"

کعب نے سر اٹھایا۔ چہرے پر حیرت آئی۔

"کس لیے؟"

"اس نے تمہیں میری وجہ سے جیل میں قید کروایا۔ مجھے اپنی مصیبتیں خود تک محدود رکھنی چاہیے تھیں۔ مجھے تمہیں ان سب میں نہیں لانا چاہئیے تھا۔"

وہ سنجیدگی اور کچھ دکھ سے کہہ رہی تھی۔ کعب اسے دیکھتا رہا۔

"میں تمہاری وجہ سے ان سب میں نہیں آیا خولہ۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم آئے ہو۔ وہ تمہیں مار سکتا ہے، مجھے یہ علم ہونا چاہیے تھا۔ میں نے تمہاری زندگی بھی مشکل میں ڈال دی ۔ جانے وہ پاگل انسان کیا کیا کرے۔" اس نے بے دردی سے اپنا ہونٹ کاٹا۔ کعب نے گہری سانس لیتے سر جھٹک دیا۔ وہ رازدان بنانے میں بہت برا تھا ورنہ خولہ بلال کو پرانے قصے سناتا اور بتاتا کہ کعب عباس کے اس شخص سے پرانے حساب نکلتے تھے۔

"تمہیں بدر سے ڈر لگتا ہے؟"

"مجھے اس شخص سے صرف نفرت محسوس ہوتی ہے۔" وہ جھوٹ بولنے میں ماہر نا ہوتی تو کعب عباس اس کی آنکھوں میں نفرت کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی دیکھ لیتا۔

"اس نفرت کی وجہ کیا ہے؟" وہ سر اٹھائے جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ خولہ نے جواب نہیں دیا۔ وہ بھی رازداں بنانے میں بری تھی ورنہ اسے بتاتی کہ وہ ساحر بھی تھا اور قاتل بھی۔ وہ جانتا کہ وہ اس قاتل سے محبت بھی کرتی تھی اور نفرت بھی تو وہ بتاتی کہ وہ ساحر تھا تو محبت تھا، قاتل تھا تو نفرت۔

"میں نے جان لیا ہے کہ وہ کہانی کا دیو ہے۔ میں نے غلط شخص کو تخت لانے کا کہا۔ غلط شخص کو سکے دان کرنا چاہے۔ شہزادی کو تخت محافظ کو لانے کا کہنا چاہئیے تھا۔"

بات کا اختتام کرتے اسے یاد آیا کہ کہانی کا اختتام کیا ہوا تھا۔ پل بھر کو اس کا چہرہ کسی خوف کے باعث زرد پڑا ۔ اسے یاد آیا قصہ گو نے اس کہانی کا اختتام سنا کر کہانی تبدیل کر دی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”تم رجب کی سنائی گئی کہانیوں میں جی رہی ہو؟ “وہ ہلکا سا ہنسا۔ اس نے محبت لفظ کو نظر انداز کیا تھا۔ سامنے بیٹھی عورت کسی اور مرد کے حوالے سے اس لفظ کا کہہ رہی تھی۔ وہ سوال کرتا تو جان سے جاتا۔

”بھائی وہ کہانیاں خود بناتا تھا کعب؟“ خولہ کا دل تنگ پڑنے لگا۔ محافظ، شہزادے اور شہزادی کی کہانی میں جیت کس کی ہوئی تھی؟ اس کے ذہن میں سب دھندلانے لگا۔ سب گڈمڈ ہونے لگا۔

”اسے رائٹر بننے کا شوق تھا۔ حالانکہ اس کی کہانیاں سراسر فضول ہوتی تھیں۔ “

”وہ کہانی فضول نہیں تھی۔ وہ سچ تھی۔ “

خولہ بڑبڑائی۔ پھر اس نے چونک کر کعب کو دیکھا۔ محل میں مسافر بن کر آیا شہزادہ جس نے حفاظت کی تلواریں تھامی ہوئی تھیں وہ کون تھا؟

”تم مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں رہے؟“ کیا وہ واقعی کہانی کو سچ جاننے لگی تھی؟ کعب کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔

”میں کیا چھپاؤں گا تم سے؟“ اس نے سادگی سے الجھ کر پوچھا تھا۔ خولہ اسے دیکھتی رہی، وہ کچھ نہیں جانتا تھا ،وہ ناواقف تھا، اسے کسی شے کا علم نہیں تھا۔ وہ صرف معصوم تھا، خولہ بلال کو اس معصوم پر ترس آیا(بچارا !)

”کچھ نہیں۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو ہم کل شادی میں نہیں جائیں گے۔ خالہ چلی جائیں گی۔“ اس نے گفتگو کا موضوع تبدیل کرتے قصہ گو کی سنائی گئی کہانی سے دھیان بٹانا چاہا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کس کی شادی ہے؟"

وہ خولہ کا ہاتھ چھوڑتا بیڈ پر نیم دراز ہوا۔ ہاتھ پیچھے باندھ لیا۔) وہ تو واقعی معصوم تھا۔ معصومیت کا "ت" شروع ہونے سے پہلے کعب کا "ب" ختم ہوتا تھا(

"ماہ جبین کی۔ تمہیں بتایا تو تھا۔"

"اوہ ہاں۔ میں بھول گیا تھا۔ اور میں ٹھیک ہوں۔ ہم کل چلیں گے۔"

"تم نے ہوسپٹل جانا ہوگا۔ واپسی پر آرام کر لینا۔ خالہ چلی جائیں گی۔" وہ متذبذب تھی۔

"ہوسپٹل صبح چلا جاؤں گا خولہ، اور بے فکر رہو، ایسی مار جیل میں بہت مرتبہ کھا چکا ہوں۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔" وہ عام سے انداز میں کہہ گیا اور کسی نے خولہ بلال کا دل زور سے بھینچا۔ وہ بے گناہ ہو کر دو سال جیل رہا۔ ایک سال جلاوطنی کاٹی اور جو گناہگار تھا اس کا حساب کب ہوگا؟

کعب اب اپنا موبائل چیک کر رہا تھا۔ وہ دھیرے سے بیڈ سے اٹھی اور آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے بال کھولے۔ چہرے پر زردی تھی، آج کا دن بہت بھاری رہا تھا۔

وہ ناواقف تھی کہ آنے والا ہر دن اس سے زیادہ بھاری ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحن میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر خاقان بیٹھے تھے۔ ان کے ہاتھ میں موبائل تھا جس سے وہ کسی کو کال ملا رہے تھے۔ دوسرا ہاتھ بے چینی سے چہرے پر پھر رہا تھا، آنکھوں میں غصہ، طیش، قہر سب تھا۔

"خاقان بات کر رہا ہوں۔"

دوسری جانب سے کال اٹھالی گئی تھی۔

"میں تمہیں کال کرنے ہی لگا تھا خاقان، مجھے تمہاری شرائط منظور ہیں۔"

موبائل کے اسپیکر سے جہانزیب چوہدری کی آواز ابھری تو خاقان کے چہرے پر مزید سختی آئی۔

"اس نے گاؤں میں ایک غریب کسان کا قتل کیا ہے۔ وجہ خولہ بلال ہے جس سے بدر محبت کرتا ہے، اس لڑکے نے خولہ سے زبردستی کرنی کی کوشش کی تھی، بدر نے اسے قتل کر دیا۔ یہ قتل خولہ اور میرے بیٹے نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

موبائل کی دوسری طرف چند لمحے خاموش چھا گئی۔

"تمہارا بیٹا بدر عبداللہ کے خلاف گواہی دے دے گا؟"

کرسی پر بیٹھے خاقان جہانزیب چوہدری کی آواز میں خوشی اور جوش محسوس کر سکتے تھے۔

"وہ دے گا۔ ضرور دے گا، ورنہ خولہ بلال گواہی دے گی۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ کیوں دے گی؟"

"آپ یہ مجھ پر چھوڑ دیں۔"

"اور بدر؟ وہ اس عورت کو کچھ نہیں کہے گا؟ اگر وہ اسے نقصان پہنچائے تو؟"

"وہ مر جائے گا، مار دے گا لیکن اس عورت کو کچھ نہیں ہونے دے گا۔"

"معاملہ کچھ اور لگتا ہے۔" وہ کمینگی سے ہنسے۔ خاقان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ سرد مسکراہٹ۔

"معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ بدر اگلے دو چار دنوں کے لیے اسلام آباد جا رہا ہے۔ اس کے واپس آنے تک اس کے لیے جال تیار کر لیجئے گا۔ میں اپنا کام کرتا ہوں، آپ اپنا کریں۔"

اُنہوں نے کال کاٹ دی۔ چہرے پر نفرت جمع ہوئی۔

نظر گھما کر صحن کی روش پر جاتی ملازمہ کو دیکھا۔

"فردوس۔"

"جی صاحب۔" سفید چادر والی عورت فوراً خاقان تک آئی۔

"خولہ بلال کو جانتی ہو؟"

اس نے سر ہلایا تو خاقان کرسی سے اٹھے۔

”گاؤں میں ہر طرف خبر پھیلا دو کہ اس عورت کا بدر عبد اللہ سے تعلق رہا ہے۔ عشق معشوقی، چکر، محبت یا جو بھی۔ لیکن گاؤں میں ہر طرف ان دونوں کا نام لیا جانا چاہیے۔ “

سامنے کھڑی عورت کے چہرے پر پل بھر کو تذبذب ابھرا۔

”صاحب، بدر صاحب کو پتا چلا تو؟ “

”اس کی فکر مت کرو۔ جتنا کہا ہے اتنا کرو، تمہارے بیٹے کو جیل سے رہا کروا دیا جائے گا اور اس کی نوکری بھی لگ جائے گی۔ “

فردوس نے فوراً سر ہلایا۔ خاقان جاتے جاتے پلٹے۔ چند لمحے کچھ سوچا۔

”خولہ بلال کو یہ لگنا چاہئے کہ یہ بات گاؤں میں پھیلانے والا بدر عبد اللہ ہے۔ “

تحکم بھرے انداز میں کہتے وہ واپس پلٹ گئے۔ بدر عبد اللہ کا انجام وہ خود لکھیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موبائل پر بات کرتے ہوئے اُس نے دیکھا تھا کہ ھریرہ اس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ اسے نظر انداز کرتے

WWW.NOVELSHUB.PK

گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ منشی عبد القدوس ساتھ ہی ٹھہرا تھا۔ بدر کے گاڑی کے پاس آنے پر دروازہ کھولا تو وہ رکا۔

”تم کل کس چیز کا کارڈ دے رہے تھے؟“ اس نے موبائل لمحہ بھر کو کان سے ہٹایا۔ بھورے رنگ کے شلوار قمیص میں وہ کہیں جانے کو تیار دکھتا تھا۔ اس کے سوال پر ڈائری کھولتا یوسف بھی رک گیا۔ وہ بدر کے سارے کام دیکھ لیتا تھا لیکن وہ سرد مہری جو بدر نے اُن کے درمیان قائم کی تھی وہ اب تک وہیں تھی۔

”آج میری بیٹی کی رخصتی ہے صاحب۔ اسی کے لیے دعوت دینے آیا تھا۔ کارڈ پہلے ہی بھجوا چکا ہوں۔“

وہ تیزی سے بولے کہ بدر جلدی میں تھا۔ ھریرہ دروازے پر ہی رک گیا تھا۔ آنکھوں میں دکھ ابھرا لیکن وہ لوگ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔

”یوسف تحفے بھجوا دے گا۔“

اسی مصروف انداز میں کہتے وہ گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھا۔ اس نے منشی کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھا تھا لیکن وہ اب لوگوں کا دل رکھنے کو ہر جگہ تھوڑی جا سکتا تھا؟

”میرے اسلام آباد سے واپس آنے تک یہاں معاملات دیکھ لینا۔“ موبائل ہٹاتے اس نے بنا یوسف کو دیکھے کہا تو وہ صرف سر ہلا گیا۔

”آپ منشی کی بیٹی کی شادی پر چلے جاتے تو اُنہیں اچھا لگتا۔“ یوسف نے بالآخر ہمت کر کے کہہ ہی دیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے پروگرام تبدیل نہیں کر سکتا۔ وہ منشی ہے، منشی ہی رہنے دو۔ رشتے داریاں بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

بنا سر اٹھائے وہ بے تاثر لہجے میں بولا تو یوسف اس بار خاموش ہو گیا۔ پچھلی مرتبہ وہ ان کے گھر شادی پر چلا گیا تھا کیونکہ اس وقت اسے ووٹوں کی ضرورت تھی لیکن اب وہ صرف ایک ملازم کے گھر کیوں جائے گا؟

بدر نے ایک دو میسجز کیے۔ کوئی ڈاکیومنٹ دیکھا اور کسی کو کال ملاتے ہوئے لمحہ بھر کو ہاتھ تھمے۔ آہستہ سے سر اٹھا کر یوسف کو دیکھا۔

"منشی سے خولہ کے خاندان کا کوئی تعلق ہے؟"

یوسف کے چہرے پر ناگواری آئی تھی لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دی۔

"نین تارہ بتا رہی تھیں کہ خولہ کی اُن کی بیٹی سے دوستی ہے۔"

"تو یعنی خولہ بھی شادی پر جائے گی؟" اس نے موبائل جیب میں ڈالتے کہنی گاڑی کی کھڑکی پر ٹکائی۔

میری آنکھوں کو دیدارِ یار کی طلب ہے

آگے بیٹھا یوسف جانتا تھا کہ اب اگر بدر کو اپنا پروگرام تبدیل کرنا پڑا تو وہ کرے گا۔ اسے آج اسلام آباد جانا کینسل کرنا پڑا تو وہ کرے گا۔

وہ دوسروں کا دل رکھنے کے لیے پروگرام تبدیل نہیں کر سکتا تھا لیکن اپنے دل کے لیے کر سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نیلے رنگ کی لمبی قمیص جو اسے ٹخنوں سے اوپر آتی تھی، اس پر ہم رنگ ٹراؤزر اور دوپٹہ اوڑھے، لمبے سیاہ گھنے بالوں کو کیچر میں باندھے، وہ دوپٹہ سر پر درست کرتے کمرے میں داخل ہوئی تو ماہ جبین صوفے پر بیٹھی نظر آئی۔ خولہ پانی کا گلاس اس تک لائی اور اسے تھمایا۔

"بارات آگئی؟"

"ابھی ابھی آئے ہیں۔"

وہ صوفے پر بیٹھتی پاؤں ہیل کی قید سے آزاد کرتی دبانے لگی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے خولہ۔" سرخ لہنگے میں وہ واقعی خوفزدہ سی لگتی تھی۔ خولہ نے سر اٹھائے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"ڈر کس لیے؟"

"تمہیں نہیں لگا تھا شادی کے وقت؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"نہیں۔" یا شاید اسے موقع نہیں ملا تھا؟۔ وہ وقت ڈر کا کہاں تھا؟ پھر اسے کچھ یاد آیا۔ اِسی کمرے کے باہر، کوئی زبان دراز لڑکی کسی مستقبل کے سلطان کی توہین کی مرتکب ہوئی تھی۔ سلطان نے اس لڑکی کو سزا نہیں دی تھی کیونکہ وہ اس لڑکی کے آگے خود کو ہار گیا تھا۔

"تم لوگوں نے حویلی والوں کو بلایا ہے؟"

اس نے اپنی ہیل واپس پہنتے دھیمی آواز سے پوچھا۔ ماہ جبین رک کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ حویلی والوں میں سے کس کا پوچھ رہی تھی؟ وہ جان گئی۔

"بلایا تھا۔ ابا خود گئے تھے۔ یوسف صاحب مصروف تھے تو اُنہوں نے معذرت کرلی۔ اور بدر عبداللہ اسلام آباد جارہے ہیں اس لیے نہیں آئیں گے۔"

اس نے جواب یوں دیا تھا کہ اس کی دوست کو سوال پر پچھتانا پڑے۔ خولہ نے کچھ نہیں کہا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں دیکھ رہی تھی۔ ماہ جبین کی بہن نے کسی لڑکی کو بلوا کر ماہ جبین کے ساتھ اس کا بھی میک اپ کروا دیا تھا۔

"کعب کے ساتھ خوش ہو خولہ؟"

خولہ نے جھکی نظریں اٹھائیں۔

"خوش ہوں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"حالانکہ کبھی تم انہیں قاتل کہا کرتی تھیں۔" ماہ جبین ہنسی۔ خولہ کے لبوں پر اداس سی مسکراہٹ آئی۔

"اُس نے آج تک مجھے اِس بات کا طعنہ نہیں دیا ماہ جبین، اس نے آج تک مجھے یہ نہیں جتایا کہ وہ بے قصور تھا اور میں اسے الزام دیتی رہی۔ اس نے ایک بار بھی بدر کا نام لے کر مجھے نہیں جھکایا۔ میں نے واقعی جلدی کر دی تھی۔"

بولتے ہوئے اس کی نظر باہر گئی۔ کعب باہر ماہ جبین کے بھائی کے ساتھ کھڑا تھا۔ سفید رنگ کی شلوار قمیص پہن رکھی تھی، قمیص کے بازوؤں کہنیوں تک موڑے ہوئے تھے۔ وہ یہاں صبح سے موجود تھا اور اپنی طبیعت خرابی کے باجود کام کرواتا رہا تھا۔ گاؤں والوں کی خوشیاں سانجھی اور غم اپنے ہوتے ہیں۔ اس نے خالہ کو پچھلے دو ہفتوں میں کئی بار ماہ جبین کے گھر آتے دیکھا تھا۔ اس کے جہیز کی رضائیاں خواتین نے مل کی سلائی کی تھیں۔ اس کے جہیز کی تیاری میں ہر کوئی ساتھ رہا تھا۔

وہاں شادی پر اب بھی کرسیاں ڈھونڈنے کی بجائے ہر گھر سے ایک چارپائی لی جاتی تھی۔ منشی چچا کے بڑے لوگوں سے تعلقات تھے تو اُنہوں نے کرسیاں رکھوئی تھیں لیکن اس نے گاؤں کے کئی گھروں میں آج بھی پرانے دور کا یہ رواج سلامت دیکھا تھا۔ وہاں شادی ایک لڑکی کی ہوتی اور اس ایک لڑکی کی کئی مائیں اور بہنیں دعا دینے کے لیے موجود ہوتی تھیں۔

"وہ تم سے محبت کرتے ہیں خولہ۔"

اس کی کعب کو دیکھتی آنکھوں میں اگر کوئی تاثر نہیں تھا تو ماہ جبین کی آواز نے ڈال دیا تھا۔ وہ جگنو بھر کر لائی نگاہیں کعب سے ہٹا کر ماہ جبین کو دیکھنے لگی۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے ایسا؟"

"تمہیں کیوں ایسا نہیں لگتا؟"

"اس نے کبھی اظہار نہیں کیا۔"

"میں تو ان کے ہر عمل میں اظہار دیکھتی ہوں۔" تو کیا وہ ایک محبت میں اپنا دل ہی نہیں آنکھیں بھی دان کر آئی تھی؟

"وہ صرف... صرف مجھ سے وفا کر رہا ہے۔" اس نے اپنے دل میں کوئی نیا جگنو بھرنے سے پناہ چاہی۔

"محبت اور کیا ہے؟"

سرخ لباس میں دلہن بن کر بیٹھی لڑکی نے محبتوں کا تھال بھر کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ وہ دیوں سے بھری ٹوکری لے کر کھڑی تھی۔ اُس کے الفاظ نے ان سب دیوں کو روشن کر دیا۔

"میں اس سے نہیں کرتی محبت۔" اس نے وہ جملہ افسوس کے ساتھ کہا تھا۔ وہ اطلاع نہیں تھی، دکھ تھا، اسے کسی اور سے محبت ہوئی تھی اور اسے اس بات پر افسوس تھا کہ وہ کوئی اور کعب عباس کیوں نہیں تھا؟

WWW.NOVELSHUB.PK

”ہو جائے گی۔ “

”تمہیں کیوں لگتا ہے ؟ “

”کیونکہ تم نے سکے دان نہیں کیے اور مجھے جو کہانی قصہ گو نے سنائی تھی اس میں شہزادے کے سکے محافظ کے حصے میں آئے تھے۔ “

تو قصہ گو ہر کسی کو وہ داستان سنا گیا تھا؟۔خولہ بلال دلہن بن کر بیٹھی لڑکی کو دیکھتی رہی پھر اس نے اپنا دوپٹہ درست کیا اور اٹھ کر باہر بڑھی۔گلے میں جو اٹکتا تھا وہ صرف آنسو نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”کعب۔ “

وہ پانی کے بھرے ٹب کے پاس سے گزر تا رکا۔پیچھے سے بلانے والی دیکھا۔وہ اپنا نیلا لباس تھامے اس کے پاس آرہی تھی۔وہ نیچے سگنل نا ہونے کی وجہ سے چھت پر کال کرنے گیا تھا۔نیچے اتر کر اسے ٹینٹ کے ذریعے گھر کو دو حصوں میں تقسیم کئے گئے حصے سے گزر کر باہر جانا تھا۔دوسرے حصے میں مہمان تھے اور یہ حصہ خالی تھا۔وہاں صرف گھر والے آجا رہے تھے۔

”گھر فون کیا تم نے ؟خالہ کا بخار معلوم نہیں اترا ہو گا یا نہیں ؟۔میں کہہ رہی تھی کہ ہم نکاح کے فوراً بعد چلے جائیں گے۔ “

وہ سر سے پھسلتا دوپٹہ درست کرتی بولی۔

"امی ٹھیک ہیں۔ فون کیا تھا نورے ماسی کو۔ ہمارے آنے تک وہیں رہیں گی۔"

اس نے خولہ کو کہنی سے تھام کر ٹب کے کنارے سے ہٹا کر دوسری طرف کیا تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

"چھوٹی بچی نہیں ہوں جو ڈوب جاؤں گی۔"

"ڈوب گئیں تو؟ میرا کیا ہو گا؟"

"دوسری لے آنا۔"

"پہلی والی کو تو سنبھال لوں۔"

"میں کون سا تمہیں تنگ کرتی ہوں۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"اوہ واقعی؟ میرے موبائل فون کون چیک کرتا ہے؟ لیپ ٹاپ کی سرچ ہسٹری کون دیکھتا ہے؟ دن رات مجھ سے جھگڑے کون کرتا ہے؟" اس نے مسکراہٹ دبائی، لب آج کل یوں مسکراتے تھے جیسے ہر ایک مسکراہٹ کے بدلے انہیں پھول ملنا تھا۔

”تم اپنی حرکتیں درست کیوں نہیں کرتے؟ جھگڑا ہمیشہ تم شروع کرتے ہو، لیپ ٹاپ میرے ساتھ بیٹھتے ہوئے یوں چھپاتے ہو جیسے اندر کوئی راز ہوں، جو مجھے معلوم ہوئے تو میں ساری دنیا کو بتادوں گی۔ اور موبائل پر لاک کیوں لگا رکھا ہے؟ “

وہ نیلے لباس میں ملبوس آسمانی کے رنگ جیسی لگتی تھی۔ وہ سفید لباس میں ملبوس اسی آسمان پر طلوع ہوتے چاند جیسا۔

”تم شک بہت کرتی ہو۔ “

”اور تم جواب نا دینے کے لیے الزام دوسروں پر ڈال دیتے ہو۔“ وہ خفا ہوئی، کوئی کعب عباس سے پوچھتا تو وہ بتاتا کہ نروٹھی سی لگتی وہ لڑکی اسے اپنے جسم کے لیے سانسوں جیسی لگتی تھی۔ وہ خولہ کی ناراضگی پر ہنس دیا۔ پھر اس کے سامنے آتے اُسے دیکھا۔

”جانتی ہو آج میرا دل کیا چاہ رہا ہے؟ “

”کیا؟ “

”کاش میں ایک سلطنت کا سلطان ہوتا اور اپنے سامنے کھڑی عورت کا صدقہ اتار کر وہ سلطنت کسی فقیر کو دان کر دیتا۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ بلال نے اس کی آنکھوں میں کوئی راز دیکھا۔ اگر وہ شخص رازوں کا امین تھا تو ایک راز پر خیانت آج جائز تھی۔

"ایک سوال کا جواب دو گے؟" گاؤں کے سرسوں کے پیلے پھول اس کے لباس کے مماثل ہوئے۔ وہ دئیوں بھری ٹوکری ہاتھ میں تھام گئی۔ وہ جو کہتا وہ ان دیوں کو روشن کرتے یا بجھا دیتے۔ وہ اب ٹوکری تھامے تھک گئی تھی۔ یا تو وہ ٹوکری گر جائے گی یا وہ دیے روشن ہوں گے۔

"تم پوچھ لیا کرو، اجازت کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔"

سلطنت میں آنے والا محافظ اس کے سامنے کھڑا ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے تھا۔ اگر خولہ بلال کو کسی کی یاد آنی چاہیے تھی تو اسے کوئی یاد نہیں آیا تھا۔ نفرت محبت کی جگہ لے چکی تھی۔

"مجھ سے شادی صرف میرے کہنے پر کی تھی؟" اس نے ٹوکری میں تھامے دیے سامنے کر دیئے۔ کعب عباس اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ چاند اس کی عین پشت پر تھا۔ بادشاہ کی بیٹی گردن اٹھائے اس کی راز نما آنکھوں سے ایک راز جاننا چاہتی تھی۔

"نہیں۔" وہ دھیمے سے کہہ گیا۔

"پھر کیوں؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

کعب عباس کو صدیاں لگیں کوئی ایک جملہ ڈھونڈنے میں جو وہ اس عورت سے کہتا اور وہ اس ایک جملے پر ایمان لے آتی۔ اگر زمین پر کوئی چاند ہوتا تو وہ بوڑھے جادوگر سے فرمائش کرتا کہ اُسے اس چاند تک رسائی دی جائے۔ اسے ستارے چن کر ایک عورت کے دامن میں ڈالنے ہیں۔

"میرے دل نے بغاوت کی تھی خولہ۔ مجھے اپنی جنگ چھوڑ کر تلوار تمہارے لیے اٹھانی پڑی کیونکہ بادشاہ کی بیٹی کی حفاظت ہر شے سے مقدم تھی۔"

زمین پر ستارے نہیں اترتے تھے سو اس نے خولہ بلال کے دامن میں پھول ڈال دیئے۔

"صاف صاف کہو کعب۔" وہ اظہار چاہتی تھی۔ کعب ایک قدم آگے کو ہوا۔ وہ ہار تھی تو وہ ہارنے کو تیار تھا۔ وہ راز میں خیانت کر رہا تھا تو خائن کہلانے کو بھی راضی تھا۔

"میں نے زندگی میں پہلی بار جب تمہیں سوچا تھا تو جانتی ہو کیا سوچ کر سوچا تھا؟"

سیاہ آنکھوں والا مرد ساحر کب سے ہوا؟ خولہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سر دھیرے سے نفی میں ہلایا۔

"تین حرف محبت کے،

ہم دو،

ایک پھول،

WWW.NOVELSHUB.PK

خواہشیں تمام شد "!

وہ ٹوکری میں صرف پھول نہیں کچھ اور بھی رکھ گیا۔ چند لمحے ہر طرف خاموشی رہی۔ پاس رکھے ٹب کا پانی نیلاہٹ کے ساتھ خوشبودار بھی ہوا۔ چودھویں کا چاندیوں روشن ہوا جیسے ستاروں نے اس کے پاس بسیرا کر لیا ہو۔ آم کے درختوں پر کسی نے موتیے کی خوشبو انڈیل دی۔

"کعب۔" اس کے لب پھڑپھڑائے۔ بے یقین ہونا تھا تو وہ نہیں ہوئی تھی۔ کعب اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے خولہ کی طرف جھکا۔

"میں نے تم پر دل ہار دیا۔ "

وہ سرگوشی صرف اس کے کان تک نہیں پہنچی تھی، کائنات کا ذرہ ذرہ اس سرگوشی کا گواہ ہوا۔ وہ جو جھک کر سیاہ آنکھوں کو دیکھتا تھا، وہ جو سر اٹھا کر سیاہ آنکھوں میں جھانکتی تھی۔ اس نے اعتراف کر کے خولہ بلال کے دل سے کسی کا نام مٹا دیا تھا۔

"ہم بہت چھوٹے تھے خولہ، بہت چھوٹے جب میں تمہارا خیال رکھنے لگا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہا تھا "تم روتیں تو میں تمہیں چپ کروانے لگتا، میں تمہیں ہنسانے کو خوامخواہ لطیفے سنانے لگتا۔ رجب تمہیں ڈھیروں کام دیتا اور میں چپکے سے کر دیتا۔ تم ہمارے گھر آتیں تو میں گلی میں کرکٹ کھیلتے دوستوں کو چھوڑ آتا، پھر ہم بڑے ہوئے اور میں تمہیں دیکھنے کے بہانے ڈھونڈنے لگا۔ تم کسی منظر کو دیکھتیں اور میرا ہر منظر تم ہو جاتیں، میں نے بینائی کھو دی اور ایک تم نظر آنے لگیں، میں نے سماعت کھو دی اور صرف

تمہیں سننے لگا۔ وہ دن تھے جب میں نے جان لیا کہ محبت خولہ بلال کے نام کے ساتھ مجھ پر اُتری ہے۔ کبھی اعتراف نہیں کیا کیونکہ میں حدود کا قائل ہوں۔ تم سے کچھ کہتا تو حد توڑ دیتا۔" اس نے ایک لمحے کو بھی نظر اس کی آنکھوں سے نہیں ہٹائی تھی۔ وہ ایک لمحے کو بھی اس کی آنکھوں کے علاوہ کہیں اور نا دیکھ سکی۔

"اب کیوں اعتراف کر رہے ہو؟"

"کیونکہ پہلے تم نامحرم تھیں، اب محرم ہو۔" سحر ٹوٹ گیا۔ اس کے الفاظ نے خولہ بلال پر کھولتا ہوا تیل انڈیلا، وہ محرم اور نامحرم کے اسباق یاد رکھ کر اسے پاتال میں دھکیل گیا تھا۔

ایک لمحے میں اسے یاد آیا اس نے ایک شخص کے لیے کئی حدیں توڑی تھیں۔ وہ اس شخص سے کئی بار تنہا ملی تھی۔ اس نے کئی بار اپنے گال اس شخص کی باتوں پر سرخ ہوتے محسوس کیے تھے۔ کعب عباس خولہ بلال کے ملنے پر شکر گزار تھا تو وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ حدیں توڑ کر گناہ کی مرتکب ہوئی تھی۔ اس نے کئی قوانین توڑے تھے۔ جس شخص سے اسے نوازا گیا تھا اسے احساس ہوا وہ اس شخص کے قابل نہیں تھی۔

"میں اس محبت کے قابل نہیں ہوں کعب۔" اس کی آنکھوں میں ٹب کا پانی منتقل ہوا۔ سر نفی میں ہلا۔

"تم ہی تو تھیں۔"

"نہیں تھی۔ تمہیں کچھ بتاؤں گی تو اپنا مقام کھو دوں گی، نہیں بتاؤں گی تو اپنی نظر میں اپنا مقام کھو دوں گی۔ تم عظیم تھے، میں حقیر ہوں۔ خولہ بلال کو خسارے نوازے گئے ہیں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ نظر ہٹا گئی۔ سر جھکا کر آنکھیں بند کیں، کئی آنسو زمین پر گرے۔ کعب کو دکھ ہوا۔

"خولہ۔"

"میں ماہ جبین کے پاس چلتی ہوں۔ تمہارے سامنے کھڑی رہی تو رو دوں گی۔ بھائی کے سبق بہت دیر سے یاد آ رہے ہیں۔ وہ رونے سے بھی روکا کرتا تھا۔"

اس نے ہتھیلی چہرے پر رگڑی۔ کعب نے گہری سانس لیتے سر جھٹک دیا۔

"میں اظہار کے بدلے اظہار نہیں چاہتا تھا، لیکن آنسو بھی نہیں چاہتا تھا۔"

خولہ نے کچھ نہیں کہا، وہ اپنا لباس سنبھالتی اندر کی طرف بڑھی۔ اسے مسجد کے امام صاحب سے جا کر پوچھنا چاہئیے تھا کہ اگر کوئی عورت حدیں توڑ دے تو توبہ کر کے اللہ مان جاتا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منشی عبدالقدوس کو اپنی بیٹی کی شادی کی اتنی خوشی نہیں ہو گی جتنی بدر عبداللہ کی وہاں آمد پر ہوئی تھی۔ وہ سلطان تھا اور جس جگہ قدم رکھتا تھا وہاں سلطنت کھڑی کی جا سکتی تھی۔

"میں نے بیٹھک کی صفائی کروائی ہے صاحب، آپ بیٹھک میں چلیں"

کریم کلر کی شلوار قمیص پہنے وہ اوپر ہم رنگ واسکٹ پہنے ہوئے تھے۔ چہرے پر سنجیدگی لیکن آنکھوں میں خولہ بلال کی ٹوکری میں تھامے گئے کئی دیئے جلتے تھے۔ وہ انتظار کی کہانی پڑھ کر آیا تھا۔

"تم نے مجھے پرایا کر دیا ہے کیا منشی، جواب میں تمہارے گھر میں بھی داخل نہیں ہو سکتا؟" وہ کچھ اس سنجیدگی سے بولا تھا کہ منشی کے ہاتھوں کے طوطے اڑے۔

"نہیں نہیں صاحب۔ آپ کا اپنا گھر ہے۔ اندر چلیں یا جہاں بھی، آپ کی مرضی۔"

وہ بوکھلا کر بدر کو اندر جانے کا اشارہ کرنے لگے۔ بدر نے سر ہلاتے جیب میں ہاتھ ڈالا پھر رکا۔

"میں شاید موبائل گاڑی میں بھول آیا ہوں۔ لے آئیں گے؟" وہ سوال بھی حکم دے کر کر رہا تھا۔ منشی نے فوراً سر ہلایا اور باہر کی طرف بڑھے۔

ان کے جانے کے بعد وقت کے سلطان نے ہاتھ پشت پر باندھے۔ وہ کھلے دروازے سے اندر داخل ہوا تو رعایا میں سے ہر ایک کی نظر اس پر گئی۔ وہ ان مناظر میں سے تھا جنہیں رک کر دیکھنے کے لیے ہر کام چھوڑا جا سکتا تھا۔

اور وہ ہر کام چھوڑ کر صرف ایک منظر کو دیکھنے آیا تھا۔

سو قسمت اس پر صرف خولہ بلال کو نا ملنے کے معاملے میں بد قسمت واقع ہوئی تھی؟۔ جس پر ہر نظر تھی اس کی نظر اُس پر گئی۔ وہ اپنا لمبا شیفون کا دوپٹہ سنبھالنے کی کوشش کرتے گھر کو دو حصوں میں تقسیم کیے

WWW.NOVELSHUB.PK

جانے والے ٹینیٹ کے دروازے سے اسی لمحے نکلنے لگی تھی جب خاموش محفل کو خاموش کرنے والے پر نظر گئی۔ قدم منجمد ہوئے۔ دوپٹہ ہاتھ سے پھسلا، ایک کنارہ کاندھے پر رہ گیا اور دوسرا زمین پر جا لگا۔

جس کو دیکھ کر اس کے چاہنے والے صدقے اتار کرتے تھے وہ ایک عورت پر صدقے میں اپنا آپ وار دینے جیسا ہوا۔

وہ سیاہ بالوں والی لڑکی چہرے پر لٹ کی صورت آتے اپنے بال سمیٹ لے تاکہ جو سانس اس کے سینے میں اٹکی تھی وہ سینے سے باہر نکلتی۔

وہ فاصلوں پر کھڑی اس عورت سے گفتگو ترتیب دیتا تو پہلا جملہ اس کی آنکھوں پر کہتا۔

"ان آنکھوں میں اتنا کاجل مت ڈالا کرو، میں خود کو ان میں غرق ہوتا دیکھ رہا ہوں۔"

وہ حُسن کے تین الفاظ کو حروفِ تہجی کے تین سو الفاظ میں بدلتا اور ہر لفظ سے ایک شعر ترتیب دیتا تب بھی وہ ایک عورت کی تعریف نا کر پاتا۔

اس نے زیور کو کبھی اس قابل نہیں جانا تھا کہ اس پر نظر ڈال سکے لیکن اب، یوں وہ جھمکے کانوں میں ڈالے کھڑی تھی تو اسے سلطنت کے ہر زیور بنانے والے کی دکان پر جا کر ان جھمکوں کی قیمت پوچھنی چاہیے تھی۔

اس کے قدموں نے قدم خود اٹھائے تھے۔ وہ بے اختیار ہوا تھا تو تعجب نہیں بنتا تھا۔ لوگوں کو یہ جان لینا چاہیے تھا کہ بدر عبداللہ خولہ بلال کے معاملے میں ہر اختیار سے بے اختیار تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

دھیمے قدموں سے چلتے وہ آگے بڑھا تو ساکت سی کھڑی خولہ کے قدم پیچھے ہوئے۔ وہ کپڑے کے دروازے کو پار کرتا اس کے سامنے آیا۔ ساکت سا اسے دیکھتا رہا۔ چند لمحے سرکے، وہ رک جاتے تو بہتر ہوتا۔

چند ساعت تیزی سے گزر گئیں۔ وہ گھنٹوں میں تبدیل ہوتیں تو اچھا ہوتا۔

ساکت سی اس شخص کو دیکھتی بادشاہ کی بیٹی اور اسے تکتا وقت کا سلطان۔

پھر نم سی ہواؤں نے دیکھا کہ جس کے آگے گردنیں جھکا کر سلام پیش کیے جاتے تھے، اس کی نظر جھکی۔

جسے تحفے میں زمینیں دی جاتی تھیں، وہ آہستہ سے زمین پر بیٹھا۔ دونوں ہاتھوں سے زمین پر لگتا اس کا دوپٹہ اٹھایا، جیسے کوئی کسی مقدس شے کو اٹھاتا ہے۔ وہ کہتا تھا وہ جھکا نہیں کرتا، کاذب کو محبت جھکا گئی تھی۔

وہ کہتا تھا وہ زمین پر نظریں دوبارہ نہیں ڈالتا، مغرور شخص نے خاک پر ہاتھ رکھے تھے اور وہ ایک عورت کا دوپٹہ اٹھا رہا تھا۔

آہستہ سے اس کا دوپٹہ اٹھاتے وہ سیدھا ہوا۔ خولہ کی ساکت، سرخ آنکھوں میں دیکھا اور اس کا دوپٹہ اس کے سر پر اس طرح اوڑھایا کہ اس کا ہاتھ خولہ کو نا لگے۔

”سر پر رکھا کرو اسے۔ زمین پر لگتا ہے تو میں ختم ہونے لگتا ہوں۔ “

دھیمے سے کہا تو وہ دو قدم پیچھے کو ہوئی۔ چہرے پر سختی چھائی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"دور رہو مجھ سے۔"

اس نے آداب کے طریقے بھلا دیئے تھے۔ قابلِ عزت بادشاہ کی بیٹی کو قابلِ محبت سلطان سے نفرت ہوئی۔

"ہو گیا ہوں۔"

وہ زخم زخم سا مسکرایا۔ خولہ نے نظریں گھمائیں۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ یہ حصہ خالی تھا۔ وہ ماہ جبین کے کہنے پر اس کی ماں کو بلانے جارہی تھی۔ راستہ مسدود تھا۔

"میرے راستے سے ہٹیں۔"

"تمہیں یاد ہے ہم دوسری مرتبہ یہیں ملے تھے؟"

اس نے سماعت پر اختیار بھی کھو دیا تھا۔ خولہ نے آگے بڑھنا چاہا لیکن وہ ہاتھ لمبا کر کے راستہ روک گیا۔ وہ رکتی ناتو اس کے ہاتھ سے ٹکراتی۔

"مجھے جانے دو بدر۔"

وہ چبا چبا کر کہتی نفرت بھی الفاظ میں شامل کر گئی۔

"میں نے اس ملاقات میں سوچا تھا کہ اگلی بار تم ملیں تو تمہیں دیکھ لوں گا اور تب سے بس تمہیں ہی دیکھ رہا ہوں۔ وہ جو معجزوں جیسا اور برباد کرنے والا عشق ہوتا ہے، مجھے وہ نصیب ہوا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ اسے دیکھتی رہی۔ وہ ساحر الکلمات شخص تھا لیکن اسے کوئی بتائے اس کے الفاظ اپنا سحر کھو چکے تھے۔

"میں سوچتا ہوں کہ میں ایسا کیا کہوں جو تم پر اثر کرے؟ میں ایسا کیا لفظ کہوں خولہ؟ میرا اللہ سے تعلق کبھی اچھا نہیں رہا ورنہ میں تمہیں اللہ سے مانگتا۔ مجھے لگتا ہے میں اللہ سے تمہیں مانگوں گا تو وہ میرے گناہوں کی فہرست آگے کر دے گا۔ تمہیں تو کسی نیکی کے عوض مانگا جانا چاہیے، میں وہ نیکی کہاں سے لاؤں؟" وہ تھک کر بولا۔ اس نے زندگی میں درگاہوں کے چکر نہیں کاٹے تھے ورنہ منتّوں کے دھاگے باندھ آتا، اس نے مسجدوں میں نمازیں نہیں پڑھی تھیں ورنہ وہ نماز کے بعد اسے مانگتا۔

"مجھے۔۔۔ جانے۔۔۔۔ دیں بدر۔"

وہ چبا چبا کر بولی۔ بدر کے آگے کیے گئے ہاتھ کی دائیں طرف سے گزرنا چاہا جب بے اختیار بدر نے اس کی کلائی تھامی۔ خولہ کو کرنٹ لگا، اس نے جھٹکے سے کلائی چھڑوائی، پیچھے مڑی اور تیزی سے چارپائی پر رکھی چھری اٹھاتے اسی قوت سے بدر کو ماری۔ وہ عین اس کے کاندھے پر لگی۔ اس نے خولہ کا ہاتھ چھوڑ دیا، قدم پیچھے ہوئے۔ لبوں سے کراہ نکلی، بے یقین نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے ہاتھ لگانے کا حق صرف میرے شوہر کو ہے۔ آئندہ اپنے ہاتھ قابو میں رکھیئے گا ورنہ جان لے لوں گی آپ کی۔" وہ طیش سے غرائی۔

"بخدا بہت ظالم ہو۔"

وہ آہستہ سے ہنس دیا۔ ایک ہاتھ زخمی کاندھے پر تھا۔ خولہ بلال کو ظالم ہونا منظور تھا۔

"آئندہ ملنے سے گریز کیجیئے گا، اگلی بار ملاقات ہوئی تو وار وہاں کروں گی جہاں زخم لگنے سے جان سے جائیں گے۔" اس نے لہجے میں نفرت رکھنے میں ہر کسی کو مات دے دی۔ جو چھری اس کے کاندھے پر لگی تھی وہ زہر بن کر دل تک پہنچی۔ بدر نے ہاتھ کاندھے پر سے ہٹایا، خون تیزی سے نیچے گرنے لگا۔ خولہ کی آنکھوں میں نفرت اور تکلیف بیک وقت ابھری۔ وہ اپنے سینے پر نظر ڈالتا اسے دیکھنے لگا، آنکھیں سرخ ہوئیں۔ وہ ایک عورت تھی، لاکھ بہادری دکھائے، وہ ایک عورت تھی۔ وہ یہاں کھڑے کھڑے اسے زمین میں دفنا سکتا تھا لیکن بدر عبداللہ نے اس ایک عورت کے لیے ہر قاعدہ بدلا تھا۔

"ابھی بھی یہی چھری اٹھا کر سینے میں اتار سکتی ہو۔ اجازت ہے۔"

بھل بھل کرتے خون کو نظر انداز کرتے وہ اس کی نم آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔ خولہ نے اسے دیکھتے قدم پیچھے کیے۔ سر نفی میں ہلایا۔

"تمہاری باتیں سحر سے خالی ہیں۔"

"میری باتیں زخموں سے خالی نہیں ہوں گی۔ جس شوہر کا نام لیتی ہو کیا اس نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ وہ تم سے کیا کیا چھپا تا رہا ہے؟"

سو اگر اسے مڑنا تھا تو زخمی کھڑے شخص نے زخم لگاتے روک دیا۔ اس کا نیلا لباس زہر میں تبدیل ہونے لگا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کعب کے بارے میں کچھ مت کہنا۔" اس نے انگلی اٹھاتے بدر کو کچھ کہنے سے روکنا چاہا۔

"کیا اس نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ خولہ کہ وہ جیل سے چھوٹنے کے ایک سال بعد شہر میں کیا کر تا رہا ہے؟"

اس کا چہرہ درد کو برداشت کرتے سرخ ہو رہا تھا۔ سرمئی آنکھیں سیاہ آنکھوں پر جمی تھیں۔ زخم اسے دل پر کہیں زیادہ لگا تھا تو تکلیف میں صرف وہ کیوں جلے؟ جس شخص کا وہ نام لے رہی تھی اس شخص کو وہ خوشی کیوں نصیب ہو جو اس کا نصیب ہونا تھی؟

"وہ صرف اسی لیے واپس نہیں آرہا تھا کیونکہ "....

"وہ گاؤں آنے سے پہلے css کا امتحان دے کر آیا تھا۔ کیا تمہارے شوہر نے تمہیں بتایا ہے خولہ؟"

خولہ کے الفاظ زبان پر رہ گئے۔ وہ اس کی آنکھوں میں سحر نہیں زہر پھونک گیا تھا۔

"جھوٹ مت بولو۔"

"جا کر پوچھو کعب عباس سے خولہ۔ جس کا نام لے کر تم مجھے زخم دیتی ہو وہ کون کون سے راز تم سے چھپاتا رہا ہے؟"

جو خون اس کے کاندھے سے گر رہا تھا وہی خون اس کی آنکھوں میں جمع تھا۔ جانے اس کاندھے کی چوٹ نے زیادہ درد دیا تھا یا اس عورت کے کسی اور کا نام لینے نے؟ وہ طے نا کر سکا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے اس پر یقین ہے۔ تم مجھے اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔ اگر اس نے چھپایا بھی ہے تو کسی وجہ سے ہی چھپایا ہوگا۔" وہ کانپ جاتی آواز کو مضبوط رکھنے کی کوشش میں آنکھیں نم کر گئی۔ بدر ہونٹ بھینچے آگے کو ہوا۔

"جا کر پوچھو اس سے خولہ۔ کیونکہ مجھے نہیں لگتا یہ وہ واحد راز ہے جو وہ چھپا رہا ہے۔"

خولہ نفی میں سر ہلاتی دور ہٹی۔

"میں لعنت بھیجتی ہوں تمہاری سازشوں پر۔ میں نے خود کو تمہارے الفاظ سے آزاد کر دیا ہے۔"

پھنکار کر کہتے وہ مڑ گئی۔

"خود کو آزاد کر کے کوئی اسم پڑھ کر مجھ پر بھی پھونک دو تاکہ میں تمہارے سحر سے نکل سکوں ورنہ میں تو خود کو جان سے جاتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔"

وہ بڑبڑایا۔ پیچھے سے اس کا موبائل لاتا منشی گھبرا کر آگے کو ہوا۔ بدر کے ہاتھ خون سے سرخ تھے۔

"صاحب، آپ ٹھیک ہیں۔" لمحوں میں اس کے ارد گرد لوگ جمع ہوئے۔ بدر عبداللہ زخمی تھا اور زخم دینے والا کہاں تھا؟

"ٹھیک ہوں۔ ڈرائیور سے کہیں گاڑی نکالے، جانا ہے مجھے۔"

کسی نے کپڑا اتھمایا تو اس نے وہ کپڑا کاندھے پر رکھ دیا۔ جانے چھری کا درد زیادہ تھا یا جس نے چھری ماری تھی اس کے الفاظ کا۔

"میں چلتا ہوں ساتھ۔" منشی صاحب گھبرا رہے تھے۔ ان کے گھر میں بدر عبداللہ پر جان لیوا حملہ ہوا تھا، بات چھوٹی نہیں تھی۔

"ٹھیک ہوں۔ آپ شادی دیکھیں۔"

"حملہ آور کون تھا؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ کپڑا کاندھے پر باندھ کر وہ اٹھا۔ ایک نظر اس کمرے کی طرف ڈالی پھر وہ ایک نظر بنا کسی نظر میں آئے واپس پلٹ گئی۔

سب کے سوالوں کو نظر انداز کرتے وہ کسے کے جوابوں میں الجھا گاڑی کی طرف روانہ ہوا تو وہ واقعی نہیں جانتا تھا کہ خولہ بلال نے جان لینے جیسے الفاظ یونہی نہیں کہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی قدیم حویلی کے صحن میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر نین تارہ بیٹھی تھی۔ دونوں پاؤں اوپر کیے وہ سامنے لگے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ چودھویں کا چاند سر کے اوپر تھا۔ وہ چاندنی میں نہائے مجسمے جیسی لگتی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”ویسے تو میں نے کبھی چائے نہیں بنائی لیکن بیوی کی خاطر یہ بھی۔“

یوسف چائے کے کپ اٹھائے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا تو نین تارہ کی نظر اس منظر سے ہٹتی یوسف پر رک گئی۔ وہ اس کا کپ سامنے رکھ رہا تھا۔ نین تارہ نے مسکراتے ہوئے کپ اٹھایا۔

”ملازموں کی فوج کے ہوتے ہوئے آپ کو کہاں کام کرنے کی عادت ہو گی؟“ کپ ہونٹوں سے لگاتے اس نے ٹونٹ مارا تو یوسف ہنسا۔ چاند کی دھیمی روشنی ان دونوں پر پڑنے لگی۔

”میں اپنے سارے کام خود کرنے کا عادی ہوں۔“

”اسی لیے چائے میں چینی زیادہ ڈال دی ہے؟“ اس نے سر ہلایا تو یوسف نے بے چارگی سے کان کھجایا۔

”میں یہ راز رکھنا چاہتا تھا لیکن آج تک مجھ سے چائے کبھی بھی سو فیصد اچھی نہیں بنی۔ کافی اچھی بنا لیتا ہوں کیونکہ بدر بھائی کو پسند ہے۔“

اس کی ہر بات میں بات بہ بات بدر عبداللہ کا تذکرہ نکل آتا تھا۔ نین تارہ نے سر ہلاتے گھونٹ بھرا۔ اس شخص کا تذکرہ اس کا دل ہر شے سے اچاٹ کر دیتا تھا۔ وہ قاتل تھا اور جس کا قاتل تھا وہ شخص بھی یاد آ جاتا تھا۔

”آپ شادی پر کیوں نہیں گئیں؟ میں مصروف تھا لیکن ہم جا سکتے تھے۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے وہاں جا کر حویلی کی بہو بن کر بیٹھنا پسند نہیں تھا۔ ہم تینوں ہمیشہ برابری پر رہی ہیں۔ مجھے ان سے اونچا ہونا منظور نہیں۔"

"down to earth خاتون ہیں۔"

وہ ہلکا سا ہنسا۔ نین تارہ مسکرا دی۔ اس نے سوچا تھا کہ جائے لیکن پھر صرف سوچ کر ہی رہ گئی اور تبھی اسے یاد آیا کہ بدر تیار ہو کر کہیں جا رہا تھا۔ کپ ہونٹوں تک جاتے جاتے رک گیا۔

"آپ کے بھائی ماہ جبین کی شادی پر گئے ہیں؟" یوسف کا گھونٹ گلا جلا گیا۔ اس نے بمشکل وہ گھونٹ حلق سے اتارا پھر سر ہلایا۔

"وہ اسلام آباد نہیں جا رہے تھے؟" اس کے اندر خدشہ سا ابھرا۔

"کل جائیں گے۔"

"شادی پر کیوں گئے ہیں؟ وہ تو ملازموں سے بات بھی نہیں کرتے۔"

"ہم دونوں جانتے ہیں کہ وہ کیوں شادی پر گئے ہیں نین۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ نین تارہ کو بیک وقت کوفت اور غصہ محسوس ہوا۔

"وہ خولہ کا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

”کم از کم اس زندگی میں وہ خولہ سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ “

”اتنا کنٹرولنگ مائنڈ کیوں ہے آپ کا بھائی؟ اسے عورت کی ناں سمجھ کیوں نہیں آتی؟ “

”وہ صرف ایک عام عورت نہیں ہے نین۔ وہ بھائی کی محبت ہے۔ “

”محبت کے علاوہ بھی ہم دونوں جانتے ہیں کہ بدر عبداللہ کو ناں سننے کی عادت نہیں ہے۔ “

وہ غصے اور خفگی سے پیچھے کو ہوئی۔ یوسف کچھ دیر خاموش رہا۔ کپ میز پر رکھتے اس نے ایک تھکی سی سانس کھینچی۔

”ان کے اندر یہ عادت دادا نے ڈالی ہے۔ بھائی گھر کی پہلی اولاد تھے، لاڈلی اور خودسر اولاد، جس کی ہر خواہش پوری کی جاتی ہے اور جب آپ نے بچپن سے ناں نا سنی ہو تو آپ کے اندر یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ آپ کو ناں نہیں کی جائے گی۔ بھائی کے اندر بھی بیٹھ گئی۔ دادا نے انہیں کسی شہزادے کی طرح پالا تھا۔ وہ جب تک زندہ رہے بھائی کو خودسر بنا گئے، لیکن اُنہوں نے بھائی کو برا نہیں بنایا تھا۔ “

وہ لمحہ بھر کو چپ ہوا۔ نین تارہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔ اسے بدر عبداللہ کی داستان میں دلچسپی نہیں تھی لیکن وہ یوسف کو سننا چاہتی تھی۔

”بھائی سولہ سال کے تھے جب دادا کی وفات ہوئی۔ میرے بابا نے میری امی سے چھپ کر شادی کی تھی، دادا کی وفات کے بعد وہ مجھے حویلی لائے اور تب میں نے بھائی کو جانا، وہ تب بھی ایسے نہیں تھے، جن دنوں

میں حویلی آیا ان دنوں وہ بہت خوفزدہ رہتے تھے، ڈرے سہمے سے، میں نے کئی بار چھوٹی امی کو بابا سے جھگڑتے سنا تھا، وہ بھائی کے لیے لڑتی تھیں کیونکہ بابا انہیں غلط چیزیں سکھا رہے تھے۔ وہ انہیں قاتل بنا رہے تھے اور انہی دنوں بدر بھائی کی امی کی ڈیتھ ہوئی۔" اس نے نظریں اٹھا کر نین تارہ کو دیکھا۔ ان آنکھوں میں حزن تھا" وہ پہلی بار تھا جب میں نے بھائی کو روتے دیکھا تھا، بری طرح سے روتے ہوئے، وہ دنیا میں سب سے زیادہ محبت اپنی ماں سے کرتے تھے، وہ چلی گئیں تو وہ ڈپریسڈ ہو گئے، میں ان کے ساتھ رہتا لیکن میں ان کی ماں کی کمی پوری نہیں کر سکتا تھا۔ اور وہ دن تھے جب بابا نے بھائی کو اپنی مرضی کے سانچے میں ڈھالا۔

اُنہوں نے بھائی کو ہر وہ شے سکھائی جو آپ کو آج ان میں نظر آتی ہے، یہ بابا تھے جنہوں نے بھائی کو سکھایا کہ مار دو ورنہ مار دیے جاؤ گے، یہ بابا تھے جنہوں نے بھائی کو سکھایا کہ یہ زمینیں ان کی ہیں اور وہ ان کے حاکم، وہ بابا تھے جنہوں نے ان کی ماں کے پڑھائے گئے سبق بھائی کو بھلوا دیئے۔ بھائی ایسے نہیں تھے نین، وہ ظالم تھے لیکن قاتل نہیں تھے۔ بھائی کو ایسا بابا نے بنایا ہے۔" وہ تھک کر چپ ہوا۔ نین تارہ اسے کئی لمحے دیکھتی رہی پھر اس نے گہری سانس لی۔

"میں اس کہانی سے متاثر نہیں ہوئی یوسف۔" وہ بے تاثر سا بولی تھی۔ یوسف کو اس جواب کی امید نہیں تھی۔

"یہ کہانی نہیں ہے۔"

"یہ کہانی ہی ہے۔ آپ مجھے اپنے بھائی کے غلط اعمال کی جسٹیفکیشن دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کے بقول بدر عبداللہ کو آپ کے دادا نے ظالم بنایا، میں مان لیتی ہوں، وہ تب چھوٹا تھا تو ان کی تربیت غلط کی گئی۔ لیکن آپ کا بھائی قاتل اپنی مرضی سے بنا ہے، سولہ سترہ سال کا لڑکا اتنا چھوٹا نہیں ہوتا کہ اسے زبردستی بندوق تھمائی جائے، آپ کے بھائی کے ساتھ بھی زبردستی نہیں کی گئی تھی۔ مجھے یقین ہے آپ کے بابا نے آپ کو بھی یہ سب سکھانا چاہا ہو گا۔ چاہا تھا یا نہیں؟" اس نے سنجیدگی سے کہتے یوسف کو دیکھا تو وہ سر ہلا گیا۔ وہ یک ٹک نین تارہ کو دیکھ رہا تھا۔

"اور آپ نے منع کر دیا۔ کیونکہ آپ یہ سب نہیں چاہتے تھے، بدر عبداللہ چاہتا تھا۔ وہ ظالم بنا کیوں کہ یہ اس کا اپنا انتخاب تھا، وہ قاتل بنا کیوں کہ یہ اس کی اپنی مرضی تھی۔ غلط کاموں کو جسٹیفائی کرنا چھوڑ دیں کہ کسی کا بچپن ٹراما میں گزرا تو وہ ولن بن گیا، اس کے ساتھ غلط کیا گیا تو اس نے غلط کرنا شروع کر دیا۔ ہر کسی کے ساتھ غلط ہوتا ہے اور آپ کے بھائی سے زیادہ ہی ہوتا ہے لیکن وہ ولن نہیں بنتے، ہاں آپ مان لیں کہ آپ کا بھائی ولن ہے اور وہ ایسا اپنی مرضی سے ہے۔"

گویا اسے بدر عبداللہ سے کسی طرح کی ہمدردی نہیں تھی۔ یوسف خاموش تھا، چپ چاپ، ساکت سا۔

اسی لمحے گیٹ سے گاڑی اندر آتی دکھائی دی۔ پورچ میں رکتے کسی نے دروازہ کھولا تو اندر سے بدر باہر نکلا۔

ان دونوں کی نظر بدر پر گئی۔ وہ کاندھے کو تھامے ہوئے تھا اور اس کی سفید قمیص سرخ تھی۔ یوسف کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور بدر تک گیا۔

نین تارہ وہیں بیٹھی رہی، آنکھوں میں دکھ ابھرا لیکن وہ بدر کے لیے نہیں تھا۔ اس نے جان لیا تھا کہ یوسف عبداللہ بدر عبداللہ سے اندھی محبت کرتا ہے اور کوئی بھی چیز اسے اس کے بھائی کے خلاف نہیں کر سکتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرے میں صوفے پر بیٹھے بدر کی قمیص کاندھے سے ہٹی ہوئی تھی۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے اس کی رعونت میں زرا بھی فرق نہیں آیا تھا۔ ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔

"آپ کو ہوسپٹل چلنا چاہیئے سر، زخم گہرا لگتا ہے۔"

ڈاکٹر نے ڈرتے ڈرتے ایک بار پھر مشورہ دیا۔

"ضرورت نہیں ہے۔ خواہ مخواہ بات پھیل جائے گی۔"

اس نے ایک ہاتھ سے ماتھا مسلا۔ بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔

"نا آپ ہوسپٹل جانا چاہتے ہیں اور نا پولیس میں رپورٹ درج کرانا چاہتے ہیں۔ ایسی بھی کیا وجہ ہے بھائی؟" اس کے سامنے کھڑے یوسف نے اس بار سنجیدگی سے پوچھا۔ بدر نے جواب نہیں دیا۔ ڈاکٹر پٹی کر کے فارغ ہوا تو اس نے قمیص کاندھے پر درست کی پھر یوسف کو دیکھا۔

"ڈاکٹر کو چھوڑ کر آؤ۔ کمرے میں دوبارہ مت آنا۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ خود پر اٹھنے والی انگلی بھی توڑ دیتے ہیں بھائی۔ لیکن یہاں خاموش ہیں۔ اسے بچا رہے ہیں نا؟ میں جانتا ہوں یہ چوٹ کس نے دی ہے۔" وہ چہرے پر نفرت سی لایا تھا۔

"جو کہا ہے وہ کرو یوسف۔ سوال کرنے کی اجازت نہیں دی تمہیں۔" بدر اس بار سختی سے بولا۔ یوسف بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر اس دوران خاموشی سے اپنا سامان لے کر کھڑا ہو چکا تھا۔

یوسف کے جانے کے بعد اس نے تھک کر سر صوفے پر رکھا۔ چہرے پر اذیت چھا گئی۔ درد سا ابھرا، یوں لگا جیسے بھری دنیا میں کوئی ایک بھی اپنا نہیں تھا۔ کوئی ایک بھی نہیں جس سے وہ غم بانٹ سکے۔ ان دنوں میں پہلی بار تھا جب اسے اپنی ماں شدت سے یاد آئی۔ اتنی شدت سے کہ اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"آپ کے بعد وہ دوسری عورت ہے جسے میں نے اس حد تک چاہا ہے مام۔ اس حد تک کہ مجھے لگتا ہے وہ نا ملی تو مر جاؤں گا۔ لیکن وہ بھی مجھ سے چھن گئی۔ مجھ سے میرے محبوب لوگ ہمیشہ چھن جاتے ہیں۔"

دھیمے سے بڑبڑاتے اس کی آنکھیں بند کر لیں۔

اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ ہلکی سی دستک پھر دروازہ کھلا۔ بدر نے بند ہوتی آنکھیں بمشکل کھولیں۔ ھریرہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہو رہا تھا۔

بدر سیدھا ہوا۔ کاندھے میں درد سا اٹھا، اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"آپ ٹھیک ہیں بھائی؟" ھریرہ ہچکچا کر پوچھ رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کس لیے آئے ہو؟" جن سے وہ ناراض ہوتا تھا انہیں اپنی تکلیف بتانا بھی چھوڑ دیتا تھا۔

ھریرہ ہونٹ کاٹتے آگے کو ہوا۔ بدر کے سامنے وہ نیچے بیٹھا اور سر اُٹھایا۔

"مجھے معاف کر دیں بھائی۔"

"میں معاف کرنے کے معاملے میں بہت برا ہوں ھریرہ۔"

ھریرہ کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"میں وہاں صرف چند منٹ کے لیے گیا تھا۔ جازم کے مجبور کرنے پر، صرف چند منٹ کے لیے۔"

"وہ چند منٹ مجھے زندگی بھر کی ذلت دے گئے ہیں۔ تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی۔" اس کے چہرے پر افسوس ابھرا۔

"میں جانتا ہوں آپ ہرٹ ہوئے ہیں۔"

"ہرٹ؟ صرف ایک لفظ ھریرہ؟ تمہاری تربیت میں نے کی تھی۔ جب تمہارا باپ عیش کر رہا تھا اور تمہاری ماں اس کی بے وفائی پر سوگ منا رہی تھی، وہ میں تھا جس نے تمہیں پالا۔ وہ میں تھا جو امریکہ ہر ماہ اپنے بزی شیڈول سے وقت نکال کر تمہارے لیے جاتا تھا۔ وہ میں تھا ھریرہ جس نے تمہیں بتایا تھا کہ ظالم بن جانا لیکن بدکردار مت بننا کیونکہ یہ وہ واحد شے ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ تم قتل کر کے آجاتے مجھے افسوس نا ہوتا لیکن یہ نا کرتے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

ھریرہ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ وہ مانتا تھا وہ شخص کسی دور میں اس کے لیے ماں اور باپ جیسا رہا تھا۔ اور وہ مانتا تھا اس ایک شخص کے لیے ھریرہ دنیا اِدھر اُدھر کر سکتا تھا۔ وہ یہ بھی مانتا تھا کہ وہ شخص اس کے باپ کے بعد آتا تھا۔ ھریرہ خاقان نے بدر عبد اللہ کو محبت میں دوسرے درجے پر رکھتا تھا۔ اور اگر بدر عبد اللہ جان جاتا کہ یہاں بھی محبت اس کے حصے میں دوسرے مقام پر آئی تھی تو؟

"آپ جو کہیں گے میں کروں گا۔ بس مجھے معاف کر دیں۔"

بدر اسے دیکھتا رہا پھر وہ صوفے پر سے اٹھا، ھریرہ جھٹ آگے ہوا لیکن اس نے ہاتھ اٹھا دیا۔

"اس لڑکے سے دوستی توڑو سب سے پہلے، پھر ہم بات کریں گے۔"

"میری اس سے دوستی نہیں ہے۔ میں رابطہ بھی ختم کر چکا ہوں جازم سے۔"

"میں جازم کی نہیں کعب کی بات کر رہا ہوں۔" وہ جاتے جاتے پلٹا تھا۔

"کعب کی؟" ھریرہ حیرانی سے کھڑا ہوا۔

"جو دوست آپ کے رازوں کی حفاظت نا کر سکے، اس سے دوستی توڑ دینی چاہیے۔"

وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل کی دراز سے گولیاں نکالنے لگا۔ اسے اس وقت سونا تھا۔ اس درد سے زیادہ کسی اور درد سے نجات چاہیئے تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں بھائی؟" ھریرہ الجھا۔ بدر نے گلاس اٹھا کر گولی منہ میں رکھی پھر گھونٹ بھر کر گلاس واپس رکھا۔

"اگر وہ میرے سامنے بیٹھ کر تمہاری ویڈیو دکھا کر مجھے دھمکا سکتا ہے، تو کل کو تمہیں بھی بلیک میل کر سکتا ہے۔"

وہ بیڈ پر نیم دراز ہوا۔ پھر نظر اٹھائی، ششدر ٹھہرا ھریرہ۔ بے یقین سا۔

"آپ کو؟... آپ کو کعب نے میری ویڈیو دکھائی ہے؟" وہ بے یقین تھا۔

"بالکل۔ تھانے میں بیٹھ کر وہ مجھے دھمکا رہا تھا کہ اگر میں نے اسے رہا نا کروایا تو وہ یہ ویڈیو وائرل کر دے گا۔ مجھے اپنی بدنامی کا ڈر نہیں تھا ھریرہ، تمہاری ویڈیو سامنے آتی تو تمہارے لیے مسئلہ ہوتا۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا، گویا اس دنیا میں ھریرہ خاقان کا واحد محسن وہی تھا۔ ھریرہ چند لمحے ششدر سا اسے دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ سے مڑ گیا۔ اس کے جانے کے بعد بدر نے آنکھیں بند کر لیں۔

کعب عباس نے غلط شخص سے جنگ چھیڑی تھی۔ اس کے عزیز لوگ اگر اس کے نہیں رہے تھے تو وہ انہیں کعب عباس کا بھی نہیں رہنے دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک ہلکی سی سرگوشی تھی جو کسی کی زبان سے نکلی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

خولہ بلال اور بدر عبد اللہ

پھر وہ سرگوشی ہوا کے دوش پر اڑتی کچے راستے کے پہلے مکان تک پہنچی تو وہ آواز بن چکی تھی۔ تھوڑا اوپر اڑتے اس آواز نے اگلے گھر کا سفر کیا تو وہ چیخ بن گئی۔

وہ چیخ ایک گھر سے نکلتے دوسرے گھر پہنچی، دوسرے سے تیسرے، تیسرے سے چوتھے۔ گاؤں کے گنتی کے گھروں کی گنتی مکمل ہونے تک بات پھیل گئی۔

کسی نے تبصرے کیے اور کسی نے صرف تبصرے ہی نہیں کیے۔

"ایک بار تو میں نے خود دیکھا تھا، ماجد بھرا کے کھیتوں کے پاس وہ بدر صاحب کے ساتھ کھڑی تھی۔"

"ارے عبد القدوس کی بیٹی کی شادی پر بھی دیکھا نہیں تھا؟ کیسے پٹر پٹر بول رہی تھی بدر صاحب سے۔"

تنور پر بیٹھ کر روٹی لگاتی خواتین نے روٹی کو جلنے دیا۔

"پورے گاؤں میں گھومتی تھی۔ یہ تو ہونا تھا۔"

"اکیلا مرد سانپ ہوتا ہے، زہر عورت کو نیل کر دیتا ہے۔"

"اونچی حویلی کے مرد گاؤں کی کچے مکان والی لڑکی سے شادی تو کریں گے نہیں۔ بات کچھ اور ہے۔"

"بدر صاحب کو کیا کمی ہے لڑکیوں کی؟ یہ تو خولہ"....

WWW.NOVELSHUB.PK

زبانیں زیادہ تھیں، کردار اچھالنے کو ایک تھا۔ خولہ بلال کو یہ احساس کرنے میں دیر ہو گئی تھی کہ نا محرم سے چھپ چھپ کر ملاقات کرنا عورت کی عزت سے پہلے ایمان ختم کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"خولہ۔"

اس نے ماہ جبین کا میک اپ کا سامان رکھتے مصروف انداز میں مڑ کر پیچھے دیکھا۔ وہ ماہ جبین کی کوئی کزن تھی جو اسے بلا رہی تھی۔

"جی؟"

"بدر صاحب آئے ہوئے ہیں آج؟"

اس کا میک اپ درست کرتا ہاتھ پل بھر کو تھم گیا۔ نظریں اٹھا کر اس نے آئینے میں نظر آتے اس لڑکی کے عکس کو دیکھا، اس کے ساتھ دو اور لڑکیاں بھی کھڑی تھیں اور ان کے چہرے پر کچھ تھا کہ وہ پل بھر کو انہیں دیکھتی رہی۔

"مجھے کیسے معلوم ہو گا؟"

"اچھا؟ ہمیں تو لگا تھا کہ تمہیں ان کے آنے جانے کی ہر خبر کا علم ہوتا ہے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہی تمسخر جو پچھلے سوال میں تھا، وہی احساس جو اسے اب ہوا۔ میک اپ سمیٹتا اس کا ہاتھ تھما۔ سر اٹھایا۔ سامان وہیں رکھ دیا۔ ماہ جبین کو باہر لے جایا جا چکا تھا اور اب وہ کمرے میں ان تین لڑکیوں کے ساتھ اکیلی تھی۔ آہستہ سے چلتے وہ ان کے سامنے آئی۔

"کیوں؟ ماں لگتی ہوں میں ان کی؟"

اس لڑکی کے سامنے آتے اس نے کچھ اس لہجے میں کہا کہ تینوں کی طنزیہ مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی۔

"کچھ اور تو لگتی ہو نا؟"

"جیسے کہ؟"

"جیسے کہ سنا ہے شادی کرنا چاہتی تھیں تم ان سے؟" ان کی آواز میں پھر سے طنز سمٹ آیا۔ خولہ کا چہرہ اس بار سرخ پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"واقعی میں؟ گاؤں والے تو کچھ اور کہہ رہے ہیں۔" تینوں میں سے پیلے دوپٹے والی نے اوپر سے نیچے اسے گھورا، وہ گاؤں کی سب سے خوبصورت لڑکی تھی، بدر عبداللہ اگر سچ میں دل ہارا تھا تو قصور اس کا بھی نہیں تھا

۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”گاؤں والوں کا تو نہیں معلوم لیکن تم لوگ اپنی زبانیں بند رکھو تو اچھا ہو گا ورنہ مجھے بھی بھری محفل میں کھیتوں اور سڑکوں پر کی گئی ملاقاتوں کے قصے چھیڑنے آتے ہیں اور پورا گاؤں جانتا ہے خولہ بلال بدزبان بھی ہے اور بدتمیز بھی۔ “

وہ ان تینوں کے زرد پڑتے چہرے پر کاٹ دار نظر ڈالتی باہر بڑھ گئی۔ جو اسے رلائے گا وہ خود بھی روئے گا، یہ طے تھا۔

”یہی ہے خولہ؟ “

کمرے سے نکلتے سب سے پہلی آواز کانوں میں پڑی تو اس کے قدم رک گئے۔

”ہاں۔ یہی ہی ہے۔ “

”بدر صاحب کے ساتھ ایک دو بار تو میں نے خود دیکھا تھا۔ “

تنفر، حقارت اور تضحیک بھرا لہجہ۔ اس نے چاہا وہ مڑ کر دیکھے کہ یہ الفاظ کس نے کہے تھے لیکن اسے احساس ہوا وہاں کئی عورتیں تھیں جو اسے دیکھ رہی تھیں۔ یکدم ہی دل کو کوئی گمان سا گزرا۔

”ادریس کی بیوی نے تو پرانے کنویں کے پاس بھی دیکھا تھا خولہ کو بدر صاحب کے ساتھ۔ وہاں “...

اس کا سانس یکدم سینے میں اٹکا۔ اسے بنا پیچھے مڑے آگے بڑھنا چاہئیے۔ لیکن آوازیں، وہاں کئی آوازیں تھیں، وہ بے ساختہ باہر کے دروازے کی طرف بڑھی۔ سیاہ لباس کی سیاہی اس کے دل سمیت ہر جگہ چھانے لگی تھی۔

"خولہ اور بدر صاحب "..

"ارے توبہ ہے ایسی تو "...

دروازہ کھلا تو اسے کعب نظر آیا، وہاں باہر مرد تھے لیکن اسے لگا وہ مزید اس گھر میں رہی تو مر جائے گی۔

"کعب۔ "

اس کی آواز کہیں دور سے آئی، کعب چونک کر پلٹا۔ خولہ کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ وہ کچھ تشویش سے آگے کو آیا ۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟ "

"گھر چلو۔" وہ بمشکل بولی۔

"خولہ، سب ٹھیک ہے؟ "

"گھر چلو، پلیز، پلیز مجھے یہاں سے لے چلو۔ "

"اوکے، پرسکون رہو۔ میں بائیک لے کر آتا ہوں۔"

کعب نے بے ساختہ اس کا ہاتھ تھاما تو وہ اس قدر مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام گئی جیسے ہاتھ چھوٹا تو وہ گر جائے گی۔

"میں وہاں تک ساتھ چلوں گی۔" اس کا سر نفی میں ہلا۔

"وہاں مرد ہیں خولہ، یہاں رکو، میں آتا ہوں۔"

وہ ہاتھ چھڑواتا آگے بڑھ گیا۔ خولہ بلال وہیں رہ گئی۔ خالی ہاتھ، خالی دل۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خولہ بلال اور بدر عبداللہ کا قصہ زبان زدِ عام ہوا۔

گاؤں میں گاؤں کی باغی لڑکی کی بدر عبداللہ سے محبت کے قصے کو یوں پھیلایا گیا کہ ہر ایک نے چوراہوں پر بیٹھ کر اور گھر کے کونوں میں بیٹھ کر اس قصے کو سنایا۔

دو دن کی بات تھی اور وہ دو دن اس کی زندگی کے طویل ترین اور ذلت بھرے دن بن گئے۔ اس نے گھر سے باہر قدم نہیں رکھے تھے لیکن باہر والے گھر کے اندر قدم رکھ سکتے، خالہ کے پاس دن میں کئی خواتین آئیں اور تصدیق چاہی کہ گویا وہ جو سرخ رنگ اوڑھتی تھی تو کیا واقعی وقت کے سلطان کو اس رنگ سے نفرت نہیں رہی تھی؟

کیاواقعی اس سیاہ رنگ والی نے اونچی حویلی کو خوابوں میں رکھا تھا؟

کیاواقعی وہ کسی کے راستوں میں رکا کرتی تھی؟

خولہ بلال کے نصیب میں ہر رنگ تھا سوائے سیاہی کا، یہ بھی اسے نصیب ہوا۔

وہ کمرے میں بیڈ کے پاس بیٹھ کر سامنے گھورتی رہی، خود سے گھن آئی اور کئی بار آئی، اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر آنکھوں کو دیکھا اور دل کیا وہ انہیں نوچ دے، اسے اپنے وجود سے نفرت ہوئی، اسے ہر وہ منظر یاد آیا جب وہ بدر عبداللہ سے ملی تھی اور اس نے یہ تک نا سوچا تھا کہ وہ محرم تھا یا نا محرم،

اسے گاؤں کی ہر عورت کی زبان سے اپنے لیے نئے قصے معلوم ہوئے۔

وہ بدر عبداللہ سے کسی سڑک پر بھی ملی تھی، وہ اس کی گاڑی میں بھی بیٹھی تھی، اور ہاں، کسی عورت نے بدر عبداللہ کو خولہ بلال کا ہاتھ تھامتے بھی دیکھا تھا۔

خولہ بلال نے یاداشت کھنگالی تو اسے وہ منظر تخیل پر نظر آ گئے، اس نے سر گھٹنوں میں دے دیا۔ وہ جھٹلانے کو پورے گاؤں کو جھٹلا سکتی تھی۔ وہ بدزبان تھی تو پورے گاؤں کو اپنا بدزبان ہونا دکھا سکتی تھی لیکن ذلت اور کردار پر پڑے چھینٹے وہ واحد شے تھے جو اسے مار گئے تھے۔

اور عورت کے لیے دنیا میں ذلت سے بدتر موت کوئی نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”خولہ۔“

کعب نے دھیمے سے پکارا تو اس نے گھٹنوں میں دیا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پل بھر کو وہ دھک سے رہ گیا۔

اس کی آنکھیں سرخ تھیں لیکن وہ رو نہیں رہی تھی، بال بکھرے سے تھے، اس نے موجودہ دور کی سسی دیکھ لی جس کا گھڑا صحرا میں ٹوٹ گیا تھا۔

”اٹھو، کھانا کھالو۔“ وہ نرمی سے بولا۔

”زہر لا سکتے ہو کعب؟“ کعب عباس نے ایک موت کا مزہ ایک جملے میں چکھا۔

”ظالم مت بنو۔“

”تم پر اب کون سا ظلم کیا ہے؟“

”خود پر کرتی ہو تو مجھ پر خود سے زیادہ کرتی ہو۔“

”ایسے الفاظ مت کہو، دکھ ہوتا ہے۔“

”تم دکھی نا ہو اس کے لیے کیسے الفاظ کہوں؟“

”تمہیں مجھ سے نفرت کیوں نہیں ہوتی؟“

WWW.NOVELSHUB.PK

”تمہارے لیے میرا دل ایسے کسی جذبے سے آشنا نہیں۔“

وہ اسے نم آنکھوں سے دیکھتی رہی۔

”گاؤں والے“...

”میں لعنت بھیجتا ہوں ان پر، کسی ایک کی کسی ایک بات پر بھی یقین نہیں ہے مجھے۔“

وہ سرخ سی نم آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں ڈالے دیکھتی رہی۔ وہ نہیں جانتی تھی کی آنکھوں کو کعب عباس کی عادت کیوں ہو رہی تھی؟

”وہ سچ کہہ رہے ہیں۔“

وہ بول گئی، کعب کی آنکھوں کو خولہ بلال کی آنکھوں کا رنگ ہر جگہ نظر آنے لگا۔

”خولہ۔“

”کسی زمانے میں مجھے اس کاذب سے محبت جیسا گناہ بھی ہوا تھا کعب۔“

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ ایک محبت نے اسے کئی بار رلایا تھا۔ کون کہتا تھا محبت تبدیل نہیں کرتی۔ اس شخص کو پکڑ کر خولہ بلال کے سامنے بٹھایا جائے۔ وہ گاؤں کی باغی لڑکی دل کی بغاوت پر بہادر سے بزدل بن گئی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”گاؤں والے سچ کہہ رہے ہیں لیکن ان کا سچ جھوٹا ہے۔ میں بدر سے ملی تھی، ایک بار، دو بار، تین، یا شاید چار، مجھے گنتی بھول گئی ہے، میں نے ایک حد توڑی تو ایک حد میں توڑی۔ وہ مجھ سے فاصلے پر ملتا تھا، اس نے کبھی میرا ہاتھ نہیں تھاما، ہاں دو بار، دو بار اس نے یہ جسارت کی تھی۔ ایک بار میں نے اس کے سینے پر پستول رکھا، دوسری بار اس کے کاندھا کو زخمی کر دیا۔ “

بدر عبداللہ، وہ ہر جگہ کیوں تھا؟ اس کا ذکر اس کی غیر موجودگی میں بھی کیوں ہو رہا تھا؟ بدر عبداللہ کا دل؟ بدر عبداللہ کا کاندھا؟ اور کعب عباس کے دل کا کیا؟ اس کی تکلیف کا کیا؟ پہلی بار اسے بدر عبداللہ سے حسد ہوا، پہلی بار اس نے چاہا کہ اس ایک مقام پر وہ بدر عبداللہ کی جگہ ہوتا۔ پہلی بار اس نے چاہا کہ خولہ چپ ہو جائے۔ وہ روتی رہے لیکن کچھ بولے نا۔

”اس نے کہا تھا کہ مجھ سے محبت کرتا ہے، میں بیوقوف بن گئی، میں نے حدیں توڑ دیں، اس نے کہا میں سرخ رنگ نا پہنا کرو، اسے اس رنگ سے نفرت بھولنے لگی ہے، میں نے جان بوجھ کر سرخ رنگ پہننا شروع کر دیا۔ میں تمہارا دل توڑنے لگی ہوں کعب لیکن میں اس کے سحر میں آ گئی تھی۔ “

اس نے سیاہ آنکھوں کو خالی ہوتے دیکھا۔ کعب عباس کا چہرہ اس شخص جیسا ہو گیا جسے مرنے سے پہلے بتا دیا گیا ہو کہ اس کی روح قبض ہونے لگی ہے۔

”گاؤں والے آدھے سچے اور پورے جھوٹے ہیں۔ میں بری تھی لیکن بدکردار نہیں تھی۔ میں اس سے ملی لیکن میں نے حد نہیں توڑی۔ واللہ میں نے حد نہیں توڑی۔ “

وہ سر گھٹنوں میں دیے رو دی، کعب چپ چاپ دیکھتا رہا۔ وہ اندر آنے سے پہلے باہر رکا تھا اور اس نے ہر وہ لفظ دہرایا تھا جس سے وہ خولہ کو بتاتا کہ وہ اس پر یقین کرتا ہے، وہ جانتا ہے سب جھوٹے ہیں اور ایک وہی سچی ہے۔ اسے افسوس ہوا کہ اس نے یہ کیوں سوچا تھا۔

وہ اب خولہ سے کہنا چاہتا تھا کہ خولہ بلال جھوٹ بول رہی ہے۔ ایسا کچھ نہیں تھا، اسے الہام سے نوازا گیا تھا اور الہام جان نکالنے جیسا تھا۔

"تم نے میری جان نکالی ہے خولہ۔"

وہ روتی رہی، وہ دھیمے سے دکھ سے، اذیت سے، کرب سے اور دنیا کا ہر وہ لفظ جو کسی تکلیف کو بتاتا تھا اس ہر کیفیت کے ساتھ بولا تھا اور خولہ بلال کو اعتراف تھا کہ اس نے سچ بولا ہے تو سچ بول کر واقعی اس کی جان نکالی ہے، اس نے محسوس کیا کہ اس کے سامنے بیٹھا شخص اٹھ رہا تھا۔ گھٹنوں میں دیا گیا سر اٹھاتے اس نے وہ شخص بھی دیکھ لیا جو مر گیا تھا لیکن اس کی میت کو وہ خود قبر تک لے جا رہا تھا۔ وہ مان گئی کعب عباس سے زیادہ ظلم خولہ بلال نے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یوسف نے اندر داخل ہوتے سب سے پہلے صوفے پر دیکھا تھا۔ وہ پاؤں اوپر کیے سامنے گھور رہی تھی۔ آنکھیں روئی روئی سی تھیں۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"سب خیریت ہے؟" وہ حیران ہوا۔ نین تارہ چونکی۔ چند لمحے ساکت سی یوسف کو دیکھتی رہی۔

"آپ کا بھائی خولہ کا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتا یوسف؟ وہ اور کتنی اذیت دے گا میری بہن کو؟" اس کی خشک آنکھیں نم ہوئیں۔

"اب کیا کیا ہے بھائی نے؟" اسے خولہ کے زکر سے کوفت ہوئی۔ نین تارہ پاؤں نیچے رکھتی یوسف کے سامنے آئی۔

"آپ نہیں جانتے کیا کیا ہے؟ آپ نہیں جانتے پورے گاؤں میں خولہ اور بدر عبداللہ کو لے کر کیا کیا باتیں کی جا رہی ہیں؟"

"مجھے نہیں معلوم نین۔ کچھ بتائیں گی کیا ہوا ہے؟" وہ نرم پڑا۔ نین تارہ کو روتے دیکھ تکلیف ہوئی۔

"سب کہہ رہے ہیں کہ خولہ اور بدر عبداللہ ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے، وہ میری بہن پر الزام لگا رہے ہیں یوسف۔" آنسو تیزی سے پھسلتے رہے۔ اس نے سوچا خولہ کو کتنی اذیت ہوئی ہو گی؟ یا ایک لفظ اذیت اس احساس کو بیان کر سکتا تھا جو خولہ محسوس کر رہی ہو گی؟

"میں واقعی نہیں جانتا تھا نین۔ اور یہ بات گاؤں میں پھیلی کیسے؟" وہ متعجب تھا۔

"آپ کے بھائی کے علاوہ کون کر سکتا ہے؟ کبھی وہ خولہ کو دھمکاتا ہے، کبھی کعب کو جیل میں ڈال دیتا ہے اور اب یہ سب۔ وہ چھوڑ کیوں نہیں دیتا خولہ کا پیچھا؟" وہ چلائی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”بھائی چار روز سے اسلام آباد میں ہیں نین۔ وہ اس بارے میں جانتے تک نہیں ہوں گے۔“ اس نے تحمل سے نین تارہ کو دیکھا۔

”اور میں یقین کر لوں؟ بدر عبداللہ جھوٹ بھی یوں بولتا ہے کہ لگتا ہے اس سے زیادہ سچا دنیا میں آج تک پیدا نہیں ہوا۔۔۔“

باہر سے گاڑی کے ہارن کی آواز آئی، نین تارہ کے آنسو تھمے۔ اس نے لمحے میں جانا کہ آنے والا کون تھا۔

ایک ہاتھ سے گال رگڑتے وہ تیزی سے نیچے کی طرف بڑھی۔ یوسف کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔

”نین۔ بھائی سے کچھ مت کہئیے گا۔“

وہ کچھ پریشانی اور گھبراہٹ زدہ سا نین تارہ کے پیچھے بڑھا لیکن وہ اسے نہیں سن رہی تھی۔

تیزی سے سیڑھیوں سے اترتے اس کی نظر اندر آتے بدر پر گئی۔ بھورے رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس، وہ واسکٹ بازوؤں پر رکھے اندر داخل ہو رہا تھا۔ نظریں موبائل پر تھیں، چہرے پر تھکن تھی۔

”تو اب ایسے اذیت دیں گے آپ میری بہن کو؟“

نین تارہ کی آواز پر اس نے جھکا سر اٹھایا۔ وہ سیڑھیوں سے نیچے اترتی نفرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پیچھے گھبرایا سا یوسف تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"ایکسکیوز می؟" اس نے ناگواری سے ابرو اچکایا۔

"اور کیا کیا کریں گے آپ؟ اور کتنے طریقوں سے اذیت دیں گے خولہ کو؟" وہ چلائی۔ کمروں سے ہر کوئی باہر نکلا۔

"اب میں نے کیا کیا ہے تمہاری بہن کے ساتھ؟" وہ ناگواری سے بولا۔ ایک گھورتی نظر یوسف پر گئی جو نین تارہ کو کاندھے سے تھامتے پیچھے کرنا چاہ رہا تھا لیکن اس نے یوسف کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"کیا کیا ہے؟ گاؤں میں خبر آپ نے پھیلائی ہے نا خولہ کے بارے میں؟ اسے رسوا کر کے کون سی محبت جتلا رہے ہیں؟" وہ گویا طیش زدہ تھی، آنسو کب کے رک چکے تھے۔

"کیسی خبر؟ صاف صاف بتاؤ گی لڑکی؟" وہ ماتھے پر بل ڈالے سختی سے بولا تو نین تارہ آگے کو ہوئی۔

"اس کے بارے میں گاؤں میں ہر ایک باتیں کر رہا ہے۔ ہر ایک آپ کا نام اس کے ساتھ جوڑ رہا ہے۔ ہر ایک اس کے کردار پر شک کر رہا ہے۔ صرف اور صرف آپ کی وجہ سے۔ صرف آپ کی وجہ سے۔" وہ دبا دبا سا چیخی۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے نین تارہ؟" اس بار اسے غصہ آیا تھا۔

"احترام سے بات کریں بھائی۔ بیوی ہے وہ میری۔"

یوسف نین تارہ کے سامنے آتا نرمی لیکن دوٹوک لہجے میں بولا تو بدر آگے کو ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

''پھر اپنی بیوی کو سکھاؤ کہ اپنا لہجہ درست کرے کیونکہ میں ایسے لہجے برداشت نہیں کرتا۔''(کیا وہ خولہ بلال کے لہجوں کو بھول گیا تھا؟)

''وہ صرف غصے میں ہیں۔''

''غصہ خود تک محدود رکھو۔ خولہ کی عزت یا کردار مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہے۔ گاڑی نکالو صفدر۔ میں دو منٹ میں آرہا ہوں۔''

نین تارہ پر کڑی نظر ڈالتے وہ اوپر بڑھنے لگا جب پیچھے سے ڈھیروں سائرن گونجنے لگے۔ بیک وقت کئی پولیس کی گاڑیاں حویلی کے صحن میں رکیں۔ اندر سے باوردی پولیس افسران اترے، اسلحہ سے لیس حویلی کے اندر داخل ہوئے۔ وہ متعجب سا مڑا اور پولیس والوں کو دیکھتے وہ تعجب طیش میں بدلا۔

''کس کی اجازت سے اندر داخل ہوئے ہو تم لوگ؟ کیا طریقہ ہے یہ؟''

''ہمارے پاس آپ کے اریسٹ وارنٹ ہیں سر، آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔''

سیڑھیوں کے پاس کھڑے خاقان نے ہاتھ پشت پر باندھے۔ چہری سنجیدہ رہا لیکن آنکھوں میں مسکراہٹ ابھری۔

''کیا بکواس ہے؟ کس جرم میں گرفتار کرنے آئے ہو؟''وہ مزید طیش میں آیا۔ پولیس آفیسر نے اریسٹ وارنٹ آگے کیا۔ وہ یوں کھڑا تھا گویا بدر عبداللہ کا غلام ہو۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”جمال الدین کے قتل کے الزام میں آپ پر مقدمہ درج کیا گیا ہے۔“

بدر نے اریسٹ وارنٹ کو دیکھتے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

”کون جمال الدین؟ اور میں کیوں قتل کرنے لگا اسے؟ تم لوگ ابھی کے ابھی نکلو میری حویلی سے۔ میرے گھر کی خواتین کی موجودگی میں یہاں آئے کیسے تم لوگ؟“

سیڑھیوں کے درمیان میں کھڑے ھریرہ کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ بے یقینی سے نیچے کھڑے خاقان کو دیکھا جو اب پولیس والوں کے سامنے جا رہے تھے۔

”ایسے کیسے تم لوگ کسی بھی ایرے غیرے کے قتل کے الزام میں بدر کو گرفتار کرنے آسکتے ہو؟ جانتے نہیں ہو یہ کون ہے؟“

اُنہوں نے حقارت سے سامنے کھڑے افسران کو دیکھا۔

”سر، ہم جانتے ہیں اسی لیے تو احترام کے ساتھ انہیں گرفتار کرنا چاہتے ہیں ورنہ قتل کے ملزموں کو کیسے گرفتار کیا جاتا ہے یہ ہر کوئی جانتا ہے۔“

”جہنم میں گیا تم لوگوں کا احترام۔ میرے گھر میں داخل ہونے کی جرأت کیسی کی؟“ وہ دھاڑا، ماتھے کی رگیں پھول گئیں۔

”سر، ہم“...

WWW.NOVELSHUB.PK

"ابھی کے ابھی باہر نکلو انسپکٹر، جو بات ہے باہر ہو گی، میرے گھر کی خواتین پر کسی نے نظر بھی ڈالی تو آنکھیں نوچ لوں گا تم لوگوں کی۔"

وہ طیش زدہ سا کہتا اندرونی دروازے سے باہر نکلا، ساکت سا یوسف فوراً اس کے پیچھے گیا، ھریرہ تیزی سے نیچے اترا اور ایک کڑی نظر خاقان پر ڈالتے وہ ان کے ساتھ ہی باہر گیا جہاں بدر اب Asp کے سامنے پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"یعنی تم لوگ اٹھ کر آؤ گے اور کسی بھی شخص کا نام لے کر مجھے، بدر عبداللہ کو گرفتار کرو گے اور میں یہ ہونے دوں گا؟"

وہ قہر زدہ لگ رہا تھا۔ اے ایس پی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ بدر عبداللہ پر ہاتھ ڈالنے کا انجام کیا تھا، وہ اچھی طرح جانتا تھا۔

"ہم مجبور ہیں سر، اوپر سے آرڈرز آئے ہیں۔"

"لیکن یہ جمال الدین ہے کون؟ میں نام بھی پہلی مرتبہ سن رہا ہوں اس شخص کا۔"

بدر کے قہر بار لیکن پر سکون انداز کی بانسبت یوسف پریشان تھا اور ھریرہ بے چین، وہ بار بار بے تاثر کھڑے خاقان کو دیکھتا۔

"کریانہ کی دکان ہے اس شخص کی، گاؤں میں تھوڑی بہت زمینیں بھی ہیں۔ بدر صاحب پر اس کے گھر والوں نے مقدمہ درج کروایا ہے کہ اِنہوں نے جمال الدین کا قتل کیا ہے۔ آپ کی وائف کا سابقہ منگیتر ہے ۔"

وہ پہلا لمحہ تھا جب بدر کچھ چونکا، وہ پہلا لمحہ تھا جب اسے یاد آیا کہ یہاں کس شخص کی بات کی جا رہی تھی۔ اس نے لمحہ بھر کو کراہ کر آنکھیں بند کیں۔ کئی طرح کا حساب کتاب زہن میں چلا۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں تو ان میں سختی تھی۔

"کل صبح تم مجھے مہاراں کے تھانے میں نظر نہیں آؤ گے اے ایس پی۔ میرے گھر کی خواتین کی موجودگی میں حویلی میں داخل ہونے کی جرأت کیسے کی تم نے؟ اور جہاں تک بات ہے میری گرفتاری کی، تو میں دیکھتا ہوں کون مجھے گرفتار کرتا ہے۔"

وہ موبائل نکالتے کوئی کال ملا رہا تھا۔ کال لوگ کھولتے، اوپر نیچے سکرول کرتے اس نے کوئی نمبر کھولا تو اے ایس پی کی نظر نمبر پر گئی۔

"آئی جی صاحب کا کل تبادلہ کر دیا گیا ہے بدر صاحب۔ اور نئے آئی جی صاحب آپ کی مخالف پارٹی کے حامی ہیں۔ انہیں کال کرنا وقت کا ضیاع ہو گا۔"

بدر کا کال ملاتا ہاتھ تھما۔ سر اٹھا کر اے ایس پی کو دیکھا۔

"میری گرفتاری سے ایک دن قبل آئی جی کو تبدیل کر دیا گیا۔ جس شخص کے قتل کے جرم میں تم بدر عبداللہ کو گرفتار کرنے آئے ہو وہ ایک حقیر سا آدمی ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس کا خاندان مقدمہ درج کرانے کی جرات نہیں کر سکتا۔" وہ دو قدم آگے کو ہوتے اے ایس پی کے سامنے آیا، نظر جانچتی ہوئی لیکن سخت تھیں۔ "صاف صاف بتاؤ آفیسر، کس کے کہنے پر یہ سب کھیل ترتیب دیا گیا ہے؟"

"آپ سمجھدار آدمی ہیں بدر صاحب۔ سمجھتے ہی ہوں گے کہ اتنی بڑی جرأت ہم عام لوگوں کے کہنے پر نہیں کیا کرتے۔ باقی آپ کو جسے کالز ملانی ہیں ملا لیں۔ ہم منتظر ہیں۔"

وہ ادب سے بولا۔ بدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"بھائی، آپ وکیل"...

"دو منٹ میں آرہا ہوں۔"

وہ بنا یوسف کو سنے موبائل اٹھاتا لان کے سرے پر جا رہا تھا۔ ماتھے پر بل پڑے۔ کال لاگ سے کوئی دوسرا نمبر نکالتے اس نے کال ملائی۔

"کیسے ہیں بدر صاحب؟" اسپیکر پر خوشگوار لہجہ سنائی دیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میرے حال احوال بتانے کے لیے ہی کال کی نواب شاہ صاحب۔ پولیس اس وقت میرے گھر کھڑی ہے اور وہ کسی قتل کے الزام میں مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔" وہ سپاٹ سا بولا۔ دوسری طرف خاموشی چھاگئی پھر بدر کو کرسی ہلنے کی زوردار آواز آئی۔

"آئی جی کون ہے وہاں کا؟ "

"میرا وفادار تھا لیکن عجیب اتفاق ہے کہ میری گرفتاری سے قبل اس کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔" اس کے لبوں پر تمسخر بھری مسکراہٹ آئی۔

"آپ کو کون سا آفیسر گرفتار کرنے آیا ہے؟" وہ اپنی بات پر زور دے کر بولے۔

"اب کیا میں ان دو دو ٹکے کے افسران کا نام جانتا پھروں؟ " وہ ناگواری سے بولا۔

"آپ کال بند کریں۔ میں دیکھتا ہوں۔"

اس نے کال کاٹ دی۔ جیب میں ہاتھ ڈالتے سگار نکالا۔ افسران اب بھی پیچھے خاموشی سے کھڑے تھے۔ بدر عبداللہ کے حکم کے منتظر۔

"گاؤں میں اس کا اور آپ کا نام ایک ساتھ لیا جا رہا ہے۔ "

اس کی نظروں میں پہلی بار بے چینی پیدا ہوئی۔ چار دن سے اسے مہاراں کے حالات کی خبر نہیں تھی، اس کے پیچھے یہاں کیا ہوا تھا؟

چند لمحے گزرے اور پھر اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ اس نے سگار زمین پر پھینکتے کال اٹھائی۔

"بدر صاحب۔ آئی جی کا نام اعجاز عبید ہے، آپ کی مخالف پارٹی سے کافی تعلقات ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ..."

"جیسے کسی نے جان بوجھ کر اس کا تبادلہ کرایا ہے۔" وہ ان کی بات کاٹ کر بولا تو دوسری طرف خاموشی چھا گئی پھر گہری سانس لی گئی۔

"میری بات غور سے سنیں، آپ نے قتل کیا ہے یا نہیں، کوئی فرق نہیں پڑتا، آج کی رات آفیسر کے ساتھ چلے جائیں۔ میرا وعدہ ہے، کل صبح ہوتے ہی آپ باہر ہوں گے۔"

"دماغ ٹھیک ہے آپ کا؟ میں تھانے جاؤں؟" وہ بھڑکا۔

"میری ڈی آئی جی سے بات ہوئی ہے۔ کیس بظاہر پیچیدہ ہے کیونکہ وہ لڑکا اس قدر معمولی ہے کہ اس کے گھر والوں پر پریشر ڈال کر ہی کیس کروایا گیا ہو گا۔ اور یہ یقیناً آپ کے دشمنوں کا کام ہے۔ ڈی آئی جی نے وعدہ کیا ہے کہ صبح وہ خود آپ کو وہاں سے لے کر جائیں گے۔ فی الحال ان کی طرف سے کوئی حرکت اوپر کے لوگوں کو ان کے خلاف کر دے گی۔"

”اور کچھ بھی اس کے خلاف نا ہوں، اس کے لیے میں قربانی دوں؟ میری بات یاد رکھیں نواب صاحب، اگر میرے خلاف کچھ ہوا تو آپ ابھی بدر عبد اللہ کو جانتے نہیں ہیں۔ میں اپنا تخت چھوڑ سکتا ہوں لیکن آسمان آپ سب کے سر پر بھی باقی نہیں رہنے دوں گا۔ “

وہ سرخ پڑتے چہرے سے بولا۔ آواز میں ایسی ٹھنڈک تھی کہ نواب صاحب کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی۔ وہ بدر عبد اللہ کو جتنا جانتا تھا وہ یقیناً یہ کر سکتا تھا۔

”مجھ پر یقین رکھیں آپ، بات یہیں دب جائے گی۔ میڈیا یا اخبارات کو بھنک بھی نہیں پڑے گی۔ آپ صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے باہر ہوں۔ فی الحال بس پولیس کے ساتھ چلے جائیں۔ “

بدر نے رک کر گہری سانس لی۔ ایک نظر صحن پر ڈالی۔ پولیس افسران وہاں اس کے منتظر تھے۔

”جو آفیسر میرے گھر داخل ہوا ہے، اگلی صبح مجھے وہ سسپنڈ چاہیئے۔ “

”ہو جائے گا۔ “

اس نے کال کاٹ دی۔ چہرے پر سختی آئی۔ لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہ اے ایس پی تک آیا۔

”مجھے کوئی ہتھکڑی نہیں لگائے گا اور میں اپنی گاڑی میں تھانے جاؤں گا۔ حوالات میں بند کرنے کا سوچنا بھی مت۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ یوں حکم دے رہا تھا کہ گویا وہ لوگ اسے گرفتار کرنے نہیں عزت سے لینے آئے تھے۔اے ایس پی نے تابعداری سے سر ہلا دیا۔بدر یوسف کی طرف مڑا جو پریشان سا ٹھہرا تھا۔

”حویلی میں سب دیکھ لینا۔بات باہر نہیں جانی چاہئے۔“

”بھائی لیکن یہ ایسے کیسے گرفتار کر سکتے ہیں؟“

”میں کل صبح باہر ہوں گا یوسف۔اور اس کے بعد میں ہر اس شخص کو پھانسی پر لے کر جاؤں گا جو میرے خلاف تھا۔“

اس نے ایک تیز نظر خاقان پر ڈالی تو وہ فوراً آگے آئے۔

”تم فکر مت کرو۔میں ابھی وکیل کو کال کرتا ہوں۔“

”ضرورت نہیں ہے۔“

بے تاثر لہجے میں کہتے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔قانون اس کا غلام تھا۔طاقتور قانون کو اپنی مرضی سے ترتیب دیتے ہیں۔

”وہ چھوٹ جائیں گے نا؟“

ھریرہ سن سا کھڑا تھا۔یوسف نے جیب سے موبائل نکالتے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"وہ یوسف نہیں ہیں جنہیں قید کیا جا سکے۔ وہ بدر ہیں، انہیں جنگیں جیتنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ "

وہ موبائل پر کوئی کال ملاتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ اُسے بدر کے ساتھ جانا تھا۔

ان دونوں کے جانے کے بعد ھریرہ چونکا۔ صحن خالی تھا، سوائے خاقان کے وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ کچھ دیر خاقان کو دیکھتا رہا پھر بپھر کر ان تک آیا۔

"آپ نے کیا ہے نا یہ سب؟ "

حویلی کے گیٹ کی طرف دیکھتے خاقان نے سکون سے رخ موڑا۔

"میں بدر کا واحد دشمن نہیں ہوں۔ "

"لیکن آپ ان کے دشمنوں میں سے ایک ہیں۔" وہ سیخ پا ہوا۔

"بالکل ٹھیک کہا ھریرہ۔ میں نے بدر کے دشمنوں کے ساتھ مل کر ہی یہ کیا ہے۔" وہ قابل دید حد تک پرسکون لگتے تھے۔

"میں نے آپ کو وہ راز اس لیے نہیں بتایا تھا۔" اسے خود پر اور خاقان پر غصہ آیا۔

"لیکن تم نے مجھے بتاتے وقت یہ نہیں بتایا تھا کہ تم یہ راز مجھے کیوں بتا رہے ہو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"بابا..."اس نے دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا ہموار کیا۔"آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ کسی کو نہیں بتائیں گے۔"

"میں نے تمہیں دھوکہ دیا بیٹے۔لیکن مجھے افسوس ہے کہ مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔"انہوں نے افسوس سے هریرہ کو دیکھا۔اگر ایک لفظ دکھ تھا تو وہ بہت چھوٹا تھا جو هریرہ خاقان کی کیفیت بیان کرتا۔اگر لفظ گلٹ تھا تو وہ بھی اس کی پشیمانی کو بیان کرنے کے لیے ناکافی تھا۔

"آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔لیکن میں آپ کو اب بدر بھائی کو مزید نقصان نہیں پہنچانے دوں گا۔"

وہ سرخ پڑتے چہرے سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔اسے افسوس ہوا کہ اس نے اپنے باپ کو وہ راز کیوں دیا۔

هریرہ کو لگتا تھا کہ لوگ قسمیں اٹھا کر جھوٹ نہیں بولتے،وعدے کر کے انہیں نہیں توڑتے،زبان دے کر نہیں پھرا کرتے۔اسے غلط لگتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھت مستطیل تھی۔اونچی دیواروں کے درمیان گھری چھت پر اس وقت چارپائی رکھی تھی جس پر نیلی جینز اور سفید شرٹ پہنے کعب بازوں کا تکیہ بنائے لیٹا نظر آتا تھا۔

اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن چہرے پر کرب تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ اس شخص جیسا لگتا تھا جس نے اپنا سارا سرمایہ ایک مکان کی تعمیر میں لگایا تھا لیکن مکان کی بنیاد کچی رہ گئی اور ایک تیز بارش نے اس کی ساری جمع پونجی ڈھیر کر دی۔

محبت نے اسے تکلیف دی تھی اور وہ مرنے تک اس تکلیف میں رہنے والا تھا۔

زندگی کے جو سال اس نے ہوش میں جیئے تھے، ان سالوں میں اس نے خولہ بلال کو چاہا تھا۔ جب وہ محبت کے لفظ سے بھی ناآشنا تھا اس نے تب خولہ بلال سے محبت کی تھی۔ جب بچے ہاتھ میں سکے تھام کر گنتے تھے ان دنوں وہ اس لڑکی کے قدموں کو گنتا تھا جو پراندہ باندھے گاؤں کی کچی سڑکوں پر چلتی تھی۔

اس نے گاؤں کے باغات سے کچے آم توڑ کر خولہ بلال کے دامن میں ڈالے تھے اور وہ اسے کبھی یہ نہیں بتا پایا تھا کہ وہ کتنی بار آم کے درخت سے نیچے گرا تھا۔

جیسے وہ اسے یہ نہیں بتا پایا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ محرم نامحرم کے قواعد تو ان دونوں کو پڑھائے گئے تھے تو ہر سبق خولہ بلال کو کیوں بھولا تھا؟ ہر سبق کعب عباس نے کیوں یاد رکھا تھا؟

وہ اب دل کا کیا کرے گا؟ کیا وہ خولہ سے اس غلطی پر نفرت کرے؟ کیا اس عورت سے نفرت کرنا اس کے اختیار میں تھا؟ کیا یہ مرنے جیسا خیال نہیں تھا؟

موبائل بجنے کی آواز پر وہ خیالوں سے باہر آیا۔ آنکھیں کھول کر جیب سے موبائل نکالا۔ نمبر پر نظر پڑی تو وہ چند ثانیے کو دیکھتا رہا۔ پھر کال اٹھاتے موبائل کان سے لگایا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"سن رہا ہوں۔" اس کا لہجہ بے تاثر تھا۔

"بدر عبداللہ کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔" موبائل کی دوسری طرف سے سنائی دینے والے شخص کی آواز بھاری تھی، سنجیدہ اور کچھ حد تک اس آواز میں خوشی جھلکتی تھی۔

"مبارک ہو۔" کعب اٹھ کر بیٹھا۔ ماتھے کو ایک ہاتھ سے مسلا۔

"تمہارا شکریہ کہنا تھا، اگر تم نا ہوتے تو"...

"میڈیا یہ بات جانتا ہے؟" وہ درمیان میں ہی بات کاٹ گیا۔ موبائل کی دوسری طرف موجود شخص کو برا نہیں لگا۔ وہ آج خوش تھا، نا بھی ہوتا تو وہ جانتا تھا کعب عباس کا مزاج سمجھنا مشکل تھا۔

"نہیں۔ اگر میرے تعلقات ہیں تو بدر عبداللہ کے بھی ہیں۔ اس نے میڈیا پر بات نہیں جانے دی۔ اگر میں یہ بات پھیلاؤں گا تو مجھ پر شک جائے گا۔"

"مجھ پر نہیں جائے گا۔"

اس نے بے تاثر سا کہتے کال کاٹ دی۔ ایک دوسرا نمبر ملایا اور گھنٹی سنتا رہا۔

"حسیب، حال ہی میں الیکشن جیتنے والے بدر عبداللہ کو پولیس نے جمال الدین کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو؟"

"میرے جاننے سے فرق نہیں پڑتا۔ تم یہ بتاؤ اس خبر کا کیا کرنا ہے؟"

"لوگوں کا حق ہے کہ وہ یہ بات جانیں کہ انہوں نے جسے ووٹ دیا تھا وہ کیسا آدمی ہے۔"

"راجر باس۔ کام ہو جائے گا۔"

کال ڈسکنکٹ ہو گئی۔ کعب نے موبائل دوبارہ سے جیب میں ڈالا۔ بازوں ایک بار پھر تکیے کی صورت رکھ لیے ۔ آنکھیں بند کیں۔ اس کا چہرہ اس بار کسی بھی تاثر سے خالی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح کے اخبارات میں پہلے صفحے پر خبر موجود تھی۔

"قومی اسمبلی کے ممبر بدر عبداللہ کو قتل کے کیس میں گرفتار کر لیا گیا۔"

خبر بڑی تھی سو اخبارات سے ٹی وی اور ٹی وی سے سوشل میڈیا پر چلنے لگی۔ میڈیا ٹرائل شروع ہو گیا اور عوام نے ایک طاقتور شخص کو ہمیشہ کی طرح مجرم نامزد کر دیا۔ سوشل میڈیا پر بدر عبداللہ کے ماضی کو سامنے رکھا گیا۔ عبداللہ جہانداد کو بطورِ ظالم جاگیر دار اور بدر عبداللہ کو اسی کے نقش قدم پر چلنے والا دکھایا گیا۔

اس کے برعکس میڈیا نے اس معاملے کو عوام کی نظر سے نشاس نظر سے دیکھا جس نظر سے بدر عبداللہ چاہتا تھا۔ چند ٹی وی چینلز کو ان کے منہ مانگے فوائد دیئے گئے اور معاملہ اپنے حق میں کرنے کی کوشش کی گئی۔

لیکن اس بار یہ وقت نے طے کرنا تھا کہ جیت کس کی ہو گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اے ایس پی کے کمرے میں اس وقت اے سی چلنے کے باوجود گرمائش محسوس ہوتی تھی۔ وجہ وہ تپش تھی جو وہاں موجود ہر فرد کے چہرے پر نظر آتی تھی۔

دروازے کے سامنے ASP کی کرسی پر بیٹھا بدر عبداللہ اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھے ڈی آئی جی صاحب، اور دوسری کرسی پر نواب شاہ صاحب بیٹھے تھے۔ ان دونوں کے پیچھے اے ایس پی کھڑا تھا اور ان سب کے تاثرات کم و بیش ایک جیسے ہی تھے۔

"جب میں نے کہا تھا کہ خبر میڈیا پر نہیں جانی چاہیے تو کس نے جانے دی؟" رات والے لباس میں ملبوس بدر طیش زدہ لگتا تھا۔ رتجگے کے باعث اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔

"ہم نے آپ کے حکم پر ہی عمل کیا تھا سر۔ پولیس اسٹیشن سے خبر باہر نہیں گئی۔ یہ کسی باہر والے کا کام ہے۔"

ڈی آئی جی محتاط لہجے میں بولا۔ اُسے بدر عبداللہ کے غصے سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"ایک بار باہر آنے دو مجھے۔ دیکھ لوں گا سب کو۔ ختم کرو اب یہ ڈرامہ۔"

"آپ باہر نہیں جا سکتے سر۔" وہ جو کرسی سے اٹھنے لگا تھا یکدم رکا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”کیا مطلب ؟ “

ڈی آئی جی تھوک نگلتے نواب صاحب کو دیکھا جنہوں نے پہلو بدلا تھا پھر بدر کو دیکھا۔

”سر، میرے آفیسر سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے مقدمہ درج کر لیا۔“ اُنہوں نے پیچھے کھڑے اے ایس پی کو گھورا تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا” اگر مقدمہ درج کرنے سے پہلے مجھے اطلاع کی جاتی تو میں یہاں تک بات آنے ہی نا دیتا۔ “

”ان کا وکیل ساتھ تھا سر۔ وہ آئی جی صاحب سے رابطے میں تھا۔ مجھے مقدمہ درج کرنا پڑا۔“ پیچھے کھڑا ASP منمنایا لیکن اس کی بات ان سب نے نظر انداز کی۔

”بات میڈیا پر چلی گئی ہے سر۔ اگر میڈیا پر نا جاتی تو معاملہ حل کرنا آسان تھا لیکن اب ہمیں محتاط رہنا ہو گا۔ “

”پہلیاں مت بجھواؤ ڈی آئی جی۔ صاف صاف بتاؤ۔“ وہ کوفت سے بولا۔

”صاف صاف بات کریں تو اب آپ کا ٹرائل شروع ہو گا۔ ہمیں آپ کو ریمانڈ کے لیے عدالت میں پیش کرنا ہو گا۔ بنا ٹرائل کے اب آپ کا چھوٹنا مشکل ہے۔ یہ آپ کی اور ہماری ساکھ متاثر کرے گا۔ “

”تمہارا دماغ ٹھیک ہے ؟ میں اب عدالتوں کے چکر کاٹوں ؟ وہ بھی اس دو کوڑی کے لڑکے کے لیے ؟“ وہ سیخ پا ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"بدر صاحب "...

"مجھے کوئی بات نہیں سننی۔ اگلے ہفتے مجھے وزارت کا حلف اٹھانا ہے اور اب میں یہاں بیٹھ کر ٹرائل نبٹاؤں؟ اس لڑکے کے گھر والوں کو اٹھاؤ۔ پیسے دو یا دھمکی۔ جو کرنا ہے کرو لیکن میں آج جیل سے باہر جاؤں گا۔" وہ اپنی بات پر زور دیتا بولا تو ڈی آئی جی اور اے ایس پی کا حلق خشک ہوا۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا جب ساتھ بیٹھے نواب صاحب نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا۔

"ہمیں دس منٹ کے لیے اکیلا چھوڑ سکتے ہیں ڈی آئی جی صاحب؟ "

وہ ڈی آئی جی کو دیکھتے بولے تو اُنہوں نے سر ہلا دیا۔ اگلے منٹ کمرہ خالی تھا اور اب نواب شاہ اپنا رخ بدر کی طرف موڑ رہے تھے۔

"مجھ پر بھروسہ ہے آپ کو؟ "

"آپ کے کہنے پر ہی یہاں موجود ہوں شاہ صاحب۔ ورنہ میں کل رات اپنے طریقے سے معاملہ دیکھ چکا ہوتا۔ "

"پھر میں جو کہہ رہا ہوں وہ کر لیں۔ "

"اور آپ کیا کہنے جا رہے ہیں؟" اس نے پیچھے کو ہوتے چبھتی نظروں سے نواب شاہ کو دیکھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”کیس عدالت میں چلنے دیں۔ ٹرائل ہونے دیں۔ ایک ہفتہ بدر صاحب، میں آپ کو ایک ہفتے کے اندر اندر اس کیس سے بری کرواؤں گا۔“ وہ پر یقین اور سنجیدہ نظروں سے بدر کو دیکھ رہے تھے۔

”یعنی آپ کہنا چاہتے ہیں کہ میں عدالتوں کے اور وکلاء کے آفسز کے چکر کاٹوں؟ مجھے وزارت کا حلف اٹھانا ہے شاہ صاحب۔“

”ٹھیک ہے۔ آپ میری بات نا مانیں۔ لیکن یہ بتائیں کہ اپنے طریقے سے کیسے معاملہ حل کریں گے؟“

بدر اُنہیں دیکھتا آگے کو ہوا۔ چہرے پر سفاکی چھائی۔

”مجھے ایک گھنٹہ لگے گا اپنے آدمی اس جمال کے گھر بھیجنے میں اور اگلے دن اس کا باپ یہ کیس خود آکر واپس لے گا۔“

”آپ کو اب بھی یہ لگتا ہے کہ یہ کیس اس لڑکے کے گھر والوں نے کیا ہے؟“

”صاف ظاہر ہے کہ کسی نے ان سے کروایا ہے۔“ اس کی آواز میں تلخی گھلی۔

”اور میں آپ کو یہی بات سمجھانا چاہ رہا ہوں بدر صاحب کہ بات سادہ نہیں ہے۔ یہ آپ کے خلاف سازش ہے اور آپ کو لگتا ہے کہ جنہوں نے اس لڑکے کے گھر والوں سے کیس کروایا ہے وہ اتنی آسانی سے انہیں کیس واپس لینے دیں گے؟ آئی جی کا ٹرانسفر کیا گیا۔ آپ کے گھر میں پولیس بھیجی گئی۔ میڈیا پر بات پھیلائی گئی اور آپ کو لگتا ہے اتنی آسانی سے آپ اس شخص کے گھر والوں کو دھمکائیں گے اور معاملہ حل ہو جائے گا

؟" بدر ہونٹ بھینچے پیچھے کو ہوا۔ دو انگلیوں سے ماتھا مسلا۔ چند لمحے خاموشی سے کچھ سوچا پھر نواب شاہ کو دیکھا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں؟ "

"کیس چلنے دیں۔ ایک ہفتے کے اندر ٹرائل شروع ہو گا اور پہلی ہی پیشی پر آپ باہر ہوں گے یہ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اگر ہم نے اپنے تعلقات استعمال کئے تو عوام پر پارٹی کا تاثر اور آپ کا تاثر اس جابر شخص جیسا جائے گا جس نے اپنے تعلقات استعمال کر کے خود کو فوراً رہا کروالیا۔ فی الحال جو جیسا چل رہا ہے ویسا چلنے دیں۔ "

"اور اس سب میں میرے عہدے کا کیا؟ "

"پارٹی نے جو وزارت آپ کو دینے کا سوچا ہے وہ آپ کی ہی رہے گی۔ محض الزام لگنے پر سیٹ معطل نہیں کی جاتی۔ آپ کی اسمبلی کی سیٹ آپ کے پاس رہے گی اور وزارت بھی آپ کی ہی ہو گی۔ "

بدر چند لمحے سوچتا رہا۔ معاملہ جتنا بگڑ چکا تھا اتنا کافی تھا۔

"آئی جی کا ٹرانسفر کریں اور اے ایس پی کو معطل کریں۔ "

"آئی جی کا آج رات تک ٹرانسفر ہو جائے گا۔ اور یہ آفیسر آپ کو دوبارہ نظر نہیں آئے گا۔ آپ کو جیل میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ معاملہ کیسے دیکھیں گے؟"

"یہ مجھ پر چھوڑ دیں۔"

وہ قمیص کا دامن جھٹکتے اٹھے۔ بدر نے بےزاری سے ہاتھ جھلا دیا۔ گویا جو کرنا تھا کر لیں۔

نواب شاہ چلا گیا تو وہ سر کرسی کی پشت پر ٹکائے آنکھیں موند گیا۔ عجیب سر درد، پریشانی اور اذیت محسوس ہو رہی تھی اور ان سب میں اس کے ذہن کے پردے پر وہ عکس اترا۔ اس ایک عورت کا خیال ہی اتنا زور آور تھا کہ چہرہ یکدم پُر سکون ہوا۔ پھر اسے نین تارہ کی بات یاد آئی۔ آنکھیں کھولتے اس نے ارد گرد دیکھا۔ یوسف رات تک یہیں تھا لیکن آئی جی کے آنے پر باہر گیا تھا۔ اپنی پریشانی میں وہ خولہ پوچھنا بھول چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نواب شاہ پولیس اسٹیشن سے باہر نکلے تو وہاں سامنے ہی ھریرہ اور یوسف ٹھہرے تھے۔ انہیں آتے دیکھ فوراً سیدھے ہوئے۔

"پریشانی کی بات نہیں ہے۔ وہ اگلے ہفتے ہی باہر ہو گا۔"

وہ موبائل نکالتے اس پر کوئی نمبر ڈھونڈ رہے تھے۔

"لیکن میڈیا کا کیا؟" ھریرہ نے جیب میں ہاتھ ڈالتے بےچینی سے پہلو بدلا۔

"اوہ کم آن ھریرہ بچے۔ ایسے کئی کیسز سیاستدانوں پر چلے اور ختم ہو گئے۔ مجھے کوئی ایک سیاستدان ڈھونڈ دو جو کسی ایسے کیس کی وجہ سے جیل میں رہا ہو۔ ہم بدر کو ایک ہفتے میں رہا کروائیں گے اور وہ وزارت سنبھالنے گا۔ بدر عبداللہ جیل میں رہنے کے لیے نہیں تخت پر بیٹھنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔"

"اور اس سب کے لیے کیا کرنا ہو گا؟" اب کے یوسف نے سنجیدگی سے پوچھا تو اُنہوں نے موبائل پر میسج بھیجتے سر اُٹھایا۔

"اس لڑکی کا کیا نام ہے جس کی وجہ سے یہ سب ہوا؟"

"خولہ بلال۔"

"اس سے بات کرو۔ وہ بدر کے حق میں گواہی دے گی۔"

"کیسی گواہی؟" یوسف چونکا۔

"ایک بات ہم تینوں اور عدالت سے لے کر پولیس کا ہر ایک شخص جانتا ہے کہ بدر نے قتل کیا ہے۔ ہمیں لوگوں کے سامنے یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس نے یہ قتل نہیں کیا بلکہ ہم لوگوں کو یہ ہی بتائیں گے کہ قتل بدر نے ہی کیا ہے۔"

"اس طرح تو بھائی پھنس جائیں گے۔" ھریرہ کو دیکھتے نواب شاہ مسکرائے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ نہیں پھسنے گا ھریرہ۔ ہم لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ بدر عبد اللہ نے یہ قتل اس عورت کی عزت اور جان بچانے کے لیے کیا ہے۔ ہم اس کے مخالفین کی سازش انہی پر الٹیں گے۔ میں بدر عبد اللہ کو ہیرو بنانے جا رہا ہوں۔"

"بھائی کو علم ہوا تو انہیں اچھا نہیں لگے گا۔" یوسف پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہوا۔ ھریرہ نے ایک بار پھر پہلو بدلا۔

"اسے کیوں برا لگے گا؟ وہ اس وقت جیل میں ہے اور رہا ہونے کے لیے کچھ بھی کرے گا۔ اس عورت سے بات کرو۔ ڈراؤ دھمکاؤ یا جو بھی لیکن میں اس کا نام گواہی کے لیے دے رہا ہوں۔ وہ پہلی پیشی پر مجھے عدالت میں چاہیے۔"

بنا یوسف پر دوسری نظر ڈالے وہ موبائل کان سے لگاتے اب اپنی گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ھریرہ یوسف کے سامنے آیا۔

"ہم یہ نہیں کر سکتے۔ بھائی کبھی نہیں مانیں گے۔"

"اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے ھریرہ۔ خولہ کی گواہی سب بدل دے گی۔" یوسف پر سوچ لگتا تھا۔

"یہ مت کرو یوسف۔ بھائی اس بار واقعی معاف نہیں کریں گے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے مت بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے یا کیا نہیں۔"

"تم بھائی کو ایک بار پھر دھوکہ دے رہے ہو۔" وہ دبا دبا سا چلایا۔

"اُنہیں بچانے کے لیے یہ بھی صحیح، بھائی سے مل لیتے ہیں۔ انہیں خولہ کا مت بتانا۔"

وہ آگے بڑھ گیا۔ ھریرہ نے بے چینی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر میں داخل ہوا تو یوں لگا جیسے گھر میں کوئی فنکشن چل رہا ہو۔ آدھے گاؤں کی خواتین وہاں جمع تھیں اور صفیہ حیران پریشان سی ان کے بیچ موجود تھیں۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

اس نے اچھنبے سے استفسار کیا۔

"تم نے خبر سنی ہے کعب بیٹے؟ بدر عبداللہ کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی ہے۔" کوئی خاتون اسے آتے دیکھ فوراً بولیں۔

"اس خبر کا میرے گھر سے کیا تعلق ہے؟ جو آپ سب یہاں جمع ہیں؟" اس کا چہرہ سخت ہوا۔ ایک نظر اپنے کمرے کے بند دروازے پر ڈالی۔ اسے یقین تھا وہ اندر تھی۔

"لو۔ تمہارا کیا تعلق ہو گا؟ ہم سب تو ویسے ہی جمع تھیں جیسے پہلے جمع ہوتی ہیں۔ خولہ کہاں ہے ویسے؟ پچھلے کئی دن سے نظر نہیں آرہی۔" کوئی دبا دبا سا ہنسا تو کعب سب کو نظر انداز کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا تو خولہ صوفے کے پاس بیٹھی تھی۔ دونوں ٹانگیں اوپر کیے، ان کے گرد بازوؤں لپیٹے وہ خوفزدہ، ہراس لگتی تھی۔ کعب کے دل کو کچھ ہوا۔

"خولہ، ایسے کیوں بیٹھی ہو؟"

وہ نرمی سے پوچھتا آگے کو آیا تو وہ چونکی۔ سر اٹھا کر اسے یوں دیکھا جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔ کعب کا دل کٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا۔ وہ دو دن سے خولہ سے لاپرواہی دکھا رہا تھا اور وہ واقف تک نہیں تھا وہ لڑکی کس کرب سے گزر رہی تھی۔ نیم پاگل سی، جیسے رجب کی موت پر لگتی تھی۔ اسے تین سال لگے تھے خود کو ایک بے حس خولہ بنانے میں اور چند زبانوں کے زہر نے اسے واپس اندھیروں میں دھکیل دیا تھا۔

"ان سے کہو واپس چلے جائیں۔ میں بدکردار نہیں ہوں۔"

اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔ کعب آہستہ سے اس کے سامنے بیٹھا۔

"وہ تمہاری بات نہیں کر رہے۔ اٹھو اور میرے ساتھ باہر چلو۔" وہ نرمی سے اسے دیکھتا رہا۔ خولہ نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ خوفزدہ لگتی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"ابھی کوئی کہہ رہا تھا کہ خولہ بدر عبداللہ سے اس کے کمرے میں ملی تھی۔ پھر کسی نے کہا کہ میں اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی۔ تم نے جہنم دیکھی ہے کعب؟ میرے دل میں اس وقت وہی جہنم جمع ہے۔ دیکھو میں نیم پاگل سی لگتی ہوں۔ مجھے قبرستان لے چلو۔ مجھے بھائی کے پاس کہیں دفنا دو۔"

وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ کعب کا دل آرے سے چیرا گیا۔ چہرہ مردہ ہوا۔

"خولہ۔"

"میں چار دن سے سو نہیں پا رہی۔ مجھے بھائی خواب میں نظر آتا ہے۔ وہ مجھے دکھ سے دیکھتا ہے۔ تم بھی مجھے چھوڑ چکے ہو۔ میں نے ایک غلطی کی ہزاروں سزائیں بھگت لیں۔"

کعب کے گلے میں گلٹی ابھری۔ وہ بکھرے بالوں والی لڑکی کون تھی؟ بزدل سی، ڈرپوک سی، وہ کئی لمحے اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے اٹھا اور اپنا ہاتھ سامنے کیا۔

"اٹھو۔"

خولہ نے سر اٹھایا۔ وہ ہاتھ آگے بڑھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم واقعی مجھے چھوڑ رہے ہو؟" وہ مزید خوفزدہ ہوئی۔

"اٹھو خولہ۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں مر جاؤں گی۔"

"خولہ میں نے کہا اٹھو۔" وہ اس بار سختی سے بولا تو خولہ نے اپنا مردہ ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھا۔ وہ اس ہڈی بن جانے والی عورت جیسی ہوئی جسے بیک وقت پانی اور روٹی کی قلت آن پڑی ہو۔

"بزدلی مرنے سے زیادہ بری ہے۔"

اس نے آہستہ سے کہتے خولہ کا دوپٹہ اس کے سر پر ڈالا۔ وہ کعب کو دیکھتی رہی۔ اس شخص کو دور ہونے کا کہنے کا مطلب تھا مر جانا۔

کعب خولہ کا دوپٹہ اس کے سر پر رکھتے اس کا ہاتھ تھامتے آگے بڑھا تو وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے ساتھ چل پڑی۔

صحن میں اب بھی عورتیں جمع تھیں۔ بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دیتیں۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے صحن میں آیا تو سب کو چپ لگی۔ خولہ کا سر جھک گیا۔ کیا کعب اسے سب کے سامنے رسوا کرنے والا تھا؟

"نام جانتے ہیں اس عورت کا؟"

اس نے مجمعے پر نظر ڈالتے سخت لہجے میں پوچھا تو سناٹا دروازے تک چھا گیا۔

"میں نے پوچھا نام جانتے ہیں اس عورت کا؟" وہ اس بار کچھ زیادہ سخت ہوا۔

"خولہ بلال۔" کوئی آہستہ سے بولا۔

"خولہ بلال زوجہ کعب عباس۔ یہ اس کا نام ہے اور یہی اس کی پہچان ہے۔ میری بیوی، میری عزت، میری عورت۔ اس کا ہر تعلق مجھ سے ہے۔ کعب عباس سے۔ میرے نام کے علاوہ اگر کسی نے میری بیوی کا نام کسی اور مرد کے ساتھ جوڑا تو میں زبان کھینچ لوں گا اس کی۔"

وہ سخت نظروں سے سب کو گھورتا رہا۔ خولہ کا جھکا سر اٹھا۔ نظر اپنے ساتھ کھڑے اس مرد پر گئی جسے اس کا محافظ بنایا گیا تھا۔ جو سخت لہجے میں اسے سب کے سامنے عزت دے رہا تھا۔

"ہم نے تو کچھ نہیں کہا۔ سب نے ہی خولہ کو بدر صاحب کے ساتھ دیکھا ہے۔"

"میں نے کہا میری بیوی کا نام کسی اور کے ساتھ مت جوڑیں۔ میں لعنت بھیجتا ہوں بدر پر اور ان سب پر جنہوں نے یہ سب دیکھنے کا جھوٹ بولا ہے۔ مجھے اپنی بیوی پر یقین ہے۔ اس کا ماضی جو تھا وہ میں نے قبول کر کے اس سے نکاح کیا تھا۔ اس کا حال اور مستقبل میں ہوں۔ اور میں کسی کو اجازت نہیں دوں گا کہ وہ میری بیوی کا نام میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ جوڑے۔"

یہ وہ لمحہ تھا جب عقیدت الہام کے ساتھ خولہ بلال کے دل میں اتاری گئی۔ کعب عباس محبت کہتا تھا، بدر عبداللہ عشق۔ اور اس لمحے جو خولہ بلال نے کعب عباس کے لیے محسوس کیا وہ ان دونوں سے زیادہ تھا۔ نا محبت نا عشق، کچھ اس سے بھی زیادہ۔ کوئی اس سے کہتا کہ وہ کعب عباس کے لیے جان دے تو وہ لمحہ نا لگاتی۔

کوئی کہتا وہ اس شخص کو کیا سوچتی ہے تو وہ کہہ دیتی کہ ایک لمحے میں اس شخص نے خود کو خولہ بلال کے لیے سانسوں جتنا ضروری کر لیا تھا۔

"ارے بیٹا۔ ہم لوگ کہاں کچھ کہتے ہیں۔ ہم تو جانتے ہیں خولہ کو۔ یہ تو بدر صاحب کی پہنچ ہے کہ ان کے وجہ سے خولہ کا نام لیا جا رہا ہے۔"

"اور خولہ بلال مستقبل کے اسسٹنٹ کمشنر کی بیوی ہے۔ اگر کسی نے میری بیوی کا نام لیا تو میں وہ حشر کروں گا اس کا کہ نسلیں یاد رکھیں گی۔"

امانت سمجھ کر رکھا گیا راز عیاں ہوا۔ خولہ بلال کو معتبر کرنے کے لیے اس نے سب کے سامنے وہ راز بھی کھول دیا جو اس نے اپنی ماں کو بھی نہیں بتایا تھا۔ وہ سر اٹھا کر اس مرد کو دیکھتی رہی جسے اس کے نصیب میں اس کی خواہش کے برخلاف لکھا گیا تھا اور اب خولہ بلال کعب عباس کو ہر مقام پر چن لیتی۔

کعب اب اس کا ہاتھ تھامے باہر جا رہا تھا۔ پیچھے سب کو سانپ سونگھ گیا تھا اور وہ لمحہ وہیں امر ہو گیا تھا۔ وہیں صحن میں، گلابوں کے پودوں کی خوشبو میں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچی پگڈنڈی پر بیٹھی خولہ بلال اور اس کے سامنے بیٹھتا کعب عباس۔ ایک بادشاہ کی بیٹی اور دوسرا گمنام محافظ جو تلوار تھامے عین میدانِ جنگ میں اس کی حفاظت کے لیے آیا تھا اور محل تک چھوڑنے میں بادشاہ کی بیٹی نے ہاتھوں میں تھامے سکے اس محافظ کو دان کر دیے۔

"تم سی ایس ایس کے پیپر دے کر آئے تھے؟" اس نے ٹھوڑی گھٹنے پر رکھے کعب کو دیکھا تو وہ جو سر جھکائے نالے میں سے گزرتے پانی کو دیکھ رہا تھا نظریں اٹھا کر خولہ کو دیکھا۔

"ہاں۔"

"بتایا کیوں نہیں؟" وہ یہ نا کہہ سکی کہ بدر اسے بتا چکا تھا۔ اب یہ سب باتیں ثانوی تھیں۔ اب سب ثانوی تھا۔ ایک وہ شخص تھا، ایک وہ تھی۔ بس یہی اہم تھا۔

"مجھے ڈر تھا کہ اگر کامیاب نا ہو سکا تو گاؤں والے مجھ پر ہنسیں گے۔" وہ یہ بھی نا کہہ سکی کہ سلطان کے محل تک پہنچانے والا محافظ اب بھی جھوٹ بول رہا ہے۔

"گاؤں والوں سے ڈرتے تو نہیں ہو تم کعب۔"

"ڈرتی تو تم بھی نہیں تھیں۔"

"اب ڈرتی ہوں۔" ان دونوں نے کئی لمحوں کو خاموشی سے سرکنے دیا۔

"رزلٹ کب ہے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"اگلے ماہ۔"

"پھر؟"

"پھر فزیکل ٹیسٹ ہو گا، انٹرویو وغیرہ۔"

"تو تم اپنے موبائل اور لیپ ٹاپ کو اس لیے مجھ سے چھپاتے تھے تاکہ میں جان نالوں کہ تم سی ایس ایس کا امتحان دے کر آئے ہو؟"

"کیا تم واقعی نہیں جانتی تھیں خولہ کہ میں سی ایس ایس کا امتحان دے کر آیا ہوں؟" وہ جھکے سر سے ہلکا سا مسکرایا۔ یوں جیسے وہ سامنے بیٹھی لڑکی کے اُسے انجان سمجھنے پر نادان سا مسکرایا تھا۔ خولہ اس بار اس کے جھکے سر کو دیکھتی رہی۔ اس نے آج کعب کے بالوں کو غور سے دیکھا تھا۔ وہ خم کھاتے ہوئے تھے۔ سامنے سے سلکی اور پھر مڑ جاتے۔ وہ انہیں بنا کسی سٹائل کے رکھا کرتا تھا۔ کبھی ماتھے پر گر رہے ہوتے، کبھی پیچھے کو جمے ہوتے۔ اس نے دریافت کیا کہ کعب کے بال پیارے تھے۔ اسے خوشی ہوئی۔

"بدر عبداللہ جیل میں ہے؟" اس نے پہلی بار وہ نام یوں لیا تھا کہ دل کو ڈر سا لگا کہیں کعب ناراض نا ہو جائے ۔

"جمال کے قتل کا مقدمہ درج کیا گیا ہے اس پر۔" اس نے جھکا سر نہیں اٹھایا۔

"اس نے میری وجہ سے جمال کو قتل کیا تھا۔" کیا خولہ بلال کو افسوس ہوا تھا؟ اس نے دل کو ٹٹولا۔ وہاں بدر عبداللہ کے لیے کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ نا افسوس، نا محبت نا نفرت، سب خالی۔ وہ شخص دل سے نکل گیا تھا۔

"تمہارے کہنے پر نہیں کیا تھا۔ وہ قصوروار ہے اور اسے اس قتل کی سزا ملنی چاہیے۔"

"پولیس نے گرفتار کیسے کیا؟ میڈیا پر بھی بات چلی گئی۔ حیرت ہے۔"

کعب نے سر اٹھایا۔ چہرے پر دنیا جہاں کی سادگی تھی۔

"ظاہر ہے یہ اس کے دشمنوں کا کام ہے۔"

"اس کے کون سے دشمن ہیں جو اس سے زیادہ طاقتور ہیں؟" وہ واقعی حیران تھی۔

"کچھ لوگ اپنی طاقت چھپا کر رکھتے ہیں خولہ۔ انہیں پردے میں رہ کر کھیلنا پسند ہوتا ہے۔ اور میں تمہیں ایسے لوگوں کی ایک خاص بات بتاتا ہوں۔ کہانی میں موجود کرداروں کو لگتا ہے سب اپنی اپنی مرضی سے چل رہے ہیں لیکن درحقیقت انہیں چلانے والا وہی کردار ہوتا ہے جو منظر پر نہیں آتا۔"

خولہ اسے دیکھتی رہی۔ بظاہر وہ سادگی سے کہہ رہا تھا۔ چہرے پر کچھ نہیں تھا لیکن اسے کعب عباس پراسرار لگا۔ وہ راز جیسا تھا اور خولہ بلال اسے کبھی مکمل نہیں جان پائے۔ وہ جانتی تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اگلے چند لمحے خاموشی سے سرک گئے۔ پھر خولہ اٹھی۔ اس کا لباس میلا سا لگتا تھا۔ پاؤں پانی میں رکھتے وہ پگڈنڈی کی دوسری طرف آئی اور کعب کے ساتھ بیٹھی۔ کعب ہاتھوں میں تھاما گھاس کا وہ پھول پانی میں ڈالے بیٹھا رہا۔

"اپنا رخ میری طرف کر سکتے ہو؟"

آواز سنتے اس نے سماعت متوجہ کی۔ نظریں اٹھا کر بادشاہ کی بیٹی کو دیکھا۔ سرخ لباس پہن کر بیٹھی خولہ نے کعب کے اس ہاتھ کو تھاما جس میں وہ پھول اٹھائے ہوئے تھا۔ دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھامے اس نے وہ ہاتھ آنکھوں سے لگایا۔ کعب سانس نہیں لے سکا۔

"میں نے بچپن میں ایک لفظ سیکھا تھا عقیدت، جوانی میں ایک لفظ سیکھا تھا محبت، بھائی کہتا تھا عقیدت محبت سے بڑی ہوتی ہے۔ محبت کی جگہ تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن عقیدت اپنی جگہ پر رہتی ہے۔" اس نے کعب کے ہاتھ کو آنکھوں سے ہٹایا۔ وہ سرخ گالوں اور روتی آنکھوں والی سحر طاری کرتی لڑکی پُرسکون لگتی تھی۔ کعب ساکت سا اسے دیکھتا رہا۔ "اور یہاں گاؤں کی کچی پگڈنڈی پر بیٹھے میں ہاتھوں میں تھامے سکے کعب عباس کو دان کرتی ہوں۔ بوڑھا فقیر محبت کی دعا دیتے وقت شاید بتانا بھول گیا تھا کہ وہ سکے عقیدت کے تھے۔"

اس کے ہاتھوں کو ہاتھوں میں ڈالے اسے اس شخص کا چہرہ نظر آیا جو گاؤں کے مردوں میں سب سے خوبصورت مرد تھا۔ اس نے اپنی سہیلیوں کو اس شخص کو رشک سے دیکھتے دیکھا تھا۔ وہ سرگوشیوں میں خولہ بلال سے کعب عباس کا پوچھا کرتی تھیں اور وہ ناک بھوں چڑھاتی۔

"تم دل رکھ رہی ہو؟" اس کی سانس کسی نے واپس لوٹائی تو اسے یاد آیا وہ دو دن قبل کسی تخت والے شخص کے حوالے سے محبت کا اظہار کر چکی تھی۔

"تم میرا دل رکھ لو۔ سنا ہے فرض نماز کے بعد دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ میں تمہیں اپنی دعاؤں کا حصہ بنانے جا رہی ہوں کعب۔ میں اللہ سے دعا کروں گی کہ وہ میرے دل میں تمہاری محبت ڈال دیں۔" وہ نم سی آنکھوں سے مسکرائی۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی کو محبت کے اصول نہیں بتائے تھے، صرف بہادری کے بتائے تھے ورنہ وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اس شخص کو کچے راستوں پر چلتے ہوئے چوری چوری دیکھتی اور سکے اسی وقت تھما دیتی۔

"تو اس محبت کا کیا جو تمہیں کسی اور سے تھی؟" وہ وقت کے سلطان کا نام نہیں لے سکا۔ اسے بدر عبداللہ کا نام خولہ بلال کے ساتھ سوچنا بھی منظور نہیں تھا۔

"اس شخص کو ایک شام کسی پیام لانے والی لڑکی نے دل سے نکال دی تھا۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا جو سوال کرنے پر حاضر سائیں کہتا ہے میں اس سے وفادار رہوں گی۔ میں وفادار رہی ہوں محافظ۔ میں نے

تمہیں قبول کیا تو دل سے کیا۔ وہ ماضی تھا، ماضی رہ گیا۔ تم حال ہو۔ اگر تم چاہو تو تمہارا مستقبل بھی رہ لوں گی ورنہ چھوڑ بھی سکتے ہو "....

"تمہیں چھوڑنا موت سے بدتر ہے۔" وہ تیزی سے بولا تو وہ ہنس دی۔ کعب کے ہاتھ میں تھامے پھول کو دیکھا پھر اس کی انگلی سے وہ لیا۔ وہ چپ چاپ خولہ کو دیکھتا رہا۔ محبت معجزے کرتی ہے اور وہ اس پر یقین لے آیا تھا۔

"میں بری نہیں تھی کعب۔ وہ باتیں اچھی کرتا تھا۔ بھائی کے بعد وہ پہلا مرد تھا جو ایسی باتیں کہتا تھا کہ میں اس کے لیے اس کی زندگی سے اہم ہوں۔ ہم عورتیں بہت پاگل ہوتی ہیں، مرد ہمیں محبت کے نام پر بیوقوف بناتے ہیں اور ہم بن جاتی ہیں۔ ہم کبھی یہ نہیں جان سکیں کہ نامحرم کی محبت اس آگ جیسی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جیسے لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے ویسے ہی نامحرم سے ملنا ایمان کھا جاتا ہے ۔ ہمیں یہ جاننے میں وقت لگ جاتا ہے کہ جو مرد آپ سے راستوں میں ملے اس سے راستے الگ کر لینے چاہئیں۔ "

اس نے مان لیا کہ بدر عبداللہ کی محبت نے اسے خوار کیا تھا۔ اس نے مان لیا کہ اگر اس شخص کا سحر طاری ہوا تھا تو قصور خولہ بلال کا اپنا بھی تھا۔

"میں تم پر غصہ نہیں تھا خولہ۔ مجھے افسوس تھا۔" کعب نے رخ موڑتے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھا۔ سرخ پھول ان دونوں کی ہتھیلیوں کے درمیان رہ گیا۔ "مجھے دکھ تھا کہ تم نے بہت سے اصول غلط رکھے۔ بہت سی

حدود غلط توڑیں۔ لیکن میں وہ مرد نہیں ہوں جو اپنی عورت سے اس کی غلطی پر نفرت کرے۔ تم غلط کرو گی تو میں تمہیں سمجھاؤں گا۔ تمہیں ڈانٹنے کا اختیار میرے پاس نہیں ہے۔ ہے بھی تو تم پر آواز بلند کرنا میری مردانگی کے خلاف ہے۔"

"تمہیں میرا بدر کے بارے میں بتانا برا لگا؟" اس نے کچھ آہستہ سے سوال کیا۔

"ظاہر ہے مجھے برا لگا۔ دنیا کے کسی مرد کا ظرف اتنا بڑا نہیں ہوتا کہ وہ اپنی بیوی کے منہ سے کسی اور کے لیے اظہارِ محبت سنے۔ میرا ابھی نہیں تھا لیکن میں کم ظرف بھی نہیں ہوں۔ تمہارا ماضی ماضی میں رہ گیا ہے اور مجھے کوئی سروکار نہیں ہے کہ وہ کیسا تھا۔ تم مجھ سے اپنے حال میں وفادار ہو اور میں مر جاؤں گا لیکن تمہاری وفا پر شک نہیں کروں گا۔"

وہ ہلکا سا مسکرایا۔ خولہ نے سر ہلا دیا۔ آنکھوں سے آنسو پھسل رہے تھے۔ اس نے کعب کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ نکالے تو پھول ہاتھوں میں آ گیا۔ اس نے وہ کعب کی طرف بڑھایا۔

"تم مجھے پھول دے رہی ہو؟" وہ ہنس دیا۔

"خود کو دینے کے لیے دے رہی ہوں۔ کب سے تھام رکھا ہے۔ مجھے دے نہیں سکتے تھے؟" وہ خفا ہوئی۔
کعب ایک بار پھر ہنس دیا۔ پھول کو تھامتے اس نے وہ دو انگلیوں کے درمیان تھاما پھر خولہ کی طرف بڑھایا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”میں نے محبت کے چار حروف خولہ کے چار حرف سمجھ کر حفظ کیے ہیں۔ تم محبت کا پہلا اور عشق کا آخری لفظ ہو۔ کیا آپ مجھ سے جیسے فراڈ، دھوکے باز اور دوغلے انسان کے ساتھ ساری زندگی گزار سکتی ہیں سائیں ؟ “

خولہ لمحہ بھر کو سوچتی رہی پھر اس کے ہاتھ میں تھاما پھول پکڑا۔

”ویسے تو میں تم سے ناراض ہونا چاہتی ہوں لیکن کیا کروں تمہارے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں ہے تو گزارہ کروں گی اب۔ “

کیا انداز تھا۔ اندازِ جان لیوا۔ وہ مسکرا دیا۔ اٹھتے ہوئے اس نے خولہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ ہاتھ اس کی ہتھیلی پر رکھتی اٹھی۔

”میں بہت برا ہوں خولہ۔ لیکن کوئی بات نہیں ہم دونوں برے مل کر اچھے بن جائیں گے۔ “

”میں نے کب کہا کہ میں بری ہوں؟“ وہ خفا ہوئی۔

”ابھی تمہاری زبان سے سنا ہے۔ “

”کان بج رہے ہیں جناب کے۔ “

”زبان سے پھر رہی ہیں محترمہ۔ “

”کچھ زیادہ ہی پھیل رہے ہیں محترم۔ “

”جیسا بھی ہوں۔ آپ کا ہی ہوں سائیں۔“

وہ لڑتے جھگڑتے پگڈنڈی پر آگے بڑھ رہے تھے۔ شام کا سورج اب غروب ہونے کو تھا اور کہانی ختم ہونے کو تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اگلے دن کا قصہ ہے جب دروازہ بجا تو سفید جوگر پر سیاہ جینز اور سیاہ شرٹ پہنے کعب نے دروازہ کھولا۔ سامنے سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہنے یوسف کھڑا تھا۔ کعب کے ماتھے پر بل پڑے۔

”خیریت ؟ یہاں کس لیے آئے ہو ؟ “

یوسف نے اس کے لہجے میں کڑواہٹ محسوس کی تھی جسے کعب عباس نے چھپانے کا تردد نہیں کیا تھا۔

”کیا ہم اندر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں ؟ “

”نہیں۔ “

”ہمارے درمیان ایک رشتہ بھی ہے کعب۔ “

”واقعی ؟ مجھے حیرت ہے کیونکہ میرے علم میں نہیں تھا۔“ وہ گویا شدید حیران ہوا تھا۔

"میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ صرف دس منٹ لوں گا پھر چلا جاؤں گا۔ "

اب کی بار کعب نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا پھر دروازہ کھول دیا۔ یوسف گہری سانس لیتے اندر آیا۔

کعب اس کے اندر آنے پر دروازہ بند کرتے پلٹا پھر ہاتھوں سے اشارہ کرتے صحن میں رکھی چارپائیوں کی جانب بڑھا۔ خولہ وہیں بیٹھی تھی۔ ہاتھ میں چھری تھی جس سے وہ سبزی بنا رہی تھی۔ یوسف کو آتے دیکھ اس کے تاثرات سپاٹ ہوئے۔

"تم اندر جاؤ خولہ۔" کعب نے اس کے چہرے کو دیکھتے کہا تو وہ سر ہلاتے اٹھنے لگی۔

"مجھے خولہ سے ہی بات کرنی ہے۔" یوسف فوراً بولا تو وہ جو اٹھنے لگی تھی واپس بیٹھی۔ نظر کعب پر گئی جس کے ماتھے پر شکنیں ابھری تھیں۔

"خولہ سے کیا بات کرنی ہے؟ "

یوسف نے رک کر سانس باہر نکالی۔ چہرے پر کچھ تھکن سی تھی۔

"بھائی جیل میں ہیں۔ "

"اطلاع کے لیے شکریہ۔ اب جا سکتے ہو۔" اس سے یوسف کا وجود مزید برداشت نہیں ہوا تھا۔ ذہن میں کچھ آیا جسے وہ یوسف کے منہ سے نہیں سننا چاہتا تھا۔

"ان پر جمال الدین کے قتل کا الزام ہے۔ اور ہم تینوں جانتے ہیں کہ اُنہوں نے یہ قتل کیوں کیا تھا۔"

وہ خولہ کو دیکھ رہا تھا۔ کعب اٹھ کر خولہ کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

"اگر تم خولہ پر الزام لگانا چاہتے ہو تو میرے گھر سے جا سکتے ہو یوسف۔" وہ سنجیدہ تھا۔ خولہ چپ چاپ یوسف کو دیکھتی رہی۔

"میں الزام نہیں لگا رہا۔ اُنہوں نے واقعی خولہ کی وجہ سے ہی جمال کو قتل کیا تھا۔"

"مجھ سے کیا چاہتے ہیں آپ؟" وہ اس کی بات کاٹ کر بولی تو یوسف لمحہ بھر کو رکا پھر گہری سانس لی۔

"آپ کو بھائی کے حق میں گواہی دینی ہو گی۔"

"اور تمہیں لگتا ہے وہ ایسا کرے گی؟" کعب کو غصہ آیا۔

"بھائی کی زندگی خولہ کے بیان پر ٹکی ہے کعب۔ کم از کم وہ اتنی احسان فراموش تو نہیں ہو گی کہ اپنے محسن کی حفاظت نا کرے۔"

"کون سا احسان یوسف؟ جب بدر وہاں آیا تھا میں اس سے پہلے ہی جمال کو زخمی کر چکی تھی۔ اس نے قتل نا میرے لیے کیا تھا نا میری وجہ سے۔ مجھ ہر الزام مت لگائیں۔ آپ کے بھائی کا کوئی احسان مجھ پر نہیں ہے۔" وہ سینے پر ہاتھ باندھے کعب کے ساتھ کھڑی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔مان لیا لیکن پھر بھی خولہ، ان سب کی وجہ تم ہی تھیں۔وہ جیل میں رہے تو کیا تمہارا ضمیر تمہیں ملامت نہیں کرے گا؟۔"

"نہیں۔"یوسف لاجواب ہوا۔کعب کے دل میں سکون سا دوڑا(گڈ۔یہ ہوئی نا کعب عباس کی بیوی والی بات۔سارا کریڈٹ اسی کو جاتا تھا)

"میں مجبور نہیں کروں گا لیکن بدر بھائی نے آپ کے لیے بہت کچھ کیا ہے۔شاید آپ بھول رہی ہیں کہ".....

"میں گواہی دینے کے لیے تیار ہوں۔"لمحہ بھر کو یوسف چپ رہ گیا۔اسے امید نہیں تھی وہ اتنی جلدی مان جائے گی۔کعب کا سارا سکون غارت ہوا۔

"میں آپ کو پک کرلوں گا۔"

"ضرورت نہیں ہے۔میرا شوہر مجھے عدالت لے جائے گا۔"

کعب نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے سر کو خم دیا(بالکل، بالکل، وہ اسی کام کے لیے تو رہ گیا تھا نا؟ زرا یہ یوسف باہر تو جائے۔دیکھتا ہے وہ کون سی گواہی۔اس کی بیوی اس کی ساری محنت پر پانی بہائے اور وہ یہ ہونے دے؟ پاگل سمجھ رکھا ہے اسے؟ یا زن مرید؟)

"جیسا آپ کو مناسب لگے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے ظاہر نہیں کیا لیکن وہ خوش ہوا تھا۔ خولہ کعب کی گھوریوں کو نظر انداز کرتی آگے کو ہوئی۔

"کیا بدر عبداللہ یہ بات جانتا ہے کہ آپ مجھے گواہی کے لیے کہہ رہے ہیں؟"

یوسف کے چہرے پر کوئی سایہ سا گزرا۔ خولہ ہلکا سا مسکرائی۔

"میں آجاؤں گی۔"

یوسف نے سر ہلا دیا۔ وہ چند لمحے رکا۔ شاید مزید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر شکریہ کہتے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد خولہ کعب کی طرف مڑی جو اسے گھور رہا تھا۔

"مجھ سے کوئی ایسی امید مت رکھنا خولہ۔ جا کر پرا سپیکٹس چیک کرو اور اس معاملے سے دور رہو۔"

"صرف گواہی ہی تو دینی ہے۔" اس نے چہرے پر سادگی اوڑھ لی۔

"گواہی عدالت میں جا کر دی جاتی ہے۔ اس جگہ پہ قاتلوں سے لے کر ریپ کے ملزمان تک ہوتے ہیں۔ میں اتنا بے غیرت نہیں ہوں کہ اپنی بیوی کو ایسے لوگوں کے بیچ لے جاؤں۔ یہ خیال اپنے دماغ سے نکال دو۔" وہ سنجیدہ اور سخت لگ رہا تھا۔

"مجھے ایسے لوگوں سے ڈر نہیں لگتا۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے ان جملوں سے متاثر ہو جاؤں گا؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"دیکھو کعب، ہم جائیں گے۔ گواہی دیں گے اور واپس آجائیں گے۔ اس میں اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔" اس نے تحمل سے سمجھانا چاہا۔

"تمہیں علم ہے خولہ وہ تم سے کیا گواہی چاہتے ہیں؟"

اس نے جیبوں سے ہاتھ نکالتے سینے پر باندھے۔ خولہ کے پاس جواب نہیں تھا۔ وہ چپ رہ گئی پھر کاندھے اچکائے۔

"عدالت میں بتادیں گے۔"

"میں یہیں بتادیتا ہوں۔ یوسف اور بدر عبداللہ کے وکلاء تم سے اس کے حق میں یہ گواہی دینے کا کہیں گے کہ بدر عبداللہ نے وہ قتل تمہاری عزت کی حفاظت کے لیے کیا تھا۔ بھری عدالت میں تمہارا کردار اچھالا جائے گا۔ تم سے گھٹیا سوالات کیے جائیں گے۔ اور میں مر کر بھی یہ نہیں ہونے دوں گا۔" اس بار اس کے چہرے پر سختی ابھری۔ خولہ اسے دیکھتی رہی پھر وہ دو قدم آگے کو ہوئی۔

"خبردار، جو اب تم نے مجھے جذباتی بلیک میل کیا تو۔"

وہ انگلی اٹھائے وارننگ دے رہا تھا۔ خولہ نے نہیں سنی۔ کعب کے عین سامنے رکتے اس نے اپنے ہاتھوں کو کعب کے سینے پر رکھا۔ نظر اٹھا کر سیاہ آنکھیں سے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔ اس نے ایک نئی دریافت کی۔ ان دونوں کی آنکھوں کا رنگ ایک جیسا تھا۔ خولہ بلال کو اس دریافت سے پوری دنیا مل گئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"پلیز۔ "

اور وہ پل بھر میں نرم پڑا۔ سختی کہیں غائب ہو گئی۔ آنکھوں کا ہر تاثر تبدیل ہوا۔

"میں جان لے لوں گا اگر کسی نے وہاں تم سے کوئی ایسا سوال کیا۔ "

"لے لینا۔" وہ مسکرائی۔

"کسی نے تم پر نظر بھی ڈالی تو آنکھیں نکال لوں گا اس کی۔ "

"نکال لینا۔" وہ ہنسی۔

"ہنسو مت۔ زہر لگتی ہو۔ "

وہ خفا سا پیچھے کو ہوا۔ خولہ نے مسکراہٹ دباتے سر ہلایا (بڑا آیا زن مرید نا ہونے کا دعوے دار۔)۔

کعب مزید کچھ کہے بنا اسی خفا انداز میں اندر کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد خولہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ نظر دروازے پر گئی۔ یوسف جا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

دو دن کا ریمانڈ ملنے کے بعد پولیس نے چالان جمع کرا دیا۔ دو دن بعد بدر عبداللہ کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیج دیا گیا۔ دو چار دنوں میں عدالت نے پیشی پر بلا لیا۔ اگر وہ کہتا تھا کہ قانون بدر عبداللہ کی جیب میں ہے تو سچ کہتا تھا۔

میڈیا نے اس معاملے کو اس قدر اٹھایا کہ وہ جو پہلے صرف جانا جاتا تھا اب ہر جگہ اسے جانا جانے لگا۔

مخالف پارٹی نے بدر عبداللہ کی گرفتاری اور الزام کو اپنی سیاست کے لیے استعمال کیا۔ ہر دوسرے سیاستدان نے ٹوئیٹ کر کے عدالت سے امید ظاہر کی بجائے اس کے کہ ایک طاقتور شخص کو ناجائز فوائد دیئے جائیں وہ امید ظاہر کرتے ہیں کہ انصاف کو یقینی بنایا جائے گا۔

میڈیا اور ہر شخص جانتا تھا کہ بدر عبداللہ نے چھوٹ جانا تھا۔ حکومت ان کی پارٹی کی بن چکی تھی۔ وہ یہاں سے رہا ہوتا اور اگلے دن وزارت سنبھال لیتا۔ سیاستدان بدنام نا ہوں تو ان کا نام نہیں ہوتا۔ اس کی پارٹی نے بظاہر عدالت پر سب چھوڑ دیا تھا لیکن یہ بات بھی ہر شخص جانتا تھا کہ بدر عبداللہ ان کے لیے کتنا اہم ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عدالت کے باہر پولیس کی گاڑی رکی تو اے ایس پی فوراً باہر نکلا۔ پیچھے کھڑی پولیس وین کا دروازہ کھولتے وہ اندر آیا تو بدر ٹانگ پر ٹانگ جمائے سکون سے وہاں بیٹھا تھا۔

”ہمیں آپ کو ہتھکڑی لگانی ہو گی سر۔ باہر میڈیا ہے۔“

وہ لجاجت سے بولا تو بدر نے بے زاری سے سر ہلاتے ہاتھ آگے کر دیے۔ وہ یوں پر سکون لگتا تھا جیسے کسی دعوت پر آیا ہو۔

اسے باہر نکالتے میڈیا اور اخبارات کے نمائندے فوراً آگے بڑھے۔

"سر، کیا آپ پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ سچ ہے؟"

"سر، کل آپ کی پارٹی نے باقاعدہ حکومت سنبھال لی ہے اور وہ آپ کو عدالتی کاروائی میں اکیلا چھوڑ چکے ہیں۔ اس پر کیا کہیں گے؟"

"کہا جا رہا ہے کہ آپ نے قتل کسی خاتون کے لیے کیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"کیا آپ کی طرف سے کیس واپس لینے کے لیے مقتول کے ورثاء پر دباؤ ڈالے جانے کی خبر درست ہے؟"

مختلف آوازیں، شور، میڈیا رپورٹرز کا ہجوم اور ان سب میں راستہ بناتی پولیس۔ وہ بنا کسی پر نظر ڈالے سکون سے چلتا رہا۔ یوسف اس کی دائیں طرف اور ھریرہ بائیں طرف تھا۔ اس کے دو بازوں۔ پہلی بار اسے مضبوطی کا احساس ہوا۔ اس لمحے اس نے طے کیا کہ وہ ان دونوں کو معاف کر دے گا۔ بھائیوں کے قصور معاف کیئے جا سکتے تھے۔

"آپ فکر مت کریں بھائی۔ ہمارے پاس گواہ ہیں۔ آپ آج ہی چھوٹ جائیں گے۔"

یوسف سر جھکائے کوئی فائل دیکھ رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"مجھے فکر ہے بھی نہیں یوسف۔ یہ سراسر فضول کیس ہے۔"

اس نے سر جھٹکا۔ عدالت کے صحن سے ہوتے وہ اب سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ سیڑھیوں کے عین درمیان میں پہنچتے اس نے یونہی اِدھر اُدھر دیکھتے سر اوپر کی طرف اٹھایا اور اس کی ساری دنیا، آنکھوں، دل ،دھڑکن سمیت ایک طرف متوجہ ہوئی اور رک گئی۔

سیڑھیوں سے اوپر راہداریوں میں سے ایک پلر کے ساتھ کھڑی خولہ بلال، سفید چادر سے خود کو چھپائے وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔

سیاہ شلوار قمیض پہنے بدر کے قدم آہستہ ہوئے۔ نظریں اس پر جم گئیں۔ اسے آج کل سانس کا مسئلہ ہو رہا تھا اور وہ جانتا تھا یہ سانسوں کا تھمنا، رکنا، بڑھنا اس ایک عورت کو دیکھ کر ہوتا تھا۔

میں اس منظر میں نظر اٹھا کر اسے دیکھ رہا تھا

جس منظر میں ہر نظر مجھ پر تھی

۔اس کے ساتھ ہجوم تھا۔ لوگ تھے، وہ اس جگہ میں تھا تو ہر شخص اسے دیکھ رہا تھا اور وہ صرف اُسے دیکھ رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اسی لمحے اسے خولہ کے ساتھ کعب رکتا دکھائی دیا۔ جو سانسیں اسے دیکھتے مدھم ہوئی تھیں وہ رکنے لگیں۔ جو آنکھیں اسے دیکھتے چمک اٹھی تھی۔ ان میں دنیا بھر کا اندھیرا آن سمایا۔ وہ سیڑھیوں پر قدم اوپر کی طرف اٹھاتے اسے دیکھتا خاک ہوا۔

”بھائی، لوگ دیکھ رہے ہیں۔ “

ھریرہ نے سرگوشی کی تو وہ چونکا۔ نظروں کو بمشکل ہٹایا۔ اسے دنیا کا خوف تھا تو صرف اسی ایک عورت کی وجہ سے۔ وہ رک کر، ٹھہر کر خولہ بلال کو دیکھتے صدیاں گزار سکتا تھا۔ پھر اس کا دماغ جاگا۔ اس نے وہی سیاہ ہوتی نظریں یوسف پر گھمائیں۔

”وہ یہاں کیا کر رہی ہے یوسف؟ “

وہ دبا دبا سا غرایا۔

”یوسف نے اسے گواہی کے لیے بلایا ہے۔ “

اس سے قبل کہ یوسف کوئی جواب دیتا ھریرہ فوراً بولا۔ یوسف کا چہرہ زرد ہوا۔ بدر کے چہرے پر دنیا جہاں کی بے یقینی اور صدمہ ابھرا۔

”کس کے لیے؟ “

”ظاہر ہے بھائی آپ کے لیے۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر کا دل کیا پیچھے کھڑے پولیس والوں سے بندوق لیتے یوسف کے سینے میں گولیاں اتار دے۔ ایک لمحے میں سارا سکون غارت ہوا۔

وہ یوسف کا گریبان پکڑ لیتا جب راہداری سے ہوتے وہ جان بوجھ کر دائیں طرف ہوا تا کہ خولہ سے کہہ سکے کہ وہ یہاں سے چلی جائے، اسے اس کے لیے گواہی دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسی لمحے پولیس کی بھاری تعداد اس کے ساتھ ہونے لگی۔ کسی کا کاندھا خولہ سے ٹکرایا۔ وہ لڑکھڑائی، بدر کا ہاتھ بے ساختہ اسے تھامنے کے لیے بڑھا جب خولہ کے ساتھ ٹھہرے کعب نے خولہ کو ایک ہاتھ سے تھامتے دوسرا ہاتھ اسی رفتار سے بدر کے سینے پر رکھ۔ وہ رک گیا۔

"ہاتھ بھی مت لگانا میری بیوی کو۔"

وہ آنکھوں میں سختی لیے بولا۔ بدر عبداللہ پر کسی نے اذیتوں کے کئی خنجر اتارے۔ کعب کے بے حد نزدیک کھڑی خولہ جس نے گرنے کے ڈر سے کعب کا بازو مضبوطی سے تھاما تھا۔ اس کی نظر کعب پر تھی اور وہ بدر کو نہیں دیکھ رہی تھی۔ بدر کا دل خالی ہوا۔ یکدم ہر منظر اسے برا لگا۔ ہاتھ پیچھے کر لیا۔ سر کو خم دیتے وہ پیچھے ہٹا۔ کعب نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ بدر بنا خولہ پر نظر ڈالے اب عدالتی کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چہرے پر ٹوٹنے، مرنے، درد، دکھ جیسی کیفیت تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر ہتھکڑی میں موجود اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔

وہ یہاں سے چھوٹ جاتا تو اس کے پاس کیا باقی رہتا؟ یکدم اسے احساس ہوا اگر اس کے پاس خولہ نہیں تھی تو کچھ بھی ہوتا وہ کبھی خوش نا رہتا۔ اس لمحے اس نے رخ موڑ کر کعب کو دیکھا۔ وہ خولہ کو شاید ڈانٹ رہا تھا اور

وہ سر جھکائے مسکراہٹ دبائے اسے سن رہی تھی۔اس کے چہرے پر کچھ تھا جو بدر کو برا لگا۔وہ یوں کعب کے لیے کیسے مسکرا سکتی تھی؟وہ گر رہی تھی تو بدر عبداللہ کو اسے تھامنا چاہئیے تھا۔کعب نے اسے کیوں تھاما ؟اسے بدر عبداللہ کی موجودگی میں صرف اسے ہی دیکھنا چاہئیے تھا وہ کعب کو کیوں دیکھ رہی تھی؟

اس نے رخ موڑ لیا۔دل میں کوئی فیصلہ سا ہوا۔وہ عورت اسے چاہئیے تھی۔وہ نفرت کرے یا جو بھی لیکن اب اسے خولہ بلال چاہئیے تھی۔یہاں سے نکلنے کے بعد،ایک قتل کے الزام سے رہا ہونے کے بعد وہ سب سے پہلا کام کعب عباس کو قتل کرنے کا کرے گا۔طے ہوا۔ہاتھوں کو دیکھتے اس نے سر اٹھایا۔قدم ایسے ہوئے جیسے زمین اس کی تھی۔گردن سیدھی کی۔وقت کا سلطان !

"عشق تو تنہا قیدیہ کہ من نمی خوام ازش آزاد بشم ملکہ"

) "تمہارا عشق وہ واحد قید ہے جس سے میں رہائی نہیں چاہتا ملکہ۔ (

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ خولہ کو نین تارہ کے ساتھ چھوڑ کر راہداریوں سے باہر کی طرف آیا تو پیچھے سے آواز آئی۔

"تو تم مجھ پر نظر رکھ رہے تھے؟بلکہ اسے تو جاسوسی کہتے ہیں۔"

کعب پلٹا۔پیچھے ھریرہ سینے پر بازوں باندھے چبھتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”میں ناہی تم پر نظر رکھے ہوئے تھا اور ناہی تمہاری جاسوسی کر رہا تھا۔ تم نے خود مجھے بتایا تھا کہ تم وہاں گئے تھے۔“ وہ سنجیدہ تھا۔

”اور میں نے یہ اس لیے نہیں بتایا تھا کہ تم جا کر بدر بھائی کو بتا دو۔“ ھریرہ برہم ہوا۔

”تمہارا بھائی مجھے ایک جھوٹے مقدمے میں جیل بھیجے، پھر وہ میرے سامنے بیٹھ کر مجھے دھمکی دے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو طلاق نا دی تو وہ مجھے پھانسی لگوائے گا تو تمہارا کیا خیال ہے ھریرہ، کہ میں چپ چاپ اس کی بات مان لوں گا؟“

”مجھے بیچ میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟ تمہیں علم بھی ہے؟ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے میرے گھر والے مجھ سے کتنا ناراض ہوئے ہیں؟“

”گھر والے یا صرف تمہارا بھائی؟“

ھریرہ اسے گھورتا رہا، پر تپش نظروں سے، پھر وہ آگے ہوا اور کعب کے سامنے رکا۔

”بھائی سے کیا دشمنی ہے تمہاری؟“

”میری تمہارے بھائی سے کیا دشمنی ہو گی؟“

”تم ہر وقت ان کے خلاف بولتے ہو۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں تو بہت سے لوگوں کے خلاف بولتا ہوں۔ کیا میری ہر کسی سے دشمنی ہو گی؟" وہ بے نیاز لگتا تھا۔ کچھ حد تک سنجیدہ بھی۔

"میں نے تمہیں بہت سے لوگوں کے خلاف ویسے بولتے نہیں سنا جیسے بدر بھائی کے خلاف بولتے سنا ہے۔ "

"ہم اس پر کئی مرتبہ بات کر چکے ہیں ھریرہ۔ "

"اور ہماری بات ہر بار ادھوری رہ جاتی ہے۔ مجھے جاننا ہے کعب۔ بدر بھائی سے تمہاری کیا دشمنی ہے؟ "

کعب اس بار کئی لمحے خاموش رہا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے۔ چہرہ سپاٹ ہوا۔

"یوسف کو ناپسند کرتے ہو نا تم؟ "

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ "

"میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ وجہ جانتے ہو؟" اس کی آواز سرگوشی میں ڈھلی۔ ھریرہ یکدم رک کر کعب کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر کئی زمانوں کی نفرت تھی۔ وہ ھریرہ کو دیکھتے آگے کو ہوا۔ "کیونکہ اس نے نین تارہ کی محبت میں میرے دوست کو قتل کیا تھا۔ تمہارے بھائی کا بھائی میرے دوست کا قاتل ہے ھریرہ۔" وہ سرگوشی میں نفرت سے بولا تھا۔ ھریرہ کا سانس سینے میں اٹکا۔ اسے بھول گیا وہ کعب سے کیا پوچھنے لگا تھا۔

''تمہیں... تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' اس نے سر نفی میں ہلایا۔

''تین سال سے میں یہ بات سینے میں رکھے ہوئے ہوں۔ تین سال سے ھریرہ۔'' تو وہ جو یوسف کے بارے میں ھریرہ سے کہتا تھا وہ اسی وجہ سے تھا؟ ھریرہ کو سمجھ نہیں آئی وہ کعب سے کیا کہے؟ کیا وہ اسے بتا دے کہ وہ غلط شخص کو قاتل سمجھے ہوئے تھا۔

''تمہیں... تمہیں کیوں ایسا لگتا ہے؟''

''وہ تین سال پہلے نین تارہ سے ملا تھا۔ جس دن رجب کا قتل ہوا اسی دن میں نے اس کی گاڑی کو اس راستے سے گزرتے دیکھا تھا۔ اس نے رجب سے متعلق معلومات نکلوائی تھیں۔ کیا تمہیں مزید ثبوت یا دلائل چاہئیں؟''

اس کا چہرہ، کعب کا چہرہ، ھریرہ نے پلک جھپکی۔ وہ سمجھ نہیں پایا کہ کعب سچ کہہ رہا تھا یا جھوٹ؟

''بدر بھائی کا ان سب میں کیا قصور؟''

''قاتل تو تمہارا بدر بھی ہے۔ اس سے میرے ویسے بھی بہت سے حساب نکلتے ہیں۔'' وہ مسکرایا۔ تپش، عجیب پر اسرار سی مسکراہٹ۔

''ان سب میں، کیا ان سب میں تمہارا بھی کوئی ہاتھ ہے کعب؟'' وہ یوسف عبداللہ نہیں تھا۔ اس نے بدر عبداللہ کا راز نہیں کھولا۔

"میرا ان سب میں کیا ہاتھ ہو گا ھریرہ؟ تم لوگ مجھ پر اتنا شک کیوں کرتے ہو؟" اسے گویا افسوس ہوا تھا(آہ یہ معصوم آدمی)

ھریرہ اسے دیکھتا رہا۔ یہ سب ہضم کرنا مشکل تھا۔ یکدم اس کے ذہن سے وہ سارے سوالات مٹ گئے جو اسے کعب سے پوچھنے تھے۔

"اب کیا کرو گے تم؟ "

"میں؟" وہ ھریرہ کو دیکھتے ہلکا سا مسکرایا، نا محسوس سی مسکراہٹ جو کعب عباس کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی تھی۔ "میں کچھ نہیں کروں گا۔ میں صرف پس منظر میں رہوں گا۔ "

وہ سر کو خم دیتا پلٹ رہا تھا۔ ھریرہ نے پہلی بار اس کی چال غور سے دیکھی۔ اس نے جانا کہ کعب اور بدر میں بہت سی چیزیں مشترک تھیں۔ ان دونوں کی چال بھی۔ کامیاب، تمکنت بھری۔ یوں جیسے وہ بادشاہت قدموں میں رکھ کر چلتے ہوں۔

اس پر انکشاف ہوا کہ یہ جنگ شروع سے بدر عبداللہ اور کعب عباس کے درمیان تھی۔ اور اس میں جیت کس کی ہوتی۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ لیکن وہ جان گیا تھا کہ یہ آخری معرکہ تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

عدالت کے باہر سیاہ پراڈو رک رہی تھی۔ اس کے شیشے کھلے تو اندر بیٹھا جہانزیب چوھدری نظر آیا۔ ہاتھ میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھتے اس نے ٹھوڑی پر انگلی سے کھجایا۔ جب اس کی دوسری طرف کا دروازہ کھلا اور اندر وہ شخص بیٹھا۔

"کعب عباس۔"

جہانزیب لمحہ بھر کو چونکا لیکن پھر ہنس دیا۔

"تم ہمیشہ مختلف راستوں سے آتے ہو۔"

"مجھے لوگوں کو چونکانا پسند ہے۔ کس لیے بلایا ہے؟"

"سنا ہے تمہاری بیوی بدر عبداللہ کے حق میں گواہی دینے جا رہی ہے۔"

"جہانزیب صاحب۔" وہ بولا تو اس کی آواز میں ٹھنڈک تھی۔ "میری بیوی کے متعلق ان دومنٹ میں ایک بھی بات نہیں ہوگی۔ کچھ اور کہنا ہے تو سن رہا ہوں۔"

جہانزیب چوھدری بمشکل مسکرایا۔ سر کو خم دیتے اس نے اپنی واسکٹ سے سفید لفافہ نکالا اور کعب کی طرف بڑھایا۔

"تمہارا انعام۔"

"کس چیز کے لیے؟"

"اگر تم مجھے خاقان کی طرف رہنمائی نا کرتے تو بدر آج جیل میں نا ہوتا۔ وقتاً فوقتاً کی گئی مدد کے لیے شکریہ اور انعام کے طور پر قبول کر لو۔"

"میں نے یہ سب انعام کے لیے نہیں کیا۔ اپنی رقم اپنے پاس رکھیں۔"

ان کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ کعب عباس انہیں پسند تھا لیکن ایسے رویئے برداشت کرنے کی عادت انہیں نہیں تھی۔

"پھر کس لیے کی ہے مدد؟"

"ہر شخص ایک ہی سوال پوچھتا ہے۔ میں یہ سب خدمتِ خلق سمجھ کر بھی تو کر سکتا ہوں۔" وہ گویا اکتایا۔ یہ سب کو اس کی معصومیت پر یقین کیوں نہیں آتا تھا؟ کیا وہ اتنا برا تھا؟

"جواب تم کسی ایک کو بھی نہیں دیتے ہو گے۔"

"آپ مجھے جانتے ہیں لیکن اتنا نہیں کہ میرے بارے میں رائے قائم کر سکیں۔"

"میں صرف تمہاری پذیرائی کرنا چاہتا تھا کیونکہ ہمیں مستقبل میں کام کرنا ہے۔"

"آپ سے کس نے کہا میں مستقبل میں آپ کے ساتھ کام کروں گا؟" وہ مسکرایا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”کیا نہیں کرو گے ؟ ہم مل کر بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ تم اسسٹنٹ کمشنر بن جاؤ پھر تم دیکھنا کتنا اوپر جاؤ گے۔
“

کعب ہنس دیا۔ بے ساختگی سے۔

”جہانزیب چوہدری صاحب۔ میں ایک ایسے شخص کے ساتھ کام کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا جو اپنی ہی پارٹی سے وفادار نہیں ہے۔ اور رہی بات آپ کی مجھے دھمکانے کی تو کوشش اچھی ہے لیکن کعب عباس آپ سب کی سوچ کے برعکس ہے۔ ملتے ہیں پھر کبھی۔ اور ہاں“ وہ جاتے جاتے رکا۔ چہرے پر افسوس سا پھیلا۔ ” بدر عبداللہ دو دن میں جیل سے باہر ہو گا۔ مجھے افسوس ہے کہ تخت اب بھی اس کا ہے۔ “

وہ گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر نکل چکا تھا۔ جہانزیب چوہدری کا چہرہ سرخ ہوا۔

گاڑی کے دروازوں سے باہر جھانکو تو وہ سیاہ رنگ کی جینز پر سیاہ شرٹ پہنے، بازوں کہنیوں تک موڑے عدالت کی طرف جا رہا تھا۔ موبائل کان سے لگا رکھا تھا۔

”حسیب، کہاں ہو ؟ “

”مسجد آیا ہوا ہوں۔ “

”گڈ۔ اب اپنی گاڑی میں بیٹھو اور کالج کے سامنے سے ہٹ جاؤ پھر جس مسجد کا کہہ رہے ہو وہاں جا کر جہانزیب چوہدری کی ویڈیو بدر عبداللہ کے پرائیویٹ نمبر پر سینڈ کر دو۔ “

"اوکے۔ لیکن کیوں؟"

"تم کام کرو حسیب۔ صرف کام کرو۔"

اس نے کال کاٹ دی۔ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

کعب عباس کو سمجھنا مشکل تھا۔ خولہ بلال صحیح سوچتی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ واپس آیا تو کمرہ عدالت کے سامنے رکھی کرسیوں میں سے ایک پر خولہ بیٹھی تھی۔ کعب گلا کھنکھار کر آگے آیا اور اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا۔

"سوری۔ دراصل کچھ کھانے کو لانے گیا تھا پھر تم نے گھر جا کر امی سے شکایت لگانی ہے کہ کعب نے کچھ کھلایا بھی نہیں۔"

اس نے ہاتھ میں تھامی چاکلیٹ مسکراہٹ دباتے خولہ کی طرف بڑھائی اور تبھی نظر اس کے چہرے پر گئی۔ وہ گال رگڑ رہی تھی۔ کعب کی دبائی جانے والی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"کیا ہوا ہے خولہ؟ رو کیوں رہی ہو؟" اس کا رخ اپنی طرف کرتے پوچھا تو وہ سرخ پڑتے چہرے سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"کچھ تو ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟" وہ متفکر تھا۔ خولہ نے اس بار بھی نفی میں سر ہلایا۔

"بھائی یاد آرہا تھا۔" اس کی آواز زکام زدہ لگتی تھی۔ کعب کے چہرے پر سایہ سا گزرا۔

"اچھا۔" وہ آہستہ سے رخ موڑ گیا۔ نظر جھکا کر سفید جوگر کو دیکھا۔ ذہن پر کئی مناظر ابھرے۔ اس نے سر جھٹک دیا۔

"کیا ہم اس کے قاتل کو سزا نہیں دلوا سکتے کعب؟" وہ گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتی بولی۔ کعب نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"ہم نہیں جانتے اس کا قاتل کون ہے۔" وہ اطلاع تھی، سوال تھا، افسوس تھا یا کیا۔ خولہ جان نہیں سکی۔ لیکن اس نے سوچا وہ جانتی تھی۔ اور کیا وہ کعب کو بتا دے؟ کیا اسے بتانا صحیح ہو گا؟ کیا وہ ان کے رشتے میں ایک بار پھر بدر عبداللہ کو آنے دے؟

"کوشش تو کر سکتے ہیں۔"

"کس چیز کی؟"

وہ کہنیاں گھٹنوں پر رکھے رخ موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ خولہ نے محسوس کیا آتے جاتے کئی لوگوں نے ان دونوں کو دیکھا تھا۔ پرفیکٹ کپل!

"اس کے قاتل کو ڈھونڈنے کی۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

کعب کئی لمحے اسے دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ سے اٹھا۔

"کاروائی شروع ہو گئی ہے۔ اندر چلو۔"

اپنے ہاتھوں کو دیکھتی خولہ نے سر اٹھایا۔ وہ سامنے کھڑا تھا۔ چہرے پر کوئی بے چینی سی تھی۔ جیسے وہ کسی بات سے ڈسٹرب ہوا تھا۔ کعب کو کیا ہوا تھا؟

"بدر عبداللہ کے وکیل نے وہی گواہی دینے کو کہا ہے جو تم نے کہی تھی۔" وہ خیالات جھٹکتی اٹھی۔ کعب کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ ابھری۔

"یہ لوگ صرف اپنا نفع نقصان سوچتے ہیں۔ تم صرف اپنا نفع سوچنا خولہ۔ بات تمہارے کردار پر آئے تو وکیل کا منہ توڑ دینا۔"

خولہ اسے دیکھتی رہی کہ شاید وہ مزاق کر رہا ہو لیکن وہ سنجیدگی سے مشورہ دے رہا تھا۔

"مجھے جیل بھیجنے کا ارادہ ہے؟"

"میں واقعی سنجیدہ ہوں۔ جو آپ کے کردار پر بات کرے اس کا منہ توڑ دینا چاہیے۔ مٹھی زیادہ زور سے مت بنانا، سارا دھیان ورنہ مٹھی پر جائے گا، ناک کی بائیں طرف مارو گی تو زیادہ زور سے لگے گا۔ بلکہ تم چاہو تو میں تمہیں گردن کا وہ حصہ بتاتا ہوں جہاں مارو گی تو وکیل دوبارہ کھڑا نہیں ہو پائے گا۔ پھر آگے جو ہو گا میں سنبھال لوں گا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"تمہیں کیا اکنامکس میں یہی سب پڑھاتے تھے؟" وہ مشکوک ہوئی۔

"سیلف ڈیفنس بھی کسی چیز کا نام ہے۔"

"سیلف ڈیفنس کے نام پر قتل کے طریقے یاد کر رکھے ہیں تم نے۔"

"واللہ، میں نے آج تک ایک مکھی بھی نہیں ماری۔" وہ معصوم بنا

"انسانوں کی فہرست بتاؤ۔"

"جب فہرست بنے گی تب بتاؤں گا۔ فی الحال چلو اور میرے مشورے پر سنجیدگی سے سوچنا۔"

"بے فکر رہو۔ مجھے ناک توڑنا آجاتا ہے۔" وہ اترائی۔

"گڈ۔ تمہارا بھائی اچھی ٹریننگ دے کر گیا ہے۔" وہ بنا متاثر ہوئے آگے جا رہا تھا۔ خولہ اس کے پیچھے گئی۔ کعب کو متاثر کرنا اتنا مشکل کیوں تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرہ عدالت میں بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دیتی تھیں۔ ٹائپ رائٹر کی مسلسل کھٹ کھٹ، وکلاء کی آوازیں، پیچھے بیٹھے لوگوں کی سرگوشیاں، پولیس والوں کے بےزار کن تاثرات اور باہر سے آتی گرم حبس بھری ہوائیں۔

ان سب میں وکلاء کی میز کے ساتھ رکھی کرسیوں میں سے ایک پر وہ بیٹھا تھا۔ سیاہ شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی ۔ہاتھوں میں قیمتی گھڑی تھی۔ مہنگے جوتے، بال پیچھے کو جمائے، شیو بنی ہوئی تھی اور اس کی سرمئی آنکھیں میز پر جھکی ہوئی تھیں۔ وہاں کوئی سفید کاغذ رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں پین تھا۔

کچھ دیر قبل کاروائی شروع ہو چکی تھی۔ اس سے گواہی طلب کی گئی اس نے فرد جرم سے انکار کر دیا۔ پھر اسی خاموشی سے آکر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس آنے، جانے کے دروان اس نے کسی ایک کو بھی غور سے نہیں دیکھا تھا۔ جج کے آنے پر وہ کرسی پر بیٹھا رہ گیا تھا جب وکیل نے اسے کھڑے ہونے کا کہا۔ وہ اسی روبوٹک انداز میں احتراماً کھڑا ہوا۔

اور اب اس کی نظر جھکی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں پین تھا جسے وہ وہ سفید کاغذ پر رکھ رہا تھا۔ کاغذ پر کیا لکھا تھا اس نے نہیں دیکھا۔ اوپر کوئی سطر لکھی تھی اور نیچے کا حصہ خالی تھا۔ اس نے پلک جھپک کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن ہر منظر دھندلا گیا۔ سوائے ایک منظر کے۔

زرد سی روشنی، سفید چادر، نم آنکھیں، کچھ کہتی لڑکی۔

بدر نے سر جھٹکا۔ پین کو کاغذ پر رکھتے اس نے ایک لفظ لکھا۔

خولہ۔

پھر اس کے ساتھ دوسرا لفظ لکھا۔

بدر۔

ان دو الفاظ کے گرد اس نے گول دائرہ کھینچا۔ دل میں تھوڑا سا، بہت تھوڑا سا سکون جمع ہوا۔ وہ دائرے میں تھے۔ وہ ساتھ تھے۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ کوئی کعب عباس نہیں۔ کوئی اور نہیں۔ صرف وہ دونوں تھے۔ خولہ بلال اور بدر عبداللہ۔

پھر اس نے دوبارہ خولہ کا نام لکھا۔ پھر اپنا۔ بہت ساتھ، قریب، بہت قریب۔ ہر مرتبہ اس کا اور اپنا نام ساتھ لکھتے اسے پل بھر کو سکون ملتا۔

ان سب میں اسے سنائی دیا کہ کسی نے خولہ کا نام پکارا تھا۔ اس کا جھکا سر اٹھا۔ وہ سفید چادر اوڑھے کٹہرے کی طرف جا رہی تھی۔ بدر نے پلک جھپکی۔ ذہن پر زور دیا۔ سر جھٹکا۔ اس سے قرآن پر ہاتھ رکھوایا جا رہا تھا۔ وہ جو بولے گی سچ بولے گی۔

اس کے حسیں بیدار ہونے لگیں۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"خولہ بلال۔" وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ بہت آہستہ سے، اس نے سنا خولہ نے بھی اپنا نام یہی بتایا تھا۔ وہ پلک جھپکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ منظر پھر سے یاد آیا۔

"میں تمہارے خلاف "....

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ "..

کسی پرندے کی آواز، کوئی ٹوٹا ہوا کانچ، قدموں کی آہٹ۔

اس نے سر جھٹکا۔

"بدر عبداللہ سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟ "

"کچھ نہیں۔ "

اُسے برا لگا۔ بہت برا۔ وہ کیسے کہہ سکتی تھی کہ ان کا کوئی رشتہ نہیں ہے؟

"پھر آپ انہیں کیسے جانتی ہیں؟ "

"وہ ہمارے حلقے کے MNA ہیں۔ "

"اس کے علاوہ کوئی رشتہ؟ "

"میری چچازاد بہن کے جیٹھ ہیں۔ "

اسے کچھ اور زیادہ برا لگا۔ یہ بہت طویل تعارف تھا۔ خولہ کو یہ تعارف نہیں کروانا چاہئیے تھا۔ وہ بتا سکتی تھی کہ کسی دور میں وہ وقت کا سلطان رہا تھا اور وہ بادشاہ کی بیٹی۔

اس نے چاہا وہ ایک بار پھر پلک جھپکے لیکن اسے وہ اذیت محسوس نہیں کرنی تھی۔وہ یک ٹک خولہ کو دیکھتا رہا ۔بنا یہ سوچے کہ کوئی کیا سوچے گا۔

6 "اپریل کو مقتول جمال الدین کے قتل کے وقت آپ کہاں تھیں؟"

اس نے ایک بار پھر پلک جھپکی۔

چیخ،الزام،نفرت۔

"میں بدر عبداللہ کی حویلی کے قریب ان کے باغ میں تھی۔"

اسے احساس ہوا خولہ اس کا نام لیتی تھی تو اسے اچھا لگتا تھا۔

"آپ وہاں کیا کر رہی تھیں؟"

وہ اس بار چپ رہی۔بدر نے نظر ہٹائی،ساتھ بیٹھے وکیل کو دیکھا۔

"اس سے سوالات مختصر کرواؤ۔مجھے وہ عورت اگلے منٹ کٹہرے سے باہر چاہیئے۔"وہ آہستہ سے بولا۔
وکیل نے کچھ اچھنبے سے اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا۔

"سر لیکن"...

"میں نے کہا وہ مجھے کٹہرے سے باہر چاہیئے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے نہیں دیکھا تھا وکیل نے سر ہلایا۔ اس نے اگلے منظر نہیں دیکھے نا سنے، وہ خولہ کو دیکھتا رہا۔ ہر شخص نے دیکھا وہ خولہ کو دیکھ رہا تھا۔ پلک جھپکے بنا۔ سانس روکے۔

"کیا جمال الدین کا قتل بدر عبداللہ نے کیا ہے؟ آپ وہاں موجود تھیں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ قاتل کون ہے۔"

بدر نے ایک بار پھر پلک جھپکی۔

"جس دن"..

"میری بات سنو"...

خولہ نے پہلی بار نظر موڑی۔ نیچے، وکلاء کی کرسیوں میں سے ایک پر وہ شخص بیٹھا تھا۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ، خولہ نے پلک جھپکی۔

")اس کی گردن کے پچھلے حصے پر بھائی نے ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ پانی میں ڈالا تھا۔ وہ پانی گدلا تھا، میلا، کیچڑ زدہ، بدبودار، تمہارے بھائی کو سانس نہیں آئی ہو گی۔ ("

وہ بدر کو دیکھتی رہی۔

"ملکہ، خانم، محترمہ، خولہ۔"

"میں وہاں پر تھی. "اس نے بولنا شروع کیا۔ وہ صرف بدر کو دیکھ رہی تھی۔ وہ صرف خولہ کو دیکھ رہا تھا۔

")حالانکہ اس نے مزاحمت کی کوشش کی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے خود کو بچانے کی کوشش کی تھی لیکن بھائی نے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے، یقیناً وہ بہت بری طرح درد میں مبتلا ہوا ہو گا۔ (

"پھر بدر عبداللہ وہاں پر آیا۔ جب وہ آیا تب جمال زخمی تھا۔" اس کی آنکھوں سے آنسو پھسلا۔ بدر نے نفی میں سر ہلایا۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ سر اٹھائے اسے روکنا چاہ رہا تھا۔ رونے سے؟ کسی بات سے؟ کسی چیز سے؟ کچھ کہنے سے؟

")چند لمحے گزرے اور پھر اس کی مزاحمت دم توڑتی گئی، جسم ساکت ہوتا گیا، وہ کچھ کہنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔ ("

"بدر میرے سامنے کھڑا تھا۔ جمال نے اس سے معافی مانگی۔ وہ چاہتا تھا بدر اسے معاف کر دے۔ وہ چاہتا تھا بدر اسے نا مارے۔ وہ چاہتا تھا کہ..." اس کی آواز ٹوٹی، گلے میں درد ابھرا۔ کرسیوں میں سے پہلی کرسی پر بیٹھے کعب نے ہات ہونٹوں پر جمائے ہوئے تھے۔ آنکھیں سرخ سی لگتی تھیں۔ خولہ کے رکنے پر وہ سیدھا ہوا۔ وہ چاہتا تھا خولہ اسے دیکھے تاکہ وہ کہہ سکے کہ وہ نیچے اتر جائے لیکن وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی وہ بدر عبداللہ کو دیکھ رہی تھی۔

)۔ "شاید وہ تمہارا نام لے رہا ہو، یا شاید کچھ اور، لیکن اس نے کہنے کی کوشش کی تھی۔ آخری لمحوں تک کی تھی پھر اس کا جسم بے جان ہو گیا۔ وہ مر گیا خولہ، تمہارا بھائی مر گیا۔ ("

WWW.NOVELSHUB.PK

”لیکن بدر عبداللہ نے اسے نہیں سنا۔ میرے سامنے اس نے جمال کے سینے میں گولیاں ماریں۔ اس نے جمال کو میرے سامنے قتل کیا تھا۔ بدر عبداللہ نے ایک بہن کے بھائی کو میرے سامنے قتل کیا تھا۔ “

ہر آواز خاموش ہو گئی۔ سب ساکن، ساکت۔ جامد، وکیل رکا رہا تاکہ وہ کچھ اور کہہ سکے۔

پیچھے بیٹھے بدر عبداللہ کے وکیل نے پہلو بدلا۔ وہ آگے کیوں نہیں بول رہی تھی؟ گواہی کا سب سے اہم حصہ ابھی باقی تھا لیکن خولہ بلال چپ تھی۔ وہ بدر کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی آنکھوں میں اذیت تھی، مرنے جیسی اذیت۔ وہ اس کا امتحان لے رہی تھی۔ وہ جانتا تھا۔ وہ امتحان دے گا۔ وہ بھی جانتی تھی۔

”آپ کے بقول بدر عبداللہ نے قتل کیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن کس وجہ سے؟ آپ وہاں پر تھیں تو ظاہر ہے آپ کو وجہ بھی معلوم ہو گی۔ “

خولہ نے جواب نہیں دیا۔ وہ بدر کو دیکھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی اسے جواب نہیں دینا پڑے گا۔ وہ جانتا تھا وہ اسے جواب نہیں دینے دے گا۔

”محترمہ خولہ، کیا آپ عدالت کا وقت ضائع کئے بنا بتائیں گی کہ بدر عبداللہ نے جمال الدین کا قتل کیوں کیا؟ “

اس نے پلک جھپکی۔ وہ اب بھی بدر کو دیکھ رہی تھی۔

”خولہ صاحبہ “...

"میں قبول کرتا ہوں کہ جمال الدین کا قتل میں نے کیا تھا۔"

کرسیوں پر بیٹھے، ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ خولہ کو دیکھتے بولا، اعتراف، اظہار، اقبالِ جرم۔ بدر عبداللہ کو محبت مار گئی۔ اس نے قتل کا نہیں اس مارے جانے کا اعتراف کر لیا۔

کمرہ عدالت میں ایک بار پھر سناٹا چھایا۔ ہولناک سناٹا، بدر عبداللہ کے ساتھ بیٹھے وکلاء گڑبڑائے۔ یوسف اور ھریرہ کے چہرے پر بے یقینی پھیلی۔ نین تارہ نے جان لیا کہ بدر عبداللہ عشق کے آداب جانتا تھا۔

اور وہ دونوں، وہ سیاہ آنکھوں والی بادشاہ کی بیٹی، وہ سرمئی آنکھوں والا وقت کا سلطان صرف ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

بدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا کرسی سے اٹھا۔

"میں قبول کرتا ہوں کہ جمال الدین کا قتل میں نے کیا تھا۔ اس وقت خولہ وہاں اتفاقاً موجود تھی۔ اس کا اس قتل سے سوائے عینی شاہد ہونے کے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسے جانے دیں۔"

اس نے نظر پھیر کر جج صاحب کو دیکھا۔

"لیکن ہم ان کی گواہی لیے بغیر کیسے انہیں جانے دے سکتے ہیں؟" پرسیکیوٹر نے ناگواری سے بدر کو دیکھا۔

"کیا میرا اقبال جرم کافی نہیں ہے ؟ میں قبول کر رہا ہوں کہ قتل میں نے کیا ہے اور خولہ وہاں اتفاقاً موجود تھی۔" وہ اپنی بات پر زور دیتے بولا۔ چہرے پر ضبط تھا، درد، تکلیف دکھ، مردہ سا چہرہ۔ پسِ منظر میں آوازیں گونج رہی تھیں۔ آوازیں !!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمرہ عدالت کو یہیں چھوڑ کر آدھا گھنٹہ قبل کے منظر میں چلتے ہیں جب کعب خولہ کو نین تارہ کے ساتھ چھوڑ کر نیچے جا چکا تھا اور خولہ نین تارہ کے گلے لگ کر علیحدہ ہو رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو ؟"

"مجھے کیا ہونا ہے ؟" وہ نین تارہ کی فکر پر ہلکا سا ہنس دی۔

"گاؤں میں سب باتیں کر رہے تھے تو مجھے لگا کہ تم پریشان ہو گی۔" نین تارہ فکرمند تھی۔

"وہ طویل دن گزر گیا ہے نین۔ مجھے لگتا ہے کسی نے مجھے پھر سے ڈھیٹ بنا دیا ہے۔ اب ان باتوں سے فرق نہیں پڑ رہا۔" اسے واقعی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ کعب عباس کے علاوہ کوئی کیا سوچتا ہے خولہ بلال کو اب اس سے فرق نہیں پڑتا تھا۔

"کسی نے ڈھیٹ بنا دیا ہے یا یا کعب نے ؟" اس نے خفا انداز میں کھڑی نین تارہ کو دیکھا لیکن کوئی جواب دینے سے قبل ایک گارڈ ان دونوں کے پاس آ کر رکا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ میم۔ بدر سر آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ قید میں ہو کر ملاقات کا پیغام پہنچا رہا تھا۔ قاصد سر جھکائے جواب کا منتظر تھا۔ خولہ کا چہرہ سپاٹ ہوا۔

"اپنے سلطان سے کہو، ملاقات کے لیے قیامت کا انتظار کرے۔"

"جی؟" گارڈ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"مجھے بدر عبداللہ سے ملاقات نہیں کرنی۔ بتا دو اسے۔"

گارڈ کچھ متذبذب ہوا لیکن پھر سر ہلاتے مڑ گیا۔ اس کے جانے کے بعد نین تارہ نے خولہ کی کہنی پر ہاتھ رکھے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

"خولہ، کیا گاؤں میں یہ بات بدر نے پھیلائی تھی؟"

"نہیں۔" وہ ایک لمحے کی دیر کیے بنا بولی تو نین تارہ کو سمجھ نہیں آئی مزید کچھ پوچھے یا نا۔ لیکن اسے خولہ کے اس اعتماد کی وجہ جاننی تھی۔

"تمہیں کیوں ایسا لگتا ہے کہ اس نے یہ بات نہیں پھیلائی؟"

"وہ عشق کے آداب جانتا ہے۔ محبوب کو رسوا نہیں کرے گا۔"

"میں سمجھی نہیں"

"سمجھ جاؤ گی۔ میں کعب کو دیکھتی ہوں۔" وہ نین تارہ کا ہاتھ تھپکتی راہداری کی طرف بڑھی۔ وہاں سے راہداری مڑ کر برآمدے کی طرف جاتی تھی جہاں سے نیچے جانے والی سیڑھیاں تھیں۔ اس وقت وہ جگہ سنسان سی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کوئی نا کوئی گزر جاتا، شاید یہ جگہ زیادہ استعمال نہیں کی جاتی تھی۔ راہداری کے آخری کمرے کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ مڑنے لگی جب کسی نے اسے کھینچ کر اندر دھکیلا، پھر اسی قوت سے دروازہ بند کیا۔ خولہ کرنٹ کھا کر مڑی۔ بدر دروازہ بند کرتے اس کی طرف پلٹا تھا۔ وہ پل بھر کو ساکت رہ گئی پھر بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی اور اس کا گریبان تھاما۔

"گھٹیا انسان، دروازہ کھولو۔"

بند کمرے میں اس کی آواز گونج اٹھی۔ بدر پر زرا برابر اثر نہیں پڑا۔ خولہ کا ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتے اس نے اس کی کلائی تھامی اور گھسیٹتے ہوئے پیچھے پڑی کرسی پر اسے بٹھایا۔

"ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو جان سے مار دوں گا۔" وہ غرایا۔ چہرہ طیش سے سرخ ہوا تھا۔ خولہ کرسی سے اٹھتی ایک بار پھر اسے مارنا چاہتی تھی جب بدر نے اس کے دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر اپنا ہاتھ ان پر رکھا۔ وہ جھٹپٹائی۔

"مار دو اگر اتنا ہی دل کر رہا ہے۔" اپنے ہاتھوں کو آزاد کرنے کی کوشش کرتے اس نے پوری قوت صرف کی لیکن بدر کی گرفت مضبوط تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"تمہاری نہیں کعب کی بات کر رہا ہوں۔ ہاتھ ہٹا رہا ہوں خولہ۔ خبر دار جو یہاں سے اٹھنے کی کوشش کی۔ واللہ اگر میں پولیس کی کسٹڈی میں ہو کر بھی یہاں تم سے مل سکتا ہوں تو سوچو تمہارے شوہر کا کیا حشر کروں گا۔" خولہ کو دیکھتے اس نے اپنے ہاتھ ہٹایا تو وہ اسے گھورتی رہی پھر اپنے ہاتھوں کو یوں رگڑا جیسے کسی ناپاک شے کو چھوا ہو۔ بدر کے چہرے پر کسی نے تیزاب انڈیلا۔ اس کا لمس اسے اس قدر ناگوار تھا؟

"آئندہ مجھے ہاتھ لگایا تو یاد رکھنا میں تمہیں چیڑ پھاڑ دوں گی۔" وہ غرائی، طیش، غضب، چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہوا تھا۔ بدر پلٹا۔ رک کر کئی گہرے سانس لیے۔ چہرے پر ہاتھ پھیرا پھر واپس خولہ کو دیکھا تو اس بار چہرے پر سوائے نرمی کے کچھ نہیں تھا۔

"یہاں کیوں آئی ہو؟" رک کر نرمی سے اس سے پوچھا۔

"تمہارے بھائی نے گواہی دینے کے لیے بلایا تھا۔" وہ اٹھنے لگی۔

"بیٹھی رہو ورنہ دوبارہ اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر بٹھاؤں گا۔" وہ سختی سے بولا تو وہ اٹھتے اٹھتے بیٹھ گئی۔ چہرے پر ضبط جھلکا۔

"غلام نہیں ہوں تمہاری۔ دروازہ کھولو۔"

بدر نے دونوں ہاتھوں کو گردن پر رکھا۔ وہ عورت اس کے ضبط کا امتحان لیتی تھی۔ ایسے رویے اس نے آج تک کسی کے برداشت نہیں کیے تھے۔ وہ حکم دیتا تھا اور اس کا حکم مانا جاتا تھا۔ وہ سوالوں کے جواب نہیں دیتا

WWW.NOVELSHUB.PK

تھااور اس سے دوبارہ سوال نہیں کیے جاتے تھے لیکن یہ عورت، یہ واحد عورت ہر اصول توڑ رہی تھی۔

گہری سانس لیتے وہ آگے کو ہوا۔ خولہ کے سامنے وہ پنجوں کے بل بیٹھا۔ خالی کمرے میں سوائے کرسی کے کچھ نہیں تھا۔ پیچھے کاٹھ کباڑ پڑا تھا۔ ٹھیک ہے اسے خولہ بلال کے قدموں میں بیٹھنا منظور تھا۔

"میری بات سنو۔ دس منٹ میں ایک گاڑی باہر آئے گی۔ ھریرہ تمہیں اس گاڑی تک چھوڑ کر آئے گا۔ تم چاہو تو کعب کے ساتھ جا سکتی ہو لیکن یہاں سے جاؤ۔ مجھے تمہاری گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ "

اس کی کرسی کے ہتھے پر دونوں ہاتھ جمائے دنیا جہاں کی محبت، اور نرمی سے وہ بول رہا تھا۔ خولہ اسے دیکھتی رہی۔ وقت کے سلطان نے قید میں شہزادی سے ملاقات طے کی تھی۔ قصہ ساز نے قلم تھاما اور کونے میں بیٹھ گیا۔ منظر کشی تخیل پر اتری۔ کرسی پر بیٹھی نظریں جھکائے اسے دیکھتی بادشاہ کی بیٹی جس کی بہادری اور خوبصورتی کے قصے مشہور تھے۔ اس کے قدموں کے پاس نیچے بیٹھا وقت کا سلطان جسے تخت پیش کئے جاتے تھے۔ قلم قرطاس پر رکھا گیا۔ منظر خوبصورت نہیں کمال تھا۔

"تم سے کس نے کہا کہ میں تمہارے لیے گواہی دینے آئی ہوں؟" قصہ گو کا قلم رکا۔ سر اٹھا کر بادشاہ کی بیٹی کو دیکھا۔ کیا شہزادی کو آداب نہیں سکھائے گئے تھے؟

"میرا نام لے کر بات کرو گی تو اچھا لگے گا۔" قصہ گو نے رخ سلطان کی طرف موڑا۔ کیا سلطان کو صرف محبت سکھائی گئی تھی؟

"تم سے کس نے کہا کہ میں تمہارے لیے گواہی دینے آئی ہوں بدر "

WWW.NOVELSHUB.PK

آدابِ محبت کے تقاضوں میں سے ایک پر اترتے بدر عبداللہ نے سر جھکایا۔ وہ سر جھکا کر دھیمے سے ہنس دیا۔

"عشق بہ نامِ او بر من نازل شد "

"عشق اس کے نام کی صورت مجھ پر اتارا گیا۔ "

سر اٹھا کر اس نے خولہ بلال کو دیکھا۔ اس نے یاد کرنا چاہا اتنی توجہ سے اس نے آج تک کسے دیکھا تھا؟ وہ آنکھیں بند کر کے اس عورت کے نقوش بتا سکتا تھا۔ محبت الہام نہیں عذاب کی صورت اسے نوازی گئی تھی
۔

"میں نہیں جانتا تم یہاں کیوں آئی ہو۔ وجہ میں ہوں، یہ جانتا ہوں۔ دس منٹ خولہ۔ باہر جاؤ، تمہاری سواری آچکی ہو گی۔ "

وہ اس کے قدموں کے پاس سے اٹھا۔ خولہ کی نظر اٹھی۔ بدر چند لمحے اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ اس نے خواہش کی کہ کاش وہ ان آنکھوں کو چھو سکتا۔ لیکن وہ اسے ہاتھ لگاتا تو وہ جانتا تھا خولہ بلال اس کی واقعی جان لے لیتی۔

"قید سے رہا ہونے کے بعد ملتے ہیں۔" وہ سر جھکائے آداب بجا لیا۔ قصہ گو نے تخیل پر ایک اور منظر کھینچا۔ سر اٹھا کر اسے دیکھتی وقت کی ملکہ۔ سر جھکا کر اسے دیکھتا وقت کا سلطان۔ خوب !

بدر عبد اللہ نے نظر ہٹالی۔ قدم آگے بڑھائے۔ دروازے کے پاس پہنچتے اسے شر طر رکھتی شہزادی کی آواز سنائی دی۔

”میں یہاں اپنے بھائی کے قاتل کے خلاف گواہی دینے آئی ہوں بدر۔ “

بدر عبد اللہ کے قدم وہیں جم گئے۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن بند کمرے میں دم گھٹنے لگا۔

”میں یہاں کسی اور کے بھائی کے خلاف نہیں اپنے بھائی رجب بلال کے قاتل کے خلاف گواہی دینے آئی ہوں۔“ اس کی آواز نفرت زدہ لگتی تھی۔ قصہ گو نے رک کر وہ آواز سنی۔ قدیم دور میں سلطانوں کو زہر دیا جاتا تھا جس سے ان کی روح لمحوں میں جسم سے کھینچ لی جاتی تھی۔ اسے وہ آواز اسی زہر کے مماثل لگی۔

بدر دھیرے سے پلٹا۔ وہ کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس نے چاہا وہ کچھ نا بولے۔ آگاہی عذاب تھی اور اسے اس عذاب سے نہیں گزرنا تھا۔ لیکن خولہ بلال نے طے کر لیا تھا کہ وہ اسے اس آگاہی کے عذاب سے گزارے گی۔

”میں تمہارے خلاف گواہی دینے آئی ہوں بدر عبد اللہ۔ “

قصہ گو نے دیکھا وہ زہر وقت کے سلطان کی جسم میں اتار گیا تھا۔

خولہ کرسی سے اٹھی۔ دھیمے قدموں سے چلتے وہ بدر سے کچھ فاصلے پر رکی۔ تم شہزادی کا چہرہ دیکھو۔ درد، تکلیف، نفرت، زہر، حزن، قہر، وہاں ہر شے تھی۔ وہ وقتِ اعتراف تھا۔ وقتِ عذاب تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ "...

اس کے لب ہلے۔ بے یقینی سی اتری۔ اس لمحے پہلی بار بدر عبداللہ کو ایک حس سے نوازا گیا۔ اس لمحے زندگی میں پہلی بار اس نے کسی عورت کی آنکھوں کو پڑھا۔ اس لمحے اس کی روح نکالی گئی۔

"میں یہاں اپنے بھائی کے قاتل کے خلاف گواہی دینے آئی ہوں بدر۔ تمہارے خلاف۔ "

سو وہ جسے تخت پیش کیا گیا تھا وہ مات کھا گیا۔ صحن میں کھڑے ہو کر اس نے خولہ بلال سے پوچھا تھا کہ وہ انکار کر رہی تھی تو وجہ کیا تھی؟ اسے وجہ بتا دی گئی۔ وہ جان کر جان سے گیا تھا۔

"میں نے.... میں نے اسے نہیں مارا۔ "

اس نے زندگی میں پہلی بار خواہش کی کہ کاش اس نے واقعی رجب بلال کو مارا ہوتا۔ خولہ کے چہرے پر اذیت جھلکی۔

"میں تمہیں ایک موت دیتی ہوں بدر۔ میں تمہیں یہاں بند کمرے میں ایک قبر سے نوازتی ہوں۔" اس نے رگڑ کر آنسو چہرے سے صاف کئے۔ وہ ساکت سا اسے دیکھتا رہا۔ خولہ ایک قدم دور ہوئی۔ اس کی جان نکالی گئی۔

"جس دن اس کا جنازہ گھر آیا تھا میں اس دن سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔ میں وہاں سے سیدھا پاتال میں گری تھی۔ اس دن خولہ بلال مر گئی تھی۔ آج میں تمہیں مارنے جا رہی ہوں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے کیسے جانا تھا؟ وہ راز جو امانت تھا وہ کیسے اسے جان گئی تھی؟ اسے ایک اور اذیت ملی۔ جن بھائیوں کو وہ معاف کرنے جا رہا تھا انہی بھائیوں میں سے کسی نے اسے مار دیا تھا۔

"خولہ..." وہ مر جانے والے انداز میں کہتا آگے کو آنے لگا۔ خولہ پیچھے ہوئی۔

"اس کے چہرے پر مٹی لگی تھی۔ ریت، زرات، خون، اس کی گردن پر نشان تھا، تم نے اسے گردن سے پکڑ کر پانی میں ڈالا تھا نا؟ تم کیسے اسے مار سکتے ہو؟ تم کیسے میرے بھائی کو مار سکتے ہو؟" وہ روتے روتے چیخی۔ اذیت، درد، روح نکالنے جیسا درد۔ بدر کا سر نفی میں ہلا۔

"میری بات سنو، دیکھو... تم غلط سمجھ رہی ہو۔" وہ کیا کہے؟ وہ مزید کیا کہے؟ کیا کوئی ایسا وظیفہ تھا جسے پڑھ کر وہ خولہ بلال کی یاداشت سے اپنا نام مٹا دیتا؟ کیا کوئی ایسا وظیفہ تھا جو وقت کو پیچھے لے جاتا؟ وہ کسی روز اسے گاؤں کے کچے راستے پر ملتی اور وہ اس کی سیاہ آنکھوں پر دل ہار بیٹھتا۔ وہ بدر عبد اللہ نا ہوتا اور گاؤں کا چھوٹا سا کسان ہوتا۔ اس نے زمین کے ایک ٹکڑے کے لیے اس کے بھائی کا قتل نا کیا ہوتا۔ کاش، کاش۔

"یوسف کہتا تھا وہ مجھے بلا رہا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ تم اور تمہارا بھائی دونوں ظالم ہو بدر۔ تم نے اسے مارا اور تمہارے بھائی نے اس کی موت دکھا کر مجھے مار دیا۔ اللہ تم دونوں کو غارت کرے۔ اللہ کرے تم مر جاؤ بدر۔" وہ ہذیاتی سا ہو کر چیخی۔ بدر عبد اللہ واقعی مر گیا۔ ساری حسیں، سماعت، زبان، چھونے کی حس، چکھنے کی حس، دیکھنے کی حس۔ اس کی پانچوں حسیں مر گئیں۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔ میں عدالت میں تمہارے خلاف گواہی دوں گی۔ تم دیکھو گے کہ میں گواہی دوں گی۔ وہ میرا کردار اچھالیں یا جو بھی کریں لیکن میں گواہی دوں گی۔“ اس نے رگڑ رگڑ کر چہرے سے آنسو صاف کیے۔ چہرہ رونے کی شدت سے لال ہو رہا تھا۔ پھر وہ قصہ گو کو نظر انداز کرتی بدر کے سامنے آئی۔ اس کی سانس لینے کی قوت بھی ختم ہو چکی تھی۔

”وہ مجھ سے سوال کریں گے کہ کیا بدر قاتل ہے؟ میں کہوں گی کہ ہاں وہ قاتل ہے۔ وہ کہیں گے کہ بدر عبداللہ نے وہ قتل کیوں کیا تھا؟ اور میں بتاؤں گی کہ اس نے وہ قتل کیوں کیا تھا۔ “

اس نے وہ قتل کیوں کیا تھا؟ اس کی یادداشت تک محو ہو گئی۔ ایک حس سلامت رہی اور وہ اس حس سے بادشاہ کی بیٹی کو دیکھتا رہا۔ وہ جو نفرت سے اسے دیکھتی تھی۔

”میں نے... ایسا..“ اس کی زبان لڑکھڑائی۔

”مجھے نفرت ہے تم سے بدر۔ جتنا تم عشق کہتے ہو اتنی میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ اور اب تم اس نفرت کو دیکھو گے۔ “

وہ پھنکار کر کہتی تیزی سے اس کے پاس سے گزری۔ تیزی سے بنا دھیان دیئے اور دروازے پر لگی کنڈی گرائے باہر بڑھ گئی۔

اس کے پیچھے کھڑے بدر نے اپنے پہلو میں گرا ہاتھ اٹھایا۔ جاتے جاتے بے دھیانی میں اس کا ہاتھ بدر عبد اللہ کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا۔ وہ اپنے سفید ہاتھ کو دیکھتا رہا۔ وہ لمس، بے دھیانی میں ملا لمس۔ اس نے اپنے دوسرے ہاتھ کو اس ہاتھ پر رکھا۔ اسے گویا جنت مل گئی۔

"چلیں؟"

کسی مرد نے آکر اسے پکارا۔ بدر نے پلک جھپکی۔ اذیت اور ڈھیروں اذیت۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" وہ جو بھی تھا پریشان ہوا۔ بدر نے کچھ نہیں کہا۔ وہ مڑا، قدم باہر بڑھے، ہاتھ پر اب بھی نظر تھی۔ ہاتھ پر اب بھی ہاتھ تھا۔

اگلے کئی مناظر اس کے ذہن میں نہیں تھے۔ اسے کمرے میں لے جایا گیا۔ بیان ریکارڈ کیا گیا۔ پھر کیا ہوا وہ نہیں جانتا تھا۔ بس وہ قلم ہاتھ میں تھامے اپنا اور خولہ کا نام لکھتا رہا۔ قصہ گو کا تخیل اس کے ہاتھ پر آبیٹھا۔

وہ وقت کا سلطان نہیں تھا۔ وہ کوئی عام سا انسان تھا۔ اس کے پاس تھوڑی سی زمین تھی۔ خولہ بلال سے اس کا تعلق پاک تھا۔ وہ سرخ لباس والی لڑکی اس کے پاس کھیت میں کھانا لاتی تھی۔ وہ سبز گھاس میں دوڑتی اور وہ اس کا نام پکارتا۔

تخیل اچھا تھا۔ وہ تھی، وہ تھا۔ کوئی اور نہیں تھا۔ کوئی کعب عباس نہیں تھا۔ کوئی رجب بلال نہیں تھا۔ وہ تھا۔ وہ تھی!

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موجودہ منظر میں واپس آؤ تو وہ کٹہرے کی دائیں طرف کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے بیٹھا مجمع ششدر تھا۔ سوائے دو لوگوں کے، خاقان اور کعب۔ خاقان کے چہرے پر سکون تھا اور کعب کا چہرہ سپاٹ تھا۔ بے تاثر۔

"آپ ہوش میں اقبالِ جرم کر رہے ہیں بدر صاحب؟" پرسکیوٹر دلچسپی سے کبھی خولہ کو دیکھتا کبھی بدر کو۔ اسے داستان سمجھ آگئی تھی۔ کسے سمجھ نہیں آئی ہو گی؟

"میں بقائمی ہوش و حواس میں اعتراف کرتا ہوں کہ جمال الدین کا قتل میں نے ہی کیا ہے۔" اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ خولہ کٹہرے میں کھڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مٹے مٹے آنسو کے نشانات تھے۔

"وجہ کیا تھی اس قتل کی؟"

بدر کا وکیل اٹھا۔ چہرے پر پسینہ ابھرا۔

"سر، میں معزز عدالت سے درخواست کروں گا کہ مجھے اپنے مئوکل"...

"وہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے یہ قتل سیلف ڈیفنس میں کیا ہے۔"

بدر عبداللہ جھوٹ بھی یوں بولتا تھا کہ لگتا تھا اس سے بڑا سچا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ وہاں بیٹھا ہر شخص مان گیا
۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ "

خولہ آگے کو ہوئی۔ چہرے پر غصہ ابھرا۔ بدر نے پہلی بار ہوش وحواس میں اسے دیکھا۔ وہ نظر، وہ ایک نظر اور خولہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"پھر آپ وجہ بتائیں گی خولہ کی میں نے وہ قتل کیوں کیا؟" اس لمحے وہ اس شخص سے مختلف لگتا تھا جو کچھ دیر قبل اس کے سامنے قدموں میں بیٹھے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بدر عبد اللہ مختلف تھا۔ وہی حاکم مزاج شخص جسے ناں نہیں کی جاتی۔ یا اس میں کچھ اور بھی تھا۔

"میں ..." اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔ وہ اس کی عزت کی حفاظت کے لیے الزام اپنے سر لے گیا تھا۔ وہ جانتا تھا خولہ بلال کو ہر شے منظور تھی لیکن رسوائی نہیں۔

"آپ جاسکتی ہیں۔ بدر صاحب آپ بیان ریکارڈ کروائیں۔ "

چبوترے پر رکھی کرسی پر بیٹھے جج صاحب بولے تو خولہ نے نفی میں سر ہلاتے کچھ کہنا چاہا۔ یہ غلط تھا۔ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔

"نیچے اتریں خولہ۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

حاکم مزاج شخص، وقت کا سلطان وہ حکم دے رہا تھا۔ خولہ بلال نے اس شخص کا حکم کبھی نہیں مانا تھا لیکن اس وقت اسے یوں بے بسی نے گھیرا کہ وہ بدر کو دیکھتے پیچھے ہٹی۔ کٹہرے سے اترتے وہ کرسیوں کی طرف جا رہی تھی جب بدر کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ کٹہرے کی طرف جاتے جاتے رکا۔

”میں تم پر جان قربان کرنے لگا ہوں ملکہ اور تم یاد رکھو گی کہ ایسی محبت تم سے صرف بدر عبداللہ کر سکتا ہے۔۔“

خولہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ نظر اسے پر جمائے آگے بڑھا۔ نظروں کا تصادم راز کئی کھول گیا تھا۔

”تو بدر صاحب۔ عدالت“....

وکیل کچھ کہہ رہا تھا۔ اس نے نہیں سنا۔ کعب کے ساتھ آ کر بیٹھتے اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ جب کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائے کعب نے آگے کو جھکتے اس کے ہاتھوں کو تھاما۔

”پُر سکون رہو خولہ۔“ کوئی سوال نہیں، کوئی شکوہ نہیں۔ وہ نرمی سے اسے دیکھ کر بولا تو خولہ کو رونا آیا۔ دل کیا وہ اس کے کاندھے پر سر رکھے رو دے۔ لیکن یہاں، ابھی اسے صرف سر جھکائے اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ روکنی تھی۔ باقی سب بے معنیٰ تھا۔

کٹہرے میں کھڑے بیان ریکارڈ کراتے بدر نے یونہی رخ موڑ کر کرسیوں کی سمت دیکھا۔ وہ کعب کے ساتھ بیٹھی تھی۔ کعب نے اس کے ہاتھوں کو تھام رکھا تھا۔ وہ اس کے چہرے کو دیکھتا کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ انہیں دیکھتا رہا۔ خولہ نے اس شخص کے لمس کو کراہت سے کیوں نہیں جھٹکا تھا؟

بدر کی نظر اپنے بائیں ہاتھ پر گئی۔ اس نے اس ہاتھ کی مٹھی بھنیچی۔ نظر واپس پھیر لی۔ گلے میں گلٹی ابھری۔

تجھ کو کیا معلوم تجھے ہارنے والے کچھ لوگ

کس قدر سخت ندامت سے تجھے دیکھتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کاروائی مکمل ہوئی تو وکلاء کے جھرمٹ میں وہ باہر نکلا۔ چہرہ اب بھی بے تاثر تھا لیکن اس کی آنکھیں، وہ آنکھیں دنیا جہاں کا درد سنبھالے ہوئے تھیں۔

"آپ کو اعتراف کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم معاملہ سنبھال لیتے۔ وہ لڑکی گواہی دے رہی تھی کہ آپ نے وہ قتل اس کی عزت کی حفاظت کے لیے کیا تھا۔"

ساتھ چلتا وکیل ناخوش لگتا تھا۔ اگلی پیشی پر اُنہیں معاملہ سنبھالنے کے لیے جانے کیا کیا کرنا پڑتا۔

"میں نے وہ قتل اس کی عزت کی حفاظت کے لیے نہیں کیا تھا۔" راہداریوں میں چلتا وہ بے زار سا بولا۔

"لیکن دنیا یہ بات نہیں جانتی۔ اگر "...

"میرا دماغ مت خراب کرو۔ میری اجازت کے بغیر تم لوگوں نے اسے بلایا۔ کم از کم مجھ سے اجازت لینی چاہیے تھی۔ مجھ سے پہلے قتل نا کرنے کا بیان دینے کو کہا پھر اس عورت سے قتل کی گواہی دلوا رہے تھے۔ بیوقوف۔" وہ غصے سے بڑبڑایا۔

"نواب شاہ صاحب نے "...

"شکل گم کرو اپنی۔ مجھے اپنے بھائی سے بات کرنی ہے۔ "

پولیس وین کے پاس آتے بدر کچھ سختی سے بولا تو وکیل کا منہ بگڑا۔ مزید کچھ کہنے کی بجائے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تو یوسف بدر کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ بے فکر رہیں، میں "...

"مجھے حریرہ سے بات کرنی ہے۔ ہمیں اکیلا چھوڑ دو۔ "

وہ بے تاثر لہجے میں بولا تو یوسف چپ رہ گیا۔

"بھائی "...

"میں نے کہا ہمیں اکیلا چھوڑ دو یوسف۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

یوسف کئی لمحے اسے دیکھتا رہا پھر سر کو خم دیتے پلٹ گیا۔ اس کے چہرے پر ضبط اور دکھ جھلکتا تھا۔

یوسف کے جاتے ھریرہ بدر کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر الجھن تھی۔

"آپ کو واقعی میں اقبالِ جرم نہیں کرنا چاہیے تھا بھائی۔"

"میری بات سنو ھریرہ..." اس نے ھریرہ کی بات نظر انداز کی۔ "آج رات جمال کے گھر جاؤ۔ اس کے بھائی کو مارو، بہن کو مارو یا جو کرنا ہے کرو لیکن اُنہیں مجبور کرو کہ کیس واپس لیں۔ مجھے کل رات اس جیل سے باہر نکلنا ہے۔"

"بھائی۔ میں کیسے کروں گا یہ؟" وہ بوکھلایا۔

"جیسے بھی کروگے لیکن تم یہ کروگے۔ حاشر سے بات کر لینا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا لیکن... تم... یہ... کروگے ھریرہ۔"۔ وہ حکم دیتا وین کے اندر بیٹھا۔ پیچھے میڈیا کو پولیس نے بمشکل سنبھال رکھا تھا۔ اسے اس وقت تنہائی درکار تھی۔

"کیا کہہ رہا تھا بدر؟"

ھریرہ چونک کر مڑا۔ خاقان پشت پر ہاتھ باندھے جانچتی نظروں سے ھریرہ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ تھکی سی سانس لیتا ان تک آیا۔

"مجھے آپ پر اب بھروسہ نہیں رہا۔ اس لیے سوری، میں نہیں بتاؤں گا وہ کیا کہہ رہے تھے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ تمہیں اپنے باپ سے زیادہ عزیز ہے؟" انہیں غصہ آیا تھا لیکن ھریرہ کے سامنے ضبط کر لیا۔

"آپ بھول رہے ہیں بابا، اگر بدر بھائی نا ہوتے تو ہم آج بھی اس چھوٹے سے مکان میں رہ رہے ہوتے۔ آپ آج بھی وہ چھوٹی سی دکان چلا رہے ہوتے۔ ہماری زندگی آج بھی وہی فقیروں والی ہوتی۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے پاس کسی چیز کی کمی نہیں دیکھی۔ اور یہ سب صرف بدر بھائی کی وجہ سے ہے۔ جو احساس کرے اس پر وار نہیں کرنا چاہیے۔" وہ کچھ غم اور دکھ بھرے لہجے میں خاقان کو دیکھتا کہنے لگا جن کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ آئی۔

"یہ سب اس کے باپ کی بدولت تھا ھریرہ۔ مجھے بدر کا باپ یہاں لے کر آیا تھا اور خدا گواہ ہے کہ اس نے مجھ سے گدھوں کی طرح کام کروایا ہے۔ اس کے باپ نے میری بوٹیاں نوچ لی تھیں کام کروا کروا کر۔ کوئی احسان نہیں ہے بدر کا ہم پر۔ اس لیے مجھے خواہ مخواہ کسی گلٹ میں ڈالنے کی کوشش مت کرو۔"

"بہت بہتر۔" اس نے سر کو اثبات میں ہلایا۔ "آپ نا ہوں گلٹی لیکن میں بھی بدر بھائی کی مدد ضرور کروں گا۔"

خاقان اس سے کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن ھریرہ آگے بڑھ گیا۔ ان کی بات زبان پر رہ گئی۔ بمشکل ضبط کرتے اُنہوں نے موبائل نکالتے جہانزیب چوہدری کو کال کی۔ اب معاملہ وہی سنبھال سکتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ریسٹورنٹ کی کھڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ رکھی کرسیوں میں سے ایک پر وہ بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر کعب بیٹھا تھا جو ہاتھ میز پر رکھے سنجیدگی سے خولہ کو دیکھ رہا تھا۔ کعب کے مسلسل دیکھنے پر اس نے جھنجھلا کر سر اٹھایا۔

"کیا ہے؟"

"کیا؟"

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں۔ کوئی مسئلہ ہے؟" وہ ہاتھ سینے پر باندھے کرسی پر پیچھے کو ہوا۔

"ہے مسئلہ۔ مت دیکھو"

"او کے۔" اس نے تابعداری سے سر ہلایا لیکن نظر نہیں ہٹائی۔ خولہ نے اس بار تھک کر اسے دیکھا۔

"تم پوچھ کیوں نہیں لیتے؟"

"بدر عبداللہ کے خلاف گواہی کیوں دی تم نے؟"

"اگر میں جواب نا دوں تو؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

”تو میں تمہارے جواب نا دینے کے فیصلے کا احترام کروں گا لیکن تمہیں یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے خولہ کہ تم مجھ سے یہ بات نہیں چھپا سکتیں۔“ وہ سنجیدہ ہوا۔ کھڑکی سے آتی روشنی اس کی آنکھوں پر پڑ رہی تھی۔ سیاہ آنکھیں روشنی میں پر اسرار سی لگیں۔ خولہ کچھ دیر چپ رہی۔ پھر کوئی فیصلہ کرتے اس نے اپنے ہاتھ میز پر رکھے۔

”بدر عبداللہ نے بھائی کو قتل کیا تھا۔“ کعب کے جھولتے پاؤں تھمے۔ خولہ اسے دیکھتی رہی۔ وہ سینے پر بندھے ہاتھ کھولتا آگے کو ہوا۔ ہونٹ کھول کر کچھ کہنا چاہا پھر رکا۔ شاید اسے شاک لگا تھا۔ خولہ کو یہی لگا۔

”تمہیں کیوں ایسا لگتا ہے؟“ اس نے محتاط سا ہو کر پوچھا۔ مٹھی زور سے بھینچی۔ آنکھوں میں کوئی ضبط سا ابھرا۔

”یوسف نے نین تارہ کو بتایا تھا اور نین تارہ نے مجھے۔“

یوسف.... کعب کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ ابھری۔ اس نے سر جھٹک دیا۔

”اور تم نے یقین کر لیا؟“

”اس کے پاس ثبوت تھا۔ کیا تم یہ بات نہیں جانتے تھے؟“

”مجھے کیسے علم ہو گا؟“ وہ کچھ سنبھلا۔ چہرے کے تاثرات درست کیے۔

”تم بھائی کے پاس سب سے پہلے گئے تھے۔ اس کی لاش تمہیں ملی تھی۔ تم ایک سال تک شہر میں سی ایس ایس کی تیاری تو نہیں کرتے رہے ہو گے۔ وہ دوست کون تھا جسے کال کرنے کا تم نے کہا تھا؟“ وہ مشکوک تھی۔ کعب ہنس دیا۔ اس کی ہنسی اس کی آنکھوں کے تاثرات سے میل نہیں کھاتی تھی۔

”بہت شکی مزاج خاتون ہو تم۔ اپنے شریف شوہر پر شک کر کے کیوں گناہ کمانا چاہتی ہو؟ “

”نہیں نہیں کعب۔ تم سچ جانتے ہو نا؟ ایسے کیسے “...

”میں کیا سچ جانوں گا یار۔ تم...“ وہ بولتے بولتے رکا۔ جیسے ذہن میں کچھ آیا تھا۔۔ خولہ نے اس کی آنکھوں کے تاثر بدلتے دیکھے۔ سوال کی جگہ ایک اذیت نے لی۔

”تم نے مجھ سے شادی اس لیے کی کیونکہ تمہیں نین تارہ نے یہ بتایا تھا کہ بدر عبداللہ تمہارے بھائی کا قاتل ہے؟“ ایک سوال موت جیسا بھی ہوتا ہے۔ اس لمحے خولہ کو یہ سوال موت ہی لگا۔

”کعب...“ وہ لاجواب ہوئی۔ کعب انہی عجیب نظروں سے اسے دیکھتا آگے کو ہوا۔

”بتاؤ خولہ، کیا تم نے مجھے اسی لیے منتخب کیا تھا کیونکہ بدر عبداللہ قاتل ہے؟ یہ انتقام تھا؟ تم نے مجھے انتقام کے لیے استعمال کیا؟“ وہ بے یقین ہوا تھا۔ درد، حزن، غم اس کے لہجے میں کیا نہیں تھا۔ خولہ کو احساس ہوا اس نے کعب کو یہ بتا کر غلطی کر دی تھی۔ یہ سچ تھا کہ اس نے انتقام کے لیے یہ شادی کی تھی لیکن اب ایسا کچھ نہیں تھا۔

"میں.... ایسا "

"بتاؤ خولہ۔" وہ میز پر ہاتھ رکھتے سختی سے بولا تو خولہ کا دل سہما۔ اس نے فوراً سر اثبات میں ہلایا اور کعب کا دل یکدم زور سے ٹوٹا۔ آنکھوں میں درد جمع ہوا۔

"انتقام؟ تم نے اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لیے مجھ سے شادی کی؟ واقعی خولہ" وہ تکلیف سے بولا۔ وہی تکلیف جو اس کے چہرے پر تب تھی جب اس کے سامنے بیٹھ کر خولہ بلال نے کہا تھا کہ وہ بدر عبداللہ سے محبت جیسے گناہ کی مرتکب ہوئی تھی۔

"ایسا تھا کعب۔ میں نے ایسا کیا تھا لیکن پھر سب بدل گیا۔ مجھے اس سے محبت نہیں رہی۔ میں...." وہ سر نفی میں ہلاتے وضاحت کرنے لگی۔ کعب کو ناراض کرنا دل مارنے جیسا تھا۔ وہ شخص ناراض ہو جاتا تو خولہ بلال کے پاس کیا باقی رہتا؟

"اور اگر وہ قاتل نا نکلتا تو تم مجھے منتخب نا کرتیں۔ میں تمہارے لیے کیا رہا ہوں خولہ؟" وہ اسی غم سے کہتے کرسی سے اٹھا۔ خولہ گھبرا کر کھڑی ہوئی۔ کون سا شک؟ کون سی اصلیت؟ اسے سب بھول گیا۔ صرف کعب کی ناراضگی یاد رہ گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں سچ میں، سچ میں اسے بھول کر تم سے مخلص ہوں۔ "

"ایک اور جھوٹ۔ تم نے میرا دل ایک بار پھر زخمی کر دیا۔ "

نفی میں سر ہلاتے وہ دکھ سے کہتا مڑا۔ خولہ تیزی سے اس کے پیچھے گئی۔ باہر پارکنگ میں جاتے کعب اب بائیک سٹارٹ کر رہا تھا۔

"کعب، جیسا تم سمجھ رہے ہو ویسا نہیں ہے۔" اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

"پیچھے بیٹھو خولہ۔"

وہ بنا اس کے چہرے پر نظر ڈالے ضبط سے بولا تو خولہ کو رونا آیا۔

"کعب"..

"پیچھے بیٹھو خولہ۔" وہ دبا دبا سا غرایا تو اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں پھر مڑ کر اس کے پیچھے بیٹھی۔ کعب نے فوراً بائیک سٹارٹ کی۔ وہ اسے کوئی صفائی دینا چاہتی تھی لیکن کعب کا مزاج سرد لگ رہا تھا۔

اللہ یہ کیا ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اندھیرے میں دو سیاہ بڑی گاڑیاں آ کر اس دروازے کے سامنے رکیں تو پل بھر کو صرف ان کے ٹائروں کی آواز ہر طرف گونج کر رہ گئی۔ دروازے کھلے اور اگلی گاڑی میں سے سفید رنگ کے جینز پر اسی رنگ کی ٹی شرٹ پہنے ھریرہ باہر نکلا۔ دوسرے دروازے کو کھول کر سیاہ پینٹ پر گرے شرٹ والا ایک انیتس سالہ لڑکا نکلا جس کے ہاتھ میں پستول تھی۔ ھریرہ ہاتھ جیبوں میں ڈالے اس کے ساتھ آن رکا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”یہیں رہتے ہیں؟ “

”جی سر۔ “

ھریرہ نے ہنکار بھرتے ہاتھ آگے کیا تو لڑکے نے کچھ متذبذب سا ہو کر پستول اس کے ہاتھ میں رکھا۔

”آپ چلا لیں گے؟ “

”تمہیں کیا مجھ پر شک ہے حاشر؟“ وہ خفا ہوا۔ حاشر نے کچھ نہیں کہا۔ آگے کو ہوتے اس نے دروازہ کھولا۔

”پیچھے کوئی آدمی نہیں ٹھہرائے ان لوگوں نے؟“ وہ لکڑی کے دروازے کو دیکھتا پوچھنے لگا تو حاشر نے نفی میں سر ہلایا۔

”سامنے والے دروازے پر دو تین پولیس والے ٹھہرے ہیں۔ جمال کے گھر والوں نے درخواست دی تھی کہ اُنہیں خطرہ ہے۔ ویسے تو ہم وہاں سے بھی جا سکتے ہیں لیکن ممکن ہے ان میں سے کوئی بدر سر کے دشمنوں کو اطلاع کر دے۔ احتیاط ضروری ہے۔ “

دروازہ کھلا تو حاشر آگے بڑھا۔ ھریرہ نے اس کی تقلید میں قدم اندر رکھے۔ یہ گھر کا پچھلا حصہ تھا جہاں سے سامنے آمنے سامنے بنے کمرے اور گیلری نظر آتی تھی۔ ہر طرف سناٹا تھا اور گھر کے نفوس غالباً سو رہے تھے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اٹھاؤ سب کو جا کر۔ لیکن احتیاط کرنا۔" حاشر نے سر کے اشارے سے پیچھے موجود لڑکوں کو حکم دیا تو وہ پھرتی سے آگے بڑھے۔

"دیکھو، پہلے بات چیت سے معاملہ حل کرنے کی کوشش کرنا۔ انہیں دیت کی آفر کرنا۔ فوراً مارنے دھمکانے مت لگ جانا۔"

ھریرہ نے ایک ہاتھ اٹھاتے حاشر کو حکم کم سمجھانا زیادہ چاہا تو وہ خاموشی سے سر ہلا گیا۔

چند لمحوں بعد گھبرائے، پریشان اور بد حواس سے لگتے مردوں کو بدر کے گارڈز صحن میں گھٹنوں کے بل بٹھا رہے تھے۔ عورتیں کانپتی ہوئیں دوسری طرف تھیں۔ ھریرہ مردوں کو وہیں چھوڑ کر ان کی طرف آیا تو وہ ڈر کر پیچھے ہوئیں۔

"ریلیکس۔ ہم صرف بات کرنے آئے ہیں۔ ڈریں مت۔" وہ مسکرایا حاشر نے افسوس سے سر ہلاتے ھریرہ کو دیکھا پھر زمین پر بیٹھے ایک بزرگ اور مرد کی طرف متوجہ ہوا۔ ھریرہ کے برعکس اس کا چہرہ سخت لگتا تھا۔

"بدر عبداللہ کے خلاف کیس دائر کرتے ہوئے تم لوگوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ تم لوگوں نے اگلی ساری زندگی یہیں گزارنی ہے؟ حماقت یا بغاوت؟" اس نے پستول گھماتے ان دو مردوں کو دیکھا تو زمین پر بیٹھے مرد کے چہرے پر تنفر پھیلا۔

"قتل کیا ہے اس نے میرے بھائی کا۔ پھانسی پر نا پہنچایا تو نواز الدین نام نہیں میرا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

''یہ کون ہے؟''ھریرہ حاشر کو دیکھتا ان تک آیا۔

''جمال کا بڑا بھائی ہے۔''

''اوہ۔''اس نے سمجھ کر سر ہلایا پھر اس مرد کی طرف مڑا۔''دیکھیں، ہم مانتے ہیں بھائی سے غلطی ہوئی تھی ۔اُنہوں نے تو اعتراف بھی کر لیا ہے۔اب آپ لوگ دیت لیں اور اُنہیں معاف کر دیں۔''وہ درخواست کر رہا تھا۔حاشر نے ضبط کرتے ھریرہ کو دیکھا۔(کس کو ساتھ بھیج دیا تھا بدر سر نے؟)

''ہمیں دیت نہیں قصاص چاہیے۔''وہ مرد پھنکارا۔اس سے قبل کہ ھریرہ کچھ کہتا حاشر نے اس کے سامنے آتے اس مرد کے چہرے پر اس قدر زور سے تھپڑ مارا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گرا۔ پیچھے موجود خواتین کی چیخ نکلی۔حاشر نے آگے کو ہوتے نواز کو گریبان سے تھاما۔اس کا ہونٹ پھٹ گیا تھا۔

''سنو لڑکے۔تمہارا بڑا بیٹا صرف دو سال کا ہے۔بیوی تمہاری اپنے بیٹے کی موت برداشت کر سکتی ہے تو مجھے بتا دو۔پہلے اسے مار دیتا ہوں پھر تمہیں۔''وہ غرایا۔ھریرہ ششدر رہ گیا۔وہ آگے بڑھ کر حاشر کو روکنا چاہتا تھا لیکن رک گیا۔

''میں تمہاری دھمکیوں سے نہیں ڈرتا۔'' وہ بے خوفی سے بولا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"ٹھیک ہے۔اس کے بیٹے کو اٹھا کر لاؤ اندر سے۔" اس نے نواز کا گریبان چھوڑ دیا۔ کوئی لڑکا دوبارہ کمروں کی طرف بڑھا۔ کوئی خاتون چیختے ہوئے اسے روکنے لگی لیکن گارڈ کے پستول کی نال کاندھے پر لگی تو وہ روتے روتے چپ ہوئیں۔

چند لمحوں بعد وہی لڑکا روتے ہوئے ننھے لڑکے کو اٹھائے باہر آیا تو نواز جھٹپٹایا۔ حاشر نے پستول اس بچے کے سینے پر رکھی۔ ھریرہ نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"حاشر۔" وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔ حاشر نے نظر اٹھا کر آنکھوں سے اشارہ کیا تو ھریرہ چپ رہ گیا۔ اس کا دل خراب ہو رہا تھا۔ حاشر واپس نواز الدین کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں بہت ظالم ہوں نواز۔ اکلوتا وارث ہے تمہارا۔ جان سے جائے گا۔ کیوں مر چکے بھائی کے پیچھے اپنے بیٹے کو مارنا چاہتے ہو۔"

"میں نے کہا نا میں نہیں ڈرتا تم سے۔" وہ جھپٹایا۔ پیچھے کھڑی عورتیں زمین پر بیٹھی رو رہی تھیں۔

"اسے کچھ مت کرو۔ مجھے پیپر دو۔ میں انگوٹھا لگاتا ہوں۔"

زمیں پر بیٹھا بزرگ بمشکل بولا۔ نواز نے گرفت سے آزاد ہونا چاہا۔

"ابا"....

"تمہارا باپ سمجھدار ہے۔ ھریرہ سر، کاغذات نکالیں پلیز۔" اس نے ششدر کھڑے ھریرہ کو مخاطب کیا تو وہ چونکا۔ جیب سے کاغذ نکالتے اس نے سن ذہن سے پیچھے کھڑی خواتین کو دیکھا۔ کانپتی، روتی ہوئیں تین عورتیں۔ بے بسی کا عملی مظاہرہ۔ پھر اس نے نیچے بیٹھے بزرگ کو دیکھا۔ وہ رو رہے تھے۔ ایک باپ اپنی بے بسی پر رو رہا تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار کسی بزرگ کو اتنی شدت سے روتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر اس کی نظر نواز پر گئی۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں نم تھیں۔ ھریرہ کا دل خالی ہوا۔ ہر شے سے اچاٹ۔ اس نے کاغذ پٹخ کر حاشر کو دیا۔

"میں باہر ہوں۔"

وہ بنا ان سب پر دوسری نظر ڈالے باہر بڑھ گیا۔ گاڑی کے پاس پہنچتے اس نے لمبے لمبے سانس لیے۔ اس کا دل بھاری ہو رہا تھا۔ گلے میں پھانس اٹک گئی تھی۔ چہرے پر ہاتھ پھیرتے اس نے خود کو پرُسکون کیا۔ حاشر اور گارڈز باہر آرہے تھے۔ اس کا چہرہ جیت کے باعث چمک رہا تھا۔ ھریرہ رک کر اسے دیکھتا رہا۔

"کام ہو گیا ہے۔ بدر سر کل باہر ہوں گے۔" اس نے مسکراتے ہوئے ھریرہ کو دیکھا لیکن مسکراہٹ مدھم ہوئی۔

"تشدد کی کیا ضرورت تھی حاشر؟" وہ دبا دبا سا چلایا۔

"وہ ایسے کبھی معافی نامے پر سائن نا کرتے سر۔" اسے ھریرہ کا رویہ سمجھ نہیں آیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ ایک بزرگ تھا جسے تم نے زمین پر پٹخا تھا۔ کسی مرد کو اس کے بچے اور بیوی کے سامنے مارا تھا۔ اگ وہ ساری زندگی اپنی بیوی کے سامنے کیسے نظریں اٹھائے گا؟ ہم خون کا سودہ کر رہے تھے۔ اس کا بھی طریقہ ہوتا ہے۔"

"پانچ کروڑ دے کر آیا ہوں سر۔ ان کے لیے بہت بڑی رقم ہے۔ نسلیں سنور جائیں گی ان کی۔ بدر سر نے آگے کی زندگی آسان کر دی ہے ان کے لیے۔ انہیں تو سر کا شکر گزار ہونا چاہیے۔"

ھریرہ اسے دکھ سے دیکھتا رہ گیا پھر نفی میں افسوس سے سر ہلایا۔

"پیسے ان کے بیٹے کے برابر نہیں ہیں۔" وہ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ حاشر نے گہری سانس لیتے سر جھٹکا۔ ھریرہ کا کیا ہو گا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بدر عبد اللہ کو رسمی کاروائی کے بعد مقتول کے ورثاء کی طرف سے دیت لے کر معاف کر دیا گیا۔ قانون امراء کی جیب میں تھا۔ غریبوں کا خون حقیر سمجھا جاتا تھا سو اس حقیر خون کی قیمت دے کر ایک امیر شخص کی زندگی خرید لی گئی۔ اس نے جیل سے چھوٹنے کے بعد میڈیا سے عدالت کے باہر گفتگو کرتے ہوئے دس فیصد سچ اور نوے فیصد جھوٹ ملا کر پاکستان کے لوگوں کو بتایا کہ جمال الدین نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اسی لیے اسے سیلف ڈیفنس میں یہ قتل کرنا پڑا۔ اس کے باوجود اس نے ورثاء کو دیت کی پیشکش کی اور ان کی

طرف سے معافی نامہ ملنے کے بعد ہی وہ جیل سے رہا ہوا ہے کیونکہ وہ قانون کی بالادستی کو ہر شے سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اگر اس جیسے حکومت کے نمائندے، عوام کے خدمت گزار ہی قانون توڑیں گے تو عام عوام کو کیا پیغام جائے گا؟

وزارت سنبھالنے کے سوال پر اس نے مسکرا کر صرف سر جھٹک دیا۔

"مجھے وزارت کا لالچ کبھی نہیں رہا۔ پارٹی اگر مجھے اس قابل سمجھے گی کہ وزارت مجھے دی جائے تو میں اسے عوام کی امانت سمجھ کر ان کی بھلائی کے لیے استعمال کروں گا۔ ورنہ عوام کے لیے میں ذاتی طور پر بھی کوشش کرتا رہا ہوں اور کروں گا۔"

"سر، محترمہ خولہ بلال کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟ ان کا نام آپ کے ساتھ جوڑا گیا اور کہا گیا کہ یہ قتل آپ نے ان کے لیے کیا تھا؟"

کسی رپورٹر نے سوال کیا تو بدر کی مسکراہٹ تھمی۔ چہرے پر سنجیدگی آئی۔

"میں مخالفین سے اس قدر گھٹیا پروپیگنڈے کی توقع نہیں رکھتا تھا۔ ایک قابلِ احترام خاتون کو صرف میری مخالفت میں ان سب میں گھسیٹنا انتہائی غیر اخلاقی حرکت تھی۔ خولہ صاحبہ میری رشتے دار ہیں اور میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ہمارے درمیان کچھ نہیں ہے جس پر بات کی جائے۔ شکریہ۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

مائیکس اور رپورٹرز کے ہجوم کے بیچ سے گزرتے اسے پولیس کی حفاظت میں گاڑی تک لے جایا گیا۔ رپورٹرز پیچھے لپکے لیکن بدر عبداللہ تک پہنچنا اب مشکل تھا۔ وہ جن سوالوں کے جواب دینا چاہتا تھا، دے چکا تھا۔

۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ لکڑی کا دروازہ دھکیل کر اندر آئی تو دادی سامنے ہی چارپائی پر بیٹھی تھیں۔ تکیے پر قرآن رکھا تھا اور وہ آہستہ آواز سے تلاوت کر رہی تھیں۔ خولہ دھیمے قدموں سے چلتے ہوئے ان کی چارپائی کے پاس آئی۔ جوتا نیچے اتارا اور چارپائی پر بیٹھتے اس نے سر دادی کی گود میں رکھا۔ اُنہوں نے قرآن سے نظریں ہٹا کر اسے گھورا لیکن وہ آنکھیں بند کر گئی۔

چند لمحے وہ قرآن کی تلاوت کرتی رہیں پھر قرآن بند کرتے آنکھوں سے لگایا اور غلاف میں لپیٹ کر تکیے پر رکھ کر خولہ کو دیکھا۔

"کعب کہاں ہے؟"

"کوئی کال کرنی تھی تو چھت پر گیا ہے۔ آجائے تو چلتی ہوں۔"

"آج رات رک جاتیں۔ نین تارہ بھی واپس چلی جائے گی۔ تم دونوں کے بغیر گھر سُونا ہو گیا ہے۔"

اُنہوں نے خولہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”خالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی دادی۔ صبح سے یہیں ہوں۔ وہ تو چاہتی تھیں کہ میں رک جاؤں لیکن میں نے منع کر دیا۔ “

اس نے آنکھیں موند لیں۔

”نین تارہ بھی کہہ رہی تھی یوسف لینے آئے گا۔ اس کے گھر مہمان ہوں گے۔ بدر جیل سے چھوٹ گیا ہے نا۔ “

خولہ چپ چاپ لیٹی رہی۔ نا کوئی جنبش نا کوئی تاثر۔ دادی نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا۔

”کعب کے ساتھ خوش ہو خولہ ؟ “

”میں تو خوش تھی دادی۔ وہ شاید نہیں ہے۔“ اس کی آواز مدھم ہوئی۔

”تم لڑتی ہوں گی نا اس سے۔ زبان پر قابو رکھا کرو۔ شوہر بیوی کی بدمزاجی برداشت نہیں کرتے۔ “

”میں تو اب زبان چلانا بھی بھولنے لگی ہوں دادی۔ اس کے سامنے زبان چلانا نہیں آتا۔“ وہ آنکھیں موندے لیٹی رہی۔ اسے نیند آنے لگی تھی۔ ماں جیسا لمس، بھائی جیسی شفقت، باپ جیسی محبت، دادی کے ہاتھ اور گود میں سب تھا۔

”تمہاری چچی نے کچھ کہا تم سے ؟ “

"زیادہ نہیں۔بس ٹھیک سے بات نہیں کی۔خفا ہیں۔"

"گاؤں والوں نے بہت باتیں کی تھیں خولہ۔وہ بس اسی وجہ سے تھوڑی سی پریشان ہو گئی ہے۔"

"جانتی ہوں۔خولہ بلال بدر عبد اللہ سے ملتی رہی۔خولہ بلال کا کردار ایسا ہے۔خولہ بلال بہت بری ہے۔مانتی بھی ہوں دادی۔"اس نے کچھے تھکے تھکے لہجے میں کہا تھا۔

"تم بدر سے ملی تھیں؟"

"ہاں۔دو تین بار۔جب میں زمانہ جاہلیت میں تھی۔جب میں خود کو عقلِ کل سمجھتی تھی۔جب خولہ بلال کو محرم نامحرم کے اسباق یاد نہیں تھے۔"اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔اسے دادی کی نظروں میں وہ نفرت نہیں دیکھی تھی جو گاؤں والوں کی نظروں میں تھی۔

"میں نے تمہیں اور نین تارہ کو ہر سبق یاد کروایا تھا خولہ۔میں نے بتایا تھا کہ نامحرم آگ ہے۔نامحرم کا "نا" کہتا ہے اس سے دور رہو۔وہ ناہی بتا دیتا ہے کہ یہ شخص تمہارے لیے محرم جیسا نہیں ہے۔"اُنہیں دکھ ہوا۔

"مجھے بھول گیا تھا دادی۔بھائی کا، آپ کا پڑھایا گیا ہر سبق بھول گیا۔مجھے بتائیں اب میں کیا کروں؟"

"تھک گئی ہو؟"

"بہت۔بہت زیادہ۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

دادی نے اپنا ہاتھ اس کے گال پر رکھا تو اس نے بند آنکھیں کھولیں اور ان کا دوسرا ہاتھ تھاما۔

"اللہ کی طرف قدم اٹھالو۔ اس سے محبت کرو۔ وہاں تھکنے والے گرتے نہیں ہیں۔ تھام لیے جاتے ہیں۔ "

"اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا پڑتا ہے؟" اس نے سادگی سے پوچھا۔ دادی ہلکا سا مسکرائیں۔

"جو اللہ کہے وہ مان لو۔ جس سے روکے، رک جاؤ۔ "

"اگر اللہ جس چیز کا حکم دیں وہ کرنا مشکل ہو تو؟ "

"مشکل کچھ نہیں ہوتا۔ جو کام ہم نا کر پائیں وہ ہمیں مشکل لگنا شروع ہو جاتا ہے۔" وہ گال پر سے ہاتھ ہٹا کر دھیرے سے اس کے سر پر پھیرنے لگیں۔

"لیکن دادای، دین تھوڑا سا مشکل نہیں ہے؟ "اس نے جرح کی۔

"دین مشکل نہیں ہے۔ بس ہم سے دین پر عمل نہیں ہو پاتا۔ دین مشکل ہوتا تو کانٹا چبھنے پر گناہ معاف نا کر دیئے جاتے۔ "

خولہ نے ان کے ہاتھ میں تھامی تسبیح کو دیکھا پھر وہ ان کے ہاتھ سے لیتے اس کے دانوں کو دیکھا۔ سفید چمکتے موتے جو تینتیس تھے۔ وہ شاید تسبیحاتِ فاطمہ پڑھ رہی تھیں۔ اس نے بنا کچھ پڑھے ایک دانا گرایا۔

"اگر ہم بہت دور آجائیں دادی۔ اتنا کہ ہمیں لگے اب اللہ کی طرف جانے میں بہت محنت کرنی پڑے گی۔ اگر ہم نے اللہ کو اپنے ہاتھوں سے کھو دیا ہو۔ پھر؟ پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اللہ کے پاس جانے والا سفر بہت طویل ہے۔ میں تھک جاؤں گی۔" اس نے دوسرا دانہ گرایا۔

"کتنا طویل ہے سفر؟"

"بہت۔ اتنا کہ میں اس سفر سے ڈر رہی ہوں۔"

"شہر تک کتنا فاصلہ ہے خولہ؟"

"پندرہ کلو میٹر۔"

"مسجد تک؟"

"چالیس قدم۔"

"تجھے چالیس قدم زیادہ لگ رہے ہیں؟" خولہ نے ایک اور دانہ گرایا۔ اس بار وہ کہیں تسبیح میں جانے کی بجائے دل پر جا لگا۔

"میں نے حدیں توڑی ہیں دادی۔"

"توبہ کی؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

توبہ؟اس بار اس سے دانہ نہیں گرایا گیا۔ اس بار وہ اپنی نظروں سے گری۔ دادی کی گود سے سر اٹھاتے وہ ان کے سامنے بیٹھی۔ گھٹنے کھڑے کر لیے۔ سر گھٹنوں پر رکھا۔ نظریں جھکالی۔ وہ سیاہ رنگ اوڑھے ہوئے تھی۔ چہرے پر تھکن تھی۔ خولہ بلال تھک گئی تھی۔ دادی چپ چاپ خولہ کو دیکھتی رہیں۔

"میں نے نہیں کی۔ میں نے انسان سے معافی مانگی۔ اللہ سے نہیں مانگ سکی۔ میں نے خود سے وعدہ کیا۔ اللہ سے نہیں کر سکی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں شرمندہ تھی۔"اس نے جھکی نظریں اٹھائیں۔ آنکھیں نم تھیں۔"میں اللہ سے شرمندہ تھی۔ میں ہر کسی سے شرمندہ تھی۔"

"دل توڑے ہیں؟"

"ایک نہیں۔ کئی کئی۔ وقت کو پیچھے لے جانے کا کوئی طریقہ ہوتا دادی تو میں وقت کو پیچھے لے جاتی۔ مجھے وحشت ہوتی ہے۔ مجھے برا لگتا ہے۔ مجھے گھٹن ہوتی ہے۔"

"ایک راز بتاتی ہوں خولہ۔"اُنہوں نے وہ تسبیح خولہ کے ہاتھ سے لی۔ اس کا ہاتھ خالی رہ گیا۔"کسی روز تہجد کی نماز پڑھنا۔ کسی روز اللہ سے بات کرنا۔ تمہارے سوالوں کے جواب مجھ سے نہیں دیئے جارہے۔ اللہ دے گا"وہ اٹھ رہی تھیں۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے پاؤں نیچے رکھا۔ خولہ ان کے جانے کے بعد کتنی ہی دیر

WWW.NOVELSHUB.PK

اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی پھر وہ آہستہ سے اٹھی۔ چارپائی کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل تھی۔ جانے چچانے کب رکھوائی تھی۔ وہ اٹھ کر آئینے کے سامنے آئی۔

سیاہ رنگ کی لمبی قمیص پر سیاہ ٹراؤزر تھا۔ دوپٹہ سینے پر پھیلا تھا۔ بال جوڑے میں بندھے تھے۔ ناک کی لونگ چمک رہی تھی۔ اس کی رنگت صاف تھی۔ چہرے پر کوئی داغ نہیں تھا، وہ قدیم زمانے کی کسی شہزادی جیسی لگتی تھی۔ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اس نے خالی ہاتھ دیکھے۔ لمبی انگلیوں والے سفید خوبصورت ہاتھ۔

اس نے اکثر سنا تھا کہ وہ خوبصورت تھی۔ اس نے اکثر سنا تھا کہ وہ نین تارہ سے زیادہ خوبصورت تھی۔ وہ اور نین تارہ ساتھ کھڑی ہوتیں تو سب کی نظر اس پر ہوتی۔ اسے دیکھ کر رک کر دیکھا جاتا۔ اور اب، وہاں کھڑے خولہ بلال کو احساس ہوا نصیب عورت کا خوبصورت ہونا نہیں دیکھتا۔ بادشاہوں کی بیٹیاں کچے مکانوں کی مکین بن جاتی ہیں اور کچے مکانوں کی باسی لڑکیاں محلوں کی مکین بن جاتی ہیں۔

اسے وجدان سے نوازا گیا۔ الہام سے نوازا گیا۔ خولہ بلال کو عرش سے فرش پر پٹخا گیا۔ اس کی خوبصورتی اس کے لیے کچھ نہیں کر سکی تھی۔

اس کے پاس صرف خسارہ آیا تھا۔

اس نے جس شخص سے محبت کی وہ نہیں مل سکا۔

جو ملا اس سے محبت ہونے لگی تو وہ کھو گیا۔

اس کا باپ، بھائی اور ماں کبھی اسے نہیں مل سکے۔

ایک عشق اسے کھا گیا۔

خولہ بلال کی بائیس سالہ زندگی میں بائیس سو خسارے تھے۔ اس نے چاہا کاش وہ چچی جیسی ہوتی، یا اپنی ماں جیسی، یا نین تارہ جیسی، وہ سب عام شکل وصورت کی تھیں لیکن خوش تھیں۔ اسے حسن سے نوازا گیا تھا اور یہ حسن اسے گھن لگا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفید جوگر سے نیچے پڑا پتھر دور پھینکتے اس نے ایک ہاتھ جیب میں ڈال لیا۔ دوسرے ہاتھ سے موبائل کو پکڑ رکھا تھا جو کان پر تھا۔ گھنٹی جارہی تھی اور دوسری طرف سے کال نہیں اٹھائی گئی تھی۔

"ہیلو۔"

بالآخر سپیکر کے پار سے کسی کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"شام کے چار بج رہے ہیں۔"

"بتانے کا شکریہ۔ اللہ حافظ۔"

"تم نے کال کاٹی تو میں وہاں آ کر تمہارا گلا کاٹ دوں گا۔" وہ سختی سے بولا تو حسیب کی نیند اڑ گئی۔ اس نے سو بار اس وقت کو کوسا جب کعب سے اس کی دوستی ہوئی تھی۔

"پوری رات بزی تھا۔ ابھی سو رہا تھا یارر۔" وہ جمائی لینے کی بیچ بولا۔

"جا کر منہ دھو کر آؤ۔"

"نیند اڑ گئی ہے میری۔"

"جا کر منہ دھو کر آؤ تا کہ ان لعنتوں کی پھٹکار صاف ہو جائے جو میں نے کل سے تمہیں بھیجی ہیں۔" وہ تپ کر بولا۔ ایک نظر سیڑھیوں پر ڈالی۔ کوئی نہیں آ رہا تھا۔

"فکر نا کرو۔ میرا ایڈریس نا ملنے پر وہ تمہاری طرف واپس پلٹ آئی ہوں گی۔" حسیب چمک کر بولا۔

"وقت مت ضائع کرو میرا۔ جو کام بولا تھا وہ ہو گیا؟" وہ اکتایا۔

"کون سے پیسے دیتے ہو مجھے جو یوں حکم چلا رہے ہو؟"

"اکاؤنٹ چیک کروا اپنا۔ خون پسینے کی کمائی سے کل ہی دس ہزار بھیجے ہیں۔"

"ایک شرٹ بھی نہیں آتی ان پیسوں سے۔"

"حسیب۔"

"اچھا اچھا..."اس نے بے زاری سے بات کاٹی پھر کچھ سنجیدہ ہوا۔"ویڈیو اور معلومات بھیج دی تھیں بدر عبد اللہ کو۔ جہانزیب چوھدری پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے۔ وہ فی الحال اپنے فارم ہاؤس پر بدر عبد اللہ کی رہائی کا سوگ منا رہا ہے۔"

"اور بدر عبد اللہ؟ وہ خاموش ہے؟"

"طوفان سے پہلے ہمیشہ خاموشی ہی ہوتی ہے۔ دو تین دنوں تک ہمیں جہانزیب چوھدری کے جنازے کا اعلان جامع مسجد میں سنائی دے گا۔"

"اوہوں حسیب۔ بدر جہانزیب چوھدری کو نہیں مارے گا۔"جیب میں ہاتھ ڈالے اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ چہرہ پرسوچ لگتا تھا۔

"کیوں؟"حسیب ٹھٹکا۔

"وہ جہانزیب چوھدری کو مارے گا نہیں حسیب۔ اسے سیاست آتی ہے۔ اس کا دماغ تیز ہے۔ وہ شاطر ہے اور چالاک بھی۔ وہ جانتا ہے کہ جہانزیب چوھدری کو مارنا اسے فائدہ نہیں دے گا۔ دشمنی اپنی جگہ لیکن وہ اسے مارے گا نہیں۔"

"تعریف وہ جو دشمن بھی کرے۔"حسیب گنگنایا۔ کعب کے چہرے پر بدمزگی پھیلی۔

"تم طنز بھی کہہ سکتے تھے۔"

”میں تعریف اور طنز میں فرق سمجھتا ہوں۔ ویسے جہانزیب چوھدری سے تمہاری کیا دشمنی ہے؟“

”میری کیا دشمنی ہو گی؟ تم جہانزیب چوھدری کو چھوڑو اور خاقان پر بھی نظر رکھو۔ وہ اب خاموش نہیں بیٹھے گا۔“ اس نے بات بدل دی۔

”خاقان سے یاد آیا، تمہیں ایک بات بتانی تھی۔“ وہ پر اسرار لہجے میں بولا تو کعب سیدھا ہوا۔

”کیا؟“

”بدر اپنے چچا کے اکاؤنٹس وغیرہ چیک کروا رہا ہے۔ ظاہر ہے اسے علم ہو جائے گا کہ وہ اور جہانزیب چوھدری ملے ہوئے تھے۔“

”یہ ہونا ہی تھا۔ اس کا سب سے پہلا شک خاقان پر ہی جاتا۔“

”ارے نہیں۔ وہ خاقان کے پرسنل اکاؤنٹس چیک کروا رہا ہے۔ اس کے دوستوں کی معلومات بھی۔“

اس بار کعب کچھ چونکا۔ آنکھیں سکڑیں۔

”یہ کیا کرنا چاہ رہا ہے؟“

”کچھ ایسا جو تباہی لائے گا۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم ایسا کرو۔ نظر رکھو۔ خاقان پر بھی اور بدر پر بھی۔ میرے کچھ اور کانٹیکٹس ہیں۔ میں بدر سے پہلے خاقان کی معلومات نکلوانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر"...

"کعب"...

وہ کرنٹ کھا کر پلٹا۔ پیچھے سیڑھیوں پر نین تارہ کھڑی تھی۔

"بعد میں بات کرتا ہوں تم سے۔" موبائل کان سے لگاتے اس حسیب سے کہا پھر کال کاٹ دی۔ نین تارہ اب چل کر اس کے سامنے آن کھڑی تھی۔

"خیریت؟" اس نے جانچتی نظروں سے نین تارہ کو دیکھا۔ (کیا اس نے کچھ سن لیا تھا؟)

"خولہ ٹھیک ہے؟" وہ متذبذب لگ رہی تھی۔

"اسے کیا ہونا ہے؟" وہ ہنوز نین تارہ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ چہرہ اب کسی بھی قسم کے تاثر سے خالی تھا۔

"وہ چپ چپ سی ہے۔ مجھے لگا تم نے اس سے کچھ کہا ہے۔"

"میں کیا کہوں گا اس سے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"عدالت میں تم نے بدر اور خولہ کے بارے میں پوچھا تھا۔ دیکھو، میں نے سب سچ صرف اس لیے بتایا تھا تاکہ تم خولہ کو غلط نا سمجھو۔ اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ واقعی تم سے مخلص ہے۔" وہ تیزی سے بولی تو کعب کے شانے ڈھیلے ہوئے۔

"میں نے خولہ سے اس بارے میں بات نہیں کی نین تارہ۔ وہ نہیں جانتی کہ میں سب جانتا ہوں۔" اس نے تسلی دی لیکن نین تارہ کو تسلی نہیں ہوئی۔

"تم اس سے ناراض تو نہیں ہو؟ "

"میں کیوں اس سے ناراض ہوں گا؟" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"میرا مطلب ہے کہ اس نے بدر سے انتقام لینے کے لیے تم سے شادی کی۔ یہ جان کر تمہیں برا نہیں لگا؟" اس نے جھجک کر کعب کو دیکھا تو اس کے چہرے پر کچھ دکھ سا آیا)مینا آدمی (

"ظاہر ہے مجھے کچھ نا کچھ برا لگا۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میں خولہ سے اس بات پر لڑائی کروں گا۔"

"تم دونوں کے بیچ کے واقعی سب ٹھیک ہے نا؟" وہ اب بھی پریشان تھی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"بالکل۔ سب ٹھیک ہے۔ ہم خوش ہیں۔ تم خولہ سے اس بات کا ذکر مت کرنا کہ میں سب جانتا ہوں۔ وہ خواہ مخواہ گلٹ کا شکار ہو گی اور میں نہیں چاہتا وہ گلٹی ہو۔" نین تارہ نے سر ہلا دیا۔ کعب کتنا اچھا تھا۔ اسے کوئی سازش نہیں آتی تھی، سادہ اور پیارا۔ اسے اچھا لگا۔

"وہ واقعی تم سے مخلص ہے کعب۔"

"جانتا ہوں۔ مجھے اپنی بیوی پر یقین ہے۔"

نین تارہ مسکرائی۔ ایک آخری نظر کعب پر ڈالتے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ خولہ یقیناً کسی اور وجہ سے پریشان تھی۔

اس کے جانے کے بعد کعب نے گہری سانس لیتے سر جھٹکا۔ گردن کو کھجایا۔ پھر ارد گرد دیکھا۔ اس نے تو کچھ نہیں کیا تھا۔ اس نے کیا ہی کیا تھا؟ وہ تو بس اپنی بیوی کو خود پر شک نہیں کرنے دینا چاہتا تھا۔ اب وہ آرام سے اس کی ناراضگی کی پرواہ کرے گی اور اس پر شک نہیں کرے گی۔ ایک بار یہ سارا معاملہ سنبھل جائے پھر سکون ہی سکون ہو گا۔ اس کے علاوہ وہ چاہتا ہی کیا تھا؟ اور کیا ہی کیا تھا اس نے؟ (بچارا کعب۔ کتنا اچھا تھا نا؟)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی حویلی کے ڈائننگ ٹیبل پر اس وقت حویلی کے تمام نفوس موجود تھے۔ سربراہی کرسی پر بدر بیٹھا تھا۔ سیاہ ٹراؤزر پر سیاہ ٹی شرٹ پہنے وہ عام سے حلیے میں تھا۔ اس کی دائیں طرف ھریرہ اور اس کے ساتھ خاقان بیٹھے تھے۔ بائیں طرف یوسف اور اس کے ساتھ نین تارہ بیٹھی تھی۔ حسینہ اور مسکان خاقان اور نین تارہ کے ساتھ آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔

"تم حاشر کو ساتھ لے کر گئے تھے نا؟" موبائل سے کچھ دیکھتے بدر نے ھریرہ کو مخاطب کیا تو وہ سر ہلا گیا۔

"جی۔ آپ کا حکم تھا۔ ناں کیسے کرتا؟" وہ کچھ تھکا تھکا سا لگتا تھا۔ آنکھیں رتجگے کا شکار محسوس ہوتی تھیں۔

"ان معاملات میں تھوڑی دلچسپی لو ھریرہ۔ بزنس اور زمینیں تمہیں ہی سنبھالنی ہیں۔"

کانٹے کی مدد سے آملیٹ اٹھاتے اس نے منہ میں ڈالا۔ وہ یوں تھا گویا پچھلے چند دن زندگی میں آئے ہی نہیں تھے۔ بدر عبداللہ واپس آچکا تھا۔

اس کی بات پر یوسف کا چہرہ پھیکا پڑا تھا۔ نین تارہ نے بدر سے نظر ہٹا کر یوسف کو دیکھا۔ اسے برا لگا تھا۔

"مجھے دلچسپی نہیں ہے ان سب میں بھائی۔"

"مجھے کچھ کہنا تھا۔ کیا آپ سب لوگ سن سکتے ہیں؟"

حسینہ کے کھنکارنے پر بیک وقت سب کی نظریں ان کی طرف مڑیں تو اُنہوں نے ہاتھ میں تھاما گلاس میز پر رکھا۔

”اقبال بھائی سے چند دن پہلے میری ملاقات ہوئی تھی۔ وہ لوگ ہمارے گھر آنا چاہ رہے ہیں۔ “

مسکان کا چہرہ یکدم زرد پڑا۔ نظر میز پر گئی۔

”اقبال کون؟“ موبائل پر کوئی میسج دیکھتے بدر نے سرسری سا پوچھا۔

”میری بہن کے دیور ہیں۔ وزارت خزانہ میں ہوتے ہیں۔ “

”وہی جنہیں کرپشن کے الزام میں معطل کر دیا گیا تھا؟ “

وہ ہنوز موبائل دیکھ رہا تھا۔ حسینہ نے ضبط سے اسے دیکھا۔

”کرپشن کے الزام میں معطل ہونا قتل کے الزام میں جیل جانے سے بہتر ہے۔ “

خاقان نے اسے دیکھتے ناگواری سے کہا۔

”ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ بہر حال وہ یہاں کیوں آنا چاہتے ہیں؟“ اسے گویا فرق نہیں پڑا تھا۔ حسینہ نے خراب ہوتا موڈ بہتر کرنا چاہا۔

”ان کا بیٹا امریکہ میں کسی سرکاری پوسٹ پر ہے۔ مسکان کے لیے اپنے بیٹے کا ہاتھ مانگنا چاہ رہے ہیں۔ “

مسکان کا ہاتھ میز کو کھرچتا رہا۔ آنکھوں میں نمی سی ابھری۔ بدر نے کوئی میسج بھیجتے نظر اٹھا کر مسکان کو دیکھا پھر ھریرہ کو جو مسکان کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"مسکان راضی ہے تو بلا لیں۔"

"وہ کل آنا چاہ رہے ہیں۔ اگر تم گھر پر ہو تو بلا لیتے ہیں۔"

"کوشش کروں گا لیکن ممکن ہے میں ناں آسکوں۔"۔اس کے موبائل پر کال آرہی تھی۔ مزید گفتگو روک کر اس نے کال اٹھائی۔ دوسری طرف کچھ کہا گیا۔ وہ چند لمحے سنتا رہا۔

"بہت افسوس ہوا۔ بتانے کا شکریہ۔"

اس نے کال کاٹ دی۔ چہرے پر نام کا افسوس بھی نہیں تھا۔ کال کاٹ کر اس نے نیپکن سے ہونٹ تھپتھپائے پھر اٹھ کر حاضرین کو دیکھا۔

"جہانزیب چوھدری کا کل رات بہت شدید ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔ ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ وہ اب کبھی چل نہیں پائے گا۔"

خبر پڑھنے والے انداز میں اطلاع دیتے اس نے موبائل اٹھایا۔ کسی کو اس خبر سے فرق نہیں پڑا تھا سوائے خاقان کے، جن کا چہرہ زرد ہوا تھا۔

"ایکسیڈینٹ کیسے؟" وہ بمشکل بول سکے۔ بدر نے نظر اٹھائی۔

"ہو جاتے ہیں ایکسیڈینٹ چچا۔ بے دھیانی میں ہو ہی جاتے ہیں۔"

کچھ تھا اس کی آواز میں کہ خاقان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ بدر اب موبائل کان سے لگائے اوپر جا رہا تھا۔ خاقان کی گردن تک پسینے میں ڈوبی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوپہر کا سورج ڈھلنے لگا تھا۔ سردیوں کی آمد میں ایک ماہ باقی تھا۔ گاؤں کی شامیں اب نرم سی ہونے لگی تھیں ۔

انہی شاموں میں سے اس شام اپنے گھر کے صحن میں آم کے درخت تلے بیٹھی خولہ نے پیلے رنگ کا سوٹ پہن رکھا۔ دوپٹہ سینے پر تھا اور بال کھلے تھے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے نہا کر صحن میں آئی تھی اور اب صفیہ کے ساتھ سبزی بنوا رہی تھی۔

"کعب کہاں غائب ہے آج کل؟" کریلے چھیلتے صفیہ نے سامنے بیٹھی خولہ سے پوچھا تو اس نے نظر اٹھائی۔

"میں نہیں جانتی۔"

"لو۔ نظر رکھا کرو شوہر پر۔ آنے جانے کا پوچھا کرو۔"

"وہ بتاتا نہیں ہے خالہ۔"

"ناراضگی چل رہی ہے کیا تم دونوں کی؟" اُنہوں نے غور سے خولہ کو دیکھا۔ وہ بدلی بدلی سی لگتی تھی۔ چپ چپ، سنجیدہ۔

”نہیں۔ وہ کیوں ناراض ہو گا مجھ سے؟“

”ہاں۔ وہ کیوں ناراض ہو گا تم سے۔“ انہوں نے سر ہلایا۔ ”تم سے تو ناراض نہیں ہو سکتا۔ بڑی محبت کرتا ہے تم سے۔“

صفیہ کا خیال تھا اس بات پر خولہ شرمائے گی لیکن وہ چپ چاپ سبزی کاٹتی رہی۔ انہوں نے دوبارہ بات شروع کی۔

”جب تم پیدا ہوئی تھیں تو پانچ سال کا تھا یا چھے کا تھا، تب شیدے کی فصل کو آگ لگی تھی، ہاں چھ کا تھا شاید۔“ انہیں حساب بھولنے لگا لیکن پھر سر جھٹک دیا۔ ”ہم ہسپتال گئے تو ٹکٹکی باندھے تمہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے تو اسی دن سوچ لیا تھا تمہیں اپنے کعب کی دلہن بناؤں گی۔ خدا کی کرنی تھی کہ تمہاری ماں کی زندگی مختصر رہی ورنہ بچپن سے ہی بات طے کر دیتی تم دونوں کی۔“

اس نے کریلے کاٹ کر سائیڈ پر رکھ دیے اور پیاز اٹھائے۔ سر اب بھی جھکا ہوا تھا۔ صفیہ کو نظر نہیں آیا کہ اس کے چہرے کے تاثرات کیا تھے۔

”بچپن سے ہی تمہارے اور رجب کے ساتھ رہتا تھا۔ میں جتنا کہتی کہ رجب اور خولہ کے علاوہ بھی دوسرے دوستوں کے ساتھ کھیل لیا کرے لیکن میری کہاں سنتا تھا۔ حسین بھی تو تھا۔ پورے گاؤں سے دوستی تھی اس کی۔ لیکن کعب اپنے بھائی سے بالکل مختلف تھا۔ شروع سے اس کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ اس کے ابا کہتے تھے بڑا ہو کر یہ جاسوس بنے گا۔“ وہ ہلکا سا ہنسیں۔ خولہ نے پہلی بار سر اٹھایا۔

”خالو اور حسین بھائی کو کس نے مارا تھا خالہ؟“

صفیہ کی ہنسی تھمی۔ وہ خولہ کو دیکھتی کسی غم میں گم ہوئیں۔

”زمین پر جھگڑا تھا۔ کئی ایکڑ زمین تھی جس پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا ان لوگوں نے۔ کعب تب اسلام آباد پڑھ رہا تھا۔ اس کے ابا نے کیس کیا۔ کیس تو ہم جیت گئے لیکن ان لوگوں نے میرے بیٹے اور شوہر کو قتل کر دیا۔ زمین پر بھی دوبارہ قبضہ کر لیا۔“ ان کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ اسی لمحے دروازہ کھول کر کعب اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے۔ سر جھکا ہوا تھا۔ صحن میں آتے اس نے خولہ پر سرسری سی نظر ڈالتے صفیہ کو دیکھا۔

”امی۔ پرانے کاغذات کہاں ہیں زمینوں کے؟“

خولہ نے آواز سنتے دوبارہ پیاز کاٹنے شروع کر دیے۔ آنکھیں جل اٹھیں۔ جانے وہ پیاز کی وجہ سے تھیں یا کعب کے اسے نظرانداز کرنے کی وجہ سے۔

”کون سے کاغذات؟“

”وہی۔ باغات والی زمینوں کے جن پر کیس ہوا تھا۔ مجھے وہ چاہئیں۔“ وہ جلدی میں لگ رہا تھا۔

”کہیں بڑی صندوق میں رکھے ہوں گے۔ اب کہاں ڈھونڈوں؟“ انہوں نے کعب کو گھورا۔

”میں مدد کرتا ہوں۔ آئیں۔“

"چاہئیں کیوں؟"

"کیس دوبارہ کرنا ہے۔"

اس نے دیکھا تھا کہ خالہ کے چہرے پر کوئی سایہ سا گزرا تھا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے اپنی زمین واپس چاہئیے امی۔ ہم کیس پہلے بھی جیتے تھے۔ اگر ان لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہے تو میں اپنی زمین دوبارہ چھڑواؤں گا۔" وہ سنجیدہ تھا۔ از حد سنجیدہ۔

"میں نہیں کرنے دوں گی۔ مجھے اپنا دوسرا بیٹا نہیں کھونا۔ وہ تمہیں بھی مار دیں گے۔" وہ خوفزدہ ہوئیں۔ خولہ نے رخ موڑ کر کعب کو دیکھا۔

"کون مارے گا امی؟ وہاں مارنے کے لیے کون بچا ہے اب؟ آپ مجھے کاغذات ڈھونڈ دیں بس۔ کچھ چیزیں دیکھنی ہیں۔" وہ بضد تھا۔

"خالو اور حسین بھائی کو کس نے مارا تھا؟" اس نے سوال دوبارہ دہرایا۔ اس بار مخاطب کعب تھا، جس نے اس سوال پر پہلی بار اسے دیکھا تھا۔ چند لمحے دیکھتا رہا۔

"جہانزیب چوھدری نے۔"

اس کی آواز بے تاثر تھی۔

"یہ کون ہے؟"

"سابق ممبر قومی اسمبلی۔ امی، آپ چلیں" گویا اتنا تعارف کافی تھا۔ وہ دوبارہ صفیہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے کعب۔" صفیہ ہنوز ڈری ہوئی تھیں۔

"کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے امی۔ جہانزیب چوھدری کا کل رات ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔ وہ چلنے پھرنے کے قابل بھی نہیں رہا۔ اولاد اس کی کوئی ہے نہیں۔ مجھے کون نقصان پہنچائے گا؟" وہ تحمل سے بولا تو صفیہ کچھ متذبذب ہوئیں پھر گویا ہار مان کر اٹھیں۔

"اپنی منواتے ہو ہمیشہ۔ مجال ہے جو ماں کی سن لو۔"

وہ حسبِ عادت اسے ڈھیروں طعنے مارتے آگے بڑھیں۔ کعب تابعدار سا ان کے ساتھ اندر گیا۔ خولہ رخ موڑے ان دونوں کو دیکھتی رہی۔ اسے کعب کی فکر ہوئی تھی۔ وہ کیا کر رہا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھٹن کا احساس تھا یا شاید کوئی آواز جب خاقان کی آنکھ کھلی۔ چند پل ذہن منجمد رہا پھر اعصاب بیدار ہوئے تو یاد آیا کہ وہ پڑھتے پڑھتے سو گئے تھے۔ سینے پر رکھی کتاب ہٹاتے انہیں ایک اور احساس ہوا کہ اُنہوں نے کمرے کی لائٹس بند نہیں کی تھیں لیکن اب وہ بند تھیں۔ اور تبھی ان کی نظر بیڈ کے سامنے گئی۔ تھری سیٹر

صوفے پر کوئی بیٹھا تھا۔ٹانگ پر ٹانگ جمائے دونوں بازوں صوفے پر پھیلائے وہ اندھیرے میں تھا۔خاقان چونکے۔

"کون؟ "

"کیسے ہیں چچا؟۔"اس کی آواز میں ٹھنڈک تھی۔ سرد، کہر زدہ دنوں جیسی ٹھنڈک۔خاقان کے جسم میں سرد سی لہر دوڑی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"انہیں احساس ہوا کمرے میں صرف اندھیرا نہیں گھٹن بھی تھی۔حسینہ مسکان کے ساتھ سو رہی تھیں۔وہ رشتے کے لیے نہیں مان رہی تھی تو وہ اسے قائل کرنے پر لگی ہوئی تھیں۔

"جب میں بارہ سال کا تھا جب ایک دن سیڑھیوں سے اترتے ہوئے مجھے دروازے سے داخل ہوتے ایک مرد نظر آیا۔"اس کے ہاتھ میں سگار تھا۔ایک ہاتھ منہ تک لے جاتے اس نے کش لیا۔خاقان دم سادھے اسے دیکھتے رہے۔"اس کے ساتھ ایک عورت تھی۔ایک لڑکا اور لڑکی۔بابا نے بتایا وہ ان کے بھائی ہیں اور ان کا نام خاقان ہے۔میں جب چھوٹا تھا تو دادا ایک ترک کہاوت سناتے تھے کہ جب کوئی کہے کہ وہ تمہارا بھائی ہے تو پوچھ لیا کرو کہ ہابیل یا قابیل؟ بابا شاید پوچھنا بھول گئے تھے لیکن یہ سوال میں کر لیتا ہوں۔آپ ان کے کون سے بھائی تھے؟ہابیل یا قابیل؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے آگے کو ہوتے سگار کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑی تو خاقان کو اس کا چہرہ نظر آیا۔ اس کے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ آنکھیں سرخ تھیں اور اس کے ہونٹ مسلسل سگار نوشی کے باعث سیاہ ہو رہے تھے۔ خاقان کے گلے میں سانسیں اٹکنے لگیں۔ گھٹن بڑھ گئی۔ انہوں نے قمیص کا اوپری بٹن کھولا۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہو؟'' وہ بمشکل بولے۔ ماتھے پر پسینہ ابھرا۔

''آپ نے سوال کا جواب نہیں دیا۔ خیر، میں ایک اور قصہ سناتا ہوں۔'' وہ دوبارہ سے صوفے پر پیچھے کو ہوا۔ ''جب بابا کی موت ہوئی تو ڈاکٹرز کا کہنا تھا ان کی موت کی وجہ ہارٹ اٹیک ہے۔ میں نے مان لیا کیونکہ یہ ممکن تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ میں بہت مصروف ہو گیا۔ الیکشنز، بزنس، ہر شے مجھے دیکھنی پڑی۔ پھر ڈھائی سال بعد مجھے کسی نے ایک مقدمے میں جیل بھیج دیا۔ میں نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ پتا لگوائیں ان سب کے پیچھے کون ہے؟ تحقیقات کرنے پر علم ہوا یہ سب جہانزیب چوہدری کا کام ہے۔ معلوم نہیں اس کا کون سا دشمن ہے جس نے میرے آدمیوں کو اس کی چند ویڈیوز اور معلومات بھیج دیں۔ میں گٹھلیاں نہیں گنا کرتا، اس لیے فرق نہیں پڑا کہ آم بھیجنے والا کون تھا۔'' وہ رکا۔ آواز ہنوز سرد تھی، خاقان کے اردگرد گھٹن مزید بڑھی۔ ان کے دل میں ہلکا سا درد ہو رہا تھا۔

''بدر، تم''...

''لیکن چچا، یہاں ایک ٹوئسٹ ہے۔ جہانزیب چوہدری کے اکاؤنٹس کی تفصیلات نکلواتے ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ اس نے اپنے خفیہ اکاؤنٹ سے ایک بھاری رقم ایک دوسرے اکاؤنٹ میں بھیجی ہے۔ اس اکاؤنٹ

کے مالک کو علم نہیں تھا لیکن میں جانتا تھا وہ اکاؤنٹ کس کا ہے۔" وہ ایک بار پھر رکا۔ سگار والا ہاتھ صوفے پر رکھا۔ انگارہ کپڑے کر لگا۔ خاقان نے نفی میں سر ہلایا۔ انہیں سانس لینے میں دقت ہو رہی تھی۔ بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا گلاس اٹھاتے اُنہوں نے غٹاغٹ پانی پیا۔ درد مزید بڑھا۔ بدر خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے سگار دوبارہ ہونٹوں سے لگا کر دھواں فضا میں چھوڑا۔

"اس اکاؤنٹ کے مالک کا نام حسینہ خاقان ہے۔ پھر میں نے تھوڑی اور تحقیات کروائیں تو وہ اکاؤنٹ ان خاتون کے شوہر استعمال کر رہے تھے۔ یعنی آپ۔" بے تاثر لہجے میں کہتے وہ آگے کو ہوا تو خاقان کو اس کے چہرے پر نفرت نظر آئی، سفاکیت، ان کا سانس اکھڑنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا تھا؟

"اس نے... اس نے مجھے... مجبور کیا تھا۔" وہ بمشکل بولے۔ درد، شدید درد، جان کنی جیسا درد۔ بدر دھیرے سے ہنس دیا پھر اس کی ہنسی بلند ہوئی پھر وہ قہقہ لگائے ہنسنے لگا۔ سر پیچھے کو گرائے۔ اتنا کہ آنکھیں نم ہو گئیں۔

خاقان سینے کو مسلتے اٹھنے لگے لیکن ہمت ختم ہو گئی۔ بدر ہنستے ہنستے سیدھا ہوا۔ ایک زکام زدہ سانس اندر کھینچی پھر سر جھٹکا۔

"میں جھوٹا ہوں اس لیے جھوٹ فوراً پکڑ لیتا ہوں۔ گناہ مت کمائیں۔ واپس کہانی کی طرف آتے ہیں۔ تو ان اکاؤنٹس کی تفصیلات نکلواتے مجھے آپ کے دوسرے اکاؤنٹ کا علم ہوا جس سے دو سال پہلے ایک اچھی خاصی رقم کسی ارشد کھوکر کو بھیجی گئی تھی۔ یہ شخص کسی کیمیکل بنانے والی کمپنی کا ملازم ہے اور ایک خاص

WWW.NOVELSHUB.PK

بات جو مجھے علم ہوئی کہ یہ لوگ ایسی دوائیاں بھی بنا سکتے ہیں کہ اگر کسی کو وہ دی جائیں تو وہ ایسی موت مرتا ہے کہ سب کو لگتا ہے یہ طبعی موت تھی۔ مثلاً" اس نے ہاتھ تھوڑی پر رکھ کر کھجایا" مثلاً ہارٹ اٹیک۔ "

خاقان کو احساس ہوا ان کا دل بند ہو رہا تھا۔ انہوں نے کھانسنے کی کوشش کرتے بدر کو دیکھا۔ وہ اب دوبارہ سے اندھیرے میں تھا۔ خاقان کا سر نفی میں ہلا۔

"بدر... میں نے... میں نے کچھ نہیں کیا۔ "

"اب آتے ہیں خولہ کی طرف۔ تو گاؤں میں اس کا نام اچھالا گیا۔ بدر عبداللہ اور خولہ بلال۔ اچھا لگتا ہے سننے میں لیکن صرف مجھے۔ آپ کو خولہ کی پسند کا دھیان بھی رکھنا چاہیے تھا چچا۔ اسے اچھا نہیں لگا کہ میرا نام اس کے ساتھ جوڑا گیا۔ اور کیونکہ اسے اچھا نہیں لگا تو مجھے بھی نہیں لگا۔ اور مجھے اچھا نہیں لگا تو آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ ملازمہ، کیا نام تھا اس کا؟ وہ اس حویلی میں دوبارہ نظر نہیں آئے گی۔ اس کی سزا میں اسے دے چکا۔ اور اب آپ کی سزا کا وقت ہے۔" اس نے سگار لبوں پر رکھا۔ گہرا کش لیا اور دھواں فضا میں خارج کرتے سر صوفے پر رکھا۔ چہرے پر درد چھا گیا۔ خاقان اب سینہ مسل رہے تھے۔ ان کے اندر اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔

"وہ میرا باپ تھا۔ میں انہیں پسند نہیں کرتا تھا لیکن وہ میرا باپ تھا۔ آپ کسی کے باپ کو کیسے مار سکتے ہیں؟ کیسے چچا؟" وہ چھت کو دیکھتے دکھ سے بولا۔ خاقان نے نفی میں سر ہلایا۔

"ھریرہ... ھریرہ کو... بلاؤ۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

”وہ میری پسند تھی، محبت، عشق، آپ کو اسے رسوا نہیں کرنا چاہیے تھا۔“ اس نے گویا خاقان کو نہیں سنا تھا۔ وہ اب بھی چھت کو دیکھتا دکھ سے بول رہا تھا۔

”ھریرہ“...

”وہ نہیں سنے گا۔ اس تک آپ کی آواز نہیں جائے گی۔ آپ کی آواز صرف میں سنوں گا۔“

”وہ... وہ تمہیں معاف... نہیں...“ آواز اٹک گئی۔ درد گلے تک آن پہنچا تھا۔ جسم سے جان نکلتے گلے تک آگئی تھی۔

”مجھے اس کی معافی چاہئیے بھی نہیں۔ اسے کبھی علم نہیں ہو گا۔ ہارٹ اٹیک سے جو لوگ مریں ان کی موت پر شک نہیں کیا جاتا۔ ہماری گفتگو کی طرف واپس آتے ہیں۔“ صوفے پر بیٹھے، ٹانگ موڑ کر پاؤں گھٹنے پر رکھے وہ سر پیچھے کی طرف گرائے ہوئے تھا۔ اس کے سامنے ایک مرد مر رہا تھا اور اسے پرواہ نہیں تھی ”وہ میری اکتیس سالہ زندگی کی واحد خوشی تھی۔ اسے مجھ سے چھین لیا گیا۔ پھر کوئی مجھ سے فراخدلی کی توقع کیسے کر سکتا ہے؟“

اس نے رخ موڑا۔ خاقان کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ آنکھیں ابل رہی تھیں۔ بدر کو افسوس ہوا۔

”آپ کو میرے ساتھ یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں بہت ظالم ہوں۔ مجھے رحم کرنا نہیں آتا۔ آپ کو سمجھنا چاہیے تھا کہ جس دن مجھے علم ہوا کہ خولہ کی رسوائی، میرے جیل جانے اور میرے باپ کی موت کے

پیچھے آپ کا ہاتھ تھا۔ اس دن میں آپ کو بھی ویسی ہی موت دوں گا جیسی آپ نے میرے باپ کو دی تھی۔
"

خاقان کو سنائی نہیں دیا۔ وہ وحشت زدہ تھے۔ آنکھیں پھٹ رہی تھیں۔ ہاتھ سینے پر تھا۔

"ھر...یر"..

آواز اٹک گئی۔ جسم بے جان ہو گیا۔ ان کا ہاتھ نیچے گرا۔ سانس بند ہو گئی۔ بدر کو دیکھتی آنکھیں اسی پر جم گئیں۔

"میں دشمنوں کو معاف نہیں کیا کرتا۔ نا آپ کو کروں گا نا یوسف، نا کعب اور نا جہانزیب چوھدری کو۔ بدر عبداللہ معاف نہیں کیا کرتا، وہ سزا دیتا ہے۔"

وہ راکھ جھاڑتا صوفے سے اٹھا۔ چند لمحے رک کر سامنے پڑی لاش کو دیکھا۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت برے انسان تھے۔ اللہ جہنم میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں آمین۔" افسوس سے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے وہ دھیمے قدموں سے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھولتے اسے احتیاط سے بند کیا۔ پھر انہی دھیمے قدموں سے وہ سیڑھیاں اترتا دکھائی دیا۔ لاؤنج سے اندرونی دروازے کی طرف۔ وہاں سے وہ صحن کی طرف آیا تو قدم رکے۔ یوسف موبائل کان سے لگائے صحن میں ٹہل رہا تھا۔

بدر نے ہاتھ میں تھامی گن آہستہ سے اوپر اٹھائی۔ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔

”تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا یوسف۔ تمہیں اپنے بھائی کے ساتھ یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔“ وہ آہستہ سے بولا۔ ہاتھ میں مزید کپکپاہٹ اتری۔ اس نے ٹریگر پر ہاتھ رکھا جب کانوں میں کوئی آواز گونجی۔

”بھائیوں کو معاف کر دیا کرتے ہیں بدر۔ “

”لیکن اس نے میرے جوتے بنا اجازت اٹھائے ہیں امی۔“ خفا لگتا بارہ سالہ لڑکا اور نرم چہرے والی کوئی عورت۔

”جو تمہارا ہے وہ اس کا ہے۔ “

”نہیں۔ جو میرا ہے وہ صرف میرا ہے۔ وہ کسی کا اور کا نہیں ہے۔ “

خاتون ہنس دیں۔ پھر اسے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔

”بھائی ”کسی“ نہیں ہوتا۔ بھائی صرف بھائی ہوتا ہے۔ اسے معاف کر دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ بھائی کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ “

اس کا ہاتھ نیچے آن گرا۔ کپکپاہٹ لبوں تک منتقل ہوئی۔ آنکھوں میں نمی سی ابھری۔

”کاش، آپ نا مرتیں امی۔ کاش آپ نا مرتیں۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ پھر انہی دھیمے قدموں سے اندر کی طرف بڑھا۔ اس کے جسم پر تھکن تھی لیکن وہ چل رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خاقان کے مرنے کی خبر حویلی والوں کو صبح ملی تھی۔ جب ھریرہ اُنہیں بلانے ان کے کمرے میں گیا۔ دستک دینے پر دروازہ نہیں کھلا تو وہ اچھنبے سے اندر داخل ہوا اور اس کے جسم پر موت اتار دی گئی۔ سامنے بیڈ پر مردہ وجود اس کے باپ تھا۔ وہ کئی لمحے ساکت کھڑا رہ گیا۔ پھر آہستہ سے ان کے بیڈ کے پاس گیا۔ کانپتے ہاتھوں سے ان کے کاندھے کو چھوا۔ کوئی جنبش نہیں ہوئی۔

"بابا..." اس نے دھیرے سے پکارا۔ کوئی حرکت نہیں۔ اسی لمحے کوئی ملازم کمرے کے سامنے سے گزرا تو اندر آتے نظر خاقان پر گئی۔ وہ بوکھلایا پھر فوراً باہر بھاگا۔

"بابا۔" یوں جیسے کوئی چھوٹا بچہ اپنے باپ کو پکارتا ہے۔ یوں جیسے باپ ناراض ہو اور محبت سے پکارا جائے تو وہ مان جائے گا۔ ھریرہ نے نم ہوتی آنکھوں سے اپنا دوسرا ہاتھ ان کے کاندھے پر رکھا۔

"اٹھیں۔ صبح... ہو گئی ہے۔" خاقان کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی۔ کمرے کے کھلے دروازے سے بوکھلائے ہوئے یوسف اور نین تارہ داخل ہوئے۔ مسکان اور حسینہ پیچھے تھے۔ حسینہ کا چہرہ سفید پڑا۔ مسکان کو وجود لڑکھڑایا۔ نین تارہ نے فوراً آگے بڑھ کر اسے تھاما۔ ھریرہ اب بھی خاقان کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یوسف ششدر سا اس کی طرف گیا۔

"ھریرہ۔"

ھریرہ نے نظر اٹھائی۔ منظر دھندلا گیا۔

"یوسف۔ ان کو اٹھاؤ۔" اس کی آواز کانپ گئی۔ یوسف نے اسے پیچھے کرتے خاقان کی نبض دیکھی، پھر دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کی۔ سب ساکت تھا، خاموش، وہ زرد چہرے سے پیچھے کو ہوا۔ اسی لمحے دروازے سے بدر اندر داخل ہوا۔ منظر کو دیکھتے حیرانی سے یوسف کو دیکھا۔

"ان کی دھڑکن نہیں چل رہی۔ وہ مر چکے ہیں۔"۔ ھریرہ نفی میں سر ہلاتے آگے کو ہوا۔ خاقان کو سیدھا کرتے اس نے ان کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔ اس کا چہرہ مردہ ہو رہا تھا۔

"بابا، آنکھیں کھولیں۔ یوسف کسی کو بلاؤ۔ پلیز انہیں اٹھاؤ۔" وہ حواس باختہ لگتا تھا۔ پیچھے حسینہ چیخیں مار کر رو رہی تھیں۔ بدر اُنہیں دیکھتا آگے کو ہوا۔ یوسف ھریرہ کے پاس سے ہٹ گیا۔ وہ جانتا تھا اگر ھریرہ کو کوئی سنبھال سکتا ہے تو وہ بدر ہے۔

"ھریرہ۔" اس نے ھریرہ کے ساتھ کھڑے ہوتے اسے کہنی سے پکڑ کر پیچھے کیا۔ لہجے میں دنیا جہاں کی نرمی تھی۔

"بابا..." وہ مردہ ہوتا چیخا، آنکھیں آنسو سے بھر گئی تھیں۔ بدر نے اسے کہنی سے پکڑ کر کھینچا پھر گلے لگاتے اس کی پیٹھ تھپکی۔ وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"سب ٹھیک ہے ھریرہ۔ چپ بچے۔"

اس کی پیٹھ تھپکتے، تسلی دیتے اسے پل بھر کو، بس ایک لمحے کو افسوس ہوا۔ ھریرہ کے لیے۔ صرف ھریرہ کے لیے۔

"وہ کیسے جا سکتے ہیں؟ وہ کیسے جا سکتے ہیں بھائی؟"

وہ اونچا اونچا رو رہا تھا۔ بدر خاموشی سے اسے گلے لگائے کھڑا رہا۔ یوسف کو اشارہ کیا تو وہ سمجھتا باہر چلا گیا۔ اسے علاقے میں اطلاع دینی تھی۔

پیچھے کھڑے خاقان کے گھر والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تیاری کرو۔ ہم تعزیت کے لیے جا رہے ہیں۔"

وہ کتنی ہی دیر خالہ کو دیکھتی رہی۔

"خالہ، کعب کو آنے دیں۔"

"وہ آ کر کیا کرے گا؟ صبح کا گیا ہے اور اب دوپہر ہو گئی ہے۔ آنے دو اس لڑکے کو آج زرا۔ خبر لیتی ہوں اس کی۔" انہیں غصہ آیا۔ خولہ کو بے بسی محسوس ہوئی۔ اسے حویلی نہیں جانا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ چلی جائیں نا۔ میں کیا کروں گی جا کر؟"

"میرا ان سے کون سا رشتہ ہے؟ تمہاری بہن کا گھر ہے۔ نہیں جاؤ گی تو اچھا لگے گا؟ چلو اٹھو۔ تیاری کرو۔"

وہ اسے ڈانٹ کر کہتیں اپنی چادر لینے چلی گئیں۔ خولہ نے انگلیاں مروڑتے دعا کی کہ کاش کعب آ جائے اور وہ اسے جانے سے منع کر دے۔ لیکن آج کل اس کے ستارے گردش میں تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی کے صحن سے اندر داخل ہوتے اسے ہر طرف ہجوم نظر آیا۔ لوگ اور بکثرت لوگ۔ اکثریت بدر کے جاننے والوں کی تھی۔ امراء اور سیاسی شخصیات۔

وہ دونوں صحن کی پکی روش سے ہوتے اندر داخل ہوئیں تو اسی لمحے بدر سیڑھیوں سے اترتا دکھائی دیا۔ سفید شلوار قمیص پہنے اس نے بازوں موڑ رکھے تھے۔ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ خولہ کو اندر آتے دیکھ قدم لمحہ بھر کو تھمے لیکن پھر وہ سیڑھیاں اترتا نیچے بڑھ گیا۔

اس نے پر سکون سانس کیا۔ بدر شاید یہ مان گیا تھا کہ وہ اب اس کی نہیں ہو سکتی۔ اچھا تھا کہ وہ مان گیا تھا۔

اس کی یہ خام خیالی جلد ٹوٹی۔

مسکان سے مل کر، حسینہ سے اظہارِ افسوس کرتے وہ نین تارہ کے ساتھ کسی کام سے اوپر گئی تو واپسی پر راہداری میں اسے دیوار سے ٹیک لگائے وہ نظر آیا۔ وہی جسے وقت کا سلطان کہا جاتا ہے۔

"خوش آمدید خولہ۔ اچھا لگا تمہیں دیکھ کر۔" اس نے سر کو خم دیتے آداب محبت بجالائے۔ خولہ کو یکدم کسی عجیب احساس نے گھیرا۔ نین تارہ نے اس کے تھکے اور بے زار تاثرات دیکھتے قدم آگے بڑھائے تو وہ درمیان میں آن ٹھہرا۔

"میں نے یہاں سے جانے کی اجازت نہیں دی لڑکی۔"

"خولہ کی ساس باہر انتظار کر رہی ہیں۔ انہیں واپس جانا ہے۔"

"خولہ کا شوہر بھی باہر انتظار کر رہا ہے۔ اور وہ واپس تب جائے گا جب میں چاہوں گا...." وہ رکا "اگر میں چاہوں۔"

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟" وہ شاید واقعی تھک گئی تھی۔ آواز میں نا کوئی قہر تھا نا گونج۔ بس تھکن تھی۔

"میں اپنے مسئلے بتانے میں ہی دلچسپی رکھتا ہوں۔ نین تارہ، تم جا سکتی ہو۔ مجھے ایک ملاقات تمہاری بہن سے اکیلے میں کرنی ہے۔"

اس نے خولہ پر سے نظر ہٹا کر نین تارہ کو دیکھا۔

"دیکھیں... یہاں مہمان ہیں۔ سب کیا سوچیں گے؟" نین تارہ متذبذب تھی۔ اور خولہ چپ۔

"پھر اپنے مہمانوں کو نیچے روک کر رکھو۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

”مجھے نہیں ملنا تم سے۔ چلو نین۔“ اس نے نین تارہ کا ہاتھ پکڑا۔

”کعب گیٹ پر کھڑا ہے۔ اس کے دائیں طرف ایک لڑکا ہے جس کی شال میں پستول ہے اور نشانہ کعب کا سینہ ہے۔“

وہ سرد سا بولا تو خولہ کے قدم رک گئے۔ جسم سے جیسے جان نکلی تھی۔ وہ جھٹکے سے بدر کی طرف مڑی۔ نین تارہ کا چہرہ زرد ہوا۔

”اسے ہاتھ بھی مت لگانا۔“ وہ غرائی۔ بدر ہنس دیا۔

”تمہیں لگتا ہے تم دھمکاؤ گی اور میں ڈر جاؤں گا؟“

”کیا چاہتے ہو؟“

”ایک ملاقات۔“

وہ اسے غصے سے گھورتی رہی پھر نین تارہ کی طرف مڑی۔

”خالہ سے کہو میرے سر میں درد ہے تو میں تمہارے کمرے میں سو رہی ہوں۔“

”خولہ۔“ وہ متذبذب تھی۔

”بات مانو نین تارہ۔ خولہ کی بات مانو۔“

وہ خولہ کو دیکھتا بولا تو نین تارہ اسے دیکھتی رہی پھر وہ خولہ کو وہیں چھوڑتی مڑی۔ خولہ بلال نے اس بار توجہ اس شخص پر کی جو ابھی اپنے چچا کو دفنا کر آیا تھا اور اب وہ جانتی تھی کہ وہ کچھ کہے گا اور خولہ بلال کو دفن کر دے گا۔

"سن رہی ہوں۔" اس کی آواز سرخ اینٹوں والی حویلی کی راہداریوں میں گونجی۔ راہداری کی دیواروں پر مشعلیں لٹکی تھیں جو صرف سجاوٹ کے لیے لگائی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک مشعل پر قصہ گو آن بیٹھا۔ اس نے اپنا قلم نکالا اور سنہری صفحات کھول لیے۔ ملاقات انجام طے کرنے والی تھی۔ وہ جانتا تھا۔

"میں بنا وقت ضائع کیے سیدھا مدعے پر آتا ہوں۔" اس نے ہاتھ پشت پر باندھے۔ نظر بادشاہ کی بیٹی پر جمائی۔ "جب میں جیل سے نکلا تو سب سے پہلے میں نے ایک آدمی کو کال کی اور اس سے پوچھا کہ کیا وہ میرے لیے ایک قتل کر سکتا ہے؟ اس نے کہا وہ دس قتل بھی کر دے گا۔ میں صرف نام سامنے رکھوں۔ میں نے لوگوں کی وفاداریاں خریدی ہوئی ہیں خولہ۔"

"کام کی بات کرو۔" وہ ضبط سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بدر مسکرایا۔

"وہی کر رہا ہوں۔ تو اب بات یہ ہے کہ تمہارے شوہر کا قتل وہ واحد قتل ہے جو میں بنا کسی ہچکچاہٹ کے کروں گا۔ مجھے حیرت ہے وہ اب تک زندہ کیسے رہا؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

قصہ گو نے سنہری صفحات پر سے نظر ہٹائی۔ اس نے وقت کے سلطان کو دیکھا جو اپنی سلطنت چھوڑے شہزادی کی چاہ میں اجنبی ملک میں رہ رہا تھا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ جس شخص کو بادشاہ نے اپنی بیٹی سونپی تھی اسے مہربان فقیر کی دعا میسر ہے؟ افسوس وقت کے سلطان پر!

"تم مارنے یا بچانے والے نہیں ہو۔ جو ہے۔ اس کے قہر سے ڈرو بدر۔"

"میں اللہ سے بہت ڈرتا ہوں خولہ۔ یقین کرو مجھے اللہ سے بہت ڈر لگتا ہے۔ لیکن کیا تم نے بنی اسرائیل کے اس قاتل کا قصہ سنا ہے جس نے سو قتل کیے تھے اور اسے معاف کر دیا گیا تھا؟ میری امی نے سنایا تھا۔ میں تو سو قتل بھی نہیں کیے۔ چند ہی کیے ہیں۔ مجھے بھی معاف کیا جا سکتا ہے۔"

"ان میں سے ایک میرا بھائی بھی تھا۔" وہ زہر خند سا بولی۔ بدر کے چہرے پر کچھ غم سا آیا۔

"اگر مجھے علم ہوتا کہ مستقبل میں مجھے خولہ بلال سے عشق ہو جائے گا تو میں ایسا کبھی نا ہوتا خولہ۔ لوگ کہتے ہیں، عورت کسی مرد کو بدل نہیں سکتی۔ میں یہ بات بھی غلط ثابت کر دیتا۔"

"میرا وقت مت ضائع کرو۔ مدعے پر آؤ"

"ضرور ملکہ۔" اس نے سر کو خم دیا۔ "تو گفتگو کی طرف واپس آتے ہیں۔ میں کعب کو مار سکتا ہوں لیکن نہیں ماروں گا۔ میں اس کو ایسی موت دے سکتا ہوں کہ تمہیں اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے اس کی ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں ایسا نہیں کروں گا۔"

”میں چاہتی ہوں تم ایسا نا کرو۔“ قصہ گو کو افسوس ہوا۔ بادشاہ کی بیٹی کو سکے راس نہیں آئے تھے۔

”میں ایسا نہیں کروں گا۔ وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہے۔ تم ان کا واحد سہارا چھیننا تھوڑی چاہو گی۔ میں نے تمہاری بات مان لی۔ اب تم میری بات مانو۔“

وہ گویا ملاقات کی گفتگو ترتیب دے کر بیٹھا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ کیا مانگے گا۔ وہ ایک موت سے بچا کر اسے دوسری موت کے چناؤ کا کہہ رہا تھا۔

”میں اسے نہیں چھوڑ سکتی بدر۔“ اس کی آواز ہلکی سی بھرا گئی۔ بہت ہلکی سی۔ جیسے اس نے منت کی تھی کہ وہ یہ شرط نا رکھے۔ وہ یہ نا کہے۔

بدر عبداللہ کے دل کا حال اس کے چہرے پر سمٹ آیا۔ وہ جس عورت پر دل ہارا تھا اس نے محبت کے لیے کسی اور کو منتخب کر لیا تھا۔ اسے یک طرفہ محبت کا عذاب نوازا گیا۔ اس عذاب میں وہ جل کر راکھ ہوا۔

”میرا کیا خولہ؟ تم صرف اپنے دل کا کیوں دیکھ رہی ہو؟ میری محبت کا کیا؟“ اسے افسوس ہوا۔ اپنے غم پر اسے افسوس ہوا۔

”تم محبت کرتے ہو تو مجھے چھوڑ دو۔ مجھ پر یہ احسان کر دو بدر۔ خولہ بلال کو بھول جاؤ۔“

”وہ مرنے کا بھی ایک ادا سے کہتے ہیں۔ غمِ دل تجھے مبارک ہو۔“

وہ کرب سے ہنسا پھر گردن سیدھی کی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”مجھے منظور نہیں ہے۔ ایک تمہارے لیے مجھے کوئی اگر مگر منظور نہیں ہے۔ اسے چھوڑ دو خولہ۔ بخدا میرا دل جلتا ہے جب وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ “

”وہ میرا شوہر ہے۔“ اس نے یاد دلانا چاہا۔ بدر عبداللہ کو یاد آ گیا۔ وہ ایک بار پھر اذیت سے دوچار ہوا۔

”میں اسے مار دوں گا خولہ۔ تم مزاق سمجھ رہی ہو تو میں سنجیدہ ہوں۔ اسے چھوڑ دو تاکہ میں بھی اسے چھوڑ دوں۔ “

خولہ بلال نے اعتراف کیا کہ اس سے بدر عبداللہ جیسی محبت کوئی نہیں کر سکتا تھا لیکن وہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ اب عشق کے بعد ضد بن گئی تھی۔

”مجھے حاصل کر کے کیا کرو گے بدر؟ میں تم سے محبت نہیں کرتی۔ “

”ہو جائے گی۔“ اس نے ضبط کیا۔ قصہ گو کو سلطان سے شکوہ ہوا۔ اسے بادشاہ کی بیٹی کو قید نہیں کرنا چاہیے تھا۔

”نا ہوئی تو؟ “

”نفرت کر لینا۔ “

”سہہ لو گے؟ “

"سہہ رہا ہوں۔"

"مر جاؤ گے۔"

"مر رہا ہوں۔"

"خدا کرے۔" اس نے بددعا دی۔ وہ زیر لب کرب سے مسکرایا۔

"آمین۔"

"دل سے۔"

قصہ گو نے شہزادی کے لباس میں وہ پوٹلی ڈھونڈنا چاہی جہاں وہ زہر بھری نفرت رکھتی تھی۔

"دعا کرو خولہ۔ تم واقعی دعا کرو کہ اگر تم مجھے نا ملیں تو میں مر جاؤں۔ میں دل سے آمین کہتا ہوں۔"

خولہ بلال کو سحر سے آذاد کر دیا گیا تھا۔ اس نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔ کعب کا چہرہ یاد کیا۔ وہ مانتی تھی اس نے کعب عباس پر ظلم کیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"میں اسے چھوڑ دوں گی۔" اس نے دل کے واویلے نظر انداز کیے۔ دل کے نخروں نے اسے بہت خوار کیا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں اسے نہیں ماروں گا۔" اس کے چہرے پر جیت کے رنگ آن سمائے۔ قصہ گو نے کتاب بند کر دی۔ اسے داستان سے دلچسپی نہیں رہی تھی۔ شہزادی نے غلط کیا تھا۔ محافظ اپنی حفاظت کرنا جانتا تھا۔ اسے قربانی دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

"تم اسے کچھ نہیں کرو گے۔ میں کعب سے طلاق لے لوں گی۔ لیکن یاد رکھنا بدر۔ تمہیں صرف ایک جسم ملے گا۔ میں دل کسی اور کو دے چکی ہوں۔ "

بدر کے دل میں کئی درد جاگزیں ہوئے۔

"مجھے دل سے ہی تو غرض تھی خولہ۔" وہ تھکن جو خولہ کے لہجے میں تھی اس کے دل میں آن بسی۔

"ایسا ہے تو تم نامراد رہو گے۔"

وہ پلٹنے لگی۔ بدر نے پلک جھپکی۔ درد کے ساتھ اسے اس لمحے کچھ اور بھی محسوس ہوا۔ وہ راہداری سے مڑ رہی تھی۔

"خولہ۔" وہ بے اختیار پکار بیٹھا۔ وہ بااختیار سی رک گئی۔

"میں بدل جاؤں گا خولہ۔ تم مل جاؤ تو میں سب چھوڑ دوں گا۔ بس تم مل جاؤ۔" وہ یقین دلانا چاہ رہا تھا کہ وہ واقعی بدل جائے گا۔ خولہ اسے دیکھتی رہی، چند لمحے رک کر، کسی زمانے میں وہ اسے سوچا کرتی تھی پھر اسے

WWW.NOVELSHUB.PK

سوچ سے جھٹکنے لگی۔ کسی زمانے میں وہ اسے دیکھ کر مسکرایا کرتی تھی۔ پھر وہ نظر آتا تو مُسکراہٹ غائب ہونے لگی۔ کسی زمانے میں وہ اس شخص کو دیکھنے کی منتظر رہتی تھی پھر وہ اسے نظر آتا اور وہ رخ پھیر لیتی۔

”کاش تمہیں یہ کہنے کی ضرورت ناپڑتی بدر۔ مجھے کہانی کے سلطان سے کئی شکوے تھے۔ اب مجھے اس سلطان کو دیکھنے کا دل بھی نہیں کرتا۔ وہ سلطان نظروں سے اتر گیا ہے۔ “

وہ تھکن اور دکھ کا امتزاج تھا جو اس کے چہرے پر نظر آتا تھا۔ وہ قدیم دور کا کسی محفل میں گایا گیا سوگ زدہ مرثیہ تھا جو اس کی آواز میں تھا۔ بدر کا دل ویران ہوا۔ قصہ گو نے قلم تھامتے سنہری صفحات پر کچھ لکھا۔

وہ پلٹ گئی۔ وہ مر گیا!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرِشام، سورج کے غروب ہونے کا منظر کھیتوں کے اوپر سے نظر آرہا تھا جب ساتھ ساتھ چلتے ان دونوں پر نظر پڑی۔ سیاہ لباس پر سفید دوپٹہ اوڑھے سفید چادر ارگرد پھیلائے خولہ۔ اور اس کے ساتھ نیلی جینز پر سرمئی رنگ کی شرٹ پہنے کعب۔ بازوں کہنیوں تک موڑے وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھا۔

ان دونوں کے قدم آہستہ تھے۔ جیسے جانے کی جلدی نہیں تھی۔ شیر دل صفیہ کو کعب کی بائیک پر گھر چھوڑنے گیا تھا۔ وہ واپسی پر بائیک کعب کو دینے آنے والا تھا۔

”تمہیں وہاں نہیں جانا چاہئے تھا خولہ۔ “اس نے سر جھکا کر چلتی خولہ کو مخاطب کیا۔

"خولہ نے مجبور کیا تھا۔" وہ مدھم سا بولی۔ اس کی نظر اپنے قدموں پر تھی۔ پھر کعب کے قدموں پر گئی۔

"خالہ کے بیٹے کا انتظار کر لیتیں۔ کام سے گیا تھا۔ مر تھوڑی گیا تھا۔"

کیا اسے احساس نہیں تھا وہ کتنا سفاک تھا؟

"قبرستان لے کر جا سکتے ہو کعب؟"

"اس وقت؟" وہ کھیتوں کے پار ڈوبتے سورج کو دیکھ کر اچھنبے سے بولا۔

"مجھے بھائی سے ملنا ہے۔"

"کل لے چلوں گا۔ ابھی دیر ہو چکی ہے۔"

"پلیز۔" اس نے سر اٹھا کر کعب کو دیکھا۔ وہ متذبذب سا چپ رہا پھر سر ہلا دیا۔ گھر کی طرف جاتی گلی کی بجائے وہ بائیں طرف مڑ گئے۔ وہاں سے سیدھا کچا راستہ جاتا تھا جو آگے مڑ جاتا۔ بیچ میں نہر تھی جس کے پل سے گزر کر آگے قبرستان تھا۔ سورج اب ڈوبنے لگا تھا جب وہ قبرستان کے پاس پہنچے۔

"مجھے بھائی کے پاس اکیلے بیٹھنا۔ تم یہیں رک جاؤ۔"

"ڈر نہیں لگے گا؟"

"مرنے والوں سے کیسا ڈر؟ ڈرنا تو زندہ انسانوں سے چاہیئے۔"

وہ بنا اس سے نظر ملائے آگے بڑھ گئی۔ کعب وہیں رک گیا۔ خولہ کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

اندر قبرستان اس وقت خالی تھا۔ وہ قبرستان کبھی نہیں آئی تھی۔ رجب کے مرنے کے بعد ایک مرتبہ بھی نہیں۔ اپنے عزیز لوگوں کی قبر دیکھنا مار دیتا ہے اور اسے یہ موت نہیں دیکھنی تھی۔

بیری کے درخت تلے تین قبریں ایک ساتھ بنی تھیں۔ وہ تیسری قبر کے پاس رکی۔ آہستہ سے نیچے بیٹھی۔ اور قطبے کو پڑھا۔

"رجب بلال ولد بلال اعظم"

نظر دوسرے قطبے پر گئی

"بلال اعظم ولد سمیع اللہ"

پھر اس نے تیسرے قطبے کو دیکھا۔

"شمع نوید زوجہ بلال اعظم۔"

خولہ اس آخری قطبے کو دیکھتی رہی۔ اسے ماں کی آغوش کبھی میسر نہیں رہی تھی۔ اس نے ماں کا لمس کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے لیے ماں، باپ اور بھائی سب رجب تھا۔

”کل رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کو، بابا اور بھائی کو۔“ نظر پہلے کتبے پر جمائے اس نے آہستہ سے کہا۔ ”آپ تینوں ساتھ تھے۔ میں فاصلے پر تھی۔ میں نے آپ کو پکارا تھا امی لیکن آپ نے نہیں سنا۔ آپ بھائی کو دیکھ رہی تھیں اور بھائی مجھے۔ میں نے دیکھا کہ میں آپ کو بلا رہی ہوں، اتنا کہ میرا حلق خشک ہو گیا لیکن آپ نے مجھے نہیں سنا۔ بھائی مجھے سن رہا تھا اور وہ چاہتا تھا میں چپ کر جاؤں کیوں کہ مجھے تکلیف ہو رہی تھی۔ اسے ہمیشہ میری تکلیف کا احساس ہو جاتا تھا۔“ اس کی آنکھ سے آنسو نکل کر رجب کی قبر پر گرا۔ نظر واپس پلٹ آئی۔ نم آنکھیں رجب کی قبر پر جم گئیں۔

”میں تکلیف میں ہوں بھائی۔ میں بہت زیادہ تکلیف میں ہوں۔ جیسے کسی کے دل کا ایک حصہ کٹ رہا ہو۔ جیسے کسی کے دل کے ایک حصے میں بہت درد ہو۔ جیسے روح کے ایک حصے میں بہت درد ہو۔ ویسا درد، جیسے لگتا ہے کہ اس درد سے مر جائیں گے لیکن ہم مرتے نہیں ہیں ویسا درد۔ مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔“ اس کے آنسو تیز ہوئے۔ لبوں سے ہچکی نکلی۔

”آپ تھے تو سب اچھا تھا۔ آپ ماں باپ جیسے تھے اور ماں باپ زندہ ہوں تو زندگی آسان ہوتی ہے۔ ماں باپ مر جائیں تو زندگی قفس بن جاتی ہے۔ مجھے اس قفس سے آزادی چاہیے بھائی۔ میں تھک گئی ہوں۔ خولہ بہت تھک گئی ہے بھائی۔ “

اس نے سر رجب کی قبر پر رکھا۔ وہ نم تھی۔ شاید گورکن جاتے ہوئے پانی ڈال کر گیا تھا۔

"سب میری وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔ سب کچھ، میں مر جاؤں گی تو بدر کعب کو نہیں مارے گا۔ میں مر جاؤں گی تو کعب مجھے معاف کر دے گا۔ میں مر جاؤں گی تو چچا چچی کی بدنامی ختم ہو جائے گی۔ میرے دل میں بہت درد ہو رہا ہے۔ اللہ سے دعا کریں یہ درد میری جان لے لیں۔ میں مایوسی کے اس درجے پر ہوں جب مجھے مرنا زندہ رہنے سے زیادہ آسان لگ رہا ہے۔"

اس کے جسم میں درد کی لہر اتری۔ آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اذیت۔ اور شدید اذیت۔

"میں آپ سے شکایت کرنے آئی ہوں۔ آپ کا دوست بہت برا ہے۔ وہ کیسے میری محبت کو انتقام کہہ گیا؟ ہاں میں غلط تھی۔ میں اسے الزام دیتی رہی لیکن میں بیوقوف تھی بھائی۔ وہ... کیسے..." اس کی آواز کٹ گئی۔ دھندلائی ہوئی نظر سامنے گئی۔ کوئی مرد تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا۔

"وہ مجھے.. مجھے بہت عزیز... ہے۔" اس کی آواز کٹ رہی تھی۔ دل، سر درد سے پھٹنے کو ہوا۔

"موت زندگی سے زیادہ آسان لگتی ہے۔" اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ دل کا درد بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اسے اپنی طرف آتے مرد کے ساتھ کوئی اور نظر آیا۔ سفید لباس والا مرد۔

"خولہ"...

کسی نے قبر پر رکھے اس کے چہرے کو اٹھایا۔ دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھاما۔ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ پیچھے کھڑا مرد نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"بھائی"..

"خولہ... مت کرو۔ آنکھیں کھولو۔" وہ گھبرا رہا تھا۔ خولہ نے آنکھیں کھولنا چاہیں۔ پلکی جھپکیں۔ دھندلا سا چہرہ، وہ اس کا چہرہ تھپتپا رہا تھا۔ سیاہ آنکھیں جن میں ڈر تھا،

"کعب.." اس کے لب پھڑپڑائے۔ وہ کعب تھا۔ وہ شاید رو رہا تھا۔ شاید وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کی نظر پیچھے گئی۔ وہ مرداب دور ہو رہا تھا۔ بہت دور۔ اس کا درد بڑھتا گیا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ وہ وہیں بیٹھے بیٹھے کعب کی گود میں گری۔

قصہ گو نے آسمان پر پرواز کرتے محافظ اور شہزادی کو دیکھا۔ اسے اس منظر پر افسوس ہوا۔ اس نے صفحات نکالے اور جملے میں ترمیم کرنا چاہی۔

وہ باقی رہا۔ وہ مر گئی!

ہوا تیز تھی۔ قصہ گو نے غلطی کی۔ سنہری صفحات پھڑپھڑائے۔ قلم نیچے گرا۔ صفحات بکھر گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہمانوں سے مل کر وہ رات کو فارغ ہوا تو شدید تھک چکا تھا۔ کئی دن کی بے آرامی کے بعد اسے یقین تھا کہ آج اسے سکون کی نیند آئے گی۔ ایک خولہ بلال مل گئی تھی تو ساری دنیا مل گئی تھی۔

سیڑھیوں سے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے دائیں طرف خاقان کے کمرے کی لائٹس جلی ہوئی نظر آئیں تو کچھ اچھنبے سے وہ اس طرف گیا۔ دروازہ کھولتے قدم اندر رکھے تو نظر صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ھریرہ پر گئی۔ سرمئی شلوار قمیص پہنے اس کے گھنگریالے بال بکھرے سے تھے۔ چہرے پر مرونی چھائی تھی۔ معصوم چہرہ جسے کوئی سازش نہیں آتی تھی۔ وہ اس بچے جیسا تھا جس سے جو کہا جائے وہ مان لیتا ہے۔ وہ آنکھیں موندے، سر صوفے پر رکھے ہوئے تھا۔ بدر چند لمحے رک کر اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے قدم اس کی طرف بڑھائے۔ میز کی دوسری طرف آتے وہ آہستہ سے اس کے ساتھ بیٹھا۔ ایک گھٹنا موڑ لیا اور ہاتھ گھٹنے پر رکھا۔ ھریرہ نے بند آنکھیں کھولیں۔ بدر کو دیکھتے وہ سیدھا ہوا۔

"ٹھیک ہو بچے؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔ ھریرہ نے سر جھکایا۔ بدر کی نظر اس کے ہاتھ میں تھامی خاقان کی تصویر پر گئی۔

"مجھے بابا یاد آرہے ہیں۔ صبح سے اب تک دس گھنٹے گزرے ہیں بھائی اور مجھے وہ ابھی سے یاد آرہے ہیں۔ باپ کیوں مر جاتے ہیں؟"

اس نے نم آنکھیں اٹھا کر بدر کو دیکھا۔ بدر کا دل خالی ہوا۔

"موت حقیقت ہے ھریرہ۔ سب مر جائیں گے۔"

"باپ "سب" ہی ہوتا ہے۔ باپ مر جائے تو واقعی سب مر جاتا ہے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ اس بار کچھ زیادہ دیر چپ رہا۔

"تمہیں ان کے بغیر جینے کی عادت ہو جائے گی۔ مجھے بھی ہو گئی تھی۔"

"مجھے نہیں لگتا باپ کے بغیر رہنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ بس ہمیں لگتا ہے کہ ہو گئی ہے۔ وہ میرے ساتھ زیادہ عرصہ نہیں رہے۔ جب ہم لاہور میں ہوتے تھے تو وہ دن رات کام کرتے تھے۔ میری ہر خواہش پوری کرتے۔ وہ امی کے ساتھ جیسے بھی تھے مجھ سے محبت کرتے تھے۔ میں ان کی تمام تر غلطیوں کے باجود بھی ان سے نفرت نہیں کر سکا۔ کر ہی نہیں سکتا۔"

وہ اب رو رہا تھا۔ بدر نے آگے کو ہوتے اسے گلے لگایا تو اس کا رونا ہچکیوں میں بدل گیا۔

"ہم ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ وقت گزر جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہونے اور وقت کے گزر جانے کے بیچ کا وقت کیسے گزارتے ہیں؟"

وہ ہچکیوں سے روتا رہا۔ بدر خاموشی سے اس کی پیٹھ تھپکتا رہا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ اس لڑکے کے لیے اتنا نرم گوشہ کیوں رکھتا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ ھریرہ سے اسے اتنی محبت کیوں تھی لیکن وہ اس کے لیے بیٹے جیسا تھا۔ اور اسے احساس ہوا اس نے اس لڑکے کے ساتھ ظلم کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کوئی جنگل تھا۔ دھند میں لپٹا اونچے لمبے درختوں والا جنگل۔ سبزے سے نیچے اترتے نیچے چشمے میں پانی بہہ رہا تھا۔ ٹھنڈی نرم سی ہوا، اور اوپر ڈھیروں سفید چھوٹی چھوٹی بدلیاں تھیں۔

وہ درختوں سے گزرتے سبزے تک آئی تو اسے وہ مرد نظر آیا۔ سفید لباس والا مرد جس کے بھورے بال تھے اور وہ چشمے کو دیکھ رہا تھا۔

خولہ آہستہ سے قدم اٹھاتی اس کے پیچھے آن ٹھہری تو اس نے رخ موڑا۔

”بھائی۔“اُس کے لب پھڑپڑائے۔ رجب مسکرایا۔ ہاتھ سے اسے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ ٹرانس سی کیفیت میں اس کے ساتھ بیٹھی۔ بنا پلک جھپکے، سانس روکے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں دادی کی سفید تسبیح تھی۔ تینتس دانوں والی چھوٹی سی تسبیح جسے وہ پڑھ رہا تھا۔

”تم کیسی ہو خولہ؟“ اس نے نرمی سے پوچھا تو خولہ کو احساس ہوا اس مرد کا چہرہ تبدیل لگتا تھا۔

”آپ کہاں چلے گئے ہیں بھائی؟ میں اکیلی ہو گئی ہوں۔“ اس نے سوال کے بعد شکوہ کیا۔

”تمہارے پاس سب تو ہیں۔ اکیلا تو میں آیا تھا۔“

”میرا سب آپ تھے۔ آپ نہیں ہیں تو کوئی نہیں ہے۔“

چشمے کا پانی اس کی آنکھوں میں آیا۔ اسے یہ بھی احساس ہوا ان دونوں کا لباس ایک جیسا تھا۔ کیا وہ مر چکی تھی؟

WWW.NOVELSHUB.PK

”میں تو تھا خولہ۔ صرف میرا وجود وہاں سے چلا گیا تھا۔ میری آواز، میرا سامان، میرا سبق، میری سیکھ، سب وہیں چھوڑ گیا تھا۔ “

”مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ کچھ یاد نہیں۔ بس آپ واپس چاہئیں۔ امی ابو بھی نہیں، بس آپ واپس آجائیں۔ “ ۔وہ رونا چاہتی تھی لیکن آنسو نہیں نکل رہے تھے۔ رجب نے دوسرا دانا گرایا۔ وہ کچھ پڑھ رہا تھا۔

”میں واپس نہیں آسکتا خولہ۔ “

ایک جملے میں کوئی کیسے روح کھینچ سکتا ہے؟ خولہ بلال کی کھینچی گئی۔

”ایسا مت کہیں۔ “

”میری بات سنو خولہ۔ میں واپس نہیں آؤں گا لیکن میں وہیں ہوں۔ مجھے زندہ رکھنا۔ میرے سبق یاد رکھنا۔ میرا مقصد یاد رکھنا۔ میرا انتقام یاد رکھنا۔ “

اسے گویا خولہ بلال کے غم سے غرض نہیں تھی۔ خولہ بلال کو صرف اپنا غم نظر آیا۔

”میں وہاں نہیں رہنا چاہتی بھائی۔ میں وہاں سے تھک گئی ہوں۔ میں وہاں کسی کو خوش نہیں کر پا رہی۔ کوئی مجھ سے خوش نہیں ہو رہا۔ مجھے ساتھ لے چلیں۔ امی کے پاس۔ مجھے ان کی گود میں سر رکھ کر سونا ہے۔ “

وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ اس کا سفید لباس ہوا سے پھڑپھڑا رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"واپس جاؤ خولہ۔ مجھے زندہ رکھنا۔ جو سبق میں نے سکھائے تھے اُنہیں یاد رکھنا۔ انتقام یاد رکھنا لیکن ظالم مت بننا۔"

وہ آہستہ سے اٹھا۔ خولہ نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ اٹھنا چاہتی تھی لیکن اس کے آس پاس بہت دھند آگئی تھی۔

"مت جائیں۔ پلیز مت جائیں۔" وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن آواز دب گئی۔

"مجھے زندہ رکھنا خولہ۔ میرا انتقام لینا۔"

دھند میں چلتے وہ کہیں غائب ہو گیا۔ خولہ نفی میں سر ہلاتی رہی۔ وہ اسے بلا رہی تھی لیکن وہ کہیں نہیں تھا۔

رجب بلال جا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆۔

اس کی پلکوں پر بہت بوجھ تھا۔ یوں جیسے کسی نے پتھر رکھ دیا ہو۔ اس نے ہمت سے وہ پتھر ہٹایا اور بھاری ہوتی پلکیں ہلکی سی کھولیں۔ اردگرد کا دھندلا منظر نظر آیا۔ پلکیں ہلکی سی مزید کھولیں۔ منظر مزید دھندلا ہوا۔ اس نے پلک جھپکی۔ دھند کم ہوئی۔ سفید کمرہ نظر آیا۔ اس نے ایک بار پھر پلک جھپکی۔ منظر زیادہ واضح ہوا۔

سفید کمرے میں وہ لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں مڑیں۔ ساتھ والی کرسی پر کوئی بیٹھا تھا۔ اس کا ہاتھ تھامے وہ اس کا ہاتھ اپنے گال پر رکھے، بیڈ پر سر رکھے وہیں بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا۔ خولہ نے پلک ایک بار پھر جھپکی۔

کعب۔ وہ کعب تھا۔

وہ کہاں تھی؟ اس نے زہن پر زور دیا۔ قبرستان کا منظر، اس کے پیچھے کوئی تھا، سفید لباس والا مرد، پھر وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ کچھ دیر پہلے کا منظر۔ کیا وہ سب خواب تھا؟

"کعب۔ "

اس نے دھیرے سے پکارا تو اس کی وجود میں جنبش ہوئی۔ سر اٹھا کر اسے دیکھا اور یکدم سیدھا ہوا۔

"تم ٹھیک ہو خولہ؟" وہ بے قراری، بے چینی، بے ساختگی جو اس کے لہجے میں تھی۔ خولہ اسے دیکھتی رہی۔

"میں یہاں کیسے؟ "

"تم بے ہوش ہو گئی تھیں۔ اب ٹھیک ہو؟ کیا کہیں درد ہے؟ "

اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔ خولہ نے دوسرے ہاتھ کے سہارے کمر بیڈ پر ٹکاتے سیدھا ہونا چاہا تو وہ فوراً آگے کو ہوا اور اس کی مدد کی۔ تکیہ پیچھے درست کیا۔ وہ بیٹھ گئی تو اپنا وہی ہاتھ کعب کی طرف بڑھایا۔ اس نے بنا کچھ کہے اس کا ہاتھ دوبارہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ وہ لمس جنت جیسا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟ "

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے سر ہلایا۔ پس منظر میں بہت سی آوازیں گونج رہی تھیں۔ بدر کی، رجب کی، دادی کی۔ لیکن اسے فی الحال سوائے کعب کے کسی کو نہیں سننا تھا۔

”میں بے ہوش کیوں ہوئی تھی؟“

”میری جان نکالنے کا شوق ہو رہا تھا۔“ وہ مصنوعی غصے سے اونچا سا بڑبڑایا۔ خولہ ہلکا سا مسکرائی۔

”میرے سر میں درد تھا۔ بہت شدید درد۔“

”ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اعصابی دباؤ کی وجہ سے تم بے ہوش ہو گئی تھیں۔ کون سی ٹینشن ہے تمہیں؟“ اس نے غور سے خولہ کو دیکھا۔ وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔

”تم رو رہے تھے نا؟“

”کب؟“

”جب تم بھائی کی قبر پر آئے اور مجھے دیکھا۔ تب تم رو رہے تھے نا؟ میں نے دیکھا تھا۔“

”جی نہیں۔ میں کیوں روؤں گا؟“ وہ بدمزہ ہوا۔

”نہیں۔ تم رو رہے تھے۔ کیا تم میرے لیے رو رہے تھے؟“ وہ ہنوز مسکرا رہی تھی۔ گلے میں بہت سے آنسو اٹک رہے تھے لیکن اس نے اُنہیں بہنے نہیں دیا۔

"میں نہیں رو رہا تھا۔" وہ ہاتھ چھوڑتے خفا سا پیچھے ہوا۔

"ہاتھ مت چھوڑو پلیز۔" وہ بے ساختہ بولی تو کعب لمحہ بھر کو رکا پھر اس کے ہاتھ دوبارہ تھام لیے۔ (اتنی تابعداری؟)

"تمہیں کیا ہوا ہے خولہ؟ مجھے بتاؤ۔ کوئی پریشانی ہے؟"

اس نے اس قدر نرمی سے پوچھا تھا کہ خولہ کا دل چاہا وہ اسے بتا دے کہ ہاں وہ پریشان تھی۔ لیکن اس نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا۔

"تمہیں یاد جب تم نین تارہ کی مہندی والی رات ہمارے گھر آئے تھے تو تم نے کہا تھا کہ جب مجھے سچ پتا چلے گا تو میں پچھتاؤ گی اور تب تم میرے لیے موجود نہیں ہو گے۔"

"اب تم مجھے طعنہ مارنا چاہتی ہو کہ میں زبان سے پھر گیا؟"

وہ ہنس دی۔

"نہیں۔ میں تمہارا شکریہ کہنا چاہتی ہوں۔ شکریہ کہ تم موجود تھے۔ ورنہ میں کسی کنویں میں گر جاتی اور مر جاتی۔"

"میں حفاظت کے لیے نا آتا تو میں مر نا جاتا؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"اتنی محبت کرتے ہو مجھ سے؟"

"نہیں۔بادشاہ کی سلطنت میں زیادہ دلچسپی ہے مجھے۔"

وہ ہنس دی۔آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بے تاب تھے۔کاش وہ یہاں اکیلی ہوتی تو رو لیتی۔کعب چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے خولہ کا ہاتھ اوپر اٹھایا اور باری باری دونوں آنکھوں سے لگایا۔

"میڈی جان کڈھ گدی ہائی سائیں۔"

)میری جان نکال لی تھی سائیں۔(

خولہ کا سانس سینے میں اٹک گیا۔یہ عقیدت تھی یا محبت؟ وہ اس کا ہاتھ آنکھوں سے ہٹا تا سینے پر رکھ گیا۔

"میں نہیں جانتا خولہ، بس تم میرے ساتھ رہو۔ تمہیں ہر شے معاف ہے۔تم مجھے قتل کر دو، وہ بھی معاف ہے۔دل توڑو، وہ بھی معاف ہے۔تم مجھے انتقام کے لیے استعمال کرو، وہ بھی معاف۔بس میرے ساتھ رہو۔"

اس نے منت کی تھی۔وہ بادشاہ کی بیٹی پر دل ہارا تھا۔جان ہارنی پڑتی تو گریز نا کرتا۔وہ مان گیا اس عورت کا سحر بری طرح اس پر طاری تھا۔

"اگر..میں کبھی کہیں چلی گئی تو؟" اس کی زبان اٹکی۔لڑکھڑائی، دل تک درد ہوا۔روح تک اذیت گئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کعب عباس مرنا جائے اگر ایسا ہو خولہ۔ "

محافظ کو تلواریں تھمائی گئی تھیں۔ اس نے وہ پھینک کر پھول اکٹھے کر لیے۔ خولہ بلال کی ٹوکری ان پھولوں سے بھر گئی۔

"مرنے کا بہر شوق ہے تمہیں؟" وہ خفا ہوئی۔

"مارنے کا بہت شوق ہے تمہیں؟ "

"تم مرنے جیسی باتیں کیوں کرتے ہو؟ "

"تم مارنے جیسی باتیں کیوں کرتی ہو؟ "

"سوال کر رہی تھی۔ "

"روح کھینچ رہی تھیں۔ "

"ایسی باتیں مت کیا کرو "

"جو حکم سائیں۔ "

وہ نم آنکھوں سے ہنس دی۔ ڈرپ لگے ہاتھ سے آنکھ کے کونے پر اٹکا آنسو صاف کیا پھر کعب کو دیکھا۔ وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے صدیوں وہ کسی قید میں رہا ہو اور اسے اب جا کر خولہ بلال کو دیکھنا نصیب ہوا ہو۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں نے بھائی کو دیکھا تھا۔"

"خواب میں؟"

"قبرستان میں۔" کعب ناچونکا نا ٹھٹکا۔ اس نے بس سر ہلا دیا۔ وہ خولہ کی کیفیت سمجھ سکتا تھا۔ وہ یقیناً کسی خواب کے زیر اثر تھی۔

"وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ پھر میں نے ابھی اسے خواب میں دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا میں اس کا انتقام لوں۔"

وہ پیچھے کو ہوتی کعب کو دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

"رکھ کر دو لگا تیں میری طرف سے۔ میری بیوی کو سکون نہیں لینے دے رہا۔"

اسے بیک وقت کوئی غصہ اور غم ہوا۔ وہ بچھڑ چکا ساتھی، گاؤں کی گلیاں۔ کاندھے سے کاندھا ملا کر چلتے دو ساتھی۔ کعب اور رجب۔

"میرے بھائی کو کچھ مت کہو۔"

"تمہارا بھائی میرا دوست تھا۔ اسے احساس نہیں ہوا خولہ اس کے بعد میں نے دوست کھویا تھا۔ وہ میرا سرمایہ تھا۔ اچھے برے دنوں کا ساتھی۔ مر رہا تھا تو معاف تو کر کے جاتا۔"

اس کے چہرے پر غم تھے اور لاتعداد تھے۔ تھکن تھی اور بے انتہا تھی۔ خولہ کا گلا ضبط سے درد کرنے لگا۔

"وہ تمہیں عزیز رکھتا تھا کعب۔"

"رکھتا تو سن کر جاتا۔ رکھتا تو اعتبار بھی کرتا۔ رکھتا تو معافی مانگنے کا موقع بھی دیتا۔ تم جانتی ہو جب اسے کھیت میں دیکھا تھا تو میں نے ویسا درد محسوس کیا تھا جیسا حسین کے مرنے پر کیا تھا۔ جیسا ابا کے مرنے پر کیا تھا۔ دوست نہیں مرا تھا میرا۔ سب کچھ مر گیا تھا"

وہ پہلی بار شکوہ کر رہا تھا۔ پہلی بار غم بانٹ رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی وہ بولتا رہے۔ کعب عباس دل کا درد نکال دے۔

"اسے معاف کر دینا۔"

"نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں۔ اس نے کہا تھا نا کہ قیامت کے دن وہ مجھے پہچانے گا بھی نہیں۔ ٹھیک ہے، میں بھی نہیں پہچانوں گا۔ طے ہوا۔" وہ غم زدہ سی کیفیت کا شکار ہوتا بولا۔ خولہ نے سر ہلا دیا۔ وہ وقت کو پیچھے لے جانا چاہتی تھی۔ جب رجب تھا، کعب تھا، وہ تھی۔ وہاں کوئی بدر عبداللہ نہیں تھا۔ وہاں اور کچھ نہیں تھا۔

"میں بھی معاف نہیں کروں گی۔" اس نے عزم کیا۔ عزم دہرایا۔ خولہ بلال معاف نہیں کرے گی۔

"ہم دونوں نہیں کریں گے۔ بات ختم۔"

بات ختم! وہ ٹھیک کہہ رہا تھا، خولہ نے آنکھیں بند کرتے کھولیں پھر کعب کے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھا اور وہ آہستہ سے نکال لیا۔

"مجھے گھر جانا ہے۔"

"ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں۔ تم لیٹو آرام سے۔"

وہ نرمی سے کہتا، موبائل نکالتے اٹھا۔ خولہ نے تھک کر سر تکیے پر گرایا۔ نظر چھت پر گئی۔ ذہن کہیں اور گیا۔

"میرا انتقام بھول گئیں خولہ؟"

اسے یاد تھا۔ اسے اب سب یاد تھا!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نین تارہ نے چائے کا کپ مسکان کے سامنے رکھا تو وہ چونکی۔ نظر اٹھا کر سامنے کھڑی نین تارہ کو دیکھا جو اب اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ رہی تھی۔

"تم نے صبح کھانا نہیں کھایا تھا۔ میں نے سوچا چائے ہی پی لو۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ مسکان نے کرسی پر پاؤں اوپر کرتے گھٹنوں کے گرد بازوؤں باندھے۔

"بھوک نہیں تھی۔"

"تمہاری کیفیت سمجھ سکتی ہوں مسکان۔ لیکن اپنے بھائی اور ماں کے لیے حوصلہ کرو۔"

"ھریرہ کیسا ہے؟" اسے دو دن سے اپنے غم سے فرصت نہیں تھی کسی اور کا خیال کیسے آتا؟

"یوسف کے ساتھ ہے۔"

اس نے سر ہلا دیا۔ بکھرے بال، سیاہ ٹراؤزر پر سفید لمبی قمیص پہنے وہ غم میں لگتی تھی۔

"یوسف کہہ رہے تھے کہ تم لوگ یہاں سے جانا چاہتے ہو؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ ھریرہ کو سنا تھا کچھ کہتے ہوئے۔ شاید وہ امریکہ جانا چاہتا ہے۔"

"بدر نہیں جانے دے گا۔"

"ہم اس کے حکم کے غلام تو نہیں ہیں نین تارہ۔"

اس کے چہرے پر بہت ہلکی سی ناگواری آئی تھی۔

"وہ ھریرہ کو اپنے بیٹے جیسا سمجھتا ہے۔"

"وہ کنٹرولنگ مائنڈڈ ہے نین۔ اسے اچھا لگتا ہے کہ لوگ اس کے لیے قربانیاں دیں۔ اگر ہم اسے چھوڑ کر گئے تو وہ ساری دنیا کو بتائے گا کہ اس نے ہم پر احسان کیا اور ہم نے اسے چھوڑ دیا۔"

"تم بدر سے بدگمان کیوں ہو؟"

نین تارہ کو احساس ہوا کہ بدر عبداللہ کا ذکر ہر ذکر میں نکل آتا تھا۔ کیوں؟

"مجھے نہیں پسند وہ شخص۔ معلوم نہیں کیوں لیکن نہیں پسند۔"

"پھر تم لوگوں کی منگنی کیوں ہوئی؟" اس نے بے ساختہ سوال کیا تھا۔ مسکان چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ اسے یوسف یاد آیا لیکن اس نے اس شخص کو جھٹک دیا۔

"میں نے شاید غلط سوال کر دیا ہے۔" وہ مسکان کی چپ سے یہی سمجھی کہ اسے یہ سوال برا لگا ہے۔

"نہیں۔" اس نے صوفے پر آلتی پالتی ماری "بابا اور عبداللہ چچا نے طے کیا تھا رشتہ۔ ہم دونوں تب بہت چھوٹے تھے۔ اس رشتے میں نا میری رضامندی شامل تھی نا بدر کی۔ اس نے منع کر دیا اچھی بات ہے۔ ورنہ میں خود کر دیتی۔"

نین تارہ نے سر ہلا دیا۔ نظر دروازے پر گئی۔ یوسف اندر داخل ہو رہا تھا۔ مسکان نے اس کی نظر کے تعاقب میں دیکھا۔

"ھریرہ کہاں ہے یوسف؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

مسکان کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔

”اس کے کسی دوست کی کال آگئی تھی۔اسی کے پاس گیا ہے۔“

مسکان سر ہلاتے اٹھی پھر نین تارہ کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔

”چائے کے لیے شکریہ۔میں امی کو دیکھتی ہوں۔ان کو بخار تھا۔“

نین تارہ کا اثبات میں ہلتا سر دیکھتے وہ سیڑھیوں سے اوپر کی طرف بڑھی تو یوسف نین تارہ کے سامنے بیٹھا۔

”بہت دوستی ہو رہی ہے مسکان سے؟“

”آپ کو جلن ہو رہی ہے؟“

”اگر میں کہوں کہ ہو رہی ہے تو؟“

”لڑکی سے کون جلتا ہے؟“ وہ ہنسی۔

”میرے علاوہ آپ جسے بھی زیادہ توجہ دیں گی۔مجھے جلن ہو گی۔“

اس نے کاندھے اچکاتے چائے کا کپ اٹھایا۔

”وہ بہت دکھی ہے۔باپ کا بچھڑنا دنیا کا بدترین دکھ ہوتا ہے۔“ نین تارہ سنجیدہ ہوئی۔

”سمجھ سکتا ہوں۔ “

”پتا نہیں سب کب ٹھیک ہو گا۔ ایک مشکل ختم ہوتی نہیں اور دوسری پہلے آ جاتی ہے۔ “

وہ گویا ان سب سے تھک گئی تھی۔ یوسف نے کپ رکھ دیا۔ نین تارہ کو دیکھتے وہ زرا سا جھکا۔

”ان سب کے بیچ ایک آسانی آپ کی صورت میسر ہے نین۔“ وہ محبت سے بولا تو نین تارہ کا چہرہ ہلکا سا سرخ ہوا۔

”زیادہ پھیلیں مت۔ “

”میں تو صرف سچ کہہ رہا ہوں۔“ وہ مسکرایا پھر لمحہ بھر کو رک کر جیسے کوئی ہمت اکٹھی کی ”آپ مجھے معاف نہیں کر سکتیں نین؟ “

”معاف کس لیے؟“ اسے محسوس ہوا کہ یوسف کا لہجہ آزردہ تھا۔

”معاملات بہت خراب ہیں نین۔ میں نہیں جانتا یہ سب کب ٹھیک ہو گا۔ لیکن پیچھے جو کچھ خراب ہوا کیا آپ اس کے لیے مجھے معاف نہیں کر سکتیں؟ “

تو گویا وہ بھی تھک گیا تھا؟ جھکے سر سے نظریں اٹھا کر وہ نین تارہ کی آنکھوں میں دیکھتے کوئی عرض پہنچا رہا تھا ۔کوئی التجا، کوئی سفارش۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔

”مجھے نہیں یاد جو کچھ ہوا اس میں آپ کا کوئی قصور تھا۔ بدر کی اصلیت چھپا کر مجھ سے شادی کرنا غلط تھا لیکن اگر آپ اس کے لیے معافی مانگ رہے ہیں تو میں آپ کو معاف کر چکی ہوں یوسف۔ اس کے علاوہ مجھے آپ کا کوئی قصور یاد نہیں۔ کوئی قصور معلوم نہیں۔“

یوسف کو دکھ ہوا کہ وہ واقعی بہت سی غلطیاں کر چکا تھا۔ اسے خوشی ہوئی کہ وہ ان غلطیوں کے بارے میں نہیں جانتی تھی۔

”کیا ہم سب بھلا کر، بھائی اور خولہ کے مسئلے سے الگ رہ کر اپنی زندگی میں آگے نہیں بڑھ سکتے نین؟ کیا ضروری ہے کہ خولہ کے مسائل ہمارے رشتے پر اثر انداز ہوں؟“

اس بار نین تارہ کو برا لگا۔ وہ جس لڑکی کے مسائل سے دور رہنے کی بات کر رہا تھا وہ اس کی بہن تھی۔

”خولہ کے مسائل ہماری زندگی پر کب اثر انداز ہوئے ہیں یوسف؟“ اس کی آواز میں محسوس کی جانے والی ناراضگی تھی۔ یوسف گہرا سانس لیتے پیچھے کو ہوا۔ کاش وہ خولہ بلال کا نام نین تارہ کے ذہن سے مٹا سکتا۔

”اس کے ساتھ کچھ برا ہوتا ہے تو آپ کو برا لگتا ہے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ جو بھی ہو وہ ہمارے رشتے پر اثر نا کرے۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

”اگر آپ کو ایسا کوئی ڈر ہے تو پھر ہمیں اپنے رشتے کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ کوئی تیسرا شخص تب تک کسی رشتے پر اثر انداز نہیں ہو سکتا جب تک دو لوگ اسے اجازت نا دیں۔ میری بہن میری طرف سے کبھی ہمارے رشتے میں نہیں آئی۔“ اسے واقعی برا لگا تھا۔

”اور میرا بھائی ان سب کے درمیان نہیں رہا۔ خیر، ان سب کو چھوڑیں۔ ہم صرف اپنی بات کر لیتے ہیں۔ “

اس نے موڈ خوشگوار کرنا چاہا۔ نین تارہ سر جھٹکتی اٹھی۔ میز پر رکھے برتن اٹھائے۔

”ضرور۔ میں ملازمین کو صفائی کا کہہ کر آتی ہوں، پھر مہمانوں کے لیے ناشتہ اپنی نگرانی میں بنوا کر، ان سے خیریت پوچھ کر آتی ہوں۔ پھر ہم اپنی بات کر لیں گے۔ “

وہ مسکرائی۔ یوسف کی خوشگواری ہوا ہوئی۔

”سب کے لیے وقت ہے آپ کے پاس، سوائے میرے۔ “

”آپ کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے پوری زندگی پڑی ہے محترم۔ “

وہ مسکرا کر کہتی کچن کی طرف جا رہی تھی۔ یوسف خفگی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اسی خفگی سے سر پیچھے کو گرایا۔

وہ اب مسائل کو اپنے اور نین تارہ کے بیچ نہیں آنے دے گا۔ یہ طے تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چوک میں موجود چائے کی ہوٹل کے سامنے رکھی کرسیوں میں سے ایک پر ھریرہ بیٹھا نظر آرہا تھا۔اس کے بال ماتھے پر بکھرے تھے اور چہرہ زرد سا لگ رہا تھا۔کرسی کھینچنے کی آواز پر اس نے نظر اٹھائی تو کعب دائیں طرف بیٹھ رہا تھا۔اس کے ایک ہاتھ میں ٹرے تھی جس پر دو کپ رکھے تھے۔ٹرے سامنے رکھتے اس نے جیب سے سگریٹ نکالتے ایک ھریرہ کی طرف بڑھائی تو اس نے چپ چاپ تھام لی۔

”تمہاری بیوی کو تمہارا سگریٹ پینا برا نہیں لگتا؟ “

کعب نے لائٹر سے اس کی سگریٹ جلائی تو اسے اپنی جلاتے دیکھ وہ پوچھنے لگا۔

”اسے کیوں برا لگے گا؟“ وہ ٹانگ موڑ کر پاؤں گھٹنے پر رکھتا بے نیازی سے بولا۔(یہ الگ بات تھی وہ خولہ کے سامنے سگریٹ پینے سے احتیاط کرتا تھا۔)

”عورتوں کو نا سگریٹ اچھی لگتی ہے نا سگریٹ پیتا مرد۔ “

وہ اپنی سگریٹ ہونٹوں سے لگائے پیچھے کو ہوا۔

”اگر سگریٹ پینے والا ان کا شوہر ہو تو اُنہیں گزارا کرنا پڑتا ہے۔ “

”تم اس کے لیے سگریٹ چھوڑ نہیں سکتے؟ “

WWW.NOVELSHUB.PK

”وہ ایک بار کہے تو صحیح۔ میں اگلی بار اس چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ “

”آہ زن مرید۔“ وہ سر ہلاتے بولا تو کعب نے اس کے طنز پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اس نے سگریٹ رکھ کر اب چائے کا کپ اٹھالیا تھا۔ ھریرہ ہنوز سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔

”تم ٹھیک ہو؟“ کپ ہونٹوں سے لگاتے اس نے غور سے ھریرہ کو دیکھتے فکر مندی سے پوچھا۔

”جس کا باپ مر جائے اس بچے سے نہیں پوچھنا چاہیے کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ وہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ “

اس کے دل میں سگریٹ کا دھواں جمع ہوا۔

”عرصہ لگتا ہے لیکن غم بھر جاتا ہے۔ “

”عرصہ تو لگ جاتا ہے نا یار۔ “

کعب نے کپ رکھ دیا۔ وہ پر سوچ نظروں سے ھریرہ کو دیکھنے لگا۔

”انکل کو کوئی بیماری تھی؟ “

”ایک بھی بیماری نہیں تھی۔ “

”کوئی پریشانی؟ “

"نہیں۔" ھریرہ نے سگریٹ رکھ دی۔ اس کا دھواں باہر نکلنے کی بجائے دل میں بھر رہا تھا۔

"پھر ہارٹ اٹیک کیسے آیا؟"

"میں نہیں جانتا کعب۔ وہ ٹھیک تھے۔ بالکل ٹھیک۔ ان کے صوفے کی میز پر سگار کی راکھ پڑی تھی۔ وہ شاید دیر تک سگار پیتے رہے تھے۔ بابا اتنی سگار کبھی نہیں پیتے۔ ایک ادھی جلی سگار وہاں پڑی تھی۔ میں نے خود دیکھا تھا۔" اس نے کپ کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ دل ہر شے سے اچاٹ ہوا۔

"اس بات کی سینس نہیں بنتی ویسے۔" وہ بے نیاز سا بولا تو ھریرہ نے اسے دیکھا۔

"کس بات کی؟"

"اسی بات کی کہ وہ اتنی سگار پیتے رہے تھے۔"

"کیوں؟" وہ ناسمجھی سے کعب کو دیکھنے لگا تو ھریرہ کو دیکھتا رہا پھر آگے کو ہوا۔

"جب صبح تم ان کے پاس گئے تھے تو کیا ان کے ہونٹوں پر سیاہی تھی؟"

"نہیں۔"

"ان کی لاش کہاں تھی؟ صوفے یا بیڈ پر؟" وہ سوالات کر رہا تھا یا تفتیش؟ ھریرہ سمجھ نا سکا۔

"بیڈ پر۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"کس پوزیشن میں؟"

"یوں جیسے وہ سوتے میں سے جاگے تھے۔ وہ چت لیٹے تھے۔"

"تو ھریرہ خاقان، کیا تمہیں شک نہیں ہوا کہ ہو سکتا ہے اس رات تمہارے باپ کے ساتھ اس کمرے میں کوئی اور بھی موجود تھا؟" اس نے ابرو اچکائے تو ھریرہ بے چینی سے آگے ہوا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں صرف تجزیہ کر رہا ہوں۔ تم نے کہا وہ بہت زیادہ سگار پیتے رہے لیکن ان کے ہونٹوں پر سیاہی یا پپڑی نہیں جمی تھی۔ ایک سگار میز پر رکھا تھا جب کہ تمہارے بابا خود بیڈ پر تھے۔ اب تم یہ سوچو ھریرہ کہ اگر ان کو ہارٹ اٹیک سگار پیتے ہوئے آیا تھا تو وہ بیڈ پر چت نا لیٹے ہوتے بلکہ آڑے ترچھے لیٹے ہوتے۔ یوں جیسے کسی کو درد ہوا ہو اور وہ اٹھ کر بیڈ تک جائے تو وہ چت تھوڑی لیتے گا تا کہ آرام سے مر سکے۔"

"لیکن۔۔ لیکن ہو سکتا ہے اُنہیں آدھی رات کو سونے کے بیچ ہارٹ اٹیک آیا ہو۔"

وہ اٹک اٹک کر بولا۔ کعب اسے کیا دکھانا چاہ رہا تھا؟

"پھر بھی، کم از کم سگار والا پوائنٹ مس مت کرو۔ تمہارے گھر میں کوئی اور بھی سگار پیتا ہے کیا؟"

وہ اپنا موبائل کھولتا سرسری سا پوچھ رہا تھا۔

”نہیں۔ بدر بھائی اور بابا ہی پیتے ہیں۔“ وہ الجھا الجھا سا تھا اسی لیے اپنے ہی جملے پر غور نہیں کر سکا۔ کعب نے نظر اٹھائی۔ کیا یہ اندھا اعتماد تھا یا وہ واقعی سمجھ نہیں رہا تھا؟

”تم ایسا کرنا گھر جا کر دیکھنا کہ تمہارے بابا کے کمرے میں ان کے سگار پڑے ہیں یا نہیں۔ ان کی آخری مرتبہ کی گئی کالز چیک کرواؤ۔ ان کے اکاؤنٹس کی تفصیلات وغیرہ۔ کیونکہ مجھے نہیں لگتا تمہارا باپ طبعی موت مرا ہے۔“

یہ آخری اور سب سے بڑا ہنٹ تھا۔ وہ اتنا کہہ کر موبائل دیکھنے لگا۔ اس سے زیادہ وہ ھریرہ کی توجہ اس طرف نہیں دلا سکتا تھا۔ نا وہ یہ بتا سکتا تھا کہ بدر اس کے باپ کے اکاؤنٹس چیک کرواتا رہا ہے۔ نا وہ یہ بتا سکتا تھا کہ بدر جانتا تھا کہ اسے جیل بھیجنے کے پیچھے خاقان تھا۔ اب جو کرے وہ خود کرے۔ اور ھریرہ خاقان اب بھی الجھا ہوا تھا۔ وہ کیا تھا جو وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہسپتال کے کمرے میں سفید لکڑی کے دروازے کو دھکیلتا وجود اندر داخل ہوا تو بیڈ پر آنکھیں موند کر لیٹے جہانزیب چوھدری نے آنکھیں کھولیں۔

بدر عبداللہ سامنے کھڑا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

سیاہ شلوار قمیص پہنے، اوپر سیاہ واسکٹ، بال پیچھے جمے تھے، سرمئی آنکھیں پر اسرار اور ذہانت بھری تھیں، چہرے پر ہلکی سی بیئرڈ، ہاتھوں میں سلور واچ تھی۔ وہ خوشبوؤں میں بسا سامنے آیا۔ جہانزیب چوہدری کو دیکھ کر سر کو خم دیتے مسکرایا اور ہاتھوں میں تھاما سفید پھولوں والا بکے ان کی طرف بڑھایا تو ان کے ساتھ کھڑے لڑکے نے فوراً تھاما۔ جہانزیب بنا کسی مسکراہٹ کے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیسے ہیں چوہدری صاحب؟"

اس نے پیچھے پڑی کرسی ایک ہاتھ سے آگے کو دھکیلتے بیڈ کے سامنے رکھی۔ اس پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ جمائی، کہنیاں کرسی کے ہتھوں پر جمائیں اور انگلیوں کو ایک دوسرے سے ملایا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"ہمیں اکیلا چھوڑ دو صادق۔"

وہ بدر کو دیکھ کر دوسرے لڑکے کو بولے تو وہ سر ہلاتا باہر بڑھ گیا۔ بدر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"سنا ہے آپ چلنے کے قابل نہیں رہے۔ مجھے بہت افسوس ہے۔"

"ہمارے علاوہ یہاں کوئی نہیں ہے بدر۔ تم ہمدردی کا ڈرامہ بند کر سکتے ہو۔" وہ تلخی سے بولے تو بدر ہلکا سا ہنس دیا۔

"جیسے آپ کہیں۔ کیسا لگ رہا ہے یوں لاچاری کی حالت میں بستر پر؟"

"یہ تم نے کیا ہے نا؟" وہ غصے سے بولے۔ بدر نے بے نیازی سے کاندھے اچکائے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"یعنی اگر مہاراں میں کوئی پرندہ بھی مر جائے تو اس میں بھی بدر عبداللہ کا قصور ہے؟ اتنا برا ابھی نہیں ہوں میں۔ لیکن ہاں، یہ میں نے ہی کیا ہے۔"

"کیوں؟" وہ دبا دبا سا غرائے۔

"آپ بہت تھک گئے تھے۔ سوچا کچھ آرام کر لیں گے۔ میری بہادری کی قدر کریں کہ میں آپ کے سامنے بیٹھ کر قبول کر رہا ہوں۔"

وہ بے نیاز تھا۔ وہ خوش تھا۔ صاف لگ رہا تھا وہ بہت خوش تھا۔

"تم نے، خاقان کو بھی تم نے مروایا ہے نا؟"

"میں نے کہا نا کہ میں اتنا برا ابھی نہیں ہوں۔ یقین کریں۔"

جہانزیب چوہدری دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں سے اسے دیکھتے رہے۔ بدر کی مسکراہٹ مدھم ہوتی سرد مہری میں بدلی۔

"کیا تم دونوں کو واقعی لگا تھا کہ مجھے جیل بھیجو گے اور مجھے علم نہیں ہو گا؟ واقعی جہانزیب؟ کوشش اچھی تھی، احتیاط بھی بہت کی تم دونوں نے۔ لیکن میں بدر عبداللہ ہوں۔ میرے علاقے میں میری مرضی کے خلاف کوئی سانس بھی لیتا ہے تو مجھے علم ہوتا ہے اور تم لوگ مجھے جیل بھیجنا چاہتے تھے۔؟" وہ سرد مہری سے بولا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں تمہیں اس کے لیے معاف نہیں کروں گا۔" جہانزیب چوہدری ہنوز غصے سے اسے گھور رہا تھا۔ قہر سے۔ بدر قمیص کا دامن جھٹکتے اٹھا۔

"تمہارے لیے افسوس کی بات ہے لیکن میں نہیں ڈرا۔ کل میں اسلام آباد جارہا ہوں اور پرسوں میں وزیر خارجہ کا حلف اٹھاؤں گا۔ اور میں یقینی بناؤں گا کہ تم میرے حلف اٹھانے کی تقریب لائیو دیکھو۔ امید ہے دوبارہ کبھی ملاقات نہیں ہو گی۔ "

وہ سر کو خم دیتا پلٹا۔ سرشار، جیت کے نشے میں، اور تبھی اسے ایک صور جیسی آواز سنائی دی۔

"خاقان کو اس کے بیٹے نے بتایا تھا کہ جمال کا قتل تم نے کیا ہے۔ "

بدر کے قدم دروازے سے چند قدم فاصلے پر رک گئے۔ آواز صور جیسی تھی تو اس نے قیامت دل میں اٹھتی محسوس کی۔ چہرہ زرد پڑا۔

"تمہارا راز تمہارے بھائی نے کھولا تھا بدر۔ اس بھائی نے جسے تم بیٹا کہتے ہو۔ جیل ہم نے بھیجا تھا لیکن جیل بھیجنے کا موقع ھریرہ نے دیا تھا۔ "

وہ دھیرے سے پلٹا۔ بیڈ پر لیٹا شخص نفرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس سے زیادہ نفرت سے اس سے کہہ رہا تھا۔

"جھوٹ مت بولو۔" وہ طیش زدہ سا ہوا۔ جہانزیب تپش سے مسکرایا۔

”میرے موبائل میں کال ریکارڈنگز ہیں۔ “

بیڈ کے ساتھ رکھی ٹیبل پر سے موبائل اٹھاتے انہوں نے ریکارڈنگ کھولی۔ ایک منٹ کی آڈیو ریکارڈنگ سنتے بدر عبداللہ پر غم کی کئی صدیاں گزر گئیں۔ ریکارڈنگ بند ہوئی تو جہانزیب چوہدری نے چہرہ اٹھا کر بدر کا سفید پڑتا چہرہ دیکھا۔

”خاقان نے یہ راز مجھے دیا تھا اور اسے اس کے بیٹے نے۔ تم نے قتل اس کے سامنے کیا تھا نا؟ “

بدر عبداللہ کی جیت، جیت کا نشہ، نشے کا سرور غائب ہوا۔ وہ بلند بخت تھا لیکن رشتوں کو لے کر مات کھا گیا۔ اسے تخت سے زمین پر لا یا گیا۔

”تم.. مجھے میرے بھائی کے خلاف نہیں کر سکتے۔ “

”میں تمہیں تمہارے بھائی کے خلاف نہیں کر رہا بدر۔ میں تمہیں تمہارے خسارے بتا رہا ہوں۔ تمہارے پاس ایک بھی رشتہ وفادار نہیں ہے۔ تمہارا اچا تمہیں پھانسی پر چڑھانا چاہتا تھا۔ اس کے بیٹے نے تمہارے رازوں کی حفاظت نہیں کی۔ یوسف تمہارے پیچھے تمہاری محبوبہ کو گواہی دینے کے لیے بلاتا ہے۔ تمہاری وہ محبوبہ تمہارے خلاف گواہی دیتی ہے۔ اور ہاں، اس کا شوہر، کعب عباس، وہ میرے ساتھ تمہارے خلاف کام کر رہا تھا اور میں تمہیں بتاتا ہوں بدر۔ وہ لڑکا تمہارا تخت الٹے گا۔ وہ لڑکا تمہارا انجام بنے گا۔ “

وہ صرف خساروں کا کہتا تھا؟ بدر عبداللہ کی پوری زندگی جھوٹ نکلی۔ ہر شخص جسے اس نے چاہا وہ اسے چھوڑ گیا۔ ہر شخص جس سے اس نے محبت کی وہ بے وفا نکلا۔ اس کا ہر عزیز شخص اس کی بربادی میں حصے دار رہا۔

"تم "....

وہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسے ھریرہ پر یقین تھا لیکن وہ نہیں کہہ سکا۔

"مجھے تخت نہیں ملا بدر لیکن تم تخت حاصل کر کے بھی خسارے میں رہو گے۔ تم اکیلے رہ جاؤ گے اور سب تمہیں چھوڑ جائیں گے۔ "

جہانزیب چوھدری پھنکارا۔ بدر نے سر نفی میں ہلایا۔ قدم پیچھے کو مڑے۔ وہ ضبط سے سرخ پڑتے چہرے سے پیچھے مڑا۔ جھٹکے سے دروازہ کھولا اور باہر بڑھا۔ لمحے بھر کو قدم لڑکھڑائے لیکن اس نے خود کو کھڑا کیا۔ کوئی ڈاکٹر تیزی سے اس کی طرف آیا۔

"میں او پی ڈی میں تھا سر۔ ابھی آپ کے آنے کا علم ہوا۔ "

وہ جلدی جلدی بولا۔ بدر نے نظر اٹھائی۔ اسے اس ڈاکٹر کا نام بھول گیا لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ اس کا وفادار ہے ۔وفادار؟ اسے ہنسی آئی۔ اسے اذیت ہوئی۔

"جہانزیب چوھدری کل کا سورج نہیں دیکھے گا۔ "

وہ حکم دیتے آگے بڑھا۔ ڈاکٹر ہونق سا اس کے پیچھے لپکا۔

”جی ؟ “

”میں دوبارہ اپنی بات نہیں دہراؤں گا۔مار دو اسے۔ تمہارے اکاؤنٹ میں رقم پہنچ جائے گی۔ “

وہ بناڈاکٹر پر دوسری نظر ڈالے باہر بڑھا۔پارکنگ تک پہنچتے اس کے گارڈ اس کے پیچھے لپکے۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھاجب موبائل بجا۔نمبر انجانا تھالیکن اس کا یہ نمبر صرف چند لوگوں کے پاس تھا۔ صرف چند خاص لوگ تو اس نے کال اٹھالی۔

”ہیلو۔ “

پچھلی سیٹ پر بیٹھتے اس نے سر کرسی سے ٹکایا۔درد، شدید درد محسوس ہو رہا تھا۔

”ہیلو؟ “

وہاں اب بھی خاموشی تھی۔بدر نے دو انگلیوں سے ماتھا مسلا۔اسے کوفت ہوئی۔کال کاٹنے کے لیے اس نے موبائل کان سے ہٹانا چاہاجب وہ یکدم رکا۔ماتھے کو مسلتا ہاتھ تھما۔موبائل واپس کان پر رکھتے اس نے آنکھیں بند کیں۔

”خولہ۔“لبوں سے سرگوشی نکلی۔اس نے ہر غم بھولنا چاہا۔ہر تکلیف بھلانی چاہی۔کاش وہ کچھ کہے اور اس کا ہر درد غائب ہو جائے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”حیرت ہے کہ تم نے پہچان لیا۔“ وہ وہی تھی۔اس کی آواز کانوں میں پڑی۔ بدر کے ماتھے کی شکنیں ہلکی ہوئیں۔

”خوشی ہے کہ تمہاری کسی حیرت کی وجہ میں ہوں۔ “

کاش وہ بولتی رہے اور ہر دوسری آواز غائب ہو جائے۔

”حیرت ہے کہ آپ کی خوشیاں کسی وجہ کی محتاج ہونے لگیں۔ “

”معلوم نہیں کب ؟ لیکن تم میری مسکراہٹوں کی وجہ بنتی گئیں۔ میں نے تم سے ایسا عشق کیوں کر لیا خولہ کہ لگتا ہے تم ناں ملیں تو مر جاؤں گا۔“ وہ چند لمحے کو خاموش رہ گئی پھر سپاٹ سی آواز ابھری

ایک ملاقات کر سکتے ہیں؟ “

”وقت اور جگہ بتاؤ ملکہ۔“ بدر عبداللہ خولہ بلال کو ناں نہیں کر سکتا تھا۔

”وہیں جہاں تم نے میرے بھائی کو مارا تھا۔ “

بدر نے آنکھیں کھول لیں۔ اسے ایک بار پھر درد محسوس ہوا۔ اس بار شدت زیادہ تھی۔

”میں “...

”ایک گھنٹے تک میں ملاقات کی منتظر ہوں۔ بادشاہ کی بیٹی وقت کے سلطان کی منتظر رہے گی۔ “

اس نے کال کاٹ دی۔ بدر نے موبائل کان سے ہٹایا۔ وہ نمبر جانے کس کا تھا لیکن اس نے وہ نمبر سیو کیا۔

"ملکہ۔"

موبائل رکھتے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ تکلیف میں تھا لیکن وہ کہہ رہی تھی کہ وہ ملنے آئے تو جائے گا۔

بدر عبداللہ خولہ بلال کو ناں نہیں کیا کرتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھر میں داخل ہوتے اسے صحن میں رکھی چارپائی پر صفیہ نظر آئیں۔ بائیک کھڑی کرتے اس نے سبزی چارپائی پر رکھی پھر وہاں دھم سے گرا۔

"خولہ کہاں ہے امی؟"

"اپنے چچا کے گھر گئی ہے۔"

وہ کوئی پرانے برتن پھیلائے ان کی دھول صاف کر رہی تھیں۔

"اکیلے؟ میرا انتظار کر لیتی۔ میں چھوڑ آتا۔"

"شیر دل لے گیا ہے۔"

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس کی۔ کیا ضرورت تھی جانے کی؟"

وہ کچھ فکر مندی سے کہتا اٹھا۔ صفیہ نے نظر اٹھا کر اسے گھورا۔

"چھوٹی بچی تو نہیں ہے وہ کعب۔ پابندیاں مت لگایا کرو اس پر۔"

"ویسے ہی کہہ رہا تھا۔"

"مت کہو۔ اپنے چچا کے گھر ہی گئی ہے۔"

اس نے سر ہلا دیا پھر صفیہ کو غور سے دیکھا

"آپ خولہ سے ناراض ہیں کیا؟"

"میں کیوں ناراض ہونے لگی؟"

"پچھلے دنوں جو کچھ ہوا۔ اس کی وجہ سے۔"

"اس میں خولہ کا قصور نہیں تھا۔ ہوتا بھی تو ایک غلطی پر اسے زندہ در گور کرنا کہاں کا انصاف تھا؟ مجھے نا کوئی ناراضگی ہے نا کوئی شکوہ۔"

وہ صفیہ کو دیکھتے ہلکا سا مسکرایا۔

"میری سمجھدار ماں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

”بس بس، مکھن نا لگاؤ۔ اس سے ناراض نہیں ہوں لیکن تم سے ابھی تک ہوں۔ نا کچھ بتاتے ہو نا پوچھتے ہو۔ اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ ماں کو ہی ہر معاملے سے باہر کر دیتے ہو۔“ وہ خفا ہوئیں۔

”میں نے کیا چھپایا ہے؟“

”نا یہ مقابلے کے امتحان کا بتایا، نا خولہ کے ہسپتال جانے کا۔ نا“.....

”بھوک لگ رہی ہے امی۔ کچھ کھانے کو دے دیں۔“

اس سے پہلے کہ وہ مزید اس کے قصور گنواتیں۔ وہ فوراً نو دو گیارہ ہوا۔ چارپائی سے اٹھتے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے مسلسل صفیہ کی آواز سنائی دیتی رہی۔ کمرے میں قدم رکھتے اسے خالی کمرہ دیکھ کر خولہ کی یاد پوری شدت سے آئی۔

”محبت بڑی بری شے ہے بھائی۔“

خود پر افسوس کرتے اس نے میز پر رکھا لیپ ٹاپ اٹھانا چاہا جب موبائل پر میسج آیا۔ اس نے نمبر دیکھا۔ خولہ کو کچھ دن پہلے فون لے کر دیا تھا۔ اس کا میسج آیا ہوا تھا۔ کعب مسکرایا۔ (اسے کہتے ہیں سچی محبت۔)

اس کا میسج کھولتے دیکھا تو مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی۔

"میں نے چند حروف قاصد کی صورت سلطان کی طرف بھیجے ہیں۔ اس نے کہا وہ ملاقات کے لیے آجائے گا ۔تم نے حفاظت کا وعدہ کیا تھا محافظ۔ سو میں اس جگہ پر تمہاری منتظر رہوں گی جہاں تمہیں تمہارے قصہ گو دوست نے آخری بار بلایا تھا۔ "

وہ کئی لمحے اس میسج کو دیکھتا رہا۔ پھر تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔ بائیک پر بیٹھتے خولہ کو کال کی لیکن اس کا نمبر بند تھا۔

"کہاں جا رہے ہو کعب؟ "

صفیہ نے پیچھے سے آواز دی لیکن اس نے جواب نہیں دیا۔ بائیک پر بیٹھتے، خولہ کے چچا کے گھر جاتے، وہ تیزی سے نیچے اترا۔ دروازے پر زور سے دستک دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو غصے سے کچھ کہتا ہوا شیر دل نظر آیا۔ کعب کو دیکھ کر غصہ فوراً غائب ہوا۔

"خولہ ہے یہاں؟ "

اس کی آواز کانپ گئی۔ کسی انہونی کا خیال اندر بیٹھ گیا تھا۔

"وہ آئی تھی لیکن پھر تھوڑی دیر پہلے چلی گئی ہے۔ "

"کہاں؟ "

"معلوم نہیں۔ کہہ رہی تھی کہ آجائے گی۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

کعب گہرا سانس لیتے موبائل نکالنے لگا۔

"خولہ کو کال کر رہے ہیں؟ وہ موبائل یہیں رکھ گئی ہے۔"

اس کا ہاتھ تھما۔

"موبائل لے آؤ اس کا۔ جلدی شیر دل۔"

"آپ اندر تو آئیں۔" شیر دل گڑبڑایا۔ آدابِ میزبانی یاد آئے۔۔

"وقت مت ضائع کرو شیر دل۔ اس کا موبائل لے کر آؤ۔"

وہ غصے سے بولا تو شیر دل فوراً اندر گیا۔ وہ جاتا تو سب سے ملنا پڑتا۔

چند لمحوں بعد شیر دل واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا موبائل تھا۔ کعب کی طرف بڑھایا تو اس نے جھٹ سے وہ کھولا۔

واٹسپ پر سوائے اس کے اور نین تارہ کے کسی کو کوئی میسج نہیں کیا گیا تھا۔ اس نے کال لاگ کھولا۔

وہاں صرف دو نمبر تھے۔ ایک اس کا اور دوسرا۔

کعب کا دل لمحہ بھر کو رکا۔

وہ بدر عبد اللہ کا نمبر تھا۔

وہ جانتا تھا یہ اسی کا نمبر تھا۔ سر اٹھا کر اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھتے شیر دل کو دیکھا۔

"کب۔کب گئی ہے خولہ یہاں سے؟" اس کی آواز کھائی سے آئی تھی۔

"آدھا گھنٹہ ہوا ہے۔"

کعب فوراً بائیک کی طرف بڑھا جب پیچھے سے شیر دل نے پکارا۔

"کعب بھائی۔"

وہ پلٹا۔

"خولہ رجب بھائی کا پستول بھی لے کر گئی ہے۔"

اس کے سر پر پورا آسمان آگرا۔ زمین قدموں سے الگ ہوئی۔ لمحوں میں اسے سب سمجھ آیا تھا اور سر گھوم گیا۔

خولہ نے ملاقات ترتیب دی تھی۔ وہیں پر جہاں یہ سب شروع ہوا تھا۔

سلطان، محافظ، بادشاہ کی بیٹی اور قصہ گو کی داستان کے شروع ہونے کا مقام اور شاید وہیں وہ اس داستان کا انجام لکھنا چاہتی تھی۔

کعب نے کانپتے ہاتھوں سے بائیک میں چابی ڈالی۔اسے خولہ کو کچھ غلط کرنے سے روکنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیاہ پراڈو دھیمے سے چلتے کچے راستے پر رک گئی۔بدر دروازہ کھولتے باہر نکلا۔واسکٹ اتار کر اندر رکھ دی تھی، چہرے پر کچھ تھکن تھی۔گارڈز کو وہیں سے واپس جانے کا کہہ کر وہ آگے بڑھا۔

کچے راستے سے آگے جھاڑیاں تھیں جن کے بیچ تھوڑی سی جگہ کا راستہ بنایا گیا تھا۔آگے سبزہ تھا جو نالے تک جا کر ختم ہوتا تھا۔وہاں پانی بہہ رہا تھا۔نالے کی دوسری طرف تھوڑا سا سبزہ اور پھر فصل شروع ہو رہی تھی۔

وہ جھاڑیوں کے بیچ سے گزرتے ہوئے سبزے تک پہنچا تو خولہ کھیت کی طرف رخ کیے ہوئے تھی۔لباس ہلکے گلابی کا رنگ کا تھا۔سر پر گلابی دوپٹہ اور سفید چادر اوڑھے وہ کھیت کی طرف دیکھ رہی تھی یا شاید پانی کو۔

جگہ وہی تھی۔وقت بھی وہی تھا۔کردار تبدیل تھے۔قدیم دور سے قصہ گو اپنا قلم سنبھالے پگڈنڈی پر آکر بیٹھا۔وہ حروف ساز نہیں تھا لیکن اس داستان نے اسے قصہ گو سے مئورخ بنا دیا تھا۔وہ داستان لکھ کر قدیم وقت میں لوٹ جاتا اور شاہی کتب خانے میں اس داستان کو رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

”ملاقات کے لیے جگہ کا انتخاب مجھ پر چھوڑ دیتیں تو اچھا تھا۔“

وہ کچھ فاصلے پر رکتا بولا تو خولہ دھیرے سے پلٹی۔اس کا پلٹنا بدر عبداللہ پر بھاری پڑا۔یہ عورت اس کے لیے سحر جیسی تھی۔وہ نہیں جانتا تھا اسے خولہ بلال سے ایسا عشق کیوں ہو گیا تھا۔کمبخت جان لے رہا تھا۔

"کس جگہ کا انتخاب کرتے تم؟"

بدر عبداللہ کی نظروں کی جسارت کی داد دینی چاہیے تھی۔وہ خولہ بلال کے نقوش عقیدت سے تکتی تھیں۔ نظریں باغی ہوتی اس کے چہرے پر جمی رہ گئیں۔وہ بد اخلاقی تھی تو وہ ایسے اخلاق سے دور اچھا۔وہ بد تہذیبی تھی وہ بد تہذیب صحیح۔

"کسی ایسی جگہ کا جہاں تمہیں تکلیف نا ہوتی۔" اپنے دل کی تکلیف چھوڑ اسے بادشاہ کی بیٹی کی تکلیف کا خیال ہوا۔قصہ گو نے افسوس سے سر ہلایا۔وقت کے سلطان نے وہ تکلیف تین سال قبل خود شہزادی کے نصیب میں ڈالی تھی۔وہ عاشق تھا ورنہ اسے گاؤں کی باغی لڑکی کے آنسو کی پرواہ بھی کیونکر ہوتی؟ اس نے صفحوں پر لکھ ڈالا "وقت کے سلطان کو موقع دیا جاتا تو وہ تین سال قبل کی تکلیف کا انتخاب دوبارہ کرتا۔ضرور کرتا۔"

"جب تک تم ہو بدر، دنیا میں میرے لیے ایسی کوئی جگہ نہیں رہی جہاں مجھے تکلیف نا ہو۔"

قصہ گو نے رخ موڑ کر بادشاہ کی بیٹی کو دیکھا۔وہ ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے تھی۔اوپر چادر تھی۔اس نے دیکھا وقت کا سلطان اس گلابی لباس والی لڑکی کو تکتا تھا۔

"کہتی ہو تو مر جاتا ہوں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"کہنے سے کیا ہوتا ہے؟"

"سمجھو میں مر گیا۔"

"میری تکلیف تب بھی کم نہیں ہو گی۔"

"میرے دل میں قیام کر لو خولہ۔ حفاظت کا وعدہ ہے۔"

"محافظ کا عہدہ کسی اور کا ہے۔ تم اپنی بات کرو۔ سنا ہے کل تخت پر بیٹھنے جا رہے ہو۔"

بدر سر جھکا کر مسکرایا۔ کیا اسے کسی نے بتا دیا تھا کہ وہ سر جھکا کر مسکراتا تھا تو کتنا حسین لگتا تھا؟ خولہ بلال کے دل میں نا کوئی پھول اُگے نا کوئی تتلیاں اڑیں۔ اسے بھی کسی نے سحر سے رہائی کا منتر سکھا دیا تھا۔

"تمہیں یہ داستان کس نے سنائی ہے خولہ؟"

"ایک قصہ گو نے سنائی تھی۔" وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"انجام کیا ہوا تھا اس داستان کا؟"

خولہ کے گلے میں کچھ اٹکا۔ وہ کئی لمحے اسے دیکھتی رہی پھر نظریں موڑ کر پیچھے بہتے پانی کو دیکھا۔

"تم نے اسے یہیں مارا تھا نا؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر لا جواب ہوا۔ خولہ شاید اس کے جواب کی منتظر بھی نہیں تھی۔ وہ آنکھوں میں غم لیے پیچھے بہتے پانی کو دیکھ رہی تھی۔ بدر نے اس کی نظروں کے تعاقب میں نہیں دیکھا۔ اسے دکھ ہوتا۔ رجب کو مارنے کا نہیں، اس بات کا کہ وہ خولہ کا بھائی کیوں نکلا تھا؟

"تم نے اس لیے مجھے چھوڑا کیونکہ تمہیں لگتا ہے تمہارے بھائی کا قاتل میں ہوں؟"

"اسے زیادہ تکلیف تو نہیں ہوئی تھی؟ تم نے اسے کتنی دیر پانی میں ڈالے رکھا تھا؟ اسے ٹھنڈ زیادہ لگتی تھی۔ اکثر سوئیٹر کے ساتھ شال بھی پہنتا تھا۔ اس دن کچھ نہیں پہنا تھا۔ اس دن ٹھنڈ بھی زیادہ تھی۔ اسے سردی لگی ہو گی۔ کیا وہ جلدی مر گیا تھا؟" اس کی آواز بھرا گئی۔ پلکیں نم ہوئیں، ہونٹ کانپے۔ بدر کے گلے میں گلٹی ابھری۔

"خولہ۔۔۔میں"...

"میرا بھائی بہت پیارا تھا بدر۔ وہ میرا باپ تھا، ماں بھی، دوست بھی، وہ ایک شخص میرا ہر شخص تھا۔ تم میرے اس ایک شخص کو کیسے مار سکتے ہو؟"

اس نے رخ موڑ کر بدر کو دیکھا۔ سرخ نم ہوتی آنکھیں، شدتِ غم سے کانپتے ہونٹ، سرخ گال، بدر اسے دیکھتا رہا۔

"میں نے یہ نہیں چاہا تھا خولہ۔"

وہ اسے اپنی چاہ بتا رہا تھا۔ خولہ بلال کو اس شخص کی چاہ جاننے کی چاہ نہیں رہی تھی۔

"تم نے اسے مارا تھا نا؟ "

"میں یہ نہیں "...

"تم نے میرے بھائی کو مارا تھا بدر؟ "

"میں "...

"بدر عبد اللہ، کیا تم نے میرے بھائی کو مارا تھا؟ "

وہ چیخی۔ روئی، درد ہوا، بہت زیادہ ہوا۔ بدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ خولہ بلال کی آنکھوں کا رنگ سیاہ تھا۔ بدر عبد اللہ کو سیاہ رنگ سے محبت ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں نفرت کی سرخی تھی۔ اسے سرخ رنگ سے نفرت ہوئی۔

"ہاں۔ میں نے اسے مارا تھا۔ "

خولہ کی آنکھوں میں کچھ ٹوٹا۔ سرخ رنگ نفرت کا بنا۔ سیاہ رنگ اذیت کا۔ بدر نے آنکھیں بند کیں۔ اسے ھریرہ یاد آیا، لیکن اس نے سر جھٹک دیا۔ آنکھیں کھول کر خولہ کو دیکھا۔ کچھ کہنے کو منہ کھولا اور تبھی اسے نظر آیا کہ خولہ نے اپنی سفید چادر کھولی تھی۔ اس کے ہاتھ باہر آئے اور ہاتھوں میں تھامی پستول اس نے بدر پر تانی۔ بدر لمحہ بھر کو اپنی جگہ پر جم گیا پھر وہ سر جھٹک کر ہنس دیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"زہے نصیب اگر جان سے جائیں اور محبوب کے ہاتھوں جائیں۔"

گویا وہ مرنے کو تیار تھا۔ شرط تھی کہ خولہ بلال ہی مارے گی۔

"وہ میرا بھائی تھا۔" وہ چیخی۔ آنسو پوری رفتار سے بہنے لگے۔ "وہ میرا سب کچھ تھا۔ تم اسے کیسے مار سکتے ہو؟ تم میرے بھائی کو کیسے مار سکتے ہو؟"

اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ بدر کے گلے میں کچھ اٹکا۔ ہاتھ پشت پر باندھے وہ دھیمے قدموں سے چلتے ہوئے اس تک آنے لگا۔

"تم قریب آئے تو میں مار دوں گی۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ قصہ گو نے قلم رکھ دیا۔ اس کے صفحات قبرستان کی زمین پر بکھر گئے تھے۔ اب اس کے پاس صرف ایک صفحہ تھا اور اسے اس صفحے پر اختتام لکھنا تھا۔ یہ داستاں وہ دیکھ کر یاد رکھ سکتا تھا۔

"میں قریب نا آیا تو میں واقعی مر جاؤں گا ملکہ۔ مجھے زندہ رہنے دو۔"

خولہ کے سامنے آتے وہ رک گیا۔ اس کا پستول بدر کے دل کے مقام پر لگا۔ خولہ کے رونے میں اضافہ ہوا۔ کمبخت محبت نے برباد تو اسے بھی کیا تھا۔

"تم نے اسے کیوں مار دیا۔" اُس نے اُس شخص سے شکوہ کیا جس شخص نے ہاتھ پشت پر باندھے نظریں جھکا کر اسے کسی وقت میں سحر زدہ کر دیا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”مجھے معلوم ہوتا کہ وہ شخص سیاہ آنکھوں والی خولہ بلال کا بھائی ہے تو میں مر جاتا اسے نا مارتا۔“ اس نے چاہا وہ ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کرے۔ پھر وہ مار بھی دیتی تو وہ مرنے کو تیار تھا۔

”تم واقعی مر جاتے لیکن اسے نا مارتے۔“

اس نے اس شخص سے مرنے کی خواہش کی جس کے سحر سے رہائی کی وہ دعا کرتی تھی اور دعا مستجاب ٹھہری تھیں۔ کسی مہربان فقیر نے محافظ کو محبت کے ملنے کا وظیفہ تھمایا تھا اور وقت کے سلطان کو تخت سے نواز کر اس سے ملکہ کو چھین لیا گیا تھا۔

”غلطی کہہ لو خولہ۔“

”یہ گناہ ہے بدر۔“

”اس گناہ کے لیے میں اللہ سے معافی مانگ لوں گا۔ وہ معاف کر دے گا۔ تم غلطی سمجھ لو اور معاف کر دو۔“ اس نے التجا کی۔

”میں معاف نہیں کروں گی۔“ التجا ٹھکرا دی گئی۔

”اتنی ظالم مت بنو۔“ اس نے منت کی۔

”منصف بن رہی ہوں۔“ منت رد ہوئی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں معافی مانگ رہا ہوں خولہ۔" اس سفارش کی۔

اور مجھے حق ہے کہ میں قصاص لوں۔" سفارش نظر انداز ہوئی۔

"تم نے مجھے یہاں اس لیے بلایا ہے تاکہ مجھے مار سکو؟" وہ سائل ہوا۔

"تاکہ اپنے ہاتھوں سے مار سکوں۔" اسے سوال کا جواب مار گیا۔

"تو قسمت چاہتی ہے کہ تم مجھے نا ملو؟" وہ تلخی سے مسکرایا۔

"میں نے دعا کی تھی کہ میں تمہیں نا ملوں۔"

اس نے ایک ہاتھ سے رگڑ کر اپنے آنسو صاف کیے۔ بدر اسے دیکھتا رہا۔

"تمہیں واقعی حق ہے کہ مجھے مار دو۔ لیکن ایک آخری خواہش پوری کر لو۔ مجھے عین دل کے مقام پر گولی مارنا۔ وہاں جہاں تم ہو۔"

اس نے ہاتھ پشت پر باندھے۔ سر تسلیم خم کیا۔ وہ جان پیش کر رہا تھا وہ جان لے لے۔ خولہ کی آنکھوں میں آنسو کا ایک ریلہ آیا۔ اس نے ٹریگر پر دباؤ بڑھایا۔ ہاتھ کانپے، لرزے، ہلے، بدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ خولہ بلال اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔ چند لمحے گزرے، نالے کا پانی نیلے سے سرخ ہونے لگا۔ چند پل سرکے، درختوں کے پتے سرمئی رنگ میں ڈھل گئے۔ چند ساعتیں رواں ہوئیں، زمین کی مٹی سیاہ

ہوئی۔ وہ سانس لیتے اسے دیکھتا رہا۔ وہ سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر خولہ بلال کا پستول تھاما ہاتھ نیچے گرا۔ وہ آہستہ سے نیچے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ پستول نیچے گر گیا۔

”میں تم سے محبت کرتی تھی بدر۔ خولہ بلال کو بدر عبداللہ سے محبت ہوگئی تھی۔ “

اختتامِ داستان پہ اس نے سحر زدہ سے الفاظ کہہ ڈالے۔ زمین پہ بیٹھی بادشاہ کی بیٹی نے زمین پہ کھڑے وقت کے سلطان کو آسمان پہ لے جا کر زمین میں دفنا دیا۔ وہ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

”جن دنوں تم سحر کرتے تھے ان دنوں میں تمہاری سحر میں آگئی تھی۔ مجھے علاقے کے اس شخص سے محبت ہوگئی تھی جس شخص سے لوگ نفرت تھے۔ میں نے ایک وقت میں تم سے محبت جیسا گناہ بھی کیا تھا۔ “

وہ روتے روتے چیخی۔ اس کے چیخنے نے سامنے کھڑے شخص کو یاد دلایا وہ کہہ رہی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی تھی۔ اسے بھول گیا اس کی زندگی میں کوئی غم تھا۔ بدر عبداللہ کو دنیا بھول گئی۔

”میں تمہارے لیے حدود بھولنے لگی۔ تم جن راستوں سے گزرتے تھے وہ راستے حفظ کر لیے۔ تُمہیں سوچ کا حصہ بنانے لگی۔ جس محبت کی بات تم کرتے تھے وہ میرے دل پر الہام کی طرح اتر گئی تھی۔ “

وہ رو رہی تھی۔ چند لمحے قبل اسے بھائی کا غم رلا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اسے دل کا غم رلا رہا تھا۔ وہ ماننا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ جانتی تھی اس کے ہاتھ کیوں کانپے تھے۔

بدر بے دھم سا، سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ لڑکی جو محبت کے رنگوں میں سے ایک رنگ اوڑھے بیٹھی تھی۔ وہ جس کی چادر سفید تھی وہ آہستہ سے ایک گھٹنہ زمین پر ٹکاتا اس کے سامنے بیٹھا۔

"خولہ۔"

قہر زدہ آواز سحر زدہ ہوئی۔ جن راتوں میں اس نے کسی خواب کی طرح اسے دیکھا تھا ان راتوں میں وہ بھی اسے سوچا کرتی تھی۔ کیا وہ خوش ہو؟ کیا وہ دکھی ہو؟ کیا وہ زندہ رہے یا مر جائے؟

"پھر مجھے پتا چلا کہ میرے بھائی کو تم نے قتل کیا ہے اور میں دعا کرنے لگی کہ تم میرے دل سے اتر جاؤ۔ میں اللہ سے تمہارا ذکر یہ کہہ کر کرتی تھی کہ وہ تمہیں میری نظروں سے دور لے جائے۔ میں اپنے رب سے تمہارا شکوہ کرتی تھی۔"

آہ یہ خسارے، جس خدا سے وہ اسے بھول جانے کی دعا کرتی رہی تھی وہ اس خدا سے اس کے ملنے کی دعا کیوں نا کر سکا؟ اسے مسجدوں کے راستے کیوں معلوم نا ہو سکے؟ اس نے چاہا خولہ چپ کر جائے۔ اسے اس اعتراف کے آگے کوئی عذاب جیسا لفظ نہیں سننا تھا۔ قصہ گو کو چاہیئے تھا کہ داستان یہیں روک دے۔ منظر یہیں قید کر دے۔ یہ کہانی کا آخری باب تھا۔ اسے محبت کا اعتراف نصیب ہوا تھا۔ داستان یہیں ختم کر دی جائے۔ آگے کچھ نہیں تھا۔ کہانی ختم شد!

"تین سال پہلے میں تمہیں بد دعا دیتی تھی۔ میں اپنے بھائی کے قاتل کو بد دعا دیتی تھی کہ اللہ اسے ایسی تکلیف دیں کہ وہ تڑپ تڑپ کر مرے۔ میں نے کبھی اپنے بھائی کے قاتل کا نام نہیں لیا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

تو بدر عبد اللہ خولہ بلال سے کہنا چاہتا تھا کہ اس کی دعا قبول ہوئی تھی۔ اس نے نگر نگر پیغام بھجوانا چاہا تھا کہ وہ کون شخص تھا جس نے اسے عشق جیسے مرض کی بد دعا دے ڈالی تھی۔ اسے وہ شخص مل گیا۔ وہ اس سے مل کر خاک ہوا۔

”میری دعاؤں کے الفاظ الٹ گئے۔ میں کعب کو سوچ کر بد دعا دیتی تھی اور مجھے تم سے محبت ہو گئی۔ تین سال پہلے میں نے گاؤں کی درگاہ پہ اپنے بھائی کی حفاظت کے لیے منت کے دھاگے باندھے تھے اور اپنے دل کی حفاظت کے دھاگے باندھنا بھول گئی۔ “

قصہ گو کو افسوس ہوا۔ وہ سکے دان کرنے والے فقیر کے پاس جاتا اور اس سے درخواست کرتا کہ وہ آسیب زدہ سکے واپس لے لے۔ زمین پر بیٹھ کر روتی بادشاہ کی بیٹی اور زمین پر بیٹھا زمین میں دفن ہوتا وقت کا سلطان، دونوں ان سکوں کے باعث تباہ ہوئے تھے۔

”کچھ مت کہو خولہ۔ “

وہ یہیں چپ کر جائے۔ اسے اس رب کا واسطہ تھا جس سے وہ دعا کرتی رہی تھی۔ وہ چپ کر جائے۔

”اور پھر میرے دل سے تم اتر گئے۔ تم آنکھوں کے سامنے ہوتے اور میں دعا کرتی کہ تم غائب ہو جاؤ۔ میں تم سے انتقام لیتے لیتے کعب عباس کو سوچنے لگی۔ وہ شخص تم جیسا نہیں ہے۔ میں اس کے ساتھ قید نہیں ہوں ۔ وہ میری ناں سمجھتا ہے۔ اس کے نام نے مجھے کبھی رسوا نہیں کیا۔ مجھے اس سے عقیدت ہو گئی ہے۔ تم سے کی گئی محبت پر اب مجھے ندامت ہوتی ہے۔ “

اس نے آنسو بہہ جانے دیئے۔ کمزور تو کمزور صحیح، بزدل تو بزدل صحیح۔ بدر اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ الفاظ سے اسے جان سے مار رہی تھی۔ ساتھ رکھی پسٹل کی ضرورت اسے کب رہی تھی؟

"آج میں گھر سے نکلی تھی تو سوچ کر نکلی تھی کہ تمہیں ماردوں گی لیکن میں نہیں مار سکی۔ خولہ بلال قاتل نہیں ہے۔ میں کسی کو نہیں مار سکتی۔ تمہیں بھی نہیں۔"

اس کے ہاتھوں کا کانپنا کس لیے تھے؟ بدر کی نظر اس کے ہاتھوں پر گئی۔ وہ دوزانوں ہو کر بیٹھی تھی۔ ہاتھ گود میں رکھے تھے۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ خولہ کے ہاتھ پر رکھا۔ خولہ کو جیسے کرنٹ لگا۔ اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

"میں تمہیں نہیں مار سکتی لیکن تم مر جاؤ بدر۔ اللہ کا واسطہ ہے مر جاؤ۔ خود کو مار دو یا کہیں ڈوب کر مر جاؤ لیکن مر جاؤ۔"

وہ روتے روتے چیخی۔ بدر کے دل میں درد ہوا، آنکھوں میں اذیت جھلکی۔ اس نے سر اٹھا کر خولہ کو دیکھا۔ چند لمحے دیکھتا رہا۔ پھر سر کو خم دیا۔

"آپ کا تابعدار ملکہ۔"

وہ مر جانے کا حکم دے رہی تھی۔ اس پر لازم تھا کہ وہ حکم مان لیتا۔ خولہ کو مزید رونا آیا۔ اس نے ہاتھوں کو آنکھوں پر رکھا اور پوری شدت سے رو دی۔

”کاش میں تمہیں مار سکتی۔کاش میں تمہیں مار دیتی۔میرے ہاتھ کیوں کانپے۔کاش میں تمہیں مار دیتی۔ “

وہ روتے ہوئے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔بدر بیٹھے بیٹھے کو آگے کو ہوا۔اس نے گلے میں اٹکتے درد کو دھکیلا۔ ہاتھ اٹھائے۔اسے یکدم احساس ہوا خولہ بلال اس سے محبت کرتی تھی۔وہ تھی لفظ بھول گیا۔اسے محبت لفظ یاد رہ گیا۔وہ چاہتا تھا اسے اب یہی لفظ یاد رہے۔

”خولہ، دیکھو، تم بھول جاؤ نا۔تم جو کہو گی میں کرلوں گا۔تم جو چاہو گی میں لا دوں گا۔ایسے مت کرو۔تم مجھ سے محبت کرتی ہو نا؟تم مجھے معاف بھی کر دو گی۔ “

”تم قاتل ہو میرے بھائی کے۔کس منہ سے مجھ سے معافی مانگ رہے ہو جب کہ تم شرمندہ بھی نہیں ہو۔ “

وہ روتی رہی۔ہاں وہ شرمندہ نہیں تھا۔اسے رجب بلال کو مارنے پر شرمندگی نہیں تھی۔لیکن اسے خولہ بلال کے سامنے جھوٹ بولنا تھا۔

”مجھے شرمندگی ہے خولہ۔تم “..

وہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا۔بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن درختوں کے پیچھے سے بائیک کی آواز آئی۔پھر کعب نظر آیا۔وہ بائیک وہیں پھینکتے تیزی سے خولہ کی طرف بڑھا۔وہ زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔کعب تیزی سے آگے کو آتے اس کے سامنے بیٹھا۔اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔

"خولہ۔ "

خولہ بلال کعب عباس کی نرم آواز دنیا کے شور میں بھی پہچان سکتی تھی۔ اس آواز کو وہ تیز آندھی میں بھی سن سکتی تھی۔ اس نے دھیرے سے سر اٹھایا۔ محافظ کو پیغام مل چکا تھا اور وہ ایک بار پھر اس کے لیے تلوار تھامے میدان میں تھا۔

"کعب۔" اس کے ہونٹ ہلے۔ "میں اسے نہیں مار سکی۔ میں اپنے بھائی کے قاتل کو نہیں مار سکی کعب۔ وہ مجھ سے ناراض ہو گا۔ "

کعب نے اس کے سامنے بیٹھے بدر کو دیکھا پھر رخ خولہ کی طرف موڑا۔ چہرے پر سختی چھائی۔ اسے کاندھوں سے تھامتے وہ اٹھا۔ بدر عبداللہ کے سامنے ہر جگہ خالی ہو گئی۔

"سب ٹھیک ہے خولہ۔ "

وہ اسے کاندھے سے لگائے نرمی سے بولا تو خولہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"میرے ہاتھ کانپ گئے۔ میں پستول چلانا بھول گئی۔ وہ سامنے کھڑا تھا اور میں اسے مار نہیں سکی۔ "

اسے غم تھا تو شدید تھا۔ بدر آہستہ سے زمین سے اٹھا۔ کعب کے ساتھ کھڑی خولہ، وہ شدت سے رو رہی تھی۔ وہ آگے بڑھنے لگا جب کعب خولہ کے سامنے آیا اور بدر کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے دھکیلا۔

"میری بیوی کے قریب بھی آئے تو جان سے مار دوں گا تمہیں۔" وہ غرایا۔ بدر نے اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر اسے۔

"وہ رو رہی ہے کعب۔ اس سے کہو چپ کر جائے۔" وہ مدھم سا بولا۔

"اگر وہ روئے گی تو میں اسے چپ کرانے کے لیے ہوں۔ جس شخص نے اسے رلایا ہے، وہ چپ کرنے کا کہہ رہا ہے تو مجھے ہنسی آ رہی ہے۔"

اس نے بدر کو دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑایا۔ نظر کعب کے بازوؤں کو تھام کر کھڑی خولہ پر گئی۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔ دیکھ کر فنا ہوتا رہا۔ سانس کہیں سینے میں رک چکی تھی۔ دل کہیں رک چکا تھا۔ پھر اس نے رخ کعب کی طرف موڑا۔

"اسے چھوڑ دو کعب۔ خولہ کو چھوڑ دو۔" اس نے منت کی۔ زندگی میں پہلی بار اس نے کسی مرد کی منت کی۔ اسے یہ بھی بھول گیا کہ وہ چاہے تو کعب عباس کو مار بھی سکتا تھا۔ اسے صرف اتنا یاد رہا کہ اسے خولہ بلال چاہیئے تھی۔

"میری بیوی کا نام مت لینا آئندہ۔ مر جاؤں گا لیکن اسے نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے خولہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔ بدر نے آنکھیں بند کرتے کھولیں پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"تمہیں جو چاہئیے لے لو۔ میری زمینیں میری جائیداد۔ دولت، ہر شے لے لو لیکن خولہ کو چھوڑ دو۔ اسے طلاق دے دو۔" وہ شرط رکھ رہا تھا۔ سودہ طے کر رہا تھا۔ خولہ بلال نے اس لمحے خود کو زمین پر پڑی ریت سے زیادہ بے وقعت محسوس کیا۔

"تم پوری دنیا کی بادشاہت بھی پیش کرو تو میں ایسی بادشاہت رد کرتا ہوں جو مجھے خولہ بلال کو چھوڑنے کے عوض ملے۔"

خولہ بلال نے دوسرے لمحے خود کو زمین سے آسمان پر محسوس کیا۔ اسے زمین کے ذروں سے اٹھا کر محافظ نے تخت پر بٹھا دیا تھا۔ وہ وقت کے سلطان کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے آگے، اس کا محافظ۔ اسے ایک بار پھر کعب عباس سے عقیدت ہوئی۔

"وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔"

وہ خولہ کو دیکھتا دبا دبا سا چلایا۔ کعب نے خولہ کا ہاتھ تھامے اسے اپنے پیچھے کیا۔ اس کا چہرہ سخت تھا۔

"کرتی تھی۔ اور میں جانتا ہوں وہ کرتی تھی۔" وہ "تھی" پر زور دیتا بولا۔

"کیا معلوم اب بھی کعب، اب بھی اس کے دل میں بدر عبداللہ ہو۔"

وہ غرایا۔ اسے خولہ کا آنچل نظر آیا۔ وہ کعب کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کا دل کیا کعب عباس کو منظر سے غائب کر دے۔

"مجھے اپنی بیوی پر یقین ہے۔ تم بائیک کے پاس رکو خولہ۔ مجھے بدر سے بات کرنی ہے۔"

وہ بدر کو دیکھتے بولا تو خولہ نے کب سے جھکا سر اٹھایا۔

"کعب۔"

"جاؤ خولہ۔"

وہ ہنوز بدر کو دیکھ رہا تھا لیکن آواز سخت تھی۔ خولہ اس کا بازوؤں چھوڑتی آہستہ سے مڑی۔ بدر عبد اللہ کو اس کا نیم رخ نظر آیا۔ سرخ گال، سوجی آنکھیں اور پھر وہ پلٹ گئی۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔ سبزے کے پار جھاڑیوں کے قریب وہ لمحہ بھر کو رکی، پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ جسے دیکھا تھا اسے دیکھ کر پتھر کا کر دیا۔

پھر وہ مڑ گئی۔

"تم نے پوچھا تھا نا کہ ہمارے بیچ کیا دشمنی ہے؟" خولہ کے منظر سے غائب ہوتے ہی کعب عباس کی آواز منظر کا حصہ بنی۔ قصہ گو نے درخت کے پتے توڑ کر صحیفوں کی جگہ رکھے۔ اسے محافظ اور سلطان کی گفتگو قلم بند کرنی تھی۔

کعب کی آواز پر بدر نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ نیلی جینز پر سفید شرٹ پہنے وہ سامنے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں کا رنگ خولہ کی آنکھوں جیسا تھا لیکن وہ آنکھیں خولہ بلال کی آنکھیں نہیں تھیں۔

”مجھے اب صرف ایک دشمنی سے غرض ہے جو میں خولہ کی وجہ سے تم سے رکھتا ہوں۔“ وہ غرایا۔ یہ شخص نا ہوتا تو خولہ بلال بدر عبداللہ کی ہوتی۔

”تین سال قبل جب میں اسی جگہ آیا تھا تو مجھے تمہارے پیچھے، عین اسی جگہ پر رجب کی لاش ملی تھی۔ اس لمحے سے لے کر آج تک میں جانتا ہوں کہ اس کا قاتل کون ہے۔ “

قصہ گو نے تعجب سے نظر اٹھائی۔ یہ اعتراف تھا، اظہار تھا، اقرار؟ محافظ ہر راز سے واقف تھا؟

”اور تم چاہتے ہو میں اس بات پر حیران ہوں؟“ ناوہ حیران ہوا تھا نا دکھی۔ اسے فرق تک نہیں پڑا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ نہیں جانتا۔

”میں یہ چاہتا ہوں بدر کہ تم جان لو کہ کعب عباس اس کہانی کا آخری باب لکھے گا۔ اور میں کہانی کے دیو کو زندہ نہیں رہنے دوں گا۔“

اس نے جھک کر نیچے گری پسٹل اٹھائی۔ سیدھا ہوا، سر کو خم دیا اور پلٹ گیا۔ لہجے میں بغاوت تھی، آگ تھی۔ بدر وہیں رکا رہا۔ جگہ خالی ہو گئی۔ ویران، وحشت زدہ، پھر وہ آہستہ سے ہلا۔ قدموں میں شکستگی تھی، ہار، جھاڑیوں سے گزر کر وہ کچے راستے پر آیا تو کعب کی بائیک وہاں نہیں تھی۔ جگہ خالی تھی۔ اس کے دل کی طرح۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی کھلے گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ پورچ میں رکی تو اندر سے بدر باہر نکلا۔ سیاہ شلوار قمیص میلی سی لگتی تھی۔ بازوؤں مڑے ہوئے تھے۔ بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ آنکھیں سرخ تھیں۔ وہ دھیمے شکستہ قدموں سے اندر کی طرف بڑھا۔ لاؤنج میں کوئی بیٹھا تھا۔ اس نے پلکیں جھپکیں لیکن پانی کا ایک ریلا آنکھوں کے سامنے آیا۔ وہ دوسری کوشش کیے بنا اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

"بھائی۔"

کسی مرد نے اسے پکارا۔ بدر بنا سنے انہی دھیمے قدموں سے چلتا رہا۔ سیڑھیوں سے اوپر کاریڈور میں آتے، اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔ بیڈ سائیڈ ٹیبل کی طرف جاتے اس نے کانپتے ہاتھوں سے دراز کھولی۔ وہاں ایک سفید دوپٹہ رکھا تھا۔ بدر نے ایک ہاتھ سے وہ دوپٹہ اٹھایا۔ بنا دراز بند کیے وہ شکستہ قدموں سے صوفے کی طرف آیا۔ وہاں بیٹھتے اس نے وہ دوپٹہ دیکھا۔

خولہ کا دوپٹہ جو اس کے پاس اس دن سے تھا جب اس نے جمال کو قتل کیا تھا۔ وہ ایک جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ میلا بھی تھا۔ اس نے یہ یونہی رکھ دیا تھا۔ اس دوپٹے میں خولہ کی خوشبو تھی۔

"بھائی۔"

کھلے دروازے سے یوسف اندر داخل ہوا تو بدر کو صوفے کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔ وہ ایک ٹانگ موڑے، دوسری کھڑی کیے بازوں گھٹنے پر رکھے، دوسرے ہاتھ میں دوپٹہ تھامے بیٹھا تھا۔ یوسف کرب زدہ سا اس تک آیا اور اس کے سامنے بیٹھا۔

”آپ ٹھیک ہیں؟ “

بدر نے دوپٹے پر جمی نظریں اٹھائیں۔ یوسف کا دل دھک سے رہ گیا۔ بدر کی آنکھیں نم تھیں۔ اس نے کچھ کہنا چاہا۔

”اس نے کہا وہ مجھ سے محبت کرتی تھی۔ خولہ بلال بدر عبداللہ سے محبت کرتی تھی۔ “

وہ یوسف کو دیکھتے بولا۔ آنکھوں سے آنسو پھسلے۔ یوسف کا دل خالی ہوا۔

”وہ مجھ سے محبت کرتی تھی یوسف۔ پھر اسے پتا چل گیا کہ اس کے بھائی کو میں نے مارا ہے اور اس نے دعا کی کہ اس کے دل سے میری محبت ختم ہو جائے۔ اللہ نے اس کی سن لی۔ “

وہ رو دیا۔ وہ اونچا لمبا، رعب دار مرد رو دیا۔ حزن زدہ جنگل سے کسی جانور کی آوازیں حویلی کی دیواروں تک آنے لگیں۔

”میں بھی تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے میری کیوں نہیں سنی؟۔ مجھ سے ہی ہمیشہ سب کیوں لے لیا جاتا ہے؟ ۔ہمیشہ مجھے ہی سب کیوں چھوڑ جاتے ہیں؟۔ تم سب نے مجھ سے بے وفائی کی۔ تم نے، ھریرہ نے، خولہ نے ۔تم سب مجھے عزیز تھے اور تم سب مجھے چھوڑ گئے۔ میں تم سب کو معاف نہیں کروں گا۔ “

وہ روتے ہوئے شکوہ کر رہا تھا۔ جیسے کسی بچے کو اس کا دوست چھوڑ گیا تھا اور وہ اس کے جانے کا شکوہ بھائی سے کر رہا تھا۔ یوسف کی آنکھیں نم ہوئیں۔ وہ دوزانوں ہوتے بدر کے سامنے بیٹھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"آئی ایم سوری بھائی۔ مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

اسے یہ واقعی نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کاش وقت پیچھے پلٹ سکتا تو وہ بدر کو چن لیتا۔

"تم میرے بھائی تھے یوسف۔ میں نے تمہیں کبھی اپنا بیٹا نہیں کہا کیونکہ بھائی صرف بھائی ہوتا ہے۔ اس کی جگہ کوئی نہیں ہوتا۔ تم نے میرے ساتھ غلط کیا۔ میں تمہیں عزیز رکھتا تھا۔ میں نے تمہارے لیے اچھا چاہا۔ تمہیں بھی اچھا سوچنا چاہیے تھا۔ تم نے کیوں اسے بتایا کہ اس کے بھائی کو میں نے مارا تھا؟ تم میرے لیے قابیل کیوں بنے؟"

اس کا دل کٹ رہا تھا۔ مر رہا تھا۔ وہ اذیت میں تھا اور وہ اذیت جان لیوا تھی۔

"آئی ایم سوری۔"

"تم سب نے مجھے چھوڑ دیا۔ ھریرہ نے بھی، تم نے بھی، امی نے، بابا نے، خولہ نے۔ میں اتنا برا تو نہیں ہوں کہ مجھے سب چھوڑ جاتے ہیں۔ میں کیا کروں کہ سب مجھے واپس مل جائیں؟۔ خولہ واپس مل جائے۔"

یوسف عبداللہ نے زندگی میں دوسری بار اس شخص کو ایسے ٹوٹا دیکھا تھا۔ اس نے چاہا وہ گاؤں کی ہر بوڑھی عورت کے پاس جا کر بدر عبداللہ کے لیے دعا کا کہے۔ وہ مسجد میں اس کے لیے دعا کروائے کہ اس کی مراد بر آئے۔

"وہ آپ کے لیے نہیں تھی۔"

”مجھے وہی چاہئیے۔ میں نے اسے پانے کے لیے کیا کیا نہیں کیا؟ اتنی کوشش اس کے کس نے کی ہو گی؟ میں نے اس کے شوہر سے کہا کہ وہ اسے چھوڑ دے، میں بدلے میں اسے اپنی ساری دولت دے دوں گا لیکن وہ کہہ رہا تھا وہ خولہ بلال کے لیے بادشاہ رد کر سکتا ہے۔ میرے پاس تخت ہے اور میں وہ اس کے لیے چھوڑ رہا ہوں۔ وہ میرے جیسا عشق اس سے نہیں کر سکتا۔ کوئی نہیں کر سکتا۔“

وہ جس عشق میں خاک ہو رہا تھا وہ عشق اسے زہر کی طرح نصیب ہوا تھا۔ یوسف کا دل پھٹنے کو ہوا۔

”آپ کو کوئی اور مل جائے گی۔“ وہ محبت میں شرک سکھا رہا تھا۔ بدر نے سر نفی میں ہلایا۔

”مجھے وہی چاہئیے۔ کچھ کرو یوسف۔ کہیں سے خولہ کو لا دو۔ میں سب بھول جاؤں گا۔ میں سب چھوڑ دوں گا ۔میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ میں ہر شے بھول جاؤں گا بس خولہ کو لا دو۔ مجھ سے سب لے لو بس وہ ایک عورت دے دو۔“

اس نے یوسف کا ہاتھ تھام کر منت کی۔ وہ سب معاف کر سکتا تھا۔ خولہ بلال کے لیے ہر شے معاف کی جا سکتی تھی۔

”بھائی۔“

”نہیں یوسف۔ اس کی منت کرو، نین تارہ سے کہو وہ اس سے بات کرے۔ اس سے کہو مجھے معاف کر دے ۔اس سے کہو وہ سب بھول جائے۔ مجھے وہ ایک عورت لا دو یوسف۔“

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اکتیس سالہ بدر عبداللہ اسے تین سال کا لگا۔ یوسف نے آہستہ سے بدر کو گلے لگایا۔ آنکھیں بند کیں۔ کئی آنسو گرے۔ دل پھٹا۔

"وہ صرف ایک عورت ہے بھائی۔" اسے خولہ بلال کی بد دعا بہت زور کی لگی تھی۔ جس بہن نے کچی زمین پہ بیٹھ کر اپنے بھائی کے قاتل کو بد دعا دی تھی وہ بد دعا عرش تھی پہنچی تھی۔

"وہ عورت لا دو یوسف۔ تم سب کچھ لے لو۔"

اس نے دعاؤں کے سنگ کچھ خطوط روانہ کیے ہوتے تو وہ شکوہ بھی کرتا کہ اس کی دعا مستجاب نہیں ہوئی تھی۔ بدر عبداللہ کو خدا اس وقت یاد آرہا تھا۔ اسے خدا اس وقت کیوں بھول گیا تھا جب اس نے رجب بلال کو مارا تھا؟

"اسے بھول جائیں۔"

"یہ اب ممکن ہی نہیں رہا۔ میں اسے یوں سوچتا جیسے وہ میرے لیے مجھ جتنی ضروری ہے۔"

اس نے یوسف کو پیچھے کیا۔ آنکھیں بے تحاشا سرخ تھیں۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ یوسف کا دل پھٹنے کو ہوا۔ کون کہتا تھا اسے سزا نہیں ملی تھی؟ اس کی سزا بدترین تھی۔

"بھائی۔"

"تم اس سے بات کرو گے نا یوسف؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

''وہ نہیں مانے گی۔ ''

''نین تارہ سے کہو۔ تم کسی سے بھی کہو۔ کچھ کرو یوسف۔ '' اسے عشق کا روگ لگ گیا تھا۔

''میں اس سے نفرت کرتا ہوں بھائی۔ میں آپ کے لیے وہ ایک عورت نہیں لا سکتا۔ '' وہ نرم چہرے لیکن سخت آواز سے بولا تو بدر اسے لمحہ بھر کو رک کر دیکھتا رہا۔

''کیوں؟ ''

''اس کی وجہ سے آپ تکلیف میں ہیں۔ ''

''وہ بھی میری وجہ سے تکلیف میں رہی تھی۔ کیا جو تکلیف دے اس سے نفرت ہو جاتی ہے؟ پھر مجھے تم سب سے نفرت کیوں نہیں ہو رہی؟ ''

وہ بڑبڑایا۔ یوسف کی زبان سے الفاظ کھینچ لیے گئے۔ اس نے کچھ کہنا چاہا پھر رک گیا۔ کوئی بات ذہن میں موجود ہی نہیں تھی۔ بدر پیچھے کو ہوا اور یوسف کو دیکھا۔

''جس عورت سے بدر عبداللہ کو عشق ہے اس عورت سے نفرت کی اجازت میں کسی کو نہیں دوں گا۔ ''

وہ عجیب سی آواز میں بولا۔

''بھائی۔ ''

WWW.NOVELSHUB.PK

”جاو یہاں سے یوسف۔ میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔ میرا کوئی نہیں ہے۔ میں یتیم ہوں۔ “

اس نے سر صوفے پر رکھا۔ آنکھیں بند کیں۔

”میری بات سن لیں۔ “

”کہا نا جاؤ یوسف۔ میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ میں تمہیں ماروں گا بھی نہیں۔ ھریرہ اور تمہیں، میں تم دونوں کو نہیں مار سکتا۔ لیکن میں تم دونوں کو معاف بھی نہیں کروں گا۔ میں کسی کو معاف نہیں کروں گا۔ “

”بھائی۔ “

”میں نے کہا دفع ہو جاؤ یہاں سے یوسف عبد اللہ۔ “

وہ آہستہ سے بولا یوسف اسے دیکھتا رہا۔ آنکھیں نم، دل پھٹنے کو ہوا۔ وہ آہستہ سے اٹھا۔ بدر آنکھیں بند کیے نیم دراز سا لیٹا تھا۔ چند لمحے رک کر وہ بدر کو دیکھتا رہا پھر آہستہ سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد بدر نے آنکھیں کھولیں۔ وہ سرخ تھیں۔ ایک زکام زدہ سانس اندر اتارتے اس نے جیب سے موبائل نکالا۔ کانٹیکٹس کھولتے اس نے ایک نمبر ملایا۔ سر صوفے پر گرا تھا۔

”حاشر۔ “اس کی بھاری آواز کمرے میں گونجی ”کعب عباس کو مار دو۔ قتل یا ایکسیڈنٹ جیسے بھی لگے لیکن مجھے یہ شخص اگلے چند گھنٹوں میں مردہ چاہیے۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے کال کاٹ دی۔ خولہ کا سفید دوپٹہ اٹھا کر ہاتھوں میں تھاما۔

”تمہیں اجازت نہیں ہے کہ تم میرے علاوہ کسی کو چاہو خولہ۔ “

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چہرہ اب سپاٹ تھا۔ وہ کہانی کا دیو تھا تو دیو صحیح۔ اس مرتبہ وہ کہانی کے محافظ کو نہیں جیتنے دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ چند گھنٹوں بعد کا منظر ہے جب مہاراں پر رات چھا چکی تھی۔ سرسراتی ٹھنڈی ہوا فصلوں کے پتوں کر ہلاتی اس گلی تک آئی جہاں پستول ہاتھ میں تھامے وہ کچے راستے پر تھا۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ کپاس کی فصل کے پھول کھلنے لگے تھے اور اب ٹھنڈے دنوں کی آمد تھی۔

دو گھنٹے قبل اسے بدر کی کال آئی تھی اور اس نے حکم جاری کیا تھا کہ کعب عباس کی لاش کل صبح اسی جگہ سے ملنی چاہیے جہاں سے تین سال پہلے رجب بلال کی لاش ملی تھی۔ بدر عبداللہ کا حکم سر آنکھوں پر تھا۔

اور اب وہ کچے راستے پر کعب عباس کے پیچھے تھا۔ وہ تھوڑی دیر قبل شہر سے واپس آیا تھا۔ گاؤں کی گلی میں داخل ہوتے اس نے پستول احتیاطاً جیب میں ڈال لی۔ وہاں اس وقت تک سب سو جاتے تھے۔

گلی میں داخل ہوتے اسے کعب کے موبائل بجنے کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو؟ “

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے محسوس کیا کعب کے قدم آہستہ ہوئے تھے۔ایک ہاتھ جیب میں ڈال لیا تھا۔ سر جھکا ہوا تھا۔ اسے شاید نیچے دیکھ کر چلنے کی عادت تھی۔

”اس وقت ؟ ابھی تو میں گھر جا رہا ہوں۔ کوئی ضروری بات تھی ؟ “

حاشر قدرے نزدیک ہوا۔

”میں نے تمہیں کہا تو تھا کہ “...

آواز پل بھر کو ٹیوب ویل کی گڑگڑاہٹ میں دب گئی۔ حاشر نے جیب سے پستول نکال لیا۔ گلی سنسان تھی۔

”تم غلط جگہ ڈھونڈ رہے ہو۔ ظاہر ہے وہاں سے سب ڈلیٹ کیا جا چکا ہو گا۔“

وہ رک گیا تھا۔ مڑ کر پیچھے دیکھا۔ حاشر فوراً دیوار کی اوٹ میں ہوا۔ چند پل گزرے اور اسے دوبارہ سے قدموں کی آواز آئی۔ وہ دیوار کی اوٹ سے باہر نکلا۔

”میں کیا مدد کر سکتا ہوں ؟ تم لوگوں نے مجھے کوئی غنڈہ بدمعاش سمجھ رکھا ہے ؟ میں ایک معصوم آدمی ہوں یار۔ “

وہ لمبی گلی کا موڑ مڑا۔ حاشر کے قدم تیز ہوئے۔ آگے راستہ تھا۔ اس نے گلی کے سرے پر پہنچتے پستول اٹھایا ہی تھا جب پیچھے سے کسی نے ایک ٹانگ اس کی کمر پر ماری۔ وہ منہ کے بل نیچے گرا، مقابل نے اسی پھرتی سے ایک گھٹنہ اس کی کمر پر ٹکائے اس کا پستول والا ہاتھ گھما کر کمر پر رکھا اور پستول اس کے ہاتھ سے کھینچی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"خاموشی کی بھی آواز ہوتی ہے۔ تم نے یہ کہاوت نہیں سنی حاشر حمدان؟"

وہ اس کے کان کے پاس جھک کر سرد آواز میں بولا تو حاشر نے دوسرا ہاتھ اٹھاتے اس کے گھٹنے پر مارنا چاہا۔ کعب نے پھرتی سے اس پر پستول مارا۔ وہ کراہا۔

"فلاپ انڈین ایکشن فلمز کو دیکھ کر مجھے مارنے سے بہتر تھا سامنے آکر مقابلہ کرتے۔ کم از کم اتنی مردانگی تو دکھا سکتے تھے۔"

اس نے زور سے حاشر کا بازوؤں مروڑا۔ وہ چیخا، کعب نے اسی تیزی سے اسے سیدھا کرتے مکا اس کے منہ پر مارا اور پھر گریبان سے پکڑ کر کھڑا کرتے پیٹ میں لات ماری۔

"تمہارے مالک سے اسی گھٹیا پن کی امید تھی مجھے۔ جتنی بار وہ مجھے مارنے کی کوشش کر چکا ہے اتنی بار میں تو مجھے شرم سے خود ہی مر جانا چاہئیے تھا۔ کیسے دشمن ملے ہیں کعب تمہیں بھی۔"

اس نے افسوس سے کہتے حاشر کو دھکا دیتے دیوار سے مارا تو اس کا سر گویا پھٹنے کو ہوا۔ حالت پہلے ہی ادھ موئی ہو چکی تھی۔ کعب ہاتھ جھاڑتا حاشر کے سامنے آیا اور اسے دیکھا۔

"یقین کرو یار۔ بہت شریف تھا میں لیکن پھر مجھے جیل میں جا کر بدمعاشی آگئی۔"

اس نے ایک بار پھر مکا حاشر کو مارا۔ وہ اس بار گہرے گہرے سانس لیتے کعب کو گھورنے لگا تو اس نے کاندھے اچکائے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”مجھ پر صرف میری بیوی کی گھوریاں اثر کرتی ہیں۔ تم میری بیوی نہیں ہو اس لیے زبان سے بات کرو۔ “

”تمہیں پتا تھا میں تمہارا پیچھا کر رہا ہوں؟“ وہ چہرے سے خون صاف کرتا بولا تو کعب نے ایک ہاتھ جیب میں ڈالا، سر کو خم دیا۔

”شہر کے لوگوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں کی روشنیوں میں رہتے ہوئے تم لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ گاؤں میں رات میں کسی کا سایہ صاف نظر آتا ہے۔ تم چھپ سکتے ہو تمہارا سایہ نہیں۔ اب بتاؤ، بدر عبداللہ نے مجھے مارنے کے لیے بھیجا ہے نا؟ “

”اور میں تمہیں مارے بغیر نہیں جاؤں گا۔“ وہ پھنکار کر کہتے آگے کو ہوا اور ایک مٹھی کعب کے چہرے پر ماری۔ وہ لمحہ بھر کو پیچھے کو ہوا پھر سیدھا ہوتے پھرتی سے حاشر کی ٹانگ پر ٹانگ مارتے اسے نیچے گرایا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن پر شکنجہ کسا۔

”میں شرافت سے بات چیت سے مسئلہ حل کرنا چاہ رہا ہوں لیکن تمہیں مار دھاڑ میں زیادہ دلچسپی ہے۔ “

وہ غرایا۔ حاشر گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ ہاتھ پیچھے کمر پر جمے تھے اور گردن پر کعب کے بازوؤں کا شکنجہ تھا۔

”ایک بار چھوڑ کر دیکھو۔ مار نا دوں تو بتانا۔“ وہ غرایا۔

”اور میں بیوقوف ہوں نا جو تمہیں چھوڑ دوں اور تم مجھے مار دو۔“ وہ ہلکا سا حاشر کی طرف جھکا۔ ”جیسے بدر نے خاقان اور جہانزیب کو مروایا ہے۔ “

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کی سرد آواز گاؤں کی گلیوں سے ٹکرا کر حاشر کے کانوں تک پلٹ آئی۔

”تو تم جانتے ہو۔“

”شروع سے۔ یہ بھی کہ خاقان کی موت بھی طبعی نہیں تھی۔ جہانزیب کی موت حادثہ نہیں تھی۔“

”تو اگر بدر سرا اپنے چچا کو مروا سکتے ہیں اور اپنے طاقتور دشمن کو بھی تو تم کیا ہو کعب؟“

وہ تمسخر سے ہنسا۔ کعب کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری، چاند کی روشنی میں جھانک کر دیکھو تو وہ مسکراہٹ پراسرار تھی۔

”میں کعب عباس ہوں حاشر۔ میں شکار نہیں شکاری ہوں۔“

اس نے موبائل جیب سے نکالا۔ کوئی بٹن دبایا اور واپس جیب میں ڈالتے حاشر کو دیکھا۔ وہ پھڑپڑا رہا تھا۔

”میں تیسرے قتل کا ذکر کرنا تو بھول ہی گیا۔“

”تیسرا قتل؟“

”تیسرا قتل یعنی۔“ وہ حاشر کے کان کے پاس جھکا۔ ”رجب بلال کا قتل۔“

اس نے سرگوشی میں کہتے حاشر کی گردن پر مخصوص رگ دبائی تو وہ پھڑپھڑاتے ہوئے ایک طرف کو ڈھلک گیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

کعب ہاتھ جھاڑتے سیدھا ہوا۔ ایک سانس باہر نکالی۔ ہاتھ منہ پر رکھا۔ جلن سی محسوس ہوئی۔

”اچھا خاصا پیارا چہرہ ہے میرا۔ گرہن لگا دیا۔ تمہیں تو میں دیکھ لوں گا بدر عبداللہ۔“

وہ دھیمے قدموں سے گلی کی طرف بڑھا۔ ہاتھ چہرے پر تھا۔ اسے اب گھر جا کر خولہ اور صفیہ کے سامنے سو سو جھوٹ بولنے تھے۔

پتا نہیں لوگ اسے ثواب کیوں نہیں کمانے دیتے تھے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ چند گھنٹوں بعد کا منظر تھا جب بدر عبداللہ کے کمرے سے دور، کاریڈور کا دوسرا کمرہ کھلا تھا۔ بیڈ کے وسط میں حریرہ بیٹھا تھا اور اس کے چہرے پر سفیدی تھی۔ یوں جیسے کسی نے اس کی روح کھینچ لی تھی۔

اس کے سامنے سگار کا پیکٹ رکھا تھا جس میں سے ایک بھی سگار نہیں نکالا گیا تھا۔ وہ سمجھ لیتا کہ خاقان نے دوسرا پیکٹ منگوایا تھا لیکن وہ یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کیونکہ وہ خود ان کے لیے سگار لے کر آیا تھا۔ اور وہ ایک ہی پیکٹ تھا۔

اس نے سائیڈ ٹیبل کی دراز کھولتے اس میں رکھا خاقان کا موبائل اٹھایا۔ ان کا واٹسپ، کال لاگ، سوشل میڈیا اکاؤنٹس، ہر شے چیک کی۔ وہاں کچھ نہیں تھا۔ کال لاگ ڈلیٹ تھا۔ وہ اس بار واقعتاً ٹھٹکا تھا۔ واٹسپ پر بھی کچھ نہیں تھا۔ گیلری میں صرف ان کی تصاویر میں تھیں جن میں سے زیادہ تر حریرہ کی تھیں۔ اس نے

تھک کر دونوں ہاتھوں میں سر تھاما۔ کعب نے اس کے دماغ کو الجھا دیا تھا اور اب کعب ہی تھا جو اس کے مسئلے حل کر سکتا تھا۔

اس نے جیب سے اپنا موبائل نکالتے کعب کا نمبر ملایا۔ بیل جاتی رہی۔ وہ بے چینی سے پاؤں جھلانے لگا۔

"ہیلو؟ "

"کعب۔ مل سکتے ہو اس وقت؟" وہ تیزی سے بولا۔

"اس وقت؟ ابھی تو میں گھر جا رہا ہوں۔ کوئی ضروری بات تھی؟ "

"تم نے کہا تھا نا کہ ہو سکتا ہے میرے بابا کی موت طبعی نا ہو؟ تم میری مدد کر سکتے ہو یہ پتا لگانے میں کہ اگر واقعی اُنہیں قتل کیا گیا ہے تو کس نے کیا ہے؟ "

"میں نے تمہیں کہا تو تھا کہ ان کا ڈیٹا چیک کرو، ان کے اکاؤنٹس، ان کے دوستوں سے معلومات لو۔" وہ شاید کہیں باہر تھا۔ ھریرہ کو ٹیوب ویل کی آواز آ رہی تھی۔

"میں نے ان کا موبائل چیک کیا ہے۔ وہاں سے سب ڈلیٹ ہو چکا ہے۔ "

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بے چینی سے بیڈ سے اٹھا۔

"تم غلط جگہ ڈھونڈ رہے ہو۔ ظاہر ہے وہاں سے سب ڈلیٹ کیا جا چکا ہو گا۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ آگے کچھ کہتے کہتے رکا تھا۔ هریرہ نے توجہ نہیں دی۔

"تم میری مدد کر سکتے ہو؟ حرکتیں تو تمہاری بھی مشکوک ہیں۔ یقیناً تمہارے بہت سے لوگوں سے تعلقات ہوں گے۔"

"میں کیا مدد کر سکتا ہوں؟ تم لوگوں نے مجھے کوئی غنڈہ بدمعاش سمجھ رکھا ہے؟ میں ایک معصوم آدمی ہوں یار۔" اسے برا لگا تھا۔ هریرہ گڑبڑایا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں کہنا چاہ رہا تھا کہ تم سی ایس ایس کر رہے ہو تو یقیناً تمہارے اونچے لوگوں سے تعلقات ہوں گے۔ میں بدر بھائی کی مدد بھی لے سکتا ہوں لیکن وہ مجھ پر شاید یقین نہیں کریں گے۔ تم سن رہے ہو؟"

اسے احساس ہوا کہ کعب کی طرف سے خاموشی تھی۔

"ہیلو۔ کعب؟"

اس نے موبائل کان سے ہٹایا کہ شاید کال کٹ گئی ہو لیکن وہ چل رہی تھی۔ موبائل دوبارہ کان پر رکھتے اس نے کچھ کہنا چاہا جب دوسری طرف سے آواز آنے لگی۔ یوں جیسے کوئی گرا ہوا، هریرہ کو اچنبا ہوا۔

"کعب؟"

آوازیں اب بدل گئی تھیں۔ وہ پریشان ہوا۔ کعب ٹھیک تھا؟

"تم ٹھیک ہو؟"

اور اسی لمحے، عین اسی لمحے اسے حاشر کی آواز سنائی دی۔

"میں تمہیں مارے بغیر نہیں جاؤں گا۔"

ھریرہ کے قدموں سے زمین کھینچ لی گئی۔ حاشر کعب کو مارنے گیا تھا؟ کیا اسے یہ حکم بدر نے دیا تھا؟ اس کا سر نفی میں ہلا۔ چہرہ سفید پڑا۔

"کعب، تم کہاں ہو؟ کیا تم ٹھیک ہو؟"

وہ گھبرایا۔ جواب نہیں آیا۔ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

"ایک بار چھوڑ کر دیکھو۔ مار نا دوں تو بتانا۔"

وہ حاشر تھا۔ ھریرہ نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔ یقیناً اسے بدر نے حکم دیا تھا۔

"کعب۔" وہ دبا دبا سا چیخا۔

"اور میں بیوقوف ہوں نا جو تمہیں چھوڑ دوں اور تم مجھے مار دو۔ جیسے بدر نے خاقان اور جہانزیب کو مروایا ہے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

ھریرہ خاقان پورا کا پورا تھم گیا۔ در حقیقت اب زمین کھینچی گئی تھی۔ در حقیقت اب آسمان اس پر پھٹا تھا۔ در حقیقت وہ اب مردہ ہوا تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے ہاتھ وہیں جم گئے۔ موبائل اسپیکر پر اسے کعب کے بعد حاشر کی آواز سنائی دی۔

"تو تم جانتے ہو۔"

اسے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اسے آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور اس نے خواہش کی کاش حاشر کی آواز اب اسے سنائی نا دے لیکن ھریرہ خاقان کی دعا رد ہوئی۔

"تو اگر بدر سر اپنے چچا کو مروا سکتے ہیں اور اپنے طاقتور دشمن کو بھی تو تم کیا ہو کعب؟"

وہ آواز رک کر آئی تھی لیکن اسے سنائی دے گئی تھی۔ ھریرہ کا ہاتھ بے دم ہو تا نیچے گرا۔ وہ لمحہ عذاب کا تھا ۔وہ لمحہ قیامت جیسا تھا۔ اس کا بھائی، وہ بھائی جو اسے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھا وہ اس کے دوسرے عزیز شخص کا قاتل تھا؟ اگر جان نکالی جانے جیسی کوئی تکلیف تھی تو اس لمحے اس نے وہی محسوس کی تھی۔ اگر موت جیسی کوئی آواز تھی تو وہی تھی جو اسے اس لمحے سنائی دی تھی۔ موبائل سے اب بھی آواز آرہی تھی لیکن ھریرہ خاقان پتھر کی روش پر پتھر بن گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

تین سال قبل اسے سبزے پر رجب بلال کی لاش ملی تھی۔ وہ اس کے عین سامنے پڑا تھا۔ چہرے پر مٹی کے زرات تھے، ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کا لباس گیلا تھا۔

یہ وہ لمحہ تھا جب کعب عباس کے اندر سے بہت کچھ مر گیا۔ یہ وہ لمحہ تھا جب اس نے چند لمحوں میں مرنے کی اذیت محسوس کی تھی۔ وہاں، رجب کی لاش کے پاس بیٹھ کر، اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ زندگی میں پہلی بار بچوں کی طرح رویا تھا۔ اپنے بھائی اور باپ کے مرنے کے وقت وہ اسلام آباد میں تھا۔ تب رجب اُس کے ساتھ تھا۔ اسے آج بھی وہ کیفیت یاد تھی۔ وہ درد آج بھی محسوس ہوتا تھا۔ اُس رات وہ رجب کے گلے لگ کر رویا تھا۔ اِس وقت رجب کی لاش کے پاس وہ اکیلا تھا۔ بچپن کا ساتھی، دوست، بھائی۔ وہ سب تھا۔ اس دن اس نے جانا کہ جب کوئی اپنا مر جائے تو زندہ رہنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔

اس کی میت گھر لے جانے تک سب ساکن رہا۔ اردگرد کا ہر منظر ساکن رہا۔ ہر شے سلوموشن میں ہوتی رہی۔ پہلی بار اسے تب دنیا کی موجودگی کا احساس ہوا جب اس نے رجب کی میت زمین پر رکھ کر خولہ کو دیکھا تھا۔ وہ سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔ کعب سر اٹھائے اسے دیکھتا رہا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار کسی کا چہرہ اس حد تک سفید پڑتے دیکھا تھا۔ وہ کس کیفیت میں چارپائی تک آئی تھی، اس کا رونا، چلانا، گم صم کیفیت، وہ سب دیکھتا رہا۔ سب محسوس کرتا رہا۔ اندر سب ختم ہوتا رہا۔ مرنے والا اکیلا نہیں مرتا۔ وہ پیچھے والوں کو مار کر جاتا ہے۔

اس نے رجب کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا تھا۔ دنیا میں سگے رشتوں کو اپنے ہاتھوں سے دفنانے سے زیادہ اذیت ناک کوئی شے نہیں تھی اور اس نے وہ اذیت کئی بار محسوس کی تھی۔

دو ہفتے تک سب غم اور دکھ کی کیفیت میں رہے۔ ہر شے سوگ زدہ رہی۔ ہر منظر سیاہ رہا۔ اس سیاہی میں پہلی بار کوئی منظر تب ابھرا جب رجب کے قتل کی تحقیقات کے دوران پولیس نے اسے گرفتار کیا۔

"دماغ ٹھیک ہے آپ لوگوں کا؟ میں اپنے ہی دوست کا قتل کیوں کروں گا؟"

کتنے ہی دیر وہ ساکت سا ٹھہرا رہ گیا پھر بپھر کر کہا۔

"ذوالفقار احمد نے گواہی دی ہے کہ اس نے آپ کو رجب بلال کی لاش کے پاس دیکھا تھا۔ آپ دونوں کا جھگڑا ہوا تھا۔ پورا گاؤں جانتا ہے۔" پولیس انسپکٹر ہتھکڑی لگاتے سپاٹ سا کہہ رہا تھا۔

"اگر میں اس کے پاس بیٹھا تھا تو قاتل میں ہوا؟ اور ہمارے پہلے بھی کئی جھگڑے ہو چکے ہیں، اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں اسے قتل کر دوں۔"

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیسے ان لوگوں کو سمجھائے۔ غصہ ابل ابل کر آ رہا تھا۔

"ہمارے پاس گواہ ہے۔"

"ذوالفقار کی گواہی پر کیسے یقین کر سکتے ہیں آپ لوگ؟ میں اچھی طرح جانتا ہوں یہ خود کو بچانے کے لیے مجھ پر الزام لگا رہا ہے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ پیچھے کھڑے ذوالفقار کو دیکھتے غرایا تو وہ گڑبڑا گیا۔

"کس چیز سے بچانے کے لیے؟"

وہ کہنا چاہتا تھا کہ جو خط اس نے خولہ کو لکھا تھا وہ خط سے ملنے والی ہزیمت سے خود کو بچانا چاہتا تھا۔ لیکن اس لمحے وہ چپ کا چپ رہ گیا۔ اگر وہ خط سامنے آتا تو ذوالفقار کا کچھ جاتا یا نا جاتا، خولہ پورے گاؤں میں رسوا ہو جاتی۔ وہ خط اس کے پاس تھا۔ اس کے کمرے میں رکھا تھا لیکن کعب عباس نے اس لمحے قید کو چن لیا تاکہ وہ خولہ بلال کو رسوا ہونے سے بچا لے۔ بات محبوب کی عزت پر آئی تھی، اس پر فرض تھا کہ الزام اپنے سر لے لیتا۔

"میں نہیں بتا سکتا۔ لیکن یہ جھوٹ بول رہا ہے۔" اس بار وہ تحمل سے بولا۔

"اگر تم وجہ نہیں بتاؤ گے تو جیل جانا پڑے گا۔"

"میں نے نہیں مارا رجب کو۔"

ان سب میں اس کی نظر خولہ پر گئی جو سامنے بیٹھی تھی۔ کعب کئی لمحے اسے دیکھتا رہا۔ وہ کئی دن سے صدماتی کیفیت میں تھی۔ خاموشی سے چپ چاپ سب دیکھتی رہتی۔ نا کچھ بولتی نا کچھ کرتی۔ سن سی ایک ہی جگہ بیٹھی رہتی۔ وہ سب چھوڑ اس کے سامنے گیا۔

"میں نے اسے نہیں مارا خولہ۔"

خولہ نے دھیرے سے نظر اٹھائی۔ کعب عباس پر وہ نظر موت کی صورت گئی۔ آگے سب ختم ہو گیا۔

اس کے پاس گواہی نہیں تھی۔ کوئی ثبوت نہیں تھا۔ مقدمہ درج ہوا۔ اسے جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیج دیا گیا اور زندگی مثلِ جہنم بن گئی۔

جیل جہنم کی دوسری صورت ہی تھی۔ وہ پورا دن سی کلاس قیدیوں کو دیکھتا جنہوں نے اس جگہ کو اپنا گھر سمجھ لیا تھا۔ گندگی، غلاظت، مار دھاڑ اور موت جیسی جگہ۔

"مریں گے تو ساتھ مریں گے۔"

"بس کر بھائی۔ پیدا ایک ہی دن ہو گئے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرنا بھی ایک ہی دن ہو گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پہلے مر جاؤں گا۔"

"جہنم جا کر اطلاع کر دینا۔"

"تمہارا پلاٹ بھی بک کروالوں گا۔ بے فکر رہو۔"

وہ جیل کی دیواروں کے پاس بیٹھ کر رجب کو یاد کرتا اور کرتا رہتا۔ جو کہتا تھا ساتھ مریں گے وہ اکیلا مر گیا تھا اور اسے مرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔

گاؤں سے ایک بار صفیہ اس سے ملنے آئی تھیں۔

"خولہ کیسی ہے امی؟" وہ نظریں چرا کر اس کا پوچھ بیٹھا۔ صفیہ کچھ دیر تو اسے دیکھتی رہ گئیں۔

"وہ بدل گئی ہے کعب۔" وہ بس اتنا کہہ سکیں۔ کعب جانتا تھا وہ نہیں بدلے گی۔ رجب بلال کی تربیت پختہ تھی۔ وہ خولہ کو بہادری کے سبق یاد کروا کر گیا تھا۔ وہ نہیں بدلے گی۔ وہ جانتا تھا۔

صفیہ واپس چلی گئیں۔ اس نے انہیں منع کر دیا کہ وہ دوبارہ یہاں نہیں آئیں گی۔ ملاقات بمشکل ہوتی تھی اور اس کے کیس کی ایک پیشی سے دوسری پیشی کے درمیان کئی ماہ کا وقفہ ہوتا، جانے وہ رقم کہاں سے جمع کر کے اس کے کیس پر خرچ کر رہی تھیں۔

گاؤں سے اس کے ایک دو دوست آئے اور گاؤں کے حالات بتا کر چلے گئے اور اس دوران ایک دن جیل میں وہ ہوا جس نے کعب عباس کی سوچ کے زاویے بدل دیئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے ریمانڈ کے دوران مارا گیا تھا۔ ٹھیک ہے، مارا ہی جاتا ہے۔ اس کی کمر پر، پاؤں پر، چہرے پر۔ وہ کئی دن زخموں کے بھرنے کا انتظار کرتا رہا تھا لیکن اس بار مار ویسی نہیں تھی۔

رات کے وقت جیل کا دروازہ کھولا گیا اور کسی نے اس کے چہرے کے گرد کپڑا لپیٹ کر اس پر تشدد کیا تھا۔ اس کے پیٹ میں، کمر پر لاٹھیوں سے مارا گیا۔ وہ باندھے گئے ہاتھوں سے خود کو بچانے کی کوشش کرتا رہا لیکن کوشش بے سود رہی۔ اسے نہیں معلوم تھا وہ کون تھے لیکن پندرہ منٹ تک مسلسل اسے مارنے کے

WWW.NOVELSHUB.PK

بعد وہ لوگ جاتے جاتے اس کے پیٹ میں چھرا مار کر گئے تھے اور وہ آخری وار تھا۔ اس کے بعد اسے نا کچھ یاد رہا اور نا کسی چیز کا ہوش۔

وہ اگلے تین دن ہوسپٹل میں رہا۔ تین دن اس نے بدترین تکلیف سہی۔ تین دن وہ زندہ رہنے اور مرنے کی کیفیت میں رہا۔ گاؤں میں موجود اس کی سلامتی کی دعا کرتی اس کی ماں کو معلوم بھی نہیں پڑا اور کعب عباس موت کو چھو کر واپس آیا تھا۔

وہ جیل واپس گیا تو اس نے پہلے ہی دن جیل سپریڈنٹ کو ان تینوں سپاہیوں کے نام دیے جن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تھی اور اسے جھڑک کر خاموش کرا دیا گیا۔ وہ لاکھ انصاف کے لیے چیختا رہا لیکن اس کی نہیں سنی گئی۔

"زیادہ آواز نکالی تو اس بار بچانے کے لیے ہسپتال بھی نہیں لے جائیں گے۔"

وہ پہلی بار تھا جب اس نے انتقام لفظ سیکھا تھا۔ پہلی بار تھا جب اس نے انصاف کو چھوڑ کر انتقام لینے کا سوچا تھا۔ پہلی بار تھا جب اسے احساس ہوا کہ اس ملک میں اگر اسے خود پر ہوئے ظلم کے لیے انصاف چاہیے تھا تو اس انصاف کے لیے بھی اسے انتقام لینا پڑے گا۔

اس کے جیل آنے کے دو ہفتے بعد جیل سپریڈنٹ کے کمرے میں آگ لگ گئی۔ وہاں رکھے کئی اہم کاغذات جل گئے۔ الزام میں جیل کے وہ تین اہلکار گرفتار کیے گئے جن سے کعب عباس کی اس بات پر لڑائی ہوئی

تھی کہ وہ لوگ قیدیوں کے لیے ملنے والی رقم سے خرد برد کرتے ہیں اور جن میں سے ایک کی آواز چھری کے جسم چیرنے کی آواز کے ساتھ اب بھی اسے یاد تھی۔

اپنی جیل میں کھڑے ہو کر وہ ان تینوں اہلکاروں کو گرفتار ہوتے دیکھتا رہا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”ذوالفقار کہاں ہے کاشف؟“

کاشف اس سے ملنے آیا تو اس نے پوچھ لیا۔

”یہیں ہے۔ کل گواہی دینے آئے گا۔“

کعب اسے دیکھتا آگے کو ہوا۔

”تمہیں یقین ہے وہ آئے گا؟“ وہ سرد سا بولا۔ کاشف کئی لمحے اسے دیکھتا رہا پھر نفی میں سر ہلاتے اٹھا۔

”وہ نہیں آئے گا۔“

ذوالفقار گواہی دینے نہیں آیا۔ کعب عباس جانتا تھا اب وہ کبھی نہیں آئے گا۔ اسے جینا آیا تھا یا نہیں مارنا آ گیا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اگلی دو پیشیوں میں اس کے خلاف کوئی ثبوت نا ملنے پر اسے باعزت بری کر دیا گیا۔ نا کوئی گواہ تھا نا کوئی ثبوت۔ کعب عباس قاتل نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جیل سے چھوٹنے کے بعد وہ گاؤں واپس نہیں گیا۔ اس نے ایک سال لگا کر سی ایس ایس کی تیاری کی۔ سی ایس ایس وہ صرف رجب کے خواب پورا کرنے کے لیے کر رہا تھا۔ اسے اگزیم دینا تھا اور پھر واپس جانا تھا۔ اس کے پاس نا کوچنگ کے لیے رقم تھی نا اسے ضرورت تھی۔ اسلام آباد میں اس نے اپنے کچھ دوستوں سے رابطہ کیا تو اس کے ایک دوست نے لاہور میں اپنے ایک کزن کا بتایا جس کے ساتھ وہ لاہور میں رہ سکتا تھا۔ کعب اگلے ہی دن وہاں پہنچا۔ دروازہ کھولنے پر اسے سب سے پہلا چہرہ حسیب نذیر کا نظر آیا۔ چھوٹے کٹے بال، کلین شیو چہرہ اور درمیانہ قد۔ کعب کو دیکھتے اس نے آنکھیں سکیڑیں۔

"کعب عباس؟"

"جی۔"

اس نے سنجیدگی سے سر کو خم دیا۔ حسیب دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تو کعب نے اس کی تقلید کی۔ وہ دو کمروں کا اپارٹمنٹ تھا، اوپن کچن اور چھوٹا سا لاؤنج جہاں صرف ایک صوفہ اور ساتھ میز رکھی تھی۔ اس نے طائرانہ نظر پورے اپارٹمنٹ پر ڈالی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”شاداب نے کہا تھا کہ تمہیں جگہ کی تلاش ہے۔ میں تو کرایہ لینا چاہتا تھا لیکن کیا کروں اس کے احسانات ہیں مجھ پر۔ ان احسانات کے عوض تم فری میں رہ سکتے ہو۔“

”میں نے کرایہ بھجوایا تھا۔“

”دس ہزار میں تمہیں اتنا اچھا اپارٹمنٹ کہیں نہیں ملے گا لڑکے؟۔ کم از کم وہ کرایہ نہیں تھا۔“

”مجھے ایک جگہ پانچ ہزار میں بھی مل رہی تھی۔“

”تو رہ لیتے ناوہاں۔ میرے سر پر کیوں مسلط ہو گئے ہو؟“ اسے غصہ آیا تھا۔ کعب نے اس بار کچھ نہیں کہا۔ اس نے بیگ نیچے رکھا اور حسیب کو دیکھا۔

”رہنا کہاں ہے؟“

”اپارٹمنٹ میں جگہ ڈھونڈ لو کوئی۔ میں سونے جا رہا ہوں۔“

وہ بے زاری سے کہتے جمائیاں لیتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کعب نے ایک بار پھر پورے اپارٹمنٹ پر نظر ڈالی۔ کونے میں ایک دروازہ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کھولا تو وہاں کاٹھ کباڑ رکھا تھا۔ وہ چند لمحے کمرے کو دیکھتا رہا پھر ٹھک سے دروازہ بند کر دیا۔

دو گھنٹے بعد حسیب جاگا تو اسے سائیڈ کمرہ روشن نظر آیا۔ اندر داخل ہونے پر اس کا تعجب، نیند، اور حیرت بھک سے اڑے۔

"میرا سامان رکھا تھا یہاں۔" وہ چلایا۔ زمین پر گدا رکھتے کعب نے سر اٹھایا تو وہ منہ کھولے صدمے سے کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

"کیبل، تار، ٹوٹی ہوئی کرسیاں، ایک بیکار لیپ ٹاپ، ان سب کے پانچ ہزار دو سو تیس روپے ملے ہیں۔ پانچ ہزار میرے پاس ہیں اور دو سو تیس روپے تمہارے کمرے میں رکھ دیے ہیں۔"

حسیب کتنی دیر صدمے سے اسے دیکھتا رہا پھر غصے سے کھولتے آگے بڑھا اور کعب کو گریبان سے پکڑ کر دیوار سے لگایا۔

"میرے باپ ہو جو میری اجازت کے بغیر سامان بیچ دیا؟"

وہ پھنکارا۔ کعب نے ہاتھ گھما کر اس کا گریبان پر رکھا ہاتھ کمر کے پیچھے لے کر جا کر مروڑا تو وہ کراہ کر رہ گیا۔

"شاداب کو پورے دس ہزار دیئے تھے میں نے حسیب نذیر۔ نا میں یہاں مفت میں رہ رہا ہوں اور نا تم معصوم ہو۔ اپنے دس ہزار میں سے پانچ ہزار واپس لے لیے ہیں میں نے۔ اس اسٹور روم میں رہنے کے بدلے تو دو ہزار بھی نہیں بنتے۔"

اس نے جھٹکے سے حسیب کو چھوڑا تو وہ لڑکھڑایا۔

"ابھی کے ابھی نکلو میرے اپارٹمنٹ سے۔" وہ چلایا۔

"میرے پیسے واپس کرو پہلے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"کل کر دوں گا۔"

"میں بھی کل ہی جاؤں گا۔" اس نے بازؤں سے پکڑ کر حسیب کو باہر نکال دیا۔ حسیب دروازے پر کھڑے بند دروازے کو گھورتا رہا گویا کعب کو کچا چبا جائے گا۔

نا اس کے پاس پیسے تھے اور نا اس نے کعب کو اگلے دن پیسے دیے۔ البتہ اس نے کئی بار کوشش کی کہ کعب خود ہی اس کا اپارٹمنٹ چھوڑ دے لیکن شاید وہ ڈھٹائی میں اس سے بھی آگے تھا۔

"پانی نہیں آرہا۔" وہ چائے بنانے کے لیے پانی نکالنے لگا تو رک کر پیچھے لیٹے حسیب کو پکارا۔

"اپنے گاؤں سے منگوا لو۔ پتا تو ہے پانی کا مسئلہ ہوتا ہے یہاں۔"

"او کے۔"

صوفے پر لیٹے حسیب نے کچھ اچھنبے سے سر اٹھا کر کعب کو دیکھا جو بنا کسی بحث کے رخ واپس موڑ چکا تھا۔ اتنی شرافت؟ اتنی تابعداری؟ اتنی فرمانبرداری؟ وہ مشکوک ہوا۔

تھوڑی دیر بعد وہ چائے بنانے گیا تو اس کی شرافت کا راز بھی کھل گیا۔ کچن میں رکھا دودھ غائب تھا۔ کعب عباس نے پانی بند کرنے کی سزا اسے یہ دی تھی کہ اس کا محنت سے دکان سے چرایا گیا دودھ وہ چائے بنا کر پی چکا تھا۔ حسیب نذیر کی پوری دنیا لٹ گئی۔ وہ تپ کر، غصے سے، قہر سے کعب کے کمرے کی طرف بڑھا۔ دھاڑ سے دروازہ کھولا۔ اگلا عمل اس نے کعب کا سامان اٹھا کر باہر پھینکنے کا کرنا تھا لیکن سامنے کرسی پر ٹانگ

WWW.NOVELSHUB.PK

پر ٹانگ جمائے کعب کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رہا۔ اس کے سامنے دو لیپ ٹاپ رکھے تھے جن میں سے ایک تو اس کا خود کا تھا اور دوسرا حسیب کا۔

”ہیلو حسیب۔“ وہ مسکرایا۔ حسیب کی چھٹی حس نے کوئی الارم بجایا۔

”سامان اٹھاؤ اور نکلو یہاں سے۔“ وہ ہر خدشہ بھلاتا پھنکار کر آگے بڑھا۔

”بہتر ہو گا پہلے ہم اس پر بات کر لیتے ہیں کہ گزشتہ رات مقامی بینک کا سی سی ٹی وی کس نے ہیک کیا تھا؟ میں نے سنا ہے بینک کے اندر چوری ہو گئی ہے۔ اس کے بعد تم کہو گے تو میں چلا جاؤں گا۔“

ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے اس نے ٹھوڑی تلے رکھ کر کچھ معصومیت سے کہا تو حسیب نذیر کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

”خبردار جو تم نے کوئی بکواس کی۔“ وہ غرایا۔ اس نے کعب عباس کو معصوم اور گاؤں کا سادہ بندہ سمجھ کر غلطی کی تھی۔ یہ تو غنڈہ نکلا تھا (حالانکہ وہ بہت معصوم تھا)

”تابعدار سائیں۔“ کعب نے شرافت سے سر ہلایا پھر پیر سے دوسری کرسی کو اپنے سامنے دھکیلی۔ حسیب اس کا اشارہ سمجھتے ضبط کرتے کرسی پر بیٹھا۔

”بکو۔“

"میں تمہارے راز راز رکھوں گا۔نا میں کسی کو بتاؤں گا کہ تم ڈارک ویب پر کس کس کے راز بیچتے ہو۔نا میں کسی کو یہ بتاؤں گا کہ تم پیسے لے کر ہیکنگ کرتے ہو۔بدلے میں تمہیں میری مدد کرنی ہو گی۔" وہ اب سنجیدہ تھا۔

"کیسی مدد؟ "

"مجھے کچھ لوگوں کی معلومات چاہییں۔کچھ انقام لینے ہیں۔کچھ کام کرنے ہیں اور ان سب میں تم میری مدد کرو گے۔ "

"باپ کا ملازم ہوں تمہارے؟ "

"تمہارے لیپ ٹاپ کا آدھا ڈیٹا اس وقت میرے لیپ ٹاپ میں ہے اور میں چند ماہ بعد سی ایس ایس کا اگزیم دینے جا رہا ہوں۔میں یقینی بناؤں گا کہ سب سے پہلی گرفتاری تمہاری کروں۔ "

"میں تب تک جیسے آرام سے بیٹھوں گا نا۔سوری، لیکن تمہاری دھمکی نے اثر نہیں کیا۔ "

"میرے دوست کا باپ ڈی ایس پی ہے۔یہ دھمکی یقیناً اثر کرے گی۔ "

دھمکی واقعی اثر کر گئی۔چند لمحے کعب کو گھورنے کے بعد حسیب خود پر دس اور کعب پر دو سو لعنتیں بھیج کر اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے وہاں سے اٹھ گیا۔کعب نے پر سکون سانس لیتے سر پیچھے کو گرا لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

سی سی ایس ایس کے امتحان کے بعد جس پہلی جگہ وہ گیا تھا وہ پریس کلب تھا۔ رجب کا دوست وہیں جاب کرتا تھا۔ اس نے کھڑے کھڑے لمحوں میں اس سے اگلوایا تھا کہ رجب کی پریس کانفرنس کی بکنگ کینسل کس نے کروائی تھی۔

”بدر عبداللہ کا آدمی تھا۔ میڈیا چینلز کو بھی اسی نے رقم دی تھی منہ بند کرنے کے لیے۔ میں کچھ نہیں کرسکا کعب کیونکہ ان لوگوں نے میری فیملی کو مارنے کی دھمکی دی تھی۔ “

بدر عبداللہ۔ کعب عباس کے عضلات تن گئے۔

”اس کے وکیل کا نمبر ہے تمہارے پاس؟ “

وقار نے اسے وکیل کا نمبر دے دیا۔ رجب کے مرنے کے بعد اس کے وکیل نے کیس ختم کردیا تھا۔ وہ اگلے ہی دن وکیل کے پاس گیا۔

”وہ مر چکا تھا۔ کیس آگے کیسے جاری رکھتا میں؟ “

وہ بے نیاز نظر آرہا تھا۔ کعب ضبط سے اسے دیکھتا رہا۔

”اس کی بہن تھی۔ چچا تھا، تم کیس کیسے ختم کرسکتے ہو؟ “

”اس کی بہن نیم پاگل “...

"زبان سنبھال کر بات کرو۔" وہ غصے سے میز پر ہاتھ مارے آگے کو ہوا۔ ساتھ بیٹھے حسیب نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ وہ زبردستی اس کے ساتھ آ گیا تھا۔ (کعب کی کوئی کمزوری تلاش کرنے کے لیے)

"دیکھیں وکیل صاحب" حسیب آگے کو ہوا۔ "میں بندہ ہوں ذرا ٹیڑھا۔ سیدھے کام مجھ سے ہوتے نہیں ہیں۔ اس لیے یہاں آنے سے پہلے میں آپ کی پچھلی سات پشتوں پر ریسرچ کر کے آیا تھا۔ اب یا تو سچ سچ بتائیں یا اگلے دو گھنٹوں میں، میں آپ کے اور آپ کے بھائی کے اگلے پچھلے سارے کالے کارنامے میڈیا پہ اچھال رہا ہوں۔ حال ہی میں سینٹر الطاف کا کیس آپ نے ہی دیکھا ہے نا؟ دو چار ویڈیوز تو اس کی بھی ہیں میرے پاس۔"

وکیل نے تھوک نگلا۔ چہرہ زرد ہوا۔

"مجھے بدر عبداللہ کے آدمیوں نے کہا تھا۔ اُنہوں نے منع کیا تھا کہ کسی کو ان کے آنے کا علم نا ہو۔ خدا کا واسطہ ہے کسی سے زکر مت کرنا ورنہ وہ میری جان لے لیں گے۔" وہ گڑگڑایا۔ کعب چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر خاموشی سے وہاں سے اٹھ گیا۔ حسیب نہیں جانتا تھا وہ کہاں گیا تھا۔ پورا دن اور پھر رات کو اس کا انتظار کرنے کے بعد وہ تقریباً آدھی رات کو پیاس کی وجہ سے جاگا تو اسے کعب کے کمرے سے آوازیں آئیں۔ وہ اچھنبے سے آگے کو ہوا اور قدم وہیں جم گئے۔

کعب رو رہا تھا۔ وہ ہچکیوں سے رو رہا تھا۔ ایک تصویر اٹھائے وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

اس رات اس نے زندگی میں پہلی بار طے کیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور پورے دل سے کرے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاؤں واپسی پر اس کے پاس پلین تھا۔ حسیب نے بدر عبد اللہ پر تحقیقات کی تھیں۔ یوسف، ھریرہ، خاقان، جہانزیب، وہ ہر ایک کے بارے میں جانتا تھا۔

جہانزیب چوھدری۔ اس کے باپ اور بھائی کا قاتل، اگر کوئی انصاف جیسی چیز تھی بھی تو اب کعب عباس اس سے واقف نہیں رہا تھا۔ اسے بیک وقت اپنے دو دو دشمنوں سے لڑنا تھا اور سب سے بہتر طریقہ یہ تھا کہ وہ ان دونوں کو ہی لڑا دے۔

سو اس نے جہانزیب چوھدری سے رابطہ کیا۔ اسے وقتاً فوقتاً بدر عبد اللہ کے متعلق معلومات دیں جسے وہ میڈیا پر چلوا دیتا۔ خاقان سے رابطہ کرنے کا مشورہ دینے والا بھی وہی تھا۔ ھریرہ خاقان سے تعلقات بنانا بھی پلین کا حصہ تھا۔ اس نے جازم سے ھریرہ کو ریڈ لائٹ ایریا لے جانے کا کہا تھا۔ اسے منانے کا کام حسیب نے کیا تھا (کیسے منایا تھا یہ اس نے کعب کو کبھی نہیں بتایا)۔ کعب کو بس ایک ایسی ویڈیو سے غرض تھی جو وقت آنے پر اسے بدر عبد اللہ کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کرنی تھی۔ سب ٹھیک چل رہا تھا۔ سب پلین کے مطابق تھا اور ان سب میں خولہ بلال کا اس کی زندگی میں آنا پلین کا حصہ نہیں تھا۔ وہ قسمت تھی۔

گاؤں آنے پر سب سے پہلی نظر اس کی خولہ پر پڑی تھی۔ نظروں کا تصادم کعب عباس کی نظروں سمیت دل پر بھی بھاری تھا۔ اس ایک نظر میں ہی اس نے جان لیا تھا کہ وہ بدل گئی تھی۔ اس نے یہ بھی جان لیا کہ

وہ بھی اسے رجب کا قاتل سمجھتی ہے اور خولہ سے ہونے والی ملاقات نے اسے بتادیا وہ واقعی ایسا ہی سمجھتی تھی۔

ھریرہ کے یہ بتانے پر کہ بدر خولہ میں دلچسپی رکھتا ہے اور خولہ کی آنکھوں میں بدر کے لیے پسندیدگی دیکھنے پر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ خولہ بلال سے دستبردار ہو گیا۔ دل کا جو حال ہوا سو ہوا، نیندیں جو چھن گئیں سو چھن گئیں، روح جو چھلنی ہوئی سو ہوئی لیکن وہ خولہ کے راستے سے ہٹ گیا۔ اسے اب ویسے بھی مستقبل سے غرض نہیں تھی۔ اسے اب بس انتقام سے غرض تھی اور زندگی میں پہلی بار اس کے ہر ارادے، ہر خیال کو خولہ نے اس وقت تبدیل کر دیا جب ان کے گھر کے صحن میں بیٹھے اس نے کعب عباس سے پوچھا تھا۔

"شادی کرو گے مجھ سے؟"

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے اس لمحے خولہ کو انکار کیوں نہیں کیا۔ اس کے پاس پلین تھا۔ اسے جہانزیب چوھدری اور بدر عبد اللہ کی جنگ کروانی تھی، جو بچ جاتا اسے وہ خود مار دیتا لیکن محبت دغا دے گئی۔ خولہ نے اس کے ہر ارادے کو تبدیل کر دیا۔ وہ اس کی زندگی کے تلخ ترین دنوں میں مسکراہٹ کی طرح بن گئی۔ پہلی بار اس نے چاہا کہ کاش وہاں کوئی انتقام کی داستان نا ہوتی۔ وہاں کوئی بدر عبد اللہ نا ہوتا۔ اس نے خولہ کی آنکھوں میں جو بدر کے لیے دیکھا تھا وہ جھوٹ ہوتا لیکن بعض خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔

اس نے خود اعتراف کر لیا کہ خولہ بلال بدر عبد اللہ سے محبت کرتی تھی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب کعب عباس نے یہ اذیت بھی محسوس کر لی کہ خولہ کو کبھی اس سے محبت نہیں ہو گی۔ پہلی محبت انسان کبھی نہیں بھولتا۔ وہ جان

جاتی کہ بدر اس کے بھائی کا قاتل ہے تب بھی بدر عبداللہ کی محبت اس کے ساتھ رہتی۔ کعب عباس کو زندگی نے ایک بار پھر خساروں سے نوازا تھا۔ وہ جو خولہ کے پاس ہزار الفاظ تسلی کی صورت تیار کر کے گیا تھا ہر لفظ ختم ہو گیا۔ دو دن اس کے جس تکلیف میں گزرے وہ تکلیف ہر تکلف پر بھاری لگنے لگی۔ گاؤں والوں کے بہتان تھمے یا نہیں لیکن کعب عباس کا دل تھم گیا تھا۔ خولہ کا ساتھ دینا، سب کے سامنے اس کی حمایت کرنا، گاؤں کی پگڈنڈی پر بیٹھ کر خولہ کا اس کا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگانا وہ سب بھی اس کی اذیت کم نہیں کر سکا۔ وہ جانتا تھا خولہ نے اس سے شادی کیوں کی تھی۔ وہ بدر کا سچ جان گئی ہو گی لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ یہ جان گئی تھی کہ رجب کو بدر نے قتل کیا تھا۔ وہ جو ھریرہ کا شک یہ کہہ کر کہ وہ یوسف کو رجب کا قاتل سمجھتا ہے ہٹا چکا تھا تو خولہ کے منہ سے بدر کے قاتل ہونے کا سن کر چند سیکنڈ کے لیے واقعی صدمے میں چلا گیا تھا اس پر مستزاد وہ فوراً اس پر شک کرنے لگی کہ وہ بھی یہ بات جانتا ہے۔

ایسے میں کعب عباس نے وہی کیا جو اسے مناسب لگا۔ اس نے خولہ کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ اسے اس بات سے دکھ پہنچا ہے کہ وہ اسے انتقام کے لیے استعمال کرتی رہی ہے اور اس کا دل بہت بری طرح سے ٹوٹا ہے۔ نتیجہ توقع کے مطابق نکلا، خولہ کو ہر شے چھوڑ اس کی ناراضگی کی فکر ہو گئی اور باقی سب سے اس کا دھیان ہٹ گیا۔ (گڈ، ویری گڈ۔)

بات رہی بدر کو جیل بھیجنے کی تو اسے جیل بھیجنے کے اگلے ہی دن اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ چھوٹ جائے گا سو اس نے خولہ کو گواہی دینے سے نہیں روکا۔ اب اس کی بلا سے وہ بدر کے حق میں گواہی دیتی یا اس کے خلاف، بدر نے دونوں صورتوں میں چھوٹ جانا تھا سو وہ چھوٹ گیا۔ جتنا کمزور یہ کیس تھا اور جتنا طاقتور بدر

WWW.NOVELSHUB.PK

عبداللہ تھا وہ جانتا تھا اسے جیل بھیجنے کے لیے بھی اتنی ہی مضبوط وجہ درکار ہو گی۔ ہاں اب وہ پھر سے انصاف کا سوچ رہا تھا۔ اسے اب قاتل نہیں بننا تھا۔ اسے خولہ کے ساتھ خوش رہنا تھا۔ اسے اب رجب کے لیے انصاف چاہیے تھا۔ انتقام نہیں۔

اس نے جہانزیب چوھدری کے بدر عبداللہ کے خلاف اقدامات حسیب سے کہہ کر بدر کو بھیج دیے۔ (گو وہ حسیب کا شکر گزار تھا لیکن اس کا شکریہ کہتا کیوں ؟)

اس کا خیال تھا کہ بدر جہانزیب کو نہیں مارے گا۔ کم از کم اتنا تو وہ بدر کو جان ہی گیا تھا۔ دو دن تک خیال درست ہی رہا لیکن اگلے دن خاقان کی موت کی خبر نے اس کا خیال غلط ثابت کر دیا۔ اگر وہ شخص اپنے چچا کو مروا سکتا تھا تو کعب عباس جانتا تھا کہ وہ کسی کو بھی مروا سکتا ہے۔ لیکن خاقان کی موت اس کے حق میں جاتی تھی اور وہ جو اتنے عرصے سے انتقام چھوڑ بدر کے خلاف کوئی اور منصوبہ بنانے کا سوچ رہا تھا تو اسے موقع مل گیا تھا۔ اسے ھریرہ کو استعمال کرنا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ جان جاتا کہ اس کے باپ کا قاتل بدر تھا تو کعب نے اسے یہ سچ بھی پتا لگوا دیا۔ اب آگے سب اس نے سوچ رکھا تھا۔ ہر شے طے تھی۔ ہر قدم طے تھا

اور کعب عباس یہ بھول گیا کہ جو طے کیا جائے وہ کہاں ہوتا ہے ؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

کعب ٹانگ پر ٹانگ جمائے، پیر جھلاتے پچھلے پندرہ منٹ سے اپنے سامنے ساکت بیٹھے ھریرہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے یقینی، صدمہ، غم، اذیت، کرب ہر شے تھی۔ بلآخر کعب کرسی پر آگے کو ہوا۔

"تمہیں اب تک یقین نہیں آیا یا یقین آچکا ہے اور اب یہ غم ہے جو تمہیں کچھ کہنے نہیں دے رہا؟"

"وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" وہ جھکے سر سے بڑبڑایا۔ کعب کو لمحہ بھر کو اس پر ترس آیا۔ وہ بہت معصوم تھا، بائیس سالہ چھوٹا سا لڑکا۔ اسے احساس ہوا وہ ھریرہ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جیسے بھی تھا لیکن وہ دوست تھا۔

گھنگریالے بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ کعب نے آگے کو ہوتے ھریرہ کے ہاتھ تھامے تو وہ چونکا۔ سر اٹھا کر کعب کو دیکھا۔

"ٹھیک ہو؟" وہ بہت نرمی سے پوچھنے لگا۔ آنکھیں خولہ کے بعد پہلی بار کسی کے لیے اتنی نرم ہوئیں۔

"میں ٹھیک نہیں ہوں کعب۔ وہ میرے بھائی ہیں۔ بابا کے بعد میں ان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ وہ میرے باپ کو کیسے مار سکتے ہیں؟" وہ جیسے اب تک بے یقین تھا۔

"تمہارا بھائی کسی کو بھی مار سکتا ہے ھریرہ۔ چاہے وہ اس کا چچا کیوں نا ہو۔"

"لیکن کیوں؟ کیوں کعب؟ ہاں ٹھیک ہے وہ بھائی کے ساتھ اچھے نہیں تھے۔ وہ اور بھائی ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن قتل کیوں؟ وہ میرے باپ کو کیسے مار سکتے ہیں؟" وہ غم سے نکل رہا تھا۔ بے یقینی

غصے میں داخل ہو رہی تھی۔ کعب کئی لمحے اسے دیکھتا رہا۔ وہ ھریرہ کو یہ نہیں بتا سکا کہ اس کا باپ بھی دودھ کا دھلا نہیں تھا۔ اس کا باپ بھی بدر عبد اللہ جیسا تھا لیکن اس نے ھریرہ خاقان کی نظروں میں اس کے باپ کو فرشتہ رہنے دیا۔ وہ ایک مر چکے انسان کے لیے اس کے بیٹے کے دل میں نفرت نہیں ڈال سکتا تھا۔

"ہو سکتا ہے اس کے پاس وجہ ہو۔" وہ ھریرہ کا ہاتھ چھوڑتا پیچھے کو ہوا۔

"دنیا کی کوئی بھی وجہ اتنی بڑی نہیں ہوتی کہ انسان کسی کو قتل کر دے۔ وہ میرا باپ تھا کعب۔ وہ میرا باپ تھا۔" وہ دبا دبا سا غرایا۔

"اب کیا کرو گے تم؟"

"مجھے انتقام چاہیے۔" اس کی آنکھیں شدت غم سے سرخ ہوئیں۔ یہ وہ مقام تھا جب ذہن سے ہر شے مٹ گئی۔

"انتقام جانتے ہو کیا ہو گا؟"

"جانتا ہوں۔"

"سوچنا بھی مت ھریرہ۔" وہ سختی سے بولا۔ ھریرہ نے رگڑ کر چہرے سے آنسو صاف کیے۔

"میرا باپ مر چکا ہے اور تم میرے باپ نہیں ہو۔" وہ پھنکار کر کہتا اٹھا۔ کعب تیزی سے اٹھتے اس کے سامنے آیا اور اس کی کہنی پکڑی۔ ھریرہ رک گیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"اپنے بھائی کو قتل کرو گے؟"

"وہ میرے باپ کو مار سکتا ہے تو میں اسے کیوں نہیں مار سکتا؟" اس نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔ چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں نم تھیں۔ ہونٹ کانپ رہے تھے۔ وہ تازہ تازہ کئی صدموں سے گزرا تھا۔

"ہم انتقام کی بجائے انصاف کی طرف بھی جا سکتے ہیں۔ انتقام واحد راستہ نہیں ہوتا۔"

کعب نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

"کس انصاف کی بات کر رہے ہو؟ جیل بھیجنے کی؟ میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کعب، بدر بھائی کو جیل بھیج کر دکھاؤ تم۔"

"میں یہ کر سکتا ہوں۔" وہ مضبوطی سے بولا۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں اس ملک کے انصاف پر۔ وہ جیل جائیں گے اور اگلے ہی دن اس ملک کا انصاف خود انہیں باعزت ان کے گھر چھوڑ کر جائے گا۔ جس انصاف کا تم کہہ رہے ہو وہ اسے جیب میں رکھ کر گھومتے ہیں۔"

وہ بول نہیں رہا تھا غرا رہا تھا۔ کعب چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"تم ابھی تک اسے بھائی کہہ رہے ہو ھریرہ۔ کیسے مارو گے اسے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

ھریرہ خاقان تھم گیا۔ دل رک گیا۔ اسے ایک بار پھر غم ہوا۔ اسے ایک بار پھر اذیت ہوئی۔ روکے گئے آنسو بہہ نکلے۔ وہ چند لمحے کعب کو دیکھتا رہا پھر تھک کر آگے کو ہوا اور کعب کو گلے لگایا۔ کعب عباس ساکت رہ گیا۔

”وہ میرے بھائی تھے کعب۔ میرا بھائی میرے باپ کو کیسے مار سکتا ہے؟ “

وہ چھوٹا لڑکا ہچکیوں سے رو رہا تھا۔ کعب کو سختی سے گلے لگائے وہ پہلی بار یوں رو رہا تھا۔ کعب کے ہاتھ بے ساختہ ھریرہ کی پیٹھ پر گئے۔ اس نے آہستہ سے اس کی پیٹھ تھپکی۔ ھریرہ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

”میں اپنا باپ کہاں سے لاؤں؟ مجھے نیند نہیں آتی تھی تو وہ میرے ساتھ بیٹھ جاتے تھے۔ میں ڈرتا تھا تو وہ مجھے تسلی دیتے تھے۔ باپ مر جائے تو مجھے بتاؤ زندہ کیسے رہا جائے؟ “

کعب کے گلے میں گلٹی ابھری۔ اسے وہ بیس سالہ لڑکا یاد آیا جو اپنے باپ کے مرنے پر اپنے دوست کے گلے لگے رو رہا تھا۔ اور رجب یونہی اس کا کاندھا تھپک رہا تھا۔

”میں ہوں نا تمہارا باپ، دوست، بھائی۔“ اسے گلے لگائے رجب نے آہستہ سے کہا تھا اور اس نے رجب بلال پر یقین کر لیا۔

”میں ہوں نا، تمہارا باپ، بھائی، دوست۔ میں ہوں ھریرہ۔ “

وہ پُرعزم سا بولا۔ ھریرہ خاقان نے یقین کرلیا۔ وہ چند لمحے اس کے گلے لگے روتا رہا پھر پیچھے کو ہوا۔ کعب نے اس کی پیٹھ تھپکی۔

"میں ہوں ھریرہ۔ اور میں تمہیں کچھ غلط نہیں کرنے دوں گا۔ ہم انتقام نہیں انصاف لیں گے۔" وہ اسے یقین دلا رہا تھا۔ ھریرہ نے سر ہلا دیا۔ اس نے کعب کے سامنے سر ہلا دیا۔

"اب میری بات سنو۔ کیا تم جانتے ہو رجب کو کس نے مارا تھا؟"

ھریرہ اسے دیکھتا رہا پھر سر ہلایا۔ کعب نے اس کے چہرے پر سے ہاتھ ہٹایا۔

"کیسے؟"

"بھائی نے... اُنہوں نے میرے سامنے اعتراف کیا تھا۔"

وہ جو کچھ اور سننے کی توقع کر رہا تھا چونکا۔

"تمہارے سامنے؟"

"میں اور یوسف تھے وہاں۔ بھائی نے ہمارے سامنے اعتراف کیا تھا۔ جب رجب کو قتل کیا گیا تو یوسف وہاں پر موجود تھا۔"

"یوسف گواہی دے گا؟" وہ پر سوچ تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"میں نہیں جانتا۔" کعب چند لمحے خاموش رہا۔ دماغ میں بیک وقت بہت کچھ چل رہا تھا پھر اس نے ھریرہ کو دیکھا۔

"عدالت میں گواہی دو گے ؟"

"تم تو کہتے تھے کہ رجب کو یوسف نے مارا ہے ؟"

"بکواس کرتا تھا میں۔"

"کیوں ؟"

"کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم میرے راز جان لو۔" اس نے سادگی سے شانے اچکائے۔

"اب کیوں راز دار بنا رہے ہو ؟"

"کیونکہ اب میں نے تمہیں دوست بنالیا ہے۔" وہ مسکرایا۔

"پہلے کیا تھا میں ؟" وہ نم سی آنکھوں سے خفا سا بولا۔

"پہلے میں تمہیں استعمال کر رہا تھا۔" وہ واپس بیٹھا۔ ھریرہ کو برا نہیں لگا۔ اس نے زکام زدہ سانس اندر کھینچی۔ گلے میں بہت کچھ اٹکا۔

"تم کیا کرو گے ؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

”میں عدالت میں کیس دائر کر رہا ہوں۔ مجھے رجب کے لیے انصاف چاہئے۔ “

”تم چاہتے ہو میں بھائی کے خلاف گواہی دوں؟ “

”میں چاہتا ہوں کہ چشمدید گواہ گواہی دے ھریرہ۔ “

”یوسف ایسا نہیں کرے گا۔ “اسے یقین تھا۔ کعب نے کاندھے اچکائے۔

”دیکھیں گے۔ فی الحال گھر جاؤ۔ یوں رہو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔ “

”وہ سامنے آئے تو میں ضبط کھو دوں گا۔ “

”تم اس کے سامنے مت آنا۔ مجھے کچھ کام ہے۔ جلد دوبارہ ملیں گے۔ “

وہ موبائل پر کوئی میسج بھیجت اٹھا۔

ھریرہ نے سر ہلا دیا۔ کعب چلا گیا تو اس کے تاثرات تبدیل ہوئے۔ آنکھوں کی سرخی بڑھ گئی۔ چہرہ سپاٹ ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آسمان پر محوِ سفر چاند کی روشنی زمین کے چاروں کونوں میں پھیلی تھی۔ گاؤں کے آسمان پر شہر کے پولیوشن

WWW.NOVELSHUB.PK

زدہ دھوئیں کے نا ہونے کے باعث ستارے صاف نظر آتے تھے۔ ان ستاروں نے چمکتے ہوئے رخ ایک دوسرے کی طرف سے موڑ کر نیچے جھانکا تو وہ سفید لباس والی لڑکی نظر آئی جو جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ دوپٹہ چہرے کے گرد پھیلائے وہ سلام پھیر رہی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد وہ کچھ دیر سرسراتی ہوا کو سنتی رہی پھر دونوں ہاتھوں کو دعا کی صورت اٹھایا۔ چند لمحے خالی ہاتھ کو دیکھنے کے بعد اس نے ہاتھ گرا دیے۔ گھٹنے کھڑے کرتے چہرہ ان پر ٹکایا۔ نظر سامنے تھے۔ صحن میں چند گلاب کے پھول کھلے تھے۔ رجب کو گلاب بہت پسند تھے۔

"دادی کہتی ہیں کہ ہر سوال صرف تب تک سوال رہتا ہے جب تک ہم اس کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش نا کریں۔ اُن کے پاس میرے سوالوں کے جواب نہیں تھے۔ اور میں صرف یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ اللہ کو کھونے کے بعد واپس کیسے پاسکتے ہیں؟ میں اٹھی، نیند قربان کی اور تہجد پڑھنا شروع کی۔ مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔" اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"قربانی دے کر، نفس کی، نیند کی، پسند کی، بہت سی قربانیاں دے کر اللہ کو پایا جاتا ہے۔ توبہ کے بعد پہلی چیز قربانی دینا ہے۔ جس گناہ سے توبہ کی ہے اس کی طرف واپس نا جانا، نفس کی قربانی، جو عبادت شروع کی ہے، اس پر ہمیشگی اختیار کرنا، نیند کی قربانی۔ اللہ کی طرف جانے والا راستہ قربانیوں سے بھرا ہے اور میں اس راستے کے لیے کوشش کرنا چاہتی ہوں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے گھٹنے سیدھے کیے۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ ہو کا عالم، کعب اندر سو رہا تھا، صفیہ ابھی جاگ جاتیں۔ چند لمحے وہ آلتی پالتی مارے بیٹھی رہی۔ چند قطرے جائے نماز پر گرے۔

"مجھے ان غلطیوں کے لیے معاف کر دیں جن پر شرمندہ ہوں۔ میری اس توبہ کو قبول کر لیں جس کے لیے میں رو رہی ہوں۔ میں بہت بری تھی اللہ۔ لیکن اب اچھی بن جاؤں گی تاکہ آپ مجھ سے محبت کر لیں۔ بھائی کہتا تھا اللہ کی محبت وہ واحد محبت جو کھو جائے تو اس پر رونا چاہیے۔"

وہ چند لمحوں کو رکی رہی۔ آنسو تیز ہوئے۔

"بھائی مر جائے تو صبر کیسے کیا جاتا ہے اللہ؟ میں ہمیشہ سوچتی رہی کہ جو کچھ ہوا اس میں سب سے زیادہ مظلوم کردار میرا تھا۔ میں خود کو سب سے زیادہ مظلوم سمجھتی رہی۔ میں نے کعب پر الزام لگانے میں خود کو حق بجانب سمجھا کیونکہ میرا بھائی مرا تھا۔ میں نے بھائی کی ہر تربیت بھلا دی کیونکہ میں سمجھتی رہی کہ مجھے غم منانے کا حق ہے۔ میں بدزبان بن گئی تاکہ لوگوں کو علم نا ہو سکے کہ میری زبان میرا غم چھپا رہی ہے۔ میں غلطیوں پر غلطیاں کرتی گئی۔ بنا کچھ سمجھے، بنا کچھ سوچے، غلطیوں کا احساس تب ہوا جب مجھے ٹھوکر لگی۔"

اس نے دائیں ہاتھ کی انگلی سے جائے نماز پر سیدھی لکیر کھینچی۔

"میں جانتی تھی وہ برا ہے، اس برے سے مجھے اچھی لگنے والی محبت ہو گئی۔ جب وہ اچھا لگنا شروع ہوا تب اس کا برا ہونا یاد آ گیا۔ تب تک دیر ہو چکی تھی۔ میں محبت نام کے اس جرم میں برابر کی شریک تھی۔ اس کی حوصلہ افزائی نا کرتی تو شاید وہ رک جاتا۔ مجھے اس ایک بات کے لیے افسوس ہے۔ اس کے ساتھ اس ایک

WWW.NOVELSHUB.PK

مقام پر میں برا کر گئی۔ وہ قاتل تھا تو مجھے اسے سزا دلوانی چاہیے تھی لیکن آپ جانتے ہیں اللہ، آپ جانتے ہیں قانون اس کا غلام ہے۔ میں کیا کرتی؟ "

اس نے سر گھٹنوں میں دے دیا۔ ہچکیاں نکلنے لگیں

"میں اسے کبھی نہیں بھول پاؤں گی اللہ۔ میرے دل کا ایک حصہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ اتنی نفرت کے میں چاہتی ہوں میں اسے مار دوں۔ لیکن میرے دل کا دوسرا حصہ آج بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ اتنی محبت کہ جب میں اسے مارنے لگتی ہوں تو میرے ہاتھ کانپ جاتے ہیں۔ محبت زہر کی صورت مجھ پر اتاری گئی ہے۔ میرے دل سے اسے نکال دیں۔ میں کعب سے وفادار رہنا چاہتی ہوں۔ میں صرف اسے سوچنا چاہتی ہوں۔ میں نہیں جانتی یہ کیا ہے لیکن مجھے وہ اچھا لگتا ہے۔ مجھے وہ اچھا شخص ہر شخص سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ عقیدت یا کیا؟ میں نہیں جانتی لیکن میں اب کعب عباس سے وفادار ہوں۔ بدر عبداللہ مر بھی جائے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ "

لمحے بھر کو وہ بیٹھی رہ گئی۔ اپنی ہی بات کو سوچا پھر سر اٹھایا۔ نم نگاہیں آسمان پر گئیں۔

"اس کے دل سے مجھے نکال دیں۔ بدر عبداللہ خولہ بلال کو بھول جائے۔ یہ ایک معجزہ کر دیں میرے لیے۔ وہ شخص مجھے بھول جائے۔ مجھے مزید اس کے خیالوں میں نہیں رہنا۔ مجھے مزید اس کی سوچوں میں نہیں رہنا۔ وہ محبت کرے یا عشق، مجھے بدر عبداللہ کے عشق سے آزاد کر دیں۔ میرا دم گھٹ رہا ہے اللہ۔ میں آپ کی

اچھی بندی بن جاؤں گی۔ جیسا آپ چاہیں گے ویسی بن جاؤں گی۔ لیکن مجھے میری ان غلطیوں کی سزا مت دیں جو میں نے نادانی میں کی ہیں۔ "

۔

گاؤں کی مسجد سے آذان کی آواز آنے لگی۔ آسمان کے آخری کنارے سے ہلکی ہلکی روشنی اوپر آنے لگی۔ وقت قبولیت میں مانگی جانے والی دعا محو سفر ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کی روشنی زمین پر پھیلی تو سرخ اینٹوں والی حویلی کے صحن پر پڑتی دیواروں تک پہنچتے وہاں بھی پہنچی جہاں کچن کے دروازے سے مسکان اندر داخل ہو رہی تھی۔ اندر داخل ہوتے وہ پل بھر کو ٹھٹک کر رک گئی۔ سیاہ شلوار قمیص پہنے، بازوں کہنیوں تک موڑے بدر چولہے کے سامنے کھڑا تھا۔ مسکان خاموشی سے آگے آئی تو بدر نے قدموں کی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔ وہ بدر کے ساتھ کھڑے ہوتے چولہے کو دیکھنے لگی جس پر کیٹل رکھی تھی۔ وہ غالباً چائے بنانا چاہ رہا تھا۔

"میں بنا دیتی ہوں۔ "

بدر بنا کچھ کہے پیچھے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ دو انگلیوں سے ماتھا مسلا۔ مسکان نے دودھ کیٹل میں ڈال کر پتی نکالی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"چائے پینے کا شوق کس لیے ہو گیا تمہیں؟" وہ چائے کا عادی نہیں تھا۔

"سر درد کر رہا تھا۔"

"کسی ملازم سے کہہ دیتے۔" وہ بنا پلٹے بولی تو بدر نے گہری سانس لیتے ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔ وہ کچن ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں میں سے سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا۔ مسکان کی پشت پر۔ ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ سفید گھٹنوں تک آتی قمیص پر سیاہ پلازو پہنے ہوئے تھی۔ سیاہ سکارف گلے میں تھا۔ اس کا چشمہ جانے کہاں تھا۔ بدر نے نظر پھیر لی۔ خولہ کے علاوہ وہ کسی عورت کو غور سے نہیں دیکھا کرتا تھا۔

"میرا بدمزہ چائے پینے کا دل کر رہا تھا۔"

"پھر مجھ سے کیوں بنوا رہے ہو؟" کہنے کے بعد وہ یکدم رکی۔ پلٹ کر خفگی سے بدر کو دیکھا تو ہلکا سا مسکرایا۔

"تم برا مان سکتی ہو مسکان لیکن تم سے زیادہ بدمزہ چائے میں نے آج تک کسی کے ہاتھوں کی نہیں پی۔"

مسکان خفگی سے رخ موڑ گئی۔ دودھ میں پتی ڈال کر اس نے دو دانے الائچی کے ڈالے پھر پلٹ کر بدر کو دیکھا۔ وہ اب سر کرسی کی پشت پر گرائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔ مسکان چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

سر پیچھے کو گرائے، ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔ اس کے بال بہت سلکی تھے، سیاہ اور سلکی، جو اس وقت ماتھے پر بکھرے تھے۔ شیو ہلکی سی بڑھی ہوئی تھی۔ چہرے پر غموں کی داستان تھی۔ وہ بنا ہچکچائے کہہ سکتی تھی کہ اس نے بدر عبداللہ سے زیادہ حسین شخص شاید نہیں دیکھا تھا۔ اسے یوسف سے

WWW.NOVELSHUB.PK

محبت نا ہوئی ہوتی تو وہ بدر عبد اللہ کے ساتھ اپنا نام جڑنے پر خوش ہوتی لیکن مسئلہ ہی سارا دل کا تھا۔ جس دل کو یہ شخص صرف خوبصورت لگتا تھا، اچھا نہیں۔

"اس طرح دیکھو گی تو میں سمجھوں گا مجھ سے محبت کرتی ہو۔" وہ بند آنکھوں سے بولا تو مسکان کا چہرہ خفت سے سرخ ہوا۔

"میں تمہیں نہیں دیکھ رہی۔"

"واقعی؟" بدر نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ مسکان لمحے بھر کو اس کی سرمئی آنکھوں کو دیکھتی رہی۔ وہ آنکھوں سے گفتگو کا ماہر تھا۔

"میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ بدر عبد اللہ کو ایسے دیکھوں گی۔"

"ایسے کیسے؟"

"غم زدہ۔"

"عشق زدہ۔" وہ ہنس دیا۔ اس کی ہنسی میں اداس نغموں کے سر تھے۔

"بہت محبت کرتے ہو اس سے؟" اسے خولہ پر رشک آیا۔ جس شخص سے ملنے کے لیے وقت لیا جاتا تھا وہ وقت کے ہر لمحے میں اس عورت کو سوچا کرتا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”تمہیں میرا حال دیکھ کر معلوم نہیں ہوا مسکان کہ میں محبت کے کس درجے پر ہوں؟“

”محبت میں قید نہیں ہوتی بدر۔ اگر تمہاری محبت سچی ہے تو اسے اس کی زندگی میں خوش رہنے دو۔“ اس نے سمجھانا چاہا۔

”اور میں اپنی خوشی کا کیوں نا سوچوں؟ تم سب کو خولہ کی تکلیف نظر آتی ہے۔ میری تکلیف کا کیا؟“

”میں بھی کسی سے محبت کرتی تھی لیکن پھر اس کی شادی کہیں اور ہو گئی۔ میں نے موو آن کر لیا۔ مشکل تھا لیکن کر لیا کیونکہ وہ شخص مجھ سے نہیں کسی اور سے محبت کرتا تھا۔ محبت میں محبوب کو قید نہیں کیا جاتا بدر۔ “

”خولہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔“ وہ سنجیدہ ہوا۔ مسکان کا اس کی ذاتیات پر بات کرنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔

”پھر وہ اپنے کزن سے شادی نا کرتی اگر ایسا تھا تو۔“

وہ بدر کو جواب دیتی پلٹی۔ چائے میں چینی ڈالی۔

”اس نے مجھے تکلیف دینے کے لیے ایسا کیا ہے اور مجھے تکلیف مل گئی۔ بات ختم۔ اب وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔“

”تم بہت ضدی ہو۔ اس لیے میں تمہیں پسند نہیں کرتی۔“

"تم مجھے آپ کہا کرتی تھیں۔" اس نے ناگواری سے مسکان کی پشت کو دیکھا۔

"کہاں نا میں تمہیں پسند نہیں کرتی اور جنہیں میں پسند نا کروں اُنہیں عزت دینا چھوڑ دیتی ہوں۔"

بدر اس بار خاموش رہا پھر آنکھیں بند کرتے کھولیں۔

"مجھے چچا کے لیے افسوس ہے۔"

مسکان نے جواب نہیں دیا۔ چائے کپ میں ڈال کر وہ بدر تک آئی۔ کپ اس کے سامنے رکھا اور نظر اٹھائی۔

"تمہارا مسئلہ پتا ہے کیا ہے بدر؟ تم دوسروں کو لاکھ تکلیفیں دو تمہیں زرا بھی احساس نہیں ہو گا۔ لیکن اگر کوئی تمہیں زرا سی تکلیف دے دے تو تمہیں لگتا ہے گویا تمہارے ساتھ بہت ظلم ہو گیا ہے۔ جتنی تکلیفیں تم نے سب کو دی ہیں نا ابھی تمہیں ان کا ایک فیصد بھی واپس نہیں ملا۔ مجھے نہیں معلوم خولہ نے تمہیں کس لیے تکلیف دینی چاہی لیکن اب اس کا پیچھا چھوڑ دو۔ وہ کسی اور کی بیوی ہے اور اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمہیں اب اس کا نہیں سوچنا چاہیے۔"

وہ سنجیدگی سے کہتی فریزر کی طرف بڑھی۔ ٹھنڈے پانی کی ایک بوتل اٹھائی اور کچن سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اس کے جانے کے بعد بدر کے چہرے کے تاثرات بگڑے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”اب یہ عورت بھی مجھے اخلاقیات سکھائے گی جو اپنے ہی منگیتر کے بھائی سے محبت کرتی رہی ہے۔ “

اس نے کپ اٹھاتے منہ سے لگایا پھر فوراً نیچے کیا۔ چہرے پر کڑواہٹ پھیلی۔

”کم از کم ڈھنگ کی چائے بنانا ہی سیکھ لو مسکان۔ میں بدمزہ چائے پینا چاہتا تھا، زہر نہیں۔ “

وہ چلایا لیکن مسکان جا چکی تھی۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کپ پیچھے کیا جب کوئی ملازم کچن میں داخل ہوا۔

”سر، واصف جمشید صاحب آئے ہیں۔ “

بدر کے ماتھے پر بل پڑے۔ یہ کس لیے آیا تھا؟

”مردانے میں بٹھاؤ اسے۔ “

کچھ دیر بعد وہ مردانے میں داخل ہوتا دکھائی دیا تو سرمئی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ شیو بنی ہوئی تھی۔ بال ہلکے سے گیلے تھے لیکن پیچھے کو سیٹ کر رکھے تھے۔ اسے آتے دیکھ واصف جمشید کھڑا ہوا۔

”آپ ابھی تک یہیں ہیں؟ میرا خیال تھا اسلام آباد جا چکے ہوں گے۔ “

”اگر آپ مجھ سے ملنے آئے ہیں تو یقیناً آپ جانتے تھے میں یہیں ہوں۔ تمہید باندھے بنا سید ھا مدعے پر آجائیں واصف صاحب۔ میں اس قدر بے زار ہوں کہ آپ نے گفتگو طویل کی تو میں بنا لحاظ کیے آپ کو یہاں سے جانے کا کہہ دوں گا۔ “

وہ اکتاہٹ سے کہتا صوفے پر بیٹھا۔ واصف جمشید نے ضبط کرتے اس کے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھ گئے۔

"میں بنا وقت ضائع کیے مدعے پر ہی آجاتا ہوں بدر صاحب۔ چیئرمین صاحب آپ کے رویے سے خوش نہیں ہیں۔ پارٹی کو آپ کی وجہ سے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اوپر سے آج آپ کو حلف اٹھانا تھا لیکن آپ اب بھی یہیں ہیں۔"

"میری کچھ مجبوریاں تھیں۔" اس نے گویا جان چھڑانے کو وضاحت دی تھی۔

"آپ کی مجبوریاں حکومت کے سامنے معنی نہیں رکھتیں۔ مجھے چیئرمین صاحب نے بھیجا ہے کہ آپ کو بتادوں، آپ کا یہی رویہ رہا تو وزیر خارجہ کا حلف نہیں اٹھائیں گے۔"

بدر انہیں دیکھتا آگے کو ہوا۔ چہرے پر سرد مہری چھا گئی۔

"اور میں چپ چاپ آپ کی بات مان لوں گا؟ آپ کی پارٹی کو فنڈز دیے ہیں میں نے۔ اسمبلی کی سیٹ جیتی ہے۔ شروع سے طے تھا کہ میں وزارت کا حلف اٹھاؤں گا۔ اب آپ زبان سے پھر رہے ہیں۔"

"آپ کا رویہ ہمیں مجبور کر رہا ہے۔ پہلے قتل کیس، پھر ایک خاتون کے ساتھ آپ کا نام اچھالا گیا۔ آپ کی مسلسل حکومتی معاملات میں عدم دلچسپی اور عدم موجودگی نے چیئرمین صاحب کو یہ فیصلہ لینے پر مجبور کیا ہے۔" واصف جمشید سنجیدہ تھا۔

''اور میں یقین کر لوں؟ جیسے میں جانتا نہیں ہُوں کہ ان کی بہنوئی کب سے وزارتِ خارجہ کے عہدے کے لیے کوشش کر رہے تھے؟'' وہ تلخی سے مسکرایا۔

''آپ اب حد سے بڑھ رہے ہیں بدر صاحب۔ ''

''حد میں آپ رہیں واصف۔ میرے گھر میں بیٹھے ہیں۔ ایک بات کان کھول کر سن لیں۔ مجھے حکم ماننے کی عادت نہیں ہے نا ہی ناں سننے کی عادت ہے۔ میں چیئر مین صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں اور آپ کے لیے بہتر ہو گا کہ اس عزت کو عزت ہی رہنے دیں۔ اگر مجھ سے میرا تخت چھینا گیا تو میں کئی تخت الٹ کر رکھ دوں گا۔ ''

وہ سختی سے کہتا اٹھا۔ واصف جمشید اسے دیکھتے کھڑا ہوا۔

''آپ کا یہی رویہ رہا تو آپ سب کھو دیں گے۔ ''

''جائیں یہاں سے واصف صاحب۔ ''

برداشت تو وہ اپنے باپ کو بھی نہیں کیا کرتا تھا۔ واصف جمشید سرخ چہرے سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ یوسف اسی لمحے مردانے میں داخل ہوا تھا۔ ایک سنجیدہ نظر بدر پر ڈالتے وہ آگے کو ہوا۔

''وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں بھائی۔ آپ اس رویے سے سب کھو دیں گے۔ ''

''میرا جو سب تھا۔ وہ میں پہلے ہی کھو چکا ہوں۔ اب کچھ بھی چلا جائے فرق نہیں پڑتا۔ ''

وہ قہر بارسی نظر یوسف پر ڈالتا مردانے کی سیڑھیاں اترنے لگا جب اس کا موبائل بجا۔ کال اٹھاتے اس نے کان سے لگائی۔

"ہیلو۔"

دوسری طرف کی بات سن کر وہ لمحہ بھر کو اپنی جگہ جم گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆۔

سورج عین سوا نیزے پر پہنچا تو گاؤں کی دوپہریں گرم موسم میں مزید گرم ہونے لگیں۔ ایسے میں بائیک صحن میں کھڑی کرتے کعب اپنی سفید شرٹ کے بازؤں موڑتا کمرے کی طرف بڑھا تو کھلے دروازے سے اسے خولہ کمرے میں بیڈ پر بیٹھی نظر آئی۔ لیپ ٹاپ سامنے رکھے، سرخ رنگ کی لمبی قمیص اور کھلے گھیر والی شلوار پہنے، بال گول مول جوڑے میں باندھے وہ دوپٹہ سینے پر پھیلائے توجہ سے لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہی تھی۔ کعب نے میز تک آتے وہاں کچھ رکھا تو خولہ نے سر اٹھایا۔ کعب کو دیکھتے ہلکا سا مسکرائی تو وہ بھی مسکرایا ۔

"کیا کر رہی تھیں؟"

"ایڈمیشن کا چیک کر رہی تھی۔ اگلے ماہ سے ایڈمیشن ہو رہے ہیں یونیورسٹی میں۔ تم فیس بھر لوگے نا؟"

"ظاہر ہے بھر لوں گا۔ تم اس کی ٹینشن نا لو۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ بیڈ پر خولہ کے سامنے بیٹھا تو اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین گرا دی۔

"میرے بابا کی زمین چچا کے پاس ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میرا حصہ میرے نام کر دیں گے۔ "

"یقین کرو۔ میں اتنا غریب نہیں ہوں کہ تمہاری یونیورسٹی فیس نا پے کر سکوں۔ "

"تمہارا سی ایس ایس۔ "

"میں نے اپنے سی ایس ایس کی تیاری خود کی تھی خولہ۔ اب بھی میں مزدوری کر لوں گا۔ کھیتوں میں کام کر لوں گا لیکن تمہاری فیس بھروں گا۔ ٹینشن مت لو۔" وہ اس کے سامنے نیم دراز ہوا تو خولہ ہلکا سا مسکرائی ۔

"کسی زمانے میں تم رونا روتے تھے کہ تمہیں جاب نہیں مل رہی۔ اور تمہیں اپنی زمینیں بیچنی تھیں۔ "

"تب میں پاگل تھا۔" وہ ہنسا۔

"اب نہیں ہوں۔؟" وہ دلچسپی سے ایک ہتھیلی ٹھوڑی پر ٹکائے پوچھنے لگی تو کعب اسے دیکھتا رہا پھر وہ اٹھا۔ چہرہ آگے کو کیا۔ خولہ کی آنکھوں میں دیکھا اور دیکھتا رہا۔

"تمہاری محبت میں ہوں۔" اس نے سرگوشی کی تو خولہ کا چہرہ سرخ پڑا۔

"تمیز سے رہو۔" اس کے عارض دہک اٹھے تھے۔ کعب ہنس دیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"جو حکم سائیں۔"

"کہاں گئے تھے؟ صبح سے غائب ہو۔"

"یہیں کہیں تھا یار۔"

"یہیں کہیں کہاں؟"

"اب تم مجھ پر شک کرنا شروع کر دو کہ میں چھپ چھپ کر لڑکیوں سے ملتا ہوں۔" اس نے سر ہلاتے گویا واقعی اجازت دی کہ خولہ ایسا سوچ لے۔

"سوال کر رہی تھی۔" وہ خفا ہوئی۔

"شک کہتے ہیں اسے۔"

"تم پورے کے پورے مشکوک جو ہو۔"

"تم مجھے چور سے تشبیہ دے رہی ہو؟"

"جو سمجھنا ہے سمجھ لو۔"

"ہینڈسم کہتے ہیں اسے۔"

"پتا نہیں کون کہتا ہے؟" اس نے بے نیازی دکھائی۔

"وہی جو مجھے چھپ چھپ کر دیکھتے ہیں۔" وہ گنگنایا۔ خولہ کا منہ بنا پھر اس نے مسکراہٹ دبائی۔

"ایک بات بتاؤ۔"

"پوچھیں سائیں۔"

"مجھے کس چیز سے تشبیہ دوگے؟"

"پھولوں سے۔" وہ فوراً بولا۔

"یعنی میں پھولوں جیسی ہوں؟"

"پھول تمہارے جیسے ہیں۔"

"فلرٹ مت کرو۔" وہ حیا سے سرخ ہوئی۔

"بیوی سے کر رہا ہوں۔ روک کر دکھاؤ" وہ مسکرایا۔ خولہ کا چہرہ مزید سرخ ہوا۔ وہ لیپ ٹاپ اٹھاتی کھڑی ہوئی۔

"چچا کے گھر جانا تھا مجھے۔ چلی جاؤں؟"

"خیریت؟"

"شیر دل کل لاہور جا رہا ہے۔"

"اوہ۔ چلو، میں چھوڑ دیتا ہوں۔ واپسی پر لینے آ جاؤں گا۔"

"نہیں۔ شیر دل کہہ رہا تھا وہ خود آ جائے گا۔"

"یعنی پروگرام پہلے سے طے تھا؟ پھر اجازت کس لیے لی؟" اس نے مصنوعی خفگی دکھائی۔

"تم منع کر دیتے تو میں نا جاتی۔" وہ رسان سے کہتی لیپ ٹاپ الماری میں رکھ رہی تھی۔ کعب چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ وہ بدل رہی تھی اور اس کی یہ تبدیلی اسے نا بری لگ رہی تھی نا اچھی۔

"واپسی پر میں خود لینے آ جاؤں گا۔ فی الحال مجھے شہر جانا ہے سو تم شیر دل کے ساتھ چلی جاؤ۔" وہ اٹھ کر الماری کی طرف بڑھا تو خولہ وہاں سے ہٹی

"شہر کیوں جانا ہے؟"

"کچھ کام ہے۔" گویا وہ اسے نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس نے سر ہلا دیا۔ قدم باہر کی طرف بڑھے۔ الماری سے اپنے کپڑے نکالتے کعب چند لمحے کو رکا۔ خولہ کمرے سے باہر نکل رہی تھی۔ کعب کا دل معلوم نہیں کیوں لیکن پل بھر کو عجیب سا ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"خولہ۔"

خولہ رکی، پلٹ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ کعب چند لمحے اسے دیکھتا رہا، عجیب نظروں سے پھر سر نفی میں ہلایا۔

"کچھ نہیں۔"

وہ اچھنبے سے اسے دیکھتی رہی پھر پلٹ گئی۔ کعب نے اسے دوبارہ نہیں بلایا تھا۔ کچھ تھا جو اسے عجیب لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی حویلی کے صحن میں اس وقت دو نفوس نظر آتے تھے۔ سفید شلوار قمیص پہنے نواب شاہ اور سرمئی شلوار قمیص میں ملبوس بدر عبد اللہ۔ وہ ہاتھ پشت پر باندھے، ماتھے پر بل لیے سامنے کھڑے نواب شاہ کو سن رہا تھا۔

"میں ساری بات آپ کو بتا چکا ہوں۔ چیئر مین صاحب کو آپ سے بد ظن کیا گیا ہے اور یہ کام جہانزیب چوھدری کے حامیوں کا ہے۔"

"وہ مر چکا ہے۔"

"کیسے؟" وہ تیزی سے بولے تو بدر کے چہرے پر بے زار کن تاثرات چھائے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیا اس سے فرق پڑتا ہے؟"

"فرق پڑتا ہے اسی لیے پوچھ رہا ہوں۔"

"آپ کو جو سمجھنا ہے سمجھ لیں۔" اسے وضاحت نہیں دینی تھی۔

نواب شاہ آگے کو ہوا اور بدر کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔ "معاملہ خراب ہے بدر۔ جہانزیب چوہدری کا چھوٹا بھائی چیئرمین صاحب کا دوست ہے۔ سارا معاملہ اسی نے خراب کیا ہے۔ وہ تمہارے راز جانتا ہے۔"

"کیسے راز؟" وہ ٹھٹکا۔ جہانزیب چوہدری چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

"خولہ بلال کے بارے میں۔"

"اس کا نام کوئی اس سب میں لایا تو میں زمین میں گاڑھ دوں گا اسے۔" وہ غرایا۔ نواب شاہ نے اپنا ہاتھ بدر کے کاندھے سے ہٹایا۔

"تم اسے لے کر واقعی سنجیدہ ہو؟"

"بات اب سنجیدگی کی بھی نہیں رہی شاہ صاحب۔ اس عورت کو اگر کسی نے دیکھا بھی تو میں آنکھیں نوچ لوں گا اس کی۔"

"پھر وزارت کی دوڑ چھوڑ دو۔" وہ سنجیدگی سے بولے۔

"چناؤ کا موقع دے رہے ہیں؟ میں لمحہ بھی نہیں لگاؤں گا خولہ کو چننے میں۔"

"چناؤ کا میں نہیں کہہ رہا۔ شاہزیب چوہدری کو لگتا ہے اس کے بھائی کو تم نے مروایا ہے۔ اس نے ایک دن لیا ہے اور چیئرمین صاحب کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ تم وزارت کے اہل نہیں ہو۔ وہ ویسے بھی پارٹی ممبرز کے دباؤ کے باعث تمہیں وزارت دے رہے تھے۔ ان کے بہنوئی اس وزارت کے امیدوار تھے۔ بہرحال بات مختصر کرتے ہیں۔ شاہزیب چوہدری چاہتا ہے کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ ورنہ وہ خولہ اور تمہارا قصہ ایک بار سرخیوں میں لے آئے گا۔ سیاستدانوں کو ایسے قصے بدنام کر دیتے ہیں۔" انہوں نے تحمل سے سمجھایا۔ بدر ایک قدم آگے کو ہوا۔

"مجھے ایک لمحہ نہیں لگے گا شاہزیب کی قبر اس کے بھائی کے ساتھ بنانے میں۔"

"قتل و غارت ہر مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔" وہ سنجیدہ اور تحمل سے کہنے لگے۔

"تو آپ کے نزدیک اس مسئلے کا حل کیا ہے؟"

"تم مان لو گے؟"

"میں سن لوں گا۔ مانتا تو میں اپنے باپ کی بھی نہیں تھا۔"

اس نے ہاتھ پشت پر باندھے۔ چہرہ سپاٹ ہوا۔

"چند دنوں کے لیے خاموش ہو جاؤ۔"

”اور چند دن بعد؟“

”وزارت تمہاری۔“

”کیسے؟“

”چیئر مین صاحب کو اپنے بہنوئی کو وزارت پر بٹھانے کا شوق پورا کر لینے دو۔ ان چند دنوں میں خاموشی سے جو چاہو احتیاط کے ساتھ کر لو۔ چند دن گزر گئے تو سب بہتر ہو جائے گا۔“

”آپ اب "لیکن" کہہ سکتے ہیں۔“ وہ سنجیدہ تھا۔

”لیکن... تمہیں خولہ بلال سے دستبردار ہونا پڑے گا۔“

”مجھے منظور نہیں ہے۔“ اس نے تخت رد کیا۔

”تم معاملہ ہلکے میں لے رہے ہو بدر۔ اس عورت کی وجہ سے تم بہت نقصان اٹھا چکے ہو۔ خولہ کے مزید پیچھے جاؤ گے تو تم خبروں میں آجاؤ گے۔ پورا علاقہ جانتا ہے کہ تم نے عدالت میں الزام خود پر کیوں لیا تھا۔ مزید اس کے پیچھے جانا تمہیں برباد کر دے گا۔“

”میں اس کے پیچھے نا گیا تو میں فنا ہو جاؤں گا۔“

”اوہ کم آن بدر۔ ایک عورت ہی تو ہے وہ۔“ وہ اکتائے۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”میں اس ایک عورت کو مرنے سے پہلے آخری سانسوں میں بھی چن لوں گا۔ “

”مجھے تم پر حیرت ہے۔“ وہ واقعی حیران ہوئے۔

”وہ حیرت میرا عشق ہے۔ “

”تم سوچ لو بدر۔ چناؤ تمہارا ہے۔ اگر تمہیں تخت چاہیے تو خولہ بلال کو چھوڑ دو۔ “

وہ اس مرتبہ کچھ نہیں بولا۔ نظر حویلی کی اینٹوں پر تھی۔ نظروں میں سرخ لباس والی لڑکی کا عکس تھا۔ نواب شاہ چند لمحے اس کے جواب کا منتظر رہا لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔

”میں تمہارا خیر خواہ ہوں بدر۔ “

”ایک بات بتائیں۔“

”پوچھو۔ “

”ہمیں جو چاہیے ہو وہ نا ملے تو کیا کرنا چاہیے ؟ “

”چاہی گئی بعض چیزیں نا ملیں تو ان پر صبر کر لینا چاہیے۔ “

”بعض چیزیں نا ملیں تو ان پر صبر کر لینا چاہیے۔ چاہا گیا کچھ بھی نا ملے تو؟ “

نواب شاہ کو تعجب ہوا۔ اس شخص کو ہوا کیا تھا؟

"تمہارے پاس سب کچھ تو ہے۔"

"میرے لیے جو میرا سب کچھ ہے۔ وہ میرے پاس نہیں ہے۔"

ہاتھ پشت پر باندھے اس نے آنکھیں بند کیں۔ اسے یاد آیا وہ خولہ کو خدا سے مانگنا بھول گیا تھا۔

"تمہاری جیسی زندگی جینے کی لوگ خواہش کرتے ہیں بدر۔ خود کو برباد مت کرو۔"

"ان لوگوں میں سے کسی ایک کو میری زندگی چاہیے ہو تو بتائیے گا۔ مجھے کسی گلی کے موڑ پر آخری گھر چاہیے۔"

نواب شاہ نے بدقت ضبط کیا۔ اس شخص کو عشق لڑ گیا تھا۔

"بہر حال۔ بہتر ہو گا اب تم پرانے بدر بن جاؤ۔ جو ہو گیا اسے بھول جاؤ۔"

"جو ہوا، ان میں عشق بھی شامل ہے۔" اس نے گہری سانس فضا کے سپرد کی پھر آنکھیں کھولتے جہانزیب چوھدری کو دیکھا۔ چہرہ اب سپاٹ تھا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔"

"کچھ غلط مت کرنا بدر۔" اُنہوں نے تنبیہہ کی۔

"میں کچھ غلط نہیں کروں گا شاہ صاحب۔ آپ کو دیر ہو رہی ہے۔"

ملاقات ختم ہوئی۔ وہ وہیں کھڑے، پشت پر ہاتھ باندھے انہیں دیکھتا رہا۔ نواب شاہ بدر کو دیکھتے رہے پھر سر کو خم دیتے پلٹ گئے۔ انہیں بدر کا انداز ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ وہ کچھ کرنے جا رہا تھا۔ لیکن کیا؟

اس کے جانے کے بعد بدر نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے جب گیٹ سے حاشر نظر آیا۔ وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر مار کے نشانات تھے اور وہ ہلکا سا لنگڑا کر چل رہا تھا۔ بدر کے سامنے آتے نظریں جھکا لیں۔

"اتنا تو میں جانتا ہوں کہ وہ نہیں مرا۔ کیوں نہیں مرا یہ جاننے کا منتظر ہوں۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ حاشر نے شرمندگی سے نظر اٹھائی۔

"وہ پہلے سے جانتا تھا میں اس کا پیچھا کر رہا ہوں۔ وہ تیار تھا۔"

"اب کہاں ہے؟" اسے غصہ نہیں آیا تھا۔ حاشر کو حیرت ہوئی۔

"میں نے آدمی بھیجے ہیں اس کے پیچھے۔"

"اُنہیں کہو واپس آجائیں۔ کعب عباس کو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔"

سرد سی آواز میں کہتے وہ اندر کی طرف جانے لگا پھر رکا۔

"کسی کو بھیج کر پتا لگاؤ کہ خولہ کہاں ہے۔"

وہ پلٹ گیا۔ حاشر وہیں رکا رہا۔ بدر کمرے کی طرف بڑھا۔ سیڑھیوں سے اوپر چڑھتے ہوئے اسے ھریرہ نیچے آتا نظر آیا۔ اس نے سوچا کہ وہ ھریرہ کو نظر انداز کرے گا لیکن ھریرہ بنا اس کی طرف دیکھے بے تاثر چہرے سے نیچے اترا تو بدر رکا۔

"کہاں غائب ہو تم دو دن سے؟" اس کے لہجے میں درشتگی تھی۔ ھریرہ رکا۔ پلٹ کر بدر کو دیکھا جو سیڑھیوں پر کھڑے رخ موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہیں ہوں۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

"حرکتیں درست کر لو اپنی ھریرہ۔ مجھے تمہاری"...

"آپ میرے باپ نہیں ہیں بھائی۔ اس لیے مجھے حکم مت دیں۔"

وہ سپاٹ سا کہتا نیچے اتر گیا۔ لمحہ بھر کو بدر کے دل میں کوئی دکھ سا ابھرا۔ وہ ھریرہ سے ناراض تھا۔ وہ چاہتا تھا وہ اسے منائے، ہاں شاید وہ مان جاتا لیکن ایسا رویہ؟ کیا اس نے واقعی سب کھو دیا تھا؟

سر جھٹکتے وہ اوپر بڑھا، قدم اب شکستہ تھے۔ اپنے کمرے میں آتے اس نے ایک ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی۔ ایک نظر کمرے پر دوڑائی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اگر لوگوں کو لگتا تھا کہ وہ ہار جائے گا تو ایسے لوگوں کو وہ منہ کے بل گرانے جا رہا تھا۔ اس سے نا کوئی تخت چھین سکتا تھا نا خولہ بلال کو۔

آگے کو بڑھتے اس نے دروازہ بند کر دیا۔ کوئی نہیں جانتا اگلے ایک گھنٹے تک وہ کمرے سے باہر کیوں نہیں نکلا ۔حاشر باہر منتظر رہا لیکن بدر کہاں غائب تھا وہ نہیں جانتا تھا۔

وہ ایک گھنٹے بعد باہر نکلا تو اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔ چہرہ سنجیدہ، سپاٹ، سیڑھیوں سے اترتے، صحن کی طرف آتے اس نے حاشر کو ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ فوراً آگے کو ہوا۔

"وہ کہاں ہے؟"

"ابھی ابھی گھر سے نکلی ہیں۔"

"گاڑی میں جا کر بیٹھو۔"

حاشر گاڑی کی طرف بڑھا تو وہ ایک لمحہ کو رکا۔ پلٹ کر حویلی کو دیکھا۔ چہرے پر سرد مہری چھا گئی۔

"میں ایک آخری چال چلنے جا رہا ہوں ملکہ۔ اور کہانیوں میں لکھا گیا ہے کہ ملکہ ہمیشہ سلطان کی ہوتی ہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

"کس کے خلاف کیس درج کرانا ہے؟"

حوالدار نے اونگھتے ہوئے بمشکل کہا تو اس کے سامنے کرسی پر بیٹھے کعب نے سیدھے ہوتے ایک انگلی میز پر بجائی۔ حوالدار نے سر اٹھایا۔

"پہلی جا کر سو لیں۔ پھر آ کر مقدمہ درج کر لیجیے گا۔"

حوالدار کھی کھی کر کے ہنس دیا۔ کعب سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"کیا کریں بھائی۔ دن رات کام کر کے نیند ہی پوری نہیں ہوتی۔ تم نام بتاؤ۔ کس کے خلاف مقدمہ درج کرنا ہے؟"

"میں جو نام لینے جا رہا ہوں۔ وہ آپ کی نیند اڑا دے۔ مجھے بدر عبداللہ کے خلاف مقدمہ درج کرانا ہے۔ میرے دوست، خالہ زاد بھائی رجب بلال کے قتل کا۔"

حوالدار کی نیند واقعی اُڑ گئی۔ جھٹکے سے سر اٹھا کر اس نے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا جو نیلی جینز پر سیاہ شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ بال پیچھے کو جمے تھے اور چہرہ روشن تھا۔ وہ پچھلے پانچ منٹ سے وہاں بیٹھا تھا اور حوالدار نے کئی لوگوں کو مڑ مڑ کر اسے دیکھتے دیکھا تھا۔

"بدر عبداللہ کون؟"

"بدر عبد اللہ ولد عبد اللہ جہانداد، موجودہ ایم این اے۔ اور اگر ہو سکا تو وزیر داخلہ بھی، حالانکہ حالات کچھ اور کہہ رہے ہیں۔"

وہ سادگی سے شانے اچکا گیا۔ حوالدار پین بند کرتا آگے کو ہوا۔

"بھائی صاحب، ذرا دوبارہ سے غور کریں اور پھر نام لیں۔ آپ بدر عبد اللہ کا ہی نام لے رہے ہیں نا؟" وہ تمسخر سے کعب کو دیکھنے لگا۔

"میں جانتا ہوں میں بدر عبد اللہ کا ہی نام لے رہا ہوں۔ آپ مقدمہ درج کر رہے ہیں یا میں اپنے طریقے سے درج کرواؤں؟"

"تم مرو گے اور مجھے بھی مرواؤ گے۔" اس نے مقدمہ درج نہیں کیا۔ کعب آگے کو ہوا، دونوں ہاتھ باہم ملائے اور سرد نظروں سے حوالدار کو دیکھا۔

"میرے دوست کا باپ ڈی ایس پی ہے۔ میرا ایک دوست نیوز اینکر ہے، ایک دوست کا بھائی وکیل ہے۔ میں ایک گھنٹے میں ان تینوں کو یہاں لے کر آ سکتا ہوں۔ اور میں یقینی بناؤں گا کہ سب سے پہلے میں اپنے نیوز اینکر دوست کو لاؤں۔ اب مقدمہ درج کر رہے ہیں یا میں واقعی میں اپنی بات پر عمل کروں؟"

وہ سختی سے بولا تو حوالدار کچھ بڑبڑاتے ہوئے فائل پر جھکا (کون سا بدر عبد اللہ نے گرفتار ہو جانا تھا؟)

چند لمحے کعب وہیں بیٹھا رہا۔ مقدمہ درج کرواتے وہ اپنی بائیک کی چابی اٹھاتے باہر نکلا تو پہلی بار لگا کہ شاید وہ رجب کو انصاف دلا سکتا ہے۔ وہ جانتا تھا یہ مشکل تھا لیکن وہ یہ کر لے گا۔

دس منٹ گزرے اور ابھی وہ مہاراں کی حدود میں داخل ہوا تھا جب اس کا موبائل بجا۔ بائیک روک کر اس نے موبائل نکالا تو نمبر دیکھ کر ابرو تعجب سے اٹھے۔ کال اٹھاتے اس نے موبائل کان سے لگایا۔

"میں تم پر سلامتی تو بھیجوں گا نہیں۔ اس لیے سیدھے مدعے پر آتے ہیں۔ مجھے کال کرنے کی وجہ کیا ہے؟"

"وعلیکم السلام کعب۔ میں آج کل اچھا مسلمان بننے کا سوچ رہا ہوں۔ اس لیے دشمنوں کو بھی سلام کر لیتا ہوں۔" اسپیکر پر اسے بدر کی آواز سنائی دی۔

"پیٹھ پیچھے مارنے کی کوشش کرنا اور سامنے سلامتی کی دعا دینا۔ یہ منافقت کہاں سے سیکھی ہے تم نے؟" وہ بائیک پر بیٹھے ایک ہاتھ سینے پر باندھ گیا۔ بدر ہلکا سا ہنس دیا۔

"چاہو تو تمہیں بھی سکھا دیتا ہوں۔ سنا ہے پولیس اسٹیشن سے ہو کر آ رہے ہو۔"

"مجھے ذرا تعجب نہیں ہوا کہ تمہیں اتنی جلدی اطلاع مل گئی۔ اب یقیناً تم اپنے تعلقات استعمال کرو گے اور مقدمہ خارج کرواؤ گے۔ لیکن اس بار تمہارے سامنے کعب عباس ہے بدر۔"

"تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔"

"تو یعنی تم کہنا چاہتے ہو کہ تم مقدمہ خارج نہیں کرواؤ گے ؟ اوہ، میں تمہاری عظمت کا معترف ہو گیا ہوں۔" اس نے مصنوعی ستائش سے ابرو اچکائے۔

"مقدمہ میں نہیں تم خود جا کر خارج کراؤ گے بدر۔" وہ پُر سکون لگتا تھا۔ کعب کے اندر کچھ الارم سے بجے۔

"بالکل۔ مجھے تو پاگل کتے نے کاٹا ہے نا؟ تم دس منٹ انتظار کرو۔ میں ابھی مقدمہ خارج کروا کر آتا ہوں۔ "

"خولہ اپنے چچا کے گھر گئی تھی نا؟ تم نے کال کر کے پوچھا نہیں کہ وہ خیریت سے پہنچ گئی ہے یا راستے میں ہی کسی نے اسے اغوا کر لیا ہے ؟"

کعب کے ارد گرد ہر شے تھم گئی۔ وہ نا اس سے پوچھ رہا تھا نا اطلاع دے رہا تھا۔ وہ سیدھا سیدھا دھمکی دے رہا تھا۔

"اسے ان سب کے بیچ لائے تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔ "

وہ غرایا۔ ماتھے پر پسینہ ابھرا۔

"وہ شروع سے ان سب کے بیچ تھی کعب۔ خولہ شروع سے ہر جگہ تھی اور اب یا تو وہ رہے گی یا کچھ نہیں رہے گا۔ "

"خولہ سے دور رہو بدر۔ "

اسے لگا تھا کہ وہ خولہ کو نقصان نہیں پہچائے گا۔ بدر عبد اللہ ہر شے کر لے گا لیکن خولہ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اسے غلط لگا تھا۔ کعب کو شدت سے احساس ہوا اسے غلط لگا تھا۔ اس نے بائیک چلاتے دل سے خولہ کی سلامتی کی دعا کی۔

”نہیں کعب، اب بہت ہوا، اب یہ کھیل ختم کرتے ہیں۔ دور، قریب، وہ میری ہو گی یا تمہاری۔ ان سب کو آج ختم کرتے ہیں۔ پولیس اسٹیشن جانے کی بجائے تم وہیں آجاؤ جہاں ہماری آخری ملاقات ہوئی تھی۔ میں اس داستان کو ختم کرنے جا رہا ہوں۔ اب بہت ہوا۔ قصہ گو کو آخری باب لکھنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یہ اختتام ہے۔“

”خولہ کہاں ہے بدر؟ اگر تم نے میری بیوی کو ہاتھ بھی لگایا تو زمین میں دفنا دوں گا تمہیں۔“

اس کا چہرہ طیش سے سرخ ہوا۔ بائیک کی رفتار خطرناک حد تک تیز ہو گئی۔ اسے گاؤں پہنچنا تھا۔ اسے جلد از جلد گاؤں پہنچنا تھا۔

”وہ وہیں ہے جہاں اسے ہونا چاہیے تھا۔ میں تمہارا منتظر ہوں۔“

کال ڈسکنکٹ ہو گئی۔ کعب نے موبائل جیب میں ڈالنے کی بجائے خولہ کا نمبر ملایا۔ وہ کال نہیں اٹھا رہی تھی، گاؤں پہنچنے تک اس نے کئی بار کال کی لیکن کال نہیں اٹھائی گئی۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیسے وہ گاؤں پہنچا۔ دماغ کی نسیں پھٹنے کو ہو رہی تھیں۔

گھر پہنچتے اس نے بائیک کھڑی کرتے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولا۔ وہ خالی تھا۔ بیڈ پر خولہ کا موبائل رکھا تھا۔ اس نے جھپٹ کر وہ اٹھایا۔ اوہ خولہ، اسے موبائل ہر جگہ اٹھانے کی عادت نہیں تھی۔

"کعب، کیا ہوا؟"

صفیہ بوکھلائے انداز میں اندر داخل ہوئیں۔ کعب نے سرخ پڑتی نظریں اٹھائیں۔

"خولہ کب باہر گئی تھی امی؟"

"ہوا کیا ہے؟" انہیں کعب کا انداز ہولا رہا تھا۔

"امی، خولہ کب گئی تھی؟ کس کے ساتھ گئی تھی؟"

وہ دوبارہ اپنی بات پر زور دیتے بولا۔

"شیر دل کے ساتھ، وہ خود لینے آیا تھا۔ دو گھنٹے تو ہو چکے ہوں گے۔ لیکن ہوا کیا ہے؟"

دو گھنٹے؟ یا خدایا، اس کا سر چکرایا۔ اسی لمحے موبائل پر کسی کا میسج آیا۔ کعب نے میسج چیک۔ چند لمحے وہ اس میسج کو دیکھتا رہا پھر موبائل بیڈ پر پھینکتے تیزی سے باہر بڑھا۔ صفیہ پیچھے سے بلا رہی تھیں لیکن کعب عباس کا دماغ اس وقت کچھ سمجھنے کی کیفیت میں نہیں تھا۔

بائیک پر بیٹھتے وہ دو گلیاں چھوڑ کر خولہ کے چچا کے گھر پہنچا۔ دروازہ دھڑ ادھڑ ا کھٹکٹایا۔ کچھ سیکنڈ بعد دروازہ کھلا تو سکینہ نظر آئیں۔

"چچی، خولہ یہاں آئی تھی؟" اس کے چہرے پر زردی چھا رہی تھی۔

"ہاں آئی تھی۔ وہ اور شیر دل پھر کہیں گئے تھے۔ "

"کتنی دیر ہو گئی ہے؟ "

"آنے کے بعد بیٹھی کہاں تھی وہ؟ فوراً ہی چلی گئی تھی۔ کیا ہوا ہے؟ "

اس نے جواب نہیں دیا۔ قدموں سے جان نکلنے لگی تھی۔ دماغ پھٹنے کو ہوا۔ یہ آخری چیز تھی جو بدر کو کرنی چاہیے تھی۔ جہنم میں گیا انصاف، بھاڑ میں گیا مستقبل۔ اس کا ضبط ختم ہوا۔ ھریرہ ٹھیک کہتا تھا۔ انصاف بدر عبد اللہ کا غلام تھا۔ ھریرہ، وہ....

"کعب۔ "

وہ آواز پر رکا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

سبزے کے پار اس بار فصل کچھ لمبی تھی۔ نالے میں بہتا پانی اس بار بھی گدلا تھا۔ میلا، کیچڑ زدہ۔ جھاڑیوں کے آگے، سبزے کے پار نظر اٹھا کر دیکھو تو بدر نظر آ رہا تھا۔ سرمئی شلوار قمیص پہنے ہاتھ پشت پر باندھے وہ بے تاثر لگ رہا تھا۔

چند لمحے گزرے جب پیچھے سے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس کے لبوں کے کنارے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ سرد، تلخ مسکراہٹ۔

”مجھے یقین تھا تم آؤ گے کعب۔ خولہ کے لیے ضرور آؤ گے۔ عجیب بات ہے نا، میں اس کے لیے مارنے کو تیار ہوں اور تم مرنے کو۔ “

وہ اسی سرد سی مسکراہٹ سے پلٹا۔

”خولہ کہاں ہے؟“

بدر پلٹا۔ نظر سامنے کھڑے شخص پر گئی۔ اُبرو تعجب سے اُٹھے۔

سیاہ جینز پر سفید شرٹ پہنے، گھنگریالے بال ماتھے پر بکھیرے سنجیدہ چہرے والا، وہ ھریرہ تھا۔

”خولہ کہاں ہے بھائی؟ “

”تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“ اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

"آپ نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے؟" وہ آگے کو ہوا۔

"یہاں سے جاؤ ھریرہ۔" گو اسے غصہ آیا تھا لیکن پھر بھی وہ تحمل سے بولا۔

"خولہ کا پیچھا چھوڑ دیں۔"

"اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ میں کیا کروں اور کیا نہیں؟ یہاں سے جاؤ ھریرہ ورنہ میں بہت برا پیش آؤں گا۔"

"جب تک آپ خولہ کا نہیں بتائیں گے میں نہیں جاؤں گا۔" وہ وہیں کھڑا ہو گیا۔ بدر نے ہونٹ بھینچے۔ چند لمحے رک کر سانس لی۔

"وہ اپنے گھر ہے۔"

"آپ اسے اغوا نہیں کیا؟"

"میں یہ کر سکتا ہوں ھریرہ؟"

وہ اتنے تعجب سے بولا کہ ھریرہ خاقان یکدم تھم گیا۔ بدر عبداللہ مر سکتا تھا لیکن خولہ کے ساتھ غلط نہیں کر سکتا تھا۔

"پھر آپ نے کعب سے کیوں کہا کہ خولہ آپ کے پاس ہے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

"تمہارا ان سب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں سے جاؤ۔"

"آپ کعب کو مارنا چاہتے ہیں نا؟"

بدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ سامنے کیا تو اس میں پستول تھی۔

"اسے لگتا ہے وہ مجھے ہرا سکتا ہے۔" وہ تمسخر سے ہنسا "بدر عبداللہ کو اگر کوئی ہرا سکتا ہے تو وہ بدر عبداللہ خود ہے۔ مجھے میرے علاوہ نا کوئی ہرا سکتا ہے نا میں ہار سکتا ہوں۔ اسے یہاں آنے دو ھریرہ، تمہارے دوست کو یہاں آنے دو۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کعب کی کال کاٹنے کے بعد اس نے ایک کہنی شیشے پر ٹکائی۔ شہادت کی انگلی ہونٹوں پر رکھے سامنے دیکھنے لگا جہاں سے حاشر آ رہا تھا، دروازہ کھولتے وہ اندر بیٹھا۔

"ان کا رخ اسی طرف ہے سر۔"

"اکیلی ہے؟"

"ایک بچہ ساتھ ہے۔"

اس نے ہنکار بھرا۔ حاشر نے کچھ تذبذب سے بدر کو دیکھا۔

"آپ اُنہیں روک لیں گے اتنی دیر تک ؟ "

"تھوڑی دیر کی ہی بات ہے حاشر، کعب گھر پہنچنے والا ہو گا۔ اسے دو تین جگہوں پر خولہ کو ڈھونڈنے دو۔ پھر وہ وہاں آئے گا جہاں میں چاہتا ہوں۔ "

"ہم اُنہیں اغوا بھی تو کر سکتے ہیں۔ "

"دوبارہ ایسا سوچا بھی تو اسی پستول سے گولی ماروں گا۔" وہ سفاکی سے بولا تو حاشر کا حلق خشک ہوا۔ رخ سامنے موڑ لیا۔ بدر پہلے ہی سامنے دیکھ رہا تھا۔ نظر شیشے کے پار تھی جہاں سے اب خولہ نظر آ رہی تھی۔ سر جھکا ہوا تھا اور اس کے ساتھ چلتا شیر دل کچھ کہہ رہا تھا۔ کیا؟ یہ سننے کے لیے ان کے قریب آؤ تو وہ اپنے شہر جانے کی پلاننگ کر رہا تھا۔

"دادی بتا رہی تھیں کہ تم بھی یونیورسٹی جاؤ گی۔ ہم وہیں ایک گھر لے لیتے ہیں خولہ۔ "

"مجھے تمہارے ساتھ مزید رہنا ہوتا تو شادی کیوں کرتی؟" اس نے بنا سر اٹھائے مصنوعی خفگی سے کہا تو شیر دل تپ گیا۔

"ایک دن آئے گا جب میں بڑا افسر بن کر لوٹوں گا۔ اس دن تم میرے آگے پیچھے گھوموگی۔ "

"آگے کا تو نہیں معلوم، پیچھے سے گھوم کر ایک تھپڑ ضرور ماروں گی۔ "

"عزت کرو میری خولہ۔ میں بڑا آدمی بن گیا تو تمہیں دیکھوں گا بھی نہیں۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

”میرا شوہر مستقبل کا اسسٹنٹ کمشنر ہے۔ زیادہ اونچا مت اُڑو میرے سامنے۔“

اس نے ہنہہ کرتے سر اٹھایا اور منظر کسی داستان میں تبدیل ہوا، اونچے اونچے گھاس کے درمیان سیاہ گاڑی کا دروازہ کھول کر سیاہ لباس والا شخص نکل رہا تھا۔ خولہ بلال کی ناک کی لونگ چمک کر اپنی چمک کھونے لگی۔ اسے کئی ماہ قبل کا وہ دن یاد آیا جب ایک روز یہی شخص اُس سے اسی راستے پر ٹکرایا تھا اور کہہ گیا تھا کہ وہ سرخ لباس پہن کر اس کے سامنے مت آیا کرے۔

خولہ نے بے ساختہ اپنے لباس کو دیکھا، وہ سرخ تھا۔ اس نے یاد کرنے کی زحمت نہیں کی کہ اس روز بدر عبداللہ کا لباس کس رنگ کا تھا۔ دعا کی قبولیت کا اثر یہ ہوا تھا کہ اس کی سوچیں اس شخص کو اب نہیں سوچا کرتی تھیں۔

”ملکہ۔“

وہ سر تسلیم خم کرتا آداب بجالایا۔ خولہ کے چہرے پر سپاٹ تاثرات چھاگئے۔ شیر دل نے نظر ارد گرد دوڑائی۔ وہ عام سالڑ کا تھا ورنہ ہوا کے رخ پر نظر دوڑاتا تو قدیم دور کے سلطان کے ساتھ آنے والے قصہ گو کو دیکھ لیتا۔

”کیا یہ اتفاق ہے؟“ وہ ہاتھ سینے پر باندھے اسے دیکھنے لگی جو ہاتھ پشت پر باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اور شیر دل ماہ جبین کے گھر گئے تھے۔ راستہ زیادہ لمبا نہیں تھا اس لیے پیدل ہی وہ دونوں چل پڑے تھے۔

"میں تم سے اتفاقاً صرف آغاز میں ٹکراتا تھا۔ پھر ہر ملاقات میری مرضی سے ہوئی۔"

"راستہ چھوڑ دیں۔ آپ کو یہ زیب نہیں دیتا۔" وہ بے تاثر سا بولی تو وہ سر جھکا کر ہنس دیا۔ قصہ گو نے درخت کے پتے توڑ کر رکھ لیے۔ قلم پتوں پر رکھا۔

"بادشاہ کی بیٹی کی بات پر سر جھکا کر ہنستا وقت کا سلطان"

وہ ہنسی آج کچھ کہہ رہی تھی۔

"آپ کہنے لگی ہو یعنی اجنبی سمجھ لیا ہے۔" اس نے سر اٹھایا۔ نظر بھٹک کر اس کے لباس پر گئی، لبوں کے کونے زخمی سے مسکرائے۔ وقت پلٹ جاتا تو وہ اس روز جب اسے کہہ گیا تھا کہ سرخ لباس پہن کر سامنے نا آیا کرے تو اسی وقت راستہ ہمیشہ کے لیے بدل لیتا، اسے اب افسوس ہوا، دل کا روگ رلا رہا تھا۔

"میں آپ سے گفتگو میں دلچسپی نہیں رکھتی، راستہ چھوڑ دیں میرا۔"

"سنو لڑکے، میری گاڑی میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ خولہ سے کچھ بات کرنی ہے مجھے۔"

مخاطب کوئی اور تھا نظر کسی اور پر تھی۔ ہاتھ پشت پر باندھے وہ نظروں پر بھی بند باندھ لیتا تو بہتر ہوتا۔ شیر دل نے نظر اٹھا کر خولہ کو دیکھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"ہمیں جانے دیں بدر صاحب۔ میری بہن کو آپ سے ملاقات میں دلچسپی نہیں ہے۔"

بدر نے رخ موڑ کر شیر دل کو دیکھا تو تعجب سا ہوا۔ چند ماہ قبل یہی لڑکا تھا جو چھپ کر کھڑا تھا۔ چند ماہ میں کیا کیا بدلا تھا؟ دل تھا جو بدلا تھا، نظر تھی جو بدل ہی گئی تھی۔

"مجھے باغی اچھے لگتے ہیں لیکن تب تک جب تک وہ میرے سامنے نا آئیں۔"

پیچھے کھڑا حاشر آگے کو ہوا اور شیر دل کے بازوؤں کو پکڑا۔ وہ گڑبڑایا۔

"میری بہن کو کچھ کہا تو میں بہت"...

"لے جاؤ اسے یہاں سے۔" وہ بےزاری سے بولا تو حاشر نے شیر دل کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے گھسیٹا۔ بدر اب فرصت سے خولہ کی طرف متوجہ ہوا جس کا چہرہ شدید ترین سرخ ہوا تھا۔

"سمجھتے کیا ہو خود کو؟" اسے سارا لحاظ ادب بھول گیا۔

"جو تم سمجھتی ہو وہ بتادو، میں خود کو تمہارے مطابق سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہیں گھٹیا سمجھتی ہوں۔"

"میں ہوں بھی۔" کمال ڈھٹائی تھی۔ خولہ نے اس کی ڈھٹائی پر لعنت بھیجتے قدم آگے کیے لیکن بدر نے ہاتھ بیچ میں کھڑا کر دیا۔ وہ بمشکل اس کے ہاتھوں سے ٹکراتی بچی۔

"میرے راستوں میں مت آیا کرو بدر۔" وہ سرخ پڑتے چہرے سے سختی سے بولی۔

"بخدا خولہ، جس دن تم مجھ سے اس راستے پر ٹکرائی تھیں، اس دن میں نے جان بوجھ کر تمہارے راستے ڈھونڈنا شروع کر دیے تھے۔"

قصہ گو صفحات اٹھائے قریب آن ٹھہرا، اس نے بادشاہ کی بیٹی کے چہرے کے تاثرات قلم بند کرتے رخ سلطان کی طرف موڑا۔ قلم صفحات پر گھسیٹا گیا "ان تاثرات میں سے ہر تاثر محبت کا تھا۔"

"کیا چاہتے ہو؟" وہ گہرا سانس لیتی غصے پر قابو پا گئی۔

"اس دن، زمین پر بیٹھے بیٹھے تمہیں احساس نہیں خولہ کہ تم نے مجھے زمین میں دفنا دیا تھا۔ اگر مجھ سے محبت کرتی تھیں تو تم تو بے وفا نکلیں۔" اس کے چہرے پر قصہ گو نے ایک اور تاثر دیکھا، غم۔

"میں بے وفا ہوں تو تم کیا ہو؟ میں تم سے محبت کرتی تھی پھر تم نے مجھے تکلیف دی، اتنی کہ تمہاری دی گئی تکلیف میری کی گئی محبت سے بڑھ گئی۔"

"قاتل کہہ لو، بے وفا میں مر کر بھی نہیں ہوں گا۔"

"یہ باتیں اب فضول ہیں۔"

"کل رات میں تمہارا دوپٹہ اٹھائے اسے سینے پر رکھے ہوئے تھا تو میں نے دو چیزیں سوچیں خولہ" اسے خولہ کی باتوں سے گویا کوئی دلچسپی نہیں تھی "پہلے میں نے سوچا تم سے دستبردار ہو جاؤں، پھر میں نے اس سوچ پر ویسا درد محسوس کیا جیسا میں نے سوچا مر جاؤں تو محسوس کیا، پھر میں نے سوچا کہ تمہیں حاصل کرنے کی

WWW.NOVELSHUB.PK

آخری کوشش کرلوں۔ میں کچھ چھوڑ کر آرہاہوں تاکہ تمہیں پاسکوں۔ اب میں اس مقام پر ہوں جب میں آر کا سوچ رہاہوں یا پار کا۔"

"اب بھی بدر؟ تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ میں تمہیں مل جاؤں گی؟ کن خیالوں میں ہو؟" وہ حیرت زدہ ہوئی۔

"میرے خیال تمہارے ارد گرد گھومنے لگے ہیں۔ میں تھک گیاہوں خولہ۔ میں نے تمہیں حاصل کرنے کے لیے کیانہیں کیا؟ ہر کوشش کرلی، ہر طریقہ آزمالیا۔ میں کیا تھاخولہ؟ میں کیاہو گیا؟" وہ جیسے تھک کر پوچھ رہاتھا۔

"میرے لیے خود کو برباد مت کرو۔"

"ہوچکاہوں۔"

"میں نہیں ملوں گی۔" اس نے طے کرلیاتھا کہ وہ نہیں ملے گی۔

"کوئی راہ نکال لو خولہ۔ تم جیساچاہو گی میں ویسابن جاؤں گا۔ تم نام لو کہ تمہیں مجھ میں کیاناپسند ہے اور میں وہ ہر شے اپنے اندر سے ختم کرلوں گا۔"

"میں تمہیں ناپسند کرتی ہوں۔ مکمل ناپسند کرتی ہوں۔"

تو گویاوہ چاہتی تھی وہ خود کو ختم کرلے۔ بدر زخمی سامسکرایا۔

”میں تو پہلے ہی ختم ہو چکا ہوں۔“

خولہ سپاٹ سا اسے دیکھتی رہی۔ چند لمحے سرک گئے۔ قصہ گو نے قلم روک کر ان دونوں کو دیکھا۔

”کل رات میں نے تہجد پڑھی، اپنی نمازوں کا کسی کو بتایا نہیں کرتے لیکن میں دعاؤں کا بتا دیتی ہوں۔“ وہ ہلکا سا پیچھے کو ہوئی۔ بدر اسے دیکھتا رہا۔

”تم نے مانگا ہو گا کہ بدر مر جائے۔“

”میں نے تمہاری موت نہیں مانگی۔ میں نے مانگا کہ تم مجھے بھول جاؤ۔“

کس نے کہا اس نے موت نہیں مانگی تھی؟ وہ ساکن سا ہوا، پتھر کا بنا۔ وہ خدا سے اس کا حافظہ چھین جانے جیسی دعا کیوں نہیں مانگ لیتی؟

”خولہ۔“

”پھر میں نے مانگا کہ مجھے کعب سے محبت ہو جائے۔ عقیدت محبت میں بدل جائے۔ مجھے یقین ہے اللہ میری سن لے گا۔“ اسے معجزوں پر یقین تھا۔ وہ اب اس معجزے کے ہونے کی دعا کرے گی۔

”پھر میں اللہ سے مانگوں گا کہ تمہاری دعا قبول نا ہو۔ وہ میرا رب بھی تو ہے۔“ اسے رب یاد آیا۔ دل چاہا وہ جائے اور سجدے میں خولہ کو مانگ لے۔

”اس کی مخلوق کو تکلیف دے کر تم کہتے ہو وہ تمہارا بھی ہے؟“

”تم صرف اپنا بتاؤ۔ باقی سب کا حساب میرا رب جانے میں جانوں، تمہیں میں نے کبھی تکلیف نہیں دی؟ “

”اب تک کیا کرتے رہے ہو؟ “

”عشق۔ “

خولہ تلخی سے ہنسی۔

”عشق۔ میں تمہیں بتاتی ہوں بدر، میں نے کعب کو کئی مرتبہ الزام دیا کہ وہ میرے بھائی کا قاتل ہے، اس نے ہر بار مجھے وضاحت دی کہ ایسا نہیں ہے۔ تم میرے بھائی کے قاتل تھے اور تم نے کبھی شرمندہ ہو کر معافی نہیں مانگی، میں نے اسے ناں کی تو وہ پیچھے ہٹ گیا، تمہیں ناں کی تو تم انا میں آ گئے، اس کے نام نے مجھے عزت دی اور تمہارے نام نے رسوا کیا۔ تمہاری محبت قید ہے۔ اس کی آزادی۔ کس عشق کی بات کرتے ہو؟ اگر یہ عشق تھا تو تمہیں میری خوشی کا سوچنا چاہیے تھا۔ “

وہ موازنہ کر رہی تھی۔ بدر کے گلے میں گلٹی ابھری۔

”وہ مجھ سے بہتر نہیں ہے۔ “

”تم سے کمتر بھی نہیں ہے۔ “

"وہ مجھ جیسا نہیں ہے۔ "

"تم جیسا چاہیے بھی نہیں۔ "

"تمہیں لگتا ہے خولہ اگر تم اس کا نام محبت سے لو گی اور وہ بچ جائے گا؟ "

"مارنے کی دھمکی مجھے مت دو۔ اس کی حفاظت میرا اللہ کرے گا۔ "

"موت اور زندگی اسی کی بنائی گئی ہے۔ چلو آج فیصلہ کرتے ہیں۔ آج اس کہانی کا اختتام کرتے ہیں۔ سلطان ، ملکہ ، محافظ کی کہانی کا۔ میں اس کہانی کا آخری باب لکھنے جا رہا ہوں۔ تم انتظار کرو۔ "

"کعب کو کچھ "...

"جاؤ خولہ۔ میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ تم سامنے رہو گی تو تمہیں دیکھتا رہوں گا۔ بہتر ہے خود ہی مڑ جاؤ۔ "

گویا وہ جائے اور انتظار کرے کہ وہ کیا اختتام کرنے جا رہا تھا۔ خولہ بلال کے دل کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔ وہ رکی اور رک کر بدر کو دیکھتی رہی، اس کی سرمئی آنکھیں آج کچھ اور کہتی تھیں۔ سیاہ نظروں نے سرمئی نظروں کو کئی لمحے دیکھا پھر خولہ پلٹی۔ بدر کا دل چاہا اس کا سرخ دوپٹہ تھام کر اسے روک لے، کسی نے اسے الہام سے نوازا تھا کہ وہ بینائی کھونے جیسا منظر تھا۔ اس کا سرخ دوپٹہ ہوا کی دوش پر لہرایا، بدر عبداللہ کا دل اسے دوپٹے میں کہیں الجھ گیا۔

"خولہ۔" اس نے بے ساختہ پکارا۔ وہ اس کی پشت پر رک گئی۔

"میں بہت برا ہوں۔ اعتراف کر رہا ہوں کہ ہوں۔ لیکن تمہاری محبت میرے اندر خالص تھی۔"

وہ پلٹا اور اس کی پشت کو دیکھا۔ خولہ نہیں پلٹی۔ اسے پتھر نہیں بننا تھا۔ اس نے قدم آگے بڑھا دیے۔ حاشر کے ساتھ کھڑا شیر دل اس سے خود کو چھڑاتا خولہ کی طرف آیا۔ بدر اسے دیکھتا رہا۔ وہ شیر دل کے ساتھ چلتی مڑی، اس کا دل رکا۔ آنکھیں کرب سے بند کیں۔

یہ ہم جو تجھے جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں

ایسے تو چلی جائے گی بینائی ہماری

"سر۔"

اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ حاشر سامنے کھڑا تھا۔

"کعب وہاں سے روانہ ہو چکا ہے۔ وہ خولہ میڈم کے گھر پہنچنے سے پہلے وہاں سے نکل چکا ہو گا۔"

بدر نے گہری سانس لیتے سر جھٹکا۔

"وہ وہیں آئے گا جہاں میں نے اسے بلایا ہے۔" وہ آگے بڑھنے لگا جب پیچھے سے آواز آئی۔

"ایک سوال پوچھوں سر؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر رکا۔ پلٹ کر سوالیہ نظروں سے حاشر کو دیکھا۔

"آپ ایسے کیوں ہو گئے ہیں؟" اس کی آواز میں کچھ دکھ تھا۔

"ایسا کیسا؟"

"جیسے اب ہیں۔ آپ ایسے تو نہیں تھے۔"

"کیسا تھا؟"

"مغرور تھے".

"خاک ہوا۔"

"فاتح تھے۔"

"مفتوح ہوا۔"

"حاکم تھے۔"

"محکوم ہوا۔"

"سلطان تھے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"غلام ہوا۔"

"ایک عورت کے لیے سر؟"

"وہ عورت بدر عبداللہ کا عشق ہے۔"

وہ مضبوط قدموں سے چلتے گاڑی کی طرف بڑھا۔ نظر اس راستے پر گئی جہاں سے خولہ گئی تھی لیکن وہ وہاں نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیر دل کے سوالوں سے بچتے وہ اس کے ساتھ گھر واپس آئی تو چچی باہر ٹاہلی کے درخت تلے ہی بیٹھی تھیں۔

"دیر کیوں لگا دی؟"

"وہ اماں راستے میں"...

"راستے میں دیر ہو گئی۔ خیریت تھی؟" اس نے شیر دل کو گھورا تو وہ چپ کر گیا۔

"کعب آیا تھا۔"

"چلا گیا یا یہیں ہے؟" اس نے کمرے میں جھانکا کہ شاید وہاں ہو۔

"چلا گیا۔ کچھ پریشان اور گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔" خولہ نے رخ موڑ کر چچی کو دیکھا۔ کچھ کھٹکا سا ہوا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"پریشان کیوں؟"

"معلوم نہیں، تمہارا پوچھ رہا تھا کہ کب گئی ہو، میں نے بتایا کہ کافی وقت ہو گیا ہے پھر واپس جانے لگا تو بتایا کہ شیر دل تمہارے ساتھ تھا اور ماہ جبین کی طرف گئے ہو تم لوگ۔"

وہ چچی کو دیکھتی رہی، چند لمحے صرف خاموشی سے دیکھتی رہی پھر اس نے چادر دوبارہ اوڑھی، تیزی سے قدم اٹھاتے باہر کی طرف بڑھی۔ چچی پیچھے سے بلا رہی تھیں لیکن اسے اس وقت صرف ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

"آج اس کہانی کا اختتام کرتے ہیں۔ سلطان، ملکہ، محافظ۔ میں اس کہانی کا آخری باب لکھنے جا رہا ہوں۔ تم انتظار کرو۔"

وہ اس کے راستے میں کیوں آیا تھا؟ بلاوجہ کیوں اسے روکا تھا؟ کیا اس لیے تاکہ وہ کعب سے نا مل سکے؟ وہ کس اختتام کی بات کر رہا تھا؟ بدر عبداللہ کیا کرنے جا رہا تھا؟

اس کے قدم تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ کانپتے جسم سے وہ بمشکل گھر پہنچی، دروازہ کھلا تھا۔ صفیہ باہر بیٹھی تھیں خولہ تیزی سے ان تک گئی۔

"کعب کہاں ہے خالہ؟"

اُنھوں نے چونک کر سر اٹھایا۔ پھر پریشانی سے کھڑی ہوئیں۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ تمہارا پوچھا پھر چلا گیا۔ “

وہ اسی تیزی سے کمرے تک گئی۔ ارادہ تھا کہ موبائل اٹھا کر کعب کو کال کرے لیکن اندر داخل ہوتے نظر کعب کے موبائل پر گئی۔ اس نے جھپٹ کر کعب کا موبائل اٹھایا۔ وہ موبائل یہیں بھول گیا تھا؟ وہ اپنا موبائل ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ وہ نہیں بھول سکتا تھا۔ کبھی نہیں۔

”تم دونوں کچھ بتا کیوں نہیں رہے؟ میرا دل بند ہو رہا ہے خولہ۔ “

صفیہ پریشانی سے اندر داخل ہوتے پوچھ رہی تھیں۔ خولہ نے کانپتے ہاتھوں سے کعب کے موبائل کا لاک کھولنا چاہا۔

اس کا نام لکھا، پاسورڈ غلط تھا۔ اس کا دل ڈرنے لگا۔

پھر اپنا نام لکھا، پاسورڈ اب بھی غلط تھا۔

وہ چند لمحے رکی رہی پھر کانپتے ہاتھوں سے رجب کا نام لکھا۔ موبائل کا لاک کھل گیا۔ کعب نے اپنے دوست کے نام پر اپنے موبائل کا پاسورڈ رکھا ہوا تھا۔ خولہ کے گلے میں آنسو اٹکے۔

اس کا واٹسپ کھولتے سب سے پہلا میسج ھریرہ کا نظر آیا۔

”میں بھائی کے پیچھے جا رہا ہوں۔ “

اس نے سرسری سی نظر میسج کے وقت پر ڈالی پھر بنا توجہ دیے کال لاگ کھولا۔ دماغ میں کچھ اٹکا۔ وہاں کئی نمبرز تھے، کسی حسیب نذیر کا، ھریرہ کا، لیکن خولہ کی نظر اس نمبر پر رک گئی جس سے اسے کال آئی تھی۔ اسے یہ نمبر یاد تھا۔ وہ اس نمبر کو پہچانتی تھی۔ وہ بدر کا نمبر تھا۔

وہ بے دم سی ہو کر بیڈ پر بیٹھی، چہرہ زرد پڑا۔ کعب بدر سے ملنے گیا تھا۔ بدر اس کے راستے میں جان بوجھ کر آیا تھا۔ وہ کعب کو مارنا چاہتا تھا۔ اس کے جسم سے جان نکلنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نالے میں بہتے پانی کے ہلکے سے شور، درختوں پر بیٹھے پرندوں کے چہچہانے کی آواز کے بیچ بدر عبداللہ کی آواز منظر کا حصہ بنی۔

"تم جاسکتے ہو یہاں سے۔ یقیناً اپنے دوست کو مرتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہو گے۔" وہ کچھ اکتاہٹ سے کہہ رہا تھا۔ ھریرہ کی نظر بدر کے ہاتھ میں تھامی پستول پر گئی۔

"اسے مت ماریں۔"

"مشورے کا شکریہ۔"

"خولہ آپ کو نہیں ملے گی۔ ایک عورت کے لیے یہ مت کریں۔" وہ ہنوز گن کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، ذہن میں کئی مناظر تھے۔ بدر کے چہرے پر بے زاری آئی۔

"مجھے لیکچر مت دو۔"

ھریرہ اس بار کچھ نہیں بولا، اس کا تنفس تیز ہو رہا تھا۔ دماغ کی رگیں پھول رہی تھیں۔ اس نے بے ساختہ ہاتھ بدر کے سامنے پھیلایا تو وہ ھریرہ کے ہاتھ کو دیکھتا رہا پھر گن اس کے ہاتھ پر رکھی۔ وہ بہت بھاری تھی، بہت زیادہ، ھریرہ کا دل اس کے بوجھ سے تھک گیا۔

"چلانی آتی ہے؟"

اس لمحے اسے بھول گیا وہ ھریرہ سے ناراض تھا۔ ھریرہ گن کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

"سیکھ رہا تھا۔"

"سیکھ جاؤ۔"

"اب ضرورت نہیں ہے۔"

"ہمیشہ رہتی ہے۔"

اس نے سر جھکا کر نیچے دیکھا۔ کوئی کیڑا پاس سے گزرا تھا۔ اس نے پاؤں سے اس کیڑے کو دور کیا پھر نظر اٹھائی تو ھریرہ پستول بلند کر رہا تھا۔ بدر کی نظر اس کے ہاتھوں کی حرکت پر جمی رہی۔ وہ کئی لمحے اس کے ہاتھوں کو دیکھتا رہا پھر ہنس دیا۔

”واقعی ھریرہ؟“ وہ ہنس رہا تھا۔ ھریرہ کانپتے ہاتھوں سے گن اس پر تانے کھڑا رہا۔

”آپ سیاہ تھے۔ “

”ہمیشہ سے۔“ وہ سر جھٹک گیا۔ اسے یقین تھا ھریرہ مزاق کر رہا ہے۔

”آپ برے تھے۔ “

”ہوں۔“ اس نے سر کو خم دیا۔

”آپ قاتل تھے۔ “

”رہوں گا۔“

”کاش آپ نا ہوتے۔“ اس کے ہونٹ کانپے۔ دماغ پھٹنے کو ہوا۔

”کاش..“ وہ زخمی سا مسکرایا۔ ھریرہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔

”آپ کو لگ رہا ہے میں مزاق کر رہا ہوں؟“ وہ دبا دبا سا چیخا۔

”مجھے یقین ہے۔ “

”میں آپ کو مار سکتا ہوں۔“ اس نے کہنی سے رگڑ کر آنسو صاف کیے۔

"مجھے یقین ہے تم ایسا نہیں کرو گے۔ واپس کر دو ھریرہ۔ یہ بہت بھاری ہے بچے۔" وہ نرمی سے بولا۔ ھریرہ نے سر نفی میں ہلایا۔ دونوں ہاتھوں کا دباؤ بڑھایا۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ کئی آنسو بہہ گئے۔ اسی طرح کھڑے کھڑے اس کا ہاتھ ٹریگر پر گیا اور اس نے گولی چلا دی۔ آگ سا شعلہ تیزی سے بدر تک پہنچا اور اس کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ لمحہ بھر کو پانی کا شور تھم گیا۔ پرندوں کی آواز رک گئی۔ قصہ گو نے قلم روک لیا۔

"ھریرہ۔" بے یقین سی آواز پر ھریرہ نے آنکھیں کھولیں۔ نظر سامنے موجود بدر پر گئی۔ گولی اس کے کاندھے پر لگی تھی۔ وہاں خون تھا، سیاہ لباس پر سیاہ نظر آتا خون، وہ نظر اٹھائے ھریرہ کو دیکھ رہا تھا۔ ان نظروں میں کیا کیا نہیں تھا، رنج، غم، تکلیف، دکھ، نمی، کرب، بے یقینی، حیرت، تعجب، وہ مر جاتا یقین نا کرتا کہ ھریرہ نے اس پر گولی چلائی تھی۔

"آپ نے میرے باپ کو مارا تھا۔" وہ چلایا۔ ہاتھ کانپ گئے۔ آواز عجیب سی نکلی۔ بدر ہنوز بے یقینی سے ھریرہ کو دیکھ رہا تھا۔ قصہ گو نے سر افسوس سے ہلاتے قلم صفحات پر گھسیٹا۔ وہ کچھ لکھنا چاہتا تھا۔

"ھریرہ۔"

"نام مت لیں میرا۔" وہ چیخا "آپ ہمیشہ سے برے تھے، آپ سیاہ تھے، بابا نے مجھے اس شخص کا بتایا تھا جس کے بیٹے کا آپ نے ایکسیڈینٹ کیا تھا اور اس کا باپ مر گیا تھا۔ میرے باپ کو بھی آپ نے مار دیا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

بدر عبداللہ نے وہ جگہ چنی تھی جہاں اسے کعب عباس کو مارنا تھا، اسے احساس ہوا اس نے وہ جگہ چن لی تھی جہاں وہ خود مر رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ کاندھے پر رکھا، وہ خون سے بھر گیا، گولی کہیں اندر تھی، وہ زہر بن گئی تھی یا وہ الفاظ زہر جیسے تھے جو ھریرہ کی زبان سے نکل رہے تھے۔

”آپ میرے آئیڈیل تھے۔ میں آپ جیسا بننا چاہتا تھا، میں اپنے دوستوں سے آپ کا ذکر کرتا تھا اور انہیں بتاتا تھا کہ میرا بھائی کسی کہانی کا ہیرو ہے۔ لیکن آپ ولن تھے، آپ وہ دیو تھے جو ہر کسی کی خوشیاں کھا جاتا ہے۔ میں آپ سے محبت کرتا تھا بھائی، میں اب آپ سے اتنی ہی نفرت کرتا ہوں۔“

اسے یہ نہیں سننا تھا، اپنے بھائیوں کی نفرت وہ آخری شے تھی جو بدر عبداللہ چاہتا تھا۔ وہ خولہ کی نفرت سہہ گیا تھا لیکن اپنے بھائیوں کی نفرت نہیں سہہ سکتا تھا۔

”بچے۔۔۔“ اس نے کچھ کہنا چاہا، کوئی جھوٹ گڑھنا چاہا، کوئی الزام جو وہ کسی اور پر لگا سکے۔

”میرا نام مت لیں۔“

اس نے دوسری گولی چلائی۔ وہ بدر کے دائیں کاندھے پر لگی۔ اس بار وہ درد نہیں سہہ سکا۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا۔ پیچھے پانی تھا۔ اس نے کراہ کر آنکھیں بند کیں، اسے درد ہو رہا تھا۔ بے تحاشا درد۔ جیسے کوئی انگارہ اندر تک گھس گیا ہو۔

”تمہیں پستول چلانی نہیں آتی ھریرہ، تم مجھے نہیں مار سکتے۔“

WWW.NOVELSHUB.PK

وہ سرخ پڑتی آنکھوں سے بمشکل بولا، کاندھے کا درد دل تک پہنچا، دل سے روح تک، چوٹ بڑی نہیں تھی، جس نے دی تھی اس کا دینا مار گیا تھا۔ کوئی جان جاتا کہ وہ کس تکلیف میں تھا تو اس پر رحم کرتا۔ ھریرہ نے اسے گولی ماری تھی؟ وہ ھریرہ جسے وہ اپنا بیٹا کہتا تھا؟

"وہ میرا باپ تھا۔" وہ چلایا۔ ہاتھ بلند کیے رکھے۔ "وہ میرا باپ تھا جسے آپ نے مارا، وہ مجھے بہت عزیز تھا، میں اسے بہت عزیز تھا، آپ نے مجھے یتیم کر دیا ہے۔ آپ کیسے اُنہیں مار سکتے ہیں؟ "

وہ زور زور سے رو رہا تھا۔ بدر ہونٹ بھینچے اسے دیکھتا رہا، اس کا خون نیچے گر رہا تھا۔ معلوم نہیں کس شے کی تکلیف زیادہ تھی۔ اس وقت وہ درد کی انتہا پر تھا۔

"آئی ایم سوری بچے۔" وہ مدھم سا بمشکل بولا، اسے احساس تھا وہ ھریرہ کو تکلیف دے گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ھریرہ اسے معاف کر دے گا۔ وہ اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اس کے بھائیوں کو بھی اسے معاف کر دینا چاہیے تھا۔ اس نے رخ موڑ کر پانی کو دیکھا۔ اس لمحے اسے کوئی عجیب تکلیف ہوئی تھی۔ بہت عجیب سی۔

"میرا باپ لوٹا دیں۔ پھر میں آپ کو معاف کر دوں گا۔ "

اس نے گولی چلائی لیکن پستول خالی تھا۔ ھریرہ نے دوبارہ ٹریگر دبایا۔ گولی اس بار بھی نہیں چلی۔

"میں نے صرف دو گولیاں ڈالی تھیں۔ مجھے دو گولیاں اس کے دل پر مارنی تھیں۔" وہ بڑبڑایا۔ نظر پانی پر تھی۔ ھریرہ نے نظر اٹھائی۔ اس کی آنکھیں بے تحاشا سرخ تھیں۔ پستول پھینک کر وہ بدر کو دیکھتا رہا۔

"میں یہ نہیں چاہتا تھا۔" وہ بڑبڑا رہا تھا۔ ھریرہ اسے دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ سے آگے کو بڑھا، بدر تک پہنچ کر بمشکل وہاں بیٹھا۔

"میں آپ پر گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ مجھے پستول چلانی نہیں آتی۔" وہ بدر کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔ بدر نے رخ موڑ کر اسے دیکھنا چاہا لیکن اس کی نظر پانی پر جمی تھی، اس کا دل کوئی آہستہ سے کاٹ رہا تھا۔ وہ پانی پر سے نظر نہیں ہٹا پایا۔ وہاں کوئی عکس تھا۔ سفید دوپٹے والی کسی عورت کا عکس۔ وہ چہرہ اس کا ماں کا تھا۔ وہ اس چہرے کو دیکھتا رہا۔

"میرے اندر بہت دکھ ہے۔ میں جب تک انتقام نہیں لوں گا میرا دکھ کم نہیں ہو گا۔ آئی ایم سوری۔"

اسے مدھم لیکن سرد آواز سنائی دی۔ بدر پانی کو دیکھتا رہا، وہ پانی سرخ ہو رہا تھا۔ اس لمحے کسی نے اسے گردن سے پکڑا، بدر کو سمجھنے کا موقع نہیں ملا، کسی نے گردن سے پکڑ کر اسے پانی میں ڈالا، اس کا چہرہ گدلے پانی کے اندر گیا، کاندھے کا درد بڑھ گیا۔ جان کنی کا آغاز ہوا۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن میں اپنے باپ سے جو محبت کرتا ہوں وہ کسی اور سے نہیں کرتا۔"

وہ سر نفی میں ہلاتا کہہ رہا تھا۔ بدر کا کاندھا زمین پر تھا، چہرہ پانی میں، وہ پانی گرم تھا، گدلا، ریت سے بھرا، مٹی سے بھرا، اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے ھریرہ کو روکنا چاہا۔ اسے نہیں مرنا تھا۔ اسے ھریرہ کے ہاتھوں نہیں مرنا تھا۔ جس لڑکے کو وہ اپنا بیٹا کہتا تھا وہ اس کے ہاتھوں نہیں مرنا چاہتا تھا۔

)دس برس کا ننھا لڑکا سیڑھیوں پر بیٹھا تھا جب وہ اندر سے نکل کر گاڑی کی طرف جاتا رکا۔ اس کے ہاتھ میں رائفل تھی۔ وہ کم عمر تھا۔ سولہ برس کا، یوسف کو دیکھتے ابرو اچکائے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس نے کچھ اکتاہٹ سے پوچھا، ننھے یوسف نے پلک جھپکی۔ آنکھیں معصومیت سے پٹپٹائیں۔

"میں آپ کے ساتھ شکار پر جانا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہیں کیوں لے کر جاؤں گا؟" اس نے لہجہ بے زار کیا۔ یہ چھوٹا لڑکا اس سے خواہ مخواہ چپکا رہتا تھا۔

"کیونکہ آپ میرے بھائی ہیں۔" وہ جو آگے جانا چاہتا تھا لمحہ بھر کو رک گیا۔ بھائی؟

"چھوٹے بچے بندوقیں نہیں اٹھاتے۔" لہجے میں کچھ نرمی آئی۔ یوسف کا چہرہ کھل اٹھا۔

"میں آپ کو بھائی بلا لوں؟" اسے اپنے مطلب کی بات سے غرض تھی۔ بدر نے بھائی کہنے پر برا نہیں منایا تھا۔

"نہیں۔"

"اوکے بھائی۔" وہ مسکراتے ہوئے معصومیت سے سر ہلا گیا تو اس بار وہ بنا کچھ کہے محض خفگی سے یوسف کو دیکھتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ ٹھیک ہے ایک بھائی ہی تو کہنا تھا۔ (

"میں آپ کو اپنا بھائی مانتا تھا لیکن میں بھول گیا کہ آپ میرے بھائی نہیں ہیں۔ ہوتے تو میرے باپ کو نا مارتے۔ وہ میرا باپ تھا۔" وہ چیخا، گردن پر دباؤ بڑھا۔ بدر کے ناک میں پانی جانے لگا۔ آنکھیں جلنے لگیں۔ اس کے کاندھے میں درد تھا، دوسرا ہاتھ ھریرہ نے تھام رکھا تھا۔ وہ ہاتھ تھامتا تھا تو بدر کو اچھا لگتا تھا، آج وہ چاہتا تھا ھریرہ یہ ہاتھ چھوڑ دے۔ وہ اس سے کہنا چاہتا تھا کہ اسے تکلیف ہو رہی ہے۔ اسے ھریرہ کی آواز سنائی نہیں دے رہی، اس کے ارد گرد صرف پانی تھا، آب، اس آب میں اس کا سانس گھٹ رہا تھا۔ وہ مر رہا تھا اور اسے مارنے والا اس کا اپنا بھائی تھا۔ بدر عبداللہ کا سانس کم ہونے لگا۔ اس نے خود کو بچانے کی آخری کوشش کرنی چاہی۔ اس نے ھریرہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا۔ دوسرا ہاتھ اٹھانا چاہا۔ وہ سن تھا، وہاں شدید درد تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں درد تھا۔

")تم نے ھریرہ کو کیوں ڈانٹا بدر؟" سفید دوپٹے کے ہالے میں چمکتے نرم چہرے والی خاتون کچھ خفگی سے پوچھ رہی تھیں۔

"مجھے خاقان چچا اچھے نہیں لگتے۔" وہ ناراضگی سے بولا۔

"خاقان اچھا نہیں لگتا تو ھریرہ سے کیوں لڑتے ہو؟"

"وہ ان کا بیٹا ہے۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"انہیں کئی سال ہو گئے ہیں یہاں رہتے، تم اپنے بھائیوں سے تعلقات درست کیوں نہیں کرتے بدر؟ ایسے تو تم تنہا رہ جاؤ گے۔" اُنہوں نے نرمی سے اس کے بال سہلائے تو وہ خفگی سے پیچھے کو ہوا۔

"آپ ہر کسی کو میرا بھائی بنانا چاہتی ہیں۔ میں نا یوسف کو پسند کرتا ہوں نا ھریرہ کو۔ میں اکیلا ہوں اور میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔ "

"دنیا میں ہر شخص کا بھائی ہوتا ہے۔ تمہارے تو دو دو ہیں۔ ان کے ساتھ نرم رہا کرو۔ چلو شاباش ھریرہ سے گلے ملو۔ "

اُنہوں نے نرمی سے پچکارا تو بدر نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا۔ وہاں ننھا ھریرہ کھڑا تھا۔ بدر کی اس پر نظر پڑنے پر مسکرایا۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ بیڈ تک آیا۔ چند لمحے بیڈ پر ماتھے پر بل ڈال کر بیٹھے بدر کو دیکھا پھر آگے کو ہوتے اس کے گرد بازوؤں باندھے۔ بدر تھم گیا۔ اس کے ننھے ہاتھ اس کی کمر پر تھے۔ اس لمحے اس کے دل میں ایک نرم سا گوشہ آن سمایا۔ بے ساختہ اس نے ھریرہ کو گلے لگایا پھر نظر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑی اپنی ماں کو دیکھا۔ وہ مسکرائیں۔

"اپنے بھائیوں کے ساتھ رہنا۔)

"آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا بھائی۔ میں کتنی تکلیف میں ہوں کیا آپ جانتے ہیں؟ مجھے کتنا درد ہو رہا ہے کیا آپ محسوس کر سکتے ہیں؟ میں کتنا رویا ہوں کیا آپ نے دیکھا؟ میں کتنا چلایا تھا، کیا آپ نے سنا۔ وہ میرا باپ تھا۔" وہ شدت سے چلایا، بدر کی گردن پر دباؤ بڑھا، اس کا چہرہ زمین پر جا لگا، ناک سے خون کی لکیر بہنے لگی،

WWW.NOVELSHUB.PK

اس کا دم گھٹ رہا تھا، وہ مر رہا میں اور جو مار رہا تھا وہ اس کا بھائی تھا۔ بدر عبداللہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں، ذہن کے پردے پر خولہ کا عکس لہرایا۔

"(میں چاہتا ہوں تم ہماری شادی پر سرخ رنگ پہنو۔"

وہ نین تارہ کی مہندی کی رات اس سے ملا تھا، پیلے لباس والی لڑکی اس کا دل سرخ رنگ کا کر گئی۔ وہ حسین تھی، وہ خوبصورت تھا۔ وہ مکمل کر حسین ترین جوڑی ہوتے، خوبصورت ترین کپل۔

"آپ کو تو سرخ رنگ ناپسند نہیں تھا؟"

اس نے مسکراہٹ دبائی، صحن کی دوسری سمت لگی لڑیوں میں وہ آنے سامنے کھڑے تھے۔

"اب نہیں رہا۔ میں چاہتا ہوں تم اس روز سرخ لباس پہننا، میں سیاہ پہنوں گا۔ تمہارا سرخ دوپٹہ، میری سیاہ شیروانی ہوگی۔ میں تمہارے گھر پوری دنیا کے سامنے تمہیں لینے آؤں گا۔ اس روز ہر شخص جان لے گا کہ بدر عبداللہ کو خولہ بلال سے محبت ہے اور اس نے اپنی محبت حاصل کر لی ہے۔"

وہ خولہ کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔ جانے کن خوابوں کو جی رہا تھا۔ خولہ نے ہاتھ سینے پر باندھے۔ بے نیازی سے گردن اونچی کی۔

"تخت لے آئیں۔ شرط پوری کریں پھر خواب دیکھیں۔"

"تخت میرا ہے، شرط پوری ہوگی۔ خواب تعبیر میں بدلیں گے۔ ملکہ سلطان کی ہوگی۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"دیکھیں گے۔" وہ کاندھے اچکاتی اس کے پاس سے گزری، پیلا دوپٹہ اس کے ہاتھ سے ٹکرایا۔ بدر مسکرایا۔

"دیکھیں گے۔ (")

اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، کاندھے کا درد ہر جگہ پھیل گیا تھا۔ ناک سے بہتا خون گدلے پانی میں گم ہو رہا تھا۔ ھریرہ ہنوز اونچا رو رہا تھا۔ بدر کا مزاحمت کرتا جسم تھم رہا تھا، اس نے سرمئی آنکھوں کو جھپکا، اسے اپنی ماں کا چہرہ یاد آیا، اس نے ہونٹ کھول کر اپنی ماں کو پکارنا چاہا لیکن جان ختم ہو رہی تھی، ناک، منہ دماغ ہر جگہ پانی تھا، ھریرہ کے ہاتھ میں موجود ہاتھ ہلکا سا ہلا۔

قصہ گو نے بھاری قلم صفحے پر رکھا، اس کے قلم پر کسی کی جان کا بوجھ آن اترا تھا۔ سیاہ روشنائی سے سنہری صفحات پر الفاظ ابھرے۔

"کہانی کے اختتام پر کہانی کا سلطان مر گیا۔"

بدر کو لگا یہ اختتام ہے، یہ آخری صفحہ تھا۔ اس نے مزاحمت چھوڑ دی۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ مر رہا ہے۔ اس کی مزاحمت تھمنے پر ھریرہ کو یکدم ہوش آیا۔ کئی لمحے وہ ساکت بیٹھا رہ گیا۔ آنسو تھم گئے، چلانا بند کر دیا۔ یہ وہ کیا کر چکا تھا؟ وہ اپنے ہی بھائی کو مار چکا تھا؟

وہ کرنٹ کھا کر پیچھے کو ہوا، بدر کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ ساکت سا کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ آنکھیں پھٹنے کو ہو گئیں۔ اس نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا، وہ بے تحاشا کانپ رہے تھے۔ وہ کئی لمحے اپنے ہاتھ دیکھتا رہا پھر لڑکھڑا کر بدر کے پاس گرا۔ اس کا چہرہ پانی سے نکالا۔

سفید چہرہ، ناک پر جما خون، گیلے بال، بند آنکھیں، اس کی پلکیں، ھریرہ کے جسم سے جان نکلی۔

"بھائی۔" اس نے کانپتی آواز میں پکارا، جواب نہیں آیا۔ جسے سننے کو متوجہ ہوا جاتا تھا وہ خاموش تھا۔

"بھائی۔ بھ.... بھائی۔" اس نے کانپتے ہاتھ بدر کے چہرے پر رکھے۔ آنسو تواتر سے بہہ نکلے۔ بدر کی آنکھیں بند تھیں، اس کی پلکیں....

"میں یہ نہیں چاہتا تھا۔ بھائی۔" وہ زور سے چیخا۔ پھر رو دیا، دھاڑے مار کر، اونچی آواز میں۔ اس کا بین کھیتوں میں گونجنے لگا۔

"یہ میں نے کیا کیا؟ اللہ، یہ کیا کیا؟ میں اپنے ہی بھائی کو کیسے مار سکتا ہوں؟"

وہ سر اٹھا کر آسمان کو دیکھتا رہا۔ دل پھٹنے کو ہوا۔ اس نے سر جھکا کر بدر کی سانسیں معلوم کرنا چاہیں۔ اس کے دل پر ہاتھ رکھا۔ اسی لمحے جھاڑیوں کے پاس سے کھٹکا ہوا۔ ھریرہ نے چونک کر سر اٹھایا۔ وہاں کعب کھڑا تھا۔ ششدر، بے یقین، کئی لمحے سرک گئے پھر وہ جھٹکے سے آگے کو ہوا اور ھریرہ کو کھینچ کر کھڑا کیا۔ اس کا

WWW.NOVELSHUB.PK

گریبان پکڑا۔ ان دونوں نے بدر کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ زندہ تھا؟ مر گیا تھا؟ اس کی سانس چل رہی تھی؟ یا رک چکی تھی؟

"یہ کیا کیا تم نے؟" وہ دھاڑا۔ ھریرہ نے سر نفی میں ہلایا۔ وہ رو رہا تھا۔

"ان کو اٹھاؤ۔ کعب، ان کو اٹھاؤ۔ بھائی کو اٹھاؤ پلیز۔"

کعب نے جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔ رک کر بدر کو دیکھا پھر ھریرہ کو۔

"تمہیں لگتا ہے یہ زندہ ہو گا؟ تمہیں لگتا ہے یہ اب تک زندہ ہو گا ھریرہ؟" وہ طیش سے غرایا۔

"کعب... پلی... پلیز۔"

وہ گھٹنوں کے بل نیچے گرا۔ ہچکیاں بلند ہونے لگیں۔ کعب نے رک کر سانس لیا۔ چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ دماغ ابل رہا تھا۔ وہ چند لمحے رکا رہا۔ آنکھیں بند کیں پھر ھریرہ کو گریبان سے پکڑتے سیدھا کیا۔

"تم نے کچھ نہیں کیا۔ سنا تم نے؟ تم یہاں آئے ہی نہیں تھے۔"

"میں نے... میں قاتل بن گیا۔" وہ اونچا اونچا رو دیا۔

"میں بکواس کر رہا ہوں؟ سنائی دے رہی ہے میری آواز تمہیں؟ چلو یہاں سے۔"

اس نے ھریرہ کو گریبان سے پکڑتے گھسیٹا۔ ایک نظر، صرف ایک نظر پیچھے ڈالی، نگاہوں میں کئی سال پہلے کا منظر گھوما۔ رجب کی لاش، وہاں بیٹھ کر روتا وہ۔ اس نے نظر گھمالی۔ ھریرہ کو کھینچتے باہر لایا۔ وہاں اس کی بائیک کھڑی تھی۔ کعب نے ھریرہ کو پٹخا۔

”میری بات سنو، میں تمہیں یہاں سے لے کر جا رہا ہوں۔ اب جو میں کہوں وہ سننا اور مان لینا۔ “

”بھائی کو دیکھو کعب، وہ زندہ ہوں گے۔ “

”ایک لفظ مت بولنا ھریرہ۔ “وہ دبا دبا سا غرایا ”مزید ایک لفظ نہیں۔ پیچھے بیٹھو۔ میں تمہیں چھوڑ کر واپس آتا ہوں لیکن تم اب مزید کچھ نہیں بولو گے۔۔ “

اس نے کانپتے ہاتھوں سے بائیک سٹارٹ کی۔ ھریرہ شل سا پیچھے بیٹھا۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ دل پھٹ رہا تھا۔ بائیک سٹارٹ ہونے تک، راستے سے گم ہونے تک اس کی نظر پیچھے گئی۔ بدر زندہ تھا یا مر گیا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی حویلی کی سرخ روش آج گرم تھی، حویلی کی دیواروں سے حبس کی بو آتی تھی، باغیچے میں لگے پھول مرجھائے ہوئے تھے۔ صحن کا سبزہ یوں تھا جیسے عرصے سے اسے پانی نا دیا گیا ہو۔

ان سب سے نظر ہٹا کر دروازے سے اوپر کی طرف دیکھو تو نین تارہ ہاتھ میں دو کپ اٹھاتی لاؤنج میں آئی تھی۔ وہاں یوسف بیٹھا تھا۔ اس نے کپ سامنے رکھے۔ ہلکی سی آواز گونجی، یوں جیسے کوئی سوگ کا نغمہ ہو۔ کسی خیال میں بیٹھا یوسف چونکا۔

"آج میں نے چائے بنائی ہے۔ چکھیں، میرے بارے میں مشہور ہے کہ مجھ سے زیادہ اچھی چائے دنیا میں اور کوئی نہیں بناتا۔"

وہ مسکرا کر کہتی یوسف کے سامنے والے صوفے پر بیٹھی تو اس نے دل کے حال کو دل میں رکھتا بمشکل مسکرانا چاہا، وہ نہیں مسکرا سکا۔ دل عجیب ہو رہا تھا۔

"شکریہ۔"

"آپ ٹھیک ہیں؟"

نین تارہ یوسف کو دیکھتی حیرانی سے پوچھنے لگی۔

"میں بھائی کی وجہ سے پریشان تھا۔" اس نے چائے نہیں اٹھائی۔ ماتھا مسلا۔

"کس لیے؟"

"وہ بہت پریشان تھے۔ ان کا دل ٹوٹا ہوا ہے نین اور جب ان کا دل ٹوٹے تو وہ کسی دوسرے کا دل توڑ دیتے ہیں۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

"آپ کا بھائی "...

"پلیز نین..."یوسف نے کچھ اکتاہٹ سے بات کاٹی"میں بھائی کی برائی نہیں سننا چاہتا۔ "

وہ خاموش ہو گئی۔یوسف پریشان لگ رہا تھا۔اسی لمحے باہر سے بوکھلایا ہوا منشی اندر داخل ہوا۔اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔یوسف نے بے ساختہ سر اٹھایا۔

"صاحب۔ "

"کیا ہوا؟ "

"وہ باہر...باہر کوئی کسان آیا ہے۔"وہ بوکھلایا ہوا تھا۔یوسف کھڑا ہوا۔اسے الہام ہوا تھا۔اسے کسی بری شے کا الہام ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ "

"وہ کہہ رہا ہے وہاں...کھیت میں...بدر صاحب کی لاش۔ "

یوسف عبداللہ کا چہرہ سفید پڑا، دل رکا، جسم سے جان نکلی، روح قبض ہوئی۔نین تارہ اس کے چہرے کو دیکھتی اٹھی۔

"یوسف۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

"کس... کس نے"

وہ بات پوری نا کر سکا۔ قدم آگے کو بڑھائے لیکن لڑکھڑا گیا۔ نین تارہ آگے بڑھی اور اسے تھامنا چاہا لیکن یوسف نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ اس کا سانس رک رہا تھا۔ کسی نے چہرے پر سفید پینٹ انڈیل دیا تھا۔ بمشکل گاڑی تک پہنچتے اس نے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولنا چاہا لیکن دروازہ نہیں کھلا۔

"سر، گاڑی لاکڈ ہے۔"

کوئی گارڈ آگے بڑھا، دروازہ کھولا، یوسف کو پیسنجر سیٹ پر بٹھایا اور خود گاڑی سٹارٹ کی۔ یوسف نے شرٹ کا بٹن کھولا، پھر دوسرا، سینہ مسلا، پلکیں جھپکیں۔ آنکھیں نم ہوئیں۔

"جلدی چلاؤ۔" وہ چلایا۔ آواز کانپ گئی۔ روح نکل گئی۔

کھیتوں تک پہنچتے، وہ اندھا دھند بھاگتے ہوئے سبزے کی طرف بڑھا اور یوسف عبداللہ کی دنیا ختم ہو گئی۔

کئی لمحے وہ ساکت سا کھڑا رہا۔ کئی لمحے وہاں کوئی آواز نا آئی پھر اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ پیچھے آتا منشی بھی رک گیا۔ دل دھک سے رہ گیا۔

بدر عبداللہ وہاں نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بدر عبداللہ زندہ تھا تو اس کا جسم کسی کو نہیں ملا تھا۔ وہ مر چکا تھا تو اس کی لاش کوئی نہیں ڈھونڈ سکا۔

یوسف نے پورے علاقے میں بدر کو تلاش کروایا لیکن وہ یوں ہو گیا تھا جیسے ان کی زندگی میں کبھی بدر عبداللہ رہا ہی نا ہو۔

جس آدمی نے بدر کی لاش کو دیکھا تھا اس کا کہنا تھا کہ وہ دوسرے لوگوں کو بلانے کے لیے گیا تھا لیکن جب واپس آیا تو وہاں بدر کی لاش نہیں تھی۔

"میرا بھائی نہیں مرا۔ وہ نہیں مر سکتا۔ کسی نے اس کو لاش کہا تو میں جان لے لوں گا اس کی۔" وہ آگے بڑھ کر اس کسان کو گریبان سے تھامتا غرایا، چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ آنکھیں اس سے زیادہ سرخ، وہ ہوش و حواس سے بیگانہ لگتا تھا۔

"صاحب، ہم ڈھونڈیں گے اُنہیں۔ آپ خود پر قابو رکھیں۔"

منشی عبدالقدوس نے بمشکل یوسف کو پیچھے کیا۔ وہ رو رہا تھا، وہ چیخ بھی رہا تھا۔

"جس کس نے یہ کیا ہے میں اسے اپنے ہاتھوں سے دفناؤں گا۔ یاد رکھنا سب۔"

اس کی حالت قابلِ رحم لگتی تھی۔ وہاں کھڑے ہر شخص کو اس لمحے یوسف عبداللہ پر رحم آیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے گھر پر بیٹھ کر انتظار نہیں کیا۔ وہ خالہ کو گھر رکنے کا کہہ کر باہر گئی۔ اسے حویلی جانا چاہیے تھا لیکن وہاں تک جانے کا راستہ بہت طویل تھا۔ بہت زیادہ طویل، وہ آج تھک بھی جاتی تو اسے یہ تھکنا منظور تھا۔ اس بار اگر بدر عبداللہ نے کعب عباس کو کچھ کیا تو وہ بدر کو اپنے ہاتھوں سے مار دیتی۔

گھر سے وہ سیدھا حویلی جانے کی بجائے چچا کے گھر گئی۔ شیر دل گھر پر نہیں تھا لیکن چچا تھے۔ اسے آتے دیکھ تعجب سے اٹھے۔

"ٹھیک ہو خولہ؟ چہرہ کیوں سفید پڑ رہا ہے؟"

"چچا" وہ تیزی سے آگے آئی "مجھے حویلی لے چلیں۔ پلیز۔"

"سب خیر ہے؟ نین تارہ ٹھیک ہے؟" انہیں سب سے پہلا خیال اپنی بیٹی کا آیا۔

"وہ ٹھیک ہے۔ کچھ اور ہے جو خراب ہو چکا ہے۔ حویلی چلیں پلیز۔"

اس نے کانپتا ہاتھ ان کے بازوؤں پر رکھا۔ چہرے کا رنگ اب مُردوں جیسا ہو رہا تھا۔

"اچھا، اچھا، پُر سکون رہو۔ چلتے ہیں۔"

وہ پریشان بیٹھی دادی اور چچی کو آنکھیں بند کرتے پر سکون ہونے کا اشارہ دیتے خولہ کے ساتھ بائیک تک گئے۔ حویلی پہنچنے تک اس کا دل کئی بار خوف سے بند ہوا، کئی بار خوف سے یوں دھڑکا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

بائیک حویلی کے باہر رکی تو وہ بنا چچا کے اترنے کا انتظار کیے دروازے تک گئی۔ گیٹ پر کوئی نہیں تھا۔ وہ تعجب کرتی لیکن آج اس کے ارد گرد صرف ایک احساس تھا، خوف کا احساس۔

"بدر۔"

لاؤنج میں داخل ہوتے وہ اونچا سا چلائی۔ بے چینی سے ٹہلتی نین تارہ اور صوفے پر ہر پریشانی سے بیٹھی مسکان نے بیک وقت اسے دیکھا جو بپھرے انداز میں اندر داخل ہوئی تھی۔

"بدر کہاں ہے؟" نین تارہ کو دیکھتی وہ اس تک آئی۔ وہ چپ چاپ خولہ کو دیکھتی رہی۔

"کہاں ہے یہ شخص نین؟ سمجھتا کیا ہے خود کو؟ میں اس کے لیے کوئی کھلونا ہوں جسے حاصل کرنے کے لیے وہ ہر حد سے گزر جائے گا؟ بدر۔ کہاں ہو تم؟"

وہ اوپر کی طرف رخ کرتے چیخی۔ چچا پیچھے پریشانی سے اندر آرہے تھے۔ نین تارہ نے آگے بڑھتے خولہ کا بازو تھاما۔

"وہ یہاں نہیں ہے خولہ۔"

"کہاں ہے؟ اپنے شوہر سے پوچھو نین تارہ بدر عبد اللہ کہاں ہے؟"

"یوسف نہیں جانتے۔" اس نے تحمل سے خولہ کو تھاما۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"وہ جانتا ہوگا نین" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ مسکان تاسف سے کھڑی ہوئی۔

"وہ نہیں جانتے خولہ۔ بدر "...

"وہ جانتا ہوگا۔ تمہارا شوہر ہر شے جانتا ہے۔ بدر کب تک مجھے تنگ کرے گا؟ وہ مر کیوں نہیں جاتا؟ بدر عبداللہ مر کیوں نہیں جاتا نین؟ جان کیوں نہیں چھوڑ دیتا میری؟ "

"ایسے مت کہو خولہ۔" مسکان نے بے ساختہ ٹوکا۔

"میری بددعا بھی اس پر اثر نہیں کرتی۔ وہ مر کیوں "....

"وہ مر چکا ہے۔ بدر عبداللہ مر چکا ہے خولہ۔" نین تارہ نے اس کے بازوؤں کو جھٹکا تو وہ تھم گئی۔ آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئیں۔ نظر نین تارہ پر جمی اور جمی ہی رہ گئی۔

"نین۔ "

"بدر کو کسی نے مار دیا ہے خولہ۔ تُمہاری بددعا اثر کر گئی ہے۔ وہ چلا گیا ہے اور یوں گیا ہے کہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا۔ "

خولہ بلال کا دل رک گیا۔ اس لمحے زندگی میں دوسری بار اسے کوئی اذیت ویسے محسوس ہوئی جیسے کوئی اسے بھی مار گیا ہو۔ وہ آگے بڑھ کر نین تارہ سے پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا یہ مذاق تھا؟ لیکن نین تارہ کا چہرہ سنجیدہ تھا ۔

اسی وقت گیٹ سے بیک وقت کئی گاڑیاں اندر داخل ہوئیں۔ پھر چند لمحے گزرے اور شکستہ قدموں سے یوسف اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ ان میں نمی تھی اور وہ خود کو گھسیٹ کر چل رہا تھا۔ خولہ بے ساختہ مڑی۔ نین تارہ تیزی سے یوسف کی طرف گئی۔

"یوسف۔" وہ کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن یوسف اسے دیکھتے ضبط کھوتا اس کے کاندھے پر سر ٹکا تا رو دیا۔

"میرا بھائی نین۔ میرا بھائی۔" نین تارہ وہیں ساکت رہ گئی۔ خولہ کے قدم لڑکھرائے۔ اس نے کسی چیز کا سہارا لینا چاہا۔ وہاں کچھ نہیں تھا وہ بے دم سی نیچے گر گئی۔

"یوسف، بدر۔"

"وہاں خون تھا نین۔ کسی نے انہیں گولی ماری تھی۔ کسی نے میرے بھائی کو گولی ماری تھی۔ اُنہیں درد ہوا ہو گا۔ میرے بھائی کو درد ہوا ہو گا۔" وہ ہچکیوں سے رونے لگا۔ مسکان صوفے پر بیٹھتی رو دی۔ چند دن قبل اس نے اسی گھر سے اپنے باپ کو رخصت کیا تھا اور اب بدر؟ وہ برا تھا لیکن اپنا تھا۔

"وہ، کہاں ہیں؟"

نین تارہ نے یوسف کو کاندھوں سے تھامتے سیدھا کیا۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

"وہ نہیں مل رہے۔ پتا نہیں وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ مجھے وہ مل جاتے نین، ان کی لاش ہی مل جاتی، وہ زندہ ہوتے تو پتا چل جاتا۔ وہ مر چکے ہیں تو میں ان پر رو لیتا۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا وہ کہاں ہیں؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

حویلی کی دیواروں سے غم کے نغمے وہاں آن گونجے، ملازمین افسوس سے سر ہلاتے یوسف کو دیکھنے لگے۔ کسی نے زمین پر بیٹھی اس لڑکی کو نہیں دیکھا تھا جس کا چہرہ سفید تھا۔ سوائے قصہ گو کے جو دیواروں کے سرخ رنگ کے پیچ تھا۔ اس نے قلم گھسیٹ کر لفظ غم کو بادشاہ کی بیٹی کے نام لکھا۔

"کیسے؟ کچھ تو۔۔۔ کچھ تو پتا چلا ہو گا؟"

خولہ نے سر اٹھایا۔ وہ یوسف کو دیکھتی رہی دماغ سن تھا لیکن اسے محافظ کا خیال آیا۔ وہ یکدم تیزی سے اٹھی اور یوسف تک آئی۔

"کعب، کعب کہاں ہے؟" وہ سفید پڑتے چہرے سے یوسف سے پوچھ رہی تھی۔ یوسف کی نظر پہلی بار نین تارہ سے ہٹتے خولہ پر گئی۔ اس کی آنکھوں میں نفرت ابھری۔

"تمہاری وجہ سے وہ تکلیف میں تھے۔ تمہاری وجہ سے مر گئے اور تمہیں اب بھی کعب کی فکر ہے؟ میرے بھائی کا کیا خولہ؟"

وہ چیخا۔ نین تارہ نے بوکھلا کر خولہ کو دیکھا جس کی آنکھیں نم تھیں۔ اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں نے، میری وجہ سے وہ نہیں مرا۔"

اُس نے کہا تھا وہ مر جائے تو جو سر جھکا کر تابعدار ملکہ کہتا تھا وہ واقعی اس حد تک تابعدار نکلا تھا کہ واقعی مر گیا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”تم اُنہیں معاف کر سکتیں تھیں خولہ۔ تم میرے بھائی کو معاف کر سکتی تھیں۔ لیکن تم نے نہیں کیا اور اب تم یہاں کھڑی ہو؟ تم کس کی اجازت سے میرے بھائی کے گھر آئی ہو؟“ وہ سرخ پڑتی آنکھوں سے آگے بڑھا، ہاتھ خولہ کی طرف بڑھایا جب کوئی درمیان میں آیا اور یوسف کو دھکا دیا۔ یوسف لڑکھڑایا۔ خولہ اس کی پشت پر چھپ گئی۔

”میری بیوی کو ہاتھ بھی مت لگانا یوسف عبداللہ۔ ہاتھ توڑ دوں گا تمہارے۔ “

جنگوں کے بیچ آنے والا محافظ جو اپنی جنگیں چھوڑ کر اس کے لیے آتا تھا۔ وہ عین کسی لڑائی کے دوران اس کی حفاظت کے لیے ایک بار پھر آگیا تھا۔ خولہ نہیں جانتی تھی اسے کیا ہوا لیکن اس نے بے اختیار کعب کی شرٹ کو پشت سے تھاما۔ وہ کانپ رہی تھی۔ اُسے ڈر تھا وہ گر جائے گی۔

”تمہاری بیوی کی وجہ سے میرا بھائی مرا ہے۔“ یوسف غصے سے پھنکارا۔ کعب نے اپنی انگلی اس کے سینے پر رکھے اسے پیچھے دھکیلا۔

”اپنے بھائی کی موت کا الزام میری بیوی پر مت لگاؤ یوسف عبداللہ۔ جن جن لوگوں کو تمہارا بھائی مار چکا ہے ان میں سے ہر ایک کی بددعا لگی ہے اسے۔ “

اس نے پیچھے کو مڑتے خولہ کو کاندھوں سے تھامتے سامنے کیا۔ وہ کانپ رہی تھی۔ کعب کے دل میں درد ہوا۔ کیا وہ بدر کے لیے ڈر رہی تھی؟ اب بھی؟

"تم ٹھیک ہو؟"

اس نے خولہ کو کاندھے سے تھامتے پوچھا تو وہ سر ہلا گئی پھر کعب کا بازؤں تھام کر سر اٹھایا۔ نم آنکھیں، کانپتے ہونٹ۔ وہ آنکھوں سے کہہ گئی کہ اسے یہاں سے جانا ہے۔ وہ آنکھوں سے سمجھ گیا کہ وہ یہاں رونا نہیں چاہتی۔ گہری سانس لیتے اس نے یوسف کو دیکھا جو خولہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تین سال پہلے خولہ کا بھائی مرا تھا یوسف، جس نے مارا وہ تمہارا بھائی تھا۔ تم چشمدید گواہ تھے اور تم اس قتل پر چپ رہے۔ کس منہ سے تم خولہ پر اپنے بھائی کی موت کا الزام لگا رہے ہو؟ مجھے تم سے اتنی ہی نفرت ہے جتنی تمہارے بھائی سے ہے۔ اور اس کی وجہ رجب بلال ہے۔"

وہ دھیمی آواز سے آنچ دیتے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ یوسف دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جب بھائی مر جائے تو کسی کو الزام دینے کی بجائے اس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ کیا اب تمہیں خولہ کا درد محسوس ہوا؟ کیا اب تمہیں میرا درد محسوس ہوا؟ کیا تمہیں اب احساس ہوا جب سبزے کے پار آپ کو اپنے بھائی کا خون نظر آتا ہے تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟ یقیناً محسوس ہوا ہوگا۔ اس لیے اب میری بیوی پر الزام لگانے کے بجائے اپنے بھائی کا غم مناؤ۔"

اختتام پر کاٹ دار لہجے میں کہتا وہ خولہ کا ہاتھ تھامتا وہاں سے باہر کی طرف بڑھا۔ وہ ٹرانس سی کیفیت میں اس کے ساتھ چلی۔ اس کے پیچھے ٹھہرے یوسف کی آنکھوں میں نئے سرے سے اذیت آئی تھی۔ نئے

WWW.NOVELSHUB.PK

سرے سے آنسو آئے تھے۔ وہ زمین پر گھٹنوں کے بل گرا اور رو دیا۔ اونچی آواز میں، بدر عبداللہ اس کا بھائی نہیں تھا۔ سب کچھ تھا۔ اور یوسف عبداللہ کا سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حویلی سے باہر نکلتے کعب بائیک کی طرف آیا تو خولہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ چہرے پر غصہ تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ چھوٹنے پر سر اٹھا کر کعب کو دیکھا۔ وہ بائیک کی چابی اگنیشن میں ڈال رہا تھا۔

"کعب۔"

"جہنم میں گیا کعب۔" وہ رک کر دبا دبا سا چلایا "کس لیے آئی تھیں تم یہاں؟"

"بدر"....

"مر گیا وہ۔ بدر عبداللہ مر گیا خولہ۔ اب کیا تم اس کا سوگ منانا چاہتی ہو؟"

"میں...."اس کی ہچکی نکلی۔

"کیا بن گئی ہو تم خولہ؟ یوسف وہاں تم پر الزام لگاتا رہا اور تم چپ چاپ سن رہی تھیں؟ کہاں گئی وہ خولہ جو خود پر باتیں کرنے والوں کا منہ توڑ دیتی تھی؟ ایک شخص کا غم تمہیں اس قدر".....

"مجھے لگا اس نے تمہیں مار دیا ہے۔" وہ کعب کی بات کاٹ کر بولی تو اس کے الفاظ زبان پر رہ گئے۔ چند لمحے وہ بالکل رک کر خولہ کو دیکھتا رہ گیا۔ وہ ہونٹ کاٹتے آنسو پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ چہرہ شدتِ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ کانپ بھی رہی تھی۔

"تم میرے لیے پریشان تھیں؟" وہ بے یقین ہوا۔

"اُس نے کہا وہ کہانی ختم کرنے جا رہا ہے۔ مجھے لگا، مجھے لگا وہ تمہیں مار دے گا۔"

وہ آنسو جو اس نے ضبط کر رکھے تھے وہ بہہ نکلے۔ وہ کعب کا ہاتھ اٹھاتی آنکھوں سے لگا کر رو دی۔ کعب عباس کا غصہ، غم، اذیت، درد جھاگ کی طرح بیٹھا۔ وہ اس کے لیے پریشان تھی؟ اور وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ بدر کے لیے رو رہی تھی۔

"خولہ"...

"مجھے لگا بھائی کے بعد میں تمہیں بھی کھو دوں گی۔ میں تمہیں نہیں کھونا چاہتی تھی کعب۔ تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتی؟"

نا اسے پیچھے سے گزرتے لوگوں کی پرواہ تھی نا اسے کسی اور کا غم، کعب نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا پھر دونوں ہاتھوں میں اس کے ہاتھ تھامے، خولہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ اب سب ٹھیک ہے۔"

وہ نرمی سے تسلی دے رہا تھا۔ اس نے سر ہلا دیا۔ جھکا سر اٹھا کر کعب کو دیکھا۔

"وہ واقعی مر گیا ہے؟"

اس سوال کے بعد اس کے اندر بھی کچھ مر گیا۔

"میں نہیں جانتا۔ گاؤں کے چند لوگوں نے اس کی لاش، یا شاید اس کا زخمی وجود دیکھا تھا لیکن اب بدر عبداللہ کا کسی کو پتا نہیں چل رہا۔"

خولہ کے اندر کچھ خالی پن سا جمع ہوا۔ ایک خلا جو کبھی نہیں بھرنے والا تھا۔

"تم نے اندر کہا کہ جب بدر نے بھائی کو مارا تھا۔ تم سب جانتے تھے نا؟"

کعب لمحہ بھر کو چپ رہ گیا۔ غصے میں وہ جانے اندر کیا کیا بول گیا تھا۔

"میں جانتا تھا۔ یہ بھی کہ بدر نے ہی رجب کو قتل کیا ہے اور یہ بھی کہ یوسف وہاں موجود تھا۔"

"ھریرہ کہاں ہے؟" سوال غیر متوقع تھا لیکن کعب کے چہرے پر نا گھبراہٹ نظر آئی نا کوئی اور تاثر۔

"وہ شہر ہے۔ اپنے دوستوں کے ساتھ، فی الحال ان سب کے بارے میں نہیں جانتا۔ اب چلیں؟"

اختتام پر اس کے لہجے میں تنبیہ تھی، وہ چاہتا تھا خولہ مزید سوالات نا کرے، وہ جن چیزوں کو راز رکھ رہا تھا وہ راز ہی رہیں۔ اس نے مزید سوال نہیں کیے۔ لیکن اس لمحے اس نے جان لیا کہ کعب عباس شروع سے

WWW.NOVELSHUB.PK

سب جانتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ کچھ کردار پس منظر پر رہ کر داستان اپنی مرضی سے چلاتے ہیں۔ خولہ بلال نے جان لیا کہ کعب عباس وہی کردار تھا۔ وہ شروع سے ہر شے سے واقف تھا۔ اس کا شروع سے ہر چیز میں کردار تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ بدر کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ اسے ھریرہ کا میسج یاد آیا۔ کعب نہیں جانتا تھا کہ اس نے وہ میسج دیکھا تھا۔ اسے میسج کی ٹائمنگ بھی یاد تھی۔ وہ میسج کعب سین کر چکا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ ھریرہ بدر کے پیچھے گیا تھا۔ لیکن اس نے سوالات نہیں کیے۔ بعض جوابات ہمیں کبھی معلوم نا ہوں تو اچھا ہوتا ہے۔

گھر پہنچنے تک وہ خاموش رہی۔ کعب اسے دروازے پر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ وہ خاموشی سے اندر گئی۔ صفیہ شاید کچن میں تھیں۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے دروازہ بند کیا۔ دوپٹہ بیڈ پر پھینکا اور آہستہ سے نیچے بیٹھی۔ ضبط سے روکے گئے آنسو بہہ نکلے۔

"وہ مر گیا بھائی۔ آپ کا قاتل مر گیا۔"

گھٹنوں کے گرد بازوؤں باندھے اس نے سر گھٹنوں میں دے دیا۔ دبی دبی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں۔

"میں نے بددعا دی تھی۔ کیا اسے واقعی میری بددعا لگ گئی؟ وہ واقعی مر گیا؟"

وہ روتی رہی۔ اس نے خود کو یقین دلایا کہ وہ اس لیے رو رہی تھی کہ اس کے بھائی کا قاتل مر گیا تھا۔ اس نے خود کو یقین دلایا کہ وہ اس لیے نہیں رو رہی تھی کہ ملکہ کی کہانی کا سلطان مر گیا تھا۔

لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ آخری بار رو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ ہر غم کو آخری بار رو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو تیزی سے وائرل ہو رہی تھی۔ وہ کسی کمرے کا منظر تھا۔ سیاہ تھری سیٹر صوفے پر بیٹھا شخص جس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے بال جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے۔ وہ کیمرے کو دیکھتا کچھ کہہ رہا تھا۔

"میں بدر عبداللہ یہاں بیٹھے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے رہا ہوں۔ مجھے کہا گیا کہ میں تخت اور کسی شخص میں سے کسی ایک کا انتخاب کروں اور میں اس شخص کا انتخاب کر رہا ہوں۔ میں اپنا تخت چھوڑ رہا ہوں۔"

اس نے ٹیبل پر رکھا ایک لفافہ اٹھایا اور کیمرے کے سامنے بیٹھتے اس لفافے پر دستخط کیے۔ یوں جیسے تخت چھوڑنا عام سی بات تھی۔ دستخط کرتے اس نے وہ کاغذ رکھا اور ایک بار پھر کیمرے کی طرف دیکھا۔

"لیکن.... میں جاتے جاتے بہت سی باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اپنی پارٹی پالیسی کے بارے میں بھی اور اپنے سیاستدانوں کے بارے میں بھی، مجھے کبھی تخت کی خواہش نہیں رہی، میں ہمیشہ اقتدار میں عوام کے لیے آنا چاہتا تھا لیکن اپنے ان تین سالہ سیاسی کیریئر میں مجھے اندازہ ہوا یہاں ہر شخص صرف اقتدار کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ ہر کسی کو صرف تخت کا لالچ ہے، ان سب میں عام عوام کا کوئی نہیں سوچتا۔ مجھے ان سب سے بہت مایوسی ہوئی۔ میں نے پارٹی ممبرز سے بات کی لیکن مجھے دھمکیاں دی گیئں اور اب وقت ہے کہ مجھے یہ کہا جا رہا ہے کہ یا تو تخت کو منتخب کر لوں یا عوام کو، اور بدر عبداللہ عوام کو منتخب کر رہا ہے۔ میں تخت چھوڑ رہا

WWW.NOVELSHUB.PK

ہوں لیکن میں سیاست نہیں چھوڑ رہا۔ میں اپنی پارٹی بناؤں گا اور اگلی مرتبہ اپنی جماعت سے الیکشن لڑوں گا ۔"

وہ پر اعتماد لگ رہا تھا۔ صوفے پر بیٹھے، ایک ہاتھ صوفے کے ہتھے پر جمائے، ٹانگ پر ٹانگ جمائے وقت کا سلطان۔ جسے کوئی شکست نہیں دے سکتا تھا۔

"پاکستان کے سیاسی نظام کو تبدیل ہونے کی ضرورت ہے اور یہ تبدیلی اگر لانے کی کوشش میں کر سکا تو ضرور کروں گا۔ میں عوام سے گزارش کروں گا کہ مجھے آپ سب کی سپورٹ کی ضرورت ہے۔ یہ بہت مشکل کام ہے اور میرا مقصد آپ سب کی بھلائی ہے۔ امید ہے مجھے آپ سب کی طرف سے مکمل تعاون حاصل رہے گا۔"

اس نے آگے کو ہوتے ویڈیو بند کر دی۔ ویڈیو کو شیڈیول کیا اور ایک گھنٹے بعد کا وقت لگا دیا۔ اس سب کے بعد اس نے کئی ثبوت چند نیوز چینلز کو بھیجے، جس میں اس سال کئی حلقوں میں دھاندلی کے واضح ثبوت تھے۔ کئی حلقوں میں جیتنے والے سیاستدانوں کے ناموں کے ساتھ اس نے ان کی کرپشن ڈیٹیلز بھی میڈیا پر دے دیں۔ ایک گھنٹے تک وہ کمرے میں رہا اور سگار پیتے وہ سب خبریں وائرل ہوتے دیکھتا رہا۔

اگر اس کے مخالفین کو لگتا تھا کہ وہ بدر عبد اللہ کو ہرا سکتے تھے تو انہیں غلط لگتا تھا۔ اسے ایک گھنٹہ قبل نواب شاہ کی کال آئی تھی اور وہ جان گیا تھا کہ اس کے دشمن اسے مزید تخت پر نہیں بیٹھنے دیں گے۔ بدر عبد اللہ سے اس کا تخت کوئی نہیں چھین سکتا سوائے اس کے خود کے۔

وہ خولہ کو نہیں چھوڑ سکتا تھا اس لیے اس نے تخت چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اس نے صرف اپنا تخت نہیں چھوڑا تھا۔ اس نے کئی تخت الٹے تھے۔

اس ویڈیو کے وائرل ہونے کے بعد الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ووٹوں کی دوبارہ گنتی کی، نیب حرکت میں آیا، حکومتی اداروں نے تحقیقات کیں اور کئی سیاستدانوں پر دھاندلی کے الزامات لگا کر ان کی سیٹ معطل کر دی گئی۔ کئی عہدیداران پر کرپشن کے الزامات لگا کر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

ان سب میں بدر عبداللہ پر قاتلانہ حملے اور اس کی گمشدگی کی خبر نے مزید سوالات کھڑے کر دیئے۔ عوام کی اکثریت بدر عبداللہ کے سابقہ مقدمے کو بھول کر اس کی بہادری اور جرأت پر اس سے متاثر نظر آئے۔ وزارت کا حلف اٹھانے سے قبل بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے استعفیٰ دینے کے اقدام کو سراہا گیا۔ بدر عبداللہ کی گمشدگی کا الزام ان کی اپنی ہی پارٹی پر ڈال دیا گیا جن کے سیاہ کارنامے سامنے لانے پر بدر عبداللہ کو منظر سے غائب کر دیا گیا تھا۔ اس کے حامیوں نے کئی جگہ توڑ پھوڑ کی، اس کی سابقہ پارٹی دفاتر پر حملے کیے اور مطالبہ کیا کہ بدر عبداللہ کی تلاش پر سنجیدگی دکھائی جائے۔

اگر بدر عبداللہ کہتا تھا کہ اسے سیاست آتی ہے تو وہ صحیح کہتا تھا۔ جس شخص کو اس کی جگہ وزیر خارجہ کا حلف اٹھانا تھا اس کے خلاف عوام نے مظاہرہ شروع کر دیا، ناچار حکومت کو تقریب حلف برداری روکنی پڑی اور وزیر خارجہ کی تعیناتی پر غور کرنا پڑا، یہ وقت ایسا تھا کہ پارٹی جانتی تھی اگر بدر عبداللہ مردہ یا زندہ نا ملا تو ان کے لیے یہ بات خطرے کی تھی۔ لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ بدر عبداللہ تھا کہاں؟

اگر وہ لوگ جانتے تھے تو صرف اتنا کہ اس شخص نے جاتے جاتے گیم پلٹ دی تھی۔

وہ جاتے جاتے کئی تخت الٹ کر گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرخ اینٹوں والی حویلی کی اینٹیں سوگ میں ڈوبی دکھائی دیتی تھیں۔ باغیچے میں لگے پودے گرمی کی شدت سے مرجھا رہے تھے۔ ان کو پانی کی کمی محسوس ہو رہی تھی اور مالی گویا ان کی ضرورت سے غافل نظر آتا تھا۔

ان سب میں سرخ اینٹوں کی سیڑھیاں چڑھتا یوسف کاریڈور سے ہوتا بدر کے کمرے کے سامنے رکا۔ آہستہ سے دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

اندر سب ویسا ہی رکھا تھا۔ اس کا کمرہ آج بھی نفاست کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ بیڈ پر سیاہ چادر رکھی تھی، صوفے پر کشن رکھے تھے، ہر شے ویسے ہی تھی سوائے اس کمرے کے مکین کے۔

ایک ماہ ہو چکا تھا اسے پاگلوں کی طرح بدر کو ڈھونڈتے۔ ہر جگہ اس نے ڈھونڈ لیا تھا۔ مہاراں کے ہر کونے میں اس نے تلاش کروایا تھا لیکن بدر عبداللہ کہیں نہیں تھا۔ بدر عبداللہ کہانی سے جا چکا تھا۔

یوسف تھک کر صوفے کے سامنے نیچے بیٹھا۔ ٹیبل پر ٹیبلٹ رکھا تھا جو بدر ذاتی استعمال کے لیے رکھا کرتا تھا۔ وہ ٹیبلیٹ کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اٹھایا۔ گیلری کھولتے پہلی تصویر اسے ان تینوں کی نظر آئی۔ یوسف،

بدر ھریرہ، وہ تینوں بھائی ساتھ کھڑے تھے۔ درمیان میں سفید شلوار قمیص پہنے بدر تھا، بائیں طرف ھریرہ اور دائیں طرف وہ، بدر ان تینوں کے درمیان نمایاں لگتا تھا، وہ اس تصویر کو دیکھتا رہا۔ آنکھیں نم ہوئیں۔

"میں نے ہر جگہ ڈھونڈ لیا بھائی۔ ہر جگہ، لیکن آپ کہیں نہیں ملے۔ کوئی ایسے بھی منظر سے غائب ہوتا ہے؟ کوئی ایسے بھی اپنے بھائی کو اکیلا چھوڑتا ہے؟"

وہ سر جھکائے اس تصویر کو دیکھتا رہا۔ آنسو سکرین پر گرے۔

"مجھ سے ایک بار مل لیتے آپ، مجھے ایک بار معافی مانگنے کا موقع تو دیتے۔ مجھے ایک بار کہنے دیتے کہ میں شرمندہ ہوں۔ میری غلطیوں کی یہ سزا بہت زیادہ ہے۔ مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی یہ سوچ کر کہ آپ مجھ سے ناراض تھے۔ میں اب آپ کو کیسے مناؤں؟"

اس کا دل غم سے پھٹ رہا تھا۔ کئی راتوں سے، کئی دن سے وہ مسلسل بدر کو تلاش کر رہا تھا لیکن نا وہ زندہ مل رہا تھا نا مردہ۔

"میں تنہا ہوں بھائی۔ ھریرہ بھی یہاں نہیں ہے۔ آپ بھی یہاں نہیں ہیں۔ کوئی یہاں نہیں ہے۔ میں بالکل تنہا ہو گیا ہوں۔ مجھ سے کچھ نہیں ہو پا رہا۔ میں آپ کے بنا اپاہج ہوں، نا میرے کان ہیں نا ہاتھ نا پاؤں، واپس آجائیں پلیز واپس آجائیں۔"

تصویر مکمل آنسو سے بھیگ چکی تھی۔ یوسف نے تصویر پر ہاتھ پھیرا تو اگلی تصویر کھل گئی۔

وہ کئی لمحے اس تصویر کو دیکھتا رہ گیا۔

وہ نین تارہ اور اس کی شادی کی رات کھینچی گئی تصویر تھی۔ درخت تلے کھڑی کوئی لڑکی جو ہنس رہی تھی۔ تصویر صاف تھی، وہ خولہ تھی۔ اس نے سلائیڈ کیا تو اگلی تصویر کھلی، ان کے ولیمے پر کھینچی گئی تصویر جہاں خولہ نیچے کھڑی تھی۔ وہ آگے کرتا گیا، وہاں درجنوں تصاویر تھیں اور ہر تصویر خولہ کی تھی۔ بدر عبداللہ نے اپنے پاس خولہ بلال کی سینکڑوں تصاویر جمع کر رکھی تھیں۔ یوسف کے دل میں درد ہوا، بہت شدید درد۔ وہ کئی لمحے سکرین کو دیکھتا رہا۔ وہ واحد تصویر تھی جس میں خولہ اور بدر دونوں نظر آرہے تھے۔ اسٹیج سے اترتا ہوا بدر اور اسٹیج پر اوپر کی طرف جاتی خولہ، وہ ان کے ولیمے پر بنائی گئی تھی۔ بدر کے ہاتھ پشت پر تھے اور خولہ اپنا دوپٹہ سنبھالتے ہوئے اوپر چڑھ رہی تھی۔ وہ پہلے سٹیپ پر تھا اور وہ آخری سٹیپ پر، خولہ کی نظر جھکی ہوئی تھی اور بدر کی نظر اٹھی ہوئی تھی۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ صاف نظر آتی تھی، آنکھوں کی چمک تصویر میں بھی واضح تھی۔

یوسف کی نظر اس تصویر کے نیچے گئی۔ وہاں دو نام لکھے تھے۔

”خولہ بدر۔“

وہ دونوں ساتھ تھے اور ان کا نام ایک ساتھ جڑا تھا۔ بدر عبداللہ نے اپنا تصور ایک تصویر میں جمع کر رکھا تھا۔

وہ کئی لمحے اس تصویر کو دیکھتا رہا پھر ڈلیٹ کا بٹن دبایا، موبائل نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ واقعی یہ تصویر مٹانا چاہتا ہے؟ اس نے یس پر کلک کیا۔ تصویر مٹ گئی، اس کے بعد اس نے چن چن کر ہر وہ تصویر ڈلیٹ کی

جہاں خولہ تھی۔ وہ خولہ بلال کو اپنے بھائی کی زندگی سے نکال رہا تھا۔ دل سے بھی نکال سکتا تو نکال دیتا۔ کئی تصاویر ڈلیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹیبلٹ بند کر کے میز پر رکھ دیا۔ یوں لگا جیسے خولہ واقعی بدر کی زندگی سے چلی گئی تھی۔

اسی لمحے اس کا موبائل بجا، جیب سے موبائل نکالتے اس نے آنسو صاف کرتے سکرین پر دیکھا۔ وہاں ھریرہ کا نام تھا۔ وہ سکرین کو دیکھتا رہا پھر کال اٹھاتے موبائل کان سے لگایا۔ چند لمحے خاموشی سے سرک گئے۔

"یوسف۔"

"تمہیں غم نہیں ہے ھریرہ؟ تمہیں بھائی کا غم نہیں ہے؟" اس کی آواز میں کاٹ اور دکھ تھا۔ حسیب کے فلیٹ میں صوفے پر پاؤں اوپر کر کے بیٹھے ھریرہ نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

"مجھے غم ہے۔" وہ بمشکل بولا۔

"تمہیں یہاں ہونا چاہیے تھا۔ میرے ساتھ بھائی کو ڈھونڈنا چاہیے تھا۔ تم کہاں ہو؟"

"میں، میں لاہور میں تھا۔" اس نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا۔ گلے میں بہت کچھ اٹکا۔

"لاہور میں؟ تم... واپس آجاؤ ھریرہ، مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

"میں واپس نہیں آؤں گا۔" وہ آہستہ سے بولا۔ اس کے سامنے بیٹھے کعب نے ہاتھوں کو باہم ملائے پلکیں جھپک کر اسے تسلی دی۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"کیوں؟" یوسف چونکا۔

"میں امریکہ واپس جارہا ہوں۔ تم سب سے دور، اپنی، مسکان اور امی کی ٹکٹ بک کروا چکا ہوں۔" اس نے آواز کی نمی پر قابو پایا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے ھریرہ؟ مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر؟ بھائی کو ڈھونڈنے کی کوشش کیے بنا تم واپس کیسے جاسکتے ہو؟" وہ بے یقینی سے بولا۔ ھریرہ کا گلا ضبط سے درد کرنے لگا۔ کعب ہنوز اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے حویلی واپس نہیں آنا۔ وہاں اب میرا دم گھٹ جائے گا۔ میں وہاں نہیں رہ سکتا یوسف۔"

"بھائی کو"...

"بھائی اب نہیں ملیں گے۔ وہ اب کبھی نہیں ملیں گے۔ تم مان لو کہ وہ مر چکے ہیں۔" وہ ضبط کھو کر چلایا تو یوسف کے ہر طرف سکوت چھا گیا۔

"ھریرہ۔۔"

"وہ جا چکے ہیں۔ وہ کہیں کھو گئے۔ میں نہیں جانتا کہاں، مجھے انہیں نہیں ڈھونڈنا، وہ مل گئے تو میں ان کا سامنا نہیں کر پاؤں گا۔ بھائی چلے گئے ہیں یوسف۔ وہ مر گئے ہیں۔" وہ رو رہا تھا۔ کعب نے اسے چپ نہیں کروایا۔ کچن میں چائے بناتے حسیب نے افسوس سے سر ہلاتے کعب کو دیکھا۔ (کتنا بے حس تھا یہ۔)

"نہیں، وہ زندہ ہوں گے... وہ واپس..." یوسف نے سر نفی میں ہلاتے کچھ کہنا چاہا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”وہ نہیں آئیں گے۔ تم مان لو وہ مر چکے ہیں۔ سب ختم ہو چکا ہے۔“ اس نے تک کر زکام زدہ سانس اندر کھینچی پھر کعب کو دیکھا ”مسکان اور امی کو ایک جگہ کا ایڈریس دے رہا ہوں۔ وہاں پہنچادو پلیز۔ “

کال کٹ گئی۔ ہر طرف سکوت چھا گیا۔ یوسف عبداللہ ساکت سا بیٹھا رہ گیا۔ اس کا ارد گرد ختم ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حسیب کے فلیٹ میں بیٹھے ھریرہ نے کال کاٹ کر موبائل پھینکا۔ وہ اس ھریرہ سے مختلف لگتا تھا جسے کعب چند ماہ پہلے سے جانتا تھا۔ بال بکھرے تھے، چہرہ زرد تھا، آنکھوں کے نیچے حلقے تھے، اس کی صحت دن بدن گر رہی تھی۔

”اب افسوس سے کیا ہو گا ھریرہ؟“ کعب کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔ آنکھیں سرخ تھیں۔

”تم نے مجھے جیل کیوں نہیں جانے دیا؟ “

”کیونکہ تم میرے دوست ہو۔ اور دوست بھائی ہوتا ہے۔ یہاں سے جا کر نئی زندگی شروع کرنا۔ یوں سمجھو تم نے کچھ نہیں کیا۔“ حسیب چائے کا کپ لیتا صوفے پر آبیٹھا۔ وہ صرف اپنے لیے چائے بنا کر لایا تھا۔

”تمہیں لگتا ہے میں نئی زندگی شروع کر سکتا ہوں؟ میں نے اپنے ہی بھائی کو قتل “....

”بدر کی لاش نہیں ملی۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ مرا بھی ہے یا نہیں۔“ اس نے ھریرہ کی بات کاٹ دی ”وہاں کوئی نہیں جانتا کہ بدر پر گولی تم نے چلائی تھی۔ کسی کو نہیں معلوم کہ تم نے کچھ کیا ہے۔ “

"تم گئے تھے نا؟ سچ بتاؤ، کیا بھائی وہاں تھے؟ ان کی پلکیں ہل رہی تھیں کعب۔ وہ زندہ ہوں گے۔" اس نے منت سے کعب کو دیکھا۔

"میں گیا تھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ بدر عبداللہ کا دشمن یا دوست اسے وہاں سے لے جا چکا تھا۔ میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے۔" اس نے ھریرہ کو یقین دلانا چاہا۔ حسیب نے موبائل پر جمی نظر اٹھا کر کعب کو دیکھا، چند لمحے دیکھتا رہا پھر سر جھکا لیا گویا وہ بہرہ تھا۔

"میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔" ھریرہ نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ کعب گہری سانس لیتے اٹھا۔

"جو ہوا اسے بھول جاؤ ھریرہ۔ قصاص تمہارا حق تھا۔ دو دن بعد فلائٹ ہے۔ امریکہ جاؤ اور نئی زندگی شروع کرو۔ میں پرسوں آؤں گا۔ فی الحال چلتا ہوں۔"

وہ ھریرہ کے جھکے سر کو دیکھتا باہر بڑھا۔ دروازہ کھولتے بند کرنا چاہا جب کسی کا بوٹ بند ہوتے دروازے کے بیچ آیا۔ کعب رکا۔ سر اٹھا کر دیکھا۔ حسیب دروازہ مکمل کھولتا باہر آیا پھر دروازہ بند کرتے اس سے ٹیک لگا کر جیبوں میں ہاتھ ڈالے آنکھیں سکیڑے کعب کو دیکھا۔ انداز مشکوک تھا۔

"کیا؟" کعب نے ابرو اچکائے۔

"اتنی ہمدردی کیوں کر رہے ہو اس لڑکے سے؟"

"تمہیں جلن ہو رہی ہے؟"

"میں کون سا تمہاری بیوی ہوں جو جلوں گا؟ میرے گھر بٹھا رکھا ہے۔ اس کا باپ بنا دیا ہے مجھے۔ وہ چھوٹا سا لڑکا اتنا معصوم ہے کہ مجھ سے اس کی یہ معصومیت برداشت نہیں ہوتی۔ یہ میرے ساتھ مزید رہا تو میں اس سے زیادہ معصوم بن جاؤں گا۔" وہ گویا اکتایا ہوا تھا۔

"اس کے بینک اکاؤنٹ سے جو رقم آرہی ہے نا اس کا شکریہ ادا کرتے دو دن مزید برداشت کر لو۔" اس نے سنجیدگی سے کہتے ہاتھ سینے پر باندھے۔

"استغفار، توبہ توبہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، گناہگار ہوں لیکن اتنا نہیں کہ کسی کے پیسے چراؤں۔"

"ہاں میں تو جیسے تمہارے دس حج اور چھ عمروں کے وقت تمہارے ساتھ تھا نا؟"

حسیب نے افسوس سے سر ہلایا "حلال کا کماتا ہوں۔ یہ بتاؤ تم واقعی نہیں جانتے کہ بدر عبداللہ کہاں ہے؟" اس نے آنکھیں سکیڑیں۔

"میں کیسے جانتا ہوں گا؟ بتایا تو ہے جب میں گیا وہاں کوئی نہیں تھا۔"

"میں نے یقین کر لیا۔"

"شکریہ۔" وہ ہاتھ جھلاتا لفٹ کی طرف بڑھا "اور اس کے اکاؤنٹ میں کچھ بچا کر رکھ دو اس کے لیے بھی، بچارا امریکہ میں کیسے گزارا کرے گا؟"

پیچھے سے حسیب کا ہنہہ سنتے وہ لفٹ میں اندر داخل ہوا تو چہرہ سپاٹ ہو گیا۔ لفٹ کے آئینے میں اس کا عکس نظر آتا تھا۔

لفٹ نیچے جا رہی تھی۔

وقت آگے بڑھ رہا تھا۔

کہانی ختم ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچ سال بعد!

سرخ حویلی کے پورچ میں گاڑی رکی تو ملازم نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ اندر سے سیاہ پینٹ پر سفید ڈریس شرٹ پہنے یوسف باہر نکلا، بریف کیس ملازم کو پکڑاتے اس نے موبائل پر آتی کوئی کال اٹھائی۔

"جی عرفان صاحب، میں پرسوں آرہا ہوں۔ جی۔"

دوسری طرف کوئی بات سنتے وہ اندر داخل ہوا تو صوفے پر بیٹھی چار سالہ ماورا نے سر اٹھایا پھر نوٹ بک وہیں پھینکتی دوڑ کر آگے بڑھی۔ یوسف نے مسکراتے ہوئے اسے جھک کر اٹھایا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"مما کہاں ہیں؟" ماورا کو گلے لگاتے اس نے پوچھا

"اوپر۔ "

وہ سر ہلاتے کال کاٹتا اوپر کی طرف بڑھا۔ کمرے میں آتے دستک دے کر دروازہ کھولا تو بیڈ پر رکھے کھلونے اٹھاتی نین تارہ نے سر اٹھایا۔ یوسف کو دیکھ کر لمحے بھر کو اپنی جگہ جم گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور اسے کاندھے سے لگایا۔ وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"آپ نے تو ہفتے بعد نہیں آنا تھا؟"یوسف اب ماورا کو نیچے اتار رہا تھا۔ وہ بیڈ پر چڑھ کر وہاں کھڑی ہو گئی۔

"سوچا آپ اکیلی ہو جائیں گی۔ پھر ڈاکٹر سے بات ہوئی تو اس نے کہا ڈیلیوری ڈیٹ قریب آ رہی ہے۔ "

اس نے مسکراتے ہوئے نین تارہ کے ہاتھ تھامے تو وہ مسکرا دی۔

"مسکان سے ملاقات ہوئی؟ "

"ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی طلال کو وقت ملا تو آئیں گے اس سال۔ چچی سے بھی ہوئی تھی، ٹھیک ہیں دونوں۔ "

"اور ھریرہ سے؟"یوسف کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔

"ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ کسی ضروری کام میں مصروف تھا۔ اور اسے لگتا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے نہیں ملنا چاہتا۔"اس نے سر جھٹکا۔ نین تارہ نے اس کا ہاتھ تھپکا۔ وہ لمبی شال لیے ہوئی تھی جس نے اس کا جسم ڈھانپ رکھا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"مما، ہم خالہ کی طرف کب جائیں گے؟"

ماورا نے ان دونوں کی توجہ اپنی طرف کی تو وہ دونوں چونکے۔ یوسف نے ابرو اچکائے۔

"آج خولہ کی طرف جانا تھا۔" اس نے کچھ جھجک کر بتایا۔ یوسف کا چہرہ سنجیدہ ہوا۔

"تیاری کر لیجیے گا۔ میں چھوڑ دوں گا۔"

نین تارہ نے سر ہلا دیا۔ یوسف ماورا کے گال پر بوسہ دیتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ کاریڈور کے آخری سرے پر وہ لمحہ بھر کو رکا۔ آنکھوں میں کچھ ٹوٹا۔

"کاش آپ ہوتے بھائی۔ کاش۔"

پانچ سال ہو گئے تھے اور وہ بدر کو نہیں ڈھونڈ سکا تھا۔ پانچ سال ہو گئے تھے اور وہ خولہ سے تعلقات درست نہیں کر سکا تھا۔ نفرت نہیں رہی تھی لیکن سرد مہری اب بھی تھی۔ اس کی طرف سے بھی اور خولہ کی طرف سے بھی، بات سلام تک رہ جاتی اور یوسف کبھی خولہ سے یہ نہیں کہہ پایا تھا کہ وہ شرمندہ تھا۔ اب اسے احساس ہو گیا تھا کہ بھائی مر جائے تو اس کے قاتل کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے وہ اس نامعلوم شخص سے نفرت کرتا تھا۔

"بابا، ہم ابھی نہیں جا سکتے خالہ سے ملنے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

پیچھے سے ماورا کی آواز پر وہ چونکا۔ وہ اس کے ساتھ کھڑی تھی۔ یوسف نے اسے جھک کر اٹھایا۔

”تھوڑی دیر تک چلیں گے۔ پھر آپ وہاں ڈھیر سارا کھیل لینا۔ “

وہ ماورا کی بات سنتے نیچے بڑھا۔ بدر عبد اللہ کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قبرستان میں پھولوں کی خوشبو کے درمیان چند لوگوں کی بھنبھناہٹ بھی سنائی دیتی تھی۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بنی قبروں میں سے کسی نا کسی پر کوئی کھڑا نظر آتا تھا۔

بیری کے درخت تلے بنی قبر کے سرہانے کعب پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔ دعا مانگ کر ہاتھ چہرے پر پھیرنے کے بعد اس نے ہاتھ میں تھامے شاپر سے پھول نکال کر قبر پر پھینکے۔ اس سے فاصلے پر بنی اس کے بھائی اور باپ کی قبر پر بھی ایسے ہی پھول نظر آتے تھے۔

”تمہاری بہن سے کہا تھا کہ میرے ساتھ چلے لیکن پھر تمہاری قبر پر آنے کے بعد وہ عجیب سی کیفیت میں چلی جاتی ہے۔ اس لیے اس بار میں اکیلا آیا ہوں۔“ اس نے شاپر گول کرتے ہاتھ میں تھاما پھر چند لمحے قبر کو دیکھتا رہا۔

”شاید تم مجھ سے ناراض ہو گے۔ ہونا بھی چاہیے۔ میں وہاں اسے مرنے کے لیے چھوڑ دیتا تو تمہارا انتقام لے سکتا تھا۔ لیکن میں نہیں کر سکا۔ میں قاتل نہیں بن سکا رجب۔ میں بدر عبد اللہ جیسا نہیں بن سکا۔ میں نے اسے بچالیا تاکہ میرا ضمیر زندہ رہ سکے۔“

اس کی آواز مدھم ہوئی۔ قبر پر پھول برابر کرتے اس نے کتبے کو دیکھا۔

”تم ناراض ہو سکتے ہو۔ تم ناراض ہی گئے تھے۔ یہ بوجھ اب تک میرے ساتھ ہے لیکن ایسے ہی صحیح۔ میں قاتل نہیں بن سکا۔ آئی ایم سوری۔“

وہ آہستہ سے اٹھا۔ چند لمحے رک کر قبر کو دیکھا پھر خارجی راستے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدم تھکے ہوئے تھے لیکن کسی چبھن سے آزاد تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چند لمحوں کے لیے پانچ سال قبل اس شام میں واپس جاتے ہیں جب کعب ھریرہ کو چھوڑ کر واپس آیا تو بدر ہنوز وہیں تھا۔ اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا۔

”تین سال پہلے میں اسی طرح اسی جگہ پر بیٹھا تھا جیسے ابھی ھریرہ بیٹھا تھا۔ میری گود میں میرے بھائی کی لاش تھی۔ جیسے اس کی گود میں تُمہاری لاش تھی۔ وقت کتنی تیزی سے گزرتا ہے نا بدر؟“

اس نے افسوس سے بدر کو دیکھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

”تمہیں کبھی احساس ہوا ہو؟ شاید تم نے کبھی سوچا ہو کہ ایک زمین کے لیے تم نے کتنی زندگیاں برباد کی تھیں؟ میری، خولہ کی، رجب، نین تارہ، ہم سب کی زندگیاں تباہ ہو گئیں اور اب تمہاری بھی۔ میں دیکھنا چاہوں گا جب یوسف تمہاری لاش اپنی گود میں رکھ کر روئے گا۔ میں وہ درد اس کے چہرے پر بھی دیکھنا چاہوں گا بدر جو میرے چہرے پر تھا۔ کیونکہ ان سب میں وہ بھی قصوروار تھا۔ “

اس لمحے اسے احساس ہوا کہ بدر کی پلکیں ہلی تھیں، بہت ہلکی سی لیکن وہ ہلی تھیں۔ کعب کی نظر کئی لمحے اس کی پلکوں پر جمی رہیں پھر وہ آہستہ سے اپنا ہاتھ بدر کی ناک کی طرف لے گیا۔ وہ سانس لے رہا تھا۔ بدر عبداللہ زندہ تھا۔ کعب کئی لمحے ساکت بیٹھا رہا پھر جھٹکے سے اٹھا۔ چہرہ سرخ ہوا۔

”میں تمہیں نہیں بچاؤں گا۔ سنا تم نے؟ تم قاتل ہو اور تمہیں مر جانا چاہیے۔ میں تمہیں نہیں بچاؤں گا بدر۔ “

وہ گہری سانس لیتے وہیں کھڑا رہا پھر مڑا، جھاڑیوں تک جا کر وہ رکا۔ سانس تیز ہوا، دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے وہ رکوع کی صورت جھکا، کئی لمحے رکا رہا پھر آنکھیں بند کیں۔

”میں اسے نہیں بچاؤں گا۔ وہ قاتل ہے۔ وہ قاتل ہے۔ بدر قاتل ہے۔ میں اسے نہیں بچاؤں گا۔ “

آواز سرگوشیوں کی صورت لبوں سے نکلتی رہی۔ وہ چند لمحے رکا رہا پھر جھٹکے سے پیچھے مڑا۔ سبزے کے پار بدر کے سامنے بیٹھتے اس نے بدر کے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ وہاں زور سے دبایا۔ اس کے منہ سے پانی باہر نکلا۔ وہ چند لمحے اس کا پیٹ دباتا رہا پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"تم قاتل ہو بدر لیکن میں نہیں ہوں۔ کعب عباس قاتل نہیں ہے اور نا میں ھریرہ کو قاتل بننے دوں گا۔

" وہ نفی میں سر ہلاتے اٹھا، وہ موبائل نہیں لایا تھا۔ ارد گرد دیکھا تو نیچے بدر کا موبائل پڑا تھا۔ اس نے جھک کر وہ اٹھایا۔ پتا نہیں لاک کیا تھا۔ افففف، اس نے بدر کا نام لکھا، ھریرہ کا، یوسف کا، کئی دوسرے نام لکھے لیکن لاک نہیں کھلا،

موبائل اب اسے تنبیہہ کر رہا تھا کہ وہ تیس سیکنڈ بعد نیا نام ڈالے۔ اس نے کمر پر ہاتھ رکھے سوچا، بدر کس کا نام لکھ سکتا تھا؟ کون تھا جس کا نام وہ نہیں بھول سکتا تھا؟

اس کے کوئی بھی نام لکھنے سے قبل موبائل پر کال آنے لگی۔ کعب نے فوراً کال اٹھائی۔ وہ حاشر کا نمبر تھا۔

"سر، آپ نے کہا تھا کہ میں تھوڑی دیر بعد واپس آؤں۔ میں تھوڑے فاصلے پر ہوں۔ کیا آ جاؤں؟"

"میری بات سنو لڑکے۔ یہاں بدر عبداللہ زخمی پڑا ہے۔ آؤ اور اسے لے کر جاؤ۔ ورنہ وہ مر جائے گا۔"

وہ غرایا۔ کال کاٹ دی، موبائل وہیں پھینک کر اس نے نیچے پڑی گن اٹھائی۔ ایک آخری نظر بدر پر ڈالی۔ اور وہاں سے چلا گیا۔

"وہ دونوں ایک جیسے نہیں تھے۔"

حاشر کے آنے اور بدر کو لے جانے تک وہ وہیں رکا رہا۔ دل بھاری ہو رہا تھا لیکن وہ وہیں رکا رہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

آج حال میں وہ قبرستان سے باہر نکل رہا تھا۔ باہر سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔ اس نے ہاتھ میں تھاما شاپر باہر پھینکا۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے اندر بیٹھا اور سر جھٹک دیا۔

چند لمحوں بعد اس کی گاڑی ایک عمارت کے باہر رکتی نظر آ رہی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتے گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دو منٹ گزرے اور اندر سے ڈھیروں بچوں کا ہجوم باہر نکلا۔ چند لمحوں بعد سیاہ لمبی قمیص جو اس کے ٹخنوں سے اوپر آتی تھی اور چوڑی دار پاجامہ پہنے وہ باہر نکلتی دکھائی دی، سیاہ دوپٹہ گلے میں تھا اور سفید چادر سر پر۔ اس کی چال باوقار تھی، اعتماد سے پُر، گردن سیدھی اور نظریں ساتھ چلتے ننھے لڑکے پر تھیں۔ کسی احساس کے تحت نظر اٹھائی تو مسکراہٹ گہری ہوئی۔ بچہ اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا اس سے ہاتھ چھڑاتا تیزی سے کعب کی طرف بڑھا۔ اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور باری باری اس کے دونوں گال چومے۔

"خیریت ہے AC صاحب؟ آج آپ ہمیں خود لینے آئے ہیں؟"

وہ اس کے پاس رکتی مسکرا کر بولی تو کعب ہلکا سا ہنس دیا۔

"سوچا آج آپ کا ڈرائیور بننے کا شرف حاصل کیا جائے۔"

اس نے پیچھے کا دروازہ کھولتے ابراھیم کو پیچھے بٹھایا پھر دروازہ بند کرتے آگے کا دروازہ کھولا تو خولہ مسکراتے ہوئے سیٹ پر بیٹھی۔ کعب اب اپنی طرف کا دروازہ کھول رہا تھا۔

”تنگ تو نہیں کیا اس نے؟ “

”نہیں تو۔ میں نے بالکل تنگ نہیں کیا۔“ پیچھے بیٹھا چار سالہ ابراھیم فوراً بولا تو خولہ نے اسے گھورا۔

”تمہارا بیٹا تم سے دو ہاتھ آگے ہے۔ مجال ہے جو سکون سے بچوں کو پڑھانے دیا ہو۔ “

”کیوں؟ آج اس کی سہیلی نہیں آئی تھی؟“ اس نے مسکراہٹ دباتے بیک ویو مرر میں ابراھیم کو دیکھا تو وہ خفا سا پیچھے ہوا۔

”وہ میری سہیلی نہیں ہے۔ دوست ہے۔“

”جیسا آپ کہیں سائیں۔“ اس نے تابعداری سے سر ہلایا ”ویسے لڑکیوں کے ساتھ کھیلنا بہت بری بات ہے ابراھیم، لڑکوں کو دوست بناؤ یار۔ “

”کہہ کون رہا ہے؟ بچپن میں ہر وقت تم میرے ساتھ رہتے تھے۔ “

”ہمارے ساتھ رجب بھی ہوتا تھا۔“ اس نے خفگی سے جتایا۔ گاڑی کچے راستوں سے ہوتی اب گلی میں رک رہی تھی۔

”لیکن بابا، مما تو کہتی ہیں آپ ان کے ساتھ چپکے رہتے تھے۔ “

کعب نے کچھ خفا سا ہو کر پیچھے رخ موڑا تو ابراھیم فوراً منہ پر انگلی رکھ گیا۔ کعب گاڑی روکتا باہر نکلا اور ابراھیم کی طرف کا دروازہ کھولا۔

”دادی سے کہنا مما بابا آرہے ہیں۔ “

ابراھیم سر ہلاتے فوراً گلی کی طرف بڑھا۔ اس کے گھر کے اندر جانے تک کعب وہیں رکا رہا پھر دوسرے دروازے کی طرف آتے اسے کھولا اور ہاتھ خولہ کی طرف بڑھایا تو وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی باہر نکلی۔

”وہ تنگ کرے گا خالہ کو۔ “

”نہیں کرے گا۔ کم از کم اتنا تو نہیں کرے گا جتنا اس کی ماما اس کے بابا کو کرتی ہیں۔ “

وہ جو گھر کی طرف دیکھ رہی تھی رخ موڑ کر کعب کو خفگی سے دیکھا، دیکھ کر گھورا۔ وہ دیکھنے پر مسکرایا، پھر گھوری پر ہنس دیا۔

”ان نگاہوں سے ایسا مت دیکھو۔ “

”اثر تو تم پر ہوتا نہیں۔ “

”تمہاری نگاہوں کا ہو جاتا ہے۔ “

”قابلِ یقین؟ “

WWW.NOVELSHUB.PK

"اتنی بے یقینی سائیں؟" وہ ہنس دیا۔

"تمہارے معاملے میں ہے۔ "

"اگر میں کہوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ "

وہ چند لمحے کو چپ اسے دیکھتی رہ گئی۔

"آنکھیں بند کر کے یقین کر لوں گی۔" کعب کے لب مسکرائے۔ اس کا ہاتھ تھامے وہ آگے بڑھا۔

"کہاں لے جا رہے ہو؟ "

"ایسے ہی بس۔ تھوڑی دیر تک واپس آجائیں گے۔ "

"اس تھوڑی سی دیر میں ہم کتنا وقت ساتھ گزار لیں گے؟" وہ احتیاط سے اس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔ راستہ پگڈنڈیوں پر مشتمل تھا۔

"جتنا میسر ہوا، جتنا مل سکا، جتنا طے ہوا۔ "

"جناب کو اپنی فرصت میں وقت گزارنا یاد آتا ہے؟ میری مصروفیات کا کیا؟ "

"آپ کا سکول آپ کے بغیر چل جائے گا پرنسپل صاحبہ۔ میرا دفتر میرے بغیر نہیں چلتا۔ "

WWW.NOVELSHUB.PK

”سکول کا سارا کام مجھے دیکھنا ہوتا ہے اور اوپر سے تمہارا بیٹا اتنا تنگ کرتا ہے۔“

”میرا بیٹا؟ وہ ہمارا مشترکہ ہے۔“

”حرکتیں تو ساری تمہارے جیسی ہیں۔ بس خوبصورت میرے جیسا ہے۔“ وہ اترائی۔ کعب نے رک کر اسے دیکھا۔ لبوں کے کونے مسکرائے۔

”معترف۔“

”کہ وہ تمہارے جیسا ہے؟“

”کہ وہ تمہارے جتنا خوبصورت ہے۔“ خولہ کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے۔ کعب نے مسکراہٹ دبائی۔

”واپس چلو اب۔ نین تارہ نے آنا تھا۔ شیر دل بھی پہنچ چکا ہوگا۔“

وہ اس کی نظروں سے پزل ہوتی نظریں چرا گئی۔ کعب نے سر ہلا دیا۔

”صاف صاف کہو تم شرما رہی ہو۔“

”جی نہیں۔ تم سے میں کیوں شرمانے لگی؟“

”خوش قسمتی سے ہمیں آپ کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہے۔“

اس نے نظریں اٹھا کر کعب کو دیکھا۔ وہ سیاہ پینٹ پر سیاہ شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ بازوں کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔ ایک ہاتھ جیب میں تھا اور دوسرے سے خولہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ ان پانچ سالوں میں اگر کچھ نہیں بدلا تھا تو وہ کعب عباس تھا۔ اس کے ارد گرد ہر شے بدل گئی تھی۔ وہ خود بھی، ابراھیم کی پیدائش کے بعد یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے پھر پڑھائی میں سر کھپانے کے دوران کعب نے جس طرح اس کا ساتھ دیا تھا وہ اسے شکریہ کہنا بھی چاہتی تو نا کہہ پاتی۔ ابراھیم کے آنے نے جیسے زندگی کو نئی ڈگر پر چلایا تھا۔

سی ایس ایس کا امتحان پاس کرنے کے بعد جوائننگ پھر ٹریننگ کے لیے کعب ایک طویل عرصہ گھر سے باہر رہا تھا اور یہ وہ وقت تھا جب اس نے مضبوط بننا سیکھ لیا تھا۔ جب تک کعب کی پوسٹنگ ہوئی تب تک ابراھیم ان کی زندگی میں آ چکا تھا اور اس کے بعد خولہ بلال کا اصل امتحان شروع ہوا۔ اس نے پڑھائی اور ابراھیم کو ایک ساتھ سنبھالا تھا۔ کعب سے جتنا ہو سکتا وہ اس کی مدد کرتا تھا۔ اکثر وہ پڑھ رہی ہوتی اور وہ اپنے اہم کام چھوڑ کر ابراھیم کو سنبھال رہا ہوتا۔ کئی بار تو وہ کعب کے سامنے بیٹھ کر روئی تھی کہ اس سے یہ سب نہیں ہو رہا۔

”میں ساتھ ہوں لیکن تم ہمت نہیں ہارو گی۔“

اس کا سکون درہم برہم ہو گیا تھا لیکن کعب عباس نے اس کی نہیں سنی، وہ مانتی نہیں تھی لیکن جس مقام پر وہ آج تھی وہ کعب کی وجہ سے تھا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

اس نے اپنی زمین بیچ کر اس کی یونیورسٹی کی فیسز بھری تھیں۔ ہر روز آنے لے جانے کی ذمہ داری نبھائی تھی۔ اس کی پڑھائی میں اس سے زیادہ خوار ہوا تھا۔ اور اب جب وہ گاؤں میں اپنا سکول کھول چکی تھی تو وہ برملا کہتی تھی کہ یہ سب کعب کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔ حالانکہ وہ چاہتا تھا کہ خولہ سی ایس ایس کرے لیکن اس نے منع کر دیا۔

”بھائی چاہتا تھا کہ وہ گاؤں میں سکول کھولے۔ میں اس کا میرے لیے دیکھا گیا خواب پورا نہیں کر سکتی لیکن اس نے جو خواب خود کے لیے دیکھا تھا وہ پورا کر سکتی ہوں۔“

اس نے یوسف سے کہا کہ وہ ان کی زمین واپس کر دے جو ان کے قبضے میں تھی، وہی زمین جس کی وجہ سے یہ سب ہوا تھا اور یوسف نے اس کی زمین واپس کر دی۔ وہ زمین بیچ کر کعب نے سکول تعمیر کروایا تھا اور اب وہاں گاؤں کے بچوں کو مفت تعلیم دی جا رہی تھی۔

رہا کعب تو وہ آج بھی ویسا تھا۔ راز سا، اس نے ان سالوں میں اس سے کبھی بدر عبد اللہ کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔ وہ نہیں جاننا چاہتی تھی کہ وہ جانتا ہے یا نہیں۔ وہ بدر عبد اللہ کے بارے میں کچھ نہیں جاننا چاہتی تھی۔ اس نے بدر عبد اللہ کو سوچنا چھوڑ دیا تھا۔

”میں کوشش کر رہا ہوں کہ کسی این جی او سے بات کر کے سکول کے قریب ایک سینٹر کھلوا لیں تا کہ جو خواتین گھروں میں وقت ضائع کر رہی ہیں ان کو کچھ ہنر سکھا سکیں۔“

کعب کی بات سنتے وہ خیالات سے باہر آئی۔ چہرے پر کچھ جوش سا آیا۔

WWW.NOVELSHUB.PK

"یہ بیسٹ ہو گا۔ تم دیکھو اگر ہم لوگوں کو ہنر سکھا سکیں تو"....

وہ مستقبل کا سوچ رہی تھی۔ کعب مسکراتے ہوئے اسے سنتا رہا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہے۔

قصہ گو نے قلم آخری صفحے پر رکھ کر اختتام لکھا۔

"کہانی کے اختتام پر کہانی مکمل تھی لیکن کردار نہیں۔"

اس نے صفحات سمیٹے۔ کتاب بند کی اور وقت کے سفر میں واپسی کی طرف پلٹ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوات کے کچے راستے پر چلتی سیاہ گاڑی ایک پرائیویٹ کلینک کے سامنے رکی تو دروازہ کھول کر نواب شاہ باہر نکلا۔ سیاہ کوٹ درست کرتے وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تو سامنے سے دروازے کی طرف آتا لڑکا تیزی سے اس تک آیا اور سلام کیا۔

"ڈاکٹر اندر ہے؟"

"جی سر۔"

وہ ہنکار بھرتے کمرے کی طرف آیا اور اندر دیکھا۔

ڈھیروں مشینوں کے بیچ بیڈ پر لیٹا شخص جس کے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا، سیاہ سلکی بال جو بکھرے تھے ،وہی خوبصورت چہرہ جو بیماری میں بھی ویسا ہی لگتا تھا۔ ہاتھوں پر لگی مختلف مشینیں اور زندگی اور موت کے بیچ موجود بدر عبد اللہ۔

"السلام علیکم سر۔"

نواب شاہ نے رخ موڑ کر دیکھا۔ سفید اوور آل پہنے ڈاکٹر پیچھے کھڑا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ کیسا ہے اب بدر؟"

"جیسے پہلے تھے۔ پانچ سال سے ان کی حالت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔" ڈاکٹر مایوسی سے کہہ رہا تھا۔

"کوئی امید؟"

"مریض خود ہی ٹھیک نہیں ہونا چاہتا سر، ان کا جسم کسی طرح کے علاج پر رسپانس نہیں دے رہا۔"

"مجھے صاف صاف بتاؤ ڈاکٹر۔ کیا یہ ٹھیک ہو جائے گا یا نہیں؟" وہ اکتائے۔

"امید ہے بھی اور نہیں بھی۔ آپ جانتے ہیں انہیں کس حال میں میرے پاس لایا گیا تھا۔ ان کی زندگی کا بچنا بہت مشکل تھا لیکن وہ بچ گئے، میں آج تک حیران ہوں۔ لیکن بدر صاحب کو لاہور سے یہاں لانے کا فیصلہ میں ایک بار پھر کہوں گا کہ غلط تھا۔ بہتر ہو گا آپ انہیں اسلام آباد یا لاہور شفٹ کر دیں۔ وہاں بہتر سہولیات فراہم کی جا سکتی ہیں۔ یہاں چھوٹے سے علاقے میں میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

"تم جو کر سکتے ہو وہ کرو۔ جس چیز کی ضرورت ہو وہ میں مہیا کر دوں گا۔"

وہ کروفر سے کہتے دروازے پر کھڑے حاشر کی طرف گئے۔

"بدر کو اکیلا مت چھوڑنا حاشر، میں واپسی پر چکر لگاؤں گا۔"

حاشر نے سر ہلا دیا "ڈاکٹر ٹھیک کہہ رہا ہے سر۔ ہم انہیں اسلام آباد بھی تو شفٹ کر سکتے ہیں۔"

"یہ خطرناک ہو گا۔ بدر جتنی دشمنیاں بنا کر آیا تھا اس کے بعد اسے اسلام آباد میں زندہ رکھنا مشکل ہو گا۔ پارٹی کے جن لوگوں کو اس نے دشمن بنالیا تھا وہ خطرناک ہیں۔"

وہ پر سوچ لگتے تھے۔ نظر دروازے کے پار موجود بیڈ پر بے بس لیٹے بدر پر گئیں۔

"ہم یوسف سر کو بھی تو بتا سکتے ہیں۔"

"کسی کو بھی نہیں حاشر، اس کے بھائی کو بھی نہیں۔ بدر کو ٹھیک ہونے دو پھر ہم دوبارہ سے ایک کھیل ترتیب دیں گے۔"

"آپ کو یقین ہے بدر سر ٹھیک ہو جائیں گے؟"

WWW.NOVELSHUB.PK

”مجھے سو فیصد یقین ہے وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اسے کوئی نہیں ہرا سکتا۔ لیکن تم دھیان رکھنا کہ کسی کو اس بارے میں علم نا ہو۔ صرف تم اور میں جانتے ہیں بدر کے بارے میں۔ اور کوئی نہیں۔“ وہ آگے بڑھنے گے لیکن پھر رکے۔ ”وہ آدمی کون تھا جس نے تمہیں کال کی تھی؟“

”میں نہیں جانتا۔ میں آج تک اسے ڈھونڈ نہیں پایا۔“

نواب شاہ ہنکار بھرتے واپس جا رہے تھے۔ حاشر ان کے ساتھ تھا۔ شیشے کے دروازے کے پار موجود شخص ہنوز بے حس و حرکت لیٹا تھا۔ بہت غور کرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ اس کے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی ہلکی سی ہلی تھی، لیکن وہ حرکت کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔

اور کاریڈور کی روشنی سے نظر ہٹا کر ڈاکٹر کے کمرے کی طرف دیکھو تو سٹاف بوائے اندر داخل ہوا اور ڈاکٹر مظہر کو دیکھا۔

”سر آپ کی کال آئی تھی جب آپ نواب صاحب کے ساتھ تھے۔“

”کس کی؟“ اُنھوں نے فائل پر جھکا سر اٹھایا۔ ساتھ ہی موبائل پر نظر ڈالی۔ موبائل پر نظر آتا نام اور سٹاف بوائے کے منہ سے ایک نکلنے والا نام ایک ہی تھے۔

”کعب عباس۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

WWW.NOVELSHUB.PK

"داستان کا اختتام نہیں سنو گی؟"

سیڑھیوں پر کھڑی لڑکی رکی۔ پلٹ کر قصہ گو کو دیکھا۔

"مجھے نہیں سننا اختتام۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔" وہ کاندھے اچکاتا ان سامعین کی طرف رخ موڑ گیا جو اس کے سامنے بیٹھے تھے۔ ایک بمشکل آنکھیں کھولے اور دوسرا سو رہا تھا۔

"تو ایسا ہوا کہ واپسی پر شہزادہ بادشاہ کی بیٹی سے ملاقات کرنے گیا اور اس سے کہا کہ وہ شرط پوری کر چکا ہے۔ شہزادی نے اسے مایوسی سے بتایا کہ وہ سکے محافظ کو دان کر چکی ہے اور اب وہ محافظ کی بیوی ہے۔ اس لیے شہزادے کو چاہیے کہ وہ اسے بھول جائے لیکن شہزادے کے لیے یہ ممکن نہیں تھا۔ وہ شہزادی کو بہت پسند کرتا تھا۔ اس نے بادشاہ سے ملاقات کی اور اسے قائل کرنا چاہا۔ بادشاہ نے منع کر دیا، شہزادے کو عتاب آ گیا۔ وہ اپنے ملک کا سلطان تھا۔ اسے ناں نہیں کی جاتی تھی۔ اس نے غصے میں بادشاہ کو قتل کر دیا۔" اس نے کن اکھیوں سے سیڑھیوں پر کھڑی لڑکی کو دیکھا جو بظاہر اسے نہیں سن رہی تھی۔ "بادشاہ کے انتقال پر ہر طرف سوگ چھا گیا۔ وزراء نے فوری طور پر محافظ کو سلطنت کا نیا سلطان مقرر کر دیا۔ چند دن کے سوگ کے بعد نئے سلطان نے شہزادے کو اپنی سلطنت سے ملک بدر کر دیا۔ شہزادے کا خیال تھا کہ وہ اپنے ملک واپس جا کر فوج لے کر آئے گا اور جنگ کا اعلان کرے گا لیکن راستے میں سمندر کے بیچ جہاز خراب ہو گیا اور سلطان اپنے سپاہیوں سمیت سمندر میں ڈوب گیا۔"

WWW.NOVELSHUB.PK

قصہ گو خاموش ہوا، نیند سے جھولتی لڑکی کی نیند غائب ہو گئی۔ اس کا منہ کھلا۔ قصہ گو کی نظر سیڑھیوں پر کھڑی لڑکی پر گئی۔ وہ مسکینیت سے مسکرایا۔

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ سلطان کیسے مر سکتا ہے؟"

وہ پیر پٹختی قصہ گو تک آئی۔ وہ چارپائی سے کھڑا ہوا۔

"اس کی کشتی میں سوراخ تھا۔ پانی کے اندر آنے سے کشتی ڈوب گئی۔"

"ایسے کیسے سوراخ تھا؟ محافظ کو کشتی دیکھ کر دینی چاہیے تھی۔ وہ اتنا بڑا سلطان تھا۔ ایسے...." وہ یکدم رکی۔ چہرے پر چونکنے کے تاثرات آئے۔ "محافظ نے جان بوجھ کر سلطان کو سوراخ والی کشتی دی؟ تاکہ وہ اپنے بادشاہ کا بدلہ لے سکے۔ ہیں نا؟"

وہ سوچ سوچ کر صدمے سے کر بول رہی تھی۔ قصہ گو مسکرایا۔

"بعض اوقات طاقتور لوگوں سے سرعام جنگیں نہیں لڑی جا سکتیں۔ پس منظر میں رہ کر جنگ لڑی جاتی ہے۔ اور محافظ بہادر تھا لیکن ذہین زیادہ تھا۔"

"وہ محافظ کون تھا؟"

"وہ بادشاہ کی بیٹی کو بچپن سے پسند کرتا تھا اور اسے بچانا چاہتا تھا۔"

”کس سے ؟اس سلطان سے جو سچی محبت کرتا تھا؟ کتنا غلط کیا آپ نے سلطان کے ساتھ بھائی۔“ اسے قصہ گو سے شکوے تھے جس نے کہانی میں اس کے پسندیدہ کردار کو مار دیا تھا۔ قصہ گو نے کاندھے اچکائے۔

”یہ کہانی تھی اور ہر کہانی کا اختتام پسند کے مطابق ہو یہ ضروری تو نہیں؟“ وہ اپنا جوتا پہنتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا پھر وہاں جاکر رکا اور پلٹ کر ناراض کھڑی لڑکی کو دیکھا۔

”کیا میں نے تمہیں یہ بتایا کہ سلطان کو تیرنا آجاتا تھا؟“

وہ مسکرا کر کہتا نیچے بڑھ گیا۔ چھت پر کھڑی لڑکی چند لمحے کو وہیں کھڑی رہی پھر پلٹ کر نیچے بیٹھے دوسرے ساتھیوں کو دیکھا۔

”بھائی ساری کہانیاں ایسی ہی بناتا ہے اور ان کا اختتام اپنی مرضی سے کر دیتا ہے۔ میں آئندہ اس کی کوئی کہانی نہیں سنوں گی۔ ہنہہ۔“ وہ غصے سے نیچے جا رہی تھی۔ کہانی کا اختتام اس کی پسند کے مطابق نہیں ہوا تھا ۔اس کا پسندیدہ کردار کہانی میں نہیں رہا تھا۔

سیڑھی پر رک کر اس نے نیچے دیکھا۔

قصہ گو نیچے اتر رہا تھا

اس کا سر جھکا ہوا تھا

شاید وہ کوئی نئی داستان سوچ رہا تھا

نئے کردار، نیا قصہ، نئی کہانی

جس کا اختتام آغاز سے پہلے طے تھا

اور ضروری تو نہیں کہ ہر کہانی کا اختتام ہماری پسند کے مطابق ہو؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

ناولز حب

WWW.NOVELSHUB.PK

ناولز حب ایک انقلابی اردو ادب پبلشنگ ادارہ ہے۔

ناولز حب ہر طرح کے ناول، کہانی، اور افسانہ کو شائع کرنے کے لیے کام کرتا ہے۔
اگر آپ ایک لکھاری ہیں یا اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں تو ناولز حب آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔
ناولز حب کا کام صرف ویب سائٹ پر پبلش نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ناولز حب کے فیسبک گروپ، ناولز حب فارم کمیونٹی پر بھی شائع کیا جاتا ہے۔
لیکن یاد رہے ناولز حب کسی بھی قسم کی غیر اخلاقی تحریر اور بولڈ ناولز کو سپورٹ نہیں کرتا۔
اپنی تحریر کو ناولز حب کے کسی بھی ادارے پر ارسال کر سکتے ہیں یا پھر درج ذیل دیے گئے لنکس اور نمبر پر رابطہ کریں..!

SEND US YOUR NOVEL IN MS WORD FILE OR IN TEXT FORM WITH FOLLOWING DETAILS

- STORY NAME :
- WRITER NAME:
- STORY THEME :
- STORY STATUS (COMPLETE OR ONGOING) :
- STORY DESCRIPTION (IN URDU) :
- INSTAGRAM ID (WITH SAME SPELLINGS):

ON OUR EMAIL ADDRESS.

NOVELSHUBOFFICIAL@GMAIL.COM

EMAIL US YOUR NOVEL/EPISODE ON GIVEN ABOVE DETAILS.
ALL DETAILS ARE COMPULSORY TO SEND.

لکھاری اپنا کام فارم کمیونٹی اور فیسبک گروپ میں پوسٹ کر سکتے ہیں۔

FACEBOOK GROUP LINK :

HTTPS://WWW.FACEBOOK.COM/GROUPS/303089327711821/

FORUM COMMUNITY LINK :

HTTPS://NOVELSHUB.PK/COMMUNITY/

کسی بھی قسم کی معلومات کے لئے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

03205397046

یا ہمارے انسٹاگرام پیج پر ہماری ٹیم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

HTTPS://WWW.INSTAGRAM.COM/NOVELSHUB/

منجانب
انتظامیہ ناولزحب